بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہُ"(بخاری، حدیث نمبر:۵۰۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"تم میں بہترین مسلمان وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسرں کو سکھائے"۔

www.KitaboSunnat.com

عام فہم تفسیر القرآن

(2)

ترجمہ: عبدالرحمٰن کیلانیؒ

یہ تفسیر دنیا کے مشہور تفاسیر کا خلاصہ ہے جن میں خاص طور سے تفسیر ابن کثیر، احسن البیان مکہ مکرمہ، ترجمان القرآن از مولانا ابوالکلام آزادؒ، تفسیر تیسیر القرآن از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی، تیسر الرحمن از مولانا محمد لقمان حفظہ اللہ، تفسیر ثنائی از مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ اور دیگر اہم تفاسیر بھی شامل ہیں۔

مرتب: مولانا عبدالسلام عمری

معاونین: مولانا ابوانس شمیم، مولانا حافظ ساجد ندوی، مولانا ذاکر اللہ اثری، حافظ بدر انجم

ناشر: ادارہ اشاعت القرآن (رجسٹرڈ نمبر 601)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : "خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ" (بخاری، حدیث نمبر: ۵۰۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں بہترین مسلمان وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسرں کو سکھائے''۔

عام فہم تفسیر القرآن

ترجمہ: عبدالرحمٰن کیلانیؒ

یہ تفسیر دنیا کے مشہور تفاسیر کا خلاصہ ہے جن میں خاص طور سے تفسیر ابن کثیر، احسن البیان مکہ مکرمہ، ترجمان القرآن از مولانا ابوالکلام آزادؒ، تفسیر تیسیر القرآن از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی، تیسر الرحمن از مولانا محمد لقمان حفظہ اللہ، تفسیر ثنائی از مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور دیگر اہم تفاسیر بھی شامل ہیں۔

مشرف: عبدالعزیز صاحب

مرتبین: مولانا عبدالسلام عمری

اور

مولانا ابوانس شمیم، مولانا حافظ ساجد ندوی، مولانا ذاکراللہ اثری، حافظ بدرانجم

معاونین: ثناء اللہ صاحب، سلیم خان صاحب، اکمل الدین حسین صاحب، ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب

ناشر: ادارۂ اشاعت القرآن (رجسٹرڈ نمبر 601)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳	المومنون	۷۴	777
۲۴	النور	۱۰۲	803
۲۵	الفرقان	۴۲	825
پ۱۹	وقال الذين		830
۲۶	الشعرآء	۴۷	842
۲۷	النمل	۴۸	861
پ۲۰	امّن خلق		873
۲۸	القصص	۴۹	880
۲۹	العنکبوت	۸۵	905
پ۲۱	اتل ما اوحی		916
۳۰	الروم	۸۴	923
۳۱	لقمٰن	۵۷	938
۳۲	السجدہ	۷۵	947
۳۳	الاحزاب	۹۰	954
پ۲۲	ومن یقنت		963
۳۴	سبا	۵۸	978
۳۵	فاطر	۴۳	993
۳۶	یٰسٓ	۴۱	1006
پ۲۳	ومالی		1010
۳۷	الصّٰفّٰت	۵۶	1021
۳۸	صٓ	۳۸	1038
۳۹	الزمر	۵۹	1049
پ۲۴	فمن اظلم		1057
۴۰	المؤمن	۶۰	1066
۴۱	حٰمٓ السجدہ	۶۱	1084
پ۲۵	الیہ یرد		1095
۴۲	الشوریٰ	۶۲	1098
۴۳	الزخرف	۶۳	1112
۴۴	الدخان	۶۴	1128
۴۵	الجاثیة	۶۵	1136
پ۲۶	حٰمٓ		1145
۴۶	الاحقاف	۶۶	1145
۴۷	محمّد	۹۵	1156
۴۸	الفتح	۱۱۱	1165
۴۹	الحجرات	۱۰۶	1175
۵۰	قٓ	۳۴	1181
۵۱	الذٰریٰت	۶۷	1188
پ۲۷	قال فما خطبکم		1192
۵۲	الطور	۷۶	1196
۵۳	النجم	۲۳	1205
۵۴	القمر	۳۷	1214
۵۵	الرحمٰن	۹۷	1223
۵۶	الواقعہ	۴۶	1232
۵۷	الحدید	۹۴	1240
پ۲۸	قد سمع اللہ		1248
۵۸	المجادلة	۱۰۵	1248
۵۹	الحشر	۱۰۱	1256
۶۰	الممتحنة	۹۱	1264
۶۱	الصف	۱۰۹	1271
۶۲	الجمعة	۱۱۰	1276
۶۳	المنافقون	۱۰۴	1280
۶۴	التغابن	۱۰۸	1284
۶۵	الطلاق	۹۹	1288
۶۶	التحریم	۱۰۷	1293

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۷	الملك	۷۷	1297
۶۸	القلم	۲	1302
۶۹	الحاقة	۷۸	1309
۷۰	المعارج	۷۹	1315
۷۱	نوح	۷۱	1320
۷۲	الجن	۴۰	1324
۷۳	المزمل	۳	1329
۷۴	المدثر	۴	1332
۷۵	القيمة	۳۱	1337
۷۶	الدهر	۹۸	1341
۷۷	المرسلات	۳۳	1346
۷۸	النبا	۸۰	1350
۷۹	النازعات	۸۱	1354
۸۰	عبس	۲۴	1357
۸۱	التكوير	۷	1359
۸۲	الانفطار	۸۲	1362
۸۳	المطفّفين	۸۶	1364
۸۴	الانشقاق	۸۳	1368
۸۵	البروج	۲۷	1370
۸۶	الطارق	۳۶	1373
۸۷	الاعلیٰ	۸	1376
۸۸	الغاشيه	۶۸	1377
۸۹	الفجر	۱۰	1380
۹۰	البلد	۳۵	1382
۹۱	الشمس	۲۶	1385
۹۲	الليل	۹	1387
۹۳	الضحیٰ	۱۱	1390
۹۴	الشرح	۱۲	1391
۹۵	التين	۲۸	1392
۹۶	العلق	۱	1395
۹۷	القدر	۲۵	1398
۹۸	البينة	۱۰۰	1400
۹۹	الزلزال	۹۳	1402
۱۰۰	العٰديٰت	۱۴	1403
۱۰۱	القارعة	۳۰	1405
۱۰۲	التكاثر	۱۶	1406
۱۰۳	العصر	۱۳	1407
۱۰۴	الهُمزة	۳۲	1409
۱۰۵	الفيل	۱۹	1410
۱۰۶	القريش	۲۹	1412
۱۰۷	الماعون	۱۷	1413
۱۰۸	الكوثر	۱۵	1414
۱۰۹	الكافرون	۱۸	1415
۱۱۰	النصر	۱۱۴	1416
۱۱۱	اللهب	۶	1418
۱۱۲	الاخلاص	۲۲	1419
۱۱۳	الفلق	۲۰	1420
۱۱۴	الناس	۲۱	1422

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ المؤمنون

سورۃ المومنون مکی ہے' اس میں ۱۱۸ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں۔

تعارف: اس سورہ میں اللہ تبارک وتعالی نے مومنوں کی کامیابی کی بشارت دی ہے۔ اہل ایمان کو اللہ تعالی نے کامیابی کا راستہ دکھلایا' اگر اہل ایمان اس راستے پر چلیں گے تو ان شاء اللہ ضرور کامیاب ہونگے' قرآن میں کامیاب اہل ایمان کے جو صفات بیان کئے گئے ہیں مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے اندر ان صفات کو پیدا کریں جو نماز پڑھتے ہیں' بے کار باتوں سے منہ موڑتے ہیں' پنے مالوں کی زکوۃ ادا کرتے ہیں' زنا نہیں کرتے امانت دار ہوتے ہیں وعدوں کے پابند ہوتے ہیں۔

اٰیاتها ١١٨ ٢٣ سُوۡرَةُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ مَكِّيَّةٌ ٧٤ رکوعاتها ٦

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

الجزء ١٨
قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ
خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ
مُعۡرِضُوۡنَ ﴿ۙ۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ۙ﴿۴﴾
وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِفُرُوۡجِہِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤی
اَزۡوَاجِہِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُمۡ فَاِنَّہُمۡ غَیۡرُ
مَلُوۡمِیۡنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ
ہُمُ الۡعٰدُوۡنَ ۚ﴿۷﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَ
عَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ ۙ﴿۸﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِہِمۡ
یُحَافِظُوۡنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِیۡنَ وقف لازم
یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۱﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ایماندار لوگ کامیاب ہو گئے (۱) جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں (۲) اور جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں (۳) اور جو زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں (۴) اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (۵) سوائے اپنی بیویوں اور کنیزوں کے جو ان کے قبضہ میں ہوں کیونکہ ان کے معاملہ میں ان پر کوئی ملامت نہیں (۶) البتہ ان کے سوا جو کوئی اور ذریعہ چاہے تو ایسے ہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں (۷) اور جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس رکھتے ہیں (۸) اور جو اپنی نمازوں پر محافظت کرتے ہیں (۹) یہی لوگ ایسے وارث ہیں (۱۰) جو فردوس کے مالک ہونگے اور اسمیں دائمی رہیں گے (۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تشریح آیات: اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت سے آیت (۱۱) تک مومنوں کی وہ صفات بیان کی ہیں جن سے متصف ہونے کی صورت میں ان سے فلاح اور کامیابی کا وعدہ کیا گیا ہے اور اس فلاح سے مراد جہنم سے نجات اور حصول جنت ہے۔ جیسا کہ اسکی صراحت آیت (۱۱) میں آ گئی ہے اور سورہ آل عمران آیت (۱۸۵) میں بھی اصل کامیابی جہنم سے نجات اور حصول جنت کو بتایا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو شخص جہنم سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا۔ (تیسیر الرحمن)

فلاح کے لغوی معنی ہیں چیرنا کاٹنا، کاشت کار کو بھی فلّاح کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کو چیر پھاڑ کر اس میں بیج بوتا ہے (مفلح) کامیاب بھی وہ ہوتا ہے جو صعوبتوں کو قطع کرتے ہوئے مطلوب تک پہنچ جاتا ہے یا کامیابی کی راہیں اس کیلئے کھل جاتی ہیں اس پر بند نہیں ہوتیں۔ شریعت کی نظر میں کامیاب وہ ہے جو دنیا میں رہ کر اپنے رب کو راضی کر لے اور اس کے بدلہ آخرت میں اللہ کی رحمت و مغفرت کا مستحق قرار دیا جائے۔ اسی کے ساتھ دنیا کی سعادت و کامرانی بھی میسر آ جائے تو سبحان اللہ ورنہ اصل کامیابی تو آخرت ہی کی کامیابی ہے اسی آیت میں مومنوں کو کامیابی کی نوید سنائی گئی ہے جن میں ذیل کی صفات ہوں گی۔ (احسن البیان)

پہلی صفت یہ ہے کہ وہ مومنین اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں یعنی سکون و اطمینان کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں ادھر اُدھر نہیں جھانکتے ان کے دلوں پر رقت طاری ہوتی ہے اور بسا اوقات اللہ کے خوف سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں نماز میں خشوع کی اہمیت کے پیش نظر بعض علماء نے اُسے فرض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ طٰہٰ آیت (۱۴) میں فرمایا ہے ''میرے نبی مجھے یاد کرنے کے لئے نماز قائم کیجئے'' اسی لئے اگر کوئی شخص نماز میں خشوع نہیں اختیار کرتا ہے بلکہ اس کا دل غافل رہتا ہے تو اس نے نماز کی غرض و غایت پوری نہیں کی۔ (تیسیر الرحمن) خشوع سے مراد قلب و جوارح کی یکسوئی اور انہماک ہے۔ قلبی یکسوئی یہ ہے کہ نماز کی حالت میں بہ قصد خیالات و احساس کے ہجوم سے دل کو محفوظ رکھے اور اللہ کی عظمت و جلالت کے نقش اپنے دل پر بٹھانے کی سعی کرے۔ اعضاء و جوارح کی یکسوئی یہ ہے کہ اِدھر اُدھر نہ دیکھے کھیل کود نہ کرے بالوں اور کپڑوں کو سنوارنے میں نہ لگا رہے بلکہ خوف و خشیت اور عاجزی و فروتنی کی ایسی کیفیت طاری ہو جیسے عام طور پر بادشاہ یا کسی بڑے شخص کے سامنے ہوتی ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۳: لغو سے مراد فضول اور بیکار مشغلے اور کھیل بھی ہو سکتے ہیں۔ ایسے کھیل نہیں کھیلتے جن میں محض وقت کا ضیاع ہو بلکہ ایسے کھیل کھیلتے ہیں جن سے کوئی دینی فائدہ بھی حاصل ہوتا ہو۔ جیسے جہاد کی غرض سے تیراک، نیزہ بازی، تیر اندازی اور نشانہ بازی وغیرہ اور لغو سے مراد بیہودہ اور فضول باتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ جیسے فضول گپیں، غیبت، تمسخر، فحش گفتگو اور فحش قسم کے گانے وغیرہ۔ مومن کی یہ دوسری صفت ہے، وہ لغو سے اعتراض کرتے ہیں۔ (تیسیر القرآن) کہ وہ گانا بجانا پسند نہیں کرتا ہے۔ سورہ لقمان آیت ۶ میں ''لَهْوَ الْحَدِيثِ'' سے مراد گانا بجانا ہے اور لغو سے مراد ہر وہ چیز جو انسان کو خیر اور معروف سے غافل کر دے۔ اس میں قصے، کہانیاں، افسانے، ڈرامے، ناول اور جنسی اور سنسنی خیز لٹریچر، رسالے اور بے حیائی کے پرچارک اخبارات سب ہی آ جاتے ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو فلمیں وغیرہ بھی شامل ہیں۔ (احسن البیان)

تیسری صفت یہ ہے کہ وہ اپنے اموال کی زکاۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس سے شرک اور دوسرے معاصی سے نفس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پاکی مُراد لی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشمس آیت (۹) میں فرمایا ہے ''جس نے اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کیا وہ کامیاب ہوگیا''۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ دونوں ہی معنی مُراد ہو، یعنی وہ لوگ زکاۃ ادا کرتے ہیں اور اپنے نفس کو شرک اور گناہوں سے پاک رکھتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن)

چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی وہ ننگے ہوتے ہیں اور نہ حرام طریقوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن) یعنی جو اپنی عصمتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور زنا، لواطت، جلق بازی اور جانوروں کی صحبت وغیرہ سے کوئی شرمناک کام نہیں کرتے۔ (تفسیر ابن کثیر) اس آیت میں صرف اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے پاس جاتے ہیں ایسا کرنے سے وہ قابل ملامت نہیں ہیں اسی لئے اللہ نے ان کیلئے اسے جائز قرار دیا ہے اور فعل زنا کی شدت قباحت کو واضح کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا کہ جو لوگ حلال کی حدوں کو پھلانگنے کی کوشش کریں گے وہ اللہ کی نگاہ میں ظالم ہوں گے۔ (تیسیر الرحمن) یہاں پر قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کی فلاح و کامیابی کو شرمگاہ کی حفاظت کے ساتھ مشروط کر دیا ہے اور اس کی غایت درجہ اہمیت ظاہر کرنے کے لئے کہا کہ جو اپنی شرمگاہ کی حفاظت نہیں کرے گا فلاح نہیں پائے گا اور وہ قابل ملامت ہوگا نیز ظالموں میں سے ہوگا اور عفت و پاکدامنی کی شدید اہمیت کے پیش نظر ہی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ لوگ امانتوں اور عہد و مواثیق کی حفاظت کرتے ہیں چاہے وہ امانتیں اللہ کی ہوں یا بندوں کی اور چاہے عہد اللہ کے ساتھ ہو یا بندوں کے ساتھ۔ (تیسیر الرحمن)

چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی پانچوں فرض نمازیں وقت پر باجماعت ادا کرتے ہیں۔ شروطِ طہارت کو پوری کرتے ہیں۔ رکوع اور سجدے میں عجلت نہیں کرتے اور نماز کے دیگر سنن و آداب کا بھی لحاظ رکھتے ہیں۔ آخر میں پھر نمازوں کی حفاظت کو فلاح کیلئے ضروری قرار دیا جس سے نماز کی اہمیت و فضیلت واضح ہے لیکن آج مسلمانوں کے نزدیک دوسرے اعمال صالحہ کی طرح اس کی بھی کوئی اہمیت سرے سے باقی نہیں رہ گئی۔ (فانا للہ وانا الیہ راجعون) حالانکہ عہدِ رسالتؐ و عہد صحابہؓ میں نماز ہی کافر اور مسلمان کے درمیان فرق کرنے والی چیز تھی۔ (احسن البیان) یہی وہ چھٹی صفت ہے جو کسی انسان میں پائی جاتی ہے تو وہ مومن کامل ہوتا ہے، کامیاب و کامران بنتا ہے اور فردوس بریں کا حقدار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انھیں میں سے بنائے۔ (آمین) (تیسیر الرحمن) رحمت عالم نے فرمایا: جب تم اللہ سے جنت مانگو تو فردوس مانگو کیونکہ یہ اوپر والی اور درمیانی جنت ہے اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر مہربان اللہ کا عرش عظیم ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2581) تم میں سے ہر ایک کے دو گھر ہیں جنت کا گھر اور جہنم کا گھر پھر اگر کوئی جہنم میں گیا تو جنت والے اس کے گھر کے وارث ہوں گے اس لئے فرمایا کہ یہی فردوس کے وارث ہوں گے (ابن ماجہ حدیث نمبر 4341 علامہ البانیؒ نے صحیح قرار دیا ہے) (تفسیر ابن کثیر) انسان شروع میں بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا گیا۔ اللہ نے آدم کو کیچڑ اور بجتی ہوئی مٹی سے پیدا فرمایا (الروم: ۲۰) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمھیں مٹی سے بنایا پھر تم انسان بن کر دنیا میں پھیل گئے۔ رحمت عالم نے فرمایا اللہ نے آدم علیہ السلام کو تمام روئے زمین سے لی ہوئی مٹی سے بنایا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے لوگوں کے رنگ الگ الگ ہیں اور مٹی کی طرح کوئی سرخ ہے کوئی سفید اور کوئی سیاہ اور کوئی درمیانی اسی طرح کوئی اچھا ہے اور کوئی برا اور کوئی درمیانی ہے۔ (سنن ابی داؤد حدیث نمبر 4693) پھر فرمایا پھر ہم نے اسے نطفہ بنایا (السجدۃ: ۸-۷) اللہ نے انسان کی پیدائش کی ابتدا کیچڑ سے کی اس کی نسل کمزور پانی کے قطرے سے بنائی پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹھہرادیا محفوظ جگہ سے مراد رحم ہے جو اسی کام کے لئے بنایا گیا ہے یعنی ہم نے اسے رحم میں ایک مقررہ مدت تک رکھا حتیٰ کہ وہ مضبوط و مکمل ہو گیا بتدریج ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتا ہوا پورا ہو گیا۔ یہاں تک اسی تدریجی حالت کا بیان ہے یعنی ہم نے اسی نطفہ کو اور اس کو دینے والے پانی کو جو مرد کی پشت سے اور عورت کے سینے کی ہڈیوں سے نکلتا ہے سرخ و مستطیل جما ہوا خون بنادیا پھر اسے لوتھڑا بنادیا جس میں شکل و نشانات نہ تھے پھر اس لوتھڑے کو ہڈیاں بنادیں پھر اس میں ہاتھ پاؤں سر مع ہڈیوں پٹھوں اور رگوں کے بنایا رحمت عالم نے فرمایا انسان کا تمام جسم فنا ہو جاتا ہے البتہ دم کی ہڈی باقی رہتی ہے جس سے وہ بنا تھا اور جس سے پھر اُسے بنادیا جائے گا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4554) (تفسیر ابن کثیر)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾	اور ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا (۱۲) پھر ہم نے اسے ایک محفوظ مقام (رحم مادر) میں نطفہ بنا کر رکھا (۱۳) پھر نطفہ کو لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کو بوٹی بنایا پھر بوٹی کو ہڈیاں بنایا پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے اسے ایک اور ہی مخلوق بنا کر پیدا کر دیا ہے بڑا بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہترین بنانے والا ہے (۱۴) پھر اس کے بعد تمہیں ضرور مرنا ہوگا (۱۵) پھر یقیناً تم قیامت کے دن دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے (۱۶)

آیت ۱۵-۱۶: پھر آدمی کو اپنی عمر محدود گزار کر مر جانا ہے لیکن اللہ کی حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ جس انسان کو اس نے اتنے اہتمام سے پیدا کیا اور زندگی دے کر عمل کی مہلت دی اسے یوں ہی ضائع نہ کر دے گا اس لئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انسانوں کو قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے حساب و جزا کے لئے نکالے گا۔ (تیسیر الرحمن)

یعنی عدم سے وجود میں آنے کے بعد تمہیں ایک نہ ایک دن موت بھی ضرور آئیگی پھر تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔ (العنکبوت ۲۰) پھر اللہ دوسری دفعہ پیدا کر دے گا یعنی قیامت آئے گی اور روحیں جسموں سے ملادی جائیں گی تاکہ لوگوں کا حساب لے کر ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا یا سزا دے دی جائے۔ (تیسیر الرحمن)

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ	اور ہم نے تمہارے اوپر سات طبقے (آسمانوں کے) پیدا کئے ہیں اور ہم اپنی مخلوق سے غافل نہیں (۱۷) نیز ہم نے آسمان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَ اِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ عَلَيْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾

سے ایک خاص مقدار میں پانی اتارا جسے ہم نے زمین میں ٹھہرا دیا اور بلاشبہ ہم اس کو لے جانے پر بھی قادر ہیں (۱۸) پھر ہم نے اسی پانی سے کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے جن سے تمہیں بہت سے پھل حاصل ہوتے ہیں اور انھیں تم کھاتے ہو (۱۹) اور اسی پانی سے طور سینا سے ایک درخت اُگتا ہے جو روغن لئے اُگتا ہے اور کھانے والوں کو سالن کا کام دیتا ہے (۲۰) نیز تمہارے لئے چو پایوں میں بھی عبرت ہے' ان کے پیٹوں میں ایک چیز ہے جو ہم تمہیں پلاتے ہیں اور تمہارے لئے اس میں بہت فائدہ ہے اور ان میں بعض کو تم کھاتے ہو (۲۱) نیز ان پر اور کشتیوں پر سوار ہوتے ہو (۲۲)

یہ تمام نعمتیں انسانوں سے تقاضہ کرتی ہیں کہ وہ اللہ کا شکر ادا کریں۔ اس کے احسانات یاد کریں اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔ (تیسیر الرحمن)

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾

اور بلاشبہ ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو جس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں کیا تم ڈرتے نہیں؟ (۲۳) اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا تھا کہنے لگے یہ تو تمہارے جیسا ہی انسان ہے جو چاہتا ہے کہ تم پر برتری حاصل کرے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے نازل کرتا' یہ بات تو ہم نے اپنے آباء واجداد کے وقتوں میں کبھی سنی ہی نہیں (۲۴) اس آدمی کو تو محض جنون ہو گیا ہے لہٰذا کچھ مدت اور انتظار کرو (۲۵)

آیت ۲۴: یہ سن کر سرداران قوم نے، جنھوں نے کفر کی راہ اختیار کی تھی۔ اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ (نوح) تو تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے؟ چاہتا ہے کہ تمہارا سردار بن بیٹھے اسی لئے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ پر آسمان سے وحی آتی ہے۔ اگر اللہ اپنا پیغام بھیجنا چاہتا تو آسمان سے فرشتوں کو بھیجتا۔ ہم نے یہ نہیں سنا ہے کہ گزشتہ قوموں کے پاس اللہ نے کسی انسان کو اپنا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۲۵: سچ تو یہ ہے کہ اس آدمی کو جنون لاحق ہو گیا ہے اس لئے لوگو تمہیں انتظار کرنا چاہئے۔ ممکن ہے کہ اس کا جنون زائل ہو جائے یا اس کی موت آ جائے اور اس سے نجات مل جائے۔ (تیسیر الرحمن)

یہ شخص دیوانہ ہے تب ہی تو کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میرے پاس اللہ کے پاس سے وحی آتی ہے کچھ زمانے تک دیکھتے رہو اور صبر کرتے رہو یا خود زمانے کے حوادث کا شکار ہو جائیگا اور ہمیں اس سے نجات مل جائیگی۔ (تفسیر ابن کثیر)

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَ لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾

نوح نے دعا کی اے میرے رب ان لوگوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے تو میری مدد فرما (۲۶) تب ہم نے نوح کی طرف وحی کی کہ ہماری نگرانی و ہدایات کے مطابق کشتی بناؤ' پھر ہمارا حکم آ جائے اور تنور اُبلنے لگے تو ہر قسم کے جوڑے سے دو (مذکر و مونث) اس میں بٹھا لینا اور اپنے گھر والوں کو بھی ان کے علاوہ جن کے خلاف پہلے فیصلہ صادر ہو چکا ہے' اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا کیونکہ وہ غرق کر دیئے جائیں گے (۲۷)

آیت ۲۶: نوحؑ ساڑھے نوسو (۹۵۰) سال تک تبلیغ کرتے رہے اور اس راہ کی ہر اذیت برداشت کرتے رہے۔ لیکن ان کی قوم کی سرکشی بڑھتی گئی۔ بالآخر انھوں نے اپنے رب سے مدد مانگی اور کہا کہ اے میرے رب! اب تو میری مدد کر اور ان کی جانب سے میری مسلسل تکذیب کی وجہ سے انھیں ہلاک کر دے۔ (تیسیر الرحمن) حضرت نوحؑ نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ وہ ان کی قوم پر ان کی مدد فرمائیں۔ دوسری آیت میں اِنھیں کی طرف سے خبر دیتے ہوئے فرمایا (القمر:۱۰) اے رب! میں مجبور ہوں تو ان سے بدلہ لے یہاں فرمایا کہ اے رب قوم کے جھٹلانے پر میری مدد فرما اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ (احسن البیان)

آیت ۲۷: تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ آپ میری نگرانی میں اور میری تعلیمات کے مطابق کشتی بنائیں۔ اور جب تنور سے پانی اُبلنے لگے تو تمام حیوانات کے مذکر و مؤنث جوڑے اور نباتات اور پھلوں کے درخت کشتی میں ڈال دیجئے اور اپنے اہل و عیال کو سوار کر لیجئے۔ سوائے اُن کے جن کا ہلاک ہو جانا مقدر ہو چکا ہے (جیسے ان کا بیٹا اور ان کی بیوی) اور عذاب دیکھنے کے بعد آپ کو اِن ظالموں پر رحم نہ آ جائے اور سوچنے لگے کہ اب اگر عذاب ٹل جائے تو شاید یہ لوگ ایمان لے آئیں اس لئے کہ میرا یہ فیصلہ ہے کہ انھیں کفر و سرکشی کی حالت میں ہی ڈوب جانا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّ اِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾

پھر جب تم اور تمہارے ہمراہ کشتی میں جم کر بیٹھ جاؤ تو کہنا سب تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے ہمیں ظالموں سے نجات دی (۲۸) اور (یہ بھی) کہنا کہ میرے رب مجھے برکت والی جگہ اتارنا اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے (۲۹) اس واقعہ میں کئی نشانیاں ہیں اور آزمائش تو ہم کر کے ہی رہتے ہیں (۳۰)

آیت ۲۸: اور جب آپ اور دیگر اہل ایمان کشتی پر سوار ہو جائیں تو اللہ کا شکر بجا لایئے کہ اس نے آپ لوگوں کو ظالموں سے نجات دے دی اور گریہ وزاری کے ساتھ دعا کیجئے کہ اے میرے رب مجھے کسی مبارک جگہ پر اتار دے (تیسیر الرحمن)

آیت ۲۹: اس کے ساتھ وہ دعا بھی پڑھ لی جائے جو نبی سواری پر بیٹھتے وقت کرتے تھے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (الزخرف: ۱۳۔۱۴)

آیت ۳۰: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنوں کی نجات اور کافروں کی ہلاکت میں غور وفکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں اور ہم اپنے بندوں کو خیر وشر کے ذریعہ اسلئے آزماتے ہیں تاکہ کافر و مومن اور عاصی و مطیع کا فرق واضح ہو جائے۔ (تیسیر الرحمن)

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾

ع ۲/۲

پھر ان کے بعد ہم نے ایک اور نسل کو پیدا کیا (۳۱) تو ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا (جس نے انھیں کہا کہ) اس اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں' کیا تم ڈرتے نہیں؟ (۳۲) اور اس قوم کے جن سرداروں نے انکار کیا اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا اور جنھیں ہم نے دنیا کی زندگی میں عیش وآرام دے رکھا تھا، کہنے لگے یہ تو تمہیں جیسا انسان ہے' وہی کچھ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور پیتا بھی وہی ہے جو تم پیتے ہو (۳۳) اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی اطاعت کر لی تو پھر تو تم خسارے میں ہی رہے (۳۴)

آیت ۳۱: واقعہ نوحؑ کے بعد اب قصۂ ہود بیان کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے ان کے بعد ایک دوسری قوم کو پیدا کیا۔ اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ (قَرْنًا اٰخَرِيْنَ) سے مراد قوم ہود ہے بعض لوگوں نے قوم ثمود مراد لیا ہے اس لئے کہ یہاں بتایا گیا ہے کہ اس قوم کو چیخ کے ذریعہ ہلاک کیا گیا تھا، اور دوسری آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ چیخ کے ذریعہ قوم ثمود کو ہی ہلاک کیا گیا تھا۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۳۲: اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے انہی کے ایک فرد کو اپنا رسول بنا کر ان کے پاس بھیجا جس نے انھیں ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی، اس لئے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور کہا کہ تم جو اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بناتے ہو تو کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا ہے کہ اس کا غضب تم پر نازل ہو جائے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۳۳: تو سرداران قوم جنھوں نے کفر کی راہ اختیار کی تھی اور روز محشر میں اللہ کے سامنے حاضر ہونے کا انکار کیا تھا اور جو دنیا کے ناز و نعم میں مست تھے انھوں نے کہا کہ یہ (ہود یا صالح) تو تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے تمہاری ہی طرح کھاتا پیتا ہے۔ (احسن البیان)

اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَ كُنْتُمْ تُرَابًا وَّ عِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ نَحْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّ مَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾

کیا تمہیں وہ یہ کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جاؤ گے تو تم (دوبارہ) اُٹھائے جاؤ گے (۳۵) یہ بات تو بعید از عقل و قیاس ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا ہے (۳۶) زندگی تو بس یہی دنیا کی زندگی ہے، ہم مرتے ہیں اور جیتے (پیدا ہوتے) اور ہم ہرگز اٹھائے نہیں جائیں گے (۳۷) یہ ایک ایسا آدمی ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے اور ہم کبھی بھی اس کی بات نہیں مانیں گے (۳۸)

آیت ۳۵: کہتے ہیں کہ تم مر کر اور گل سڑ کر پھر پیدا کئے جاؤ گے۔ یہ بات عقل و سمجھ سے کتنی بعید اور کتنی دور ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۳۶: پھر انھوں نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا اس کی یہ بات کتنی تعجب خیز ہے کہ جب تم لوگ مر کر مٹی بن جاؤ گے اور صرف تمہاری ہڈیاں رہ جائیں گی تو دوبارہ تمہیں زندہ کیا جائے گا یہ بڑی انہونی اور بعید از عقل بات ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۳۷: زندگی بعد الموت کچھ نہیں ہے یہی ہماری دنیاوی زندگی ہے دنیا میں کوئی پیدا ہوتا ہے اور کوئی مرتا ہے یہی سلسلہ جاری رہے گا اور دنیا کبھی ختم نہ ہوگی۔

آیت ۳۸: بلکہ یہ تو ایک جھوٹا شخص ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے کہ میں اسی کا رسول ہوں تمہیں ڈرانے کے لئے آیا ہوں تمہیں اللہ کو منہ دکھانا ہے اور زندگی بعد الموت یقینی ہے ہم اس کی ان باتوں پر ہرگز ایمان لانے والے نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾

رسول نے دعا کی "رب ان لوگوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو میری مدد فرما" (۳۹) اللہ نے فرمایا تھوڑے عرصہ بعد یہ پچھتانے لگیں گے (۴۰) چنانچہ ٹھیک حق کے مطابق ایک ہیبت ناک چیخ نے انھیں آ لیا تو ہم نے انھیں خس و خاشاک بنا کر رکھ دیا' سو ظالم لوگوں کے لئے پھٹکار ہی پھٹکار ہے (۴۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۳۹: آخر رسول نے تنگ آ کر اپنے رب سے دعا مانگی کہ اے رب میرے مدد فرما میری قوم مجھے مانتی نہیں اور سخت مخالف ہے دعا قبول ہوئی اور حق تعالیٰ نے آپ کو بشارت سنائی۔

آیت ۴۰: کہ عنقریب یہ لوگ اپنے اعمال پر پچھتائیں گے اور آپ کی مخالفت وعداوت کا انجام ندامت و پشیمانی ہوگی پھر کف افسوس ملتے رہ جائیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾

پھر ان کے بعد ہم نے کئی اور قومیں پیدا کیں (۴۲) کوئی بھی قوم نہ اپنے وقت سے پہلے ختم ہوئی اور نہ اس کے بعد ٹھہر سکی (۴۳) پھر اس کے بعد ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے جب بھی کسی قوم کے پاس اس کا رسول آتا تو وہ اسے جھٹلا دیتے تو ہم ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو ہلاک کرتے رہے حتیٰ کہ انھیں افسانے بنا دیا ان لوگوں پر پھٹکار ہو جو ایمان نہیں لاتے (۴۴)

آیت ۴۲: یعنی عادیوں اور ثمودیوں کے بعد بھی بہت سی قومیں آئیں اور ان کے جانشین ہی ان کے گھروں، جائیدادوں اور باغوں پر قابض ہوئے، پھلے پھولے اور پروان چڑھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۴۳: حق تعالیٰ نے ان کی جو مدت مقرر فرما دی تھی اور اسے ایک کتاب میں اور اپنے علم میں محفوظ فرما لیا تھا اس سے نہ وہ آگے بڑھیں اور نہ پیچھے ہٹیں اور مقررہ مدت پر فنا ہو گئیں۔

آیت ۴۴: پھر ہم نے لگا تار رسول بھیجے یعنی یکے بعد دیگر رسولوں کا سلسلہ جاری رہا فرمایا (نحل ۳۶) بلاشبہ ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے بچو پھر ان میں سے بعض کو تو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی پھر فرمایا کہ جب کبھی ان کے پاس رسول آئے ان کو انھوں نے جھٹلا ہی دیا اکثر قوموں کا رسولوں کے ساتھ یہی رویہ رہا فرمایا (یٰسین: ۳۰) ہائے افسوس بندوں پر ان کے پاس جو بھی رسول آتا ہے یہ اسی کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں پھر فرمایا کہ ہم نے بعض کو بعض کے پیچھے لگا دیا یعنی انھیں بھی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔ (الاسراء: ۱۷) فرمایا: ہم نے نوح کے بعد بہت سی قومیں ہلاک کر دیں اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار اور خوب دیکھنے والا ہے۔ پھر فرمایا کہ انھیں افسانہ بنا کر چھوڑ دیا۔ آج لوگ ان کے واقعات بیان کر کے دل بہلاتے ہیں۔ فرمایا پھر ہم نے انھیں افسانہ بنا دیا اور پوری طرح سے انھیں دھن کر رکھ دیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَ

پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو معجزے اور روشن دلیل دے کر بھیجا (۴۵) فرعون اور اس کے سرداروں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

طرف بھیجا تو وہ اکڑ گئے اور وہ تھے ہی سرکش لوگ ــــــ (۴۶) کہنے لگے کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لائیں جب کہ ان کی قوم ہماری غلام ہے (۴۷) چنانچہ انھوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا تو وہ بھی ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو گئے (۴۸) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی کہ وہ لوگ اس سے رہنمائی حاصل کریں (۴۹)

آیت ۴۵-۴۶: ہم نے موسیٰ کو انکے بھائی ہارون کو فرعون اور فرعونیوں کی طرف بڑے بڑے معجزے اور پکی پکی دلیلیں دے کر رسول بنا کر بھیجا لیکن فرعون مع فرعونیوں کے ان کی پیروی میں شرم محسوس کی کیونکہ یہ بڑے مغرور تھے۔ (احسن البیان)

آیت ۴۸: ان ظالموں نے دونوں نبیوں کو جھٹلا دیا پھر اللہ نے ایک دن فرعون و فرعونیوں کو آن واحد میں ڈبو کر ہلاک کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۴۹: جب حق تعالیٰ نے ایک سخت گیر کی طرح فرعون وفرعونیوں پر اپنی پکڑ بھیج کر انھیں ہلاک کر دیا تو پھر موسیٰؑ م کو ہدایت کے لئے توریت عطا فرمائی جس میں احکام حلال وحرام کا بیان ہے۔ تورات کے بعد پھر کوئی قوم عذاب سے ہلاک نہیں کی گئی جہاد کا حکم اتر آیا جیسا کہ (القصص: ۴۳ا میں ہے) پہلی قومیں ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ کو بصیرت وہدایت کے لئے کتاب دی کہ وہ نصیحت مان لیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ ع ۳ ۱۸

اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو اور ان کی والدہ کو ایک نشانی بنایا اور ایک ایسے ٹیلے پر جگہ دی جو قابل اطمینان تھی اور وہاں چشمہ بھی موجود تھا (۵۰)

آیت ۵۰: عیسیٰؑ کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنایا گیا۔ آپ قدرت کی ہمہ گیری پر حجت قاطعہ ہیں کہ اللہ جس طرح چاہے پیدا کر دے اس نے آدم کو بنا ماں باپ کے، حوا کو بنا ماں کے آدم کے جسم سے، عیسیٰ کو بنا باپ، ماں سے اور تمام لوگوں کو ماں باپ سے پیدا کیا۔ (احسن البیان)

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾

اے رسولوں کی جماعت! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو جو کچھ تم کرتے ہو میں اسے خوب جانتا ہوں (۵۱) اور یہ تمہاری اُمت ایک ہی اُمت ہے اور میں تمہارا رب ہوں لہٰذا مجھ سے ڈرو۔ (۵۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۵۲: انبیاء سے خطاب ہے کہ تمہارا دین وطریقہ ایک ہی ہے۔یعنی دعوت توحید کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اور صرف اس سے ڈرا جائے۔(انبیاء میں اس کا بیان گزر چکا ہے)(احسن البیان)

فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٥٤﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٦﴾

پھر لوگوں نے اپنے کام کو باہم ٹکڑے ٹکڑے کر لیا ہر گروہ کے پاس جو ہے وہ اس میں مگن ہے(۵۳) لہٰذا انھیں ایک وقت تک اپنی مدہوشی میں پڑا رہنے دیجئے(۵۴) کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو انھیں مال اور اولاد دیئے جا رہے ہیں (۵۵) تو ہم انھیں بھلائیاں دینے میں جلدی کر رہے ہیں؟ بلکہ اصل بات کا انھیں شعور ہی نہیں(۵۶)

آیت ۵۳: اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ایک ہی دین دے کر بھیجا، جس کا ذکر اوپر آچکا، لیکن اِن انبیاء کے گزر جانے کے بعد لوگ مختلف جماعتوں اور فرقوں میں بٹ گئے، پہلے تو یہود و نصاریٰ بنے، پھر ہر ایک کے مختلف فرقے بن گئے اس طرح جن لوگوں نے شرک کی راہ اختیار کی ان کی بھی مختلف جماعتیں بنتی چلی گئیں، اور ہر جماعت بزعم خود خوش ہوتی رہیں کہ وہی حق پر ہے، اور دوسری جماعتیں گمراہ ہیں۔(احسن البیان)

آیت ۵۴: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ انھیں ضلالت وگمراہی میں یونہی غلطاں و پیچاں چھوڑ دیجئے ان کے اندر حق کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، اور اگر ان پر عذاب نازل نہیں ہوتا تو تنگ دل نہ ہوئیے، کیونکہ اللہ کے یہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔(تیسیر الرحمن)

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ اُولٰۗىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾

(بھلائیاں وہ پاتے ہیں) جو اپنے رب کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں(۵۷) اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں(۵۸) اور وہ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے (۵۹) اور وہ اللہ کی راہ میں جو بھی دیں مگر ان کے دلوں کو دھڑکا لگا رہتا ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں(۶۰) یہی لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے اور ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں(۶۱) ہم کسی کو اس کی طاقت سے زائد تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس کتاب(نامۂ اعمال) ہے جو سچ بیان کرے گی اور ان کی حق تلفی نہ ہوگی(۶۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۵۷۔۵۸: کافروں کے برعکس اللہ کی جانب سے خیرات و برکت کے حق دار وہ ہوتے ہیں جو مندرجہ ذیل چار صفات سے متصف ہوتے ہیں۔ پہلی صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کے عذاب کے خوف سے لرزاں رہتے ہیں، دوسری صفت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی آیتوں اور دلیلوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ (احسن البیان)

آیت ۵۹: تیسری صفت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کا کسی کو شریک نہیں بناتے۔ (تیسیر الرحمن)

یعنی وہ اللہ کے ساتھ غیروں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ تنہا اس کی عبادت کرتے ہیں اور انھیں یقین ہے کہ ایک اللہ کے علاوہ کوئی اور حقدارِ عبادت نہیں وہ بے پرواہ ہے اور نہ بیوی والا ہے اور نہ اولاد والا اور نہ اس کا کوئی نظیر و مثیل ہے اور نہ برابر کا وہ تو ایک ہی معبود ہے جو تنہا خالق و رازق ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۶۰: اور چوتھی یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوئے خائف رہتے ہیں کہ معلوم نہیں صدقہ قبول ہوگا کہ نہیں، اور انھیں یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ قیامت کے دن انھیں اللہ کے عذاب سے کیسے چھٹکارا ملے گا۔ (تیسیر الرحمن)

عائشہ صدیقہؓ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ! کیا یہ آیت بدکاروں، چوروں اور شرابیوں کے بارے میں ہے جو اللہ سے ڈرتے نہیں۔ فرمایا: نہیں اے صدیقہؓ صدیقؓ کی بیٹی یہ ان کے بارے میں نازل ہوئی جو نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں اور صدقے کرتے ہیں مگر قبول نہ ہونے کے خوف سے سہمے رہتے ہیں۔ (ابن ماجہ حدیث نمبر 1375، علامہ البانیؒ نے صحیح قرار دیا ہے) (تیسیر القرآن)

آیت ۶۱: اس آیت میں کہا گیا ہے کہ یہی لوگ درحقیقت اہل خیر ہیں، چنانچہ دینی احکام ایسے نہیں ہیں جو کہ بجالانے میں مشکل ہوں بلکہ وہ انسانی استعداد کار کے مطابق ہی ہیں۔ پھر غیر معمولی حالات میں احکام بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جیسے مسافر نماز قصر کر سکتا ہے۔ دو نمازیں جمع کر سکتا ہے۔ اس آیت سے اور دیگر آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ شرعی احکام سہل ہیں اور بساط انسانی میں ہیں۔ یعنی کج بحث قسم کے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ دین کا جو حکم سخت معلوم ہوا اس کا انکار کر دیتے ہیں کہ دین تو سہل ہے لہٰذا یہ حکم شرعی نہیں ہو سکتا یہ سراسر شیطانی چال ہے۔ قرآن کریم کی کوئی آیت یا حدیث اس مفہوم کی متحمل نہیں۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۶۲: اعمال صالح کی طرف سبقت کرنے والوں کا جب ذکر آیا، تو یہ جتنا مناسب رہا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو انکی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتا، انسان اپنی وسعت بھر کوشش کرکے اپنے رب کی رضا اور اس کی جنت کو پا سکتا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا

بلکہ اس سے تو ان کے دل غافل ہیں اور ان کے کئی بُرے اعمال ہیں جو وہ کر رہے ہیں (۶۳) حتیٰ کہ جب ہم نے ان کے عیاش لوگوں کو عذاب میں پکڑ لیا تو وہ چیخنے لگے (۶۴) ہم کہیں گے آج چلاؤ نہیں ہماری طرف سے تمھیں کوئی مدد نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ
بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾

ملے گی (۶۵) جب میری آیت تم پر پڑھی جاتی تھی تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاتے تھے (۶۶) اپنے گھمنڈ میں میری آیتوں کو افسانے سمجھتے اور بکواس کہا کرتے تھے (۶۷)

آیت ۶۴: جب مالداروں، رئیسوں اور نوابوں کو اللہ کا عذاب، اس کا قہر اور اس کا عتاب آ پکڑتا ہے اور وہ چاروں طرف سے قہر الٰہی میں گھر جاتے ہیں تو اب چیختے چلاتے اور روتے پیٹتے ہیں اور رحم کی درخواست کرتے ہیں فرمایا (المزمل ۱۱ تا ۱۳) آپ مجھے اور جھٹلانے والی نعمتوں والوں کو چھوڑ دیں اور انھیں تھوڑی سی مہلت دے دیں حقیقتاً ہمارے پاس بیڑیاں اور جہنم ہے اور اٹکنے والا کھانا اور دردناک عذاب بھی ہم نے ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر دیا پھر انھوں نے خوب چیخ و پکار کی حالانکہ اب چھٹکارے کا وقت نہیں تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۶۵: دنیا میں عذاب الٰہی سے دوچار ہو جانے کے بعد کوئی چیخ و پکار اور جزع فزع انھیں اللہ کی گرفت سے چھڑا نہیں سکتی۔ اس طرح عذاب آخرت سے بھی انھیں چھڑانے والا، مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (احسن البیان)

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ اب چیخ و پکار کا کوئی فائدہ نہیں ہے اب ہمارے عذاب سے نجات دلانے کے لئے تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے۔ (تیسیر الرحمن)

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ
اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ
فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ
بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَ اَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ
كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ
لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ۭ
بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ
مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾

کیا انھوں نے اس کلام پر غور نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی ایسی بات آئی ہے جو ان کے آباواجداد کے پاس نہیں آئی تھی (۶۸) یا انھوں نے اپنے رسول کو پہچانا ہی نہیں لہٰذا اس کے منکر ہیں (۶۹) یا وہ کہتے ہیں اسے جنون ہے؟ بلکہ درحقیقت وہ ان کے پاس سچی بات لایا ہے لیکن ان کی کثرت حق کو ناپسند کرتی ہے (۷۰) اور اگر حق ان کی خواہشات کی اتباع کرتا تو یہ زمین وآسمان اور ان میں جو کچھ ہے سب درہم برہم ہو جاتا بلکہ ہم نے انہی کیلئے ذکر (قرآن) دیا ہے مگر وہ اپنے ذکر سے ہی منہ موڑتے جاتے ہیں (۷۱)

آیت ۶۸: یہ (ام) منقطعہ یا انتقالیہ یعنی بل کے معنی میں ہے یعنی ان کے پاس وہ دین اور شریعت آئی ہے جس سے ان کے آباءواجداد زمانہ جاہلیت میں محروم رہے جس پر انھیں اللہ کا شکر ادا کرنا اور دین اسلام کو قبول کر لینا چاہئے تھا۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کفار کی یہ بات بھی قابل ملامت ہے کہ انھوں نے قرآن اور عقیدۂ توحید کا اس لئے انکار کر دیا کہ یہ ان کے آباء و اجداد کا عقیدہ نہیں تھا اور ان کی یہ بات بھی قابل حیرت ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ٦٩: بلکہ وہ اپنے رسول کو اچھی طرح پہچانتے تھے اور انھیں صادق اور امین کہتے اور سمجھتے تھے۔ (تیسیر القرآن)

پھر اللہ نے ان قریشیوں کے جو آپ کو رسول نہیں مانتے تھے کان کھولے کہ وہ سچ سچ بتائیں کیا محمد ﷺ کو نہیں پہچانتے آپ ﷺ کی صداقت و امانت اور صیانت و دیانت کو نہیں جانتے۔ آپ ﷺ انہی میں پلے بڑھے اور ہر بار ان کے سامنے آپ کی یہ خوبیاں آئی ہیں کوئی جو آپ کی ان خوبیوں کا انکار کر دے اور آپ کی ذاتِ گرامی پر کذب و بہتان کا داغ لگا سکے۔ جعفر بن ابی طالبؓ نے نجاشی سے کہا تھا اے بادشاہ اللہ نے ہم میں ایک رسول ؐ بھیجا جس کا ہم نسب و صداقت اور امانت اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ٧١: حق سے مُراد دین اور شریعت ہے؟ یعنی اگر دین ان کی خواہشات کے مطابق اُترے تو ظاہر بات ہے کہ زمین اور آسمان کا سارا نظام ہی درہم برہم ہو جائے۔ مثلاً وہ چاہتے ہیں کہ ایک معبود کے بجائے متعدد معبود ہوں، اگر فی الواقع ایسا ہو، تو کیا نظام کائنات ٹھیک رہ سکتا ہے، و علی ھذا القیاس ان کی دیگر خواہشات ہیں۔ (احسن البیان)

اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر و ضلالت کی مزید تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر دین اسلام ان کی خواہشات کے مطابق ہوتا ، تو نظام عالم درہم برہم ہو جاتا اور آسمان اور زمین میں پائی جانے والی تمام مخلوقات خواہشات نفس کی اتباع اور گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے تباہ و برباد ہو جاتی۔ اس کے بعد قرآن نے ان کی عقل پر ماتم کیا ہے کہ قرآن اہل قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے؟ اور انہی میں سے ایک فرد پر نازل ہوا ہے۔ یہ بات ان کے لئے باعث فخر و عزت تھی، لیکن انھوں نے اپنے کبر و نخوت کی وجہ سے اس سے منہ موڑ لیا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ خَرۡجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيۡرٌ ۖ وَّ هُوَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ﴿٧٢﴾ وَ اِنَّكَ لَتَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿٧٣﴾ وَ اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوۡنَ ﴿٧٤﴾

یا آپ ان سے مال مانگتے ہیں؟ تو آپ کیلئے آپ کے رب کا دیا ہی بہتر ہے اور وہی بہترین رازق ہے (٧٢) اور بلاشبہ آپ انھیں صراط مستقیم کی طرف بلاتے ہیں (٧٣) اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس راہ سے ہٹ رہے ہیں (٧٤)

آیت ٧٣: صراط مستقیم سے ان کے انحراف کی وجہ آخرت پر عدم ایمان ہے۔ اسلام کے خلاف ان کے دلوں میں جو بغض تھا اور کفر و شرک کے دلدل میں جس طرح وہ پھنسے ہوئے تھے، اس میں ان کا بیان ہے۔ (احسن البیان)

اور آپ تو انھیں اس راہ کی طرف بلا رہے ہیں جو بالکل سیدھی راہ ہے، اس میں کوئی کجی نہیں ہے، یعنی آپ انھیں دین اسلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف بلا رہے ہیں۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۷۴: یہ راہ سے ٹیڑھے اور منحرف ہو گئے اور اس سے ہٹ گئے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

اس لئے ہونا تو یہ چاہئے کہ وہ آپ کا احسان مانتے اور اسے فوراً قبول کر لیتے لیکن چونکہ وہ لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اس لئے اس دین کو قبول کرنے سے اعراض کر رہے ہیں۔ (تیسیر الرحمن)

وَ لَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَ كَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۝ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَ مَا يَتَضَرَّعُوْنَ۝ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ۝ ع

اور اگر ہم ان پر مہربانی کریں اور انکی تکلیف دور کریں تو یہ اپنی سرکشی میں اور زیادہ بھٹکتے جائیں گے (۷۵) اور ہم نے انھیں عذاب میں مبتلا کیا تو بھی یہ نہ اپنے رب کے سامنے جھکے اور نہ ہی آہ و زاری کی (۷۶) یہاں تک کہ ہم نے ان پر شدید عذاب کا در کھول دیا تو اس حال میں وہ (ہر بھلائی سے) مایوس ہونے لگے (۷۷)

آیت ۷۵: کافروں کے کٹر کفر کا بیان ہے کہ اگر ان کی تمام تکلیفیں دور کر دی جائیں اور انھیں قرآن بھی سمجھا دیا جائے تو اسے نہ مانیں گے اور کفر و سرکشی ہی پر اڑے رہیں گے، فرمایا: (انفال ۲۳) اگر اللہ ان میں بھلائی کی صلاحیت دیکھتا تو انھیں سننے کی توفیق دیتا اگر انھیں سنوائے بھی تو اسی سے کترا کر منہ موڑ لیں گے (ابن عباسؓ پر وہ آیت جس میں لفظ لو استعمال کیا گیا ہے قیامت تک ہونے والی نہیں یعنی لو ایک فرضی چیز کے لئے استعمال کیا جاتا ہے) (تفسیر ابن کثیر)

اہل قریش کے کفر و طغیان پر مزید نکیر کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا کہ ان کا باطن اس قدر سیاہ ہو چکا ہے کہ اگر ہم ان کے حال پر رحم کرتے ہوئے بھوک اور قحط سالی کی تکلیف کو دور بھی کریں، تو بھٹکتے پھریں گے، اور ایمان نہیں لائیں گے، اور اس کا عملی تجربہ بھی ہو چکا ہے کہ ہم نے انھیں بھوک اور قحط سالی میں مبتلا کیا۔ (تیسیر الرحمن)

کفار مکہ پر قحط

آیت ۷۶: جب ابتدائے اسلام میں ہی کفار مکہ نے مسلمانوں اور پیغمبر اسلام پر مصائب ڈھانا شروع کئے اور یہاں تک کہ مخالفت کی کہ ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو آپ ﷺ ان کے حق میں بددعا کی اور فرمایا: یا اللہ! ان پر سیدنا یوسفؑ والے قحط کے سات سال مسلط کر۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوگئی تو ان پر قحط کا عذاب آ گیا۔ بارشیں رک گئیں باہر سے غلہ آنا بھی رک گیا۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ یہ لوگ مردار، ہڈیاں اور خون تک کھانے پر مجبور ہو گئے۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے اور بھوک کی وجہ سے اتنے کمزور ہو گئے کہ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تو انھیں دھواں نظر آتا تھا۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ دخان میں صراحت سے مذکور ہے۔ بالآخر ابوسفیان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا تم تو رشتہ جوڑنے کی بات کرتے رہتے ہو اور ہم تمہاری ہی برادری ہو کر بھوکوں مر رہے ہیں ہمارے لئے اللہ سے دعا کرو رحم کی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ سے دعا فرمائی اور اللہ نے رحم کر دیا۔ بارشیں بھی شروع ہو گئیں اور باہر سے غلہ آنا بھی اور بھلے دن آ گئے۔ پھر کفار مکہ سب باتیں بھول گئے اور پھر پہلے کی طرح مسلمانوں کو دکھ دینا شروع کر دیا۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۷۶: عذاب سے مراد یہاں وہ شکست ہے جو جنگ بدر میں کفار مکہ کو ہوئی، جس میں ان کے ستر آدمی بھی مارے گئے تھے یا وہ قحط سالی کا عذاب ہے جو نبی ﷺ کی بد دعا کے نتیجے میں ان پر آیا تھا۔ آپؐ نے دعا فرمائی تھی (بخاری۔ کتاب الدعوات، باب الدعا علی المشرکین و مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب القنوت، فی جمیع الصلاۃ، اذا نزلت بالمسلمین نازلۃ) اے اللہ!'' جس طرح یوسف کے زمانے میں سات سال قحط رہا، اسی طرح قحط سالی میں انھیں مبتلا کر کے ان کے مقابلے میں میری مدد فرما''۔ چنانچہ کفار مکہ اس قحط سالی میں مبتلا کئے گئے جس پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ کے پاس آئے اور انھیں اللہ کا اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر کہا کہ اب تو ہم جانوروں کی کھالیں اور خون تک کھانے پر مجبور ہو گئے ہیں جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر۔ احسن البیان)

اشارہ ہے اس شدید قحط کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اہل مکہ پہ نازل ہوا حالت یہاں تک پہنچی کہ مردار کھانے کی نوبت آ گئی۔ کمزوری سے آسمان دھواں نظر آتا دیکھنے لگے۔ (الدخان:۱۰)

قحط سالی سے جب یہ نوبت آ گئی تو ابوسفیان، آپ ﷺ کے پاس آئے اور قرابت داری کا واسطہ دے کر درخواست کی کہ اللہ سے دعا کرو کہ قحط ٹل جائے۔ قریش کو یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ ہی یہ قحط دفع کر سکتا ہے اور آپ ﷺ کی دعا سے دفع ہو گا۔ مگر بدبختوں کو اللہ کے آگے سر جھکانے کی توفیق پھر بھی نہ ہوئی۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۷۷: جب ان پر اللہ کا عذاب آ جائے گا اور قیامت آ دھمکے گی جس کا انھیں وہم و گمان بھی نہ ہو گا تو پھر یہ بھلائی اور عیش و آرام سے نا اُمید ہو کر رہ جائیں گے اور ان کی تمام اُمیدیں پارہ پارہ ہو کر رہ جائیں گی۔

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۷۸ وَ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۷۹ وَ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَ لَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۸۰ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۸۱ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَ

وہی تو ہے جس نے تمہیں کان آنکھیں اور دل عطا کئے مگر تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو (۷۸) اور وہی ذات ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے (۷۹) اور وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور رات اور دن کا باری باری آتے رہنا اس کے قبضۂ قدرت میں ہے کیا تم کچھ بھی نہیں سمجھتے؟ (۸۰) بلکہ انھوں نے بھی وہی کچھ کہہ دیا جو ان کے پیشرو کہہ چکے ہیں (۸۱) کہ کیا ''جب ہم مر جائیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾

گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر ہمیں زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا؟ (۸۲) یہ بات تو ہمیں اور اس سے قبل ہمارے آباو اجداد کو بھی کہی گئی تھی، یہ تو محض پرانے قصے ہیں (۸۳)

آیت ۸۱: حقیقت یہ ہے کہ جس کے دل کی آنکھ اندھی ہو اسے کیا دلیل سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے؟ اسی لئے تم نے تمام دلائل و براہین سننے کے باوجود گزشتہ منکرین آخرت کی طرح یہی کہا۔ (تیسیر الرحمن)

زندگی بعد الموت کو نہ ماننے والوں کے بارے میں فرمایا کہ ان اگلے پچھلوں کی ایک ہی بات ہے جو اگلوں نے کہا وہی یہ پچھے کہہ رہے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۸۲: جب اہل مکہ سے بدو لوگ پوچھتے کہ اس نبی کی تعلیم کیا ہے تو لاپرواہی سے کہہ دیتے ہیں کہ بس پرانے قصہ کہانیاں ہی ہیں۔ وہ یہ اس لئے کہتے کہ انبیاء کی بنیادی تعلیم تو ہمیشہ ہی سے ایک رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو تم نبی کو جواب دے رہے ہو کہ مرکھپ کے مٹی ہو کر کیسے اُٹھائے جائیں گے۔ یہ بھی تو ہر نبی پہ اعتراض کیا گیا ہے۔ (تیسیر القرآن)

مشرکین نے یہ کہا کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہماری صرف ہڈیاں رہ جائیں گی، تو کیا دوبارہ زندہ کر کے قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۸۳: (اساطیر) اسطورۃ کی جمع ہے یعنی مسطرۃ مکتوبۃ لکھی ہوئی حکایتیں، کہانیاں۔ یعنی دوبارہ جی اُٹھنے کا وعدہ کب سے ہوتا چلا آ رہا ہے، ہمارے آباء و اجداد سے! لیکن ابھی تک رو بہ عمل تو نہیں ہوا، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ کہانیاں ہیں جو پہلے لوگوں نے اپنی کتابوں میں لکھ دی ہیں جو نقل در نقل ہوتی چلی آ رہی ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ (احسن البیان)

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾

آپ ان سے پوچھئے کہ: اگر تمھیں کچھ علم ہے تو بتلاؤ کہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے وہ کس کا ہے (۸۴) وہ فوراً کہہ دیں گے کہ ''اللہ کا'' آپ کہئے پھر تم نصیحت قبول کیوں نہیں کرتے؟ (۸۵) پھر پوچھئے کہ سات آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ وہ فوراً کہہ دیں گے کہ یہ (سب کچھ) اللہ ہی کا ہے (۸۶) آپ کہئے پھر تم اللہ سے ڈرتے کیوں نہیں؟ (۸۷) پھر پوچھئے کہ اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ ہر چیز پر حکومت کس کی ہے؟ اور وہ کون ہے جو پناہ دیتا ہے مگر اس کے مقابلہ میں کسی کو پناہ نہیں مل سکتی؟ وہ فوراً کہہ دیں گے اللہ ہی ہے (۸۸) آپ کہئے پھر تم پر کہاں سے سحر چل جاتا ہے؟ (۸۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۸۴: بعث بعد الموت کے عقیدے پر مزید دلیل پیش کی جارہی ہے کہ اے میرے رسول اگر آپ ان کافروں سے پوچھیں گے کہ زمین اور اس پر موجود تمام مخلوقات کا مالک کون ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ اللہ نے انھیں پیدا کیا ہے، اور وہی ان کا مالک ہے تو پھر آپ اِن سے کہیں کہ تم اتنی بات کا ادراک نہیں کر پاتے ہو کہ جس نے انھیں پہلی بار پیدا کیا ہے وہ انھیں دوبارہ پیدا کرنے پر یقیناً قادر ہے۔ (تیسیر الرحمن)

اس آیت میں اللہ فرمایا کہ میں ہی پیدائش، تصرف و اختیار اور بادشاہت و ملکیت کا مستقل مالک ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ عبات صرف میری ہی لائق ہے اس میں میرا کوئی شریک نہیں اسلئے اللہ نے رحمت عالم ﷺ سے فرمایا کہ آپ مشرکوں سے جو اللہ کے ساتھ غیروں کو بھی شریک کر لیتے ہیں حالانکہ یہ اعتراف کرتے ہیں کہ اسکی ربوبیت میں کوئی شریک نہیں اور انکے معبود نہ کسی چیز کو پیدا کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان میں کسی قسم کا تصرف و اختیار ہی پایا جاتا ہے نہ کسی کو نقصان ہی پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع بلکہ اس عقیدے سے انھیں پوجتے ہیں کہ یہ ان کے اور اللہ کے درمیان واسطہ ہیں اور انھیں اللہ سے قریب کر دیں گے جیسا کہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ (زمر:۳) ہم ان کی صرف اس وجہ سے عبادت کرتے ہیں کہ یہ واسطہ بن کر ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے کہ فرمادیں: زمین کا اور اس کی تمام کائنات کا کون مالک و خالق ہے اس پر حیوانات، نباتات، جمادات، پھل، پھول اور ہر قسم کی مخلوق کس نے پیدا کی اگر تم کو علم ہے تو بتاؤ؟ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۸۶۔۸۷: اور اے میرے رسول اگر آپ ان سے پوچھیں گے کہ ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا رب کون ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ اللہ ان کا رب ہے، پھر آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ یہ جاننے کے باوجود اس کے ساتھ کسی کو شریک بناتے ہو اور قرآن اور رسول کو جھٹلاتے ہو تو کیا تم اس کے عذاب سے ڈرتے نہیں ہو۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۸۸: اور اے میرے رسول: اگر آپ ان سے یہ پوچھیں گے کہ ہر چیز کا مالک کون ہے اور کس کے ہاتھ میں ہر چیز کا خزانہ ہے، کون ہے وہ جسے چاہتا ہے بے پناہ دیتا ہے اور کوئی نہیں جو اسے روک دے، اور جسے وہ نقصان پہنچانا چاہے، کوئی نہیں جو اسے بچالے؟ تو وہ کہیں گے اللہ کے سوا کوئی اِن باتوں پر قادر نہیں۔ (تیسیر الرحمن)

یہ پوچھو کہ یہ سارا کارخانہ کس کے ہاتھ میں ہے اور اختیار کس کا ہے۔ فرمایا: (ہود ٦٥) ہر جاندار کی پیشانی کے بال اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ قسم کھایا کرتے تھے "لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ" اس کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جب زیادہ زور دیتے تو فرماتے لَا وَمُقَلِّبَ الْقُلُوْبُ دلوں کے اُلٹنے پلٹنے والے کی قسم ہر حال حق تعالیٰ سبحانہ خالق و مالک اور مختار مطلق ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۸۹: تو پھر یہ شرکاء کہاں سے آٹپکے۔ پھر اللہ کی ملکیت میں ان کا تصرف کہاں سے ہوا بالکل یہی حالت آج کل کے مردہ پرستوں اور قبر پرستوں کی ہے (اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ) "اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے یہ سمجھتے نہیں"۔ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا
اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ
اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا
بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا
يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع ۵

بلکہ ہم تو ان کے پاس حق لے کر آئے ہیں اور یقیناً یہی جھوٹے ہیں (۹۰) اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو ہر الٰہ اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور ان میں سے ہر ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرتا' ان باتوں سے اللہ پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں (۹۱) وہ سب پوشیدہ اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے اور جو یہ شریک ٹھہراتے ہیں ان سے وہ بالاتر ہے (۹۲)

آیت ۹۰: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو قول برحق کی خبر دے دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور اس حقیقت کے اثبات کے لئے اُس نے قطعی اور واضح دلائل پیش کر دیئے ہیں، اس لئے کفار قریش جو اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک بناتے ہیں، یہ محض ان کی افترا پردازی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی آخری آیت میں فرمایا ہے (وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ) ''جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو پکارے گا جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں ہے، تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہوگا''۔ (تیسیر الرحمن)

اسی لئے اللہ نے آگے فرمایا کہ ہم نے انھیں حق پہنچا دیا۔ یعنی یہ اچھی طرح واضح کر دیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ اگر اللہ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کر رہے ہیں، تو اس لئے نہیں کہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل ہے 'نہیں' بلکہ محض ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اور آباء پرستی کی وجہ سے اس شرک کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں یہ بالکل جھوٹے ہیں۔ (احسن البیان)

آیت ۹۱: جس طرح بیٹے اور بیٹیاں آخر والدین سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو وہ بھی اپنی اپنی ملکیت لے کر علیحدہ ہو جاتے پھر اقتدار کی جنگ بھی ہوتی اور اس صورت میں کائنات میں ہم آہنگی برقرار رہنا ناممکن ہو جاتا۔ (تیسیر القرآن)

بادشاہت، تصرف و اختیار اور عبادت میں بلکہ کسی بات میں بھی اللہ کا کوئی شریک نہیں، اور نہ وہ صاحب اولاد ہے اگر چند معبود فرض کر لئے جائیں تو ہر معبود اپنی مخلوق پر قابض ہو اور انتظام درہم برہم ہو جائے۔ ہمارا روزمرّہ کا مشاہدہ ہے کہ عالم موجودات عالم علوی سے لے کر عالم سفلی تک باقاعدہ منظم و مرتب ہے اور ایک دوسرے سے بے حد متصل ہے فرمایا: (الملک: ۳) تم مہربان اللہ کی مخلوق میں کوئی تفاوت نہ پاؤ گے۔ علاوہ ازیں چند معبود ایک دوسرے پر غالب آنا چاہیں گے اور آپس میں جنگ چھڑ جائے گی۔ پھر فرمایا کہ اللہ ان ظالموں اور مشرکوں کی بتوں سے جو اسی کی طرف اولاد و شرکاء کی نسبت کرتے ہیں بہت ہی اونچا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۹۲: اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ) اس کی ذات ظالم مشرکوں کے اس دعویٰ سے پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہے یا اس کا کوئی شریک ہے۔ وہ تو غائب و حاضر کا علم رکھتا ہے اس لئے اس کی ذات اعلیٰ صفات مشرکوں کی افترا پردازی سے بلند و بالا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۹۳۔ ۹۴: محبوب نبی ﷺ کو حکم ہے کہ مصائب و آفات اور عذابوں کے وقت یہ دعا مانگا کریں' (رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ) تو اے میرے رب! میری موجودگی میں میری آنکھوں کے سامنے ان پر عذاب اتارے تو مجھے ان میں شامل نہ فرمانا بلکہ ان سے بچالینا۔ ایک حدیث میں آپ کی دُعا کا یہ بھی ایک ٹکڑا ہے (وَاِذَا اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ) اے اللہ! جب تو کسی قوم کو فتنے میں ڈالنا چاہے تو مجھے فتنے میں مبتلا کئے بغیر ہی اُٹھا لے۔ (تفسیر ابن کثیر)

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَ اِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾

(اے نبی!) آپ دعا کیجئے کہ ''میرے رب! جسکی انھیں دھمکی دی جارہی ہے اگر وہ میری موجودگی میں آ جائے (۹۳) تو اے رب مجھے اِن ظالموں میں شامل نہ کرنا (۹۴) اور جس کی دھمکی ہم انھیں دے رہے ہیں وہ (عذاب) آپکو دکھانے پر ہم پوری قدرت رکھتے ہیں (۹۵)

آیت ۹۵: اس آیت میں اللہ نے اہل قریش سے جس عذاب کا وعدہ ان سے کیا جارہا ہے، ہم اسے کسی وقت بھی لانے پر قادر ہیں، لیکن حکمت کا تقاضہ ہے کہ اسے اس کے وقت مقرر تک مؤخر رکھا جائے۔ (تیسیر الرحمن)

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

آپ بُری بات کے جواب میں اچھی بات کہیے جو یہ بیان کرتے ہیں ہم اسے خوب جانتے ہیں (۹۶) نیز یہ کہیے کہ اے رب میں شیطان کی اُکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں (۹۷) اور اس سے بھی اے رب! تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ آئیں (۹۸)

آیت ۹۶: جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا: ''بُرائی ایسے طریقے سے دور کرو جو اچھا ہو، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا دشمن بھی، تمہارا گہرا دوست بن جائے گا''۔ (حم السجدہ: ۳۴۔۳۵) (احسن البیان)

جیسے فرمایا: ''(برائی کا بھی) جواب اچھائی سے دیں تو آپ کا دشمن بھی گہرا دوست بن جائیگا۔ یہ باہمی معاشرت کا ایک زرین اصول ہے۔ ہر شخص اس کا تجربہ کر کے اس کے خوشگوار اثرات سے مستفید ہوسکتا ہے۔ خاص طور پر دعوت دین میں اس سے ضرور فائدہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اٹھنا چاہئے۔ (حم سجدہ: ۳۴) تو اللہ تعالیٰ ان ساری باتوں سے واقف ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۹۷۔۹۸: مسلمانوں کو اہل کفر سے عفوو درگذر کرنے کی تعلیم دینے کے بعد، نبی کریم ﷺ اور اُن کی اُمت کو شیطان کے نرغوں اور وسوسوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ سکھایا جارہا ہے کہ وہ اللہ کے ذریعے شیطان مردود اور اس کے وسوسوں سے پناہ مانگتے رہیں۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی وغیرہم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرامؓ کو سوتے وقت یہ دعا پڑھنے کی نصیحت کرتے تھے، تا کہ شیطان نیند کی حالت میں ڈرا نہ سکے "بِسْمِ اللهِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ، وَعِقَابِهٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ" "میں اللہ کا نام لے کر سوتا ہوں، اللہ کے مکمل اور پورے کلمات کے ذریعہ اس کے غضب، اس کی سزا، اس کے بندوں کے شر، اور شیطان کے وسوسوں سے پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں"۔ کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنے بالغ بچوں کو سوتے وقت یہ دعا پڑھنے کی تلقین کرتے تھے اور نابالغوں کے گلے میں لکھ کر لٹکا دیتے تھے، ان کا یہ عمل صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۹۷۔۹۸: چنانچہ نبی کریم ﷺ اس طرح استعاذہ کرتے (اَعُوْذُ بِاللهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ) (ابوداود، کتاب الصلوۃ، باب ما یستفتح بہ الصلوۃ من الدعاء۔ ترمذی، باب مایقول عند افتتاح الصلوۃ)

اس لئے نبی ﷺ نے تاکید فرمائی کہ ہر اہم کام کی ابتدا اللہ کے نام سے کرو یعنی بسم اللہ پڑھ کر۔ کیوں کہ اللہ کی یاد، شیطان کو دور کرنے والی چیز ہے۔ اس لئے آپ یہ دعا بھی مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدَمِ، وَمِنَ الْغَرَقِ، وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ) (ابوداود، باب الوتر، باب فی الاستعاذۃ) رات کو گھبراہٹ میں آپ یہ دعا بھی پڑھتے تھے "بِسْمِ اللهِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ، وَعِقَابِهٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ" (مسند احمد ۲/۱۸۱۔ ابوداود، کتاب الطلب، باب کیف الرقی۔ ترمذی۔ ابواب الدعوت) (احسن البیان)

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

کہ ان میں سے کسی کو جب موت آئے گی تو کہے گا اے رب! مجھے واپس بھیج دے (۹۹) جسے میں چھوڑ آیا ہوں اُمید ہے کہ اب میں نیک اعمال کروں گا۔ ہرگز نہیں یہ بس ایک بات ہوگی جسے اس نے کہہ دیا اور ان کے درمیان دوبارہ جی اُٹھنے کے دن تک ایک آڑ ہوگی (۱۰۰) پھر جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ ہی اس دن کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

ایک دوسرے کو پوچھے گا (۱۰۱) اس دن جس کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہ کامیاب ہوگا (۱۰۲) اور جن کے ہلکے ہوں گے تو وہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں رکھا وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے (۱۰۳) جہنم کی آگ ان کے چہروں کو جھلسادے گی اور انکے جبڑے باہر نکلے ہونگے (۱۰۴)

آیت ۹۹: سکرات کے وقت کافروں اور سخت گنہگاروں کا حال بیان ہورہا ہے کہ اس بے کسی اور بے بسی کے وقت ان کے دلوں میں کیا کیا تمنائیں کروٹیں لے رہی ہوتی ہیں اس وقت ان کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح پھر وہ دنیا میں واپس کردیئے جائیں تاکہ اپنی دنیوی زندگی کے بگاڑوں کی اصلاح کرلیں اور نیک بن جائیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

سلسلۂ کلام مشرکین مکہ سے متعلق ہے کہ وہ اپنے کفر وضلالت پر ہی جمے رہیں گے، یہاں تک کہ جب انھیں اپنی موت کے آثار نظر آنے لگیں گے اور ان کے گناہوں کے سیاہ بادل ان کی آنکھوں کے سامنے منڈلانے لگیں گے، تو کہیں گے کہ میرے رب، مجھے مہلت دے، تاکہ دنیا میں رہ کر نیک کام کروں۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۱۰۰: ان آیتوں میں اللہ نے بیان فرمایا کہ کافر سکرات کے وقت پھر دنیا میں آنے کی آرزو کرینگے، مگر ان کی بے وقت کی آرزو پوری ہونے والی نہیں پھر نہ صرف سکرات کے وقت میں آنے کی تمنا کریں گے بلکہ قبروں سے اُٹھنے کے وقت، رب کے سامنے پیش کئے جانے کے وقت اور جب جہنم میں ڈھکیلے جائیں گے اس وقت بھی یہی تمنا کریں گے۔ انکی یہ تمنا ہرگز پوری نہ ہوگی یہ تو ان کا صرف کہنا ہی کہنا ہے جو ہر ظالم کہا کرتا ہے یا انکی تمنا اسلئے قبول نہ ہوگی کہ یہ ایک کلمہ ہے جس پر عمل ہونے والا نہیں اگر یہ دنیا میں لوٹا دیئے جائیں تو پھر وہی کریں گے جو پہلے کیا کرتے تھے اور جھوٹ ثابت ہوجائیگا فرمایا (الانعام:۸۶) اگر یہ لوٹا دیئے جائیں تو جن باتوں سے انھیں روکا گیا ہے وہی کریں گے یقیناً یہ جھوٹے ہیں واقعی اِس شخص پر اللہ کی بڑی مہربانی ہے جو آج ہی زندگی میں نیک عمل کررہا ہے جسکی کافر عذاب دیکھ کر تمنا کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

راجعون جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے کیونکہ فرشتے جو جان نکالتے ہیں وہ ایک سے زیادہ ہیں۔ اس کے دو مفہوم ہوسکتے ہیں۔ (۱) واپسی اللہ کے قانون میں اور مشیت میں ممکن ہی نہیں ہے۔ (۲) واپس جاکر پھر وہی کرے گا جو پہلے کرتا رہا ہے اور عذاب کو سامنے دیکھ کر جو کچھ کہہ رہا ہے عذاب ہٹنے کی دیر ہے سب بھول جائے گا۔ (تیسیر القرآن)

یہاں دوسری بار ''صور'' پھونکا جانا مراد ہے۔ محشر کی ہولناکیوں کی وجہ سے ابتدائی ایسا ہوگا۔ بعد میں وہ ایک دوسرے کو پہچانیں اور ایک دوسرے سے پوچھ گچھ بھی کریں گے۔ (احسن البیان)

یہاں دوسری بار ''صور'' پھونکا جانا مُراد ہے، جس کے بعد تمام لوگ زندہ ہوکر میدان محشر میں جمع ہونے کے لئے دوڑنے لگیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔اس وقت لوگوں پر ایسی گھبراہٹ اور خوف و دہشت طاری ہوگی کہ ہر ایک کو اپنی ذات کے سوا کسی سے کوئی دلچسپی نہیں رہے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ عبس میں فرمایا: يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾

''اسی دن آدمی اپنے بھائی سے، اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ان میں سے ہر ایک کو اس دن اپنی نجات کی ایسی فکر دامن گیر ہوگی جو اس کے لئے کافی ہوگی'' اور سورۃ المعارج میں فرمایا (وَلَا يَسْاَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا) ''اس دن کوئی دوست اپنے کسی دوست کو نہیں پوچھے گا''۔(تیسیر الرحمن)

آیت ۱۰۲: یعنی جس کے نیکیوں کا پلّہ جھک جائے گا خواہ تھوڑا سا ہی سہی وہ کامیاب ہو جائے گا۔دوزخ سے بچ جائے گا اور جنت والا بن جائے گا اور جو کچھ اس نے مانگا تھا سب کچھ مل جائے گا اور جس سے بچنے کی تمنا کی تھی بفضلہ اس سے بچ جائے گا۔(تفسیر ابن کثیر)

محشر کی ہولناکیوں کی وجہ سے ابتدائً ایسا ہوگا۔بعد میں وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے بھی اور ایک دوسرے سے پوچھ گچھ بھی کریں گے۔قیامت کے دن جس کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا وہ جہنم سے نجات پا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔(احسن البیان)

آیت ۱۰۳: اور جس کی برائیوں کا پلڑا جھک جائے گا وہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔(تیسر الرحمن)

آیت ۱۰۴: چہرے کا ذکر اسلئے کیا ہے کہ یہ انسانی وجود کا سب سے اہم اور اشرف حصہ ہے ورنہ جہنم کی آگ تو پورے جسم کو ہی محیط ہوگی۔ (کلح) کے معنی ہوتے ہیں ہونٹ سکڑ کر دانت ظاہر ہو جائیں۔ہونٹ گویا دانتوں کا لباس ہیں، جب یہ جہنم کی آگ سے سمٹ اور سکڑ جائینگے اور دانت ظاہر ہو جائینگے، جس سے انسان کی صورت، بدشکل اور ڈراونی ہو جائیگی۔(احسن البیان)

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

(کہا جائے گا) کیا تم پر میری آیت نہیں پڑھی جاتی تھی تو تم انھیں جھٹلا دیا کرتے تھے (۱۰۵) وہ کہیں گے ''ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور ہم واقعی گمراہ لوگ تھے (۱۰۶) ہمارے رب! ہمیں اس آگ سے نکال اگر ہم دوبارہ ایسا کریں گے تو واقعی ہم ظالم ٹھہرے (۱۰۷) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''مجھ سے دفع ہی رہو اور اسی آگ میں پڑے رہو اور مجھ سے بات بھی نہ کرو (۱۰۸)

آیت ۱۰۵: ان کے کرب واذیت کو بڑھانے کے لئے ان سے زجر و توبیخ کے طور پر کہا جائے گا کہ کیا ہمارے رسول ہماری آیتیں تمھیں پڑھ کر سناتے نہیں تھے؟ لیکن تم انھیں جھٹلاتے رہے تو ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوگا۔بطور معذرت صرف یہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی تھی کہ ہم دنیاوی لذتوں میں منہمک رہے، خواہشات نفس کی اتباع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے رہے، اور راہِ حق سے کوسوں دور رہے۔ (تیسیر الرحمن)

اس آیت میں اس کا بیان ہے جو کافروں پر قیامت کے دن ہوگی کہ تم نے کفر و شرک کا، بڑے بڑے گناہوں کا حرام کاموں کا اور شرمناک جرائم کا ارتکاب کیا تھا اب تم پر ان کی وجہ سے دھتکار پڑ رہی ہے۔ حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے؟ تم پر کتابیں نہیں اُتاری تھیں؟ تمھارے شبہات زائل نہیں کئے تھے؟ اور تمہارے لئے کوئی حجت نہیں چھوڑی تھی؟ (ملک: ٨-١١) جب کبھی اس میں ایک جماعت ڈالی جائے گی تو جہنم کا داروغہ پوچھے گا کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ یہ جواب دیں گے ہمارے پاس ڈرانے والا تو آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلا دیا تھا کہہ دیا تھا کہ اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری تم بہت ہی گہری گمراہی میں ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم ان کی بات سنتے یا سمجھتے تو آج ہمیں یہ بُرا دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ اپنے گناہوں کا اقرار کرلیں گے لہٰذا جہنم والوں کے لئے دُوری ہو۔

آیت ١٠٦: یعنی ہم پر حجت قائم ہو چکی تھی لیکن ہم اطاعت و انقیاد سے محروم رہے اور اسی سے بھٹک گئے افسوس ہمیں اطاعت نصیب نہیں ہوتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ١٠٧: پھر شدت کرب و الم سے گھبرا کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال کر دوبارہ دنیا میں بھیج دے، اگر ہم نے پھر کفر و شرک کی راہ اختیار کی تو واقعی ہم ظالم ہوں گے۔ (تیسیر الرحمن)

پہلے موت کے وقت وہ یہ خواہش کریں گے جو فوراً ٹھکرا دی جائے گی۔ اب جہنم میں بھی یہی خواہش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مجرموں کی اس خواہش کا کئی مقامات پر مدلل جواب دیا ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ١٠٨: اس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت کی دائمی زندگی کے مقابلہ میں یقیناً دنیا کی زندگی بہت ہی قلیل ہے لیکن اس نکتے کو دنیا میں تم نے نہیں جانا کاش تم دنیا میں اس حقیقت سے اور دنیا کی بے ثباتی سے آگاہ ہو جاتے تو آج تم بھی اہل ایمان کی طرح کامیاب و کامران ہوتے۔ (احسن البیان)

اللہ کے قانون اور مشیت ہی میں نہیں۔ آخر یہ زندگی اور موت کا کھیل تماشہ تو نہیں کہ دنیا میں زندگی دینے قیامت بپا کرنے کے بعد پھر دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے۔ یہ عملی طور پر ناممکن اور نتائج کے اعتبار سے بے مقصد ہے۔ (تیسیر القرآن)

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿١١٠﴾

(بات یہ ہے کہ) جب میرے کچھ بندے یہ کہتے تھے کہ ''اے ہمارے رب'' ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما کیونکہ تو ہی سب سے بہتر رحم کرنیوالا ہے (١٠٩) تو تم لوگ ان کا مذاق اُڑاتے تھے حتیٰ کہ انکے ساتھ اس مشغلہ نے تمھیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان پر ہنسا کرتے تھے (١١٠) آج

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾	میں نے انھیں ان کے صبر کا بدلہ دے دیا ہے بلاشبہ وہی کامیاب رہیں گے (۱۱۱)

آیت ۱۰۹: فرمائے گا کہ میرے بندوں کی ایک جماعت یہ دعائیں مانگا کرتی تھی کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ہیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو بہترین رحم کرنے والا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۱۱۰: تو تم اِن کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔ انکی دعاؤں پر پھبتیاں کسا کرتے تھے۔ انکے پیچھے پڑ کر میرے معاملہ کو بھول بیٹھے تھے اور ان کی عبادت اور اعمال پر ہنسا کرتے تھے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا (المطففین) واقعی جرائم پیشہ لوگ ایمان والوں پر ہنستے ہیں اور جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو ایک دوسرے کو آنکھ مارتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

جہاں تک تم اِن کے ساتھ مخول میں مشغول ہوئے کہ ان کی وجہ سے تم میری یاد بھول گئے اور تم ان سے ہنسی کرتے رہے۔ (تفسیر ثنائی)

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْــَٔـلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾	پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا ''بتاؤ تم کتنے سال زمین میں رہے؟ (۱۱۲) وہ کہیں گے: ''ہمیں کوئی ایک دن یا اس کا کچھ حصہ اور یہ بات تو شمار کرنے والوں سے پوچھئے (۱۱۳) اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''واقعی تم تھوڑا ہی عرصہ وہاں ٹھہرے تھے کاش تم یہ بات (اس وقت بھی) جانتے ہوتے (۱۱۴)

آیت ۱۱۲۔ ۱۱۳: اللہ تعالیٰ پھر کہے گا کہ بتلاؤ کتنے سال زمین پر رہے تھے؟ کیا میں نے تم کو اتنی عمر دی تھی یا نہیں جس میں تم کو نصیحت پانے کا اچھا خاصہ موقع تھا۔ وہ اپنی موجودہ تکلیفوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ ہم تو ایک آدھ روز رہے ہیں پس آپ حساب داں گننے والوں سے دریافت فرمالیجئے۔ (تفسیر ثنائی)

کافروں کو بتایا جارہا ہے کہ تم نے اپنی تھوڑی سی عمر دنیا میں گزاری۔ اللہ کی اطاعت سے پھرے رہے اور اس کی عبادت سے منحرف رہے اگر تم اپنی چندروزہ زندگی میں اطاعت وعبادت صبر کے ساتھ کرتے رہتے تو آج اس طرح کامیاب و خوش اقبال ہوتے جیسے اللہ والے ہورہے ہیں۔ حق تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ ذرا یہ تو بتاؤ تم دنیا میں کس قدر زندہ رہے اور کتنے سال دنیاوی زندگی سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

آیت ۱۱۳: یہ جواب میں عرض کریں گے کہ ہم دنیا میں ایک دن بلکہ اس سے بھی کم ہی رہے ہوں گے حساب جاننے والوں سے پوچھ لیا جائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ﴿۱۱۶﴾ وَ مَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ﴿۱۱۷﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ﴿۱۱۸﴾ ع

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کر دیا اور تم ہمارے یہاں نہ لوٹو گے (۱۱۵) بس اللہ بہت بلند شان والا ہے، وہی حقیقی بادشاہ ہے، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہی عرش عظیم کا مالک ہے (۱۱۶) اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو پکارتا ہے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، تو اس کا حساب اسکے رب کے سپرد ہے ایسے کافر کبھی کامیاب نہ ہوں گے (۱۱۷) اور آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ ''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (۱۱۸)

آیت ۱۱۴۔۱۱۵: اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہی تو ہم تم سے کہتے ہیں تم اگر اس وقت مان لیتے تو آج تمہارا یہ حشر نہ ہوتا۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت کی دائمی زندگی کے مقابلہ میں یقیناً دنیا کی زندگی بہت ہی قلیل ہے لیکن اس نکتے کو دنیا میں تم نے نہیں جانا کاش تم دنیا میں اس حقیقت سے اور دنیا کی بے ثباتی سے آگاہ ہو جاتے تو آج تم بھی اہل ایمان کی طرح کامیاب وکامران ہوتے۔
وہ اس سے بہت بلند ہے کہ وہ تمہیں بغیر کسی مقصد کے یوں ہی ایک کھیل کے طور پر پیدا کرے اور تم جو چاہو کرو تم سے اس کی کوئی باز پرس ہی نہ ہو بلکہ اس نے تمہیں ایک خاص مقصد کے تحت پیدا کیا ہے اور وہ ہے اس کی عبادت کرنا۔ (احسن البیان)

آیت ۱۱۵۔۱۱۸: بعث بعد الموت کا انکار کرنے والے کافروں کو مزید ڈانٹ پلائی جا رہی ہے کہ کیا تم لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ ہم نے تمہیں بغیر کسی مقصد کے اور بے کار پیدا کیا ہے اور تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آنا ہوگا۔ اللہ کی ذات اس سے بہت ہی بلند و بالا ہے کہ وہ کسی چیز کو بیکار پیدا کرے۔ ہم نے تو تمہیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اسی لئے اللہ اس کے بعد فرمایا جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کی بھی عبادت کریگا جس کی کوئی دلیل نہیں ہے تو اسے اس برے عمل کا اپنے رب کے حضور کھڑے ہو کر حساب دینا ہوگا۔ اور اسے اس برائی کا بدلہ مل کر رہے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ النور

سورۃ النور مدنی ہے اس میں ۶۴ آیتیں اور ۹ رکوع ہیں۔

تعارف: سورۂ مومنون میں اس بات کا بیان تھا کہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لئے ایمان کے ساتھ نیک اعمال اور نیک کردار ضروری ہے اور اس سورت میں اس بات کا بیان ہے کہ اگر مسلمان ایمان کے ساتھ ساتھ نیک عمل اور باکردار اور بااخلاق ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو حکومت، عزت، دولت اور کامیابی سب کچھ عطا کرے گا۔ سورۃ المومنون میں انفرادی اصلاح پر زور تھا اور سورۃ النور میں اجتماعی اصلاح پر زور دیا گیا ہے کہ اسلامی معاشرہ میں پردہ ہو، اسلامی معاشرے میں چوری نہ ہو، زنا نہ ہو ایک دوسرے پر بہتان تراشی نہ ہو، اگر کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کے گھر میں داخل ہو تو پہلے اجازت لے، پھر داخل ہو۔

بیوہ عورتوں کا نکاح، ساتھ ہی جھوٹی قسمیں نہیں کھانی چاہئے اور مسلمانوں کو آپس میں حسن ظن سے کام لینا چاہئے کہ ہمارا بھائی اچھا ہے، ہماری بہن اچھی ہے، سنی سنائی باتوں کو نہیں پھیلانا چاہئے اس سے اسلامی معاشرے میں بدگمانی اور بُرائی پھیلتی ہے۔ یہ سورۃ مدنی دور میں غزوۂ بنی المصطلق کے بعد نازل ہوئی تھی۔ جو شعبان ۶ ھ میں واقع ہوا تھا (کتاب السیر) اس غزوہ سے واپسی میں مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے مشہور واقعہ افک پیش آیا تھا۔ یعنی اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت و پاکدامنی پر منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول نے تہمت دھری تھی۔ جس کی تفصیل اس سورت میں موجود ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیاتها ۶۴ | ۲۴ سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۲ | رکوعاتها ۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا وَ اَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ① اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یہ ایک سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا اور (احکام کو) لوگوں پر فرض کر دیا اور اس میں واضح آیتیں نازل فرمائیں تاکہ تم سبق حاصل کرو (۱) زانی عورت ہو یا مرد ان میں سے ہر ایک کو سو درّے لگاؤ اور اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّ الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ہو تو اللہ کے دین کے معاملہ تمھیں ان دونوں میں سے کسی پر بھی ترس نہ آنا چاہئے اور مسلمانوں میں سے ایک گروہ ان کی سزا کے وقت موجود ہونا چاہئے'(۲) زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ سے یا مشرکہ عورت کے ساتھ اور زانیہ کے ساتھ وہی نکاح کرے جو خود زانی مشرک ہو۔ اور اہل ایمان پر یہ کام حرام کر دیا گیا ہے(۳)

آیت ۱: اس سورۂ نور کو ہم نے اُتارا ہے اور اس کے احکام کی تعمیل کو ہم نے سب لوگوں پر فرض کیا ہے کیونکہ اس میں ان کی بھلائی ہے اور ہم نے اس میں کھلے کھلے احکام نازل کئے ہیں تا کہ تم نصیحت پاؤ۔ (تفسیر ثنائی)

سورہ نور، احزاب اور نساء یہ تینوں سورتیں ایسی ہیں، جن میں عورتوں کے خصوصی مسائل اور معاشرتی زندگی کی بابت اہم تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ (احسن البیان)

آیت ۲: اس آیت کریمہ میں زانیہ اور زانی کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ زانی اور زانیہ اگر غیر شادی شدہ آزاد، بالغ اور عاقل ہوں گے تو جیسا کہ اس آیت کریمہ میں آیا ہے، کہ انھیں سو کوڑے لگائے جائیں گے، اور جمہور علماء کے نزدیک ایک سال کے لئے شہر بدر کر دیئے جائیں گے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک شہر بدر کرنے کا تعلق حاکم وقت سے ہے، اگر وہ چاہے تو کرے، اور چاہے تو صرف کوڑے لگانے پر اکتفا کرے۔ جمہور کی دلیل صحیحین کی ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث ہے جس میں آیا ہے کہ ایک مزدور نے اس آدمی کی بیوی کے ساتھ زنا کیا جس کے پاس وہ کام کرتا تھا، تو آپ نے اسے سو کوڑے لگانے اور ایک سال تک شہر بدر کرنے کا حکم دیا تھا۔ (تیسیر الرحمن)

بدکاری کی ابتدائی سزا جو اسلام میں عبوری طور پر بتلائی گئی تھی' وہ سورۃ النساء آیت ۱۵ میں گزر چکی ہے' اس میں کہا گیا تھا کہ اس کے لئے جب تک مستقل سزا مقرر نہ کی جائے۔ ان بدکار عورتوں کو گھروں میں بند رکھو پھر جب سورۂ نور کی آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا اس کے مطابق بدکار مرد و عورت کے لئے مستقل سزا مقرر کر دی گئی ہے وہ تم مجھ سے سیکھ لو اور وہ ہیں کنواری (غیر شادی شدہ) مرد اور عورت کے لئے سو سو کوڑے اور شادی شدہ مرد و عورت کو سو سو کوڑے اور سنگساری کے ذریعہ سے مار دینا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2498) اس کا مطلب یہ ہے کہ ترس کھا کر سزا دینے سے گریز مت کرو ورنہ طبعی طور پر ترس کا آنا ایمان کے منافی نہیں منجملہ خواص طبع انسان میں سے ہے تا کہ سزا کا اصل مقصد کہ لوگ اس سے عبرت پکڑے زیادہ وسیع پیمانے پر حاصل ہو سکے۔ بدقسمتی سے آج کل برسر عام سزا کو انسانی حقوق کے خلاف باور کرایا جا رہا ہے' یہ سراسر جہالت' احکام الٰہی سے بغاوت اور بزعم خویش اللہ سے بھی زیادہ انسانوں کا ہمدرد اور خیر خواہ بننا ہے درآں حالانکہ اللہ سے زیادہ رؤف رحیم کوئی نہیں۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول نے شادی شدہ مرد وعورت کے لئے صرف سنگساری کا حکم دیا ہے۔

آیت ۳: زنا کاری بری عادت ہے کہ نیک خصلت، سادہ مزاج آدمی کو زنا کاری کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہئے خصوصاً پاک دامن نیک لڑکی کو اسکے حبالہ عقد میں نہیں دینا چاہئے اسلئے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ زانی جب تک زنا سے تائب نہیں ہوتا صرف زانی یا بے دین مشرک عورت ہی سے نکاح کرلے تا کہ کوئی بھلی عورت اسکی صحبت میں خراب نہ ہو۔ اس طرح عورت زانیہ بحالت اجراء زنا اگر نکاح کرنا چاہے تو اس سے کوئی بھلا مرد نکاح نہ کرے بلکہ زانی یا بدکار مشرک ہی اس سے نکاح کرلے۔ (تیسیر الرحمن)

وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ④ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤

اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائے پھر چار گواہ پیش نہ کر سکے انھیں اسّی کوڑے لگاؤ اور آئندہ کبھی انکی شہادت قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں (۴) البتہ جو لوگ اسکے بعد توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۵)

آیت ۴: اس آیت کریمہ میں زنا کی تہمت لگانے والے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی آزاد بالغ اور پاک دامن مسلمان مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگائے تو شریعت اسلامیہ اس سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنے دعوے کی صداقت پر چار گواہ پیش کرے، اگر ایسا کرنے سے وہ قاصر رہے گا تو حاکم وقت اسے اسی (۸۰) کوڑے لگائے گا اور اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۵: توبہ کے بعد گواہی بھی مانی جائے گی اور اگر وہ توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑥ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ⑦ وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ⑧ ۙ وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائے اور ان کے اپنے سوا ان کے پاس گواہ بھی کوئی نہ ہو تو ان میں سے ایسے شخص کی شہادت یوں ہوگی کہ وہ چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہی سچا ہے (۶) اور پانچویں دفعہ یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو (۷) اور اس سے (جس پر الزام ہے) سزائیں ٹل سکتی ہیں کہ وہ چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ ''وہ (خاوند) جھوٹا ہے'' (۸) اور پانچویں دفعہ یوں کہہ کہ اگر مرد (اس کا خاوند) سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہو (۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٩﴾ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠﴾	اور اگر تم پر اللہ کا فیصلہ اور اسکی رحمت نہ ہوتی (معاملہ تم پر پیچیدہ بن جاتا) اور اللہ التفات فرمانے والے اور حکیم ہیں (۱۰)

آیت۶: ہلال بن امیہ نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگایا آپؐ نے فرمایا کہ ثبوت لاؤ تمہیں قذف کی حد لگے گی۔ اُنھوں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ جب ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو پائے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈنے بھاگے؟ آپ ﷺ یہی کہتے رہے کہ گواہ لاؤ یا تمہیں حد لگے گی۔ ھلال کہنے لگے کہ اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں سچا ہوں اور اللہ ضرور وہ نازل فرمائیں گے جس سے میں حد سے بچ جاؤں۔ تو جبرئیلؑ آئے اور اللہ نے آپ ﷺ پر یہ اور بعد کی آیتیں نازل فرمائی۔ (تیسیر القرآن)

آیت۷: اور پانچویں ۵ بار کہے کہ اگر وہ اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگانے میں سچا ہے یا یہ بچہ یا حمل اس کا نہیں ہے اور پانچویں ۵ مرتبہ کہے گا کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (احسن البیان)

آیت۸: پھر خاوند کے جواب میں بیوی چار ۴ مرتبہ قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ وہ جھوٹا ہے۔ (احسن البیان)

آیت۹: اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا عذاب ہو تو اس سے زنا کی حد ساقط ہو جائے گی اور عورت کو خاص طور پر مغضوب علیہ قرار دیا گیا کیونکہ مردوں پر غالب امکان یہی ہے کہ کوئی اپنی بیوی پر بلاوجہ الزام نہیں لگایا کرتا اور اسے اس بات کا پختہ یقین ہوتا ہے کہ ایسا جرم سرزد ہوا ہے اس لئے اگر واقعی وہ جھوٹا ہے اور محض ذاتی کاوش کی بنا پر اس نے ذلیل حرکت کی ہے تو جھوٹوں پر اللہ کی پھٹکار ڈالی گئی۔ اللہ کا غصہ اسی سے بھڑکتا ہے جو واقعی بات رد کر دے اور حق کو جان بوجھ کر چھپا دے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت۱۰: لوگوں پر اللہ کے لطف و کرم کا اور اس کی محبت و شفقت کا بیان ہے کہ اس نے ان کے لئے ایسی آسان شریعت مقرر فرمائی کہ اس نے کسی قسم کی تنگی اور پیچیدگی نہیں اور اگر اللہ کی مہربانی نہ ہوتی تو وہ تنگی میں پڑ جاتے اور انھیں بہت سے کاموں میں دشواری پیش آتی۔ اسلام میں ہر نزاکت و دشواری سے نکلنے کی راہ موجود ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

یہاں جواب محذوف ہے ''تو تم بڑی پریشانی میں مبتلا ہو جاتے اور تمھیں اس مشکل کا کوئی حل نہ ملتا۔ یا لعان کی صورت میں جھوٹے پہ فوراً اللہ کا عذاب آ جاتا مگر اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرنے والا ہے۔ ممکن ہے کہ جھوٹے کو بعد میں توبہ کی توفیق مل جائے۔ (تیسیر القرآن)

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١١﴾	جن لوگوں نے تہمت کی باتیں کیں وہ تم سے ہی ایک ٹولہ ہے اسے تم اپنے لئے بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے جس نے اس میں جتنا حصہ لیا اتنا ہی گناہ کمایا اور ان میں سے جو اس تہمت کے بڑے حصے کا ذمہ دار بنا اس کیلئے عذاب عظیم ہے (۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۱۱: إِفْكٌ (تہمت) سے مراد وہ واقعۂ افک ہے جس میں منافقین نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے دامن عفت و عزت کو داغ دار کرنا چاہا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل فرما کر ان کی پاک دامنی اور عفت کو واضح تر کر دیا۔ واقعہ یوں ہے کہ حکم حجاب کے بعد غزوۂ بنی المصطلق (مریسیع) سے واپسی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے مدینہ طیبہ کے قریب ایک جگہ قیام فرمایا صبح کو جب وہاں سے روانہ ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج بھی، جو خالی تھا، اہل قافلہ نے یہ سمجھ کر اونٹ پر رکھ دیا کہ اُم المومنین رضی اللہ عنہا اس کے اندر ہی ہوں گی اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ دراں حالانکہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہار کی تلاش میں باہر گئی ہوئی تھیں جب واپس آئیں تو دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے تو یہ سوچ کر وہیں لیٹی رہیں کہ جب ان کو میری غیر موجودگی کا علم ہوگا تو تلاش کے لئے واپس آئیں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد صفوانؓ بن معطل سلمی آ گئے جن کی ذمہ داری یہی تھی کہ قافلے کی رہ جانے والی چیزیں سنبھال لیں۔ اُنھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم حجاب سے پہلے دیکھا ہوا تھا۔ انھیں دیکھتے ہی انا للہ...... الخ پڑھا اور سمجھ گئے کہ قافلہ غلطی سے یا بے علمی میں اُم المومنینؓ کو یہیں چھوڑ کر آگے چلا گیا ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے انھیں اپنے اونٹ پر بٹھایا اور خود نکیل تھامے پیدل چلتے قافلے کو جا ملے۔ منافقین نے جب حضرت عائشہؓ کو اسطرح بعد میں اکیلے حضرت صفوانؓ کے ساتھ آتے دیکھا تو اس موقع کو بہت غنیمت جانا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی نے کہا کہ یہ تنہائی اور علیحدگی بے سبب نہیں اور یوں انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو صفوانؓ کے ساتھ مطعون کر دیا، درآں حالانکہ دونوں ان باتوں سے یکسر بے خبر تھے۔ بعض مخلص مسلمان بھی منافقین کے اس پروپیگنڈہ کا شکار ہو گئے۔ مثلاً حسان، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم (اس واقعہ کی پوری تفصیل صحیح احادیث میں موجود ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پورے ایک مہینے تک، جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے برأت نازل نہیں ہوئی، سخت پریشان رہے اور عائشہؓ لاعلمی میں اپنی جگہ بے قرار و مضطرب۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو اختصار و جامعیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

(إِفْكٌ) کے معنی ہیں کسی چیز کو اُلٹا دینا۔ اس واقعہ میں بھی چونکہ منافقین نے معاملے کو اُلٹا دیا تھا، حضرت عائشہؓ ثنا و تعریف کی مستحق تھیں، عالی نسب اور رفعت کردار کی مالک تھیں نہ کہ قذف کی۔ لیکن ظالموں نے اس پیکر عفت کو اس کے برعکس طعن اور بہتان تراشی کا ہدف بنالیا۔ (احسن البیان)

لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾

جب تم نے یہ قصہ سنا تھا تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے دل میں اچھی بات کیوں نہ سوچی اور یوں کیوں نہ کہہ دیا کہ ”یہ تو صریح بہتان ہے“ (۱۲) پھر یہ تہمت لگانے والے اس پر چار گواہ کیوں نہ لا سکے؟ پھر جب یہ گواہ نہیں لا سکے تو اللہ کے ہاں یہی جھوٹے ہیں (۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱۲: سنو! تم مسلمان جنھوں نے اس طوفان بدتمیزی کو پیدا نہیں کیا اور نہ پھیلایا ہے تم بھی کسی قدر غلطی سے خالی نہیں۔ تم نے جب یہ بہتان سنا تھا، تو کیوں ایماندار مردوں اور عورتوں نے اس کو اپنے حق میں اچھا گمان نہ کیا۔ (تفسیر ثنائی)

آیت ۱۳: اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو ایک تشریع حکم کی تعلیم دی گئی ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی نے یہ بات اپنی زبان سے کہی تو ہونا یہ چاہئے تھا کہ مسلمان اس سے چار گواہوں کا مطالبہ کرتے، اور وہ چار کیا بلکہ ایک گواہ بھی پیش نہ کرسکتا، تو اس کا جھوٹ اسکی طرف لوٹ جاتا، اور اس پر بہتان تراشی کی حد جاری کی جاتی لیکن مسلمانوں نے ایسا نہیں کیا اسلئے اس آیت کریمہ میں ان کو ڈانٹ پلائی گئی ہے کہ تم لوگوں نے اس منافق کی تکذیب کیوں نہیں کی، مسلم سوسائٹی میں اسے شر پھیلانے کا موقع کیوں دیا؟ (تیسیر الرحمن)

اگر یہ سچے ہوتے تو کیا اپنی بات کے ثبوت میں چار گواہ پیش نہیں کرتے جب ان کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں تو یہ سراسر جھوٹ اور فتنہ پرداز ہیں۔ فاسق و فاجر ہیں اور شریعت کی رو سے جھوٹ بول رہے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾

اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جن باتوں میں تم پڑ گئے اس کی پاداش میں تمھیں عذاب عظیم آلیتا (۱۴) جب تم اپنی زبانوں سے اس بہتان کو اچھالتے تھے اور اپنے منہ سے وہ کہہ رہے تھے جس کے متعلق تمھیں علم نہ تھا اور تم اسے معمولی سمجھ رہے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے ہاں بہت بڑی تھی (۱۵) اور جب تم نے یہ قصہ سنا تھا تو تم نے یوں کیوں نہ کہہ دیا کہ ''ہمیں یہ مناسب نہیں کہ ایسی بات کریں تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے'' (۱۶) اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا (۱۷) اللہ تمہیں واضح ہدایت دیتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے (۱۸)

آیت ۱۴: اس آیت کریمہ میں بھی مسلمانوں کو عتاب کیا گیا ہے اور ان پر احسان بھی جتایا گیا ہے کہ اللہ نے محض اپنے فضل و کرم سے تمھیں درگزر کر دیا، ورنہ جیسی غلطی تم لوگوں نے کی تھی، اللہ کا شدید عذاب تم پر نازل ہونا چاہیے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۱۵: حفص بن عاصم روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے چلا دے۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 6) (تیسیر القرآن)

آیت ۱۶: آگے پھر مزید تاکید کرتے ہوئے کہا کہ تم نے سنتے ہی یہ کیوں نہیں؟ کہا کہ ہمیں ایسی بات منہ سے نکالنی بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائق نہیں۔ یہ یقینا بہتان عظیم ہے۔ اس لئے امام مالک فرماتے ہیں کہ جو نام نہاد مسلمان عائشہ رضی اللہ عنہا پر بے حیائی کا الزام عائد کرتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ وہ اللہ کی اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے۔ (احسن البیان)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع

جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں میں بے حیائی کی اشاعت ہو ان کے لئے دنیا میں بھی المناک عذاب ہے اور آخرت میں بھی' اور (اس کے نتائج کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے تم نہیں جانتے (۱۹) اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو برے نتائج نکلتے) اور اللہ یقینا مہربان اور رحم والا ہے۔ (۲۰)

آیت ۱۹: فَاحِشَةٌ ۔ ہر وہ قول یا عمل جو انسان کی خواہش میں تحریک کا سبب ہو جیسے جنسی موضوعات پر مبنی کلام، عریانی، فحش لٹریچر اور فلمیں وغیرہ۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۲۰: انسان کا کسی برائی سے بچ جانا کچھ اس کی اپنی ہمت نہیں بلکہ اللہ کا فضل ہے جس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور بھولنا نہ چاہئے۔ (تیسیر القرآن)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

اے ایمان والو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو وہ بے حیائی اور برے کاموں کا حکم دے گا، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی پاک صاف نہ رہ سکتا تھا، مگر اللہ جسے چاہے پاک سیرت بنا دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور سننے والا ہے (۲۱)

آیت ۲۱: اس مقام پر شیطان کی پیروی سے ممانعت کے بعد یہ فرمایا کہ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی پاک صاف نہ ہوتا، اس سے یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مذکورہ واقعۂ افک میں ملوث ہونے سے بچ گئے، یہ محض اللہ کا فضل وکرم ہے جو ان پر ہوا، ورنہ وہ بھی اس رو میں بہہ جاتے جس میں بعض مسلمان ہو گئے تھے۔ اس لئے شیطان کے داؤ اور فریب سے بچنے کے لئے ایک تو ہر وقت اللہ سے مدد طلب کرتے رہو اور اس کی طرف رجوع کرتے رہو اور دوسرے لوگ جو اپنے نفس کی کمزوری سے شیطان کے فریب کا شکار ہو گئے ہیں، ان کو زیادہ ہدف ملامت مت بناؤ، بلکہ خیر خواہانہ طریقے سے ان کی اصلاح کی کوشش کرو۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ ۙ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾

اور تم میں سے آسودہ حال لوگوں کو یہ قسم نہ کھانا چاہئے کہ وہ قرابت داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ (صدقہ وغیرہ) نہ دیں گے، انھیں چاہئے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمھیں معاف کر دیں، اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (۲۲) جو لوگ پاک دامن اور بھولی بھالی مومنہ عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا میں بھی لعنت اور آخرت میں بھی اور انھیں بہت بڑا عذاب ہوگا (۲۳) جس دن ایسے مجرموں کی اپنی زبانیں ہاتھ اور پاؤں ان کے کرتوتوں سے متعلق ان کے خلاف گواہی دیں گی (۲۴) اس دن اللہ انھیں وہ بدلہ دے گا جس کے وہ مستحق ہیں اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی واضح حق ہے (۲۵)

آیت ۲۲: مسطحؓ جو واقعہ افک میں ملوث ہو گئے تھے، فقرائے مہاجرین میں سے تھے، رشتہ میں ابوبکر صدیقؓ کے خالہ زاد تھے۔ اسی لئے ابوبکرؓ ان کے کفیل اور معاش کے ذمہ دار تھے۔ جب یہ بھی عائشہ رضی اللہ عنہ کے خلاف مہم میں شریک ہو گئے تو ابوبکر صدیقؓ کو سخت صدمہ پہنچا، جو ایک فطری امر تھا، چنانچہ نزول برأت کے بعد غصہ میں انھوں نے قسم کھالی کہ وہ آئندہ مسطحؓ کو کوئی فائدہ نہیں پہونچائیں گے۔ ابوبکر صدیقؓ کی یہ قسم (جو اگرچہ انسانی فطرت کے مطابق ہی تھی، تاہم مقام صدیقیت اس سے بلند تر کردار کا متقاضی تھا) اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آئی اور یہ آیت نازل فرمائی، جس میں بڑے پیار سے ان کے اس عاجلانہ بشری اقدام پر انھیں متنبہ فرمایا کہ تم سے بھی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں اور تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیاں معاف فرماتا رہے۔ تو پھر تم بھی دوسروں کے ساتھ اسی طرح معافی اور درگزر کا معاملہ کیوں نہیں کرتے؟ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیاں معاف فرمادے؟ یہ اندازِ بیان اتنا مؤثر تھا کہ اسے سنتے ہی ابوبکر صدیقؓ بے ساختہ پکار اُٹھے "کیوں نہیں اے ہمارے رب! ہم ضرور یہ چاہتے ہیں کہ تو ہمیں معاف فرمادے" اس کے بعد انھوں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کر کے حسب سابق مسطحؓ کی مالی سرپرستی شروع فرمادی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2467)

آیت ۲۳: جب اللہ نے عام ایمان والی عورتوں پر بے حیائی کا الزام لگانے سے لوگوں کو ڈرایا ہے اور ان کی یہ سزا تجویز فرمائی ہے تو نبیوں کی بیویوں پر جو تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں بہتان باندھنے والوں کی سزا کیا کچھ نہیں ہوگی۔ خصوصاً اس پاک دامن صدیقہؓ پر جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور جو صدیقؓ کی صاحبزادی اور سید الرسل کی زوجہ محبوبہ تھیں۔ اس آیت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اترنے کے بعد جس نے آپ کی شان گرامی میں کوئی گستاخی کی' آپ پر زبان طعن دراز کی اور آپ کو مورد الزام ٹھہرایا وہ کافر ہے کیونکہ وہ قرآن کی اس آیت کے خلاف کر رہا ہے۔ دیگر امہات المومنین کے بارے میں بھی صحیح قول یہی ہے۔ پھر فرمایا کہ ایسے لوگوں پر دونوں جہانوں میں اللہ کی پھٹکار ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ عام مسلم خواتین پر الزام لگانے والوں کی توبہ قبول کر لی جائے گی لیکن ان کی گواہی نا قابل قبول ہوگی پھر آپ نے (نور ۴) کی تلاوت کر کے فرمایا کہ یہ آیت عام مسلم خواتین پر الزام لگانے والوں کا حکم بیان کرتی ہے لیکن یہاں آیت ۲۳ میں عائشہؓ اور دیگر امہات المومنین کے بارے میں ہے۔ یعنی ان پر الزام لگانے والوں کی توبہ قابل قبول نہیں اس بہترین تفسیر کو سن کر بعض لوگ بھڑک اٹھے اور آپ کی پیشانی چومنی چاہی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچتے رہو پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سے گناہ ہیں۔ فرمایا (۱) شرک (۲) جادو (۳) ناحق قتل (۴) سود (۵) یتیم کا مال ہڑپ کرنا، (۶) میدان جنگ میں مقابلے سے بھاگنا (۷) پاک دامن بھولی بھالی اور ایمان والی عورتوں پر بد اخلاقی کا الزام لگانا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2560)

قذف کی سزا: اَسّی (۸۰) درے آیت نمبر ۸ میں بیان ہوئی ہے۔ غافلات سے مراد ایسی بھولی بھالی نیک دل خواتین ہیں جن کے ذہن فحاشی کے کاموں اور چیزوں سے خالی ہیں۔ (تیسیر القرآن)

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ ع ۳/۹

خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے۔ اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں' ان کا دامن ان باتوں سے پاک ہے جو وہ بکتے ہیں' ان کے لئے بخشش اور عزت کا رزق ہے (۲۶)

آیت ۲۶: افسوس کہ ان لوگوں نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ یہ تو عام قاعدہ ہے کہ گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے ہوتے ہیں۔ پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہوتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ

اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک ان کی رضا حاصل نہ کر لو اور گھر والوں پر سلام نہ کہہ لو، یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے۔ تو قع ہے کہ یاد رکھو گے (۲۷) پھر اگر ان میں کسی کو نہ پاؤ تو جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اس میں داخل نہ ہونا، اور اگر تمہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝۲۸
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ
مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا
تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝۲۹ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ
ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا
يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ
اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ
بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ
بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ
اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ
اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ
التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ
الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ
النِّسَآءِ ۪ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا
يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ
جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱

کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آؤ، یہ تمہارے لئے زیادہ
پاکیزہ طریقہ ہے اور جو تم کرتے ہو، اللہ اسے خوب جانتا ہے
(۲۸) البتہ بے آباد گھروں میں داخل ہونے سے تم پر گناہ
نہیں جہاں تمہارے فائدے کی چیز ہو، اور اللہ جانتا ہے جو
ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو (۲۹) (اے نبی) مومن
مردوں سے کہئے کہ وہ اپنی نظر نیچی رکھا کریں اور اپنی
شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزہ ہے
، اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے (۳۰) اور
مومنہ عورتوں سے بھی کہئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں
اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ
کریں مگر جو از خود ظاہر ہو جائے، اور اپنی اوڑھنیاں اپنے
سینوں پر ڈال لیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر ان
لوگوں کے سامنے خاوند، باپ، خاوندوں کے باپ (سسر)
، بیٹے، اپنے شوہروں کے بیٹے (سوتیلے بیٹے)، بھائی، بھتیجے،
بھانجے، اپنے میل جول والی عورتیں، کنیزیں جن کی وہ مالک
ہوں ایسے خادم مرد جو عورتوں کی حاجت نہ رکھتے ہوں اور
ایسے لڑکے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ
ہوئے ہوں اور اپنے پاؤں زمین پر مارتے ہوئے نہ چلیں
کہ جو زینت انھوں نے چھپا رکھی ہے اسکا لوگوں کو علم ہو اور
اے ایمان والو! تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو، توقع ہے کہ تم
کامیاب ہو جاؤ گے (۳۱)

آیت ۳۱: اس آیت میں حق تعالیٰ اسلامی خواتین کو کچھ ادب سکھاتا ہے تاکہ ان کے غیرت مند مسلمان مردوں کو قرار و سکون نصیب ہو ان کی بیگمات جاہلیت کے زمانے کی رسمیں چھوڑ کر اسلامی قوانین معاشرت سیکھیں اور مشرکوں کی شرمناک رسموں سے متنفر ہوں۔

اسماء بنت مرشد کا گھر بنی حارثہ کے محلہ میں تھا ان کے پاس آنے والی عورتیں حسب دستور بلا تہہ بند کے آتی جاتی تھیں ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیروں کے جھانجھن دکھائی دیتے تھے سینہ اور سر کھلا رہتا تھا اسماء نے اس بے شرمی کو دیکھ کر کہا کہ افسوس کس قدر شرمناک و بری بات ہے کہ عورتوں کی پردوں کی چیزیں ظاہر ہوں اس پر یہ آیت اُتری کہ مسلمان خواتین کو ان کے نبی ہدایت فرما دیں کہ وہ حرام چیزوں سے نگاہیں پست رکھیں اور بجز اپنے شوہر کے کسی غیر مرد پر نگاہ نہ ڈالیں۔ (درمنثور ۶:۱۷۹)

زینت سے وہ اشیاء مراد ہیں جن کا پردہ کے باوجود چھپانا ممکن نہ ہو جیسے پردہ کا لباس بات کرتے وقت آواز یا کچھ لیتے دیتے وقت ہاتھ وغیرہ۔ اپنی عورتوں سے ایسی خواتین مراد ہیں جو کہ جان پہچان کی ہوں اور ان کا کردار مشکوک نہ ہو۔ ایسی خواتین جن کا کردار مشکوک ہو ان سے بھی حجاب کا حکم ہے۔ ان کے گھروں میں داخلہ پر غیر مردوں کی طرح پابندی ہونی چاہے لونڈی اور غلام ہو وغیرہ بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔

گیارہ بارہ سال تک کے بچے جس کے منفی جذبات ابھی پیدا نہ ہوئے ہوں بلوغت سے پہلے پہلے۔ اسکے علاوہ جن چیزوں سے غیر مردوں کے صنفی جذبات مشتعل ہو سکتے ہوں۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت عطر لگا کر راستے سے گزرے تا کہ لوگ اسکی خوشبو سے لطف اندوز ہوں تو وہ ایسی اور ایسی (یعنی بدکار) ہے۔ (ترمذی) (تیسیر القرآن)

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَ لَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّ مَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ ع ۸/۱۰

اور تم میں سے جو لوگ مجرد ہیں ان کے نکاح کر دو اور اپنے لونڈی، غلاموں کے بھی جو نکاح کے قابل ہوں، اگر وہ محتاج ہیں تو اللہ اپنی مہربانی سے انھیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا اور جاننے والا ہے (۳۲) اور جو لوگ نکاح (کا سامان) نہیں پاتے انھیں (زنا وغیرہ) سے بچے رہنا چاہئے حتیٰ کہ اللہ انھیں اپنے فضل سے غنی کر دے اور تمہارے غلاموں میں سے جو لوگ مکاتبت کرنا چاہیں تو اگر تم ان میں بھلائی دیکھو تو ان سے مکاتبت کر لو، اور اللہ کے مال سے جو اس نے تمہیں دیا ہے انھیں بھی دو اور تمہاری لونڈیاں اگر پاکدامن رہنا چاہیں تو انھیں اپنے دنیوی فائدوں کی خاطر بدکاری پر مجبور نہ کرو اور جو کوئی انھیں مجبور کرے تو ان پر جبر کے بعد اللہ تعالیٰ انھیں بخش دینے والا اور رحم کرنے والا ہے (۳۳) ہم نے تمہاری طرف واضح احکام بتلانے والی آیات نازل کی ہیں اور ان لوگوں کی مثالیں بھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور متقین کے لئے نصیحت بھی نازل کر دی ہے (۳۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۲: اس آیت میں بیواؤں کے نکاح کی ترغیب ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اے گروہ جوانان تم میں سے جو نکاح کا مقدور رکھے وہ نکاح کرلے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے اور جس کا مقدور نہ ہو اسے روزے رکھنے لازم ہیں کیونکہ روزے شہوت کو کمزور کردیتے ہیں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 1772)

ایامیٰ-ایم کی جمع ہے مجرد مرد اور مجرد عورتوں کو ایم کہا جاتا ہے خواہ کنوارے ہوں یا شادی ہونے کے بعد مجرد رہ گئے ہوں۔ (جوہری) حق تعالیٰ نے نکاح کی رغبت دلائی اور آزاد و غیر آزاد سب کو نکاح کرنے کا حکم دیا اور غریبوں سے تونگری کا وعدہ فرمایا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تین شخصیتوں کی مدد کرنا اللہ کے ذمے ہے: (۱) نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا خواہشمند ہو (۲) مکاتب جو رقم ادا کرنا چاہتا ہو (۳) اللہ کی راہ کا غازی۔ (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 2518 علامہ البانیؒ نے حسن قرار دیا ہے) رحمت عالم ﷺ نے اس شخص کا بھی نکاح کرادیا جس کے پاس صرف ایک تہہ بند ہی تھا اور ایک لوہے کی انگوٹھی بھی میسر نہ تھی اور مہر یہ فرمایا کہ بیوی کو قرآن کریم یاد کرادے جتنا اسے یاد ہو کیونکہ آپ کو اللہ کے فضل و کرم سے یقین تھا کہ اللہ انھیں فراخی دے گا، دونوں کی ضرورتیں پوری فرمائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''نکاح کرو'' یہ نہیں کہا کہ ''نکاح کرلو'' تو اس سے عورت کے نکاح کے لئے خواہ کسی بھی عمر کی ہو ولی ہونے کی شرط معلوم ہوتی ہے۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ''کوئی بھی عورت جو ولی کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے''۔ ابوداؤد حدیث نمبر 2083 علامہ البانیؒ نے صحیح قرار دیا ہے (تیسیر القرآن)

آیت ۳۴: میں فرمایا کہ ہم نے تم پر قرآن اُتارا جس میں صاف صاف روشن اور واضح آیتیں ہیں اور پہلی قوموں کے واقعات بھی ہیں کہ ان پر رسول کی مخالفت پر کیا کیا عذاب آئے فرمایا: (زخرف ۶۵/۴۳) میں پھر ہم نے انھیں پچھلوں کے لئے نمونہ بنادیا یعنی حرام کاموں اور گناہوں سے بچنے کے لئے ڈانٹنے والا بنادیا پھر فرمایا کہ قرآن میں اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے نصیحت بھی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

مذکورہ بالا احکام بیان کئے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں قرآن کریم کی تعریف بیان کی ہے کہ جس طرح ہم نے اُن احکام کو مکمل طور پر کھول کر بیان کردیا ہے۔ قرآن کی تمام ہی آیات واضح ہیں اور اسی میں بندوں سے متعلق تمام عبادات معاملات اور آداب زندگی کو تفصیل کے ساتھ بیان کردیا ہے اور اس قرآن کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ قوموں کے عبرتناک واقعات بیان کرکے انسان کو تعلیم دی ہے کہ ان سے نصیحت حاصل کریں۔ (تیسیر الرحمن)

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ	اللہ ہی ارض و سماوات کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق ہو جس میں چراغ ہو، یہ چراغ فانوس میں ہو، وہ فانوس ایسا شفاف ہو جیسے چمکتا ہوا ستارہ، اور وہ چراغ زیتون کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ﴿۳۵﴾

مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ مشرق میں ہوتا ہے اور نہ مغرب میں، اس کے تیل کو اگر آگ نہ بھی چھوئے تو بھی وہ بھڑکنے کے قریب ہوتا ہے روشنی پر روشنی۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے، رہنمائی کرتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے (۳۵)

آیت ۳۵: اللہ ہی کائنات میں نور ہدایت مہیا کرتا ہے اور حق کی جانب رہنمائی کرتا ہے یا روشنی مہیا کرتا ہے۔ اس مثال میں مخاطب کے لئے روشنی مہیا کرنے کی ایسی صورت بیان فرمائی گئی ہے جس میں تیز سے تیز روشنی کا تصور کر سکتے تھے۔ کوئی طالب علم یہ سوچ سکتا ہے کہ پھر سورج کی مثال کیوں نہیں دی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قلب مومن کی مثال یہاں دی گئی ہے اور اس کے لئے سورج مناسب نہیں ہے۔ ایک مومن دین کے راستہ پر جدو جہد کر کے اپنے ایمان کو بڑھا سکتا ہے۔ جیسے اچھے سے اچھے تیل کے انتخاب سے چراغ کی روشنی میں اضافہ کر سکتا ہے جبکہ سورج کی روشنی یہ انسان کا بس ہی نہیں۔ ابن جریر، طبری، ابن کثیر اور جلال الدین کے مطابق اس آیت میں قلب مومن کی مثال بیان کی گئی ہے۔ (تیسیر القرآن)

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۪ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۙ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

ان گھروں میں جنکے متعلق اللہ نے حکم دیا کہ ان میں اللہ کا نام بلند ہو اور اس کا ذکر ہو، ان میں صبح و شام وہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں (۳۶) جنھیں اللہ کے ذکر و اقامت صلاۃ اور ادائے زکوۃ سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت، وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائینگی (۳۷) کہ جو عمل وہ کرتے رہے ہیں اللہ انھیں انکا بہتر بدلہ دے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی دے اور اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب رزق عطا کرتا ہے (۳۸)

آیت ۳۷: اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ اگر چہ عورتوں کا مسجدوں میں جا کر نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ وہ نہایت سادہ لباس میں بغیر خوشبو لگائے اور باپردہ جائیں جس طرح کہ عہد رسالت مآب ﷺ میں عورتیں مسجد نبوی میں نماز کیلئے حاضر ہوتی تھیں۔ تاہم ان کے لئے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ حدیث میں بھی اس چیز کو بیان کیا گیا ہے۔ (ابوداؤد حدیث نمبر 571 علامہ البانیؒ نے صحیح قرار دیا ہے)

شدتِ فزع اور ہولناکی کی وجہ سے۔ جس طرح دوسرے مقام پر ہے (المؤمن۔۸۱) ''ان کو قیامت والے دن سے ڈراؤ، جس دن دل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گلوں کے پاس آ جائیں گے، غم سے بھرے ہوئے" ابتدائی دلوں کی یہ کیفیت سب کی ہی ہوگی مومن کی بھی اور کافر کی بھی۔ (احسن البیان)

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۳۹ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝۴۰ ع ۱۱

اور جو کافر ہیں ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹیل میدان میں کوئی سراب ہو جسے پیاسا پانی سمجھ رہا ہو، حتیٰ کہ جب وہ اس سراب کے قریب آتا ہے تو وہاں کچھ نہیں پاتا بلکہ اس نے اللہ کو وہاں موجود پایا جس نے اس کا حساب چکا دیا اور اللہ کو حساب چکانے میں دیر نہیں لگتی (۳۹) یا جیسے گہرے سمندر میں اندھیرے ہوں جسے موج نے ڈھانپ لیا ہو، پھر اسکے اوپر اور موج ہو اور اس کے اوپر بادل ہو ایک تاریکی پر ایک اور تاریکی چڑھی ہو، اگر کوئی شخص اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی نہ دیکھ سکے اور جسے اللہ روشنی عطا نہ کرے اس کیلئے (کہیں سے بھی) روشنی نہیں مل سکتی (۴۰)

آیت ۳۹: سراب (Mirage) ایسی ریت جو چمکتی اور دوپہر میں دور سے پانی نظر آتی ہے۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہو۔ پیاسا پانی کی تلاش میں پہنچتا ہے تو اسے کچھ نہیں ملتا۔ دھوپ کی شدت میں سراب میں بھاگ بھاگ کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہ کفار کے ایسے اعمال کی مثال ہے جسے وہ نیکی سمجھ کر کرتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۴۰: جیسے کافر پہ حق کے گریز کے کئی پردے چڑھے ہوئے ہیں۔ جہالت اور گمراہی کا پردہ، ضد اور ہٹ دھرمی کا پردہ، دنیاوی مفادات کا پردہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو موجوں (waves) کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک تو سطح سمندر کے اوپر والی موج ہے جس کے اوپر بادل ہیں۔ سطح سمندر کے اوپر والی موج تو بآسانی نظر آتی ہے اور زمانہ قدیم سے انسان اس سے آگاہ ہے جبکہ اس سے نیچے والی موج نظر نہیں آسکتی بلکہ وہ محض جدید ترین انتہائی حساس آلات کی مدد سے ٹمپریچر کثافت اور نمکیات کا تناسب پیمائش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس وقت بھی مطلع فرما دیا جبکہ یہ آلات وجود میں بھی نہ آئے تھے۔ (تفسیر القرآن)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِيْحَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا

کیا تم دیکھتے نہیں کہ ارض و سماوات میں جو ہے (اور فضا میں) پر پھیلاتے ہوئے پرندے یہ سب اللہ ہی کی تسبیح کر رہے ہیں، ہر مخلوق کو اپنی صلوٰۃ اور تسبیح معلوم ہے جو وہ کرتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يَفْعَلُوْنَ ﴿٤١﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿٤٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ
سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا
فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَ يُنَزِّلُ مِنَ
السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ
مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ
سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ
الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي
الْاَبْصَارِ ﴿٤٤﴾

اللہ سب جانتا ہے(۴۱) نیز ارض وسماوات کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹ جانا ہے(۴۲) کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ بادل کو آہستہ چلاتا ہے پھر بادل کو آپس میں ملا دیتا ہے پھر اسے تہ بہ تہ بنا دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ اس کے درمیان سے بارش کے قطرے ٹپکتے ہیں اور آسمان سے ان پہاڑوں کی بدولت اولے برساتا ہے پھر جسے چاہتا ہے ان سے نقصان پہنچاتا ہے اور جسے چاہتا ہے بچا لیتا ہے، اس کی بجلی چمک آنکھوں کو خیرہ کئے دیتی ہے(۴۳) اللہ ہی رات اور دن کا ادل بدل کرتا رہتا ہے، بلاشبہ اہل نظر کے لئے ان نشانیوں میں عبرت کا سامان ہے(۴۴)

اس آیت سے بارش اولے اور بجلی بننے اور گرنے کے عمل کی دقیق انداز میں وضاحت کی گئی ہے۔ اس آیت سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(ا) بارش برسنے کا عمل چھوٹے بادلوں کی ٹکڑیاں آپس میں ملنے سے وقوع پذیر ہوتی ہے جبکہ بادل تہہ بہ تہہ ہو جاتے ہیں۔

(ب) اولے برسنے کا عمل بہت بڑے اور پہاڑ جیسے اونچے بادلوں کے ذریعے وقوع پذیر ہوتا ہے جبکہ بجلی گرنے یا چمکنے کا عمل پہاڑ جیسے اونچے بادلوں سے متعلق ہے۔

(ج) موسمیات کے اصول (Elements of motcorology) صفحہ 141 میں لکھا ہے کہ جن بادلوں سے اولے برستے ہیں ان کی اونچائی 4.4-7.4 میل تک پہنچ جاتی ہے اور وہ پہاڑ معلوم ہوتے ہیں۔

جدید موسمیات (Metcorology Today) صفحہ 437 میں مصنف لکھتا ہے جب اولے بادل کے نچلے حصے میں گرتے ہیں تو بادل میں الیکٹرک چارج پیدا ہو جاتا ہے اور منفی طور پر یہ چارج ہو جاتے ہیں۔ یہ چارج جب بڑھ جاتا ہے تو زمین اور بادل کے درمیان شعلہ لپکتا ہے۔ بجلی لپکنے کا عمل سائنس داں محض 1600ء کے بعد سمجھ پائے اس سے پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ خشک ہواؤں کے بادلوں سے ٹکرانے سے کڑک پیدا ہوتی ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۴۴: ان کمالات قدرت کے علاوہ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے۔ یہ سب چکر اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس لئے کچھ شک نہیں کہ اس میں عقلمندوں کے لئے بہت بڑی ہدایت اور عبرت ہے کیونکہ وہ ان اُمور پر غور کرنے سے اسی نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾

اللہ تعالیٰ نے ہر چلنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا، ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، کچھ تو پاؤں اور کچھ چار پاؤں پر جو کچھ وہ چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے اور یقینا اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۴۵) ہم نے صاف صاف حقیقت بتلانے والی آیات اُتاری ہیں اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی تو اللہ ہی جسے چاہے کرتا ہے (۴۶)

بعض حیوانات ایسے بھی ہیں جو چار سے بھی زیادہ پاؤں رکھتے ہیں، جیسے کیکڑا مکڑی اور بہت سے زمینی کیڑے۔ (احسن البیان)

آیت ۴۶: اور ان باتوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی واضح اور صریح آیتوں میں بیان کر دیا ہے اور انپر ایمان لانا اور ان کے مطابق عمل کرنا اسکی سیدھی راہ ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنی سیدھی راہ پر ڈال دیتا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

وَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

یہ (منافق) کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت قبول کی، پھر اسکے بعد ان میں سے ایک فریق منہ پھیر لیتا ہے، حقیقتاً یہ ایماندار ہی نہیں (۴۷) اور جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان میں سے کچھ اعراض کرتے ہیں (۴۸) اور اگر حق کی ان کی موافقت میں ہو تو بڑے مطیع ہو کر چلے آتے ہیں (۴۹) کیا ان کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے یا وہ شک میں ہیں یا وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ان کی حق تلفی کر جائیں گے بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں (۵۰)

آیت ۴۸: رسول کی طرف بلایا جانا ہی اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلانا تصور ہے آپ کی وفات کے بعد قرآن وسنت کے فیصلہ کی طرف بلانا اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلانا ہے۔ چنانچہ باہمی جھگڑوں کے علاوہ دینی مسائل میں اختلاف کی صورت میں بھی قرآن وسنت کا فیصلہ تسلیم نہ کرنا منافقت ہے اور ایک مومن کو زیب نہیں دیتا۔ (۵) (تیسیر القرآن)

آیت ۴۹: فرمانبرداری اور خوشی سے ساتھ ہو لینا۔ اشاروں پر چلنا کیونکہ انھیں معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف حق کے مطابق ہی فیصلہ کریں گے۔ جب خود حق پر ہوں تو بھاگے آتے ہیں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت کے بجائے کہیں اور جانا چاہتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ گویا انھوں نے اپنی خواہشات اور اپنے مفادات کو اپنا حکم بنایا ہوا ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۵۰: جب فیصلہ ان کے خلاف ہونے کا امکان ہوتا ہے تو اس سے اعراض و گریز کی وجہ بیان کی جا رہی ہے کہ یا تو ان کے دلوں میں کفر و نفاق کا روگ ہے یا انھیں نبوت محمدیؐ میں شک ہے یا انھیں اس بات کا اندازہ ہے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کرے گا، حالانکہ ان کی طرف سے ظلم کا کوئی امکان ہی نہیں، بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ خود ہی ظالم ہیں۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ جب قضاو فیصلے کے لئے ایسے حاکم و قاضی کی طرف بلایا جائے جو عادل اور قرآن و سنت کا عالم ہو، تو اس کے پاس جانا ضروری ہے۔ البتہ اگر وہ قاضی کتاب و سنت کے علم اور ان کے دلائل سے بے بہرہ ہو، جہل بسیط ہو یعنی کچھ بھی علم نہ ہو یا جہل مرکب ہو یعنی مجتہدین کے اجتہادات سے اسے کچھ آگاہی نہ ہو، لیکن براہ راست قرآن و حدیث کے علم سے ناآشنا ہو، تو یہ بھی جاہل ہی ہے جس کے پاس فیصلے کے لئے جانا ضروری نہیں۔ (احسن البیان)

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا دُعُوْٓا إِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ أَطَعْنَا ۭ وَ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

مومنوں کی تو بات ہی یہ ہے کہ جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے کہ وہ انکے درمیان فیصلہ کرے تو کہتے ہیں کہ ''ہم نے سنا اور اطاعت کی''۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (۵۱) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے، اللہ سے ڈرے اور اس کی نافرمانی سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ بامراد ہیں (۵۲)

آیت ۵۱۔۵۲: یہ اہل کفر و نفاق کے مقابلے میں اہل ایمان کے کردار و عمل کا بیان ہے یعنی فلاح و کامیابی کے مستحق صرف وہ لوگ ہوں گے جو اپنے تمام معاملات میں اللہ و رسول کے فیصلے کو خوش دلی سے قبول کرتے اور انھیں کی اطاعت کرتے ہیں اور خشیت الٰہی اور تقویٰ سے متصف ہیں، نہ کہ دوسرے لوگ، جو ان صفات سے محروم ہیں۔ (احسن البیان)

وَأَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَإِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَ مَا عَلَى

اللہ کی پختہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ انھیں حکم دیں تو وہ ضرور (جہاد پر) نکلیں گے'' آپ ان سے کہیے کہ ''قسمیں نہ کھاؤ'' (مطلوب) دستور کے مطابق اطاعت ہے، اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے (۵۳) آپ کہیے کہ ''اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر تم اطاعت نہیں کرو گے تو رسول کے ذمہ تو وہی ہے جس کا وہ مکلف ہے اور تمہارے ذمہ وہ جس کے تم مکلف ہو اور اگر تم رسول کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾

اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے' اور رسول کے ذمہ صرف یہ ہے کہ پیغام پہنچا دے (۵۴)

ربط آیات: گزشتہ آیات میں توحید کو دلائل سے ثابت کیا گیا تھا اور پھر اللہ پر ایمان کی دعوت دی گئی تھی کہ اس کائنات میں صرف اللہ کا حکم چلتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ سب لوگوں کو چاہئے کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اسی سے مدد مانگیں، اب ان آیات میں منافقوں سے کہا جا رہا ہے کہ اے منافقو تم نفاق چھوڑ کر سچے پکے مسلمان بن جاؤ اور رسول اللہ کی اطاعت کرو، اگر تم رسول اللہ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے، اگر تم نے رسول کی مخالفت کی تو دنیا و آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہو جاؤ گے۔ اے منافقو سنو! اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکومت، عزت اور کامیابی دینے والا ہے اور جو مسلمانوں کے دشمن ہوں گے وہ ذلیل و خوار ہوں گے، اس لئے منافقت کو چھوڑ کر سچے پکے مسلمان بن جاؤ۔

آیت ۵۳: ان منافقوں کا بیان ہے جو رحمت عالم ﷺ کے سامنے اپنا اسلام منوانے کے لئے پکی پکی قسمیں کھا کر کہہ رہے تھے کہ اگر آپ انھیں جنگ کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیں تو وہ تیار ہیں حکم سنتے ہی نکل کھڑے ہوں گے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیارے نبی آپ اِن سے فرما دیں کہ بس قسمیں زیادہ نہ کھاؤ تمہارے اطاعت کی حقیقت معلوم ہے صرف باتیں ہی باتیں ہیں، کرنا دھرنا خاک بھی نہیں تم جب بھی قسمیں کھاتے ہو تو جھوٹی قسمیں کھایا کرتے ہو فرمایا (توبہ:۹۶) یہ تمہارے سامنے تم کو راضی کرنے کے لئے قسمیں کھاتے ہیں پھر اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ ایسے فاسقوں سے راضی نہیں ہوگا۔ (منافقون:۲) (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۵۴: یعنی قرآن و حدیث کی پیروی کرو اگر تم ان دونوں سے پھر جاؤ اور ان کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دو تو رسولؐ کے ذمہ صرف اللہ کا پیغام پہنچا دینا اور رسالت کا ادا کرنا ہے اس کو مان لینا اس کا ادب و احترام کرنا اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنا تمہارا کام ہے یہ بات ضروری ہے کہ اگر تم رسولؐ کی بات مان لو گے تو راہ پا جاؤ گے کیونکہ وہ سیدھی راہ کی دعوت دے رہا ہے۔ (الشوریٰ:۵۳) (الرعد:۴۰) (الغاشیۃ:۲۱۔۲۲) (تفسیر ابن کثیر)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ

اور تم میں سے جو مومن ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں زمین میں خلافت دے گا، جیسے ان سے پہلے لوگوں کو عطا کی تھی اور ان کے دین کو مضبوط کرے گا جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا اور ان کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا' پس وہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں' اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۵۶ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۵۷ ع ۱۳

ہی لوگ فاسق ہیں (۵۵) نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو (اس طرح) توقع ہے کہ تم پر رحم کیا جائے (۵۶) آپ کافروں کے متعلق یہ خیال نہ کیجئے کہ وہ زمین میں (اللہ کو) عاجز کردینے والے ہیں (کہ عذاب نہ کرے) ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے (۵۷)

آیت ۵۶: پس تم لوگ ایسے نہ بنو بلکہ ابھی سے ایمان لاؤ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیا کرو تا کہ خدا کی طرف سے تم پر رحم کیا جائے اور یہ تو خیال ہی نہ کرو کہ کافر لوگ اتنے ہیں اتنی ان کی جماعت اور سامان ہے یہ کیونکر ہوگا کہ یہ سب مغلوب ہو جائیں اور مسلمان ان پر غالب حکومت پا جائے۔ (تفسیر ثنائی)

مسلمانوں کو تاکید کی گئی کہ اللہ کی رحمت اور مدد حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے جس پر چل کر صحابہ کرامؓ کو یہ رحمت اور مدد حاصل ہوئی۔ (احسن البیان)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۵۸ وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۵۹ وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا

اے ایمان والو! تمہارے غلاموں اور ان لڑکوں پر جو ابھی حدِ بلوغ کو نہ پہنچے ہوں لازم ہے کہ وہ (دن میں) تین بار اجازت لے کر گھروں میں داخل ہوا کریں، صلوٰۃ فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب تم کپڑے اتارتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تین اوقات تمہارے لئے پردہ کے وقت ہیں، ان اوقات کے علاوہ دوسرے وقتوں میں ان کو بلا اجازت آنے جانے سے نہ ان پر کچھ گناہ ہے نہ تم پر، تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا پڑتا ہے۔ اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے ارشادات واضح کرتا ہے اور وہ جاننے والا حکمت والا ہے (۵۸) اور جب لڑکے سنِ بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ اس طرح اذن لیا کریں جیسا کہ ان سے پہلے (ان کے بڑے) اجازت لیتے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اس طرح تمہارے لئے احکام کھول کر بیان کرتا ہے، اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے (۵۹) اور جو عورتیں جوانی سے گزری بیٹھی ہوں اور نکاح کی توقع نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَيۡسَ عَلَيۡهِنَّ جُنَاحٌ اَنۡ يَّضَعۡنَ ثِيَابَهُنَّ غَيۡرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيۡنَةٍ‌ ؕ وَ اَنۡ يَّسۡتَعۡفِفۡنَ خَيۡرٌ لَّهُنَّ‌ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۝۶۰

رکھتی ہوں وہ اگر اپنی چادریں اتار کر سر ننگا کرلیا کریں تو ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ زیب وزینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں ، تاہم اگر وہ (چادر اتارنے سے) پرہیز ہی کریں تو یہی بات ان کے حق میں بہتر ہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے (۶۰)

آیت ۵۸: دلائل توحید بیان کرنے کے بعد گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کے مسائل بیان کئے جا رہے ہیں، ابتدائے سورہ میں غیروں سے متعلق حکم بیان کیا گیا ہے۔ یہاں گھر کے افراد سے متعلق حکم بیان کیا جا رہا ہے کہ غلام، باندیاں، خادم اور خادمائیں اور گھر کے چھوٹے بچے دن اور رات کے تین مخصوص اوقات، کمروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں، فجر سے پہلے جو رات میں سونے کا وقت ہوتا ہے، دوپہر کے وقت جب لوگ بالعموم آرام کرتے ہیں، اور عشاء کی نماز کے بعد، جب لوگ دن کی محنت و مشقت کے بعد سو جاتے ہیں اس لئے کہ ان تینوں اوقات میں لوگ بالعموم اپنی بیویوں کے ساتھ ہوتے ہیں، کمروں کے اندر پردے کا زیادہ خیال نہیں رکھتے ہیں، اسلئے ان اوقات میں کسی کا اچانک کمرے میں داخل ہو جانا شدید ناگوار گزرتا ہے، اور بسا اوقات ان نوکروں اور بچوں کی نگاہیں پردے کی جگہوں پر پڑ جاتی ہیں۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۵۹: سن بلوغ مختلف حالات اور علاقوں میں مختلف ہو سکتا ہے جب لڑکوں کو احتلام شروع ہو جائے تو وہی اس کا سن بلوغ ہے جیسے لڑکی کے لئے حیض آنے کی عمر سن بلوغ ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۶۰: اور سنو! بڑی بوڑھی عورتیں جو اپنے بڑھاپے کی وجہ سے مرد سے ملاپ کی خواہش نہیں رکھتیں اگر کپڑے نقاب وغیرہ اُتار دیں تو ان پر گناہ نہیں، بشرطیکہ زیب وزینت کو ظاہر نہ کریں۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ اس سے بھی احتیاط رکھنا ان کیلئے بہتر ہے۔ کیونکہ عربی میں ایک مثال ہے "لِكُلِّ سَاقِطَةٍ لَاقِطَةٌ" (ہر گری ہوئی چیز کو کوئی نہ کوئی اُٹھانے والا ہوتا ہے) اُس بوڑھی عورت کو خود خواہش نہ ہو ممکن ہے کوئی ایسا بھی ہو جو محض اپنی خواہش سے ان پر دباؤ ڈالے اور چونکہ اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا بڑے علم والا ہے۔ اس لئے تم لوگ اس کی مرضی کے برخلاف باتیں کرنے اور دل میں اس کے مخالف خیالات لانے سے پرہیز کیا کرو۔ دیکھو جس طرح یہ اخلاقی احکام تم کو سکھائے جاتے ہیں اس طرح یہ بھی تم کو بتلایا جاتا ہے کہ کسی کے گھر پر جا کر کوئی چیز رکھی رکھائی بے اجازت نہ اُٹھا لیا کرو بلکہ جب تک صاف اجازت نہ ہو مت اُٹھایا کرو۔ مگر چند صورتیں ایسی ہیں کہ وہاں اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ (تفسیر ثنائی)

لَيۡسَ عَلَى الۡاَعۡمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الۡمَرِيۡضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ اَنۡ تَاۡكُلُوۡا مِنۡۢ بُيُوۡتِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اٰبَآئِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اُمَّهٰتِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ

اندھے پہ کچھ حرج نہیں اور نہ ہی لنگڑے پہ کچھ حرج ہے اور نہ ہی مریض پہ کچھ حرج ہے اور نہ ہی خود تمہارے لئے کوئی حرج ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ، یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماں (اور نانی) کے گھروں سے یا اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ
مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ
بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ
ع ۸ ۱۴ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ع ﴿۶۱﴾

بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا ماموؤں کے گھروں سے یا خالاؤں کے گھروں سے یا جن کے تم سرپرست ہو یا اپنے دوست کے ہاں سے نہ ہی اس بات میں کوئی گناہ ہے کہ تم سب مل کر کھاؤ یا علیحدہ علیحدہ البتہ جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں (گھر والوں) کو سلام کیا کرو' یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات تمہارے لئے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھ سے کام لو (۶۱)

آیت ۶۱: اس کا ایک مطلب تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ جہاد میں جانے والے صحابہ کرامؓ آیت میں مذکورہ معذورین کو اپنے گھروں کی چابیاں دے جاتے اور انھیں گھر کی چیز بھی کھانے پینے کی اجازت دے دیتے۔ لیکن یہ معذور صحابہؓ اس کے باوجود مالکوں کی غیر موجودگی میں وہاں سے کھانا پینا جائز نہ سمجھتے۔ اللہ نے فرمایا کہ مذکورہ افراد کے لئے اپنے اقارب کے گھروں سے یا جن گھروں کی چابیاں ان کے پاس ہیں ان کے کھانے پینے میں کوئی حرج (گناہ) نہیں، اور بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ تندرست صحابہؓ معذور صحابہؓ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا اس لئے ناپسند کرتے کہ وہ معذوری کی وجہ سے کم کھائیں گے اور وہ زیادہ کھا جائیں گے اس طرح ان کے ساتھ کھانے میں ظلم کا ارتکاب نہ ہو جائے۔ اسی طرح خود معذور صحابہؓ بھی دیگر لوگوں کے ساتھ کھانا اس لئے پسند نہیں کرتے تھے کہ لوگ ان کے ساتھ کھانے میں کراہت محسوس نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے لئے وضاحت فرما دی کہ اس میں کوئی گناہ والی بات نہیں ہے۔ (احسن البیان)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا
حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا
اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ
شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾

مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب وہ کسی اجتماعی کام میں رسول کے ساتھ ہوتے ہیں تو اس سے اجازت لئے بغیر جاتے نہیں' (اے رسول) جو لوگ آپ سے (اجازت) مانگتے ہیں وہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے ہیں تو جب وہ اپنے کسی کام کے لئے آپ سے اذن مانگیں تو ان میں سے جسے آپ چاہیں اجازت دیں اور ان کے لئے اللہ سے بخشش طلب کیجئے، اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (۶۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ٦٢: جمعہ وعیدین کے اجتماعات میں یا داخلی بیرونی مسائل پر مشاورت کے لئے بلائے گئے اجلاس میں اہل ایمان تو حاضر ہوتے ہیں اسی طرح اگر وہ شرکت سے معذور ہوتے ہیں تو اجازت طلب کرتے ہیں۔ (احسن البیان)

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ
بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۗ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ
يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ
يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۗ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ
عَلَيْهِ ۗ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا
عَمِلُوْا ۗ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٤﴾ ع ٩

(مسلمانو) رسول کے بلانے کو ایسا نہ سمجھو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں چپکے سے کھسک جاتے ہیں لہٰذا جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انھیں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں یا انھیں کوئی المناک عذاب پہنچ جائے (٦٣) یاد رکھو جو کچھ ارض وسماوات میں ہے سب اللہ ہی کا ہے، تم جس روش پر بھی ہو اللہ اسے جانتا ہے اور جس دن لوگ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے وہ انھیں بتلا دے گا کہ وہ کیا کرتے رہے، اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (٦٤)

آیت ٦٣: لوگ رحمت عالم ﷺ کو آپؐ کا نام یا کنیت لے کر آواز دیتے تھے جیسے عام طور پر دوسرے لوگوں کو آواز دی جاتی ہے حق تعالیٰ اپنے نبیؐ کے اکرام واحترام کی خاطر لوگوں کو اس بات سے منع فرمایا اور تاکید کر دی کہ رحمت عالم ﷺ کا نام یا کنیت لے کر آواز نہ دو، اور نہ آپ سے اس طرح خطاب کرو۔ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر خطاب کرو یا آواز دو (ابن عباس) فرمانِ الٰہی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿٢﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٣﴾ (حجرات: ١ تا ٣) اے ایمان والو! نبی ﷺ کی آواز پر اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور آپ ﷺ کے سامنے اونچی آواز سے بات چیت نہ کرو جیسے تم آپس میں کیا کرتے ہو ورنہ تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم کو احساس بھی نہ ہوگا۔ یقیناً جو لوگ اپنی آوازیں اللہ کے رسولؐ کے سامنے پست رکھتے ہیں وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے آزما لیا ہے ان کے لئے مغفرت اور عظیم صلہ ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے طریقے کے خلاف ہو رد کر دیا جائے گا۔ اس ظاہر و باطن شریعت کے خلاف کرنے والوں کو فتنے اور دکھ بھرے عذاب سے ڈرنا چاہئے اس سے دلوں میں کفر یا نفاق یا بدعت کے گھس آنے کا یا دنیا میں دکھ بھرے عذاب کا اندیشہ ہے۔ مثلاً قتل وگرفتاری کا یا حد کا اندیشہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة الفرقان

سورۃ الفرقان مکی ہے اس میں ۷۷ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں۔

تعارف: یہ سورۃ مکہ میں اس وقت نازل ہوئی جبکہ سورۂ مومنون نازل ہوئی، اس سورت میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مالک اور کائنات کے ذرے ذرے سے آگاہ ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ کفار و مشرکین نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے، یہ جھوٹی بات ہے اسی طرح محمد اللہ کے رسول نہیں ہیں، اگر محمدؐ اللہ کے رسول ہوتے تو ان کو مالدار ہونا چاہئے ان کے پاس خزانے ہوں اور ان کے پاس باغات ہوں اور ان کے ساتھ فرشتے ہوں، تب جا کر یہ کہنے کا حقدار ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ سورۂ فرقان میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ جو لوگ قرآن اور رسول پر ایمان لائے اور ان کی تعلیمات پر عمل کئے ان کے کردار اور اخلاق کتنے اچھے ہیں اور جو لوگ قرآن اور رسول کا انکار کئے وہ کتنے بداخلاق اور بے عمل ہیں۔ جو لوگ اللہ پر ایمان لائے وہ اللہ سے ڈرتے ہیں، اللہ کی عبادت کرتے ہیں، آخرت کی فکر کرتے ہیں وہ کسی کو قتل نہیں کرتے، وہ زنا نہیں کرتے وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اور وہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہماری عورتوں اور بچوں کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ہم کو متقین کا امام بنا، ان کے مقابلے میں کفار و مشرکین بداخلاق، بدکردار اور ظلم کرنے والے قتل و خون کرنے والے، زنا کرنے والی جھوٹی گواہی دینے والے ہوتے ہیں۔

ایاتها ۷۷ | ۲۵ سُوۡرَةُ الۡفُرۡقَانِ مَكِّيَّةٌ ۴۲ | رکوعاتها ۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِهٖ لِیَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا ۝١ الَّذِیۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّ لَمۡ یَكُنۡ لَّهٗ شَرِیۡكٌ فِی الۡمُلۡكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقۡدِیۡرًا ۝٢ وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

متبرک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا' تاکہ وہ اہل عالم کے لئے ڈرانے والا بن جائے (۱) وہی ذات جو ارض و سماوات کی بادشاہت کا مالک ہے' جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا اور نہ ہی اسکی حکومت میں کوئی شریک ہے، اس نے ہر چیز کو پیدا کیا تو اسکا ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا (۲) اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ وَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَيٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾

(لوگوں نے) اللہ کے سوا کئی اور الٰہ بنا ڈالے جو کوئی چیز پیدا تو کیا خاک کرینگے وہ تو خود مخلوق ہیں انھیں خود اپنے نفع ونقصان کا بھی اختیار نہیں اور نہ ہی انھیں کسی کو مارنے زندہ کرنے اور مردہ کو اٹھا سکنے کا کچھ اختیار ہے (۳)

تشریح: کفار و مشرکین نے محمدؐ کی نبوت کا انکار کر دیا اور قرآن سے متعلق کہا کہ یہ کلام الٰہی نہیں ہے، اب ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ کافروں نے نبی سے کہا تم اکیلے آئے تمہارے ساتھ فرشتے کیوں نہیں آئے اور کافروں نے کہا کہ تم اللہ کو دکھاؤ اسے دیکھنے کے بعد ہم ایمان لائیں گے اور کافروں نے نبی سے یہ بھی کہا کہ پورا قرآن آپ پر ہی ایک وقت کیوں نازل نہیں ہوا، تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہو رہا ہے، لہٰذا کفار و مشرکین نے بے جا اور غیر ضروری سوالات کئے۔

آیت ۱: فرقان کے معنی ہیں حق و باطل، توحید و شرک اور عدل و ظلم کے درمیان فرق کرنے والا، اس قرآن نے کھول کر اِن اُمور کی وضاحت کر دی ہے اس لئے اِسے فرقان سے تعبیر کیا۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت عالم گیر ہے اور آپ تمام انسانوں اور جنوں کے لئے ہادی اور رہنما بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا (الاعراف:۱۵۸) اور حدیث میں بھی فرمایا: (بُعِثْتُ اِلَی الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ) (صحیح مسلم کتاب المساجد) (كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً. وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً) (صحیح بخاری حدیث نمبر 419)
''مجھے احمر و اسود سب کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے''۔ ''پہلے نبی کسی ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں''۔ (احسن البیان)

آیت ۲: جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمینوں کی ساری حکومت ہے اور اس نے اپنے لئے کوئی اولاد نہیں بنائی پھر کمال یہ کہ اتنی بڑی حکومت اور سلطنت کے باوجود بھی وہ اکیلا ہی سب کچھ کرتا ہے اور ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں جو اُمور سلطنت میں اس کا ہاتھ بٹائے وہ خود مختار ہے میں نے سب چیزیں پیدا کی ہیں اور ہر ایک چیز کے لئے مناسب اندازہ لگایا۔ ہر ایک نوع کے لئے اس نے جو اندازہ مقرر کیا ہے ممکن نہیں کہ کبھی اس میں تخلف ہے۔ (تفسیر ثنائی)

لیکن تعجب ہے کہ مشرکین اور معبود حقیقی اور مالک کل کو چھوڑ کر بتوں کو اپنا معبود تصور کرتے ہیں جو کوئی چیز نہیں پیدا کر سکتے ہیں، بلکہ انسانوں کے ہاتھوں سے بنائے ہوئے ہیں، اور اپنے لئے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے ہیں، چہ جائیکہ وہ اپنی پوجا کرنے والوں کو نفع یا نقصان پہنچا سکیں اور نہ وہ کسی کو زندگی دے سکتے ہیں نہ ہی موت اور نہ مر جانے کے بعد دوبارہ کسی کو زندہ کر سکتے ہیں ان سب قدرتوں کا مالک صرف اللہ ہے، اس لئے وہی عبادت کا مستحق ہے، مشرکین اپنی عقل پر ماتم کیوں نہیں کرتے کہ اتنی صاف ستھری بات ان کے دماغ میں نہیں آتی ہے۔ (تیسیر الرحمن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ
افْتَرٰىهُ وَ اَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۛ فَقَدْ
معانقة ۱۰ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝۴ وَ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ
اَصِيْلًا ۝۵ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ۝۶ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ
الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَآ اُنْزِلَ
اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝۷ اَوْ يُلْقٰٓى
اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَ
قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا
مَّسْحُوْرًا ۝۸ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ
ع ۹ / ۱۶ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝۹ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ
اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَ يَجْعَلْ لَّكَ
قُصُوْرًا ۝۱۰ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا
لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝۱۱ اِذَا رَاَتْهُمْ
مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ
زَفِيْرًا ۝۱۲ وَ اِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا
مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝۱۳ لَا تَدْعُوا
الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝۱۴

کافرلوگ کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو محض جھوٹ ہے جسے اس نے خود بنا ڈالا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے' کتنا بڑا جھوٹ اور ظلم ہے جس پر یہ اتر آئے ہیں (۴) نیز وہ کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کے قصے ہیں جنھیں اس نے نقل کرا لیا ہے' سو وہی داستانیں صبح و شام اسکے پاس پڑھ کر سنائی جاتی ہیں (۵) کہئے کہ قرآن کو اس ذات نے نازل کیا ہے جو ارض و سماوات کے بھید جانتا ہے، اور وہ یقینا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (۶) نیز کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اُتارا گیا جو اس کے ساتھ رہتا اور لوگوں کو ڈرایا کرتا؟ (۷) اس پر کوئی خزانہ ہی اتار دیا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ (اطمینان) کی روزی کھا سکتا، اور ظالم کہتے ہیں کہ "تم ایک سحر زدہ آدمی کے پیچھے لگ گئے ہو" (۸) دیکھئے یہ آپ کے لئے کس طرح کی مثالیں بیان کرتے ہیں یہ ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ راہ راست پر آ ہی نہیں سکتے (۹) وہ بڑی برکت والی ذات ہے وہ چاہے تو آپ کو ان چیزوں سے بھی بہتر چیزیں دے سکتا ہے (ایک نہیں) کئی باغ جن میں نہریں جاری ہوں اور کئی محل بھی دے سکتا ہے (۱۰) لیکن بات یہ نہیں بلکہ یہ لوگ دراصل قیامت کو جھٹلا رہے ہیں اور جو قیامت کو جھٹلائے ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے (۱۱) جب وہ دور سے انھیں (اپنے شکار کو) دیکھے گی تو اسکے جوش و خروش کی آوازیں خود ہی سن لیں گے (۱۲) اور جب اس میں بندھے ہوئے ایک تنگ جگہ سے پھینکے جائیں گے تو اس وقت موت کو پکاریں گے (۱۳) (اس وقت انھیں کہا جائیگا) آج ایک نہیں بہت سی موتوں کو پکارو (۱۴) آپ ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ۝١٥ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ۝١٦

سے پوچھئے! کیا یہ انجام اچھا ہے یا دائمی جنت جسکا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے جو انکے اعمال کا بدلہ اور ان کی آخری منزل ہوگی (۱۵) وہاں وہ جو چاہیں گے ملے گا' وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ تمہارے رب کے ذمہ وعدہ ہے جو طلب کیا جاسکتا ہے (۱۶)

آیت ۱۴: یہ بات بھی تو انکو ایک حسرت دلانے کیلئے ہوگی ورنہ وہاں نہ ایک موت کام آئیگی نہ متعدد موتیں مار سکیں گی۔ (تفسیر ثنائی)

آیت ۱۵: اے نبی تو اُن سے کہہ، کیا یہ دوزخ کی مصیبت بہتر ہے؟ یا ہمیشہ کے باغ جو متقیوں کو وہاں دیئے گئے ہیں جو ان کی نیکیوں کی جزا آخری ٹھکانا ہوگا۔ (تفسیر ثنائی)

آیت ۱۶: وہاں وہ جس چیز کی بھی خواہش کریں گے انھیں فوراً ملے گی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔ (تیسیر الرحمن)

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ؕ ۝١٧ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَ كَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ۝١٨ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّ لَا نَصْرًا ۚ وَ مَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝١٩

اور جس دن اللہ انھیں اور جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں اکٹھا کرے گا تو ان سے سوال کریگا کہ "کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی راہ سے بھٹک گئے تھے؟ (۱۷) وہ کہیں گے "تیری ذات پاک ہے ہماری مجال نہ تھی کہ تیرے سوا کسی کو کارساز بناتے مگر تو نے انھیں اور ان کے آباء کو خوب متاع حیات دیا، یہاں تک کہ وہ تیری یاد کو بھول گئے' یہ تھے ہی ہلاک ہونے کے قابل (۱۸) جو تم کہتے ہو، اس دن تمہارے معبود جھٹلا دیں گے، پھر نہ تم (عذاب) ٹال سکو گے اور نہ تمھیں کہیں سے مدد مل سکے گی اور جو بھی تم میں سے ظلم کرے اسے ہم سخت عذاب کا مزا چکھائینگے (۱۹)

آیت ۱۷: عقیدۂ بعث بعد الموت کی تاکید کے طور پر اللہ نے فرمایا کہ جب وہ میدان حشر میں مشرکین اور ان کے معبودوں کو اکٹھا کریگا تو ان معبودوں سے وہ پوچھے گا، کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا، یا وہ خود ہی گمراہ ہو گئے تھے۔ (تیسیر الرحمن) عیسیٰؑ، عزیرؑ اور فرشتے بھی میدان حشر میں ہوں گے اور حق تعالیٰ معبودوں سے پوچھے گا کیا تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا اور اپنی عبادت کی دعوت دی تھی یا اُنھوں نے تمہاری دعوت کے بغیر ہی اپنے دلوں سے تمہاری بندگی کی تھی۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت۱۸: ضمناً بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان عیش و آرام کی موجودگی میں زیادہ گمراہ ہوتے ہیں۔ (تیسیر القرآن)
آیت۱۹: ظلم کسی چیز کو اس کے موقع و محل کے علاوہ کسی جگہ رکھنا۔ یہ عدل کی ضد ہے۔ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ نبیؐ کو جھٹلانا، اللہ کی کتاب جھٹلانا، آخرت کے عذاب و ثواب کا انکار کرنا سب ظلم کی اقسام ہیں۔ (تیسیر القرآن)

وَ مَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَ كَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۟ ع ۲ / ۱۱ / ۱۷

اور (اے نبی!) ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے، اور ہم نے تم لوگوں کو ایک دوسرے کیلئے آزمائش کا ذریعہ بنا دیا ہے، تو کیا (مسلمانو! تم کفار کے طعن پر) صبر کرو گے؟ اور آپ کا رب سب دیکھ رہا ہے (۲۰)

آیت۲۰: یعنی وہ انسان تھے اور غذا کے محتاج یعنی رزق حلال کی فراہمی کے لئے کسب و تجارت بھی کرتے تھے۔ مطلب اس سے یہ ہے کہ یہ چیزیں منصبِ نبوت کے منافی نہیں۔ جس طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں یعنی ہم نے ان انبیاء کی اور ان کے ذریعہ سے اِن پر ایمان لانے والوں کی بھی آزمائش کی تا کہ کھرے کھوٹے کی تمیز ہو جائے۔ جنھوں نے آزمائش میں صبر کا دامن پکڑے رکھا وہ کامیاب اور دوسرے ناکام رہے۔ اس لئے آگے فرمایا ''کیا تم صبر کرو گے''۔
وہ جانتا ہے کہ وحیٔ رسالت کا مستحق کون ہے اور کون نہیں (الانعام: ۱۲۴) حدیث میں بھی آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ بادشاہ نبیؐ بنوں یا بندہ رسول؟ میں نے بندہ رسولؐ بننا پسند کیا۔ (ابن کثیر) (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَ قَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾

اور جو لوگ ہم سے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نہیں اترتے یا ہم ہی اپنے رب کو (آنکھوں سے) دیکھ لیں' یہ اپنے دل میں بڑے بن بیٹھے ہیں اور بہت بڑی سرکشی میں مبتلا ہو چکے ہیں (۲۱) جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے وہ دن ایسے مجرموں کیلئے کوئی خوشی کا دن نہ ہوگا اور وہ پکار اُٹھیں گے "ہم تو تم سے پناہ مانگتے ہیں" (۲۲) اور جو کچھ اُنھوں نے کیا دھرا ہو گا ہم ادھر توجہ کریں گے تو اسے اڑتا ہوا غبار بنا دینگے (۲۳) اس دن اہل جنت کا ہی ٹھکانا اور دوپہر کو آرام کرنے کا مقام بہتر ہوگا (۲۴)

آیت ۲۱۔۲۲: مشرکین مکہ نبی ﷺ کی صداقت میں شبہ کا اظہار یوں بھی کرتے تھے (جو دراصل ان کے کبر و نخوت اور بعث بعد الموت کے انکار کا نتیجہ تھا) اگر محمد ﷺ واقعی اللہ کا رسول ہے تو اللہ آسمان سے ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں بھیج دیتا جو اس کی نبوت کی گواہی دے یا ہمارا رب ہی کیوں نہیں ہمارے سامنے آکر بتا دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ان کی باتیں محض ان کے کبر و نخوت کا نتیجہ ہیں وہ اپنے آپ کو بڑی شے سمجھ بیٹھے ہیں اور طریقہ نیازمندی و بندگی کو چھوڑ کر سرکشی پر تل گئے ہیں۔ اسی لئے تو گردن اکڑا کر اور زبان اینٹھ کر کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ ان کے حضور جا کر انھیں بتائے کہ محمد ﷺ اس کا رسول ہے۔ کیا قرآن جیسا عظیم معجزہ محمد ﷺ کی نبوت کی صداقت کے لئے کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: فرشتے کافروں کے پاس اس لئے نہیں آئیں گے کہ ان کے سامنے محمد ﷺ کی صداقت کی گواہی دیں بلکہ موت کے وقت یا قیامت کے دن فرشتے ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب جہنم کی خوشخبری لے کر آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ آج تمہارے لئے اللہ کی مغفرت یا کوئی خوشخبری نہیں ہے بلکہ جنت تمہارے اوپر حرام کر دی گئی ہے۔

آیت ۲۳: هَبَآءً ان باریک ذروں کو کہتے ہیں جو کسی سوراخ سے گھر کے اندر داخل ہونے والی سورج کی کرن میں محسوس ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی انھیں ہاتھ میں پکڑنا چاہے تو یہ ممکن نہیں ہے۔ کافروں کے عمل بھی قیامت والے دن ان ہی ذروں کی طرح بے حیثیت ہوں گے۔ کیونکہ وہ ایمان و اخلاص سے بھی خالی ہوں گے اور موافقت شریعت سے بھی عاری۔ جبکہ عنداللہ قبولیت کے لئے دونوں شرطیں ضروری ہیں۔ ایمان و اخلاص بھی اور شریعت اسلامیہ کی مطابقت بھی۔ یہاں کافروں کے اعمال کو جس طرح بے حیثیت ذروں کے مثل کہا گیا ہے اسی طرح دوسرے مقامات پر کہیں راکھ سے کہیں سراب سے اور کہیں صاف چکنے پتھر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ساری تمثیلات پہلے گزر چکی ہیں۔ ملاحظہ ہو، سورۃ البقرہ: ۲۶۴، سورہ ابراھیم: ۱۸، سورۃ النور: ۳۹۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۲۴: جنتیوں کے راحت کدے اور خواب گاہیں بے حد خوبصورت ہونگی۔ یعنی قیامت کے دن اہل جنت کی قیامگاہیں کمال نفیس اور خواب گاہیں بے حد خوبصورت اور دیدہ زیب ہونگی' فرمایا: لَا يَسْتَوِيٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ (الحشر: ۲۰) جہنمی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے، جنتی ہی اپنے مقاصد میں کامیاب ہونگے۔ جنتی بلند درجوں میں اور پرامن بالا خانوں میں جو سلامتی والے دلفریب اور پاکیزہ مقام پر ہوں گے موج اڑا رہے ہونگے۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ (الفرقان: ۷۶) یہ وہاں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ ان کی آرام گاہیں اور دولت کدے خوبصورت اور دلکش ہوں گے' اسکے برخلاف کفار جہنم کے نیچے کے طبقے میں طرح طرح کے عذابوں میں قسم قسم کی سزاؤں میں لگا تار حسرت وافسوس کے ساتھ ہاتھ ملتے ہوئے ہونگے۔ فرمایا: اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (الفرقان: ۶۶) انکی منزل قیامگاہیں بدترین ہونگی، ان کے ٹھہرنے کی جگہ بدترین' شکل وصورت کی اور بے حد خوفناک ہوگی اور ان کی خواب گاہیں ہیبت ناک ہونگی اور پھاڑ کھانے کو دوڑینگی۔ اہل جنت کو انکے مقبول عملوں کے صلہ میں جو انھیں جنت میں لے جاتی اور دوزخ سے چھڑا دیتی۔ حق تعالیٰ خوش نصیبوں کا خاص بیان فرما کر بدبختوں کے حال کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ چونکہ وہ تہی دامن ہیں اسلئے اچھائیوں سے محروم ہیں۔

وَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَ كَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾

اس دن آسمان کو چیرتے ہوئے ایک بادل ظاہر ہوگا اور فرشتوں کے پرے کے پرے اتارے جائیں گے (۲۵) اس دن حقیقی بادشاہی رحمان کی ہوگی اور یہ دن کافروں کے لئے بڑا سخت دن ہوگا (۲۶) اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کاش! میں نے رسول کے ساتھ ہی اپنی روش اختیار کی ہوتی (۲۷) کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا (۲۸) اس نے میرے پاس نصیحت آجانے کے بعد مجھے بہکا دیا اور شیطان تو انسان کو مصیبت پڑنے پر چھوڑ جانے والا ہے (۲۹) اور رسول اللہ کہیں گے "میرے رب! میری قوم کے یہی لوگ ہیں جنھوں نے اس قرآن کو نشانہ تضحیک بنا رکھا تھا (۳۰) اسی طرح ہم نے مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے اور آپکا رب رہنمائی کرنے اور مدد دینے کو کافی ہے (۳۱)

آیت ۲۵: قیامت کے دن آسمان پھٹ جائے گا اور بادل سایہ فگن ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے جلو میں میدان محشر میں جہاں ساری مخلوق جمع ہوگی، حساب وکتاب کیلئے جلوہ فرمائے گا۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ آیت ۲۱۰ سے بھی واضح ہے۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خذول کا لغوی مفہوم

آیت ۲۹: خذول، کسی کی مدد نہ کرنا بلکہ مدد کے وقت ساتھ چھوڑ جانا اور خذول ایسے دوست کو کہتے ہیں جو زبانی تو دوستی کے بہت دعوے کرتا اور دم بھرتا ہو لیکن مصیبت کے وقت ساتھ چھوڑ کر چلا جائے۔ دغا دینے والا دوست اور شیطان کے لئے یہ لفظ بالکل راست آتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ انسان کو سبز باغ دکھا کر اور خوشنما وعدے دے کر اسے گمراہ کرتا ہے۔ پھر مشکل وقت پڑنے پر دنیا میں بھی ساتھ چھوڑ جاتا ہے اور آخرت میں بھی وہ یہی کام کرے گا۔ اور یہی خصلت شیطان کے دوستوں یا شیطان صفت انسان کی بھی ہوتی ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۳۰: قیامت کے دن نبیؐ اپنی اُمت کی شکایت کریں گے۔ قیامت کے دن نبی اپنی نافرمان اُمتیوں کی شکایت فرمائیں گے کہ اے میرے رب میری قوم نے یہ قرآن چھوڑ رکھا تھا کیونکہ مشرک نہ تو قرآن کی طرف توجہ دیتے تھے اور نہ اسے سننا ہی گوارا کرتے تھے' جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا (فصلت:۲۶) اور کافروں نے کہا کہ اس قرآن کو مت سنو اور اس کے پڑھے جانے کے وقت شور و غل کرو تاکہ تم ہی غالب رہو چنانچہ جب قرآن کی تلاوت کی جاتی تو یہ خوب شور و غل اور بکواس کیا کرتے تھے اور سنتے ہی نہ تھے۔ یہی قرآن کا چھوڑنا ہے اور اس پر ایمان نہ لانا اس کی تصدیق نہ کرنا' اس میں غور و فکر نہ کرنا' اسے سمجھنے کی کوشش نہ کرنا' اس پر عمل نہ کرنا' اس کے احکام بجا نہ لانا' اس کے بتائے ہوئے حرام کاموں سے نہ بچنا' اسے چھوڑ کر شعروں کی طرف، لوگوں کے اقوال کی طرف، گانے کی طرف، لہو و لعب کی طرف یا کسی اور کام کی طرف اور کسی غیر راہ کی طرف متوجہ ہونا یہ تمام باتیں قرآن کے چھوڑنے میں داخل ہیں۔ ہم بزرگ و برتر اللہ سے جو محسن اعظم ہے اور ہر چیز پر قادر ہے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اپنی مہربانی سے ان باتوں سے بچالے جو اسے ناراض کرنے والی ہوں اور اپنی رضا کے عمل کرائے کہ ہم قرآن حفظ کریں اسے سمجھنے کی کوشش کریں اور صبح و شام اس کے پسندیدہ طریقوں کے مطابق اس کے تقاضوں پر قائم رہیں وہ بڑا بزرگ ہے اور بہت ہی دینے والا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ
مع الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ
فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَ لَا يَاْتُوْنَكَ
بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ
تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ
ع اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾

کافر (یہ بھی) کہتے ہیں کہ ''یہ سارا قرآن یکبارگی ہی رسول پر کیوں نہ اتار دیا گیا؟'' بات ایسی ہی ہے اور یہ اس لئے تاکہ آپ کی دلجمعی ہو اور ترتیل سے سناتے جائیں (۳۲) اور جب یہ آپ کے پاس کوئی مثال لائیں تو اس کا ٹھیک جواب اور بہترین توجیہہ ہم آپ کو بتلا دیں (۳۳) ایسے لوگ اوندھے منہ جہنم کی طرف لائے جائیں گے۔ ان کا ٹھکانا بُرا ہے اور یہی سب سے زیادہ گمراہ ہیں (۳۴) اور ہم نے موسیٰ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنَا مَعَهٗۤ
اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى
الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ
تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ
اَغْرَقْنٰهُمْ وَ جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَ اَعْتَدْنَا
لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا۟
وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ
كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَ كُلًّا
تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَ لَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ
الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا
يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَ
اِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا
الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا
عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْ لَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَ سَوْفَ
يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ
سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ
اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ
اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ
اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ ع

کتاب دی تھی اور اسکے ساتھ اسکے بھائی ہارون کو مددگار بنا دیا
(۳۵) اور ان سے کہا: اس قوم کی طرف جاؤ جنھوں نے
ہماری آیات کو جھٹلا دیا ہے۔ بالآخر ہم نے انھیں تہس نہس
کر دیا (۳۶) اور قوم نوح نے جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے
انھیں غرق کر دیا اور انھیں لوگوں کے لئے نشانی بنا دیا اور ہم
نے ظالموں کے لئے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے (۳۷)
اور (اسی طرح) قوم عاد، قوم ثمود، کنویں والے اور درمیانی
پشتوں میں سے لوگ کافی (تباہ کر دیئے گئے) (۳۸) ان
میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے (گزشتہ قوموں کی) مثالیں
بیان کر کے سمجھایا آخر ان سب کا نشان تک مٹا دیا (۳۹) اور
اس بستی پر تو ان کا گزر ہو چکا ہے جس پر بدترین بارش برسائی
گئی' کیا اُنھوں نے بستی کا حال نہ دیکھا ہوگا؟ لیکن (معاملہ یہ
ہے کہ) یہ حشر نشر کی توقع نہیں رکھتے (۴۰) اور جب یہ آپ کو
دیکھتے ہیں تو آپ سے مذاق کے سوا انھیں کچھ نہیں سوجھتا
(کہتے ہیں) کیا یہی ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا
ہے (۴۱) اگر ہم اپنے معبودوں کی عقیدت پر ڈٹے نہ رہتے تو
یہ تو ہمیں برگشتہ کر کے چھوڑتا' جلد ہی انھیں معلوم ہو جائے گا
جب یہ عذاب دیکھیں گے کہ کون راہ سے بھٹکا ہوا تھا؟ (۴۲)
بھلا آپ نے اس پر غور کیا جس نے اپنی خواہش کو الٰہ بنا رکھا
ہے اس کو (راہِ راست پر لانے کیلئے) آپ ذمہ دار بن سکتے
ہیں؟ (۴۳) یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر
سنتے اور سمجھتے ہیں' تو یہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی
گئے گزرے ہیں (۴۴)

مشرکین مکہ کبر و نخوت میں آ کر بغیر کسی معقول سبب کے کہتے تھے کہ جس طرح تورات اور انجیل و زبور ایک بار نازل ہوئے تھے قرآن بھی ایک بار کیوں نہ اتار دیا گیا۔ حالانکہ اس طرح کے سوالات کرنے کا انھیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔ یہ محض ان کے کفر و عناد کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتیجہ تھا۔ نبی کریم ﷺ کو ان کے اس قسم کے اعتراضات سے تکلیف پہنچی تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انھیں اطمینان دلانے کے لئے فرمایا کہ قرآن کریم آیتوں اور سورتوں کی شکل میں اس لئے نازل ہو رہا ہے تا کہ آپ کے دل کو اس سے تقویت پہنچتی رہے اور آپ کی ہمت افزائی ہوتی رہے جیسے بارش کا پانی جب زمین پر پہنچتا ہے تو اس میں نئی زندگی آ جاتی ہے اور انواع واقسام کے پھول اور پھل نظر آنے لگتے ہیں اور قرآن کریم اس لئے بھی ٹکڑوں میں نازل ہو رہا ہے تا کہ اس کا یاد کرنا اور اس پر عمل کرنا آسان ہو۔ اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۰۶ میں یوں بیان فرمایا ہے: (وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا) قرآن کریم کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے اتارا ہے تا کہ آپ اسے مہلت کے ساتھ لوگوں کو بتائیں اور ہم نے اسے بتدریج نازل فرمایا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۴۴: مشرکین مکہ جب رسول اللہ ﷺ کو کسی مجلس میں یا راہ چلتے دیکھتے تو آپ کی طرف اشارہ کر کے آپس میں نہایت حقارت آمیز انداز میں کہتے کہ یہی ہے وہ جسے اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے یعنی اس کے علاوہ کسی اور پر اللہ کی نظر نہیں پڑی تھی، ہم تو بچ ہی گئے کہ اس کے جھانسے میں نہیں آئے اور اپنے دین پر قائم رہے ورنہ ہمیں ہمارے معبودوں کی عبادت سے روک ہی دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب وہ لوگ اپنی آنکھوں سے دنیا یا آخرت میں عذاب کو دیکھ لیں گے تو انھیں پتہ چل جائے گا کہ گم گشتہ راہ کون تھا وہ یا اللہ کے رسول اور مومنین۔ دنیاوی عذاب کے اعتبار سے میدان بدر میں جس طرح کفار مکہ قتل کئے گئے اور جو باقی بچے قید کر لئے گئے وہ اس بات کی بین دلیل تھی کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے مقابلے میں وہی لوگ گمراہ تھے۔ نبی کریم ﷺ کی مزید تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اپنی خواہش نفس کا بندہ ہوا اور آج ایک پتھر کی عبادت کر رہا ہے اور اگر کل اسے کوئی دوسرا خوبصورت پتھر نظر آ جاتا ہے تو پہلے کو چھوڑ کر دوسرے کو پوجنے لگتا ہے۔ کیا آپ ایسے گرے انسان کو راہِ راست پر لا سکتے ہیں اگر ایسا نہیں کر سکتے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ (تیسیر الرحمن)

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ

آپ دیکھتے نہیں کہ تمہارا رب کس طرح سایہ پھیلا دیتا ہے؟ اگر وہ چاہتا تو اسے وہیں ساکن ہی رہنے دیتا، پھر ہم نے سورج کو اس پر رہنمائی کرنے والا بنا دیا (۴۵) پھر ہم اس سائے کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹتے جاتے ہیں (۴۶) اور وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس، نیند کو (باعث) آرام اور دن کو جی اُٹھنے کا وقت بنایا ہے (۴۷) اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے قبل ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے اور ہم نے ہی آسمان سے صاف وستھرا پانی اتارا ہے (۴۸) تا کہ ہم اس پانی سے مردہ علاقے کو زندہ کر دیں اور انھیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَلْدَةً مَّيْتًا وَّ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَ لَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾	مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو سیراب کریں (۴۹) ہم نے یہ بات مختلف طریقوں سے ان کے سامنے بیان کی تا کہ وہ سبق حاصل کر لیں، لیکن اکثر انکار کے سوا کچھ تسلیم نہیں کرتے (۵۰)

وجود باریٔ تعالیٰ اور اس کی وسیع قدرتوں کا بیان:

آیت ۴۵ تا ۴۹: یہاں وجود باریٔ تعالیٰ اور اس کی وسیع قدرت کی دلیلوں کا بیان ہے کہ اس نے مختلف اور متضاد چیزیں بنائیں اور سائے پھیلائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہ صبح صادق اور سورج نکلنے تک کا وقت ہے اگر اسے منظور ہوتا تو سایہ ایک ہی حالت میں برقرار رہتا اور ہمیشہ رہتا کبھی فنا نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ (القصص:۷۱) آپ فرما دیں کہ مجھے بتاؤ سہی اگر تم پر اللہ ہمیشہ قیامت تک کے لئے رات ہی مسلط فرما دیتا تو اللہ کے سوا کون معبود تمہارے پاس دن کی روشنی لے آتا کیا پھر بھی تم سنتے نہیں۔ پھر فرمایا: کہ سورج کو ہم نے اس پر دلیل بنایا کیونکہ اگر سورج نہ نکلتا تو اسے پہچانا بھی نہ جاتا کیونکہ چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں سورج اس کی ایک ایسی دلیل ہے جو اس کے پیچھے آتی ہے۔ پھر ہم نے سائے کو یا سورج کو دھیرے دھیرے اپنی طرف سمیٹ لیا۔ یہاں تک کہ چھتوں اور درختوں کے نیچے کے سوا کہیں بھی سایہ نہیں رہتا حالانکہ سورج نے اوپر بھی سایہ کر رکھا تھا۔

مردہ زمین کی تفسیر: مردہ زمین اس خشک زمین کو کہا جاتا ہے جو مدتوں بارش کی منتظر تھی جس پر گھاس کا نام و نشان تک نہ تھا اور خاک اُڑ رہی تھی۔ پھر جب اس پر بارش ہوگئی تو یہ زندہ ہوگئی اور طرح طرح کی رنگ برنگ کی بوٹیاں پیدا ہوگئیں اور یہ لہلہا کر تر و تازہ ہوگئیں۔ فرمایا: فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ (الحج:۵) پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تو وہ لہلہانے لگی اور اس پر رونق دار بوٹی پیدا ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ ہم اس پانی سے حیوانات کو بھی سیراب کرتے ہیں اور انسان کو بھی لوگ خود بھی پیتے ہیں اور اپنے کھیتوں اور جانوروں کو بھی پلاتے ہیں۔

بارش جہاں اللہ چاہتا ہے وہیں ہوتی ہے۔ یعنی ہم نے اس زمین پر جہاں ہمیں منظور تھا مینہ برسایا۔ ہمارے پانی بھرے ہوئے بادل دوسری زمینوں سے گزر کر وہاں پہنچ کر برس پڑتے ہیں اور اسے خوب سیراب کرتے ہیں اور دیگر زمینوں پر پانی کی ایک بوند بھی نہیں گری۔ اس میں بھی حق تعالیٰ کی حکمت و رحمت کارفرما ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہر سال بارش ہوتی ہے حق تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق اس میں تصرف فرما دیتا ہے وہ جہاں چاہتا ہے برساتا ہے اور جہاں نہیں چاہتا نہیں برساتا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ پھر فرمایا تا کہ انھیں نصیحت ہو یعنی مردہ زمین کو زندہ ہوتا دیکھ کر وہ سمجھ جائیں کہ اسی طرح اللہ پاک مردوں کے زندہ کرنے پر قادر ہے اور بوسیدہ ہڈیوں پر گوشت چڑھا کر زندہ کرسکتا ہے یا جن پر بارش نہیں ہوئی وہ سمجھ جائیں کہ ہمارے گناہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے بارش نہیں ہوئی۔ پھر وہ اپنے گناہوں سے باز آ جائیں اور توبہ کر لیں۔ پھر فرمایا کہ اکثر لوگوں نے ناشکری ہی کی یعنی جو یہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں تارا نکلا تھا اس لئے بارش ہوئی وہ بڑے احسان فراموش ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ لَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا ﴿۵۲﴾	اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں سے ایک ڈرانے والا (پیغمبر) بھیج دیتے (۵۱) لہٰذا آپ کافروں کی بات نہ مانئے اور اس قرآن کے مطابق ان سے زبردست جہاد کیجئے (۵۲)

آیت ۵۲: ایک ہی آفتاب ساری دنیا کو منور کر رہا ہے اور کرتا رہے گا قیامت تک۔ اب یہ تو ظاہر ہے کہ نبی جتنا عظیم الشان ہوگا معرکہ حق و باطل بھی اتنا ہی بڑا ہوگا۔ اس لئے یہ تاکید فرمائی کہ کافروں سے کسی قسم کے سمجھوتہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ اپنی پوری قوت کے ساتھ ان کافروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیجئے۔ جہاد کا لغوی معنی کسی مقصد کے حصول کے لئے بھرپور کوشش ہے اور جہاد کبیر میں تاکید مزید بھی پائی جاتی ہے اور وسعت اور پھیلاؤ بھی۔ اس اُمت کا ہر فرد اپنی اس کوشش میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھے۔ اور اپنے تمام ذرائع و وسائل استعمال کرے۔ دوسرے یہ کہ دشمن کا ہر اس محاذ پر مقابلہ کیا جائے جس پر اسلام دشمن طاقتیں کام کر رہی ہیں۔ اس میں زبان و قلم کا جہاد بھی شامل ہے۔ مال کا بھی۔ (تیسیر القرآن)

وَ هُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَ جَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَ لَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾	اور وہی تو ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے، ایک کا پانی لذیذ و شیریں ہے اور دوسرے کا کھاری کڑوا، پھر ان کے درمیان ایک پردہ اور سخت روک ہے جو ملنے نہیں دیتی (۵۳) اور وہی ہے جس نے پانی (نطفہ) سے انسان کو پیدا کیا، پھر (میاں بیوی) نسب اور سسرال کا سلسلہ چلایا اور آپ کا رب بڑی قدرت والا ہے (۵۴) یہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انھیں فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور نہ نقصان، اور کافر اپنے رب کے مقابلہ پر (باغی کا) مددگار بنا ہوا ہے (۵۵) اور ہم نے تو آپ کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (۵۶) آپ ان سے کہئے کہ میں اس پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا میری اُجرت یہی ہے کہ جس کا جی چاہے اپنے رب کا راستہ اختیار کر لے (۵۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے رب اور یکتا و بے ہمتا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس کے رحم اور اس کی قدرت سے دو دریا ساتھ ساتھ بہتے ہیں ایک کا پانی نہایت میٹھا ہے اور دوسرے کا نہایت کھارا اور دونوں کے درمیان اس نے ایک ایسی غیر مرئی دیوار کھڑی کر دی ہے کہ دونوں دریا ایک ساتھ بہتے ہیں لیکن میٹھا کھارے کے ساتھ ہرگز نہیں ملتا۔ اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے سورہ رحمن آیات ۱۹۔۲۰ میں بیان فرمایا ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ اس نے دو دریا جاری کر دیئے جو ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں ان دونوں میں ایک آڑ ہے کہ اس سے بڑھ نہیں سکتے۔

اس کے خالق و رب اور یکتا و بے ہمتا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے انسان کو ایک حقیر نطفہ سے پیدا کیا ہے۔ پھر وہ پل بڑھ کر بڑا ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی مذکر اور کوئی مؤنث ہوتا ہے اور ان سب کی نسبت اپنے باپ دادا کی طرف ہوتی ہے اور جب شادی کرتا ہے تو بیوی کی طرف سے بہت سارے رشتہ دار ہو جاتے ہیں۔ کنبے کا یہ سارا پھیلاؤ ایک قطرہ منی سے وجود میں آتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آیت ۵۴ کے آخر میں فرمایا: وَمَا كَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا۔ آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے۔

توحید ربوبیت کا تقاضہ تھا کہ مشرکین مکہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرتے لیکن وہ ان بتوں کی پوجا کرتے ہیں جو ان کی عبادت کے بدلے میں نہ انھیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور اگر وہ ان بتوں کی عبادت نہ کریں تو انھیں نقصان بھی پہنچانے پر قادر نہیں ہیں۔ وہ ان بتوں کی نہیں بلکہ درحقیقت شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو انھیں بتوں کی عبادت پر ورغلاتا ہے گویا کافر اپنے رب کے خلاف شیطان کی مدد کرتا ہے یعنی اسے مزید اللہ کی نافرمانیوں پر وہ اُکساتا ہے اور وہ اس کی ہمت بڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم نے آپ کو جنت کی خوشخبری اور جہنم سے ڈرانے کے لئے بھیجا ہے تو آپ اپنا کام کرتے رہئے اور اس سے پریشان نہ ہوں کہ کون اسلام لایا اور کون کفر پر مُصر رہا اس لئے کہ ہدایت کی توفیق دینا ہمارا کام ہے۔ ہم جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں کفر و ضلالت میں بھٹکتا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اللہ کسے ہدایت دیتا ہے اور کسے نہیں اس کی تفصیل بارہا گذر چکی ہے کہ جو اللہ سے ہدایت مانگتا ہے اور مسلسل مانگتا رہتا ہے اللہ اسے ہدایت دیتا ہے اور جو اپنے لئے گمراہی کو پسند کرتا ہے اور اس پر اصرار کرتا ہے تو اللہ اسے گمراہ کر دیتا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَ كَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۚ﴿۵۸﴾ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَ اِذَا مع

اور اس ذات پر توکل کیجئے جو زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیجئے' وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کو کافی ہے (۵۸) جس نے ارض و سماوات اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کچھ چھ دنوں میں پیدا کیا' پھر عرش پر قرار پکڑا' وہی رحمان ہے' اس کا حال کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَ مَا
الرَّحْمٰنُ ق اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿٦٠﴾ السجدۃ ٥ ع ٦
تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ
فِيْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ
جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ
يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ
الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا
خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِيْنَ
يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ق اِنَّ
عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا
وَّ مُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا
وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَ
الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا
يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ
وَ لَا يَزْنُوْنَ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ
اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ
يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ
عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ

باخبر سے پوچھ لیجئے (٥٩) اور جب انھیں کہا جاتا ہے کہ رحمان
کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمان کیا ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ
کریں جس کا تو ہمیں حکم دیتا ہے اور ان کی نفرت میں اضافہ ہی
ہوتا ہے (٦٠) بابرکت ہے وہ جس نے آسمان میں برج
بنائے اور اس میں چراغ (سورج) اور چمکتا ہوا چاند پیدا کیا
(٦١) اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو بار بار ایک
دوسرے کے بعد آنے والا بنایا اب جو چاہے اس سے سبق
حاصل کرے اور جو چاہے شکر گذار بنے (٦٢) اور رحمان کے
حقیقی بندے وہ ہیں جو زمین پر انکساری سے چلتے ہیں اور اگر
جاہل ان سے مخاطب ہوں تو سلام کہہ کر (کنارہ کش رہتے
ہیں) (٦٣) اور جو اپنے رب کے حضور سجدہ اور قیام میں
راتیں گزارتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اے ہمارے رب!
جہنم کے عذاب سے ہمیں بچائے رکھنا، کیونکہ اس کا عذاب
ٹلنے والا نہیں ہے (٦٥) بلاشبہ وہ جائے قرار بھی بُری ہے اور
مقام بھی بُرا ہے (٦٦) اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں تو نہ
اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل بلکہ ان کا خرچ ان دونوں
انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے (٦٧) اور اللہ کے
ساتھ کسی اور اللہ کو نہیں پکارتے نہ ہی اللہ کی حرام کی ہوئی کسی
جان کو ناحق قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص
ایسے کام کرے گا ان کی سزا پاکے رہے گا (٦٨) قیامت کے
دن اس کا عذاب دگنا کر دیا جائے گا اور ذلیل ہو کر اس میں
ہمیشہ کے لئے پڑا رہے گا (٦٩) ہاں جو شخص توبہ کر لے اور
ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو
اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے
والا ہے (٧٠) اور جو توبہ کرے اور نیک عمل کرے، تو گویا اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝٧١ وَالَّذِيْنَ لَا
يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا
كِرَامًا ۝٧٢ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا ۝٧٣ وَالَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا
وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ
اِمَامًا ۝٧٤ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا
صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ۙ ۝٧٥
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝٧٦
قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ فَقَدْ
كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝٧٧ ع

کی طرف یوں رجوع کرتا ہے جیسا کہ رجوع کا حق ہے(۷۱) اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی لغو کام پر گزر ہوتا ہے تو وقار سے گزر جاتے ہیں (۷۲) اور جب اپنے رب کی آیات سے نصیحت کی جائے تو ان پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گزرتے (بلکہ اثر قبول کرتے ہیں) (۷۳) اور جو دعا کرتے ہیں کہ: ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقین کا امام بنا (۷۴) یہی ہیں جو اپنے صبر کا بدلہ بالا خانوں کا پائیں گے وہاں آداب اور تسلیمات کے ساتھ ان کا استقبال ہوگا (۷۵) جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اچھی جائے قرار اور قیام ہے (۷۶) کہئے کہ اگر تم اسے نہیں پکارتے تو میرے رب کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں تم جھٹلا چکے اب جلد اس کی (سزا پاؤ گے) جس سے جان چھڑانا محال ہوگی (۷۷)

آیت ۶۷: اسراف کی ضد بخل ہے جسکا معنی یہ ہے کہ مقدور ہوتے ہوئے بھی ضرورت کے کاموں میں پیسہ ضرورت سے کم خرچ کرنا اور پیسہ کو جوڑ کر رکھنا جیسے اپنی ذات پر اور اپنے بال بچوں کی گزرانکے سلسلہ میں بھی بخل کر جانا۔ خوراک میں، پوشاک میں، طرز بود و باش میں، اعزہ و اقرباء کو تحفے تحائف دینے لینے میں ہر جگہ بخل سے کام لینا اور بالخصوص جب اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرنا پڑے تو اسے یوں محسوس ہو کہ پیسہ کے ساتھ اسکی اپنی جان بھی نکلی جا رہی ہے۔ (تیسیر القرآن)

چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ مال خرچ کرنے میں اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں نہ تو فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ ہی بخل کی وجہ سے اپنی ذات کو اور اپنے اہل و عیال کو تنگی میں ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سورہ بنی اسرائیل میں آیت ۲۹ میں اسی میانہ روی کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ ۔ آپ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھئے اور نہ اسے بالکل کھول دیجئے کہ پھر آپ ملامت اور ماندہ بیٹھ جائیے۔

اسراف وتبذیر میں فرق

اسراف کا اطلاق ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے پر ہوتا ہے۔ مثلاً اپنے سامان خورد و نوش یا کپڑوں پر یا مکان پر یا شادی بیاہ پر بھی بے دریغ خرچ کر دینا یا اپنی ہمت اور مقدور سے زیادہ خرچ کر دینا ایسی فضول خرچیوں سے اسلام نے سختی سے روکا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسراف کی ایک قسم ایسی ہے جسے تبذیر کہتے ہیں۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ناجائز کاموں یا ناجائز ضرورتوں پر خرچ کرنا جیسے شراب نوشی، قمار بازی، بیاہ شادی کے موقع پر آتش بازی اور راگ رنگ وغیرہ ایسے کاموں میں ایک پیسہ بھی خرچ کرنا حرام ہے۔ چہ جائیکہ ایسے کاموں پر بھی بے دریغ اور بے تحاشہ خرچ کر دیا جائے۔

پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا معبود نہیں جانتے ہیں اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ کسی بے گناہ کو قتل نہیں کرتے ہیں۔ الا یہ کہ کوئی شخص اسلام سے پھر جائے یا شادی کرنے کے بعد زنا کرے یا کسی کو بے سبب قتل کر دے اور جو لوگ زنا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص ان تین گناہوں سے (جن کا ذکر پانچویں اور چھٹے نمبر میں آیا ہے) کوئی گناہ کرے گا وہ عذاب پائے گا۔ قیامت کے دن اس کا عذاب دوگنا کر دیا جائے گا اور ذلت و رسوائی کے ساتھ ہمیشہ اسی عذاب میں رہے گا۔

ساتویں صفت یہ ہے کہ وہ ایسی مجلس میں شریک نہیں ہوتے جن میں جھوٹ بولا جاتا ہے اور باطل کی تائید کی جاتی ہے اور نہ وہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ''الزور'' سے مراد مشرکین کے ایام عید ہیں۔ یعنی وہ مشرکین کے عیدوں میں شریک نہیں ہوتے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس سے مراد گانا ہے۔ یعنی موسیقی اور گانا نہیں سنتے ہیں اور ایسے لوگ جب کسی بے جا اور لغو قول و عمل کی مجلس سے گزرتے ہیں تو اپنی عزت نفس کا خیال کرتے ہوئے دامن بچا کر نکل جاتے ہیں۔

آٹھویں صفت یہ ہے کہ جب کوئی شخص قرآن کریم کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں نصیحت کرتا ہے تو بہرے اور اندھے نہیں ہو جاتے بلکہ غور سے سنتے ہیں اور ان کے اثرات ان پر ظاہر ہوتا ہے۔

نویں صفت یہ ہے کہ وہ اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے رب ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا یعنی انھیں توفیق دے کہ وہ تیری بندگی کریں اور تیرے دین پر چلیں تاکہ ان کی نیکی اور صالحیت سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ (تیسیر الرحمن)

رحمن و رحیم اللہ کی صفات اور اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ لیکن زمانہ جاہلیت میں اللہ کو ان ناموں سے نہیں پہچانتے تھے، جیسا کہ صلح حدیبیہ پر جب نبی ﷺ نے معاہدہ کے آغاز پر لکھوایا تو مشرکین مکہ نے کہا ہم رحمن اور رحیم کو نہیں جانتے۔ بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ لکھو۔ (ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۳۱۷) مزید دیکھئے سورہ بنی اسرائیل: ۱۱۔ الرعد: ۳۰۔ یہاں بھی ان کا رحمن کے نام سے بدکنے اور سجدہ کرنے سے گریز کا ذکر ہے۔ (احسن البیان)

اس بابرکت ذات نے آسمان میں آفتاب و ماہتاب بنائے ہیں اور اسی نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے لگا دیا ہر ایک دوسرے کے بعد ضرور آ جاتا ہے۔ جب سے اللہ نے دنیا بنائی ہے۔ اس نظام میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے جیسا کہ سورۂ ابراہیم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں آیا ہے۔(وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ) اسی نے تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا ہے کہ برابر چل رہے ہیں۔لیل ونہار کے تعاقب سے اللہ کی عبادت کے اوقات کا تعین ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص دن کی کوئی عبادت بھول جاتا ہے تو اسے رات میں ادا کر لیتا ہے۔

ان آیات کریمہ میں رحمن کے ان نیک بندوں کی نو صفات بیان کی گئی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جنت عطا فرمائے گا۔ان کی پہلی صفت ہے کہ وہ متکبر نہیں ہوتے۔جب چلتے ہیں تو سکون و وقار کے ساتھ چلتے ہیں۔اکڑ کر نہیں چلتے۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ ریاکاری میں بیماروں کی طرح چلتے ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح چلتے تھے جیسے اوپر سے نیچے اتر رہے ہوں۔

دوسری صفت یہ ہے کہ وہ راتوں میں اُٹھ کر نمازیں پڑھتے ہیں اور اپنے رب کے حضور گریہ وزاری کرتے ہیں۔سورہ ذاریات آیت ۱۷۔۱۸ میں ہے۔كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿١٨﴾ ترجمہ: وہ لوگ راتوں کو بہت کم سوتے تھے اور صبح کے وقت اللہ سے مغفرت مانگتے تھے۔

تیسری صفت یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی اللہ کی اطاعت و بندگی میں گزارنے کے باوجود جہنم کے عذاب سے شدید خائف ہوتے ہیں اور دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! جہنم کے اس عذاب کو ہم سے ٹال دے جو کبھی ختم نہیں ہوگا اور جو بدترین ٹھکانا ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ الشعرآء

سورۃ الشعراء مکی ہے اس میں ۲۲۷ آیتیں اور ۱۱ رکوع ہیں۔

تعارف: اس میں اس بات کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قریش کا ہن اور شاعر ہونے کا جو الزام لگاتے تھے اس میں اس الزام کی خاص طور پر تردید فرمائی ہے۔ اس میں اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۶۸﴾ بطور ترجیع آٹھ بار وارد ہوئی ہیں۔ اس ترجیع سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ آپؐ کی صداقت کے ثبوت کے لئے آپؐ سے کسی نشانی عذاب کا مطالبہ کر رہے تھے وہ اس میں خاص طور پر مخاطب ہیں۔ ان کو تاریخ کے حقائق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ رسولوں اور ان کے مکذبین کی تاریخ سے سبق لیں۔ ان لوگوں کی روش کی تقلید نہ کریں جو اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوئے۔

ایاتها ۲۲۷ — ۲۶ سُوۡرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ ۴۷ — رکوعاتها ۱۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ اَلَّا یَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۳﴾ اِنۡ نَّشَاۡ نُنَزِّلۡ عَلَیۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَةً فَظَلَّتۡ اَعۡنَاقُهُمۡ لَهَا خٰضِعِیۡنَ ﴿۴﴾ وَ مَا یَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ مُحۡدَثٍ اِلَّا كَانُوۡا عَنۡهُ مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۵﴾ فَقَدۡ كَذَّبُوۡا فَسَیَاۡتِیۡهِمۡ اَنۡۢبٰٓؤُا مَا كَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۶﴾

الْمَنْزِل ٥

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

طٰسم (۱) یہ وضاحت کرنے والی کتاب کی آیات ہیں (۲) (اے نبی) اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو اس غم میں شاید آپ اپنے آپکو ہلاک کر ڈالیں گے (۳) اگر ہم چاہتے تو ان پر آسمان سے کوئی معجزہ اتار دیتے جسکے آگے انکی گردنیں جھک جاتیں (۴) انکے پاس رحمن کی طرف سے جو کوئی بھی نصیحت آتی ہے تو اس سے یہ منہ موڑ لیتے ہیں (۵) یہ تکذیب تو کر ہی چکے ہیں تو اب جلد ہی انھیں ان باتوں کی حقیقی خبریں مل جائینگی جنکا یہ مذاق اُڑایا کرتے تھے (۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربط آیات: ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ قرآن مجید واضح ترین کتاب ہے اس میں حق کو دلائل کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے اور کائنات میں بھی حق کی بہت ساری نشانیاں ہیں۔ جو لوگ حق کو ماننا چاہتے ہیں، ان کے لئے قرآن سب سے بڑی اور واضح دلیل ہے، جو لوگ حق کو ماننا نہ چاہیں ضدی اور ہٹ دھرم ہوں وہ کسی معجزے کو دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے اور اس سلسلے میں موسیٰ اور فرعون کا ذکر کیا گیا ہے اور موسیٰؑ نے بہت سارے معجزے پیش کئے چونکہ فرعون ایک اچھا انسان نہیں تھا، ضدی اور ہٹ دھرم تھا اس لئے بہت سارے معجزات دیکھنے کے باوجود ایمان نہیں لایا۔

تفسیر: نبی کریم ﷺ کو نصیحت کی گئی ہے کہ اگر مشرکین مکہ آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے تو اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک نہ کر لیجئے آپ کا کام تبلیغ کرنا ہے۔ اسے آپ نے انجام دے دیا۔ ہدایت دینا آپ کا کام نہیں ہے اور اگر ہم چاہتے تو انھیں ایمان لانے پر مجبور کر دیتے یہ ہمارے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ ہم آسمان سے کوئی ایسی نشانی بھیج دیتے جسے دیکھ کر وہ ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے۔ جیسے کسی بڑے پہاڑ یا کسی بڑے ستارے یا کسی فرشتہ کو ان کے سروں کے اوپر لے آتے۔ اور مارے خوف و دہشت کے ان کی گردنیں جھک جاتیں کہ ان کے سروں پر گر کر انھیں ہلاک کر دے اور اپنے آپ کو اس حال میں پا کر مجبوراً ایمان لے آتے لیکن ایسا ایمان ان کے کسی کام کا نہ ہوگا۔ کفار مکہ کے کفر و عناد اور ان کے تکبر و ہٹ دھرمی کا بیان کیا جا رہا ہے۔ قرآن کریم بدستور نازل ہوتا رہا ایک آیت کے بعد دوسری آیت اور ایک سورت کے بعد دوسری سورت لیکن وہ لوگ قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرتے رہے۔ ان کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ سورۃ الانبیاء (۳) میں بھی تقریباً انہی الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کی قرآن کریم سے نفرت اور دوری بیان کی ہے آیت (۶) میں ان کے اس کافرانہ رویہ پر دھمکی دی گئی ہے کہ چونکہ اُنھوں نے قرآن کو جھٹلایا ہے اس لئے ان پر وہ عذاب آ کر رہے گا جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے۔ اگر مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تخلیق پر غور کرتے تو انھیں یقین ہو جاتا کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ مثال کے طور پر زمین اور اس میں پیدا ہونے والے پودوں کو لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انواع و اقسام کے بے شمار مفید پودے اور پھل پیدا کئے ہیں۔ جو اس کے کمال قدرت کی دلیل ہیں۔ لیکن ایمان باللہ وہ عظیم ترین نعمت ہے جس کی توفیق اللہ ان لوگوں کو نہیں دیتا جو اس کی نشانیوں میں غور نہیں کرتے ہیں جو اپنے اختیار سے کفر کو ترجیح دیتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝	کیا اُنھوں نے زمین کو نہیں دیکھا؟ کہ ہم نے اس میں کتنی طرح کی عمدہ نباتات پیدا کی ہیں (۷) یقیناً اس میں ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں (۸) بلاشبہ آپ کا رب غالب اور رحم کرنے والا ہے (۹)

ع ۵

آیت ۹: میں نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ آپ صبر و ثبات قدمی کے ساتھ اپنی ذمہ داری پوری کرتے رہئے اور حزن و ملال نہ کیجئے اللہ ان کافروں سے انتقام لینے پر پوری طرح قادر ہے۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر غالب ہے اور وہ اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک بندوں پر بڑا مہربان ہے۔(تیسیر الرحمن)

وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ
الظّٰلِمِیْنَ ۝١٠ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا یَتَّقُوْنَ ۝١١
قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ؕ۝١٢ وَ
یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ
اِلٰى هٰرُوْنَ ۝١٣ وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ
یَّقْتُلُوْنِ ۝١٤ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا
مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝١٥ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا
رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝١٦ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا
بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ؕ۝١٧ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا
وَلِیْدًا وَّ لَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ۝١٨
وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ
الْكٰفِرِیْنَ ۝١٩ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ
الضَّآلِّیْنَ ؕ۝٢٠ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ
فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِیْ مِنَ
الْمُرْسَلِیْنَ ۝٢١ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ
عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ؕ۝٢٢ قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا
رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ۝٢٣ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ
مُّوْقِنِیْنَ ۝٢٤ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝٢٥
قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝٢٦ قَالَ

اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ ظالم قوم کے پاس جاؤ (١٠) یعنی فرعون کی قوم کے پاس، کیا وہ ڈرتے نہیں (١١) موسیٰ نے عرض کیا! اے میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے (١٢) میرا سینہ گھٹتا (دم رُکتا) ہے اور زبان نہیں چلتی لہٰذا ہارون (کو بھی) رسالت عطا فرما (١٣) اور میرے ذمہ ان کا جرم ہے میں ڈرتا ہوں کہ مجھے مار نہ ڈالیں (١٤) اللہ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں، تم دونوں ہماری نشانیاں لے جاؤ ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں سب سن رہے ہیں (١٥) فرعون کے پاس جا کر اسے کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں (١٦) (اس لئے آئے ہیں) کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیجئے (١٧) فرعون کہنے لگا! کیا ہم نے تمہیں اپنے ہاں بچپن میں پالا نہ تھا؟ اور تو نے اپنی عمر کے کئی سال ہمارے ہاں نہیں گذارے؟ (١٨) نیز تو نے وہ کام کیا جو کر کے چلا گیا اور تو تو ہے ہی ناشکرا (١٩) موسیٰ نے کہا وہ کام تو اس وقت مجھ سے بھول سے ہو گیا تھا (٢٠) لہٰذا میں تمہارے خوف سے بھاگ گیا، پھر مجھے میرے رب نے حکمت عطا فرمائی اور مجھے رسول بنایا (٢١) اور یہ جو احسان تو مجھے جتلا رہا ہے (اس کی وجہ تو یہی تھی) کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا (٢٢) فرعون کہنے لگا! یہ رب العالمین کیا ہوتا ہے؟ (٢٣) موسیٰ نے کہا وہ جو آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان ہے سب کا مالک ہے، اگر تمہیں کچھ یقین آ جائے (٢٤) فرعون نے اپنے پاس والوں سے کہا: کچھ سن رہے ہو؟ (٢٥) موسیٰ نے کہا: ہاں وہی تمہارا اور تمہارے آباء کا رب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِيٓ أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ
لَمَجْنُونٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ
مَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ
اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ
الْمَسْجُونِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ
مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَأْتِ بِهِۦٓ إِنْ كُنْتَ مِنَ
الصَّٰدِقِينَ ﴿٣١﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ
مُّبِينٌ ﴿٣٢﴾ وَّ نَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا هِيَ بَيْضَآءُ
لِلنَّٰظِرِينَ ﴿٣٣﴾ قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُۥٓ إِنَّ هَٰذَا لَسَٰحِرٌ ع ٢
عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾ يُّرِيدُ أَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ أَرْضِكُمْ
بِسِحْرِهِۦ ۖ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿٣٥﴾ قَالُوٓا أَرْجِهْ وَ
أَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حَٰشِرِينَ ﴿٣٦﴾ يَأْتُوكَ
بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ
لِمِيقَٰتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ وَّقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ
أَنْتُمْ مُّجْتَمِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ
كَانُوا هُمُ الْغَٰلِبِينَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ
قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ
الْغَٰلِبِينَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَ إِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ
الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوسَىٰٓ أَلْقُوا مَآ أَنْتُمْ
مُّلْقُونَ ﴿٤٣﴾ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَ قَالُوا
بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَٰلِبُونَ ﴿٤٤﴾ فَأَلْقَىٰ

ہے (۲۶) فرعون کہنے لگا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے
یہ تو مجنون ہے (۲۷) موسیٰ نے کہا وہی مشرق اور مغرب اور جو
ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے، اگر تمہیں کچھ سمجھ میں
آ سکے (۲۸) فرعون بولا دیکھو! اگر تم نے میرے سوا کوئی اور
الٰہ مانا تو میں تجھے قید میں ڈال دونگا (۲۹) موسیٰ نے کہا: خواہ
میں تیرے پاس کوئی واضح چیز (نشانی) بھی لاؤں؟ (۳۰)
فرعون کہنے لگا وہ چیز! اگر تم سچے ہو (۳۱) چنانچہ موسیٰ نے اپنا
عصا پھینکا تو وہ فوراً ہو بہو ایک اژدہا بن گیا (۳۲) نیز موسیٰ
نے اپنا ہاتھ (بغل سے) کھینچا تو وہ یکدم دیکھنے والوں کے
سامنے چمک رہا تھا (۳۳) فرعون نے اپنے آس پاس والوں
سے کہا: یقیناً بڑا ماہر جادوگر ہے (۳۴) وہ چاہتا ہے کہ اپنے
سحر کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دے، تم کیا
مشورہ دیتے ہو (۳۵) کہنے لگے اسے اور اس کے بھائی کے
معاملے کو ملتوی کیجئے اور شہر میں ہرکارے بھیج دیجئے (۳۶) جو
ہر سیانے ساحر کو آپ کے پاس لے آئیں (۳۷) چنانچہ ایک
معین دن ایک مقررہ وقت پر تمام ساحروں کو اکٹھا کیا گیا
(۳۸) اور لوگوں سے پوچھا گیا کیا تم بھی اس اجتماع میں
شامل ہو گے؟ (۳۹) تاکہ اگر یہ ساحر غالب رہے تو شاید ہمیں
انہی کی بات ماننی پڑے (۴۰) پھر جب ساحر (میدان) میں
آ گئے تو فرعون سے پوچھنے لگے کہ اگر ہم غالب رہے تو ہمیں
صلہ ملے گا؟ (۴۱) فرعون نے جواب دیا ہاں! اور تمہیں
عہدے بھی ملیں گے (۴۲) موسیٰ نے ساحروں سے کہا: پھینکو
جو تم پھینکنا چاہتے ہو (۴۳) چنانچہ اُنھوں نے اپنی رسیاں اور
لاٹھیاں پھینک دیں اور کہنے لگے: فرعون کی جے! یقیناً ہم ہی
غالب رہیں گے (۴۴) پھر موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا تو جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُوسٰی عَصَاہُ فَاِذَا ھِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ ﴿۴۵﴾
فَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰی وَ ھٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ
اٰمَنْتُمْ لَہٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَکُمْ ۚ اِنَّہٗ لَکَبِیْرُکُمُ
الَّذِیْ عَلَّمَکُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ
لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ
لَاُوصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَیْرَ ۫ اِنَّآ
اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا
رَبُّنَا خَطٰیٰنَآ اَنْ کُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۱﴾ ع ۳

ساحروں نے شعبدے بنائے تھے اس نے فوراً نگلنا شروع کر دیا (۴۵) یہ دیکھ کر ساحر بے اختیار سجدہ میں گر پڑے (۴۶) کہنے لگے ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے ہیں (۴۷) جو موسیٰ و ہارون کا رب ہے (۴۸) فرعون بولا تم ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں اس کی اجازت دیتا؟ یقیناً یہ تمہارا بڑا استاد ہے جس نے تمہیں سحر سکھایا ہے اس کا انجام تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں میں کٹوا دوں گا اور تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا (۴۹) وہ کہنے لگے کچھ پرواہ نہیں ہمیں اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے (۵۰) ہم توقع رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطائیں معاف فرمائے گا کہ ہم پہلے ایمان لائے ہیں (۵۱)

ان جادوگروں نے اپنے خیال میں بہت بڑا جادو پیش کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْھَبُوْھُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ ○ (الاعراف: ۱۱۶) حتیٰ کہ موسیٰ نے اپنے میں خوف محسوس کیا۔ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَۃً مُّوْسٰی (طٰہٰ: ۶۷) چنانچہ ان جادوگروں کو اپنی کامیابی پر بڑا یقین تھا۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو تسلی دی کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ذرا اپنی لاٹھی زمین پر پھینک دو اور پھر دیکھو۔ چنانچہ لاٹھی کا زمین پر پھینکنا تھا کہ اس نے ایک خوفناک اژدہے کی شکل اختیار کر لی اور ایک ایک کر کے انکے سارے کرتبوں کو وہ نگل گیا۔

فرعون کیلئے یہ واقعہ بڑا عجیب اور نہایت حیرت ناک تھا۔ جن جادوگروں کے ذریعہ سے وہ فتح وغلبہ کی آس لگائے بیٹھا تھا وہی نہ صرف مغلوب ہو گئے بلکہ موقع پر ہی وہ اس رب العالمین پر ایمان لے آئے جس نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو دلائل و معجزات دے کر بھیجا تھا۔ لیکن بجائے اس کے کہ فرعون بھی غور وفکر سے کام لیتا اور ایمان لاتا اس نے مکابرہ اور عناد کا راستہ اختیار کیا اور جادوگروں کو ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا اور کہا: کہ سب اسی کے شاگرد لگتے ہو اور تمہارا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سازش کے ذریعہ سے تم ہمیں یہاں سے بے دخل کر دو۔ اِنَّ ھٰذَا لَمَکْرٌ مَّکَرْتُمُوْہُ فِی الْمَدِیْنَۃِ لِتُخْرِجُوْا مِنْھَآ اَھْلَھَا ۚ (الاعراف: ۱۲۳) (احسن البیان)

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْٓ اِنَّکُمْ
مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ

اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ "راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکلو تمہارا تعاقب کیا جائے گا" (۵۲) فرعون نے (فوج اکٹھی کرنے کے لئے) شہروں میں آدمی بھیج دیئے (۵۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حٰشِرِيْنَ ۝٥٣ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝٥٤
وَ اِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝٥٥ وَ اِنَّا لَجَمِيْعٌ
حٰذِرُوْنَ ۝٥٦ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ
عُيُوْنٍ ۝٥٧ وَّ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝٥٨
كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝٥٩
فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝٦٠ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ
قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝٦١ قَالَ
كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝٦٢ فَاَوْحَيْنَآ
اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ
فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝٦٣
وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝٦٤ وَ اَنْجَيْنَا مُوْسٰى
وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝٦٥ ثُمَّ اَغْرَقْنَا
الْاٰخَرِيْنَ ۝٦٦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٦٧ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٦٨ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۝٦٩ ع
اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝٧٠ قَالُوْا
نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ۝٧١ قَالَ
هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝٧٢ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ
اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝٧٣ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا
كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝٧٤ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ
تَعْبُدُوْنَ ۝٧٥ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝٧٦
فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٧٧ الَّذِيْ

(اور کہلا بھیجا کہ) یہ مٹھی بھر لوگ ہیں (۵۴) جو ہمیں غصہ چڑھا رہے ہیں (۵۵) اور ہم یقینا ایک مسلح جماعت ہے (۵۶) ہم فرعونیوں کو نکال لائے ان کے باغات اور چشموں سے (۵۷) اور خزانوں اور بہترین قیامگاہوں سے (۵۸) اس طرح ہم نے بنی اسرائیل کو انکا وارث بنا دیا (۵۹) چنانچہ (ایک دن) صبح کے وقت فرعونی ان کے تعاقب میں چل پڑے (۶۰) پھر جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو اصحاب موسیٰ چیخے 'ہم پکڑ لئے گئے (۶۱) موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں، میرا رب میرے ساتھ ہے وہ جلد رہنمائی کرے گا (۶۲) چنانچہ ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ ”اپنا عصا سمندر پر مار دو“ چنانچہ سمندر پھٹ گیا اور ہر حصہ بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا (۶۳) اور ہم دوسرے گروہ کو قریب لے آئے (۶۴) موسیٰ اور اس کے تمام ساتھیوں کو تو ہم نے بچا لیا (۶۵) اور دوسرے گروہ کو وہاں غرق کر دیا (۶۶) اس واقعہ میں بھی ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں (۶۷) اور بلاشبہ تمہارا رب ہی ہر چیز پر غالب اور رحم کرنے والا ہے (۶۸) اور انہیں ابراہیم کا قصہ سنائیے (۶۹) جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے پوچھا ”یہ کس چیز کی تم عبادت کرتے ہو“؟ (۷۰) کہنے لگے: ”ہم اصنام کی عبادت کرتے ہیں اور انہی کے پاس بیٹھتے ہیں“ (۷۱) ابراہیم نے پوچھا: ”جب تم انہیں پکارتے ہو تو یہ تمہیں سنتے ہیں؟ (۷۲) یا تمہیں فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں (۷۳) وہ کہنے لگے: ”نہیں بلکہ ہم نے اپنے آباء کو ایسا کرتے ہوئے پایا ہے“ (۷۴) ابراہیم نے کہا: بھلا دیکھو جنکی تم عبادت کرتے ہو (۷۵) تم اور تمہارے پہلے آباء بھی (۷۶) یہ میرے دشمن ہیں (جو جہنم میں لے جائیں گے) ماسوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾ وَ الَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾

رب العالمین کے(۷۷) جس نے مجھے پیدا کیا وہی میری رہنمائی کرتا ہے(۷۸) اور وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے(۷۹) اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے(۸۰) نیز وہی مجھے مارے گا پھر زندہ کریگا(۸۱) اور جس سے میں توقع رکھتا ہوں کہ یوم قیامت میری خطائیں معاف فرمائیگا(۸۲)

آیت ۷۹-۷۷: اللہ ہی میرا خالق ورازق ہے۔ وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اسی نے روزی کے آسمانی وارضی اسباب فراہم کئے، گھٹائیں بھیجیں، مینہ برسایا۔ زمین سرسبز وشاداب ہوگئی اور اس سے روزی کے طرح طرح کے پھل پیدا کردیئے۔ اسی نے آسمان سے میٹھا صاف اور شیریں پانی اتارا جسے جانور اور بہت سے انسان بھی پیتے تھے۔

رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾

(ابراہیم نے دعا کی) میرے رب! مجھے حکمت دے اور مجھے صالحین میں شامل کردے(۸۳) اور پچھلے لوگوں میں مجھے سچی ناموری عطا فرما(۸۴) اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں شامل فرما(۸۵) اور میرے باپ کو معاف کردے بلاشبہ وہ گمراہوں سے ہے(۸۶) اور جس دن لوگ دوبارہ اُٹھائے جائینگے مجھے رسوانہ کرنا(۸۷) جس دن نہ کوئی مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد(۸۸) اِلّا یہ کہ کوئی اطاعت گذار دل لے کر اللہ کے پاس حاضر ہو(۸۹)

آیت ۸۳: ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے رب! مجھے حکمت عطا فرما۔ حکمت سے مراد علم وعقل وسمجھ اور نبوت ہیں۔ پھر دعا مانگی کہ مجھے نیک لوگوں میں دنیا وآخرت میں شامل رکھ۔ جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے تین بار فرمایا: اے اللہ! مجھے بلند رفقاء میں شامل فرما' حدیث میں ایک دعا یہ بھی ہے کہ اے اللہ! ہمیں مسلمان زندہ رکھ۔ مسلمان ہی مار۔

آیت ۸۴: یعنی میرے بعد آنے والے لوگوں میں میرا ذکر باقی رکھ کہ لوگ میرا ذکر خیر کریں اور ہر بھلائی کے کام میں میری اقتدا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ (الصافات:۱۰۸) ہم نے پچھلے لوگوں میں ان کا ذکر خیر چھوڑ دیا کہ سب آپ پر سلام بھیجتے ہیں۔ ہم مخلصوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ مجھے قیامت کی رسوائی سے اور اس دن کی ذلت سے بچانا۔ جس دن تمام اگلے پچھلے اور بڑے چھوٹے سب جمع ہوں گے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ کو دیکھیں گے ان کے باپ کا منہ مارے ذلت کے غبار آلود ہوگا۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ دعا کریں گے کہ اے اللہ! تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ تو مجھے بعث والے دن رسوا نہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے کافروں پر جنت حرام کردی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اسے دیکھ کر فرمائیں گے کیا میں نے تجھ سے یہ نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر۔ وہ کہے گا: آج میں نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر آپ دعا مانگیں گے اور فرمائیں گے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہوگی کہ میرا باپ اللہ کی رحمت سے بہت دور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے کافروں پر جنت حرام کردی ہے۔ پھر فرمائے گا: اے ابرہیم! اپنے نیچے دیکھ آپ نیچے دیکھیں گے تو ایک بجو پلید میں لتھڑا ہوا نظر آئے گا۔ فرشتے اس کے پاؤں پکڑ کر جہنم میں جھونک دیں گے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 3101)

قلب سلیم کی تفسیر: جو قلب سلیم لے کر آئے گا، اسی کی نجات ہوگی۔ بے عیب دل وہ ہے جس میں توحید ہو اور شرک سے محفوظ ہو، ایسا دل مومن کا ہوتا ہے کیونکہ کافروں اور منافقوں کے دل بیمار اور عیب دار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (البقرۃ:۱۰) ان کے دلوں میں بیماری ہے قلب سلیم وہ دل ہے جو بدعت سے پاک ہو اور سنت پر قائم ہو۔ بعض کے نزدیک دنیا کے مال ومتاع کی محبت سے پاک دل اور بعض کے نزدیک جہالت کی تاریکیوں اور اخلاقی رذالتوں سے پاک دل۔ یہ سارے مفہوم بھی صحیح ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ قلب مومن مذکورہ تمام ہی برائیوں سے پاک ہوتا ہے۔ (احسن البیان)

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۹۰ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ۝۹۱ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝۹۲ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝۹۳ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ۝۹۴ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ۝۹۵ قَالُوْا وَ هُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ۝۹۶ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۹۷ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۹۸ وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۝۹۹ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝۱۰۰ وَ لَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝۱۰۱ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۲ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۳ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۱۰۴ع كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِ

(اس دن) جنت متقین کے قریب لائی جائے گی (۹۰) اور گمراہ لوگوں کو جہنم سامنے دکھائی جائے گی (۹۱) اور ان سے کہا جائے گا: تمہارے وہ معبود کہاں ہیں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے؟ (۹۲) کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں؟ یا اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں (۹۳) ان معبودوں کو اور ان گمراہوں کو جہنم میں منہ کے بل پھینک دیا جائے گا (۹۴) اور ابلیس کے سب لشکروں کو بھی (۹۵) جہنم میں یہ سب آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے (۹۶) اللہ کی قسم! ہم تو واضح گمراہی میں مبتلا تھے (۹۷) جبکہ تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھ رکھا تھا (۹۸) ہمیں مجرموں نے ہی اس گمراہی میں ڈالا تھا (۹۹) آج تو ہمارا کوئی سفارشی بھی نہیں (۱۰۰) نہ کوئی مخلص دوست ہے (۱۰۱) کاش! اگر ہمیں ایک دفعہ (لوٹنے کا موقع مل جائے تو) ہم مومنوں میں شامل ہوں (۱۰۲) اس میں بھی ایک نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں (۱۰۳) اور بلاشبہ آپ کا رب ہی سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے

www.KitaboSunnat.com

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ
اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ وَ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿١١٠﴾
قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾
قَالَ وَ مَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾ اِنْ
حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَ مَآ
اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٤﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ
مُّبِيْنٌ ﴿١١٥﴾

(۱۰۴) نوح کی قوم نے (بھی) رسولوں کو جھٹلا دیا تھا (۱۰۵)
جبکہ ان کے بھائی نوح نے انھیں کہا کیا تم (اللہ سے) ڈرتے
نہیں (۱۰۶) میں تمہارے لئے ایک امین رسول ہوں
(۱۰۷) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۰۸) میں تم
سے اس (تبلیغ) پر کوئی صلہ نہیں مانگتا' میرا صلہ تو اللہ رب
العالمین کے ذمہ ہے (۱۰۹) لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری
اطاعت کرو (۱۱۰) کہنے لگے: کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں
حالانکہ کمینے لوگوں نے تمہاری اتباع کی ہے (۱۱۱) نوح نے
کہا: میں کیا جانوں کہ وہ کیا کام کرتے ہیں (۱۱۲) ان کا
حساب تو میرے رب کے ذمہ ہے کاش تم کچھ شعور رکھتے
(۱۱۳) میں ایمان لانے والوں کو چلتا کرنے والا نہیں
(۱۱۴) میں تو بس ایک صاف صاف ڈرانے والا ہوں (۱۱۵)

اِن آیات میں نوحؑ کی قوم کا بیان ہے کہ نوحؑ نے اپنی قوم کو حق کی دعوت دی، توحید کی دعوت دی اور جو لوگ مغرور تھے، گھمنڈی تھے اور آباء پرست تھے اُنھوں نے نوح علیہ السلام کا انکار کیا تو اللہ کا عذاب آیا اور سب کے سب فنا کے گھاٹ اتر گئے۔

تفسیر: حق تعالیٰ اپنے رسول نوحؑ کی طرف سے بیان فرما رہا ہے کہ انھیں قوم نے کس کس طرح جھٹلایا، بُت پرستی پھیل جانے کے بعد جو سب سے پہلا رسول شرک و بُت پرستی کی تردید کے لئے آیا ہے وہ آپ ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرک و بُت پرستی کے خاتمہ کے لئے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ لوگوں کو اللہ کے عذاب و عتاب سے ہوشیار کردیں۔ قوم نے آپ کو جھٹلایا اور اپنے شرمناک فعلوں پر بدستور ڈٹے رہے۔ آپ کی نصیحت کے باوجود بھی بُت پرستی اور شرک سے باز نہیں آئے' چونکہ تمام نبی توحید کی دعوت کے لئے مبعوث فرمائے گئے اس لئے ایک کے جھٹلانے سے سب کا جھٹلانا لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نوحؑ کی تکذیب کو تمام پیغمبروں کی تکذیب کی جگہ میں رکھ کر فرمایا کہ قوم نوح نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

نوح علیہ السلام کا وعظ: تم کو ڈر معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کی عبادت میں دوسروں کو شریک ٹھہرا رہے ہو اور شرم بھی نہیں آتی کہ میں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک امانت دار رسول بن کر آیا ہوں۔ میں اپنے رب کے پیغامات تم کو سناتا ہوں اور ان میں ذرا بھی کمی بیشی نہیں کرتا۔ جوں کے توں پہنچاتا ہوں اس لئے تم اللہ کا خوف کرو اور میری اطاعت کرو۔ اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے۔ میں وعظ و نصیحت پر تم سے کچھ اُجرت تو نہیں مانگتا۔ مجھے اس کا ثواب اللہ کے ہاں ملنے والا ہے۔ میرا صلہ وہیں جمع ہو رہا ہے۔ پھر میں تم سے مکرر کہہ رہا ہوں کہ اللہ سے ڈر جاؤ اور میری نصیحت مانو۔ میری صداقت و امانت اور خیر خواہی تم پر آشکارا ہو چکی ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کام کے لئے مبعوث فرمایا ہے اس میں سچا اور امانت دار ہوں۔

قوم نوح علیہ السلام کا جواب: ہم تم پر ایمان نہیں لا سکتے بھلا ہم ان کمینوں کے ساتھ جو تمہارے پیروکار ہیں اور تمہاری تصدیق کرتے ہیں تمہاری اقتدا کریں۔ یہ تو ہم میں سے گرے پڑے لوگ ہیں۔ ہم ان کے ساتھ کیسے اُٹھ بیٹھ سکتے ہیں۔

نوح علیہ السلام کا جواب: فرمایا مجھے ان کے سابق عملوں سے کیا سروکار نہ مجھے ان کے سابق عملوں کے کریدنے کی ضرورت ہے جب یہ لوگ میرے پاس حق تسلیم کرنے کے لئے آ گئے ہیں تو کیا اب میں ان کے پہلے کاموں کی اور پیشوں کی کرید کرتا پھروں، میرا کام تو یہ ہے کہ میں ان کی تصدیق قبول کرلوں اور ان کے دلوں کی باتوں کو اللہ کے حوالے کردوں۔ ان کا حساب ان کا رب خود ان سے لے گا۔ بڑے افسوس کی بات ہے تم اتنی چھوٹی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے شائد آپ سے ان لوگوں نے مطالبہ کیا تھا کہ آپ ان کمینوں کو اپنے پاس سے بھگا دیں تو ہم آپ کی پیروی کریں گے۔ آپ نے ان کی بات نہ مانی اور فرمایا: کہ میں اپنے پاس سے ایمان والوں کو دھکے دے کر نکالنا نہیں چاہتا۔ میں تو صرف نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں جو میری اطاعت کرے گا، میرے نقش قدم پر چلے گا اور میری تصدیق کرے گا وہ میرا ہے۔ اور میں اس کا ہوں خواہ وہ تمہاری نگاہ میں شریف ہو یا ذلیل اور بڑا ہو یا چھوٹا میری نگاہ میں سب برابر ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِيْ وَ مَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾	وہ کہنے لگے: نوح اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں رجم کر دیا جائے گا (۱۱۶) نوح نے دعا کی ''اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا (۱۱۷) لہٰذا میرے اور ان کے درمیان قطعی فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھی مومنوں کو ان سے نجات دے (۱۱۸) چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ایک بھری ہوئی کشتی میں بچا لیا (۱۱۹) اور اسکے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا (۱۲۰) اس واقعہ میں (بھی) ایک نشانی ہے۔ مگر ان میں اکثر لوگ ماننے والے نہیں (۱۲۱) اور یقیناً تمہارا رب سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے (۱۲۲)

النصف ع ۶ / ۸

نوح علیہ السلام نوسو پچاس سال تک اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے۔ لیکن ظالم قوم اپنے کفر و شرک پر مصر رہی تو بالآخر اُنھوں نے اپنے رب سے مناجات کرتے ہوئے کہا: میرے رب! میری قوم نے مجھے یکسر جھٹلا دیا ہے۔ اب ان کی فلاح و اصلاح کی کوئی اُمید باقی نہیں ہے۔ اس لئے میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کردے اور مجھے اور میرے ساتھیوں کو اُس عذاب سے بچا لے جس کے ذریعہ تو ظالموں کو ہلاک کرے گا۔ مفسرین لکھتے ہیں: ان مومنوں کی تعداد اسی (۸۰) تھی۔ چالیس مرد اور چالیس عورتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سن لی۔ انھیں اور ان لوگوں کو نجات دی جو کشتی میں سوار ہو گئے تھے اور باقی تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ نوحؑ کے اس واقعہ سے بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سی نصیحتیں حاصل ہوتی ہیں جن سے قوم نوح نے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ اسی لئے ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لائے۔ (تیسیر الرحمن)

كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ
اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَ مَا
اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً
تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ
تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ
جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَ
اتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ
بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْٓ
اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾

قوم عاد نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا (۱۲۳) جبکہ ان کے بھائی ہود نے انھیں کہا تھا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں؟ (۱۲۴) میں تمہارے لئے امین رسول ہوں (۱۲۵) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۲۶) میں تم سے اس (تبلیغ) کا کوئی صلہ نہیں مانگتا، میرا صلہ تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے (۱۲۷) یہ کیا بات ہے کہ تم ہر بلند جگہ پر بے فائدہ ایک یادگار تعمیر کر ڈالتے ہو (۱۲۸) اور وہ عمارتیں اتنی شاندار بناتے ہو کہ شاید تم ہمیشہ ان میں رہو گے (۱۲۹) اور کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو جبار بن کر ڈالتے ہو (۱۳۰) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو (۱۳۱) اور اس ذات سے ڈرو جس نے تمھیں وہ سب کچھ دیا ہے جو تم جانتے ہو (۱۳۲) اس نے تمہیں چوپائے اور اولاد دی (۱۳۳) باغات اور چشمے عطا کئے (۱۳۴) مجھے تو تمہارے حق میں ایک بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے (۱۳۵)

قوم عادؔ دنیا کی مضبوط ترین اور قوی ترین قوم تھی۔ جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ (الفجر: ۸) اس جیسی قوم پیدا ہوئی نہیں یعنی جو قوت و طاقت اور شدت و جبروت میں اس جیسی ہو۔ اسی لئے یہ کہا کرتی تھی۔ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (حم السجدۃ: ۱۵) کون قوت میں ہم سے زیادہ ہے؟ جب اس قوم نے بھی ایمان و تقویٰ کا راستہ اختیار نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے سخت ہوا کی صورت میں ان پر عذاب نازل فرمایا۔ جو مکمل سات راتیں اور آٹھ دن ان پر مسلط رہا۔ سخت ہوا آتی اور آدمی کو اُٹھا کر فضا میں بلند کرتی اور پھر زور سے سر کے بل زمین پر پٹخ دیتی۔ جس سے اس کا دماغ پھٹ جاتا اور بغیر سر کے ان کے لاشے اس طرح زمین پر پڑے ہوتے گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں۔ اُنھوں نے پہاڑوں اور غاروں میں بڑی بڑی مضبوط عمارتیں بنا رکھی تھیں۔ باغات کی کثرت تھی۔ پینے کے لئے گہرے کنویں کھود رکھے تھے۔ لیکن جب اللہ کا عذاب آیا تو کوئی چیز ان کے کام نہ آئی اور انھیں صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا گیا۔ (احسن البیان)

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ
الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ

وہ کہنے لگے ہمیں تو ایسا وعظ کرو یا نہ کرو ہمیں اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا (۱۳۶) ایسی باتیں تو یوں ہی ہوتی چلی آئی ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣٧﴾ وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿١٣٨﴾
فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ
مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ
ع ۱۸ ۱۱ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٤٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٤١﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ
اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٤٣﴾
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٥﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَاۤ
اٰمِنِيْنَ ﴿١٤٦﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّ زُرُوْعٍ وَّ
نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ
بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾
وَ لَا تُطِيْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٥١﴾ الَّذِيْنَ
يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ ﴿١٥٢﴾
قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ مَاۤ اَنْتَ
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّ
لَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿١٥٥﴾ وَ لَا تَمَسُّوْهَا
بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥٦﴾
فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿١٥٧﴾ فَاَخَذَهُمُ
الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
ع ۸ ۱۹ ۱۲ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥٩﴾

(١٣٧) اور ہم پر کچھ عذاب نہیں آئے گا (١٣٨) چنانچہ اُنھوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے انھیں ہلاک کر ڈالا' اس میں بھی ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں (١٣٩) اور یقیناً آپ کا رب سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے (١٤٠) قوم ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (١٤١) جب کہ ان کے بھائی صالح نے کہا تھا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ (١٤٢) میں یقیناً تمہارے لئے ایک امین رسول ہوں (١٤٣) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (١٤٤) میں تم سے اس (تبلیغ) کا کوئی صلہ نہیں مانگتا' میرا صلہ تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے (١٤٥) کیا تم یہاں امن سے رہنے کے لئے چھوڑ دیئے جاؤ گے (١٤٦) ان باغات چشموں میں (١٤٧) اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کے خوشے بہت ملائم ہوتے ہیں (١٤٨) اور تم پہاڑوں کو تراش کر ان میں فخریہ گھر بناتے ہو (١٤٩) اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (١٥٠) اور حد سے گزرنے والوں کی بات نہ مانو (١٥١) جو ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اصلاح کا کوئی کام نہیں کرتے (١٥٢) وہ کہنے لگے تم تو ایک سحر زدہ آدمی ہو (١٥٣) تم ہمارے ہی جیسے ایک آدمی ہو اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی لاؤ (١٥٤) صالح نے کہا نشانی یہ اونٹنی ہے ایک دن اس اونٹنی کے پانی پینے کیلئے مقرر ہے اور ایک دن تم سب کے لئے (١٥٥) اسے کوئی دکھ نہ پہنچانا ورنہ ایک (بڑے دن کا عذاب) تمہیں آ لے گا (١٥٦) مگر اُنھوں نے اس کو ذبح کر ڈالا' پھر عذاب کے ڈر سے لگے پچھتانے (١٥٧) آخر عذاب نے انھیں آ لیا' اس میں بھی ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں (١٥٨) بلاشبہ آپ کا رب ہی سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے (١٥٩)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہودؑ کے بعد صالحؑ کا جو اللہ کے نیک اور صالح بندے و رسول تھے۔ ان کا ذکر خیر ہے۔ آپ کو آپ کی قوم ثمودیوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ یہ خالص عرب تھے اور حجر کے علاقے میں رہتے تھے، جو وادیٔ القریٰ اور شام کے شہروں کے درمیان واقع تھا۔ ان کی آبادیاں مشہور و معروف ہیں۔ صالحؑ نے ان کو توحید کی دعوت دی اور فرمایا کہ دین کے کاموں میں میری اطاعت کرو لیکن اُنھوں نے آپ کی بات کو ٹھکرا دی آپ کو جھٹلایا اور آپ کی مخالفت پر اتر آئے۔ آپ نے انھیں یہ بھی جتا دیا تھا کہ اللہ کا پیغام پہنچانے پر تم سے اُجرت نہیں مانگ رہا ہوں۔ میں تو اللہ کی رضا کے لئے کام کر رہا ہوں۔ وہی مجھے اس کا صلہ عطا فرمائے گا۔

پھر آپ نے انھیں اللہ کے احسانات و انعامات یاد دلائے اور فرمایا: اس نے تم کو روزیاں دے رکھی ہیں۔ تمہیں امن و سلامتی عطا فرمائی ہے۔ تمہارے لئے باغات اُگا دیئے ہیں۔ نہریں بہادی ہیں۔ غرضیکہ ہر قسم کی ضروریات زندگی سے نوازا ہے۔ تم بڑی ہوشیاری اور مہارت سے چٹانوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو۔ جن پر اتراتے اور ناز کرتے ہو۔ یہ لوگ بلاضرورت نام و نمود کے لئے گھر بنایا کرتے تھے اور فن سنگ تراشی میں ماہر تھے۔ صالحؑ نے کہا: اللہ سے ڈر جاؤ ایسے کام کرو جس سے دنیا میں بھی فائدہ پہنچے اور آخرت میں بھی، اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور روزی دی۔ اس کے توحید کے قائل ہو جاؤ اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو۔ (تیسیر الرحمن)

ثمودیوں کا جواب: جب اللہ کے نبی نے انھیں ان کے رب کی عبادت کی دعوت دی تو اُنھوں نے جواب دیا کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ جس سے تیرا دماغ صحیح نہیں رہا۔ تو دیوانہ اور عقل سے بے گانہ ہو گیا ہے۔ جب کہ تو ہم جیسا ایک انسان ہے، تو ہم سب کو چھوڑ کر تیری طرف کس طرح وحی کی گئی۔ فرمایا: ءَاُلْقِیَ الذِّکْرُ عَلَیْہِ مِنْ بَیْنِنَا (القمر:۲۵) کہا: ہمارے درمیان میں سے صرف اسی پر نصیحت اتاری گئی ہے''؟ نہیں بلکہ وہ جھوٹا اور فتنے باز ہے۔ عنقریب کل انھیں معلوم ہو جائے گا۔ کون جھوٹا اور فتنے باز ہے۔ اچھا بفرض محال اگر تو سچا ہے تو کوئی معجزہ دکھا! تاکہ تیری صداقت ہم پر کھل جائے۔

اس وقت ان کے چھوٹے بڑے سردار عقیدت مند سب جمع تھے۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا: اگر تو سچا ہے تو اس چٹان سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی نکال دے۔ جو ایسی ہو۔ صالحؑ نے ان سے پکا عہد کرا لیا کہ اگر ایسا ہو گیا تو پھر تم کو ان پر ایمان لانا ہوگا اور آپ کی پیروی کرنی پڑے گی۔ اُنھوں نے پکا اقرار کر لیا تو صالحؑ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ قوم کا سوال پورا فرما دے۔ آخر اُنھوں نے جس پتھر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ وہ پھٹا اور اس سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی ان کے مطالبہ کے مطابق نکل گئی۔ یہ دیکھ کر تو چند لوگ ایمان لے آئے لیکن اکثر لوگوں نے کفر ہی کو پسند کیا اور اسی پر اڑے رہے۔

آخر کار ایک منحوس شخص نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اسے قتل کر ڈالا۔ پھر پشیمان ہوئے۔ مگر اللہ کے عذاب نے انھیں آ گھیرا، بڑا زبردست بھونچال آیا اور ایک دلدوز چیخ نے ان کے کلیجے ہلا دیئے اور سب کے سب مر گئے۔ ایسا عذاب آیا جس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ ثمودی اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے کے گرے رہ گئے۔ یقیناً اس میں بھی ایک بڑی عبرت ہے۔ لیکن اکثر لوگ ایمان کی دولت سے محروم ہی رہتے ہیں۔ یقیناً آپکا رب سب پر غالب و مہربان ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۣ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۶۰ اِذْ قَالَ
لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۱۶۱ اِنِّيْ لَكُمْ
رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝۱۶۲ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝۱۶۳
وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا
عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶۴ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ
الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶۵ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ
مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝۱۶۶

لوط کی قوم نے (بھی) رسولوں کو جھٹلایا تھا (۱۶۰) جبکہ انھیں ان کے بھائی لوط نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ (۱۶۱) یقینا میں تمہارا امانت دار رسول ہوں (۱۶۲) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۶۳) اور میں اس (تبلیغ) کا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا' میرا صلہ تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے (۱۶۴) کیا تم عالم میں مردوں کے پاس جاتے ہو (۱۶۵) اور تمہارے رب نے تمہارے لئے جو بیویاں پیدا کی ہیں انھیں چھوڑ دیتے ہو بلکہ تم لوگ تو حد سے آگے نکل گئے ہو (۱۶۶)

اس کے بعد اللہ کے بندے لوط کا بیان ہے۔ آپ کا نام لوط بن ہارون بن آزر تھا اور ابراہیم خلیل اللہ کے بھتیجے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کی زندگی میں آپ کو ایک بڑی قوم کی طرف نبی بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ یہ لوگ سدوم اور اس کے علاقوں میں آباد تھے۔ سدوم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سب کو ہلاک کر دیا اور ان کی جگہ گندی اور بدبودار خلیج چھوڑ دی۔ لوطؑ نے ان کو گناہوں سے باز رکھنے کی نہایت کوشش کی اور انھیں اس فعل شنیع سے منع فرمایا۔ جس کا وجود اس سے پہلے نہ تھا کہ عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے بدفعلیاں کرتے تھے۔ اس سے روکا چنانچہ اس کے بارے میں اگلی آیتیں ہیں۔

قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ
الْمُخْرَجِيْنَ ۝۱۶۷ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ
الْقَالِيْنَ ۝۱۶۸ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا
يَعْمَلُوْنَ ۝۱۶۹ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝۱۷۰ اِلَّا
عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝۱۷۱ ثُمَّ دَمَّرْنَا
الْاٰخَرِيْنَ ۝۱۷۲ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَاۗءَ
مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝۱۷۳ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا
كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۷۴ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۱۷۵ ع ۱۶/۱۲

وہ کہنے لگے: اے لوط تم اگر باز نہ آئے تو تمہیں جلاوطن کر دیا جائے گا (۱۶۷) اس نے کہا میں تمہارے کام سے بیزار ہوں (۱۶۸) اے رب جو یہ کام کر رہے ہیں اس سے مجھے اور میرے اہل وعیال کو نجات دے (۱۶۹) چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے سب اہل وعیال کو نجات دی (۱۷۰) سوائے پیچھے رہ جانے والی بڑھیا کے (۱۷۱) پھر باقی لوگوں کو ہم نے ہلاک کر دیا (۱۷۲) اور ہم نے ان پر بارش برسائی' کتنی بری تھی وہ بارش جو ڈرائے جانے والوں پر برسائی گئی (۱۷۳) اس میں نشانی ہے' لیکن ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں (۱۷۴) اور یقینا آپ کا رب سب پر غالب اور رحیم ہے (۱۷۵)

آپ کی نصیحت سن کر قوم نے جواب دیا اے لوط! اگر تو اپنی طعن و تشنیع اور توحید سے باز نہیں آیا تو ہم تجھے اپنے شہر سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلاوطن کردیں گے۔ دوسری جگہ فرمایا: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا (النمل:٥٦) پھر جب آپ نے دیکھا کہ یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے اور اپنی گمراہیوں پر بدستور قائم ہیں۔ تو آپ نے ان سے بیزاری کا اظہار فرمایا اور صاف صاف فرما دیا: کہ میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کاموں سے نجات عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور بشارت دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچا دیا، بجز ایک بڑھیا کے یہ بڑھیا آپ کی بدنصیب بیوی تھی۔ یہ اپنی قوم کے ساتھ رہ گئی تھی اور ان کے ساتھ ہلاک ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اپنے گھر والوں کو یہاں سے لے کر راتوں رات نکل جائیں بجز اپنی بیوی کے اور جب قوم کی چیخ و پکار سنیں تو پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اللہ کا حکم سن کر صبر کیا اور برابر آگے بڑھتے ہی رہے۔ اللہ پاک نے اس قوم پر اپنا عذاب شدید نازل کیا جو سب کو گھیرے ہوئے تھا۔ یعنی ان پر آسمان سے تہہ بہ تہہ پتھر برسائے۔

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿١٨٣﴾ وَ اتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٨٤﴾

اصحاب الایکہ (اصحاب مدین) نے (بھی) رسولوں کو جھٹلایا (١٧٦) جبکہ ان سے شعیب نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ (١٧٧) میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں (١٧٨) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (١٧٩) میں تم سے اس (تبلیغ) کا کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے (١٨٠) ناپ پورا دیا کرو اور لوگوں کو گھاٹا نہ دیا کرو (١٨١) اور سیدھی ترازو سے تولا کرو (١٨٢) اور لوگوں کو ان کی اشیاء کم نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو (١٨٣) اور اس ذات سے ڈرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی (١٨٤)

اصحاب الایکہ کون لوگ تھے؟

اس میں مفسرین کا خاصا اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اصحاب الایکہ اور اصحاب مدین دونوں ایک ہی قوم کے نام ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایکہ ایک درخت کا نام تھا جس کی یہ لوگ پوجا کرتے تھے۔ اسی نسبت سے انھیں اصحاب الایکہ کہا گیا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ان لوگوں کی بستی اور علاقہ اصحاب مدین سے الگ ہے۔ اصحاب الایکہ کا معنی بن والے یعنی یہ بستی ایک لمبی سی بلند جگہ پر آباد تھی جہاں باغات کے جھنڈ بکثرت تھے اور شعیب علیہ السلام ان دونوں علاقوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحاب ایکہ مدین والے ہیں۔ یہی معنی زیادہ صحیح ہے۔ اللہ کے نبی شعیب علیہ السلام بھی خود انھیں میں سے تھے۔ شعیبؑ قوم کو پورا پورا پیمانے اور ترازو دینے کا حکم فرما رہے ہیں۔ پورے پیمانے بھر کر ترازو سے تول کر دو۔ پیمانے بھرنے میں کمی نہ کرو اور نہ تول میں ڈنڈی مارو کہ بظاہر پلہ جھک جائے اور اس ترکیب سے لوگوں کو کم دو اور زمین پر فساد مچاتے نہ پھرو۔ یعنی چوری لوٹ مار نہ کرو۔ آپ نے اپنی قوم کو اللہ کا عذاب یاد دلایا۔ جس خالق و رازق نے تم کو اور تمہارے باپ دادا کو پیدا فرمایا۔ اس کے عذاب سے ڈر جاؤ۔

قوم کا جواب: جو ثمودیوں نے اپنے رسول کو جواب دیا تھا۔ وہی قوم شعیب نے شعیبؑ کو جواب دیا: دونوں کے خیالات مل گئے کہنے لگے: یقیناً تجھ پر جادو کر دیا گیا ہے۔ تم ہم جیسے ایک انسان ہو۔ ہم یقیناً تم کو جھوٹا سمجھ رہے ہیں۔ تو اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ بول رہا ہے۔ اللہ نے تجھ کو رسول مبعوث نہیں فرمایا ہے۔ اچھا اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کے ٹکڑے یا آسمان کا کوئی حصہ گرا دے۔ یعنی آسمان سے عذاب اتار دے۔ ان بدبختوں کی زبان سے یہ نکلا تھا کہ ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دیا جائے۔ ایسا ہی ہوا سات دن تک سخت گرمی میں مبتلا کر دیئے گئے۔ غضب کی گرمی پڑی لوگ بلبلا اُٹھے۔ گھبرا گئے کسی کو بھی قرار نہ تھا۔ سات دن کے بعد آسمان پر ایک ابر دکھائی دیا جو رفتہ رفتہ ان پر چھا گیا۔ یہ سب گھروں سے نکل نکل کر خوشی خوشی میدان میں کسی بھی طرح گھٹا کے سائے میں آ گئے کہ کچھ ٹھنڈک میسر آئے جب سب اس بادل کے نیچے جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آگ برسائی ابر سے انگارے اور شعلے برسنے لگے اور سخت ہیبت ناک بھونچال آیا پھر ایک دلدوز چیخ پیدا ہوئی جس سے سب کی روحیں پرواز کر گئیں۔ اسی وجہ سے فرمایا: وہ ایک بڑے دن کا عذاب تھا۔ اس میں بھی بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں اور واقعی آپ کا رب کافروں سے بدلہ لینے پر غالب ہے اور وہ اپنے ایمان والے بندوں پر کمال مہربان ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَ مَآ
اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ
الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ
الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾ ع ۱۰

وہ کہنے لگے تم تو ایک سحر زدہ آدمی ہو (۱۸۵) اور ہم جیسے ہی ایک انسان ہو اور ہم تو تمہیں جھوٹا ہی خیال کرتے ہیں (۱۸۶) اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا دو (۱۸۷) شعیب نے کہا جو تم کرتے ہو میرا رب اسے خوب جانتا ہے (۱۸۸) چنانچہ اُنھوں نے شعیب کو جھٹلایا تو سایہ والے دن کے عذاب نے انھیں آ پکڑا' بلاشبہ وہ سخت دن کا عذاب تھا (۱۸۹) اس واقعہ میں بھی ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں ہیں (۱۹۰) اور آپ کا رب یقیناً سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے (۱۹۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ اصحاب مدین کے ہلاک کئے جانے کا واقعہ قرآن کریم کی تین سورتوں میں بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ الاعراف آیت ۹۱ میں بتایا گیا ہے کہ زمین ان کے پاؤں کے نیچے پوری شدت سے ہلنے لگی اور ان کے جسموں پر رعشہ طاری ہو گیا اور سورۂ ہود آیت (۹۴) میں بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ ایک چیخ کے ذریعہ ہلاک کر دیئے گئے اور یہاں اللہ نے خبر دی کہ انھیں سایہ والے دن کے عذاب نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ (تیسیر الرحمن)

وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾

بلاشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے (۱۹۲) جسے روح الامین لے کر آپ کے دل میں نازل ہوا (۱۹۳) تاکہ آپ ڈرانے والوں میں شامل ہو جائیں (۱۹۴) جو کہ فصیح عربی زبان میں ہے (۱۹۵) اور اس کا ذکر یقیناً پہلے صحیفوں میں موجود ہے (۱۹۶) کیا ان (اہل مکہ) کے لئے یہ نشانی (کافی) نہیں کہ اس بات کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں (۱۹۷)

جنھوں نے بشارت سنائی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اس کا عہد لیا تھا۔ یہاں تک کہ پچھلے لوگوں میں انبیاء نے اپنی تقاریر میں احمد کی بشارت دی تھی۔ فرمایا: وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ... (الصف:۶) اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: اے اسرائیلیو! میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں اور اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور بعد میں آنے والے رسول کی خوشخبری سناتا ہوں۔ جن کا نام احمد ہوگا۔ کیا محمد ﷺ کی صداقت کے لئے یہ سچا گواہ کافی نہیں ہے۔ اسرائیلی علماء بھی اس قرآن پاک کا ذکر اپنی کتابوں میں پاتے ہیں جن کا وہ درس دیتے ہیں۔ یہاں دیندار و عادل علماء مراد ہیں۔ جو اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں رحمت عالم ﷺ کا بیان موجود ہے۔ آپ کی صفات کا، آپ کی بعثت کا، اور آپ کی اُمت کا ذکر ہے۔ جیسا کہ ان علماء نے خبر دی ہے جو ان میں سے ایمان لے آئے تھے مثلاً عبداللہ بن سلامؓ اور سلمان فارسیؓ وغیرہ نے کہا کہ تورات و انجیل میں آپ کی بعثت کی بشارت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ ... (الاعراف:۱۵۷) جو لوگ ایک نبی اُمی رسول کی پیروی کرتے ہیں جو وہ اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انھیں بھلی باتوں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور گندی چیزیں حرام کرتا ہے اور ان سے ان کے بوجھوں اور طوقوں کو اُٹھاتا ہے جو ان پر تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ لَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾

اور اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی پر اتارتے (۱۹۸) جو انھیں پڑھ کر سناتا تو بھی یہ ایمان نہ لاتے (۱۹۹) اس طرح ہم نے مجرموں کے دل میں (بیہودہ اعتراضات) کر ناڈال دیا ہے (۲۰۰) کہ وہ جب تک المناک عذاب نہ دیکھ لیں ایمان نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾
فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا
يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ
سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا
يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَ مَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا
مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا مع
ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَ مَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَ
مَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَ مَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ
السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾

لائیں گے (۲۰۱) پھر اچانک (عذاب آجائے گا) اور انھیں خبر نہ ہوگی (۲۰۲) اس وقت کہیں گے کہ کیا ہمیں کچھ مہلت مل سکتی ہے (۲۰۳) کیا یہ ہمارا عذاب جلد طلب کرتے ہیں (۲۰۴) دیکھو! اگر ہم انھیں برسوں عیش وعشرت کی مہلت دے دیں (۲۰۵) پھر ان پر وعدہ شدہ عذاب آجائے گا (۲۰۶) تو بھی سامانِ عیش جس سے وہ لطف اندوز ہو رہے ہیں ان کے کام نہ آئے گا (۲۰۷) اور ہم نے کسی ایسی بستی کو ہلاک نہیں کیا جہاں ڈرانے والا نہ بھیجا ہو (۲۰۸) جو نصیحت کرے اور ہم ظالم نہیں (۲۰۹) اور اس قرآن کو شیاطین لے کر نہیں اترے (۲۱۰) یہ بات نہ ان کے لائق ہے اور نہ ہی وہ ایسا کر سکتے ہیں (۲۱۱) وہ تو اسے سننے سے بھی دور رکھے گئے ہیں (۲۱۲)

کفار مکہ پر اللہ کا عذاب اچانک آئے گا کہ اس کی آمد کی بھی خبر نہیں ہوگی اور وہ اس وقت تمنا کریں گے کہ کاش ان پر عذاب نازل نہ ہوتا اور انھیں ایمان وعمل صالح کی مہلت دے دی جاتی جیسا کہ فرعون نے جب موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا تو کہا: میں اس اللہ پر ایمان لایا جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس پر بنی اسرائیل کے لوگ ایمان لائے ہیں۔

کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ اگر تمھاری بات سچ ہے کہ اگر ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے تو اللہ کا عذاب ہم پر نازل ہوگا۔ تو پھر وہ عذاب ہم پر جلد نازل ہو جائے۔ (الاعراف: ۷۰) میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے "فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا"۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جس عذاب کا وعدہ کیا جا رہا ہے اسے ہم پر اتار دو اور سورۃ الانفال آیت ۳۲ میں ہے فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر دے یا ہم پر کوئی دردناک عذاب بھیج دے۔

اللہ تعالیٰ نے آیت ۲۰۴ میں انکے اسی استعجال پر انھیں دھمکی دی ہے کہ کیا تمھیں ہمارے عذاب کی جلدی ہے تو انتظار کرلو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ ہم نے دنیا میں انھیں لمبی عمریں دیں اور مال واسباب سے نوازا۔ جن سے وہ خوب متمتع ہوئے۔ پھر جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا اس نے انھیں اچانک اپنی گرفت میں لے لیا۔ تو اس لمبی عمر اور ان کی عیاشیوں کا کیا فائدہ ہوا؟ اللہ کا عذاب ٹلا اور نہ ہلکا ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُعَذَّبِيۡنَ ﴿۲۱۳﴾ وَ اَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنۡ عَصَوۡكَ فَقُلۡ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۱۶﴾ وَ تَوَكَّلۡ عَلَى الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِىۡ يَرٰٮكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيۡنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۲۲۰﴾

پس (اے نبی) اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہ پکاریئے ورنہ آپ بھی سزا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے اور اپنے کنبہ کے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے (۲۱۴) اور ایمان لانے والوں میں سے جو آپ کی اتباع کریں ان سے تواضع سے پیش آیئے (۲۱۵) پھر اگر آپ کی نافرمانی کریں تو کہیئے کہ جو تم کرتے ہو میں اس سے بری ہوں (۲۱۶) اور اس غالب رحیم پر توکل کیجئے (۲۱۷) جو آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں (۲۱۸) اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان آپ کی حرکات کو بھی (۲۱۹) یقیناً وہ سب جاننے والا اور سننے والا ہے (۲۲۰)

خاص عبادت کا حکم: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی خالص عبادت کا حکم فرما رہا ہے اور رسول کو یہ حکم دیا جارہا ہے کہ آپ پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کی اصلاح فرمائیں۔ پھر ترتیب وار اصلاح کا حلقہ بڑھایئے۔ آپ کے رشتہ داروں میں وہی نجات پائیں گے جو رب العالمین پر خلوص سے ایمان لائیں گے اور جو آپ کی نافرمانی کرے گا اور آپ کی بات ٹھکرا دے گا اس سے علیحدہ ہو جائیں خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔

هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ عَلٰى مَنۡ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيۡنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلۡقُوۡنَ السَّمۡعَ وَاَكۡثَرُهُمۡ كٰذِبُوۡنَ ﴿۲۲۳﴾ وَ الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الۡغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّهُمۡ فِىۡ كُلِّ وَادٍ يَّهِيۡمُوۡنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمۡ يَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا وَّانْتَصَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا ‌ؕ وَ سَيَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَىَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ ع ۱۱

آپ کہیئے کہ کیا میں تمہیں بتاؤں شیاطین کس پر نازل ہوتے ہیں (۲۲۱) وہ ہر جعلساز اور گناہ گار پر نازل ہوتے ہیں (۲۲۲) جو اپنے کان لگاتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں (۲۲۳) اور شاعروں کی اتباع گمراہ ہی کرتے ہیں (۲۲۴) کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ (خیالوں کی) ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں (۲۲۵) اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں (۲۲۶) ماسوا ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہتے ہیں اور جب ان پر ظلم ہوا تو انھوں نے بدلہ لے لیا اور عنقریب ان ظالموں کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس (برے) انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔ (۲۲۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بسم الله الرحمن الرحیم

سورۃ النمل

سورۃ النمل مکی ہے اس میں ۹۳ آیتیں اور ۷ رکوع ہیں۔

تعارف: سابق سورہ میں یہ حقیقت واضح فرمائی ہے کہ یہ قرآن کوئی شاعری اور کہانت نہیں ہے بلکہ اللہ کا اتارا ہوا کلام ہے لیکن جو لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے وہ اس کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ قرآن ان کو جس چیز سے ڈرا رہا ہے جب وہ اس کو دیکھ لیں گے تب اس پر ایمان لائیں گے اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ وہ عذاب کو دعوت دینے کے بجائے رسولوں اور ان کے جھٹلانے والوں کی تاریخ سے سبق حاصل کریں۔ اس سورہ میں یہ واضح فرمایا ہے کہ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت و بشارت بنا کر نازل فرمایا ہے لیکن اس پر ایمان وہی لائیں گے جن کے دلوں کے اندر آخرت کا خوف ہے، جو لوگ اس دنیا کے عیش و آرام میں مگن ہیں وہ اپنے ان مشاغل سے دستبردار نہیں ہو سکتے جن میں وہ مشغول ہیں۔ ان کے اعمال ان کی نگاہوں میں اس طرح کھبا دیئے گئے ہیں کہ اب کوئی تذکیر و تنبیہ بھی ان پر کارگر نہیں ہو سکتی۔ اس سورہ کی بنیادی صفات۔ حکیم و علیم۔ پر ہے کہ یہ قرآن حکیم و علیم کا اتارا ہوا ہے تو وہ جو کچھ کرے گا وہ حکمت اور علم پر مبنی ہوگا۔

آیاتها ۹۳ | ٢٧ سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ ٤٨ | ركوعاتها ٧

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿١﴾
هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا
يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ
يَعْمَهُوْنَ ۚ﴿٤﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓ یہ قرآن اور وضاحت کرنے والی کتاب کی آیات ہیں (۱) جو ایمان لانے والوں کیلئے ہدایت اور بشارت ہیں (۲) جو صلوٰۃ قائم کرتے ہیں' زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں (۳) اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کیلئے ان کے اعمال کو خوشنما بنا دیا' لہٰذا وہ اندھے بنے پھرتے ہیں (۴) یہی لوگ ہیں جن کے لئے بُرا عذاب ہے اور آخرت میں وہی سب سے زیادہ خسارہ میں رہینگے (۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ هُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝٥ وَ اِنَّكَ
لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝٦

اور (اے نبی) آپ یہ قرآن ایک حکیم وعلیم ہستی کی طرف سے پا رہے ہیں (٦)

ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ یہ قرآن بجائے خود نہایت واضح اور عقل ودل کو اپیل کرنے والی کتاب ہے لیکن جو لوگ آخرت کو نہیں ماننا چاہتے وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے وہ جن دلچسپیوں میں منہمک ہیں شیطان نے ان کی نگاہوں میں وہ اس طرح کھبادی ہیں کہ اب وہ ان کے پیچھے اندھے ہو چکے ہیں۔ وہ اسی طرح بھٹکتے رہیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے نہایت واضح نو نشانیوں کے ساتھ فرعون کے پاس رسول بنا کر بھیجا لیکن فرعون اور اس کی قوم نے یہ یقین کرنے کے باوجود کہ یہ الٰہی نشانیاں ہیں حضرت موسیٰؑ کی رسالت تسلیم نہیں کی اور بالآخر وہ ہلاک ہو کر رہے۔

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ
سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ
لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝٧ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ
بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ سُبْحٰنَ
اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٨

جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا: مجھے آگ سی نظر آتی ہے، میں ابھی وہاں سے کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی دہکتا ہوا انگارا لاتا ہوں تاکہ تم سینک سکو (٧) پھر جب وہاں پہنچے تو ندا آئی کہ مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے اردگرد ہے، اور پاک ہے اللہ جو سب جہان والوں کا رب ہے (٨)

حق تعالیٰ رحمت عالم ﷺ کو موسیٰؑ کا واقعہ یاد دلا رہا ہے کہ انھیں کس طرح منتخب فرمایا کس طرح ان سے بات چیت کی۔ کیسے ان سے سرگوشی کی اور کیسے دنگ کر دینے والے بڑے بڑے معجزات عطا فرمائے اور کیسی کیسی عاجز کر دینے والی دلیلیں بخشیں۔ پھر آپ کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف مبعوث فرمایا۔ اُنھوں نے تمام معجزوں کو نہ مانا، انھیں ٹھکرا دیا اور ان کی پیروی و اطاعت سے منہ موڑ لیا۔

يٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٩ۙ
وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ
وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫
اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝١٠ۖۗ اِلَّا مَنْ
ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝١١ وَ اَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ

موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں سب پر غالب اور حکمت والا (٩) اپنی لاٹھی پھینکو، موسیٰ نے جب دیکھا کہ وہ یوں حرکت کر رہی تھی جیسے سانپ ہو آپ پیٹھ پھیر کر بھاگے تو پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (ہم نے کہا) "موسیٰ ڈر نہیں میرے حضور رسول ڈرا نہیں کرتے (١٠) ڈرتا تو وہ ہے جس نے کوئی ظلم کیا پھر اگر اس نے برائی کے بعد (اعمال کو) نیکی سے بدل لیا تو میں یقیناً بخشنے والا مہربان ہوں (١١) اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کرو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ ۟ فِىۡ تِسۡعِ اٰيٰتٍ اِلٰى
فِرۡعَوۡنَ وَ قَوۡمِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا
فٰسِقِيۡنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ اٰيٰتُنَا مُبۡصِرَةً قَالُوۡا
هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿ۚ۱۳﴾ وَجَحَدُوۡا بِهَا وَ
اسۡتَيۡقَنَتۡهَاۤ اَنۡفُسُهُمۡ ظُلۡمًا وَّ عُلُوًّا ؕ فَانۡظُرۡ
كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۱۴﴾ ع ١٦ ١٤

وہ کسی مرض کے بغیر چمکتا ہوا نکلے گا' وہ معجزے منجملہ ان نو معجزات کے تھے جو فرعون اور اس کی قوم کیلئے (موسیٰ کو دیئے گئے) بلاشبہ وہ بدکردار لوگ تھے (۱۲) پھر جب ہمارے ایسے بصیرت افروز معجزے ان کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگے یہ تو صاف جادو ہے (۱۳) اور اُنھوں نے از راہِ ظلم وتکبر انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے (کہ موسیٰ سچے ہیں) پھر دیکھئے ان مفسدوں کا کیا انجام ہوا (۱۴)

توبہ کی قبولیت کی شرط

آیت ۱۱: اس میں انسان کے لئے ایک بشارت عظمیٰ ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو شخص کسی بُرے عمل کا ارتکاب کر رہا ہو پھر اس پر نادم ہو جائے اور سچے دل سے توبہ کر کے اس سے باز آ جائے اور اللہ کی طرف جھک جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا (طٰہٰ: ۸۲) ترجمہ: میں اس کو ضرور معاف کر دیتا ہوں جو توبہ کرے' صاحب ایمان بن جائے اور نیک عمل کرنے لگے پھر راہ پر آ جائے۔ موسیٰؑ کو دوسرا معجزہ یہ دیا' یاید بیضاء۔ اللہ کی ہمہ گیری کی یہ دوسری دلیل ہے اور اللہ کے فاعل مختار ہونے پر اور معجزہ والے کی صداقت پر ایک ناقابل تردید حجت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا کہ قمیص کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالیں تو ہاتھ چاند کی طرح صاف و شفاف چمکیلا بلا کسی عیب کے برآمد ہوگا اور بجلی کی طرح جگمگا رہا ہوگا۔ پھر فرمایا: نو معجزوں سے تمہاری تائید کروں گا اور انھیں تمہاری صداقت کی دلیلیں بناؤں گا۔ پھر فرعون کے پاس ہمارے معجزے کھلم کھلا پہنچ گئے اور موسیٰؑ نے انکی آنکھیں کھول دیں تو اُنھوں نے جادو بتایا اور ان کا مقابلہ جادو سے کیا۔ مگر ہار گئے اور ذلیل ہو کر اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

وَ لَقَدۡ اٰتَيۡنَا دَاوٗدَ وَ سُلَيۡمٰنَ عِلۡمًا ۚ وَقَالَا
الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيۡرٍ مِّنۡ عِبَادِهِ
الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۵﴾ وَ وَرِثَ سُلَيۡمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّيۡرِ وَ اُوۡتِيۡنَا مِنۡ
كُلِّ شَىۡءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡفَضۡلُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۶﴾

نیز ہم نے داؤد و سلیمان کو علم عطا کیا' وہ دونوں کہنے لگے ہر طرح کی تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے ہمیں بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی (۱۵) اور داؤد کے سلیمان وارث ہوئے اُنھوں نے کہا: لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز بھی دی گئی ہے' بلاشبہ یہ اللہ کا نمایاں فضل ہے (۱۶) اور سلیمان کے لئے اس کے جنوں، انسانوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ حُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَ
الطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ
النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا
مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ
قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ
اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے اور ان کی جماعت بندی کی گئی تھی (۱۷) یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی ایک وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی بولی ''چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کا لشکر تمھیں روند ڈالے اور انھیں پتہ نہ چلے (۱۸) سلیمان، چیونٹی کی اس بات پر مسکرا دیئے اور کہا: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کی ہے اور اس بات کی بھی کہ میں ایسے اچھے عمل کروں جو تجھے پسند ہو اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے صالح بندوں میں داخل کر (۱۹)

اللہ نے اپنے بندوں اور رسولوں مثلاً داؤدؑ اور سلیمانؑ کو جن انعامات جزیلہ اور احسانات عظیمہ سے نوازا تھا اور انھیں جن بڑی بڑی نعمتوں سے مشرف فرمایا تھا۔ ان کی خبر دے رہا ہے کہ دونوں کے لئے دنیا و آخرت کی سعادتیں جمع کر دی تھیں۔ دنیا میں سلطنت و حکومت اور بڑی طاقت کے مالک تھے اور دین میں نبوت و رسالت کے عظیم منصب پر سرفراز فرمایا تھا۔

سلیمان و داؤد علیہما السلام کی خصوصیات:

پھر اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: سلیمانؑ نے کہا: اللہ نے اپنے فضل سے حکومت عطا فرمائی۔ زبردست طاقت دی اور انسانوں کو اور جنوں کو اور پرندوں کو ہمارا مطیع و فرماں بردار، مطیع و منقاد بنا دیا آپ تمام پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ جہاں تک ہمارا علم ہے۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جو کسی کو بھی نہیں ملی۔ اللہ نے اور اس کے رسول نے ہمیں خبر دی۔ جن نادانوں نے یہ سمجھا ہے کہ سلیمانؑ کے زمانے سے پہلے انسان کی طرح جانور بھی بولا کرتے تھے، غلط ہے اور بلا دلیل کی بات ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو سلیمانؑ کی کیا خصوصیات تھیں۔

ایک دفعہ جب سلیمانؑ ان تمام لشکروں کو ساتھ لے کر نکلے تو آپ کا گزر چیونٹیوں کی آبادیوں پر ہوا اور ایک چیونٹی نے آواز دے کر سب کو اپنے بلوں میں گھس جانے کا حکم دیا تاکہ لشکر انھیں روند نہ ڈالیں۔ چیونٹی کی اس آواز کو سلیمانؑ سمجھ گئے پہلے تو مسکرائے۔ پھر ہنس پڑے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں جن سے تو نے مجھے نوازا ہے کہ تو نے مجھے پرندوں اور حیوانوں کی بولی سکھائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى
الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾
لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ
لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ
فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ
سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً
تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّ لَهَا
عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا
يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ
الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ
لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ
يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ
يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ لَآ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ قَالَ السجدة ٨
سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾
اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ
عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا
الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾ اِنَّهٗ
مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ ع ١٧ ٢
قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا

(پھر ایک موقع پر) سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہنے
لگے کیا بات ہے مجھے ہدہد نظر نہیں آ رہا کیا وہ کہیں غائب ہو گیا
ہے؟ (۲۰) (ایسی ہی بات ہو) تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا
اسے ذبح کر ڈالوں گا' وہ میرے سامنے کوئی معقول وجہ پیش
کرے (۲۱) تھوڑی دیر گزری کہ ہدہد آ گیا اور کہا میں نے وہ
معلوم کیا جو آپ کو معلوم نہیں اور میں سبا سے متعلق ایک یقینی خبر
آپ کے پاس لایا ہوں (۲۲) میں نے دیکھا کہ ان پر ایک
عورت حکمرانی کرتی ہے جسے سب کچھ عطا کیا گیا ہے اور اس کا
تخت عظیم الشان ہے (۲۳) میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی
قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان
کے لئے ان کے اعمال کو مزین کر کے انھیں راہ (حق) سے
روک دیا' لہٰذا وہ راہ (حق) نہیں پا رہے (۲۴) اور اس اللہ کو
سجدہ نہیں کرتے جو ان چیزوں کو نکالتا ہے جو ارض و سماوات
میں مخفی ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جسے تم چھپاتے ہو اور جسے
ظاہر کرتے ہو (۲۵) اللہ ہی ہے جسکے سوا کوئی الٰہ نہیں وہی عرش
عظیم کا مالک ہے (۲۶) سلیمان نے کہا: ہم ابھی دیکھ لیتے
ہیں کہ تو سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹا ہے (۲۷) یہ میرا خط لے جا اور
انکی طرف پھینک دے پھر ان سے ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب
دیتے ہیں (۲۸) (سبا کی ملکہ) کہنے لگی اے اہل دربار میری
طرف ایک بڑا اہم خط پھینکا گیا ہے (۲۹) یہ سلیمان کی طرف
سے ہے اور وہ یہ ہے اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم
والا ہے (۳۰) میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو بلکہ مطیع ہو کر
میرے پاس آ جاؤ (۳۱) ملکہ کہنے لگی اے اہل دربار! میرے
اس معاملہ میں مجھے مشورہ دو جب تک تم موجود نہ ہو میں کسی
معاملہ کو طے نہیں کرتی (۳۲) درباری کہنے لگے ہم بڑے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا
نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ۬ وَّ
الْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ
اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ
جَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ
يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ اِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ
فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ
سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ
خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ
تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ
لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّ هُمْ
صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ
يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾
قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ
اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَ اِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ
اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ
الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ
طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا
مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ۫ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ
اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ
كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾

طاقتور اور سخت جنگجو ہیں مگر معاملہ کا اختیار تو آپ کو ہے آپ خود غور کریں کہ آپ کیا حکم دیتی ہیں (۳۳) ملکہ کہنے لگی بادشاہ جب کسی علاقہ میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے اُجاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے معززین کو ذلیل بنا دیتے ہیں، اور یہی کچھ یہ لوگ بھی کریں گے (۳۴) میں (تجربہ کے طور پر) ان کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ میرے بھیجے ہوئے کیا جواب لاتے ہیں (۳۵) پھر جب وہ ہدہد سلیمان کے پاس آیا تو سلیمان نے کہا: کیا تم مجھے مال کا لالچ دیتے ہو؟ وہ تو اللہ نے مجھے تم سے زیادہ دے رکھا ہے۔ تمہارا یہ تحفہ تمہیں ہی مبارک ہو جس پر تم اترا رہے ہو (۳۶) ان کے پاس واپس چلے جاؤ ہم ان پر ایسے لشکروں سے چڑھائی کریں گے جن کا وہ مقابلہ نہ کرسکیں اور انھیں ذلیل کر کے وہاں سے نکالیں گے اور وہ پست ہوں گے (۳۷) اب سلیمان نے کہا اے اہل دربار! تم میں سے کون ہے جو ان کے مطیع ہو کر آنے سے پہلے ملکہ کا تخت میرے پاس لائے (۳۸) ایک دیو ہیکل جن نے کہا: آپ کے دربار کو برخاست کرنے سے پہلے میں لاتا ہوں میں اس کی قوت رکھتا ہوں اور امین بھی ہوں (۳۹) پھر ایک اور شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہنے لگا: میں یہ تخت آپ کو آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے ہی لائے دیتا ہوں پھر جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو پکار اُٹھا یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟ اور جو کوئی شکر کرے تو اس کا شکر اسکے اپنے ہی لئے مفید ہے اور اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز اور کریم ہے (۴۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر آیت ۲۰۔۴۰: سلیمانؑ نے ایک دن دوران سفر چڑیوں کی حاضری لی اور خاص طور پر ہدہد کے بارے میں دریافت کیا تو وہ غائب تھا۔ سلیمانؑ جب کبھی چٹیل میدان میں ہوتے جہاں پانی کی ضرورت ہوتی تو وہ جگہ ہدہد بتادیتا جہاں زمین کے نیچے پانی ہوتا۔ پھر جنات جگہ کھود کر پانی نکال لیتے۔ ایسی ہی ضرورت کے پیش نظر سلیمانؑ نے ہدہد کو طلب کیا وہ نہیں تھا۔ اُنھوں نے ناراض ہوکر کہا کہ اگر اس نے معقول عذر پیش نہیں کیا تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا۔ لیکن کچھ دیر کے بعد سلیمانؑ کے سامنے حاضر ہوگیا اور اپنا عذر پیش کیا کہ میں کچھ دیکھ کر آیا ہوں جس کی آپ کو خبر نہیں۔ میں یمن کے شہر سبا کی ایک بالکل سچی خبر لے کر آیا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت کو دیکھا ہے جو بادشاہ ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے ہر ساز و سامان اور اسباب وثروت سے نواز رکھا ہے اور اس کا عظیم تخت شاہی ہے جس پر بیٹھ کر وہ حکومت کرتی ہے۔

مفسرین نے اس عورت کا نام بلقیس بتایا ہے۔ ہدہد نے کہا: میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ کے سوا آفتاب کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے اور شیطان نے ان شرکیہ اعمال کو ان کی نگاہوں میں خوبصورت بنادیا ہے اور انھیں راہِ حق کی اتباع سے روک دیا ہے۔ اسی لئے وہ لوگ بھٹک گئے ہیں اور اللہ کے سوا دوسروں کا سجدہ کرتے ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ چونکہ ہدہد نے صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دی اور غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے روکا۔ اسی لئے اس کا قتل ممنوع ہے۔ امام احمدؒ، ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ وغیرہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانداروں کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔ چیونٹی، ہدہد، شہد کی مکھی اور لٹورا (ایک قسم کا پرندہ)۔ (ابوداود، حدیث نمبر: 5267 علامہ البانیؒ نے صحیح کہا ہے)

سلیمانؑ نے ہدہد کی بات سن کر کہا: میں تمہارا امتحان لے کر دیکھوں گا کہ تم نے سچ بات کہی ہے یا اپنی جان بچانے کے لئے میرے سامنے ایک جھوٹ گھڑ کر بیان کر دیا ہے۔ میرا یہ خط لے کر جاؤ اور ان کے سامنے ڈال دو اور پھر الگ ہٹ کر چھپ جاؤ اور دیکھو کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ہدہد نے ایسا ہی کیا اور ملکہ کی گود میں خط ڈال دیا۔ ملکہ نے خوفزدہ ہوکر اسے پڑھا اور اپنے دربار کے خاص لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ میرے پاس ایک بہت ہی لائق احترام خط بھیجا گیا ہے۔ یہ خط سلیمان علیہ السلام کی جانب سے ہے اور اس کی ابتدا اللہ کے نام سے ہے جو بے حد رحم کرنے والا اور نہایت مہربان ہے اور اس کا مضمون یہ ہے کہ تم لوگ بادشاہوں کے عام طریقے کے مطابق کبر ونخوت سے کام نہ لو۔ اکڑو نہیں اور جو دین دے کر میں بھیجا گیا ہوں اس پر ایمان لاؤ اور میرے دربار میں حاضر ہوجاؤ۔

جب قاصد، سلیمانؑ کے پاس بلقیس کا قیمتی ہدیہ لے کر پہنچے اور ان کی خدمت میں پیش کیا تو اُنھوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم لوگ مجھے مال دے کر خوش کرنا چاہتے ہو تاکہ تمہارے کفر وشرک کو نظر انداز کر جاؤں اور تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں۔ مجھے تو اللہ نے لوگوں سے کہیں زیادہ اور بہتر عطا فرمایا ہے۔ اس نے مجھے علم ونبوت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نوازا ہے۔ بادشاہی عطا کی ہے اور جنوں، انسانوں، پرندوں، حیوانوں اور ہواؤں کو میرے لئے مسخر کر دیا ہے۔ تم لوگ ہدیہ واپس لے جاؤ اور دنیا کی ان عارضی نعمتوں پر خوش ہوتے رہو۔ مجھے تمہارا ہدیہ قبول نہیں اور اگر وہ لوگ مسلمان بن کر میرے پاس نہ آئے تو ایک ایسی فوج لے کر ان پر حملہ کر دوں گا جن کے مقابلے کی ان کے اندر طاقت نہیں ہے اور سب کو شہر سبا سے ذلیل وخوار کر کے نکال دوں گا۔

جب قاصد سلیمانؑ کا یہ پیغام لے کر واپس پہنچا اور اسے یقین ہو گیا کہ سلیمانؑ دنیاوی بادشاہ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے نبی ہیں، تو ایمان لانے کے لئے روانہ ہو گئی۔

سلیمانؑ جنوں کے ذریعے بلقیس کی آمد کی خبر لیتے رہے۔ اور جب فلسطین سے بالکل قریب آ گئی تو انھوں نے اپنے اعیان حکومت سے مخاطب ہو کر کہا: تم میں سے کون اس کا تخت شاہی میرے پاس ان سب کے آنے سے پہلے لا سکتا ہے؟ ان کی یہ بات سن کر ایک قوی ہیکل جن نے کہا یہ کام میں انجام دے سکتا ہوں اور آپ کی مجلس برخواست ہونے سے پہلے اسے لے آؤں گا۔ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس کی قدرت رکھتا ہوں اور اسے بحفاظت و امانت آپ تک لے آؤں گا۔ دوسرے نے کہا میں پلک جھپکنے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا۔

بہرحال پلک جھپکنے سے پہلے وہ عرش، سلیمانؑ کے سامنے آ گیا تو انھوں نے کہا: یہ محض اللہ کا فضل و کرم ہے۔ ورنہ میرے اندر اس کی طاقت کہاں تھی۔ اللہ مجھے آزمانا چاہتا ہے کہ میں طاعت و بندگی کر کے اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا معصیت و نافرمانی کر کے اس کی ناشکری کرتا ہوں اور جو کوئی اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے تو اس کا فائدہ اسے ہی پہنچتا ہے اس کی نعمت باقی رہتی ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ اپنے بندوں کے شکر سے یکسر بے نیاز ہے اس کا محتاج نہیں ہے اور وہ کریم ہے کہ بندوں کے کفر کے باوجود اپنی نعمتیں ان سے نہیں چھینتا۔ (تیسیر الرحمن)

شکر کی تاثیر:

شکر اپنے اندر ایک خاص تاثیر رکھتا ہے اور وہ ہے نعمت کی افزونی یعنی شکر کی خاصیت ہے کہ وہ مزید نعمتوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس کے برعکس ناشکری کی خاصیت یہ ہے کہ ناشکرا آدمی موجودہ نعمت سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا ہر شخص ذاتی طور پر بھی تجربہ رکھتا اور تجربہ کر سکتا ہے۔ تاہم ثبوت کے طور پر اس پر قرآن کریم کی صریح آیت بھی موجود ہے۔ ارشاد باری ہے ''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو یاد رکھو میرا عذاب بڑا سخت ہے''۔ (الرعد: ۷) (حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں) اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ شکر ادا کرنے کا فائدہ شکر ادا کرنے والوں کو ہی پہنچتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناشکری کا نقصان:

اور اگر کوئی شخص ناشکری کرتا ہے تو اس کا نقصان اسی کو پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نہ کسی کے شکر کرنے سے کچھ سنور جاتا ہے اور نہ کسی کی ناشکری کرنے سے اس کا کچھ بگڑ جاتا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ بندوں کے شکر یا ناشکری سے بے نیاز ہے کیونکہ اس کی ذات اور اس کے سب کارنامے اپنی ذات میں محمود ہیں۔ وہ کسی کی تعریف بیان کرنے کے محتاج نہیں ہیں۔ اس مضمون کو مندرجہ ذیل قدسی حدیث میں پوری طرح واضح کر دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ اے میرے بندو! اگر اول سے آخر تک تم سب انسان اور جن اپنے سب سے زیادہ متقی شخص کے دل جیسے ہو جاؤ تو اس سے میری بادشاہی میں کچھ اضافہ نہ ہو جائے گا اور اے میرے بندو! اگر اول سے آخر تک تم سب انسان اور جن اپنے سے زیادہ بدکار شخص کے دل کی طرح ہو جاؤ تو اس سے میری بادشاہت میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ اور اے میرے بندو یہ تمہارے اپنے اعمال ہی ہیں جن کا میں تمہارے حساب میں شمار کرتا ہوں پھر تمہیں ان اعمال کی پوری جزا دیتا ہوں لہٰذا جسے کوئی بھلائی نصیب ہو اسے چاہئے کہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جسے کچھ اور نصیب ہو تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: 4674) (تیسیر القرآن)

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝۴۱ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝۴۲ وَ صَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝۴۳ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۭ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۴ ع ۳/۱۴ ۱۸

پھر کہا: اس کے تخت کا حلیہ تبدیل کر دو ہم دیکھیں گے کہ وہ صحیح بات تک پہنچتی ہے یا ان لوگوں سے ہے جو ہدایت پر نہیں آسکتے (۴۱) پھر جب ملکہ آ گئی تو پوچھا گیا کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہے؟ وہ کہنے لگی یہ تو گویا ہو بہو وہی ہے اور ہمیں اس سے پہلے حقیقت حال معلوم ہو گئی تھی اور ہم مسلم ہو گئے تھے (۴۲) ملکہ کو (ایمان سے) ان چیزوں نے روک دیا تھا جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتی تھی، کیونکہ وہ ایک کافر قوم سے تھی (۴۳) اس ملکہ سے کہا گیا کہ "محل میں چلو" اب اس نے دیکھا تو سمجھی یہ پانی کا ایک حوض ہے چنانچہ اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھا لیا سلیمان نے کہا: یہ تو شیشے کا چکنا فرش ہے تب بول اُٹھی: اے میرے رب میں سورج کی عبادت کر کے اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی ہوں اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کر لی (۴۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تفسیر آیات ۴۱ تا ۴۴: جب سلیمانؑ کے پاس بلقیس کا تخت ان کے آنے سے پہلے آ گیا تو آپ کے حکم سے اس کی بعض چیزوں میں ردوبدل کر دیا گیا تا کہ ان کی ہوشیاری اور دانائی کا حال معلوم ہو جائے کہ کیا وہ اقرار کرتی ہیں کہ یہ تخت انھیں کا ہے۔ یا انکار کرتی ہیں۔ جب وہ آ گئیں تو ان کے پاس ان کا تخت لایا گیا جس میں ردوبدل تھا، کچھ کمی بیشی تھی۔ اور کچھ ترتیب میں بھی فرق تھا۔ آپ ہوشیار اور صاحب عقل تھیں۔ آپ میں غور وفکر کا مادہ اور بیداری مغز بھی تھی۔ نہ تو یہ جواب دیا کہ یہ میرا ہی تخت ہے۔ کیونکہ یمن کا علاقہ شام سے کافی دور تھا۔ اور نہ یہ کہا کہ میرا نہیں ہے۔ جبکہ اس میں وہی آثار ونشانات اور وہی خوبیاں دیکھیں جو ان کے تخت میں تھیں۔ اس نے ایک معقول جواب دیا کہ یہ تخت تو گویا وہی معلوم ہوتا ہے۔ اس کے مشابہ اور اس کے قریب قریب ہے۔ اس نے جواب سے نہایت ہوشیاری اور بیدار مغزی کا ثبوت دیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

سلیمانؑ کے پاس ایسا محل تھا جس کا فرش چکنے شیشے کا بنا ہوا تھا اور اس کے نیچے ایک بڑا تالاب تھا جس میں بہت سی مچھلیاں تھیں اور پانی میں تموج پیدا ہوتا رہتا تھا۔ اُنھوں نے بلقیس اور اسکی قوم کو اپنی نبوت اور عظیم سلطنت کی ایک اور نشانی دکھانا چاہی۔ جب محل کے صحن میں پہنچی تو اسے پانی سمجھ کر اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اوپر اٹھا لیا تو سلیمانؑ نے اس سے کہا یہ پانی نہیں بلکہ چکنے شیشے کا فرش ہے۔

یہ آخری چیز تھی جس نے بلقیس کی آنکھیں کھول دیں۔ پہلی چیز سلیمانؑ کا خط تھا۔ جسے چڑیا نے اس کی گود میں ڈال دیا تھا۔ دوسری چیز اس کا ہدیہ تھا جسے سلیمانؑ نے مسترد کر دیا تھا۔ تیسری چیز قاصدین سبا کا فلسطین سے جانے کے بعد سلیمانؑ کی پاکیزہ زندگی کی گواہی تھی اور اب اس آخری چیز نے ان کی نبوت پر ایمان لانے پر مجبور کر دیا تھا کہ تمام دنیاوی آرام وآسائش کے اسباب مہیا ہونے کے باوجود سلیمانؑ کا سر ہر وقت شدت تواضع سے اللہ کے سامنے جھکا ہوا ہے۔ اسلئے بے ساختہ پکار اُٹھی کہ میں اب تک اللہ کے بجائے آفتاب کی پرستش کر کے اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی ہوں۔ میں سلیمانؑ کی پیروی کرتے ہوئے اللہ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں اور اپنے اسلام کا اعلان کرتی ہوں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَ بِمَنْ

اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تو اس وقت دو فریق (مومن اور کافر) بن کر جھگڑنے لگے (۴۵) صالح نے کہا: میری قوم کے لوگو! تم بھلائی سے قبل بُرائی کو کیوں جلدی طلب کرتے ہو؟ تم اللہ سے بخشش کیوں نہیں طلب کرتے تا کہ تم پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾

رحم کیا جائے (۴۶) وہ کہنے لگے ہم تمھیں اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس سمجھتے ہیں، صالح نے کہا: تمہاری نحوست تو اللہ کے پاس ہے بلکہ تم آزمائش میں ہو (۴۷)

گزشتہ آیات میں داوٗدؑ اور سلیمانؑ کا ذکر تھا اب ان آیات میں قوم ثمود کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی جمعیت بہت بھاری تھی، ان کے نوجوان نہایت جنگجو قبائل تھے۔ صالحؑ نے ان کی اصلاح کی کوشش کی لیکن اُنھوں نے نہ تو ان کی بات سنی بلکہ ان کے قتل کے بھی درپے ہوگئے بالآخران پر اللہ کا فیصلہ کن عذاب آیا اور انکی پرشوکت تعمیرات، جن پر ان کو ناز تھا۔ کھنڈروں کی شکل میں تبدیل ہوگیا، ان کھنڈروں کے آثار قریش کی عبرت کے لئے موجود ہیں۔

وَ كَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ مَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾

اور اس شہر میں نو سرغنے تھے جو ملک میں تخریب کاریاں ہی کیا کرتے تھے اصلاح کا کام نہ کرتے (۴۸) اُنھوں نے کہا: سب آپس میں اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم رات کو صالح اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے پھر اسکے ولی سے کہیں گے کہ ہم تو اسکے خاندان کی ہلاکت کے موقع پر موجود ہی نہ تھے اور یقینا ہم سچے ہیں (۴۹) چنانچہ اُنھوں نے ایک چال چلی اور ہم نے ان کی چال پلٹا دی جس کی انھیں خبر تک نہ ہوئی (۵۰) سو دیکھو انکی چال کا انجام کیا ہوا ہم نے ان سرغنوں اور ان کی قوم سب کو تباہ کر دیا (۵۱) سو ان کے یہ خالی گھر اس ظلم کی پاداش میں جو وہ کرتے تھے اس میں ایک عبرت ہے ان کیلئے جو علم رکھتے ہیں اور ہم نے ان کو بچا لیا جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کئے رہے (۵۳)

آیت ۴۸: قوم ثمود کے نو غنڈے: رھط بمعنی ایک ہی خاندان کے لوگوں کی مختصر سی جماعت، جن کی تعداد دس سے کم ہو اور ان میں کوئی عورت نہ ہو۔ نیز اس کی جماعت کے سردار یا سرغنہ کو بھی رھط کہتے ہیں۔ (مفردات) اور یہ لفظ عموماً بُرے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے اور رھط کی اضافت کسی عدد کی طرف ہو تو اس سے اشخاص مراد لئے جاتے ہیں (منجد) اسی لئے ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے رھط کا ترجمہ سرغنہ کیا ہے یعنی کسی اوباش اور بدکردار چھوٹی سی جماعت کا لیڈر۔ قوم ثمود کی معروف بستی کا نام حجر ہے اور اسے اُم القریٰ بھی کہتے ہیں۔ یہ مکہ سے شام جاتے ہوئے راستہ میں پڑتی ہے۔ اس شہر میں ایسے نو سرغنے یا بدمعاش ٹائپ چوہدری تھے اور ان سب میں سرکردہ قدار تھا یعنی سب سے بڑا بدبخت، یہی قدار ہی تھا جس نے اللہ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور باقی آٹھ سرغنے اسی قدار کے مددو معاون تھے۔ (تیسیر القرآن)

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴿۵۴﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ﴿۵۸﴾ ع ۴ ۱۹ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴿۵۹﴾

اور لوط نے جب اپنی قوم سے کہا: کیا تم سمجھ رکھنے کے باوجود بدکاری کے کام کرتے ہو؟ (۵۴) کیا تم شہوت رانی کیلئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو، بلکہ تم جہالت کے کام کرتے ہو (۵۵) چنانچہ اس کی قوم کو کوئی جواب بن نہ آیا ماسوا اس کے کہ اُنھوں نے یہ کہہ دیا لوط اور اس کے ساتھیوں کو اپنے شہر سے نکال دو، یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں (۵۶) چنانچہ ہم نے لوط اور اس کے گھر والوں کو بچا لیا ماسوا اسکی بیوی کے جس کیلئے پیچھے رہ جانا ہم نے مقدر کر دیا تھا (۵۷) ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش برسائی کیسی بُری بارش ان پر ہوئی جنھیں ڈرایا گیا تھا (۵۸) آپ کہیے کہ سب تعریف اللہ کیلئے ہے اور اس کے بندوں پر سلامتی ہو جنھیں اس نے انتخاب کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جنھیں یہ شریک بنا رہے ہیں (۵۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾

بھلا آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ اور آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا جس سے ہم نے پُربہار باغات اُگائے جن کے درختوں کا اُگانا تمہارے بس میں نہ تھا، کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ بھی ہے؟ (جو اِن کاموں میں اس کا شریک ہو؟ بلکہ یہ لوگ ہیں ہی ناانصافی کرنے والے (٦٠) بھلا کس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے اندر نہریں بنائیں اور اس کیلئے پہاڑ بنائے (تاکہ ہچکولے نہ کھائے) اور دوسمندروں کے درمیان ایک پردہ بنایا؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر علم نہیں رکھتے (٦١) بھلا کون ہے؟ جو لاچار کی فریادرسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف دور کرتا ہے اور (کون) تمہیں زمین کا جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ تم لوگ تھوڑا ہی غور کرتے ہو (٦٢) بھلا کون ہے؟ جو تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے اور اپنی رحمت سے قبل ہواؤں کو بشارت کے طور پر بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ ہے؟ اللہ اس شرک سے بہت بلند ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں (٦٣) بھلا کون خلقت کی ابتدا کرتا ہے پھر اس کا اعادہ کرے گا؟ اور کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ آپ اِن سے کہئے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی کوئی دلیل لاؤ (٦٤)

توحید کے چند دلائل:

یہ بلند وشفاف آسمان یہ روشن وچمکتے تارے اور گھومنے والے سیّارے کس نے بنائے؟ یہ انتہائی پست وکثیف زمین یہ پہاڑ یہ ٹیلے یہ میدان وغار یہ جنگل وبن یہ درخت وپھل یہ دریا اور یہ طرح طرح کے مختلف رنگوں اور صورتوں کے جاندار کس نے بنائے اور کس نے تمہارے لئے اوپر سے پانی اتار کر اِسے تمہاری روزی کا سبب بنایا اور اِس سے حسین ودلفریب اور خوش نما باغ اُگائے جن کے اُگانے پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم قادر نہ تھے؟ پس خالق وروزی رساں ہی مستقل طور پر بلا شرکت غیرے ان پر قادر ہے یہ کام دیوی دیوتاؤں کا نہیں۔ پھر فرمایا کیا خالق وروزی رساں کوئی اور بھی ہے؟ مشرک بھی کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں پھر کیوں اس کے ساتھ غیروں کی عبادت کرتے ہیں۔ فرمایا: اَفَمَنۡ يَّخۡلُقُ (النحل:۱۷) پھر کیا خالق وغیر خالق برابر ہو سکتے ہیں؟ یہاں بھی یہی فرمایا کہ جو اِن تمام چیزوں پر قادر ہے کیا اِس کے برابر ہو سکتا ہے جو اِن میں سے کسی ایک پر بھی قادر نہ ہو؟

لوگ آڑے وقت اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور دشواریوں میں پھنسنے کے بعد اسی سے برے دن کے ٹال دینے کی اُمیدیں باندھتے ہیں فرمایا وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ (الاسراء:۶۷) جب تمھیں سمندر میں کوئی آفت گھیر لیتی ہے تو تمہارے معبود بجز اللہ کے کھو جاتے ہیں (۲) ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ (النحل:۵۳) پھر جب تم تکلیف کا شکار ہوتے ہو تو اس کے آگے گڑگڑاتے ہو یہاں بھی یہی فرمایا کہ اللہ ہی بے بس و بے قرار کی سنتا ہے وہی غم نصیبوں کی دستگیری کرتا ہے اسی کی آغوشِ پناہ میں انھیں قرار آتا ہے اور وہی ان کے غم دور فرماتا ہے۔ کسی نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا: ایک معبود کی جس کی شان ایسی ہے کہ اگر تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ اور اس سے دعا مانگو تو وہ تمہاری مصیبت دور فرما دیتا ہے اور اگر کہیں راستہ بھول جاؤ تو تمہیں راستہ بتا دیتا ہے اور اگر قحط میں اِس سے دعا مانگو تو مینہ برسا دیتا ہے پھر آپ سے وصیت کے بارے میں درخواست کی گئی تو فرمایا کسی کو گالی نہ دو اچھی بات قبول کر لو اور کچھ نہیں تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آ ؤ یا کسی کے برتن میں بھرا ہوا ڈول ہی ڈال دو۔ آدھی ٹانگوں تک تہہ بند رکھو یا زیادہ سے زیادہ ٹخنوں تک اس سے آگے نہ بڑھو کیونکہ تہہ بند لٹکانا غرور میں داخل ہے اور اللہ غرور پسند نہیں فرماتا۔ (احمد) (امام البانی نے مختلف کتب میں اس کو صحیح قرار دیا ہے الصحیحۃ ۱۱۰۹) (تفسیر ابن کثیر)

مضطر کی دعا کی مناسبت سے حافظ ابن القیم نے اپنی کتاب الجواب الکافی میں لکھا ہے کہ اگر دعا کرتے وقت پورے طور پر حضورِ قلب حاصل ہو، اپنی حاجت وضرورت کا شدید احساس ہو اور رب العالمین کے حضور انتہائی عاجزی وانکساری اور غایت درجہ کا خشوع وخضوع حاصل ہو اور دل پر رقت طاری ہو اور اس حال میں بندہ اپنے رب کے پاکیزہ ناموں اور اعلیٰ صفات کو وسیلہ بنا کر دعا کرے تو ایسی دعا شاید ہی رد کی جاتی ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

قُلۡ لَّا يَعۡلَمُ مَنۡ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ
الۡغَيۡبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا يَشۡعُرُوۡنَ اَيَّانَ
يُبۡعَثُوۡنَ ۝۶۵ بَلِ ادّٰرَكَ عِلۡمُهُمۡ فِي الۡاٰخِرَةِ ۚ
بَلۡ هُمۡ فِيۡ شَكٍّ مِّنۡهَا ۚ بَلۡ هُمۡ مِّنۡهَا
عَمُوۡنَ ۝۶۶ ۧ وَ قَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا ءَاِذَا كُنَّا ع۸
تُرٰبًا وَّ اٰبَآؤُنَاۤ اَئِنَّا لَمُخۡرَجُوۡنَ ۝۶۷ لَقَدۡ

آپ ان سے کہئے کہ اللہ کے سوا ارض وسماوات کی مخفی چیزوں کو کوئی بھی نہیں جانتا، وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ کب انھیں اُٹھایا جائے گا (۶۵) بلکہ آخرت کے بارے میں ان کے علم نے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں، بلکہ یہ اس کی نسبت شک میں ہیں بلکہ یہ اس سے اندھے ہو چکے ہیں (۶۶) اور کافر یہ پوچھتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے آباء واجداد مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾

(قبروں سے) نکالے جائیں گے؟ (۶۷) یہ بات تو ہمیں اور اس سے قبل ہمارے آباء واجداد کو بھی کہی جاتی رہی ہے۔ یہ تو بس پہلے لوگوں کے قصے ہیں (۶۸) آپ ان سے کہئے کہ ذرا زمین میں چل کر تو دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیسا ہوا تھا (۶۹)

علم غیب اور الوہیت کا باہمی تعلق:

آیت ۶۵: علم غیب کو اللہ تعالیٰ سے مخصوص رکھنا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اُلوہیت اور علم غیب ماننے میں ایک گہرا تعلق ہے۔ قدیم زمانے سے لے کر آج تک انسان نے جس ہستی میں الوہیت کے کسی شائبہ کا گمان کیا ہے۔ اس کے متعلق یہ ضرور خیال کیا ہے کہ اس پر سب کچھ روشن ہے اور کوئی چیز اس پر پوشیدہ نہیں رہتی۔ آپ نے اکثر اولیاء اللہ کے تذکروں میں پڑھا یا سنا ہوگا کہ پیر اپنے مریدوں کے حالات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ پھر ایسے بے شمار واقعات بھی ان تذکروں میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے سب قصے اس لئے گھڑے جاتے ہیں کہ ان پیروں میں اُلوہیت کی صفات کو تسلیم کیا جائے۔ اگرچہ زبان سے ان کا اقرار نہ کیا جائے۔ گویا کسی سے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا ہی شرک کی سب سے بڑی بنیاد ہے۔ کوئی بزرگ یا پیر خواہ زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو کسی کی فریاد تو اسی صورت میں سن سکتا ہے اور اس کی حاجت روائی اور مشکل کشائی اسی صورت میں کر سکتا ہے کہ سب سے پہلے وہ اپنے مرید کے احوال سے آگاہ ہو پھر اس کے بعد اُمور کائنات میں کچھ تصرف بھی رکھتا ہو۔ (تیسیر القرآن)

علم غیب ناقابل تقسیم صفت ہے

پھر جس طرح اللہ تعالیٰ کی بعض دوسری صفات مثلاً خلاقیت اور رزاقیت ناقابل تقسیم وتجزیہ ہیں۔ اسی طرح علم غیب بھی ناقابل تقسیم وتجزیہ ہے۔ یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں بزرگ اپنے تمام مریدوں کے حالات سے یا اپنے علاقہ یا شہر کے حالات سے پوری طرح باخبر ہے اور ان کے غیب کے حالات بھی جانتا ہے۔ یا فلاں ہستی اس علاقہ کی زمین کے مدفون خزانوں کو جانتی ہے۔ ایسی تمام باتیں شرک میں داخل ہیں۔

آیت کے اس جملے سے یہ معلوم ہوا کہ اس آیت میں صرف ان ہستیوں کے علم غیب جاننے کی تردید مقصود ہے جن پر بعث بعد الموت کا مرحلہ پیش آنے والا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس سے مراد نہ بت ہو سکتے ہیں نہ حجر وشجر نہ شمس وقمر اور نہ فرشتے، ان سے مراد صرف وہی بزرگ ہو سکتے ہیں جن میں کسی نہ کسی رنگ میں اُلوہیت کی کوئی صفت اور بالخصوص علم الغیب تسلیم کیا جاتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

بخاری ومسلم اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے انھوں نے کہا جس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ لوگوں کو کل کی خبر بتاتا ہے، اس نے اللہ پر بہت بڑی افترا پردازی کی اللہ تو کہتا ہے۔ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمانوں اور زمین میں رہنے والی مخلوقات میں سے کوئی غیب کی باتیں نہیں جانتا انھیں صرف اللہ جانتا ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4477) (تیسیر الرحمن)

تفسیر ٦٦: دل کے اندھے ہونے کی وجہ سے ہی مشرکین نے آخرت کا یکسر انکار کر دیا اور کہا کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مرنے کے بعد گل سڑ کر مٹی ہو جائیں گے تو اپنی قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟ یہ انہونی بات ہے اور محمد ﷺ سے پہلے اس طرح کے دوسرے لوگ بھی گزشتہ زمانوں میں پیدا ہوئے اور لوگوں سے یہی بات کہی لیکن اب تک تو ایسا ہوا نہیں اس بات کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس قسم کے لوگ ہمیشہ جھوٹی باتیں لوگوں کو سناتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کفر و عناد اور انکار آخرت کا جواب اپنے نبیؐ کی زبانی یہ دیا کہ تم لوگ ذرا دنیا میں چل کر اِن قوموں کا انجام دیکھ لو جنھوں نے ہمارے انبیاء کی اور آخرت کی تکذیب کی کہ ہم نے کس طرح انھیں ہلاک کر دیا اور اپنے انبیاء اور اِن پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا اگر وہ انبیاء جھوٹے تھے تو پھر اِن قوموں کو کیوں ہلاک کیا گیا؟ اور جس ذات برحق نے انھیں پہلے پیدا کیا تھا اور پھر انھیں ہلاک کر دیا وہ یقیناً انھیں دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔

وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَ مَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٥﴾

(اے نبیؐ) آپ ان کے حال پر غمزدہ نہ ہوں اور نہ ہی ان کی چالوں سے دل میں تنگی محسوس کریں (۷۰) کافر یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ (عذاب کا) کب پورا ہوگا (۷۱) آپ اِن سے کہئے کیا عجب کہ جس عذاب کے جلد آنے کا تم مطالبہ کر رہے ہو اس کا ایک حصہ تمہارے قریب ہی آ لگا ہو (۷۲) اور آپ کا رب تو لوگوں پر بڑے فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۷۳) اور بلاشبہ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو وہ ان کے سینے میں چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں (۷۴) اور ارض و سماوات کی کوئی مخفی چیز ایسی نہیں جو کتاب مبین (لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی نہ ہو (۷۵)

نبی کریم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ اگر مشرکین مکہ آپ کی تکذیب کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے ہیں تو غم نہ کیجئے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ظاہر کرے گا جو آپ پر ایمان لائیں گے اور کفار خس و خاشاک کی مانند مٹ جائیں گے اور یہ کفار آپ کے خلاف جو سازش کرتے ہیں ان سے بھی آپ تنگ دل نہ ہوں اللہ آپ کی حفاظت کرے گا۔ (تیسیر الرحمن) مشرکین، قیامت کے بارے میں مسلمانوں سے پوچھا کرتے تھے اسے محال سمجھتے تھے اور کہا کرتے تھے اگر تم سچے ہو تو بتاؤ قیامت کب آئے گی؟۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولﷺ کو حکم ہے کہ آپ یہ جواب دیں کہ تم جلدی مچا رہے ہو ہوسکتا ہے وہ قریب ہی ہو فرمایا وَيَقُولُونَ مَتٰى هُوَ (الاسراء:۵۱) کہتے ہیں وہ کب آئے گی آپ فرما دیں شاید وہ قریب ہی آ گئی ہو۔

إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيٓ إِسْرَآءِيْلَ أَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَ إِنَّهٗ لَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ أَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۖ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ إِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ
ع ۲/۱۶ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَ يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓى إِذَا جَآءُوْ قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَ لَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا أَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۖ إِنَّ فِيْ

بلاشبہ یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر وہ باتیں بیان کرتا ہے جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں (۷۶) اور بلاشبہ یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (۷۷) یقیناً آپ کا رب اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا، اور وہ زبردست اور سب کچھ جاننے والا ہے (۷۸) آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے، یقیناً آپ صریح حق پر ہیں (۷۹) آپ نہ تو مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ ایسے بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جو پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہیں (۸۰) اور نہ ہی آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر ہدایت پر لا سکتے ہیں آپ تو صرف ان کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں پھر فرمانبردار بن جاتے ہیں (۸۱) اور جب (عذاب کی) بات پوری ہونے کا وقت آ جائے گا تو ہم ان کے لئے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا کہ (فلاں فلاں) لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے (۸۲) اور جس دن ہم ہر امت سے ایسے لوگوں کی ایک فوج اکٹھی کریں گے جو ہماری آیات کو جھٹلاتی تھی پھر ان کی گروہ بندی کی جائے گی (۸۳) حتیٰ کہ جب سب آ جائیں گے تو اللہ پوچھے گا کہ کیا تم نے میری آیات کو جھٹلایا حالانکہ علمی لحاظ سے تم نے ان کا احاطہ نہیں کیا اگر یہ نہیں تو پھر تم کیا کرتے رہے (۸۴) اور ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر (عذاب کی وعید) پوری ہو جائے گی پھر وہ بول نہ سکیں گے (۸۵) کیا وہ غور نہیں کرتے کہ ہم نے رات اس لئے بنائی کہ وہ اس میں آرام کریں اور دن کو روشن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾	بنایا (کام کے لئے) اس میں بھی اِن لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں (۸۶)

دابۃ الارض کی حقیقت:

یہ دابۃ وہی ہے جو قرب قیامت کی علامات میں سے ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو' ان میں ایک جانور کا نکلنا ہے۔ (صحیح مسلم)

سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین باتیں جب ظاہر ہو جائیں تو اس وقت کسی کے ایمان لانے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ الا یہ کہ وہ پہلے لا چکا ہو اور نیک اعمال کرتا رہا ہو۔ ایک سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دوسرے دجال کا نکلنا اور تیسرے دابۃ الارض کا خروج۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 227)

سیدنا حذیفہ بن اسید غفاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے جبکہ ہم گفتگو میں مشغول تھے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا باتیں کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا: قیامت کا ذکر کر رہے تھے: آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ نشانیاں بتائیں۔ دھواں، دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے نکلنا، نزول عیسیٰ بن مریم، یاجوج ماجوج کا خروج، تین مقامات پر زمین کا خسف مشرق میں، مغرب میں، جزیرہ عرب میں اور ان نشانیوں کے بعد ایک آگ پیدا ہوگی جو لوگوں کو یمن سے نکال کر ہانکتی ہوئی ان کو محشر (سرزمین شام) کی طرف لے جائے گی''۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ) (تیسیر القرآن)

وَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ	اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی بھی آسمانوں میں یا زمین میں ہوگا سب گھبرا اٹھیں گے بجز ان کے جنھیں اللہ بچانا چاہے اور سب حقیر بن کر اللہ کے حضور پیش ہو جائیں گے (۸۷) اس دن تو سمجھے گا کہ پہاڑ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادل کی سی چال چل رہے ہونگے اور یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہوگا جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے، بلاشبہ تم جو کام کر رہے ہو وہ اس سے باخبر ہے (۸۸) جو شخص اس دن بھلائی لے کر آئے گا اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا، اور ایسے ہی لوگ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وُجُوۡهُهُمۡ فِی النَّارِ ؕ هَلۡ تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۰﴾

دن گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے (۸۹) اور جو بُرائی لائے گا تو ایسے لوگ اوندھے منہ جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے اور تمہیں اتنا ہی بدلہ ملے گا جو تم کام کرتے رہے (۹۰)

آیت ۸۸: قیامت والے دن پہاڑ اپنی جگہوں پر نہیں رہیں گے۔ بادلوں کی طرح چلیں گے اور اڑیں گے۔ یہ اللہ کی عظیم قدرت سے ہوگا جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے لیکن وہ اِن مضبوط چیزوں کو بھی روئی کے گالوں کی طرح کر دینے پر قادر ہے۔ (احسن البیان)

دَخَرَ کا لغوی مفہوم: آیت ۸۷: دَخَرَ کے معنی میں عاجزی، ذلت اور حقارت تین باتیں پائی جاتی ہیں یعنی ساری کی ساری مخلوق عاجز اور حقیر بن کر اللہ کے حضور پیش ہو جائے گی۔ سب اپنے آپ کو قصوروار سمجھتے ہوئے یوں پیش ہوں گے جیسے کوئی قصوروار غلام اپنے آقا کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الۡبَلۡدَةِ الَّذِیۡ حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَیۡءٍ ۫ وَّ اُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنۡ اَتۡلُوَا الۡقُرۡاٰنَ ۚ فَمَنِ اهۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَهۡتَدِیۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَ مَنۡ ضَلَّ فَقُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ سَیُرِیۡكُمۡ اٰیٰتِهٖ فَتَعۡرِفُوۡنَهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾ ع ۷ ۱

(اے نبی کہہ دو) مجھے تو یہی حکم ہوا کہ میں اس شہر (مکہ) کے مالک حقیقی کی اطاعت کروں جس نے اسے احترام بخشا اور ہر چیز کا مالک ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبردار بنوں (۹۱) اور یہ قرآن پڑھ کر سناؤں۔ اب جو ہدایت پر آتا ہے تو اپنے ہی فائدہ کے لئے آتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تو ایک ڈرانے والا ہوں (۹۲) نیز کہہ دیجئے کہ سب تعریف اللہ کی ہے وہ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھلائے گا تو تم پہچان لو گے اور جو تم کرتے ہو اس سے تمہارا رب غافل نہیں (۹۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ القصص

سورۃ القصص مکی ہے اس میں ۸۸ آیتیں اور ۹ رکوع ہیں۔

تعارف: سورہ قصص میں حق و باطل کا مقابلہ بیان کیا گیا ہے، ایک طرف اللہ کے سپاہی، غریب ناتواں و کمزور موسیٰ اور ہارون علیہما السلام تو دوسری طرف فرعون جو وقت کا بادشاہ تھا، فرعون طاقت کے بل پر موسیٰؑ کی قوم کے بچوں کو قتل کر دیتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا تاکہ فرعون اور اس کی قوم کے گھروں میں نوکرانی کا کام کریں۔ فرعون طاقت کے بل پر کہتا تھا کہ میں خدا ہوں، میں موسیٰؑ کے پیغام کو کیوں مانوں؟ جبکہ موسیٰؑ اور ان کی قوم ہماری غلام ہے اور قارون یہ کہتا تھا کہ میرے پاس جو دولت ہے اسے میں نے اپنے علم اپنے ہنر سے اپنی قابلیت سے کمایا ہے، اس میں اللہ کا کیا احسان ہے لہٰذا فرعون طاقت اور حکومت کے بل پر اور قارون دولت کے بل پر حق کا انکار کر بیٹھا اور بالآخر ہلاک و برباد ہو گیا۔ موسیٰؑ اور ان کی قوم کامیاب ہوگئی، لہٰذا اے کفار و مشرکین تم بھی فرعون اور قارون کی طرح ناکام ہو جاؤ گے اور موسیٰؑ اور ان کی قوم کی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی غریب مسلمان کامیاب ہو جائیں گے۔

اٰیاتھا ۸۸ ۲۸ سُوْرَۃُ الْقَصَصِ مَکِّیَّۃٌ ۴۹ رکوعاتھا ۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

طٰسٓمٓ ۝۱ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۝۲ نَتۡلُوۡا عَلَیۡکَ مِنۡ نَّبَاِ مُوۡسٰی وَ فِرۡعَوۡنَ بِالۡحَقِّ لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ۝۳ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِی الۡاَرۡضِ وَ جَعَلَ اَہۡلَہَا شِیَعًا یَّسۡتَضۡعِفُ طَآئِفَۃً مِّنۡہُمۡ یُذَبِّحُ اَبۡنَآءَہُمۡ وَ یَسۡتَحۡیٖ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

طٰسٓمٓ (۱) یہ واضح کتاب (قرآن) کی آیات ہیں (۲) ہم آپ کو موسیٰ اور فرعون کے بالکل سچے حالات پڑھ کر سناتے ہیں ان لوگوں کے (فائدے کے) لئے جو ایمان لاتے ہیں (۳) بلاشبہ فرعون نے ملک (مصر) میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی، اور اپنی رعیت کو کئی گروہ بنا دیا تھا، ان میں سے ایک گروہ (بنی اسرائیل) کو بہت کمزور بنا رکھا تھا وہ اس کے لڑکوں کو تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۴ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵ۙ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝۶

قتل کر دیتا مگر لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ بلاشبہ وہ (معاشرہ میں) فساد پیدا کرنے والوں میں سے تھا (۴) اور ہم یہ چاہتے تھے کہ جس گروہ کو اس ملک میں کمزور بنایا گیا تھا ان پر احسان کریں، انھیں سرکردہ بنائیں اور (اس ملک مصر کے) وارث بنائیں (۵) اور ہم انھیں اس ملک میں اقتدار بخشیں اور فرعون اور ہارون اور ان کے لشکروں کو وہی کچھ دکھا دیں جس کا انھیں (بنی اسرائیل سے) خطرہ تھا (۶)

قرآن میں اکثر مقامات پر قصص الانبیاء کے ضمن میں سیدنا موسیٰؑ کا ذکر پہلے کیوں آیا؟

قرآن کریم میں اکثر مقامات پر سیدنا موسیٰؑ اور فرعون کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے۔ انبیاء کے ذکر میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ اس کی وجوہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ موسیٰؑ کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ شدید حالات میں فریضۂ رسالت سرانجام دینے کا حکم ہوا تھا۔ مثلاً یہ کہ سیدنا موسیٰؑ جس قوم بنی اسرائیل کے فرد تھے، فرعون نے انھیں اچھوتوں کی طرح کم تر درجہ کی مخلوق اور عملاً غلام بنا کر رکھا ہوا تھا۔ جبکہ آپ ﷺ اپنی قوم قریش ہی کے ایک فرد تھے۔ پھر سیدنا موسیٰؑ کو فرعون جیسے مغرور، متمرد اور سرکش، فوراً بھڑک اُٹھنے والے فرمانروا کے ہاں دعوت رسالت کیلئے بھیجا گیا تھا۔ جبکہ آپ ﷺ کے مخاطبین اولین آپ ﷺ کی اپنی ہی قوم کے افراد تھے۔ تیسرے یہ کہ سیدنا موسیٰؑ کو یہ بھی حکم تھا کہ دعوتِ توحید کے ساتھ اپنی قوم بنی اسرائیل کی رہائی کا بھی مطالبہ کریں جبکہ رسول اللہ ﷺ کو ایسا کوئی حکم نہ تھا۔ چوتھے یہ کہ آپ فرعون کے اشتہاری مجرم تھے اور اس قصہ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ بالآخر اللہ تعالیٰ سیدنا موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی مدد کر کے انھیں فرعونیوں سے نجات دلاتے ہیں اور فرعون اور آلِ فرعون کو دریا میں غرق کر کے ایسے ظالموں کا صفحۂ ہستی سے نام ونشان تک مٹا دیتے ہیں۔ گویا اس قصے میں آپ ﷺ کیلئے اور مسلمانوں کیلئے سبق یہ ہے کہ جب موسیٰؑ اپنے شدید حالت میں اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے سب مصائب برداشت کئے تو آپ کو بھی کرنا چاہئے۔ اور بشارت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معرکۂ حق و باطل میں بالآخر اپنے پیغمبر اور ایمان لانے والوں کو ہی کامیاب کرتا ہے اور انکے دشمن تباہ ہو جاتے ہیں۔ (تیسیر القرآن)

فرعون کا لقب اور زمانہ:

شاہان مصر کا لقب، جیسے قدیم زمانہ میں ترکوں کے بادشاہ خاقان، یمن کے بادشاہ تُبّع، حبشہ کے بادشاہ نجاشی، روم کے بادشاہ قیصر اور ایران کے بادشاہ کسریٰ کہلاتے تھے۔ ایسے ہی مصر کے بادشاہ فرعون کہلاتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کو دو فرعونوں یا دو بادشاہوں سے سابقہ پڑا تھا۔ جس فرعون نے آپکی پرورش کی تھی اس کا نام رعمیس تھا، اور نبوت ملنے کے بعد جسکے ہاں آپ کو بھیجا گیا تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ رعمیس کا بیٹا منفتاح تھا۔ ان کا عہد حکومت تقریباً چودہ سو سال قبل مسیح ہے۔

قرآن کا یہ قصہ بیان کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں اور متکبروں کا آخر کیا انجام ہوتا ہے اور اللہ کے فرماں برداروں کا کیا؟ لیکن اس قصہ سے نصیحت، ہدایت اور سبق وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو ان واقعات کو درست تسلیم کر کے اور ان میں غور و فکر کر کے ایمان لانے والے ہوں اور جو لوگ اسے محض تاریخی داستان یا افسانہ سمجھتے ہوں، انھیں اس سے کیا عبرت حاصل ہو سکتی ہے؟ (تیسیر القرآن)

جب موسیٰ نے اپنی والدہ کا دودھ پی لیا تو فرعون نے والدہ موسیٰ سے محل میں رہنے کی استدعا کی تاکہ بچے کی صحیح پرورش اور نگہداشت ہو سکے لیکن انھوں نے کہا کہ میں اپنے خاوند اور بچوں کو چھوڑ کر یہاں نہیں رہ سکتی، بالآخر طے پایا کہ بچے کو وہ اپنے ساتھ ہی اپنے گھر لے جائیں اور وہیں اس کی پرورش کریں اور اس کی اُجرت انھیں شاہی خزانے سے دی جائے گی۔ سبحان اللہ۔ اللہ کی قدرت کے کیا کہنے دودھ اپنے بچے کو پلائیں اور تنخواہ فرعون سے وصول کریں۔ رب نے موسیٰ کو واپس لوٹانے کا وعدہ کس احسن طریقے سے پورا فرمایا۔

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ- بہت سے کام ایسے ہیں کہ ان کے انجام کی حقیقت سے اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں، لیکن اللہ کو اس کے حُسن انجام کا علم ہوتا ہے اسی لئے اللہ نے فرمایا، (ہوسکتا ہے جس چیز کو تم بُرا سمجھو اس میں تمہارے لئے خیر ہو اور جس کو تم پسند کرو اس میں تمہارے لئے شر ہو) البقرہ ٢١٦۔ اس لئے انسان کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ اپنی پسند و ناپسند سے قطع نظر ہر معاملے میں اللہ اور رسول کے احکام کی پابندی کرے کہ اسی میں اس کے لئے خیر اور حُسن انجام ہے۔ (احسن البیان)

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ

ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف الہام کیا کہ اس بچے (موسیٰ) کو دودھ پلاتی رہو، پھر جب تجھے اس (کے قتل) کا خطرہ ہو تو اِسے دریا میں ڈال دینا اور نہ خوف اور غم کھانا ہم اس بچے کو تیری طرف ہی لوٹا دیں گے اور اسے اپنا رسول بنا دیں گے (٧) چنانچہ فرعون کے گھر والوں نے اس بچے کو اُٹھا لیا کہ وہ ان کے لئے عداوت اور رنج کا باعث بنے، بلاشبہ فرعون، ہامان اور ان کے لشکر خطا کار لوگ تھے (٨) اور فرعون کی بیوی فرعون سے کہنے لگی یہ بچہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو، کیا عجب کہ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے (٩) اور موسیٰ کی والدہ کا دل سخت بے قرار ہو گیا۔ اور اگر ہم اس کی ڈھارس نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ
بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ
الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰﴾ وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّیْهِ ؗ
فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾ ۙ
وَ حَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَیْتٍ یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ
هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ
تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ
اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع وَ
لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ
عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴﴾

رکوع ۱۳

بندھاتے تو قریب تھا کہ وہ راز فاش کر دیتی (اور) تا کہ وہ (موسیٰ کو واپس لوٹانے کے وعدہ پر) یقین کرنوالوں سے ہو جائے (۱۰) چنانچہ اس نے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ اس بچے کے پیچھے چلتی جاؤ' چنانچہ وہ آنکھیں بچا کر اسے دیکھتی رہی اور دوسروں کو اس کا پتہ نہ چلا (۱۱) اور ہم نے پہلے ہی موسیٰ پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔ اس وقت موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ بتلاؤں جو تمہارے لئے اس کی پرورش کریں اور وہ اس (بچہ) کے خیرخواہ بھی ہوں؟ (۱۲) چنانچہ ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ ہی کی طرف لوٹا دیا تا کہ وہ اپنی آنکھ ٹھنڈی کرنے اور غمزدہ نہ رہے اور یہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، لیکن اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے (۱۳) اور جب موسیٰ بلوغت کو پہنچے اور پورے توانا ہو گئے تو ہم نے انھیں قوت فیصلہ اور علم عطا کیا اور ہم نیک لوگوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں (۱۴)

چونکہ فرعون بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کروا دیتا تھا تا کہ وہ بچہ زندہ نہ رہے، جس کے ہاتھوں اس کی حکومت کو ختم ہونا تھا اس لئے موسیٰ جب پیدا ہوئے تو ان کی ماں بہت پریشان ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بذریعہ فرشتہ اطمینان دلایا کہ اس کی حفاظت اللہ کرے گا اس لئے وہ بچے کو دودھ پلاتی رہیں اور جس دن وہ سمجھ لیں کہ اب فرعون کے جاسوسوں کو ان کے گھر میں لڑکا ہونے کی اطلاع ہو جائے گی تو اسے بے خوف وخطر دریائے نیل میں ڈال دیں اور ان کے بارے میں نہ ڈریں اور نہ پریشان ہوں، اللہ قادر مطلق ان کا بچہ ان کے پاس پھر پہنچا دے گا اور انھیں یہ خوشخبری بھی دی کہ ان کا وہ بچہ بڑا ہو کر نبی مرسل ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا: موسیٰ کی ماں نے انھیں ایک مضبوط و محفوظ ٹوکرے میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا انھوں نے اپنی دس بارہ سالہ بچی سے کہا کہ دور سے دیکھتی جا یہ ٹوکرا کہاں جا کر رُکتا ہے۔ بچی نے ایسا ہی کیا اور دیکھا کہ ٹوکرا اللہ کے فیصلے کے مطابق بہتا ہوا فرعون کے محل کے قریب سے گزرا اور فرعون کے خادموں نے بچے کو ٹوکرے سے نکال کر اس کے محل میں پہنچا دیا، فرعون کی بیوی آسیہ نے بچے کو دیکھتے ہی کہا کہ یہ تو بہت ہی پیارا بچہ ہے یہ میری اور فرعون کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا اس لئے دوسرے بچوں کی طرح اسے ہرگز نہ قتل کیا جائے ممکن ہے کہ ہم دونوں اسے اپنا بیٹا بنا لیں۔ ہوسکتا ہے کہ آئندہ ہمارے لئے یہ بچہ مفید ثابت ہو، گویا اللہ کا فیصلہ تمام فیصلوں پر غالب آ رہا تھا۔ موسیٰ کو دودھ پلانے کے لئے فرعون کی بیوی آسیہ نے دایہ بلوا بھیجا لیکن انھوں نے اس کا دودھ نہیں پیا۔ تو کسی اور دایہ کو بلوایا اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دودھ بھی پینے سے انکار کر دیا۔ اسی طرح بہت سی دایاؤں کو بلوایا لیکن بچے نے کسی کا بھی دودھ پینے سے انکار کر دیا اور اللہ نے فرعون و آسیہ اور محل کے دیگر رہنے والوں کے دلوں میں ان کی ایسی شدید محبت ڈال دی کہ سبھی پریشان و بے چین ہو گئے۔ ان کی بہن تو تمام حالات کا خاموشی کے ساتھ جائزہ لے رہی تھی، اس نے ہمت کی اور آگے بڑھ کر محل والوں سے کہا کہ مجھے ایک دایہ کا پتہ ہے شاید بچہ اس کا دودھ پینے پر آمادہ ہو جائے، محل والوں نے فوراً اس دایہ کو بلوایا جو موسیٰ کی ماں تھیں، بچہ نے ان کے گود میں جاتے ہی لپک کر ان کا دودھ پینا شروع کر دیا اور اس طرح اللہ نے انھیں دریائے نیل سے نکال کر فرعون کے ذریعہ ان کی ماں کے پاس پہنچا دیا اور اللہ نے اُمّ موسیٰ سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہو گیا اور لوگوں کو اس کی کانوں کان خبر بھی نہیں ہوئی۔ (تیسیر الرحمن)

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۗ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۗ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَ مَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۫ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنَّ

اور موسیٰ شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب اہل شہر غفلت میں تھے، وہاں موسیٰ نے دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ان میں ایک تو موسیٰ کی اپنی قوم سے تھے اور دوسرا دشمن قوم سے۔ جو موسیٰ کی اپنی قوم سے تھا اس نے موسیٰ سے اس کے خلاف فریاد کی جو دشمن قوم سے تھا، موسیٰ نے اسے مکا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ موسیٰ نے کہا یہ ایک شیطانی حرکت ہے۔ بلاشبہ شیطان صریح بہکانے والا دشمن ہے (۱۵) پھر دعا کی اے رب بلاشبہ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا لہٰذا مجھے معاف فرما دے۔ چنانچہ اللہ نے اسے معاف کر دیا، بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا رحیم ہے (۱۶) پھر کہا رب تو نے مجھ پر انعام کیا ہے لہٰذا میں کبھی مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا (۱۷) پھر اگلی صبح احتیاط سے بھانپتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ جس نے کل اِن سے مدد مانگی تھی (پھر) ان سے فریاد طلب کر رہا ہے۔ موسیٰ نے اسے جواب دیا تو تو صریح گمراہ شخص ہے (۱۸) پھر جب موسیٰ نے ارادہ کیا کہ دشمن قوم کے آدمی پر حملہ کرے تو وہ پکار اٹھا موسیٰ! کیا تم مجھے بھی مار ڈالنا چاہتے ہو، جیسے کل تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا؟ تم ملک میں جبار بن کر رہنا چاہتے ہو اصلاح نہیں کرنا چاہتے (۱۹) اور (اس واقعہ کے بعد) ایک شخص شہر کے پرے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾	موسیٰ اہل دربار تیرے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ تمہیں قتل کر ڈالیں لہٰذا نکل جاؤ، میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں (۲۰) چنانچہ موسیٰ ڈرتے اور خطرہ کو بھانپتے ہوئے نکلے اور دعا کی رب مجھے ان ظالم لوگوں سے بچا لے (۲۱)

ع ۲ / ۵

جب موسیٰؑ جوان ہو گئے اور پورے طاقتور ہو گئے تو حق تعالیٰ نے آپ کو حکم و علم عطا فرما دیا یعنی نبوت کے منصب سے سرفراز فرما دیا۔ پھر فرمایا ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں، پھر وہ اسباب بیان فرمائے جو کلام و نبوت کے لئے ہموار کر رہے تھے ،مثلاً آپ کے ہاتھ سے قبطی مارا گیا، جس کی وجہ سے آپ کو مصر سے بھاگ کر مدین جانا پڑا یعنی شہریوں کی بے خبری کے وقت اتفاق سے آپ شہر میں چلے گئے یہ وقت مغرب اور عشاء کے درمیان کا تھا، وہاں آپ کو دو شخص لڑتے ہوئے ملے دونوں آپس میں دست و گریبان تھے، اور ایک دوسرے کو مار رہا تھا، ایک اسرائیلی اور ایک قبطی، اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی، آپ نے موقع غنیمت سمجھ کر قبطی کو ایک مکا مار دیا۔ اللہ کی شان مکا کھاتے ہی وہ جان بحق ہو گیا، موسیٰؑ اس کے مرنے پر سخت نادم ہوئے اور سمجھ گئے کہ مجھ سے یہ شیطانی کام سرزد ہو گیا۔ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور اسے گمراہ کر دیتا ہے۔ پھر اس گناہ کی معافی کے لئے اللہ سے دعا مانگی، اللہ نے آپ کو معاف فرما دیا پھر آپ نے اللہ سے معافی کے شکریہ میں وعدہ فرمایا کہ تو نے مجھے جو عزت و نعمت اور یہ مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے اسے سامنے رکھ کر وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی مجرم کا مددگار نہ بنوں گا جو تیری نعمتوں کی ناشکری اور تیرے احکام کی تعمیل نہ کرے۔ جب آپ نے قبطی کو قتل کر دیا تو شہر میں ڈرتے ڈرتے معلوم کرنے کے لئے نکلے کہ دیکھے اس کام کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے چلتے چلتے ایک راستے سے جو گزرے تو اچانک وہی شخص جس نے آپ سے کل قبطی کی شکایت کی تھی اور مدد مانگی تھی ایک دوسرے قبطی سے لڑ رہا ہے جب آپ اس کے پاس سے گزرے تو اس نے پھر آپ کو اپنی مدد کے لئے بلا لیا، آپ نے اس سے کہا تم بڑے شر پسند ہو اور سراسر غلطی پر ہو یہ کہہ کر آپ نے اس قبطی کے پکڑنے کا عزم کیا، لیکن اسرائیلی اپنی کمزوری بزدلی اور نادانی سے یہ سمجھ کر کہ موسیٰ اس کو پکڑنا چاہتے ہیں، کیونکہ حضرت موسیٰ نے پہلے اسے ڈانٹا بھی تھا تو اس نے اپنے بچاؤ کے لئے زور سے کہہ دیا کہ موسیٰ جیسے کل تم نے ایک قبطی کو قتل کر دیا تھا آج مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہو اس سے پہلے قتل کے واقعہ کو یہ اسرائیلی اور موسیٰؑ ہی جانتے تھے، جب اس قبطی نے اسرائیلی کے منہ سے قتل کی واردات سن لی تو فرعون کو خبر کر دی قاتل کا سراغ لگ گیا تو فرعون نے آپ کے قتل کا پکا ارادہ کر لیا سپاہی آپ کی جستجو میں چاروں طرف گھومنے لگے تا کہ آپ کو گرفتار کر کے فرعون کے سامنے حاضر کریں۔ (تفسیر ابن کثیر)

ایک شخص کا موسیٰؑ کو ہمدردانہ مشورہ:

اس شخص کو مرد اس لئے کہا کہ یہ تلاش کرنے والوں کے راستے کو چھوڑ کر ایک قریب کے راستے سے آپ کے پاس آیا اور آپ کو ہمدردانہ مشورہ دیا۔ درحقیقت مرد ایسے ہی ہوتے ہیں جو خود کو خطرے میں ڈال کر دوسروں کی جانیں بچا لیں یہ بڑی بہادری کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام ہے۔ جب اِس مخلص خیر خواہ نے آپ کو فرعون اور فرعونیوں کے ظالمانہ مشورے کی خبر دے دی تو آپ تن تنہا چپ چاپ مصر سے نکل کھڑے ہوئے۔ سفر کا یہ پہلا موقع تھا، ناز ونعمت میں پلے بڑھے تھے، چلنے کی عادت تھی نہیں۔ ریاست میں رہے سہے تھے، آپ دیکھتے بھالتے نہایت ہوشیاری سے چھپتے چھپاتے نکل کھڑے ہوئے اور اپنے رب سے دعا مانگتے جا رہے تھے کہ اے رب مجھے ان ظالموں سے بچا اور فرعون اور اس کے سرداروں کے شر سے اپنی پناہ میں رکھ۔ کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیج دیا جو گھوڑے پر سوار تھا آپ کو راستہ بتاتا جا رہا تھا۔ (واللہ اعلم)

وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۠ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٟ وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾

پھر جب اُنھوں نے مدین کی طرف رخ کیا تو کہنے لگے اُمید ہے میرا رب مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دے گا (۲۲) پھر جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں اور ان سے ہٹ کر ایک طرف دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے ہوئے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے پوچھا تمہارا کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگیں ہم اس وقت تک پانی پلا نہیں سکتیں جب تک یہ چرواہے نہ لوٹ جائیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے (۲۳) چنانچہ موسیٰ نے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا پھر ایک سائے دار جگہ پر جا بیٹھے اور کہا میرے رب جو بھلائی بھی تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں (۲۴)

جب آپ نے وہ راستہ پکڑ لیا جو مدین کو جا رہا تھا تو آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ مجھے توقع ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ بتا دے گا چنانچہ اللہ نے آپ کو دین و دنیا کا سیدھا راستہ بتا دیا اور آپ کو راہ نما اور راہ یافتہ بنا دیا۔ پھر جب آپ مدین پہنچ گئے اور مدین کے ایک کنویں کے پاس پہنچے جہاں چرواہے بکریوں کو پانی پلانے آیا کرتے تھے تو آپ نے دیکھا کہ بہت سے چرواہے جمع ہیں اور اپنی اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں، آپ نے دو عورتوں کو سب سے پیچھے بکریاں روکے ہوئے کھڑے دیکھا۔ یہ بے چاری بچیاں اپنی بکریوں کو روکے ہوئے تھیں اور دوسرے ریوڑوں میں جانے نہ دیتی تھیں کہ کہیں کوئی بُرا بھلا نہ کہے، آپ کو ان کی حالت قابل رحم معلوم ہوئی۔ دل پسیج گیا، پوچھا کیا بات ہے تم کیوں اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلاتیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہماری باری سب سے اخیر میں آتی ہے اور ہمارے والد محترم بوڑھے اور کمزور آدمی ہیں اسی وجہ سے ہم اس حال میں ہیں جس حال میں آپ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ جب سب چرواہے پانی پلا کر فارغ ہو گئے تو سب نے مل کر کنویں کے منہ پر ایک بھاری سی چٹان ڈھک دی جسے دس جوان اٹھا سکتے تھے، جب آپ نے ان عورتوں کا حال معلوم کر لیا اور آپ کو ان پر ترس آیا تو آپ نے تن تنہا اِس چٹان کو کنویں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہ سے ہٹا کر ایک ہی ڈول کھینچ کر جو ڈالا تو اسی پانی میں ساری بکریاں سیراب ہو گئیں۔(ابن ابی شیبہ باسناد صحیح، حدیث نمبر:32)

پھر آپ ایک درخت کی چھاؤں میں جا بیٹھے، چونکہ آپ نے چھپ کر مصر سے مدین کا رخ کیا تھا اسلئے آپکے ساتھ کھانا بھی نہ تھا، سفر میں ساگ پات اور درختوں کے پتوں پر گزارا کرتے رہے، ننگے پاؤں تھے چلتے چلتے پیروں میں آبلے پڑ کر پھوٹ گئے تھے، حالانکہ آپ مخلوق میں اللہ کے برگزیدہ بندے تھے اور آپکا پیٹ مارے بھوک کے پیٹھ سے لگا ہوا تھا، اس وقت تو آپکو آدھی کھجور بھی نصیب نہ تھی آپ ایک درخت کی چھاؤں میں بیٹھ گئے۔ آج شعیبؑ کی دونوں بچیاں جلدی سے اپنی بکریاں گھر لے آئیں۔ شعیبؑ نے تعجب سے پوچھا کہ آج جلدی سے کیوں آ گئیں انھوں نے موسیٰؑ کا حال سنایا کہ آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلا دیا اسلئے ہمارا جلدی سے آنا ہوا۔

فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِىۡ عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ قَالَتۡ اِنَّ اَبِىۡ يَدۡعُوۡكَ لِيَجۡزِيَكَ اَجۡرَ مَا سَقَيۡتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيۡهِ الۡقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفۡ ۚ نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتۡ اِحۡدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ ۚ اِنَّ خَيۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِىُّ الۡاَمِيۡنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّىۡۤ اُرِيۡدُ اَنۡ اُنۡكِحَكَ اِحۡدَى ابۡنَتَىَّ هٰتَيۡنِ عَلٰۤى اَنۡ تَاۡجُرَنِىۡ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ ۚ فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا فَمِنۡ عِنۡدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ اَشُقَّ عَلَيۡكَ ؕ سَتَجِدُنِىۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكَ ؕ اَيَّمَا الۡاَجَلَيۡنِ قَضَيۡتُ فَلَا عُدۡوَانَ عَلَىَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوۡلُ وَكِيۡلٌ ﴿۲۸﴾ ع ۲

اتنے میں ان عورتوں میں سے ایک شرماتی ہوئی آئی اور کہا آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے تو میرا باپ آپ کو بلاتا ہے تاکہ آپ کو صلہ دے، پھر جب موسیٰ ان کے پاس آئے اور اپنا حال سنایا تو انھوں نے کہا ڈرو نہیں۔ تم نے ان ظالموں سے نجات پالی (۲۵) ان میں سے ایک بولی ابا جان اسے اپنا نوکر رکھ لیجئے۔ یقیناً بہترین آدمی ہے جسے آپ رکھنا چاہیں یہی ہو سکتا ہے جو طاقتور اور امین ہو (۲۶) شعیب نے کہا (موسیٰ) میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا تجھ سے اس شرط پر نکاح کر دوں کہ تم میرے ہاں آٹھ برس ملازمت کرو، اور اگر دس سال پورے کر دو تو تمہاری مہربانی۔ میں اس معاملہ میں تم پر سختی نہیں چاہتا۔ ان شاء اللہ تم مجھے ایک خوش معاملہ آدمی پاؤ گے (۲۷) موسیٰ نے کہا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہو گئی، جو کوئی مدت بھی میں پوری کروں مجھ پر کوئی دباؤ نہ ہوگا، اور جو ہم قول و قرار کر رہے ہیں اس پر اللہ نگہبان ہے (۲۸)

موسیٰؑ کی طلبی: بزرگوار نے ایک بچی کو بھیجا کہ انھیں بلا لاؤ۔ اللہ تعالیٰ بچی کے آنے کا حال بیان فرماتا ہے کہ آپ کی ایک بچی شریف و آزاد عورتوں کی طرح شرماتی ہوئی آئی، وہ کرتے کی آستین سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ منہ پر نقاب تھا' نہ منہ کھولے ہوئے تھیں اور نہ زیادہ نکلنے والی تھیں۔(الطبری، 19/558) شرماتی لجاتی پردہ کئے ہوئے آئیں اور فرمایا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے والد محترم نے آپ کو یاد فرمایا ہے تا کہ آپ نے جو ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے اس کی مزدوری ادا فرما دیں کس بہترین انداز سے پیام دے رہی ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ والد نے بُلایا ہے تا کہ شکی طبیعتوں کو کچھ اور وہم نہ پیدا ہو، یہ فرمایا کہ والد محترم آپ کو آپ کی مزدوری دینے کے لئے طلب فرما رہے ہیں تا کہ آپ کے احسان کا بدلہ احسان سے دیں۔ پھر جب آپ شعیبؑ کے پاس آئے اور آپ کو اپنا سارا واقعہ سنایا کہ میں اس وجہ سے اپنا شہر چھوڑ کر نکلا تو شعیبؑ نے آپ کو تسلّی دی اور فرمایا اب کوئی اندیشے کی بات نہیں ، پرواہ نہ کرو مطمئن و خوش و خرم رہو، تم ان لوگوں کی حدود سے نکل آئے ہو ہمارے شہروں میں ان کا حکم نہیں چلتا۔ شعیبؑ کی ایک صاحبزادی نے آپ سے درخواست کی کہ اَبّا جان انھیں مزدوری پر مقرر فرما لیں۔ یہ توجہ دلانے والی وہی بچی تھیں جو موسیٰؑ کو بلانے گئی تھیں انھوں نے اپنے والد سے کہا انھیں بکریاں چرانے پر بطور مزدور کے مقرر فرما لیں جب اُنھوں نے یہ فرمایا کہ بہترین مزدور طاقتور اور امانت دار ہوتا ہے تو والد نے پوچھا تم کو ان کی طاقت و امانت کا کیسے علم ہوا؟ بولیں کہ انھوں نے تن تنہا کنویں کے منہ سے وہ چٹان اُٹھالی جس کو دس آدمی مل کر اُٹھایا کرتے ہیں تو اس سے ان کی طاقت کا اندازہ ہو گیا اور جب میں انھیں بلا کر لا رہی تھی تو میں ان کے آگے آگے چل رہی تھی انھوں نے کہا تم میرے پیچھے پیچھے چلو، اگر میں خلاف راہ چلوں تو پتھر مار کر مجھے اشارے سے بتا دو کہ سیدھا راستہ یہ ہے میں اس پر چل پڑوں گا۔ (ابن ابی شیبہ، 11/531۔ تفسیر ابن کثیر)

جب شعیبؑ کو ان کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو ایک دن ان سے کہا کہ میں اپنی ان دونوں بچیوں میں سے ایک کی تم سے شادی کر دینا چاہتا ہوں اس عوض میں آٹھ سال تک تم میرے ملازم رہو اور بکریاں چراؤ اور اگر تم اپنی طرف سے مزید دو سال میرا کام کر دو گے تو یہ میرے ساتھ تمہارا تعاون ہو گا۔ یہ کوئی الزامی بات نہیں ہے اور تم مجھے ان شاء اللہ اپنے وعدے کا پابند اور اچھا برتاؤ کرنے والا پاؤ گے۔ موسیٰؑ نے جواب دیا کہ جو بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہوئی ہے اس کے ہم دونوں پابند رہیں گے اور دونوں مدتوں میں سے جس پر بھی میں عمل کروں مجھے اختیار حاصل رہے گا نہ مجھ سے آٹھ سال سے زیادہ کا اور نہ ہی اس کا مطالبہ کیا جائے گا کہ (میری خواہش کے برخلاف) دس سال سے پہلے ہی اپنی بیوی کو لے کر یہاں سے چلا جاؤں اور ہم دونوں اللہ کو گواہ بناتے ہیں۔

موسیٰؑ کی شادی دونوں لڑکیوں میں سے ایک سے ہو گئی اور عہد نامہ کے مطابق شعیبؑ کے گھر رہنے لگے۔ ابن ابی شیبہ اور بخاری وغیرہما نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے ان کی خدمت دس سال تک کی۔ ابن جریر حاکم اور ابن مردویہ وغیرہم نے یہی بات رسولؐ سے روایت کی ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

پھر جب موسیٰ نے وہ مدت پوری کر لی اور اپنے اہل خانہ کو لے کر چلے تو طور (پہاڑ) کے ایک طرف انھیں آگ نظر آئی، اُنھوں نے اپنی اہلیہ سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں نے ایک آگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۡ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ىِٕهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

دیکھی ہے۔شاید میں وہاں سے تمہارے لئے کوئی (راستہ کی) خبر یا آگ کا کوئی انگارا ہی اُٹھالاؤں تا کہ تم سینک سکو (۲۹) پھر جب موسیٰ وہاں پہنچے تو وادی کے دائیں کنارے مبارک خطہ کے ایک درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا رب (۳۰) اور (اللہ نے حکم دیا) کہ اپنی لاٹھی پھینکو۔ پھر جب موسیٰ نے اس (پھینکی ہوئی) لاٹھی کو سانپ کی طرح بل کھاتے دیکھا تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) آگے بڑھو اور ڈرو نہیں تمہیں کچھ نہیں ہوگا (۳۱) (نیز) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو اور وہ بغیر کسی تکلیف کے چمکتا ہوا نکلے گا اور اگر ڈر محسوس ہو تو اپنا بازو اپنے جسم سے لگا لو۔ سو یہ تیرے رب کی طرف سے دو معجزے ہیں جنھیں تم فرعون اور اس کے درباریوں کے سامنے پیش کر سکتے ہو۔ وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں (۳۲)

مدت پوری کرنے کے بعد جب اپنے اہل وعیال کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے تو کوہ طور کے قریب رات کے وقت راستہ بھٹک گئے اور بالکل پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ سخت سردی پڑ رہی تھی دیکھا کہ پہاڑ کی جانب سے روشنی آرہی ہے، سمجھا کہ وہاں کچھ لوگ ہیں جنھوں نے آگ جلا رکھی ہے، اس لئے اپنے بال بچوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو میں راستہ پوچھ کر آتا ہوں یا کم از کم تمہیں گرمی پہنچانے کے لئے آگ لے کر آتا ہوں۔ وہاں جب پہونچے تو بات ہی کچھ اور تھی۔ وہ جگہ تو تجلی الٰہی کے سبب ایک مبارک وادی بن چکی تھی، جس کے دائیں جانب موجود ایک درخت کے درمیان سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں جو سارے جہاں کا پالنہار ہے، آپ کے ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اسے زمین پر ڈال دیجئے، ڈالتے ہی ایک ڈراؤنا سانپ بن کر تیزی کے ساتھ حرکت کرنے لگی۔ موسیٰؑ یہ کیفیت دیکھ کر ڈر گئے اور پیچھے مڑ کر بھاگ پڑے اور واپس نہیں آنا چاہا تو آواز آئی کہ اے موسیٰؑ واپس آیئے اور خوف نہ کھایئے، آپ ہر شر و بلا سے مامون و محفوظ ہیں۔ یہ سب سے بڑا معجزہ تھا جو انھیں عطا کیا گیا تھا۔ اس معجزے کے اظہار کا مقصد یہ بھی تھا کہ انھیں یقین ہو جائے کہ وہ اس اللہ سے ہم کلام ہیں جو کسی چیز کو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ واپس آکر جب پہلی جگہ کھڑے ہوئے تو پھر آواز آئی کہ آپ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال کر نکالئے وہ نور کے مانند خوبصورت چمکتا ہوا ظاہر ہوگا اور اپنے دل سے سانپ کا خوف دور کرنے کے لئے اپنا بازو اپنے سینے سے لگا لیجئے۔ پھر آواز آئی کہ آپ کے رب کی جانب سے یہ دو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معجزے ہیں جو آپ کے نبی مرسل ہونے کی دلیل ہیں انھیں لے کر آپ فرعون اور فرعونیوں کے پاس جایئے جنھوں نے کفر و سرکشی کی راہ اختیار کر لی ہے۔ میرے سوا غیروں کی عبادت کرتے ہیں اور انھوں نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ قَتَلۡتُ مِنۡهُمۡ نَفۡسًا فَاَخَافُ اَنۡ یَّقۡتُلُوۡنِ ﴿۳۳﴾ وَ اَخِیۡ هٰرُوۡنُ هُوَ اَفۡصَحُ مِنِّیۡ لِسَانًا فَاَرۡسِلۡهُ مَعِیَ رِدۡاً یُّصَدِّقُنِیۡۤ ۫ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یُّکَذِّبُوۡنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیۡکَ وَ نَجۡعَلُ لَکُمَا سُلۡطٰنًا فَلَا یَصِلُوۡنَ اِلَیۡکُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَاۤ ۚۛ اَنۡتُمَا وَ مَنِ اتَّبَعَکُمَا الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۳۵﴾ معانقة ۱۱

موسیٰ نے عرض کیا میرے رب میں نے ان کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا لہٰذا مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے (۳۳) اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے اسے میرے ساتھ بطور معاون بھیج دے تاکہ وہ میری تصدیق کرے مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے (۳۴) اللہ نے فرمایا ہم تیرے بھائی سے تیرا بازو مضبوط کر دیں گے اور تم دونوں کو ایسا غلبہ عطا کریں گے کہ وہ تم دونوں پر دست درازی نہ کر سکیں گے۔ ہمارے معجزات سے تم دونوں اور تمہارے پیروکار ہی غالب رہیں گے (۳۵)

اس نص سے یہ تو ثابت ہے کہ موسیٰؑ کے مقابلے میں ہارونؑ فصیح اللسان تھے اور موسیٰؑ کی زبان میں گرہ تھی جس کے کھولنے کی دعا انھوں نے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد کی۔ یعنی ہارون اپنی فصاحتِ لسانی سے مجھے مدد اور تقویت پہنچائیں گے۔ موسیٰؑ کی دعا قبول کر لی گئی اور ان کی سفارش پر ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت سے سرفراز فرما کر ان کا ساتھی اور مددگار بنا دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم تمہاری حفاظت فرمائیں گے فرعون اور اس کے حواری تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ (احسن البیان)

موسیٰؑ اور ہارونؑ دونوں مل کر فرعون کے اور اس کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں کے پاس آئے اور حیرت انگیز معجزے اور لاجواب دلائل پیش کئے جن سے ان کی سچائی ثابت ہوتی تھی۔ اُنھوں نے فرعونیوں سے کہا کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرو اور اِسی کے احکام مانو جب فرعون نے اور قوم کے بڑے لوگوں نے وہ معجزے اور دلائل دیکھ لئے اور غور و فکر کے بعد وہ یہ سمجھ گئے کہ واقعی یہ چیزیں اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں تو یہ اپنے قدیمی کفر و بغاوت کی وجہ سے منہ زوری اور ہٹ دھرمی پر اُتر آئے کیونکہ حق ماننے میں انھیں عار آتی تھی۔ (تفسیر ابن کثیر)

فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مُّوۡسٰی بِاٰیٰتِنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوۡا مَا هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّفۡتَرًی وَّ مَا سَمِعۡنَا بِهٰذَا فِیۡۤ اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۳۶﴾ وَ قَالَ مُوۡسٰی رَبِّیۡۤ اَعۡلَمُ

پھر جب موسیٰ ہمارے واضح معجزات لے کر ان (فرعونیوں) کے پاس آئے تو وہ کہنے لگے یہ تو محض شعبدہ کی قسم کا سحر ہے اور ایسی باتیں تو ہم نے اپنے سابقہ آباء و اجداد سے کبھی سنی ہی نہیں (۳۶) موسیٰ نے کہا اس کا حال تو میرا رب ہی جانتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ
عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ قَالَ
فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ
لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ
لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَ جُنُوْدُهٗ
فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا
يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي
الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَ
جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا
ع ۴ لَعْنَةً ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَ
لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا
الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ
رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے اور جس کیلئے دار آخرت ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ کبھی فلاح نہیں پاتے (۳۷) اور فرعون نے کہا اے درباریو میں تو اپنے علاوہ تمہارے لئے کسی الٰہ کو جانتا نہیں۔ سوائے ہامان تو مٹی (کی اینٹوں کو) آگ سے پکا میرے لئے ایک اونچی عمارت تیار کرو تاکہ میں موسیٰ کے الٰہ کو جھانک سکوں اور میں اسے جھوٹا آدمی ہی سمجھتا ہوں (۳۸) اور فرعون اور اس کے لشکر اس ملک میں ناحق ہی بڑے بن بیٹھے تھے اور انھیں یقین ہو گیا تھا کہ ہمارے حضور واپس نہ لائے جائیں گے (۳۹) چنانچہ ہم نے فرعون اور اس کے سب لشکروں کو پکڑا اور سمندر میں پھینک دیا۔ اب دیکھ لو کہ ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا؟ (۴۰) نیز ہم نے انھیں جہنم کی طرف دعوت دینے والے سرغنے بنا دیا اور قیامت کے دن انھیں کہیں سے مدد نہ مل سکے گی (۴۱) ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن ان کا بہت برا حال ہوگا (۴۲) پہلی نسلوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ جس میں لوگوں کیلئے بصیرت افروز دلائل، ہدایت اور رحمت تھی تا کہ وہ سبق حاصل کریں (۴۳)

اللہ تعالیٰ نے فرعون اور فرعونیوں کے بارے میں فرمایا بجائے اس کے کہ وہ اللہ کے عاجز و متواضع بندے بن کر رہتے، انھوں نے سرزمین مصر میں اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے متکبر و مغرور اور بڑا بنا کر پیش کیا۔ جس کے وہ کسی طرح اہل نہیں تھے، اس لئے کہ ہر قسم کی کبریائی اور بڑائی تو صرف اللہ کے لئے ہے اور انھوں نے بعث بعد الموت اور قیامت کا انکار کر دیا اور سمجھ بیٹھے کہ اس زندگی کے بعد اب کوئی زندگی نہیں ہے، اسی لئے اللہ جل جلالہ نے ان سب کو اپنی گرفت میں لے لیا اور سمندر میں ڈبو دیا۔ کہتے ہیں کہ ڈوبنے والوں کی تعداد سولہ لاکھ تھی۔ (واللہ اعلم)

آیت کے آخر میں نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ کفر کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے آپ دیکھ لیجئے۔

آیت ۴۱: میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں رہتی دنیا تک کے لئے کفر و سرکشی کرنے والوں کا سرغنہ بنا دیا کہ ایسے لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر دور میں اور ہر جگہ انہی کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے اور کفر و شرک اور گناہوں کا ارتکاب کر کے جہنم کے حقدار بنیں گے اور قیامت کے دن ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا بلکہ ذِلّت اور رسوائی کے ساتھ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کہا ہم نے اس دنیا میں ان پر لعنت بھیج دی اور اپنی رحمت سے دور کر دیا اور آخرت میں بھی وہ ہماری ہر خیر و رحمت سے دور کر دیئے جائیں گے اور عذابِ نار کے ذریعہ ان کے چہرے بگاڑ دیئے جائیں گے۔ (تیسیر الرحمن)

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِينَ ﴿٤٤﴾ وَلٰكِنَّآ أَنْشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيٓ أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٤٥﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ أَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٤٦﴾

اور جب ہم نے موسیٰ سے امر (رسالت) کا فیصلہ کیا تھا تو آپؐ (طور کی) غربی جانب موجود نہ تھے، اور نہ ہی (اس واقعہ کے) گواہ تھے (۴۴) اس کے بعد ہم نے کئی نسلیں پیدا کیں اور ان پر بہت زیادہ مدت بیت چکی ہے اور آپ مدین کے باشندے بھی نہ تھے کہ انھیں ہماری آیات پڑھ کر سناتے مگر ہم (آپ کو رسول بنا کر اِس وقت کی خبریں) بھیج رہے ہیں (۴۵) نیز آپ طور کے کنارے پر نہ تھے جب ہم نے (موسیٰ کو) ندا کی، لیکن یہ آپ کے رب کی رحمت ہے (کہ آپ کو یہ خبریں دیں) تاکہ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے ہاں آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ شاید وہ نصیحت قبول کریں (۴۶)

تفسیر: ۴۳ کلیم اللہ پر حق تعالیٰ کے انعامات کا بیان ہے کہ فرعون اور فرعونیوں کو تباہ کرنے کے بعد ہم نے انھیں ایک کتاب دی جس کا نام تورات ہے، یہ جو فرمایا کہ پہلے لوگوں کو تباہ کرنے کے بعد موسیٰؑ کو تورات دی، اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تورات کے بعد کوئی قوم عام عذاب سے تباہ نہیں ہوئی بلکہ اب ایمان والوں کو مشرکوں سے جہاد کا حکم اترآیا فرمایا **وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ** (الحاقۃ: ۹۔۱۰) فرعون اور اُس سے پہلے کی قومیں اور الٹی ہوئی بستیوں کے لوگ خطاؤں کے مرتکب ہوئے اور اپنے رب کے رسولوں کی نافرمانیاں کیں۔ آخر اللہ نے انھیں سخت عذاب میں پکڑ لیا۔

وَلَوْلَآ أَنْ تُصِيبَهُمْ مُّصِيبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُونَ مِنَ

اور ایسا نہ ہو کہ انھیں ان کی اپنی کرتوتوں کی وجہ سے کوئی مصیبت پہنچے تو کہنے لگیں ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیات کی اتباع کرتے اور ایمان لانے والوں میں ہو جاتے (۴۷) پھر جب ہماری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ
عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْ لَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ
مُوْسٰى ؕ اَوَ لَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ
قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَقَالُوْٓا اِنَّا
بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ
اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ
اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ
اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
ع ۸ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ ۧ وَ لَقَدْ
وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾

طرف سے ان کے پاس حق آ گیا تو انھوں نے کہہ دیا اسے ایسے معجزات کیوں نہیں دیئے گئے جیسے موسیٰ کو دیے تھے؟ کیا یہ لوگ ان معجزات کا انکار نہیں کر چکے جو پہلے موسیٰ کو دیئے گئے تھے کہتے ہیں کہ یہ دونوں (تورات اور قرآن) سحر ہیں جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو نہیں مانتے (۴۸) آپ کہئے اگر تم سچے ہو تو اللہ کی طرف سے تم کوئی کتاب لے کر آؤ جو ان دونوں سے بڑھ کر رہنمائی کرنے والی ہو میں بھی اسی کی اتباع کروں (۴۹) پھر اگر وہ جواب نہ دے سکیں تو جان لیجئے کہ وہ صرف اپنی خواہشات کے پیچھے پڑے ہیں، اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر محض اپنی خواہش کے پیچھے لگا ہوا ہو، اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا (۵۰) اور ہم انھیں لگاتار (نصیحت کی) باتیں پہنچاتے رہے ہیں تاکہ وہ نصیحت کو قبول کریں (۵۱)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل: رحمت عالمؐ کی نبوت کی دلیل ہے کہ آپ پچھلے واقعات کی اس طرح خبر دے رہے ہیں گویا آپؐ اس وقت موجود تھے اور آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، حالانکہ آپؐ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اور ایسی قوم میں پلے بڑھے جن میں پڑھنے لکھنے کا رواج نہ تھا مگر پھر بھی آپ پوری تفصیل و وضاحت سے سچے سچے واقعات بیان فرما رہے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ وحی کے ذریعہ آپ کو صحیح صحیح باتیں بتاتا ہے، لہٰذا آپ اس کے رسول ہوئے۔ مریم علیہا السلام کا واقعہ بیان کرنے کے بعد حق تعالیٰ نے آپ کی نبوت کی دلیل دی ہے۔ فرمایا وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ (آل عمران: ۴۴)

آپ ان کے پاس نہ تھے جب وہ قرعہ ڈال رہے تھے کہ ان میں کون مریم کا سرپرست ہو، اور آپؐ ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے، پھر یہ جو آپ ان کا صحیح صحیح واقعہ اس طرح بیان فرما رہے ہیں گویا آپ وہاں کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ کیا یہ آپؐ کی نبوت کی قطعی دلیل نہیں؟

کوہِ طور کے پاس جب اللہ تعالیٰ موسیٰؑ سے ہم کلام ہوا اور انھیں ان کے نبی مرسل ہونے کی خبر دی اور حکم دیا کہ وہ اپنے بھائی ہارون کے ساتھ فرعون کے پاس توحید کا پیغام لے کر جائیں، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود نہیں تھے اگر وہ نبی نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے تو یہ باتیں انھیں کیسے معلوم ہوتیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب باتیں آپ کو اِس طرح معلوم ہوئیں کہ ہم نے بنی نوع انسان پر رحم کرتے ہوئے آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا اور آپ پر قرآن نازل کیا جس میں مذکورہ بالا خبریں ہیں اور ان کے علاوہ دوسری بہت سی خبریں ہیں، تاکہ اس کی آیتیں پڑھ کر آپؐ اہل مکہ اور تمام عربوں کو اللہ کے عذاب وعتاب سے ڈرائیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

کفار مکہ کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ ان کا کفر وشرک اور ان کی سرکشی اتنی آگے جا چکی ہے کہ ان پر عذاب آ جانا چاہئے تھا لیکن رسولؐ کی بعثت سے پہلے ان پر کسی قسم کا عذاب اس لئے نازل نہیں ہوا تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ اے اللہ تو نے عذاب نازل کرنے سے پہلے اپنا رسول کیوں نہیں بھیج دیا تھا تاکہ ہم تیرے احکام کی اتباع کرتے اور تجھ پر ایمان لے آتے اور اس عذاب سے بچ جاتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بھیج کر حجت تمام کر دی اور کافروں کے لئے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا لیکن رسول آنے کے بعد ان کی حالت نہیں بدلی بلکہ ہٹ دھرمی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ جس طرح موسیٰؑ کو معجزات دیئے گئے تھے اگر محمدؐ بھی رسول ہیں تو اسے بھی اس جیسے معجزات کیوں نہیں دیئے گئے جن کا مشاہدہ کرنے کے بعد ہم اس پر ایمان لے آتے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس ہٹ دھرمی کا یہ جواب دیا کہ اگر ان کی یہ بات صحیح ہوتی کہ کفار معجزات دیکھنے کے بعد ایمان لے آتے تو پھر فرعونیوں نے معجزات دیکھنے کے باوجود کیوں کفر کی راہ اختیار کی وہ بھی تو انہی کفارِ قریش جیسے انسان تھے اور اللہ کی الوہیت کے منکر اور کفر وسرکشی میں حد سے بڑھے ہوئے تھے اور موسیٰ وہارون علیہما السلام کے بارے میں کہا تھا کہ یہ دونوں جادوگر ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے میں ایک دوسرے کے معاون ہیں اور ہم لوگ ان دونوں کی نبوت کا انکار کرتے ہیں ایک دوسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کفارِ قریش اپنی بات میں سچے ہیں تو پھر محمدؐ سے پہلے موسیٰ پر کیوں نہیں ایمان لائے تھے (تیسیر الرحمن) اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہدایت کو چھوڑ کر خواہش نفس کی پیروی کرنا یہ سب سے بڑی گمراہی ہے اور اس لحاظ سے یہ قریش مکہ سب سے بڑے گمراہ ہیں جو اِس حرکت کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِذَا سَمِعُوا

جن لوگوں کو اس سے پہلے ہم نے کتاب دی تھی وہی اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں (۵۲) اور جب انھیں پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ یہ ہمارے رب کی طرف سے سچ ہے ہم اس سے پہلے بھی تابع فرماں تھے (۵۳) یہی ہیں جنھیں ان کا اجر دوبار دیا جائے گا اس ثابت قدمی کے بدلے میں اور برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں اور جو ہم نے انھیں دے رکھا ہے، اس میں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۫ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾

خرچ کرتے ہیں (۵۴) اور جب کوئی بات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال تم پر سلام! ہم جاہلوں سے تعلق نہیں رکھنا چاہتے (۵۵) (اے نبی) جسے آپ چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے، اللہ ہی ہے جو جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے (۵۶)

آیت ۵۳: اس سے مراد وہ یہودی ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ۔ یا وہ عیسائی ہیں جو حبش سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے اور آپ کی زبان مبارک سے قرآن کریم سن کر مسلمان ہو گئے تھے۔ (احسن البیان، تفسیر ابن کثیر)

صبر: سے مراد ہر قسم کے حالات میں انبیاء اور کتاب الٰہی پر ایمان اور اس پر ثابت قدمی سے قائم رہنا ہے۔ پہلے نبی پر ایمان لائے، اس کے بعد دوسرے نبی آئیں تو ان پر ایمان لائے، اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ حدیث میں بھی اس کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کے لئے دوہرا اجر ہے۔ ان میں ایک وہ اہل کتاب ہیں جو اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا۔ اور پھر مجھ پر ایمان لے آیا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:90)

اور ایمان والے برائی کا جواب برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے اور درگزر سے کام لیتے ہیں۔ یہاں لغو سے مراد وہ سب وشتم اور دین کے ساتھ استہزاء ہے جو مشرکین کرتے تھے۔ اور سلام سے مراد اس آیت میں سلام متارکہ ہے۔ جیسے اُردو میں کہتے ہیں۔ جاہلوں کو دور ہی سے سلام۔ (احسن البیان)

ہدایت کے دو مختلف مفہوم اور ابو طالب کی وفات کا قصہ:

ہدایت کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ کسی کافر کے قلب و دماغ میں ایسی تبدیلی آجائے کہ وہ ہدایت یا اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یہ کام خالصتاً اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ نیز مندرجہ ذیل حدیث بھی اس معنی کی تائید کرتی ہے۔

سعد بن مسیب کے والد مسیب بن حزن کہتے ہیں کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہاں دیکھا کہ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ پہلے ہی وہاں بیٹھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے فرمایا ''چچا جان! اگر آپ لا الٰہ الا اللہ کہہ لیں تو میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے یہاں دلیل پیش کر سکوں گا'' ابوجہل اور عبداللہ بن ابی اُمیہ کہنے لگے: ابو طالب! کیا تم عبدالمطلب کا دین چھوڑ دو گے؟ آخر ابو طالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں اور لا الٰہ الا اللہ کہنا قبول نہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تمہارے لئے دعا کرتا رہوں گا جب تک اس سے منع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کیا جاؤں"۔تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ)
اور ابو طالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (اِنَّكَ لَا تَهْدِي) (صحیح بخاری، حدیث نمبر:4399)
ترمذی کی روایت کے مطابق ابو طالب نے آپ ﷺ کو یہ جواب دیا اگر قریش مجھے یہ عار نہ دلائیں کہ موت کی گھبراہٹ نے اسے یہ کلمہ کہلوا دیا ہے تو بھتیجے! میں یہ کلمہ کہہ کر تیری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (ترمذی، حدیث نمبر:3188 علامہ البانیؒ نے صحیح قرار دیا ہے)

اب رہا ابو طالب کا اُخروی انجام، جس نے مکی دور میں اپنے آخری دم تک آپ کی حمایت اور سرپرستی کی اور ہر مشکل وقت میں آپ کا ساتھ دیا۔ تو اس کے متعلق درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیے:۔

(۱) سیدنا عباس بن عبدالمطلبؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ کی ذات سے ابو طالب کو کچھ فائدہ پہنچے گا؟ وہ آپ کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اور آپ کی خاطر سب کی ناراضگی مول لی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتے"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:5740)

(۲) ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن شاید ان کو میری سفارش سے فائدہ پہنچے اور وہ ہلکی آگ میں رکھے جائیں جو ان کے ٹخنوں تک ہو اور ان کا بھیجا پکتا رہے"۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر:310)

(۳) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کا سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا (آگ کی) دو جوتیاں پہنے ہوں گے جس سے ان کا بھیجا کھول رہا ہوگا"۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر:312)

اور ہدایت کا دوسرا معنی یا دوسری صورت یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کی منزل مقصود تک رہنمائی کی جائے۔ ان معنوں میں آپ ﷺ اور دیگر انبیاء بلکہ علمائے کرام بھی ہدایت کی راہ بتا سکتے ہیں اور پیغمبروں کی ذمہ داری ہی یہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر فرمایا: (وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ) (الشوریٰ:۵۲) یعنی آپ ﷺ یقیناً لوگوں کو سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ (تیسیر القرآن)

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۷

اور کافر کہتے ہیں "اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی اتباع کریں تو ہم تو اپنے ملک سے اچک لئے جائیں کیا ہم نے پرامن حرم کو ان کا جائے قیام نہیں بنایا جہاں ہماری طرف سے رزق کے طور پر ہر طرح کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں لیکن ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں (۵۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرکین قریش نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے اسلام لانے کا عذر لنگ یہ پیش کرتے تھے کہ اگر ہم تمہاری بات مان لیں اور تم پر ایمان لے آئیں تو پوری دنیائے عرب ہمارے خلاف ہو جائے گی اور سب مل کر ہم پر حملہ کر دیں گے اور ہمیں ہلاک کر دیں گے۔

اِس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ ان کے جس خالق و مالک نے ان کی سرزمین کو امن کا گہوارہ بنا رکھا ہے اور ان کی روزی کے لئے انواع واقسام کے پھل پہنچتے رہتے ہیں کیا وہ اِس پر قادر نہیں ہے کہ ان کے اسلام لانے کے بعد بھی ان کی حفاظت کرے لیکن بات یہ ہے کہ وہ اپنی شدید جہالت و نادانی کی وجہ سے غور وفکر کی صلاحیت کھو چکے ہیں۔

پھر آگے اہل مکہ کو ڈرایا جا رہا ہے کہ تم دیکھتے نہیں کہ اللہ کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر اللہ کی ناشکری کرنے اور سرکشی کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ آج ان کی بیشتر آبادیاں کھنڈر بنی ہوئی ہیں یا صرف صفحاتِ تاریخ پر ان کا نام رہ گیا ہے اور اب آتے جاتے مسافر ہی ان میں کچھ دیر کے لئے ستالیں تو ستالیں ان کی نحوست کی وجہ سے کوئی بھی ان میں مستقل رہنا پسند نہیں کرتا۔ یعنی ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا جو ان کے مکانوں اور مال ودولت کا وارث ہوتا۔ (احسن البیان)

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَ مَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰۤى اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾

اور کتنی ہی بستیوں کو ہم نے تباہ کر دیا جو اپنی معیشت پر اترایا کرتی تھیں۔ سو یہ ہیں انکے گھر (ویران پڑے ہوئے) ان میں سے چند ہی گھر ہونگے جو انکے بعد آباد ہوئے اور آخر ہم ہی انکے وارث ہوئے (۵۸) اور آپکا رب کسی بستی کو ہلاک نہیں کرتا حتیٰ کہ کسی مرکزی بستی میں رسول نہ بھیجدے جو انھیں ہماری آیات پڑھ کر سنائے نیز ہم صرف ایسی بستی کو ہی ہلاک کرتے ہیں جسکے رہنے والے ظالم ہوں (۵۹)

ان آیتوں میں اللہ کی اسی سنت (طریقے) کا بیان ہے جو ظالموں کے لئے اس کے ہاں مقرر ہے کہ وہ ہدایت سے محروم رہتے ہیں اس لئے کہ انبیاء کی تکذیب آیات الٰہی سے اعراض اور مسلسل کفر وعناد ایسا جرم ہے کہ جس سے قبول حق کی استعداد اور اثر پذیری کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد انسان ظلم وعصیان اور کفر وشرک کی تاریکیوں میں ہی بھٹکتا پھرتا ہے اسے ایمان کی روشنی نصیب نہیں ہوتی۔ پھر آگے کی آیت میں اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ ایک رسول کے بعد دوسرا رسول ایک کتاب کے بعد دوسری کتاب ہم بھیجتے رہے اور اس طرح مسلسل لگاتار ہم اپنی بات لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ لوگ پچھلے لوگوں کے انجام سے ڈر کر اور ہماری باتوں سے نصیحت حاصل کر کے ایمان لے آئیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۰ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝۶۱

تمھیں جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ بس دنیوی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور دائمی ہے کیا تم سوچتے نہیں (۶۰) بھلا جسے ہم نے کوئی اچھا وعدہ دیا ہوا اور وہ اِسے پانے والا ہو اس کی طرح ہو سکتا ہے جسے ہم نے دنیاوی زندگی کا سامان دے رکھا ہو پھر وہ قیامت کے دن (جوابدہی کیلئے) پیش کیا جانے والا ہو (۶۱)

دنیا ناپائیدار اور فانی ہے:

دنیا کی حقارت اس کی ناپائیدار خوبصورتی اور اس کی زوال پذیر بہار کو بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لئے آخرت میں جو عظیم اور پائیدار نعمتیں تیار فرما رکھی ہیں ان کے مقابلے میں دنیا کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔ فرمایا کہ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ (النحل:۹۶) تمہارے پاس والی چیزیں فنا ہو جائیں گی اور اللہ کے پاس والی نعمتیں فنا نہ ہوں گی۔

مومن و کافر برابر نہیں ہو سکتے: ایک مومن جو نیک عمل کر رہا ہے اور اللہ کے وعدوں پر یقین رکھتا ہے اسے لامحالہ اس کا صلہ ملنے والا ہے کیا ایک کافر کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کے پاس جانے کو اس کے وعدوں کو جھٹلا رہا ہے وہ تو بس چند دن دنیوی زندگی میں اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا لے گا پھر جہنم کے عذابوں کا شکار ہو جائے گا (مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ) یعنی پھر وہ قیامت کے روز عذاب والوں میں سے ہوگا۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝۶۲ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۡ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ۝۶۳ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَ رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ۝۶۴ وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ

جس دن اللہ انھیں پکارے گا اور پوچھے گا کہاں ہیں وہ جنھیں تم میرا شریک سمجھا کرتے تھے (۶۲) اور وہ (مزعومہ شریک) جن پر عذاب کی بات واجب ہو جائے گی کہیں گے اے رب ہم نے ان کو گمراہ کیا تھا (اور) انھیں ایسے گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ تھے اب ہم آپ کے سامنے برأت کا اظہار کرتے ہیں انھوں نے ہماری عبادت نہیں کی (۶۳) اور ان سے کہا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو چنانچہ وہ پکاریں گے مگر یہ شریک انھیں کچھ جواب نہ دیں گے اور سب عذاب دیکھ لیں گے۔ کاش وہ ہدایت پانے والے ہوتے (۶۴) اور جس دن اللہ انھیں پکارے گا اور پوچھے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾

(٦٥) تو اس دن انھیں (جواب دینے کو) کوئی بات بھی سجھائی نہ دے گی نہ ہی وہ آپس میں ایک دوسرے سے کچھ پوچھ سکیں گے (٦٦) البتہ جس شخص نے توبہ کرلی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو اُمید ہے کہ وہ فلاح پا سکے (٦٧)

حق تعالیٰ قیامت کے دن مشرکوں کو جن الفاظ سے ڈانٹے ڈپٹے گا ان کا بیان ہے کہ انھیں پکار کر ان سے پوچھے گا کہ وہ معبود کہاں ہیں؟ جن کو تم دنیا میں پوجا کرتے تھے تمہاری دیوی دیوتا بت اور تھان کہاں ہیں؟ جن کی پرستش میں تم نے اپنا وقت ضائع کیا تھا۔ کیا آج وہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں یا تمہاری طرف سے بدلہ لے سکتے ہیں؟ یہ الفاظ انھیں شرمندہ اور پریشان کرنے کیلئے کہے جائیں گے۔ فرمایا وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى (الانعام:٩٤) ہم نے تمہیں جس طرح شروع میں تنہا تنہا پیدا کیا تھا اسی طرح تم آج ہمارے پاس آئے ہو اور اپنا مال پیچھے چھوڑ آئے ہو ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشی نہیں دیکھتے جن کو تم شریک سمجھ رہے تھے آج تم میں اور ان میں تمام تعلقات منقطع ہوگئے اور جن کو تم شریک سمجھ رہے تھے وہ تم سے کھو گئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَ رَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَ هُوَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَ الْاٰخِرَةِ ۫ وَ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ

اور آپ کا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہے (اپنے کام کیلئے) منتخب کر لیتا ہے، انھیں اس کا کچھ اختیار نہیں، اللہ پاک ہے اور جو یہ شریک بناتے ہیں اس سے وہ بالاتر ہے (٦٨) اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو وہ اپنے سینوں میں چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں (٦٩) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ اسی کے لئے حمد ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، حکم اُسی کا چلتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (٧٠) آپ ان سے پوچھئے۔ بھلا دیکھو تو! اگر اللہ قیامت کے دن تک ہمیشہ تم پر رات ہی طاری کردیتا تو اللہ کے سوا کوئی الٰہ ہے جو تمہیں روشنی لا دیتا؟ کیا تم سنتے نہیں (٧١) (یا) ان سے پوچھئے بھلا دیکھو اگر اللہ قیامت کے دن تک ہمیشہ تم پر دن ہی چڑھائے رکھتا تو اللہ کے سوا کوئی الٰہ ہے جو تمہارے لئے رات لے آتا جس میں تم آرام کرسکتے؟ کیا تم دیکھتے نہیں (٧٢) یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تاکہ تم (رات کو) آرام کرسکو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

اور دن کو اس کا فضل تلاش کر سکو (اگر سوچو) تو شاید تم اس کے شکر گزار بن جاؤ (۷۳)

آیت ۷۱۔۸۸: اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے ہر قسم کی حمد و ثنا کا وہی تنہا سزاوار ہے اس لئے کہ دونوں جہاں کی نعمتوں کا مالک وہی ہے اس کے سوا کوئی ایک ذرے کا بھی مالک نہیں ہے ہر چیز میں اسی کی مشیت اور اسی کا فیصلہ نافذ ہوتا ہے اور سب کو مرنے کے بعد اس کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

اس بات کی بین دلیل یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے رات کو ہی ثابت کر دے اور دن کو غائب کر دے تو کیا کوئی اور معبود ہے جو انسانوں کے لئے دن کی روشنی کو واپس لا دے یا اگر قیامت تک کے لئے دن کو ثابت کر دے اور رات کو غائب کر دے تو کیا کوئی اور معبود ہے جو رات کو واپس لا دے جس میں لوگ سکون حاصل کرتے ہیں۔

اس کا جواب قطعی طور پر یہی ہے کہ کوئی نہیں جو اس کی قدرت رکھتا ہو تو پھر انسان اس میں غور و فکر کر کے صرف خالق کل اور الٰہ واحد کی پرستش پر کیوں نہیں جم جاتا کیوں اس کے ساتھ غیروں کو شریک بناتا پھرتا ہے یقیناً وہ اللہ کی ذات ہے جس نے اپنی رحمت سے رات اور دن بنائے ہیں تاکہ آدمی رات میں آرام کرے اور دن میں اپنے لئے اور اپنے بال بچوں کے لئے روزی حاصل کرے۔

وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْۤا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ ع ۱۵

اور جس دن اللہ انھیں پکارے گا اور پوچھے گا کہاں ہیں وہ جنھیں تم میرا شریک خیال کرتے تھے؟ (۷۴) اور ہم ہر ایک امت سے ایک گواہ نکال لیں گے پھر اسے کہیں گے کہ (اس شرک پر) اپنی دلیل پیش کرو انھیں معلوم ہو جائے گا کہ بات اللہ ہی کی سچی تھی اور جو وہ افترا کرتے تھے انھیں یاد نہ آئے گا (۷۵)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مشرکین کو پھر پکارے گا اور کہے گا کہ کہاں ہیں تمہارے وہ معبودانِ باطل جنھیں تم میرا شریک بناتے تھے اور بار بار انھیں اس طرح پکارنے سے مقصود اس قبیح ترین عمل پر انھیں ڈانٹنا اور پھٹکارنا ہوگا۔

ہر امت کے نبی کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے سامنے لائے گا جو گواہی دے گا کہ اس نے اللہ کا پیغام ان تک پہنچا دیا تھا پھر مشرکوں کو معلوم ہو جائے گا کہ بندگی تو صرف اللہ کا حق ہے اور یہ اعتقاد کہ اللہ کے کچھ شریک ہیں جو اس کی طرح بندگی کے حقدار ہیں۔ جھوٹ اور اللہ کے خلاف افترا پردازی ہے۔ (تیسیر الرحمن)

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ

بلاشبہ قارون موسیٰ کی قوم (بنی اسرائیل) سے تھا پھر وہ اپنی قوم کے خلاف ہو گیا (اور دشمن قوم سے مل گیا) اور ہم نے اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ
قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ
الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ
اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَ لَا تَبْغِ
الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ
عِنْدِيْ ؕ اَوَ لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ
قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ
اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَ لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ
الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ
قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ
لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ
ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ
لَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

اتنے خزانے دیئے تھے جن کی چابیاں ایک طاقتور جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی۔ ایک دفعہ اسکی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا اتنا اِتراؤ نہیں اللہ تعالیٰ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا (۷۶) جو مال و دولت اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کرو اور دنیا میں بھی اپنا حصہ فراموش نہ کرو اور لوگوں سے ایسے ہی احسان کرو جیسے اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد کرنے کی کوشش نہ کرو، کیونکہ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (۷۷) وہ کہنے لگا یہ جو کچھ ملا اس علم کی بدولت ملا جو مجھے حاصل ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں اللہ اس سے پہلے ایسے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے جو قوت میں اس سے سخت اور مال و دولت میں اس سے زیادہ تھے؟ اور مجرموں کے گناہوں کے متعلق ان سے تو نہ پوچھا جائیگا (۷۸) پھر (ایک دن) وہ اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے نکلا جو لوگ دنیا کے طلبگار تھے، وہ کہنے لگے کاش ہمیں بھی وہی کچھ میسر ہوتا جو قارون کو دیا گیا ہے، وہ تو بڑا ہی بختوں والا ہے (۷۹) مگر جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو اس کیلئے اللہ کے ہاں جو ثواب ہے وہ (اس سے) بہتر ہے اور وہ ثواب صبر والوں کو ہی ملے گا (۸۰)

ایک دن قارون اپنی شان و شوکت اور جھوٹی کبریائی کی نمائش کے لئے اپنے تمام جاہ و حشم کے ساتھ خوبصورت ترین لباس زیب تن کئے شہر کی شاہراہ پر نکلا جب لوگوں نے اس کا یہ تزک و احتشام دیکھا تو ان کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور دنیاوی زندگی کے خواہاں لوگوں نے اس کا یہ ٹھاٹ باٹ دیکھ کر کہنے لگے کاش ہمارے پاس بھی قارون جیسی دولت ہوتی اور ہم بھی اس کی طرح عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے یہ تو بڑی قسمت کا مالک ہے۔ بنی اسرائیل کے علمائے صالحین نے ان کی یہ بات سن کر کہا کہ تمہاری نگاہوں سے آخرت اوجھل ہوگئی ہے اور دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہو حالانکہ اللہ کی جنت کے مقابلے میں دنیا کی ان عارضی نعمتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور وہ جنت اسے ملے گی جو ایمان لائے گا اور عمل صالح کرے گا اور اِس نصیحت سے وہی لوگ فائدہ اُٹھائیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے جو صبر و استقامت کے ساتھ اللہ کے دین پر قائم رہیں گے۔

صبر کے مفہوم کی وسعت:

یہاں صبر بڑے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اپنے آپ کو صرف حلال کمائی کا پابند بنائے رکھنا بھی صبر ہے۔ اللہ کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لینا بھی صبر ہے۔ دنیوی جاہ و حشمت کو دیکھ کر اس پر فریفتہ نہ ہونا بھی صبر ہے اور اُخروی نجات اور کامیابی کو مطمح نظر بنا کر اپنے آپ کو احکام الٰہی کا پابند بنانا صبر ہے۔ یعنی آخرت کا ثواب اور کامیابی انھیں لوگوں کو نصیب ہوگی جنھوں نے اس دنیا میں صبر، استقلال اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا ہوگا۔ (تیسیر القرآن)

مفسرین لکھتے ہیں کہ قارون، موسیٰؑ کا چچازاد بھائی تھا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ وہ ان کا چچا تھا، اور تیسری رائے ہے کہ ان کا خالہ زاد بھائی تھا۔ بہرحال وہ تھا بنی اسرائیل کا ایک فرد لیکن کفر و سرکشی کی وجہ سے فرعون سے جاملا تھا اور اللہ تعالیٰ نے کفر کے بالخصوص جن تین سرغنوں کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تھا ان میں سے ایک تھا، دوسرا ہامان تھا جو فرعون کا قبطی وزیر تھا اور تیسرا رأس الکفر فرعون تھا۔ اس قارون کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مالدار بنایا تھا اور یہی اس کے کفر و طغیان کا سبب تھا اور کبر کی انتہا کو پہنچ چکا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے یہ دولت اپنے زورِ بازو سے حاصل کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اظہار کبر کے لئے غیروں کے مقابلے میں اپنا کپڑا ایک بالشت لمبا بنالیا تھا۔

کفر و سرکشی کے اس سرغنہ کا ذکر یہاں اہل قریش کی تنبیہ کے لئے کیا گیا ہے جنھوں نے مکہ میں اپنی سرداری مال و دولت اور دنیاوی مال و متاع کے ضائع ہونے کے خوف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے انکار کر دیا تھا اور کہتے تھے کہ اگر ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی تو دنیائے عرب ہمیں اُچک لے جائے گی اور ہمارا وجود ختم ہو جائے گا۔ ہماری تجارت خطرے میں پڑ جائے گی گویا کفر و استکبار میں ان کی حالت قارون جیسی ہی تھی اس لئے اس کا واقعہ اور انجام بیان کر کے انھیں تنبیہ کی گئی کہ وہ اپنی دولت کے نشہ میں محمدؐ کی دعوت کو نہ ٹھکرائیں جس طرح قارون نے موسیٰؑ کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا ورنہ ان کا انجام بھی اُس جیسا ہوگا۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ اَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ ۚ لَوْ لَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع ۸ / ۱۱

پھر ہم نے قارون اور اسکے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اسکے حامیوں کی کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتی اور نہ ہی وہ خود بدلہ لے سکا (۸۱) اب وہی لوگ جو کل تک قارون کے رتبہ کی تمنا کر رہے تھے کہنے لگے ہماری حالت پر افسوس اللہ اپنے بندوں سے جس کا چاہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جسکا چاہے تنگ کر دیتا ہے، اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ افسوس! اصل بات یہی ہے کہ کافر لوگ فلاح نہیں پا سکتے (۸۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارون کا انجام:

کہتے ہیں کہ قارون جب موسیٰؑ کا مخالف بن کر فرعون سے جا ملا تو اس نے سیدنا موسیٰؑ کو بدنام کرنے کیلئے ایک سازش تیار کی اور ایک فاحشہ عورت کو کچھ دے دلا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپ پر زنا کی تہمت لگا دے۔ چنانچہ جب سیدنا موسیٰؑ نے اسے قسم دے کر سچ سچ بات بتانے کو کہا تو اس نے بتا دیا کہ اسے قارون کے بہکانے سے یہ حرکت کی تھی اور اصل مجرم قارون تھا۔ سیدنا موسیٰؑ کو اس حرکت پر سخت غصہ آیا۔ آپ نے اس کیلئے بددعا کی۔ یہ اسی بددعا کا اثر تھا کہ قارون اپنے محل، اپنے خزانوں اور خادموں سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا۔ زمین کا اتنا ٹکڑا ہی سارا کا سارا عام سطح زمین سے بہت نیچے چلا گیا اور جب اس پر یہ قہر الٰہی نازل ہوا تو اس وقت نہ اسکے خزانے کچھ کام آسکے نہ اسکے خدام اور نہ ہی فرعون اور اس کے درباری اس کی مدد کو پہنچ سکے کہ وہ اسے زمین میں دھنس جانے سے بچا لیں۔ (تیسیر القرآن)

جن لوگوں نے قارون کو تزک واحتشام دیکھ کر اس جیسی دولت کی تمنا کی تھی جب انھوں نے اُسے اسکے گھر بار کے ساتھ زمین میں دھنستے دیکھا تو اپنی تمنا پر نادم ہوئے اور کہنے لگے کہ اب ہمیں معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت ومشیت کے مطابق لوگوں میں روزی تقسیم کرتا ہے، کسی کو خوب روزی دیتا ہے اور کسی پر اس کے دروازے تنگ کر دیتا ہے۔ روزی میں وُسعت اور تنگی نیک بختی اور بدبختی کی دلیل نہیں ہے ورنہ آنَ قارون اپنے مال واسباب کے ساتھ زمین میں دھنسا نہ دیا جاتا۔ اگر اللہ کا ہم پر احسان نہ ہوتا اور ہم بھی قارون کی طرح کبر وغرور میں مبتلا ہوتے تو ہمیں بھی اسی کی طرح زمین میں دھنسا دیا جاتا۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو لوگ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں کبر وغرور میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اللہ کے دین اور اسکے رسول کا انکار کرتے ہیں دنیا وآخرت میں نامرادی ان کی قسمت بن جاتی ہے۔ (تیسیر الرحمن)

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

یہ دار آخرت تو ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص کر دیتے ہیں جو زمین میں بڑائی یا فساد نہیں چاہتے اور (بہتر) انجام تو متقین ہی کے لئے ہے (۸۳) جو کوئی نیکی لے کر آئے گا اسے اس سے بہتر نیکی ملے گی اور جو بُرائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگوں کو بُرائیوں کا اتنا ہی بدلہ ملے گا جس قدر انھوں نے کی ہوں گی (۸۴)

فساد کا مفہوم......فساد فی الارض کیا ہے؟

آیت ۸۳: فساد کے لفظ کا اطلاق عموماً چوری، ڈاکہ، غصب، غبن، لوٹ مار اور قتل وغارت کے معنوں میں کیا جاتا ہے۔ جبکہ شرعی اصطلاح میں فساد فی الارض کے معنوں میں وسعت ہے۔ یعنی وہ کام جس میں انسان اپنے حق سے تجاوز کر رہا ہو یا دوسرے کے حق پامال کر رہا ہو وہ فَسَادٌ فِي الْاَرْضِ کے ضمن میں آئے گا۔ قارون کے قصہ میں اللہ نے قارون کو فَسَادٌ فِي الْاَرْضِ کا مجرم قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہ نہ چوری کرتا تھا نہ لوٹ مار یا قتل وغارت ان میں سے کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ اس کا فساد فی الارض یہ تھا کہ اس کے مال میں دوسروں کا حق شامل تھا وہ اسے ادا نہیں کر رہا تھا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دھوکے سے یا جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچ رہا ہے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ معاشرہ اسے فسادی نہیں سمجھتا لیکن شرعی لحاظ سے وہ فسادی ہے کیونکہ اس نے فریب یا جھوٹی قسم کے ذریعہ چیز کی اصل قیمت سے زیادہ وصول کر کے خریدار کو نقصان پہنچایا یا اس کا حق غصب کیا گویا فساد سے مراد انسانی زندگی کے نظام کا وہ بگاڑ ہے جو حق سے تجاوز کرنے کے نتیجہ میں لازماً رونما ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر احکام الٰہی سے تجاوز کرتے ہوئے انسان جو کچھ بھی کرتا ہے وہ فساد ہی فساد ہے اور سب سے بڑا فساد اللہ کی حق تلفی یا شرک ہے۔ (تیسیر القرآن)

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴿۸۵﴾ وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤی اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ﴿۸۶﴾ وَ لَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَ ادْعُ اِلٰی رَبِّكَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴿۸۷﴾ وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴿۸۸﴾

وقف لازم — ع ۹ — ۱۲

اے نبی بلاشبہ جس (اللہ) نے آپ پر قرآن (عمل اور تبلیغ) فرض کیا ہے وہ آپ کو (بہترین) انجام کو پہنچانے والا ہے۔ آپ کہیے کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون واضح گمراہی میں پڑا ہے (۸۵) آپ کو ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ یہ کتاب (قرآن) آپ پر نازل کی جائے گی یہ تو صرف اللہ کی مہربانی ہے لہٰذا آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ بنئے (۸۶) اور ایسا نہ ہو کہ آپ کی طرف اللہ کی آیات نازل ہونے کے بعد کافر آپ کو اس پر عمل سے روک دیں۔ آپ انھیں اپنے رب کی طرف دعوت دیجئے اور شرک کرنے والوں میں شامل نہ ہوں (۸۷) اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے الٰہ کو مت پکاریں (کیونکہ) اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ اس کی ذات کے بغیر ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے حکم اسی کا چلتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۸۸)

ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے:

آیت ۸۸: جو چیز بھی مخلوق ہے وہ ضرور فنا ہونے والی ہے۔ یہ فنا کب ہوگی۔ قیامت کو یا اس سے بھی مدتوں بعد؟ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے جس طرح خود مخلوق نہیں بلکہ ہر چیز کا خالق ہے۔ اسی طرح اللہ کی صفات بھی مخلوق نہیں جیسے لوح محفوظ اور قلم جو کہ اللہ کی صفت علم سے تعلق رکھتی ہیں بعض علماء کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا آٹھ چیزیں ایسی ہیں جو فنا نہ ہوں گی۔ (۱) اللہ کا عرش (۲) کرسی (۳) بہشت (۴) دوزخ (۵) روح (۶) ریڑھ کی ہڈی کا نقطہ عجب الذنب (۷) لوح محفوظ اور (۸) قلم۔ واللہ اعلم بالصواب۔ چونکہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور مالک ہے لہٰذا کائنات کی ہر چیز پر حکم بھی اسی کا چلتا ہے اور جنوں اور انسانوں میں بھی طبعی اُمور میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ البتہ اختیاری اُمور میں بھی انھیں اللہ کے حکم کا پابند رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی میں ان کا بھلا ہے۔ رہا آخرت کو اللہ کی طرف لوٹنے کا حکم تو یہ اختیاری امر نہیں بلکہ اللہ کا ایسا حکم ہے جو ہو کر رہے گا۔ پھر اس دن حکم بھی صرف اسی کا چلے گا۔ اسی کی عدالت ہوگی اور اسی کے فیصلے نافذ ہوں گے۔ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ العنکبوت

سورۃ العنکبوت مکی ہے اس میں ۸۵ آیتیں اور ۷ رکوع ہیں۔

تعارف: عنکبوت کے معنی مکڑی کے ہیں۔سورۃ عنکبوت میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ مکڑی کا جالا بہت کمزور ہوتا ہے' اسی طرح لوگوں کو یہ بات بھی جان لینی چاہئے کہ غیر اللہ (جن کی پرستش کی جاتی ہے) مکڑی کے جالے سے بھی کمزور ہیں۔غیر اللہ یا تو بے جان بت ہیں یا مرے ہوئے اولیاء یہ سب بہت کمزور اور عاجز اور بے بس ہیں اور اللہ تعالی ہر قسم کی قوت وطاقت کا مالک ہے۔

ایاتھا ۶۹ | ۲۹ سُوۡرَۃُ الۡعَنۡکَبُوۡتِ مَکِّیَّۃٌ ۸۵ | رکوعاتھا ۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

الٓمّٓ ۝۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ۝۲ وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ۝۳

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

الٓمّٓ (۱) کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اگر انھوں نے ''ہم ایمان لائے'' کہہ دیا تو انھیں چھوڑ دیا جائے گا اور ان کی آزمائش نہ ہوگی (۲) حالانکہ ہم نے انکو آزمایا تھا جو ان سے پہلے تھے اللہ ضرور یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ ان میں سے سچے کون ہیں اور جھوٹے کون (۳)

تفسیر ۱ تا ۲۷: ہجرت حبشہ سے پہلے مکہ مکرمہ میں مسلمان بہت سخت حالات سے گزر رہے تھے۔کفار مکہ نے ان کی زندگی دو بھر کر رکھی تھی اور انسانی فطرت کے تقاضے کے مطابق مصیبتوں کی تاب نہ لا کر کبھی گھبرا جاتے اور آپس میں باتیں کرتے کہ اللہ ہماری مدد کب کرے گا۔ان مصیبتوں کا دور کب ختم ہوگا۔

صحیح بخاری میں خباب بن الارت سے روایت کردہ حدیث ہے کہ پریشانیوں کی تاب نہ لا کر ایک بار وہ یہی سوال رسولؐ سے کر بیٹھے جب آپ خانۂ کعبہ کی دیوار کے سائے میں ٹیک لگائے تشریف فرما تھے تو آپؐ نے ان سے کہا کہ تم سے پہلے دوسری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُمتوں کے مومنوں کو اس سے زیادہ تکلیفیں دی گئیں، انھیں آرے سے چیرا گیا، لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت اُتار لئے گئے لیکن وہ اپنے دین سے نہیں پھرے، پھر آپ نے قسم کھا کر فرمایا: دین اسلام غالب ہو کر رہے گا یہاں تک کہ ایک مسافر صنعاء سے حضرموت جائے گا اور اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہیں ہوگا لیکن تم لوگ جلدی کر رہے ہو۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3343) اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مکہ کے انہی مسلمانوں سے کہا ہے کہ اگر تم مسلمان ہو تو تمہاری آزمائش ہوگی اور تمہیں صبر و ثبات کے ساتھ ان سے گذر کر اپنی قوت ایمانی کا ثبوت دینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے اپنے مومن بندوں کے ساتھ یہی دستور رہا ہے کہ انھیں آزماتا ہے؟ تا کہ عملی طور پر ثابت ہو جائے کہ ان میں کون صادق الایمان اور کون جھوٹا اور منافق ہے۔ اس معنی و مفہوم کی قرآن کریم میں متعدد آیتیں آئی ہیں۔ سورۂ آل عمران آیت (۱۴۲) میں آیا ہے: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ﴿۱۴۲﴾ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ اب تک اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جانا ہی نہیں جنھوں نے جہاد کیا اور جنھوں نے صبر سے کام لیا۔ مومنوں کا اِن کے ایمان کے مراتب و درجات کے مطابق امتحان ہوگا اور جو لوگ اس امتحان میں کامیاب رہیں گے ان کا مقام جنت ہوگا اور جو لوگ اِس دنیا میں کفر و معاصی کی زندگی اختیار کریں گے وہ اس خام خیالی میں نہ مبتلا ہوں کہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ کر نکل جائیں گے۔ مولائے برحق ان کی بداعمالیوں کی انھیں سزا دینے پر پوری طرح قادر ہے اور وہ عذابِ جہنم ہوگا جس سے سخت عذاب کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ اللہ کے سامنے انھیں کھڑے ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا وہ اپنے زبانی دعویٰ پر اکتفا نہ کریں بلکہ شرک اور گناہوں سے اجتناب کریں اور عمل صالح کرتے رہیں تا کہ اس دن ذلت و رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور جنت ان کا مقام بنے پھر آگے کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص بھی اس دنیا میں عمل صالح کرے گا تو اس کا اچھا بدلہ اسے ہی ملے گا اللہ اپنے بندوں کی عبادتوں سے قطعی طور پر بے نیاز ہے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۴﴾ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۵﴾ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷﴾

ہاں وہ لوگ جو بُرے کام کر رہے ہیں وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ ہم سے بازی لے جائیں گے؟ وہ کیسا بُرا فیصلہ کر رہے ہیں (۴) جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کی توقع رکھتا ہے تو اللہ کا مقرر کردہ وقت آنے ہی والا ہے اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے (۵) اور جو شخص جدو جہد کرے وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے جدو جہد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ یقیناً اہل عالم سے بے نیاز ہے (۶) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم ضرور ان کی بُرائیاں دور کر دیں گے، اور جو کچھ اُنھوں نے کیا ہوگا اُنھیں اس سے بہتر بدلہ دینگے (۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۶: جہاد کے مختلف محاذ اور اقسام: جہاد بمعنی کسی انسان کی مقدور بھر کوشش جو اسلام کے نفاذ اور اس کی سربلندی کے لئے کی جائے۔ پھر اس جہاد کی اقسام بھی متعدد ہیں اور محاذ بھی متعدد ہیں۔ اقسام سے مراد مثلاً زبان سے جہاد ایک دوسرے کو سمجھانا اور تلقین کرنا یا تقریروں کے ذریعہ تبلیغ کرنا اور قلم سے جہاد یعنی اسلامی تعلیمات کی اشاعت اور اسلام پر وارد ہونے والے اعتراضات اور حملوں کا جواب لکھنا اور پھر اس کے بعد اجتماعی جہاد یا جہاد بالسیف یا قتال فی سبیل اللہ ہے اور جہاد کا سب سے پہلا محاذ انسان کا اپنا نفس ہے۔ پھر اس کے بعد عزیز و اقارب پھر اس کے بعد پورا معاشرہ ہے اور آخری محاذ قتال فی سبیل اللہ یعنی اُن کافروں سے جنگ کرنا ہے جو اسلام کی راہ میں رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے ہوں یا اسلام کو نیست و نابود کرنے پر تلے بیٹھے ہوں۔ جہاد اگر نفس سے کیا جائے گا تو جہاد کرنے والے کی اپنی اخلاقی اور روحانی اصلاح ہوگی۔ اگر اجتماعی جہاد اپنے معاشرے سے کیا جائے گا تو پورا معاشرہ بے حیائیوں سے اور ظلم و جور سے پاک ہوگا اور جہاد بالسیف کیا جائے گا تو اس سے مسلمانوں کو سیاسی فائدہ حاصل ہوں گے۔ جس قسم کا بھی جہاد کیا جائے گا۔ بالآخر اس کا فائدہ جہاد کرنے والے کی ذات کو ہی پہنچے گا۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۷: میں مذکورہ تائید و توثیق ہے کہ جو لوگ ایمان و عمل صالح کی زندگی اختیار کریں گے اللہ ان کے گناہوں کو معاف کر دے گا اور ان کے نیک اعمال کا انھیں بہتر بدلہ دے گا۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹

اور ہم نے انسان کو تاکیدی حکم دیا کہ وہ اپنے والدین سے نیک سلوک کرے اور اگر وہ اس بات پر زور دیں کہ وہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرنا میری طرف ہی تمہیں لوٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں بتلا دوں گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے (۸) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے انھیں ہم صالح لوگوں میں شامل کریں گے (۹)

حقوق والدین اور سعد بن ابی وقاص کی والدہ کا کردار: یعنی والدین بھی تجھے شرک پر مجبور کریں تو ان کی یہ بات تسلیم نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے مصعبؒ کی روایت ہے کہ سعدؓ کہتے ہیں کہ اس کی ماں نے قسم کھائی تھی کہ وہ سعد سے کبھی بات نہ کرے گی جب تک وہ اپنا دین (اسلام) نہ چھوڑے گا نہ ہی وہ کچھ کھائے گی اور نہ پئے گی۔ وہ سعدؓ سے کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے والدین کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور میں تیری ماں ہوں اور تجھے اس بات کا حکم دے رہی ہوں۔ پھر تین دن اس نے کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ہی سعدؓ سے بات کی۔ تین دن بعد غش آ گیا تو اس کے دوسرے بیٹے عمار نے اسے پانی پلایا۔ جب اسے ہوش آیا تو وہ سعد کے حق میں بد دعا کرنے لگی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر:4432) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید کی خاطر ماں اور باپ جیسے عزیز ترین رشتہ داروں کی بات بھی نہیں مانیں گے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایمان اور عمل صالح کی زندگی گزاریں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انھیں انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے ساتھ اس جنت میں جگہ دے گا جس کی دعا انبیاء کرام اپنے لئے کرتے رہے ہیں۔ سلیمانؑ نے دعا کی: وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِكَ فِیۡ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیۡنَ○ میرے رب مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر دینا۔ (النمل:۱۹)

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ فَاِذَاۤ اُوۡذِیَ فِی اللّٰہِ جَعَلَ فِتۡنَۃَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ ؕ وَ لَئِنۡ جَآءَ نَصۡرٌ مِّنۡ رَّبِّکَ لَیَقُوۡلُنَّ اِنَّا کُنَّا مَعَکُمۡ ؕ اَوَ لَیۡسَ اللّٰہُ بِاَعۡلَمَ بِمَا فِیۡ صُدُوۡرِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰﴾ وَ لَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ ﴿۱۱﴾

اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ ''ہم اللہ پر ایمان لائے''، مگر جب اسے اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں کی اس تکلیف کو یوں سمجھتا ہے جیسے اللہ کا عذاب ہو (اور کافروں سے جا ملتا ہے) اور اگر آپ کے رب کی طرف سے نصرت آ جائے تو ضرور کہے گا کہ ہم (دل سے) تو تمہارے ہی ساتھ تھے۔ کیا اہل علم کے دلوں کا حال اللہ کو بخوبی معلوم نہیں (۱۰) اور اللہ تعالیٰ ضرور یہ دیکھ کر رہے گا کہ ایمان والے کون ہیں اور منافق کون؟ (۱۱)

اللہ تعالیٰ خوشی اور تکلیف دے کر آزمائے گا تاکہ منافق اور مومن کی تمیز ہو جائے جو دونوں حالتوں میں اللہ کی اطاعت کرے گا وہ مومن ہے اور جو صرف خوشی اور راحت میں اطاعت کرے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ صرف اپنے حظِ نفس کا مطیع ہے اللہ کا نہیں۔

وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوۡا سَبِیۡلَنَا وَلۡنَحۡمِلۡ خَطٰیٰکُمۡ ؕ وَ مَا ہُمۡ بِحٰمِلِیۡنَ مِنۡ خَطٰیٰہُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ ؕ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَیَحۡمِلُنَّ اَثۡقَالَہُمۡ وَ اَثۡقَالًا مَّعَ اَثۡقَالِہِمۡ ۫ وَ لَیُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ عَمَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۱۳﴾ ع ۱۴

اور کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں تم ہمارے طریقہ کی اتباع کرو تو ہم تمہارے گناہوں کا بار اُٹھائیں گے حالانکہ دوسرے کے گناہوں کا کچھ بھی بار نہیں اُٹھائیں گے۔ یہ سراسر جھوٹے ہیں (۱۲) یہ اپنے (گناہوں کے) بوجھ تو اُٹھائیں گے اور ساتھ دوسرے کے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور جو یہ افترا کرتے رہے یوم قیامت اس سے متعلق ان سے ضرور سوال کیا جائے گا (۱۳)

آیت ۱۲: اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ جھوٹے ہیں قیامت کا دن تو ایسا ہوگا کہ وہاں کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ لا تزر وازرة وزر اخری وہاں تو ایک دوست دوسرے دوست کو نہیں پوچھے گا چاہے ان کے درمیان نہایت گہری دوستی ہو ولا یسئل حمیم حمیما (المعارج:۱۰) حتی کہ رشتے دار ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائیں گے۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖ فَلَبِثَ فِیۡهِمۡ اَلۡفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمۡسِیۡنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوۡفَانُ وَ هُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنۡجَیۡنٰهُ وَ اَصۡحٰبَ السَّفِیۡنَۃِ وَ جَعَلۡنٰهَاۤ اٰیَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۵﴾

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ پچاس برس کم ایک ہزار سال ان کے درمیان رہے، پھر ان لوگوں کو طوفان نے آ گھیرا کہ وہ ظالم تھے (۱۴) پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو (اس طوفان سے) بچا لیا اور کشتی کو اہل عالم کے لئے ایک نشانی بنا دیا (۱۵)

ربط آیات: شروع آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون واضح کیا ہے کہ کوئی بھی آدمی زبان سے یہ کہہ دے کہ میں مومن ہوں، میں مسلم ہوں، یہ دعویٰ کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ امتحان لے گا، مثلاً اذان ہوئی اللہ یہ دیکھے گا کہ یہ دعویٰ کرنے والا نماز پڑھتا ہے یا نہیں، مالدار ہے زکوٰۃ دیتا ہے یا نہیں، رمضان کے روزے رکھتا ہے یا نہیں، اگر نماز نہیں پڑھتا تو وہ مسلمان نہیں ہے، وہ مومن نہیں ہے وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے، آج اسلام کا دعویٰ کرنے والے سبھی ہیں، مگر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والے تھوڑے ہیں، اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہی سچے مسلمان ہیں۔

اب ان آیات میں بہت سے انبیاء کے امتحانات کا ذکر ہے، انبیاء پکے مومن و مسلم تھے، پھر بھی ان کا امتحان لیا گیا تو ہمارا امتحان کیوں نہیں۔ امتحان میں کامیاب ہونے کیلئے اسلامی تعلیمات پر عمل ضروری ہے، بے عمل لوگ امتحان میں ضرور ناکام ہوں گے۔ جب امتحان کے بعد بے ایمان ٹھہرے تو پھر تجارت کس بات پر ہو گی باعمل آدمی امتحان میں کامیاب ہے اور بے عمل آدمی امتحان میں ناکام ہے۔

اس آیت میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دلاسا ہے، حق تعالیٰ آپؐ کو نوحؑ کا واقعہ سنا رہا ہے کہ آپؑ اپنی قوم کو ۹۵۰ برس تک دن رات منظر عام پر بھی اور گھر جا جا کر بھی توحید کی دعوت دیتے رہے لیکن پھر بھی وہ حق سے منہ موڑتے اور اس سے بھاگتے ہی رہے اور آپ کو جھوٹا ہی مانتے رہے اور بجز چند لوگوں کے آپ پر کوئی ایمان نہیں لایا اور آپ کی سر توڑ کوششیں بار آور نہ ہوئیں۔ اے رحمتِ عالمؐ آپ بھی اپنی قوم کے کافروں پر افسوس نہ کریں اور ان کے رویہ سے نہ کڑھیں کیونکہ ہدایت و ضلالت اللہ کے اختیار میں ہے۔ تمام کام اسی کے قبضے میں ہیں اور اسی کی طرف لوٹتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ حَقَّتۡ (یونس:۹۶۔۹۷) جن کے بارے میں آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی وہ ایمان نہیں لائیں گے گو ان کے پاس دنیا بھر کی نشانیاں آ جائیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔ آپ یقین رکھیں کہ اللہ آپ کی مدد فرما کر غلبہ آپ ہی کو دے گا اور آپ کے دشمنوں کو ذلیل و نامراد بنائے گا۔ کشتی عبرت کے لئے بچائی گئی اور پھر فرمایا ہم نے اسے دنیا کے لئے نشانی بنا دیا۔

www.KitaboSunnat.com

وَ اِبۡرٰهِيۡمَ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوۡهُ ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا وَّ تَخۡلُقُوۡنَ اِفۡكًا ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَا يَمۡلِكُوۡنَ لَكُمۡ رِزۡقًا فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ الرِّزۡقَ وَ اعۡبُدُوۡهُ وَ اشۡكُرُوۡا لَهٗ ؕ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنۡ تُكَذِّبُوۡا فَقَدۡ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۸﴾

اور ابراہیمؑ (کا واقعہ یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ گر تم جانو تو یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے (۱۶) اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو محض بتوں کی تھان ہیں! اور تم جھوٹ گھڑتے ہو اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے، لہٰذا اللہ سے رزق مانگو اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو تم اس کی طرف ہی لوٹائے جاؤ گے (۱۷) اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو تم سے پہلے بھی کئی اُمتیں (اپنے رسولوں کو) جھٹلا چکی ہیں اور رسول کے ذمہ تو صرف صاف صاف پیغام پہنچانا ہی ہے (۱۸)

آیت ۱۷: اَوۡثَانٌ وَثَنٌ کی جمع ہے۔ جس طرح اَصنام صنم کی جمع ہے۔ دونوں کے معنی بت کے ہیں۔ بعض کہتے ہیں صَنَمٌ چاندی، پیتل اور پتھر کی مورت کو اور وثن مورت کو بھی اور چونے کے پتھر وغیرہ کے بنے ہوئے انسانوں کو بھی کہتے ہیں۔ کفار مکہ اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ نے فرمایا کہ یہ بت پتھر کے ہیں جو سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں، نفع نقصان کے مالک نہیں۔ یہ بت تو وہ ہیں جن کو تم خود اپنے ہاتھوں سے تراشتے اور گھڑتے ہو۔ یہ نہ پانی برسا سکتے نہ زمین میں درخت اُگا سکتے ہیں اس لئے ایک اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے روزی طلب کرو۔ (احسن البیان)

اَوَ لَمۡ يَرَوۡا كَيۡفَ يُبۡدِئُ اللّٰهُ الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۱۹﴾ قُلۡ سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ بَدَاَ الۡخَلۡقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنۡشِئُ النَّشۡاَةَ الۡاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۚ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ وَ يَرۡحَمُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيۡهِ تُقۡلَبُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ

کیا اُنھوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح خلقت کی ابتدا کرتا ہے پھر کس طرح اعادہ کرتا ہے، یقیناً یہ (اعادہ) اللہ پر سہل ہے (۱۹) آپ ان سے کہئے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ اللہ نے کس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا، پھر وہی دوسری دفعہ اُٹھائے گا، اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے (۲۰) وہ جسے چاہے سزا دے اور جس پر چاہے رحم کرے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۲۱) تم اسے نہ زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور نہ ہی اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی یا ناصر ہوسکتا ہے (۲۲) اور جن لوگوں نے اللہ کی آیات اور اس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع ۲ / ۱۴
اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ لِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ
رَّحْمَتِيْ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا
كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ
حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا
اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ
بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّ
مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ قلا
وقف لازم
فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَ قَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى
رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا
لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ
النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ وَ اٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَ
اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾

ملاقات کا انکار کیا وہ میری رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اور
انہی کے لئے المناک عذاب ہے (۲۳) تو ابراہیمؑ کی قوم کا
جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انھوں نے کہہ دیا کہ ''اسے مار
ڈالو یا جلا ڈالو'' پھر اللہ نے آگ سے بچا لیا۔ یقیناً اس واقعہ
میں ایمان لانے والوں کے لئے کئی نشانیاں ہیں (۲۴)
نیز ابراہیمؑ نے ان سے کہا تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ
کر اصنام کو آپس میں محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے مگر یوم قیامت تم
ایک دوسرے کا انکار کر دو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو
گے، اور تمہارا ٹھکانا آگ ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا
(۲۵) (آگ کو ٹھنڈا ہوتے دیکھ کر) لوط ابراہیم پر ایمان
لے آئے اور ابراہیمؑ نے کہا کہ میں تو اپنے رب کے حکم کے
مطابق ہجرت کرنے والا ہوں وہ یقیناً غالب اور حکمت
والا ہے (۲۶) اور ہم نے انھیں اسحٰق اور (اسحٰق سے) یعقوب
عطا کئے اور انہی کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھ دی، اور ہم
نے دنیا میں بھی انھیں اجر عطا کیا اور آخرت میں وہ یقیناً صالح
لوگوں میں سے ہوں گے (۲۷)

قوم کا جواب: قومِ ابراہیمؑ کی کفر و سرکشی اور کٹ حجتی کا بیان ہے کہ اُنھوں نے آپ کی دعوت و نصیحت کا بس یہی جواب دیا کہ انھیں مار ڈالو یا جلا دو کیونکہ لاجواب ہو کر انسان طاقت پر اتر آتا ہے۔ انھیں طاقت و حکومت پر گھمنڈ تھا۔ فرمایا قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ (الصافات:۹۷) بولے اس کے لئے ایک آتش کدہ بنا کر اس میں جھونک دو پھر یہ ایک طویل مدت تک لکڑیاں جمع کرتے رہے اور ایک گول اور اونچا احاطہ بنا کر اس میں بھرتے رہے پھر لکڑیوں میں آگ لگا دی جس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے اس سے پہلے ایسی خوفناک آگ نہیں دیکھی گئی تھی پھر حضرت ابراہیمؑ کو باندھ کر منجنیق میں رکھ کر اس میں پھینک دیا گیا، خلیل اللہ نے اللہ کے لئے اپنی جان کی قربانی پیش کر دی اور اپنا جسم مبارک آگ کے حوالہ کر دیا، اللہ نے آپ پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دی۔ اس سے صحیح و سالم نکل آئے انھیں قربانیوں کی وجہ سے اللہ نے آپ کو لوگوں کا پیشوا بنایا۔ آپ نے اللہ کی راہ میں اکلوتے بیٹے کی قربانی بڑے شوق سے کی (اللہ نے انھیں بھی بچا لیا) اور مال مہمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ اسی وجہ سے تمام مذاہب والے آپ سے محبت کرتے ہیں۔ پھر فرمایا اس میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں کہ اللہ مخلصوں کو اپنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہربانی سے بچالیتا ہے۔(تفسیر ابن کثیر)

ابراہیمؑ کی دعوتِ توحید کو ان کی قوم میں سے صرف ان کے بھتیجے لوطؑ اور ان کی بیوی سارہ نے قبول کیا۔اس کے بعد وہ اپنا وطن چھوڑ کر ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے تا کہ وہاں پوری آزادی کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں اور دوسروں کو اللہ کے دین کی طرف بلائیں۔اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی راہ میں اذیتیں برداشت کرنے اور پھر اس کی رضا کی خاطر ہجرت کے صلہ میں اسحاق جیسا بیٹا اور یعقوب جیسا پوتا عطا کیا اور ہمیشہ کے لئے نبوت اور آسمانی کتابوں کا نزول ان کی اولاد کے ساتھ خاص کر دیا چنانچہ ان کے بعد تمام انبیاء انہی کی اولاد میں پیدا ہوئے اور تمام آسمانی کتابیں بھی انہی پر نازل ہوئیں تورات موسیٰ پر، زبور داود پر، انجیل عیسیٰ پر اور قرآن کریم نبی کریم ﷺ پر اور یہ سب اولاد ابراہیم سے تھے۔اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا میں اولاد، روزی اور اس بشارت سے نوازا کہ اب سارے انبیاء انہی کی اولاد میں پیدا ہوں گے اور آخرت میں انھیں اکابرین صالحین کے ساتھ جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ؗ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ ع ۳ / ۱۵

اور لوط (کا واقعہ یاد کرو) جب اُنھوں نے اپنی قوم سے کہا تم ایسی بدکاری کے مرتکب ہو رہے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کی تھی (۲۸) کیا تم لوگ (شہوت سے) مردوں کے پاس جاتے ہو رہزنی کرتے اور اپنی مجالس میں بُرے کام کرتے ہو؟ تو اس کی قوم کا اِس کے سوا کچھ جواب نہ تھا کہ انھوں نے یہ کہہ دیا اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ (۲۹) لوط نے دعا کی اے رب ان مفسد لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما (۳۰)

لوطؑ کا واقعہ بھی نوح اور ابراہیمؑ کے واقعہ کی طرح ہے نبی کریم ﷺ کو تسلی دینے کے لئے بیان کیا جا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے انھیں بھی سدوم، عموریہ اور آس پاس کی دیگر بستیوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا تھا۔وہ لوگ شرک اور انکارِ آخرت کے علاوہ لواطت جیسے قبیح اور گھناؤنے گناہ کا ارتکاب کرتے تھے، مسافروں پر چڑھ بیٹھتے، ان کے ساتھ زبردستی لواطت کرتے تھے، ان کا مال واسباب لوٹ لیتے تھے اس لئے لوگوں نے ان بستیوں سے گزرنا چھوڑ دیا تھا اور اپنی مجلسوں میں جمع ہو کر زور زور سے گوز کرتے، اپنے تہ بند اتار کر ننگے ہو جاتے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لواطت کرتے، راہ چلنے والوں پر پتھر چلاتے اور مینڈھے اور مرغے لڑاتے۔(مسند احمد، ترمذی، ابن مردویہ)

لوطؑ نے انھیں توحید کی دعوت دی۔ان کو گناہوں سے روکا اور اللہ کے عذاب کا خوف دلایا لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ ان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو کہ تم اللہ کے نبی ہو، اور یہ کہ ہم نے اگر اپنے اطوار نہ بدلے تو ہم پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا عذاب نازل ہوگا تو پھر ایسا کر ہی گزرو۔ لوطؑ نے ان کے کفر پر اِصرار کرنے اور ان کی بداعمالیوں سے تنگ آ کر دعا کی کہ میرے رب اِن ظالموں کے خلاف میری مدد کر، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے جو فرشتے بھیجے، انھیں اس کا بھی مکلف کیا کہ وہ ان تک پہنچنے سے پہلے ابراہیمؑ کو بیٹے (اسحاق) اور پوتے (یعقوب) کی خوشخبری دیتے جائیں، انھوں نے ابراہیمؑ کو خوشخبری دینے کے بعد یہ اندوہناک خبر بھی دی کہ اللہ نے انھیں قومِ لوط کی بستیوں کو ان کے ظلم و کفر کی وجہ سے ہلاک کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ
قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ
اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۚ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا
لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۫
لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ
الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَ لَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا
لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا
لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ
اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾
اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ
رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾
وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ
يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ
فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ ارْجُوا الْيَوْمَ
الْاٰخِرَ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ
مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ
فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۫﴿۳۷﴾

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے اسحاق کی) بشارت لے کر ابراہیمؑ کے پاس آئے تو کہنے لگے ہم اس بستی (سدوم) کو ہلاک کرنے والے ہیں، کیونکہ اس کے باشندے ظالم ہیں (۳۱) ابراہیم نے کہا وہاں تو لوط موجود ہیں وہ کہنے لگے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ وہاں کون کون ہے۔ ہم انھیں اور ان کے گھر والوں کو بچالیں گے ماسوا ان کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی (۳۲) اور جب یہ رسول (فرشتے) لوط کے پاس آئے تو ان کی آمد پر انھیں دُکھ ہوا اور دل میں گھٹن پیدا ہوگئی۔ اُنھوں نے کہا: خوف نہ کرو اور نہ غمزدہ ہو۔ ہم تمھیں اور تمہارے گھر والوں کو بچالیں گے ماسوا تمہاری بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے (۳۳) ہم اس بستی کے رہنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں کیونکہ یہ بدکاری کر رہے تھے (۳۴) اور سمجھنے والے لوگوں کیلئے ہم نے اس بستی کی ایک واضح نشانی چھوڑ دی ہے (۳۵) اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ انھوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی توقع رکھو اور ملک میں فساد نہ مچاتے پھرو (۳۶) مگر اِن لوگوں نے شعیب کو جھٹلا دیا تو آخر انھیں ایک سخت زلزلہ نے آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۳۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعیبؑ کا وعظ:

اللہ کے بندے اور رسول شعیبؑ کا بیان ہے کہ آپ نے مدین والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا، انھیں خالص اللہ کی عبادت کا حکم کیا اور اللہ کے عذاب و انتقام اور اس کی شوکت و سطوت سے ڈرایا۔ یہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، ڈاکہ ڈالتے تھے اور اللہ کو اور رسول کو نہیں مانتے تھے۔ آخر اللہ نے انھیں خوفناک و عظیم زلزلے اور دلدوز چیخ سے تباہ کر دیا اور ابر والے دن کے عذاب سے بھی یہ بڑا سخت عذاب تھا۔ اس سے ان کی روحیں فنا ہو گئیں۔

وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ
مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ
فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ (۳۸)
وَقَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ
مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ مَا
كَانُوْا سٰبِقِيْنَ (۳۹) فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ
فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ
مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا
بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَ مَا
كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ (۴۰) مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ
بَيْتًا ؕ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ
الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (۴۱) اِنَّ اللّٰهَ وقف لازم
يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَ هُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۴۲) وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا
لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (۴۳) خَلَقَ

اور عاد اور ثمود (کو بھی ہلاک کیا) اور یہ تمہیں ان کی رہائش گاہوں سے واضح ہو چکی ہے، شیطان نے انھیں ان کے کرتوت بڑے مزین کر کے دکھائے تھے اور انھیں راہِ حق سے برگشتہ کر دیا تھا حالانکہ وہ بڑے سمجھدار لوگ تھے (۳۸) اور قارون، فرعون اور ہامان (کو بھی ہم نے ہلاک کیا) ان کے پاس موسیٰ واضح معجزات لے کر آئے مگر وہ ملک میں بڑے بن بیٹھے حالانکہ وہ (ہم سے) آگے نہیں جا سکتے تھے (۳۹) ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے جرم میں دھر لیا، پھر ان میں سے کچھ پر ہم نے پتھراؤ کیا اور کچھ ایسے تھے جنھیں زبردست چیخ نے آ لیا اور کچھ ایسے جنھیں ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کچھ ایسے ہیں جنھیں ہم نے غرق کر دیا، اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا لیکن یہ لوگ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے (۴۰) جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو سرپرست بنا رکھا ہے انکی مثال مکڑی جیسی ہے جس نے اپنا گھر بنایا ہوا اور سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے۔ کاش یہ لوگ کچھ جانتے (۴۱) یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جس چیز کو پکارتے ہیں۔ اللہ اسے خوب جانتا ہے اور وہی سب پر غالب اور حکمت والا ہے (۴۲) ہم یہ مثالیں لوگوں (کو سمجھانے) کیلئے بیان کرتے ہیں، مگر انھیں سمجھتے وہی ہیں جو اہل علم ہیں (۴۳) اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۴﴾	نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، انکی تخلیق میں بھی ایمان لانیوالوں کیلئے ایک نشانی ہے(۴۴)

ع ۱۶ ۴

مشرکوں کے معبودوں کی مثال جیسے مکڑی کا گھر ہو:

یعنی اوپر جن اقوام کا ذکر آیا ہے یہ سب ہی شرک اور بت پرستی میں مبتلا تھیں۔انھیں چیزوں کو انھوں نے اپنا مشکل کشا سمجھ رکھا تھا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر ان کے سامنے قربانیاں بھی پیش کی جاتیں اور نذرو نیاز بھی چڑھائے جاتے تھے۔اس اُمید پر کہ ہمارے یہ سرپرست حضرات ہم سے خوش رہیں۔اور مصیبت کے وقت ہمارے کام آئیں۔مگر ان مشرکوں کے معبودوں یا سرپرستوں کی مثال تو مکڑی کے گھر جیسی ہے جو اس قدر کمزور ہوتا ہے کہ انگلی کی ایک ہلکی سی جنبش سے تار تار ہو جاتا ہے اور گر پڑتا ہے اسی طرح ان مشرکوں پر جب اللہ کا عذاب آیا تو اس عذاب کی پہلی اور ہلکی سی ضرب سے ہی ان کی تمام تر توقعات کا قصر تار تار ہو گیا اور ان کے معبود جہاں تھے وہیں پڑے کے پڑے رہ گئے۔(تیسیر القرآن)

مشرکوں نے اللہ کو چھوڑ کر جو معبود تجویز کر لئے ہیں اور ان سے مُرادیں اور روزیاں مانگتے ہیں اور آڑے وقت بلائیں ٹالنے کے لئے انھیں پکارتے ہیں۔اللہ نے ان کی یہ مثال بیان فرمائی ہے کہ ان کے معبود کمزوری میں مکڑی کے جالے کی طرح ہیں۔کیا کوئی مکڑی کے گھر میں رہ کر سردی گرمی دھوپ اور بارش سے بچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اسی طرح ان کے بتوں کو اختیار و علم کچھ نہیں۔نفع یا نقصان تو کیا پہنچائیں گے اگر مشرکوں کو ذرا بھی عقل ہو تو دیوی دیوتاؤں سے بیزار ہو جائیں۔بخلاف مسلمانوں کے جن کے دلوں میں اللہ کی تصدیق ہے اور وہ شریعت کے پابند رہ کر نیک عملوں سے بھی آراستہ رہتے ہیں۔مسلمان کے ہاتھ میں ایسا مضبوط کڑا ہے کہ وہ ٹوٹنے والا نہیں۔مشرکوں کو ڈرایا گیا ہے کہ اللہ کو مشرکوں کے عمل اور ان کے معبود معلوم ہیں۔وہ بڑی حکمت والا ہے ان کے گندے عملوں کی انھیں ضرور سزا دے گا۔

دنیا حکمت سے پیدا کی گئی:

حق تعالیٰ اپنی عظیم و ہمہ گیر قدرت کی خبر دے رہا ہے کہ اس نے کائنات بیکار و عبث نہیں پیدا کی بلکہ حکمت سے پیدا کی ہے۔فرمایا لِتُجْزٰی (طٰہٰ:۱۵) تاکہ ہر ایک کو اس کے عملوں کا بدلہ مل جائے (۲) لِیَجْزِیَ (النجم:۳۱) تاکہ اللہ بد عملوں کو ان کے عملوں کی سزا دے اور نیک عمل والوں کو انعامات سے نوازے پھر فرمایا (اس میں مومنوں کیلئے زبردست نشانی ہے) یعنی آسمان و زمین اور اس کا ذرہ ذرہ اس بات پر صاف طور سے دلالت کر رہا ہے کہ اللہ ہی بلا شرکت غیرے خالق و مدبر عالم ہے اور سچا معبود ہے۔(تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

(اے نبی ﷺ) اس کتاب کی تلاوت کیجئے جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کیجئے نماز یقیناً بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر تو سب سے بڑی چیز ہے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے (۴۵)

آیت ۴۵: اللہ کے رسول اور مسلمانوں کو قرآن عزیز کی تلاوت کا حکم ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت متعدد مقاصد کے لئے مطلوب ہے۔ اجر و ثواب کے لئے، اس کے معانی و مطالب پر تدبر و تفکر کے لئے اور وعظ و نصیحت کے لئے اس حکم تلاوت میں ساری ہی صورتیں شامل ہیں اور نماز کی پابندی کا حکم بھی ہے کیونکہ نماز سے انسان کا تعلق خصوصی اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے جس سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوتی ہے جو زندگی کے ہر موڑ پر اس کے عزم و ثبات کا باعث اور ہدایت کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔ نماز کے دو بڑے فائدے ہیں۔

(۱) نماز انسان کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، لیکن اسی وقت جبکہ نماز کو سنت کے مطابق ان آداب و شرائط کے ساتھ پڑھا جائے جو اس کی صحت و قبولیت کے لئے ضروری ہیں۔

(۲) نماز میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے جو نماز کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ (احسن البیان، ابن کثیر)

اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز کیسے؟

اس جملہ کے بھی کئی مطالب ہیں۔ ایک یہ کہ تمام تر عبادتوں کی روح رواں اللہ کی یاد ہے۔ اللہ سے ہی انسان غافل ہو تو انسان عبادت کیسے کر سکتا ہے؟ دوسرے یہ کہ تمام عبادات اسی صورت میں بطریق احسن سرانجام دی جا سکتی ہیں کہ اس عبادت کے دوران اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو جائے۔ تیسرا مطلب یہ ہے، اللہ کو یاد کرنا، زبان سے اللہ اللہ کہنا اور دل میں ہر وقت اللہ کو یاد رکھنا بذات خود بہت بڑا نیکی کا کام ہے اور اس مطلب کی تائید مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

سیدنا علیؓ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہؓ کو چکی سے آٹا پیسنے سے بہت تکلیف ہوگئی۔ انھیں خبر ملی کہ آپ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے ہیں۔ (غنیمت سے جس کا پانچواں حصہ آپ کے لئے مختص اور اس کی تقسیم آپ کی صوابدید پر منحصر تھی) وہ آپ ﷺ کے پاس تشریف لائیں تا کہ آپ سے ایک لونڈی یا غلام کا مطالبہ کرے۔ اتفاق سے آپ ﷺ گھر پر نہ ملے تو اُنھوں نے یہ بات سیدہ عائشہؓ سے کہہ دی۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو سیدہ عائشہؓ نے انھیں بتایا کہ آپ ﷺ اسی وقت (رات کو ہی) ہمارے یہاں تشریف لائے جبکہ ہم بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ ہم نے اُٹھنا چاہا مگر آپ ﷺ نے فرمایا: لیٹے رہو (آپ ﷺ میرے اور سیدہ فاطمہؓ کے درمیان بیٹھ گئے) میں نے آپ ﷺ کے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایسی بات نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہے جو تم نے مانگی تھی (اور وہ یہ ہے کہ) جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو اللہ اکبر ۳۴ بار، الحمد للہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۳ بار اور سبحان اللہ ۳۳ بار کہہ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے اس چیز سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا تھا''۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:2881)(تیسیر القرآن)

وَ لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

(اے مسلمانو!) اہل کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر احسن طریق سے اور صرف ان ہی سے جھگڑا کرو جو ان میں سے بے انصاف ہیں اور یوں کہو کہ ہم تو اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو ہماری طرف نازل کی گئی اور جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور ہمارا تمہارا اللہ ایک ہی ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں (۴۶) اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے اسی طرح آپ پر یہ کتاب (قرآن) نازل کی ہے۔ اس پر وہ لوگ ایمان لاتے ہیں جنھیں ہم نے (پہلے) کتاب دی تھی اور ان (اہل مکہ) سے جو کچھ ایمان لاتے ہیں۔ اور ہماری آیات سے انکار کافر لوگ ہی کرتے ہیں (۴۷) اور اے نبی اس سے پہلے آپ نہ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو باطل پرست شبہ میں پڑ سکتے تھے (۴۸) بلکہ وہ تو واضح آیات ہیں جو ان کے سینوں میں محفوظ ہیں جنھیں علم دیا گیا اور ہماری آیات سے بے انصاف کے سوا کوئی انکار نہیں کرتا ہے (۴۹)

آیت ۴۷: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح ہم نے آپ سے پہلے نبیوں پر کتابیں اتاری ہیں اسی طرح آپ پر بھی اتاری ہے۔ پھر فرمایا بعض اہل کتاب بھی جنھیں ہم نے کتاب دی وہ اس پر ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلامؓ اور سلمان فارسیؓ وغیرہ اور عربوں میں سے بھی بہت سے لوگ اس پر ایمان لائے اور ہماری آیتوں کا انکار ان تمام گروہوں میں صرف وہی لوگ کریں گے جو ہٹ دھرمی کے ساتھ کفر پر جمے ہوئے رہیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۴۸: قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نزول قرآن سے پہلے آپ کو لکھنا پڑھنا نہیں آتا تھا' آپ تو اُمی (اَن پڑھ) تھے اگر آپ پڑھنا جانتے ہوتے تو آپ کی رسالت کے منکرین کو بہانہ مل جاتا اور کہتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کوئی پرانی کتاب مل گئی ہے جس میں سے گزشتہ قوموں کے واقعات لکھ کر لوگوں کو سنا دیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۴۹: یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ قرآن مجید لفظ بہ لفظ حفاظ قرآن اور علماء کے سینوں میں محفوظ ہے اور تا قیامت رہے گا اوران آیات کا انکار حد سے تجاوز کرنے والے ہی کریں گے۔

وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَ لَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع
قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

نیز کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب سے معجزے کیوں نہ نازل ہوئے آپؐ کہئے کہ معجزے اللہ کے پاس ہیں اور میں تو واضح ڈرانے والا ہوں (۵۰) کیا انھیں کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے جو انھیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ اس میں ایمان لانے والوں کیلئے یقیناً رحمت اور نصیحت ہے (۵۱) آپؐ کہئے کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی کیلئے اللہ کافی ہے آسمانوں اور زمین میں جو ہے اسے وہ جانتا ہے اور جو لوگ باطل کو مانتے اور اللہ کا انکار کرتے ہیں وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں (۵۲)

آیت ۵۰: مشرکوں کی ہٹ دھرمی اور منہ زوری کہ رحمت عالم ﷺ سے ایسے معجزے مانگتے ہیں جن سے آپ کی صداقت ثابت ہوجائے۔ تو اللہ نے آپ کی زبان میں ان کا جواب دیا کہ معجزات کا مالک تو اللہ ہے، وہ اپنی مرضی سے جب چاہتا ہے دیتا ہے کوئی دوسرا اس پر قادر نہیں، میرا کام تو صرف لوگوں کے سامنے پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ اللہ کے دین کو بیان کردینا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

قرآن زندہ جاوید معجزہ ہے:

آیت ۵۱: یعنی پہلے انبیاء کو جتنے معجزات عطا کئے جاتے رہے وہ سب وقتی اور عارضی تھے جو کسی نے دیکھے کسی نے نہ دیکھے اور آج وہ سب ختم ہوچکے ہیں۔ لیکن یہ قرآن ایسا زندہ جاوید معجزہ ہے جس کی اعجازی حیثیت کو تم خود تسلیم کرتے ہو۔ پھر اور کونسا معجزہ چاہتے ہو؟ پھر یہ کتاب اس لحاظ سے سب کے لئے اللہ کی خاص مہربانی ہے کہ وہ تمہاری زندگی کے ہر پہلو میں تمہاری ٹھیک رہنمائی بھی کرتی ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۵۲: نبی کریم ﷺ کی زبانی کہا گیا کہ اللہ تمہاری تکذیب کو اور میری رسالت کو خوب جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان سب باتوں کا گواہ ہے اس لئے کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی بات بھی اس سے مخفی نہیں ہے تو جو لوگ جھوٹے معبودوں کی پرستش کرتے ہیں اور اللہ کی وحدانیت واُلوہیت کا انکار کرتے ہیں اس میں وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ (تیسیر الرحمن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۝۵۳ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ۝۵۴ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝۵۵

یہ لوگ آپ سے جلد عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر عذاب کا وقت مقرر نہ ہوتا تو وہ ان پر آ چکا ہوتا اور ان پر اچانک آ جائیگا کہ انھیں خبر تک نہ ہوگی (۵۳) یہ آپ سے جلد عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ جہنم کافروں کو گھیرے میں لے چکی ہے (۵۴) جس دن عذاب انھیں اوپر سے ڈھانپ لے گا اور پاؤں کے نیچے سے بھی اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جو کچھ تم کرتے رہے اب اس کا مزہ چکھو (۵۵)

آیت ۵۳: کفار مکہ انتہائی کبر و عناد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اُڑاتے ہوئے کہتے تھے کہ جس عذاب کا تم بار بار ذکر کرتے ہو وہ ہم پر نازل کیوں نہیں ہو جاتا؟ تو اللہ نے ان کا جواب دیا کہ ان کی سرکشی تو اتنی بڑھ چکی ہے کہ واقعی ان پر عذاب کو نازل ہونا ہی چاہیے تھا۔لیکن چونکہ اس کا ایک وقت مقرر ہے اس لئے وہ اپنے متعین وقت پر ہی نازل ہوگا۔(تیسیر الرحمن)

آیت ۵۴: پھر فرمایا کہ یہ عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں۔ حالانکہ ان پر عذاب لامحالہ آ کر رہے گا۔ اللہ کا قہر و غضب اُن سے چوکنے والا نہیں۔جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔(تفسیر ابن کثیر)

آیت ۵۵: جس دن عذاب انکو اپنی لپیٹ میں لیگا تو انکے اوپر نیچے آگ کی چادریں ہونگی۔ چاروں طرف سے آگ میں گھرے ہوئے ہونگے اور شرمندہ و ذلیل کرنے کیلئے کہا جائے گا کہ اپنے شرمناک افعال کا مزہ چکھتے رہو۔(تفسیر ابن کثیر)

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ۝۵۶ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ۝۵۷ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۝۵۸ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۝۵۹ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝۶۰

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! میری زمین یقینا بڑی وسیع ہے۔لہٰذا میری ہی عبادت کرو (۵۶) ہر شخص کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے پھر تم ہماری طرف ہی لوٹائے جاؤ گے (۵۷) اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے ہم انھیں جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔اسی میں وہ دائمی رہیں گے۔عمل کرنے والوں کے لئے کیا ہی اچھا اجر ہے (۵۸) جنھوں نے (مصائب پر) صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (۵۹) اور کتنے ہی ایسے جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ انھیں رزق دیتا ہے اور تم کو بھی وہی دیتا ہے اور سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے (۶۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۵٦: اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کو اس جگہ سے ہجرت کا حکم فرما رہا ہے جہاں رہ کر وہ اپنے دین کو قائم نہیں رکھ سکتے کہ اللہ کی زمین فراخ ہے تنگ نہیں وہاں سے ہجرت کر کے ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں اطمینان سے اللہ کی خالص عبادت کر سکو اور شریعت کے مطابق احکام بجالا سکو۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۵۷: موت کا جام تو ہر ایک کو پینا ہے ہجرت کرو گے تب بھی اور نہ کرو گے تب بھی موت کسی کو چھوڑنے والی نہیں ہے اس لئے اللہ کی اطاعت میں زندگی گزارو اس لئے کہ مر کر تو اللہ ہی کے پاس جانا ہے۔

آیت ۵۸۔۵۹: اللہ تعالیٰ نے اپنے ان نیک بندوں کا مقام بتایا ہے جو اس کی خاطر اپنے گھر بار اور دوست واقارب کو چھوڑ کر ہجرت کر جاتے ہیں اور ہر حال میں اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن)

توکل کا مفہوم: ہجرت کرنے میں ایک بڑی رکاوٹ اپنے ذریعہ معاش کی فکر ہوتی ہے۔ مہاجر ایک تو اپنے وطن سے اپنا ذریعہ معاش چھوڑ کر جاتا ہے اور دوسرے اسے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ جہاں وہ ہجرت کر کے جا رہا ہے وہاں اس کے ذریعہ معاش کی کیا صورت ہوگی؟ ایسے خطرات کو اللہ کے وعدہ پر یقین کرتے ہوئے قبول کر لینے کا نام ہی توکل ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ بے شمار جاندار ایسے ہیں جنہیں ہر روز نئی روزی ملتی ہے اور جو اللہ جانوروں تک کو روزی پہنچاتا ہے وہ اپنے فرمانبرداروں کو کیوں نہ پہنچائے گا۔ چنانچہ سیدنا عمر فاروقؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اللہ پر ایسا توکل کرتے جیسا کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی اسی طرح رزق دیا جاتا۔ جس طرح پرندوں کو دیا جاتا ہے ''وہ صبح بھوکے جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں''۔ (ترمذی حدیث 2266 نمبر علامہ البانی نے صحیح کہا ہے) (تیسیر القرآن)

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ ع ۱۲

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ارض و سماوات کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کر رکھا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے پھر یہ کہاں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں؟ (٦١) اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے کم کر دیتا ہے اور وہ یقیناً ہر بات سے خوب واقف ہے (٦٢) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر اس پانی سے مردہ پڑی ہوئی زمین کو زندہ کیا؟ تو ضرور کہیں گے ''اللہ نے'' آپؐ کہئے پھر ہر طرح کی حمد بھی اللہ ہی کے لئے ہے۔ مگر اکثر عقل نہیں رکھتے (٦٣)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۶۱: یہ مشرکین، جو مسلمانوں کو محض توحید کی وجہ سے ایذا پہنچا رہے ہیں، ان سے اگر پوچھا جائے کہ آسمان وزمین کو عدم سے وجود میں لانے والا سورج اور چاند کو اپنے مدار پر چلانے والا کون ہے؟ تو وہاں یہ اعتراف کئے بغیر انھیں چارہ نہیں ہوتا کہ یہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہے۔لیکن اعتراف کے باوجود حق سے اعراض اور گریز باعث تعجب ہے۔(احسن البیان)

آیت ۶۲: یہ مشرکین کے اعتراض کا جواب ہے جو وہ مسلمانوں پر کرتے تھے کہ اگر تم حق پر ہو تو پھر غریب اور کمزور کیوں ہو؟ اللہ نے فرمایا کہ رزق کی کشادگی اور کمی اللہ کے اختیار میں ہے وہ اپنی حکمت ومشیت کے مطابق جس کو چاہتا ہے کم یا زیادہ دیتا ہے ،اس کا تعلق اس کی رضامندی یا غضب سے نہیں ہے اور اس کو وہی جانتا ہے کہ زیادہ رزق کس کے لئے بہتر ہے اور کس کے لئے نہیں۔(احسن البیان)

آیت ۶۳: کفار سے توحید کا اعتراف کروایا جارہا ہے کہ آسمان سے بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ کرنا بھی اللہ کا کام ہے۔آپ اللہ کا شکرادا کیجئے کہ مشرک بھی ان باتوں کا اقرار کرتے ہیں۔پھر انھیں قائل کیجئے کہ غور کیوں نہیں کرتے جو تنہا ان کاموں پر قادر ہے اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔عبادت اسی کا حق ہے لیکن ان میں سے اکثر اس بات کو سمجھتے ہی نہیں۔(تیسیر الرحمن)

وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚۙ وَ لِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

وقف لازم

اور یہ دنیا کی زندگی ایک کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں۔اصل زندگی دار آخرت ہے کاش وہ لوگ یہ بات جانتے ہوتے (۶۴) پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کی مکمل حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے خالصتاً اسے ہی پکارتے ہیں اور جب وہ انھیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو اس وقت پھر شرک کرنے لگتے ہیں (۶۵) تاکہ ہم نے جو انھیں دیا ہے اس کی ناشکری کریں اور مزے اُڑائیں۔جلد ہی انھیں معلوم ہو جائے گا۔(۶۶)

آیت ۶۴: دنیا کی حقارت اور ناپائیداری کا بیان ہے کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے کافر دنیا کے کاروبار میں مشغول رہتا ہے اس کے لئے شب و روز محنت کرتا ہے لیکن جب مرتا ہے تب خالی ہاتھ ہوتا ہے، جس طرح بچے سارا دن مٹی کے گھروندوں سے کھیلتے ہیں پھر خالی ہاتھ گھروں کو لوٹ جاتے ہیں سچی اور دائمی زندگی آخرت کی زندگی ہے جسے نہ زوال کا خطرہ ہے اور نہ ختم ہونے کا ڈر، اگر لوگوں کو ہوش ہوتا تو سمجھ سے کام لیتے اور فانی کو باقی پر ترجیح نہ دیتے۔(تفسیر ابن کثیر)

آیت ۶۵: مشرکین کے قول وعمل میں تضاد کی مثال یہ ہے کہ وہ آڑے وقت اللہ ہی سے بلاشرکت غیرے مانگتے ہیں پھر ہمیشہ اللہ ہی کی خالص عبادت کیوں نہیں کرتے۔(تیسیر الرحمن، تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۶۶: جب نجات کے بعد لوگ شرک کرنے لگتے ہیں وہ اس لئے کہ وہ مشرک ناشکرے اور احسان فراموش ہیں وہ اپنی اس مشرکانہ چال اور اس عظیم احسان فراموشی کا انجام عنقریب دیکھ لیں گے۔ (ابن کثیر)

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾ ع

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو پرامن بنایا جبکہ اسکے ارد گرد کے لوگ اُچک لئے جاتے ہیں۔ کیا پھر بھی یہ لوگ باطل کو مانتے اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں (۶۷) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خود جھوٹ گھڑ کے اللہ کے ذمہ لگا دے یا اسکے پاس حق آئے تو اسے جھٹلا دے کیا ایسے کافروں کیلئے جہنم کا ٹھکانا کافی نہیں (۶۸) اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم یقیناً انھیں اپنی راہیں دکھلا دیتے ہیں اور اللہ یقیناً اچھے کام کرنے والوں کیساتھ ہے (۶۹)

آیت ۶۷: اللہ تعالیٰ قریش کو اپنی نعمتیں یاد دلا رہا ہے کہ اس نے مکہ کو حرم اور پرامن بنا دیا ہے جہاں وہ دیگر قبائل عرب کے مقابلہ میں بہت کم ہونے کے باوجود پُرسکون زندگی گزار رہے ہیں ان کے خلاف قتل و غارت گری کا کوئی سوچتا بھی نہیں، جبکہ ان کے ارد گرد رہنے والے قبائل ایک دوسرے پر چھاپہ مارتے ہیں، قتل کرتے ہیں، مال و اسباب لوٹتے ہیں اور بہتوں کو قیدی بنا لیتے ہیں، وہ کب تک اللہ تعالیٰ کی اِن نعمتوں کی ناشکری اور بتوں کی پرستش کرتے رہینگے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۶۸: اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو افترا پردازی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک ہے، یہ اس حق کو جھٹلاتا ہے جسے اللہ نے انسانوں کی ہدایت کیلئے بھیجا ہے۔ ایسے لوگ اللہ کے نزدیک کافر ہیں اور انکا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (تیسیر الرحمن)

اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں یعنی دین پر عمل کرنے میں جو دشواریاں اور مشکلات پیش آتی ہیں اور اپنی راہ (سُبُلَنَا) سے مراد دنیا اور آخرت کے وہ راستے ہیں جن پر چل کر انسان کو اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور احسان کا مطلب۔ اللہ کو ناظر جان کر ہر نیکی کے کام کو اخلاص کے ساتھ کرنا۔ سنت نبوی ﷺ کے مطابق کرنا۔ بُرائی کے بدلے حسن سلوک کرنا، اپنا حق چھوڑنا، دوسروں کو انکے حق سے زیادہ دینا۔ یہ سب باتیں احسان کے مفہوم میں شامل ہیں۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ الروم

سورۃ الروم مکی ہے اس میں ۶۰ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں۔

تعارف نام: اس سورہ کا نام دوسری آیت کے لفظ ''غُلِبَتِ الرُّوۡمُ'' سے ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول: آغاز ہی میں جس تاریخی واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سورہ ۶۱۵ء میں نازل ہوئی جبکہ رومیوں پر ایرانیوں کا غلبہ ہوا تھا اور یہ وہی سال تھا جس میں ہجرت حبشہ واقع ہوئی۔

موضوع: جو پیشین گوئی اس سورہ کی ابتدا میں کی گئی ہے وہ قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے اور محمد ﷺ کے رسول برحق ہونے کی نمایاں ترین شہادتوں میں سے ایک ہے۔

عہد رسالت میں دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ایک ایران جو کہ آتش پرست قوم تھی اور دوسری روم یہ عیسائی تھے۔ مشرکین مکہ کی ہمدردیاں ایرانیوں کے ساتھ تھیں اس لئے کہ وہ بھی بت پرست قوم تھی اور مسلمانوں کی ہمدردیاں روم کی عیسائی حکومت کے ساتھ تھیں، جو اہل کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ وحی اور رسالت پر یقین رکھتے تھے۔ جب رومیوں پر ایرانی غالب آ گئے تو مشرکوں کو خوشی اور مسلمانوں کو غم ہوا اس موقع پر قرآن کی یہ آیات نازل ہوئی کہ رومی چند ہی سالوں میں پھر غالب آ جائیں گے کفار مکہ نے جب اِن آیات کو سنا تو مسلمانوں کا خوب مذاق اُڑایا اور ابی بن خلف نے ابوبکرؓ سے شرط یہ لی کہ رومی اگر تین سال کے اندر غالب ہو گئے تو میں تم کو دس اونٹ دوں گا ورنہ دس اونٹ تم کو دینے ہوں گے۔ نبی ﷺ کو اس شرط کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ ''بِضۡعِ'' کا لفظ تین سے دس تک کے عدد کے لئے استعمال ہوتا ہے لہٰذا جو مدت تم نے رکھی اس میں اضافہ کرلو اور اونٹوں کی تعداد بڑھا کر ۱۰۰ (سو) کر دو چنانچہ ابوبکرؓ نے ایسا ہی کیا اور اُبی نے سودا طے کر لیا۔

پیشین گوئی مبنی برصداقت تھی، چنانچہ ۹ ھ میں رومی پھر غالب آ گئے جس سے مسلمانوں کو خوشی ہوئی۔ اس طرح روم و ایران کے معاملہ سے آیات کا رُخ آخرت کے مضمون کی طرف پھر جاتا ہے۔ اس سلسلے میں آخرت پر استدلال کرتے ہوئے کائنات کے جن آثار کو شہادت میں پیش کیا گیا ہے وہ بعینہ وہی آثار ہیں جو توحید پر بھی دلالت کرتے ہیں، پھر توحید کے اثبات اور شرک کے ابطال کے بعد پھر اس فساد عظیم کی طرف جو اس وقت دنیا کی وہ سب سے بڑی سلطنتوں کے درمیان جنگ کی بدولت برپا تھا اشارہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ یہ فساد بھی شرک کے نتائج میں سے ہے اور پچھلی انسانی تاریخ میں بھی جتنی قومیں مبتلائے فساد ہوئی ہیں وہ سب بھی مشرک ہی تھیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیاتها ۶۰ ۳۰ سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ ۸۴ رکوعاتها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓمّٓ ۞ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۞ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ
هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۞ فِيْ بِضْعِ
سِنِيْنَ ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ
يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۞ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۞ وَعْدَ
اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۚۖ وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۞

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ (۱) رومی مغلوب ہو گئے (۲) قریب ہی سرزمین میں تاہم وہ مغلوب ہونے کے بعد پھر غالب آجائیں گے (۳) چند سالوں میں اس (شکست) سے پہلے بھی اللہ ہی کا حکم چلتا تھا اور بعد میں بھی اسی کا چلے گا اور (جب رومیوں کو فتح ہو گی تو) اس پر مسلمان خوشیاں منائیں گے (۴) انھیں بھی اللہ کی مدد حاصل ہو گی۔ اللہ جسے چاہے نصرت بخشتا ہے اور وہ سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے (۵) یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ مگر اکثر لوگ (یہ بات) نہیں جانتے (۶) وہ صرف دنیا کی زندگی کا ظاہری پہلو ہی جانتے ہیں اور آخرت سے وہ بالکل غافل ہیں (۷)

تشریح آیات ۱ تا ۷: الٓمّٓ: حروف مقطعات ہیں ان کا معنی اللہ جانتا ہے۔ (ابن کثیر)

آیت ۲۔۳: جیسا کہ اس سورت کے آغاز میں واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ ان آیات کریمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے رومیوں کی اہل فارس کے ہاتھوں مغلوبیت اور پھر ان پر غالب آنے کی خبر دی گئی ہے اسی طرح مسلمانوں کی فتحیابی اور اس سے ان کے خوش ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ ادنی الارض سے مراد وہ علاقہ ہے جو ایرانیوں کے علاقہ سے قریب تھا یعنی دمشق اور بیت المقدس کا وہ علاقہ جس میں رومیوں کو شکست ہوئی پھر دس (۱۰) سال کے اندر ہی حالات ایسے بدلے کہ اہل فارس شکست کھاتے چلے گئے اور رومیوں کو زبردست غلبہ حاصل ہوا۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۴: بضع کا اطلاق تین سے دس تک ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوا اور رومیوں کے غالب آنے سے پہلے بھی حکم اللہ ہی کا تھا اور بعد میں بھی اسی کا حکم ہے جس دن رومی غالب آئیں گے اس روز مسلمان بھی خوشیاں منائیں گے، یعنی مسلمانوں کو بھی خوشی میسر آئے گی چنانچہ رومیوں کا غلبہ جنگ بدر کے دن ہوا تھا جس سے مسلمانوں کو دوہری خوشی ہوئی تھی اللہ نے اس دن مسلمانوں کو بھی مشرکوں پر غالب فرمایا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۷: یعنی اکثر لوگوں کو دنیوی معاملات کا خوب علم ہے۔ چنانچہ وہ ان میں تو اپنی چابک دستی اور مہارت فن کا مظاہرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں جن کا فائدہ عارضی اور چند روزہ ہے لیکن آخرت کے معاملات سے یہ غافل ہیں، جن کا نفع مستقل اور پائیدار ہے یعنی دنیا کے اُمور کو خوب جانتے ہیں اور پہچانتے ہیں اور دین سے بالکل بے خبر ہیں۔ (احسن البیان)

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝۸ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ وَ عَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۹ؕ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ع

اور کیا اُنھوں نے کبھی اپنے آپ میں غور وفکر نہیں کیا؟ اللہ نے ارض وسماوات اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کو کسی حقیقی مصلحت اور ایک مقررہ وقت تک کے لئے پیدا کیا ہے مگر لوگوں میں سے اکثر اپنے رب سے ملاقات کے منکر ہیں (۸) اور کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان لوگوں نے زمین کو آباد کیا اُنھوں نے زمین کو جوت کر اسے ان سے زیادہ آباد کیا۔ ان کے پاس (بھی) ہمارے رسول واضح دلائل لے کر آئے تھے۔ اللہ کا ان پر ظلم کرنے کا ارادہ نہیں تھا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے (۹) پھر جن لوگوں نے بُرائیاں کی تھیں ان کا انجام بھی بُرا ہی ہوا کیونکہ اُنھوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور وہ ان کا مذاق اُڑایا کرتے تھے (۱۰)

آیت ۸: آخرت کے یقین کے لئے فرمایا کہ وہ لوگ اپنی ذات میں کیوں غور وفکر نہیں کرتے کہ جس خالق و مالک نے انھیں پہلی بار پیدا کیا اور پھر ایک محدود زندگی کے بعد انھیں گھاٹ اتار دیا، کیا وہ انھیں دوبارہ پیدا کر کے ان کی دنیا کی زندگی کے اعمال کا حساب لینے پر قادر نہیں ہوگا۔ مگر اکثر لوگ نادانی سے اللہ کی ملاقات کا عقیدہ نہیں رکھتے اور ان باتوں کو جھوٹا مانتے ہیں۔

آیت ۹: گزشتہ قوموں کے حالات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے جن کو اللہ نے کفر باللہ، حق کے انکار اور رسولوں کی تکذیب کی وجہ سے ہلاک کیا۔ حالانکہ یہ قومیں قوت اور آبادی کے حساب سے بڑھ کر تھیں۔ ان گزشتہ قوموں کے آثار ونشانات پر غور وفکر نہ کرنے پر توبیخ کی جا رہی ہے۔

آیت ۱۰: جو لوگ اللہ کی آیات اور نشانیوں کا مذاق اُڑاتے تھے اور تکذیب کرتے ان کا انجام جو ہوا وہ بدترین انجام تھا۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۲ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ

اللہ ہی مخلوق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۱۱) اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو مجرم لوگ سخت مایوس ہو جائیں گے (۱۲) اور ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شُفَعٰٓؤُا وَ كَانُوْا بِشُرَكَآىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ۝۱۳ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ۝۱۴ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ۝۱۵ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ لِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓىِٕكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ۝۱۶ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۝۱۷ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۝۱۸

شریکوں میں کوئی بھی ان کا سفارشی نہ بنے گا اور وہ خود بھی اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے (۱۳) اور جس دن قیامت قائم ہوگی لوگ الگ الگ گروہوں میں بٹ جائیں گے (۱۴) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کئے وہ تو جنت کے باغوں میں فرحاں ہونگے (۱۵) اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تو ایسے لوگوں کو عذاب میں رکھا جائیگا (۱۶) پس تم اللہ کی تسبیح کرو شام کے وقت بھی اور صبح کے وقت بھی (۱۷) ارض وسماوات میں حمد اسی کے لائق ہے۔ نیز پچھلے پہر اور ظہر کے وقت بھی (۱۸)

آیت ۱۱: عقیدہ بعث بعد الموت کی تائید کرتے ہوئے کہا جارہا ہے کہ جو بلا نمونہ کے کسی چیز کی ابتدا کرسکتا ہے اس کو وہی دوبارہ زندہ کرکے حساب وجزا کے لئے جمع کرے گا۔ (تفسیر تیسیر الرحمن)

آیت ۱۲۔ ۱۳: اور جس دن جزا وسزا کا وقت آئے گا اس دن یہ کافر اور مشرک کوئی دلیل پیش نہیں کرسکیں گے اور حیران و ساکت اور مبہوت کھڑے رہیں گے اور کوئی شریک جن کو وہ دنیا میں پکارتے تھے جن کی عبادت کرتے تھے مانگتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے سفارشی ہوں گے ہمیں عذاب سے بچالیں گے تو ایسا کوئی بھی وہاں نہ ہوگا۔

آیت ۱۴: اس سے مراد مومنین اور کافرین ومشرکین کی الگ الگ جماعتیں ہوں گی اور ان کے اندر دائمی جدائی ہو جائے گی۔ یہ دونوں پھر کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔ (احسن البیان)

آیت ۱۵۔ ۱۶: جنتی جنت میں موج اُڑا رہے ہوں گے اور جہنمی عذاب میں گرفتار ہوں گے اور ہولناک سزاؤں سے دوچار ہوں گے۔

آیت ۱۷۔ ۱۸: اللہ اپنی مقدس ذات کی پاکی بیان فرمارہا ہے اور اپنے بندوں کو دن رات پانچ بار اوقات مخصوصہ میں تسبیح وتحمید کی ہدایت فرمارہا ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ تسبیح سے مراد نماز ہے اور جو اوقات بتائے گئے ہیں۔ (تُصْبِحُوْنَ) میں فجر (تُمْسُوْنَ) میں مغرب وعشاء (عَشِيًّا) میں عصر اور (تُظْهِرُوْنَ) میں نماز ظہر آجاتی ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۱۹: انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر اس کے قادر ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اناج سے نباتات پیدا کرتا ہے اور نباتات سے اناج، مرغیوں سے انڈے اور انڈے سے مرغیاں پیدا کرتا ہے اور وہی مومن سے کافر اور کافر سے مومن پیدا کرتا ہے۔ (احسن البیان)

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ

(اسی کی تسبیح کرو) وہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اسی

ع ۲
۵

تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

طرح تم (مرنے کے بعد زمین سے) نکالے جاؤ گے (۱۹) اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر اب تم انسان ہو جو ہر جگہ پھیل رہے ہو (۲۰) اور ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں کئی نشانیاں ہیں (۲۱)

آیت ۲۰: اللہ تعالیٰ کی قدرت اور دوبارہ زندہ کرنے کی دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور یہی انسان کسب معاش اور دیگر حاجات و ضروریات بشریہ کے لئے چلتا پھرتا اور زمین میں منتشر ہو جاتا ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۲۱: اللہ تعالیٰ کی نعمت کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے اپنی مہربانی سے ہماری ہی جنس سے ہمارے ہی آرام کے لئے جوڑے بنائے اور ہمارے درمیان نکاح کے ذریعہ سکون اور باہمی پیار و محبت و شفقت بھی پیدا کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے جن دو مرد اور عورت میں کبھی ملاقات نہیں ہوتی۔ کوئی رشتہ داری نہیں ہوتی ان کے دلوں میں ایک دوسرے کیلئے محبت موجزن ہو جاتی ہے اور رحمت و ہمدردی کے سوتے پھوٹ پڑتے ہیں اور ایک دوسرے پر جان نثار کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور ایک یہ کہ اس نے ارض و سماوات پیدا کیا اور تمہاری زبانیں اور تمہارے رنگ مختلف بنا دیئے۔ اہل علم کے لئے اس میں بھی کئی نشانیاں ہیں (۲۲) نیز تمہارا رات اور دن کو سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ جو لوگ غور سے سنتے ہیں ان کے لئے اس میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں (۲۳) اور ایک یہ کہ وہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے جس سے تم ڈرتے ہو اور اُمید بھی رکھتے ہو اور آسمان سے پانی برساتا ہے جس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔ سوچنے سمجھنے والوں کے لئے اس میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں (۲۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۲۲: اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں جہاں زمین وآسمان ہیں وہیں مختلف بولیاں ہیں۔ ہزاروں قسم کی بولیاں اور زبانیں اس نے انسان کو سکھائیں کبھی ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط نہیں ہوسکتیں۔ پھر اسی طرح انسان نے ہر زبان کو دوسری زبان سے فرق کیا۔ خدوخال، جسمانی ساخت اور قدوقامت بھی ایک دوسرے سے الگ رکھی۔ یہ ایسا فرق ہے کہ ایک ایک ملک کا انسان الگ سے پہچان لیا جاتا ہے۔ بار بار الگ الگ پیرائے سے اس بات کا اشارہ کیا جارہا ہے کہ غوروفکر کرنے والوں کے لئے کئی نشانیاں ہیں جو انھیں آخرت اور جزاوسزا پر ایمان لانے کی دعوت دیتی ہیں۔

آیت ۲۳: اللہ کی قدرت اور بعث بعدالموت کی دلیل یہ بھی ہے کہ لوگ رات میں یا دن میں آرام کرتے ہیں سوجاتے ہیں اور پھر اُٹھ کر حصول رزق کے لئے کوشاں رہتے ہیں، آدمی کا سوجانا موت کی ہی ایک قسم ہے۔ (تیسیرالرحمن)

آیت ۲۴: اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں بجلی کی چمک اور بادل کی گرج بھی ہے اس لئے تم ڈرتے بھی ہو کہ کہیں بجلی گرنے یا زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے کھیتیاں برباد نہ ہوجائیں اور اُمید بھی وابستہ کرتے ہو کہ بارش ہوگی تو فصل اچھی ہوگی۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖۗ مِّنَ الْاَرْضِ ۖۗ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾ ع ۸

اور (اس کی نشانیوں میں سے) ایک یہ کہ ارض وسماء اسی کے حکم سے (بلاستون) قائم ہیں، پھر وہ جب تمھیں ایک ہی دفعہ زمین میں سے پکارے گا تو تم زمین سے نکل کھڑے ہوگے (۲۵) ارض وسماوات میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے سب کے سب اسی کے فرمانبردار ہیں (۲۶) اور وہی تو ہے جو خلقت کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ (دوسری بار کی پیدائش) اس پر زیادہ آسان ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اس کی نشانیاں بالاتر ہے اور وہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے (۲۷)

آیت ۲۵: اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت آسمان وزمین کا جو نظام ہے اسی کے حکم سے درہم برہم ہوجائے گا اور تمام انسان قبروں سے زندہ ہوکر باہر نکلیں گے۔

آیت ۲۶: آسمان وزمین کی تمام مخلوق اسی کی ملکیت میں ہے اور سب اس کے لونڈی غلام ہیں ہر ایک خوشی سے یا ناخوشی اسی کے زیر فرمان ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۲۷: جب کسی چیز کا دوبارہ پیدا کرنا شروع کے پیدا کرنے کی نسبت آسان ہوتا ہے تو اللہ کے لئے تو شروع میں بھی پیدا کرنا آسان ہے۔ پھر بھلا وہ دوبارہ کیسے نہ پیدا کرے گا۔ اتنے کمالات اور عظیم قدرتوں کا مالک، تمام مثالوں سے اعلیٰ اور برتر ہے۔ "لیس کمثلہ شئ" (الشوریٰ:۱۱) کوئی چیز اس جیسی نہیں۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور اللہ تمہارے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے جو خود تم ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ تمہارے کچھ غلام ہوں اور جو ہم نے تمہیں عطا کیا اس میں تم اور وہ برابر شریک ہوں۔ کیا تم یہ گوارہ کر سکتے ہو؟ تم ان سے ایسے ڈرو گے جیسے اپنے ہمسروں سے ڈرتے ہو۔ سوچنے والوں کے لئے اللہ ایسے ہی اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے (۲۸) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان ظالموں نے بغیر علم کے اپنی خواہشات کی اتباع کر رکھی ہے پھر جسے اللہ نے گمراہ کر دیا ہوا سے کون ہدایت پر لا سکتا ہے اور ان کا کوئی مددگار بھی نہ ہوگا (۲۹)

آیت ۲۸: شرک کی تردید کے لئے انسانوں کے حالات زندگی سے ماخوذ ایک مثال پیش کی ہے کہ ایک غلام تمہارے دیئے ہوئے ٹکڑوں پر پلتا ہے لیکن تم یہ پسند نہیں کرتے کہ وہ تمہاری طرح مال صرف کرے تمہارے برابر رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت میں شرکت کی بات کو کیسے پسند فرمائے گا۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۲۹: دراصل مشرکین بغیر کسی سند اور دلیل کے اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ محض خواہش پرستی اور باپ دادا کی تقلید سے بھلا اسے کون ہدایت پر لا سکتا ہے جس پر اللہ گمراہی لکھ چکا ہو انھیں اللہ کی تقدیر سے کوئی چھڑانے والا اور اس کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں۔ اللہ کو اختیار ہے وہ جو چاہے کرے گا۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾

لہٰذا (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) یکسو ہو کر دین کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ یہی فطرت الٰہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی اس خلقت میں کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا دین قیم یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۳۰) اسی کی طرف رجوع کرتے ہوئے (اسی بات پر قائم ہو جاؤ) اور اس سے ڈرتے رہو اور صلاۃ قائم کرو اور مشرکوں سے نہ ہو جانا (۳۱) جنھوں نے اپنا دین الگ کر لیا اور گروہوں میں بٹ گئے ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی میں مگن ہے (۳۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر بچہ اصل فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے

آیت ۳۰: یہ بات ہر انسان کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے کہ اس کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اور وہ اس کا بندہ اور غلام ہے۔ لہٰذا اسے صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرنا چاہئے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ، فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:1270)

ہر انسان میں قبول حق کی استعداد موجود ہے اور یہی اللہ کی فطرت ہے

پچھلی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی فطرت اصلی پر اس کے والدین یا ماحول کا گہرا اثر ہوتا ہے اور غلط ماحول میں وہ فطرت اصلیہ دب جاتی ہے۔ اسی دبی ہوئی فطرت سے ماحول کے دباؤ کو زائل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء کو بھیجتا اور کتابیں نازل فرماتا ہے بالفاظ دیگر ہر انسان کی فطرت میں یہ استعداد رکھ دی گئی ہے، اور اسی لئے اسے قبول حق کا مکلف بھی بنایا گیا ہے۔ مثلاً اگر فرعون یا ابوجہل کی فطرت میں یہ استعداد اور صلاحیت ہی موجود نہ ہوتی تو انھیں حق کی طرف دعوت دینا ہی بے معنی ہوگا۔

اس جملہ کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ اللہ نے انسان کو جس فطرت پر پیدا کیا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے ساتھ دوسروں کو بھی معبود نہیں بنایا جاسکتا۔ اور انسان عبد اور غلام ہے۔ اسے کسی طرح یہ سزاوار نہیں کہ وہ اللہ کا نافرمان اور سرکش ہوجائے یا خود ہی معبود بن بیٹھے۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جس جاندار کو جس حال میں پیدا کیا اسے اسی حال میں رہنے دینا چاہئے۔ یعنی جانوروں کے بچے تندرست اور صحیح شکل وصورت پر پیدا ہوئے تھے تو مشرکین جن جانوروں کو بتوں کے نام پر وقف کرتے ان کے کان چیر دیتے تھے۔ علاوہ ازیں بچوں کے سر پر کسی کے نام کی چوٹی رکھنا، داڑھی منڈانا، خوبصورتی کی خاطر جسم کو گودنا یا گدوانا اور اس میں نیلا داغ دینا یا دانتوں میں مصنوعی طریقوں سے خلا پیدا کرنا سب اسی ضمن میں آتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۳۱: توحید پر ثابت قدمی کے ساتھ ساتھ اللہ کی طرف ہر حال میں رجوع کرو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم کرتے رہو اور ان تمام کو چھوڑ کر مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۳۲: مشرک نہ بنو جنھوں نے اپنا اپنا دین تبدیل کرڈالا کچھ باتیں مان لیں اور کچھ نہیں مانیں۔ اصلی دین توحید کو بگاڑ کر صحیح راہ کو چھوڑ کر غلط راہ اختیار کرلی اور اپنی جماعت اور اپنے گروہ کو ہی برحق سمجھ رہے ہیں ان پر خوش اور مطمئن ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ اِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ٝ فَسَوْفَ

جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب ہی کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتے ہیں پھر جب اللہ انھیں اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تب ان میں سے کچھ اپنے رب سے شرک کرنے لگتے ہیں (۳۳) تاکہ اس نعمت کی ناشکری کریں جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۴﴾ اَمۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنًا فَہُوَ یَتَکَلَّمُ بِمَا کَانُوۡا بِہٖ یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۳۵﴾	ہم نے انھیں دی ہے۔ مزے کرلو۔ جلد تم جان لو گے (۳۴) یا ہم نے ان پر سند اتاری ہے جو اس شرک کو صحیح بتلاتی ہو جو یہ کررہے ہیں (۳۵)

آیت ۳۳۔۳۵: یہ مضمون سورہ عنکبوت میں گزر چکا ہے۔ آڑے وقت میں بلاشرکت خالص اللہ کو پکارنا اور خوشحالی میں اللہ کے ساتھ شریک کرنا اس کی کوئی دلیل اللہ نے نازل نہیں فرمائی اس میں استفہام انکاری ہے۔ (احسن البیان)

وَ اِذَاۤ اَذَقۡنَا النَّاسَ رَحۡمَۃً فَرِحُوۡا بِہَا ؕ وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ سَیِّئَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ اِذَا ہُمۡ یَقۡنَطُوۡنَ ﴿۳۶﴾ اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰی حَقَّہٗ وَ الۡمِسۡکِیۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِیۡلِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَ اللّٰہِ ۫ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۸﴾ وَ مَاۤ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا لِّیَرۡبُوَا۠ فِیۡۤ اَمۡوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرۡبُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ ۚ وَ مَاۤ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ زَکٰوۃٍ تُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُضۡعِفُوۡنَ ﴿۳۹﴾	اور جب ہم انھیں اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو یہ اتراتے ہیں اور جب ان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے انھیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو آس توڑ بیٹھتے ہیں (۳۶) کیا اُنھوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ جسکا چاہے رزق زیادہ کردیتا ہے اور (جسکا چاہے) کم کردیتا ہے۔ ایمان لانے والوں کیلئے اس میں کئی نشانیاں ہیں (۳۷) (اے مسلمانو!) اپنے قرابت والے کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق یہ بات ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونگے (۳۸) اور جو کچھ تم بطور سود دیتے ہو کہ لوگوں کے اموال سے تمہارا مال بڑھتا رہے تو ایسا مال اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا اور جو کچھ تم اللہ کی رضا چاہتے ہوئے بطور زکوٰۃ دیتے ہو تو ایسے ہی لوگ اپنے مال کو دگنا چوگنا کررہے ہیں (۳۹)

آیت ۳۶: انسان کی بری عادت کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے کہ انسان کی یہ ایک بُری عادت ہے کہ وہ نعمتوں پر اترا کر مغرور ہوجاتا ہے اور گھمنڈ کرنے لگتا ہے اور جب مصیبت آتی ہے تو نا اُمید ہوجاتا ہے۔ حالانکہ یہ مصائب انہی کے کاموں کا نتیجہ ہوتے ہے۔ البتہ اہل ایمان اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ''ایک صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مومن کی خوش قسمتی ہے کہ اس کے لئے اللہ کے ہر فیصلہ میں خیر و برکت ہے۔ اگر اسے آرام پہنچتا ہے تو شکر بجالاتا ہے اور اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے''۔ دونوں ہی حالتوں میں اس کے لئے خیر ہی خیر ہے''۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر:5318)

آیت ۳۷: اللہ فاعل و مختار مطلق ہے وہی اپنی حکمت و عدالت سے روزیوں کو گھٹاتا اور بڑھاتا ہے کسی کو مالا مال کردیتا ہے اور کسی کو تنگدست بنادیتا ہے اس میں ایمان والوں کے لئے اللہ کی معرفت اور نشانیاں ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۳۸: جب روزی دینے والا اللہ ہے اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں تو بندے کو چاہئے کہ وہ بخل اور تنگ دلی سے کام نہ لے، اور اپنے رشتہ داروں، محتاجوں اور مسافروں کو فراموش نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے اور ان کے حقوق ادا کرے۔ رشتہ دار کا حق اس لئے مقدم کیا کہ اس کی فضیلت زیادہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ غریب رشتہ دار کے ساتھ احسان کرنا دہرے اجر کا باعث ہے۔ ایک صدقے کا اجر اور دوسرا صلہ رحمی کا۔

پھر فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے سامنے ہمیشہ آخرت رہتی ہے اور اس کار خیر سے وہ لوگ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور آخرت میں کامیابی ایسے ہی لوگوں کے قدم چومے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۳۹: سود سے بظاہر اضافہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی نحوست دنیا و آخرت میں تباہی کا باعث ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور متعدد صحابہ نے اس آیت میں ربا سے مراد سود نہیں بلکہ ہدیہ اور تحفہ لیا ہے جو کوئی غریب کسی مالدار کو یا رعایا کا کوئی فرد، بادشاہ یا حکمراں کو اور ایک خادم اپنے مخدوم کو اس نیت سے دیتا ہے کہ وہ اس کے بدلے میں مجھے اس سے زیادہ دے گا۔ اسے ربا سے اسی لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ دیتے وقت اس میں زیادتی کی نیت ہوتی۔ یہ اگرچہ مباح ہے تاہم اللہ کے یہاں اس پر اجر نہیں ملے گا۔ (ابن کثیر)

زکوۃ سے مال کیسے بڑھتا ہے؟ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی رضا کی خاطر زکوۃ و خیرات دیتے ہیں تو وہ معاشرہ خوشحال ہو جاتا ہے۔ غریبوں کی قوت خرید بڑھ جاتی ہے جس کا فائدہ بالآخر پھر دولت مند تاجروں اور صنعت کاروں کو پہنچتا ہے اور اس طرح جو انھیں فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ سود پر روپیہ دینے کی نسبت بہت زیادہ ہو جاتا ہے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جو لوگ صدقات و زکوۃ ادا کرتے ہیں انھیں قیامت کے دن اس سے بہت زیادہ اجر ملے گا۔ یہ اجر دس گنا بھی ہو سکتا ہے ستر گنا بھی سات سو گنا بھی بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس اجر کی کمی و بیشی کے لئے بھی اللہ کے ہاں چند اصول ہیں۔ مثلاً جس محتاج کی ضرورت پوری کی گئی وہ کس حد تک ضرورت مند تھا۔ خرچ کرنے والے کی نیت میں خلوص کتنا تھا۔ اور پھر اس نے یہ نیکی کرنے کے بعد کوئی ایسا کام تو نہیں کیا جس سے وہ اپنا اجر ضائع کر دے۔ یا خرچ کرتے وقت کچھ ریا کا عنصر تو شامل نہ تھا اور خرچ کرتے وقت شریعت کی ہدایات کو ملحوظ رکھا گیا تھا یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ (تیسیر القرآن)

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ ثُمَّ رَزَقَکُمۡ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ ؕ ہَلۡ مِنۡ شُرَکَآئِکُمۡ مَّنۡ یَّفۡعَلُ مِنۡ ذٰلِکُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ ؕ سُبۡحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۴۰﴾ ع

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا، پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان میں سے کوئی کام کر سکتا ہو وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ شریک ٹھہراتے ہیں ان سے بالاتر ہے۔ (۴۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۴۰: مشرکین کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا، کھانے کے لئے رزق دیا اور تم کو موت دے گا اور دوبارہ زندہ بھی وہی کرے گا تمہارے باطل معبودوں کو ان باتوں کی قدرت ہے؟ تو پھر ان بتوں کی کیوں پرستش کرتے ہو اللہ کی ذات تمام عیوب سے پاک ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿٤٢﴾

بحر و بر میں فساد پھیل گیا جس کی وجہ لوگوں کے کمائے ہوئے اعمال ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے کچھ اعمال کا مزا چکھا دے۔ شاید وہ ایسے کاموں سے باز آ جائیں (۴۱) آپ ان سے کہئے: ذرا زمین میں چل پھر کر تو دیکھو جو لوگ تم سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا؟ ان میں سے اکثر مشرک ہی تھے (۴۲)

خشکی سے مراد: انسانی آبادی اور تری سے مراد سمندر، سمندری راستے اور ساحلی آبادیاں ہیں۔ فساد سے مراد ہر وہ بگاڑ ہے جس سے انسانوں کے معاشرے اور آبادیوں میں امن وسکون تہ و بالا، اور ان کے آرام میں خلل واقع ہو۔ اس لئے اس کا اطلاق سیئات میں بھی صحیح ہے کہ انسان ایک دوسرے پر ظلم کر رہے ہیں۔ اللہ کی حدوں کو پامال اور توڑ رہے ہیں۔ اور قتل وخونریزی عام ہو گئی ہے اور ارض وسماوی آفات میں بھی اس کا اطلاق صحیح ہے۔ جو اللہ کی طرف سے سزا ہے جیسے (قحط، کثرت سے موت، خوف' اور سیلاب ') جب انسان اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور زمین فساد سے بھر جاتی ہے۔ امن وسکون ختم اور خوف ودہشت غارتگری عام ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ زمینی اور آسمانی عذاب کا نزول ہوتا ہے تا کہ لوگ توبہ کر لیں۔ اور ان کا رجوع اللہ کی طرف ہو جائے۔ اس کے برعکس جس معاشرے کا نظام اطاعت الٰہی پر قائم ہو اور اللہ کی حدیں نافذ ہوں۔ ظلم کی جگہ عدل ہو وہاں امن وسکون اور اللہ کی طرف سے خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ زمین میں اللہ کی ایک حد کا قائم کرنا، وہاں کے انسانوں کے چالیس روز کی بارش سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ، حدیث نمبر: 2537 علامہ البانیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے) اسی طرح جب ایک بدکار (فاجر) آدمی مرجاتا ہے تو بندے ہی اس سے راحت محسوس نہیں کرتے۔ شہر بھی اور درخت اور جانور بھی آرام پاتے ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 6031) (احسن البیان)

آیت ۴۲: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کفار مکہ سے یہ کہا جا رہا ہے کہ تم سے پہلے مشرکین کا جو انجام ہوا اس سے عبرت حاصل کرو۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۖ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿٤٣﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ﴿٤٤﴾

پس (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی توجہ درست اور متوازن دین کی طرف مرکوز کیجئے قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے جس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنے کی کوئی صورت نہیں ہے اس دن لوگ پھٹ کر الگ الگ ہو جائیں گے (۴۳) جس نے کفر کیا تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾

اس کا وبال اسی پر ہے اور جس نے نیک عمل کئے تو وہ اپنی (فلاح کی) راہ ہموار کر رہے ہیں (۴۴) تا کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انھیں اپنی مہربانی سے اس کا بدلہ دے۔ وہ یقینا کافروں کو پسند نہیں کرتا (۴۵)

آیت ۴۳: اس دن کے آنے کو کوئی روک نہیں سکتا اس لئے قیامت کے آنے سے پہلے پہلے اللہ کی اطاعت کا راستہ اختیار کرلیں اور نیکیوں سے اپنا دامن بھر لیں۔ (احسن البیان)

آیت ۴۴۔۴۵: یہ دنیا دار العمل ہے یہاں انسان کو اس لئے بھیجا گیا ہے تا کہ آخرت کی کامیابی کے لئے کوشش کرے تو جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کفر کی راہ پر چلتا ہے قیامت کے دن اپنے کفر کا مزہ چکھے گا اور اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند بھی نہیں کرتا اور رہے وہ لوگ جو اچھے اعمال کرتے رہیں وہ جنت میں اپنے لئے گھر بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل و کرم سے وہاں بھیج کر ان کے ایمان و عمل صالح کا اچھا بدلہ دے گا۔ (تیسیر الرحمن)

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو خوشخبری دینے والی بنا کر بھیجتا ہے اور اس لئے کہ تمہیں اپنی رحمت سے لطف اندوز کرے نیز اس لئے کہ اس کے حکم سے کشتیاں رواں ہوں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گذار بنو (۴۶) اور آپ سے قبل ہم نے کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے جو روشن دلائل لے کر ان کے پاس آئے پھر جو لوگ مجرم تھے ہم نے ان سے انتقام لے لیا اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارا حق تھا (۴۷)

آیت ۴۶: پھر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانیاں واضح کر رہا ہے کہ وہ ہواؤں کو بارش کی خوشخبری دینے کے لئے بھیجتا ہے اور آدمی کو اُمید ہو جاتی ہے کہ اب جلد ہی بارش ہوگی اور بارش نازل کر کے لوگوں کے لئے ان کی روزی مہیا کرتا ہے تجارتی مال اور سامان کے ذریعے بھی جو کشتیوں کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی ہیں یہ تمام نعمتیں وہ تمہیں شکر بجالانے کے لئے دیتا ہے لہٰذا تم اس کی نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری نہ کرو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَ یَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۵۰﴾ وَ لَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ یَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَاۤ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع ۵ / ۸

اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادل کو اُٹھالاتی ہیں۔ پھر اللہ جیسے چاہتا ہے اس بادل کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اسے ٹکڑیاں بنا دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ بارش کے قطرے اس میں نکلتے ہیں پھر جب اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے بارش برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں (۴۸) حالانکہ وہ اس بارش کے برسنے سے قبل مایوس ہو چکے تھے (۴۹) اب اللہ کی اس رحمت کے نتائج پر غور کیجئے کہ وہ کیسے زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیتا ہے یقیناً وہی مردوں کو حیات بخشنے والا ہے اور وہی ہر ایک چیز پر قادر ہے (۵۰) اور اگر ہم ایسی ہوا بھیجیں جس کے اثر سے وہ اپنی کھیتی کو زرد پڑتا دیکھیں تو اس کے بعد وہ کفر بکنے لگتے ہیں (۵۱) (اے نبی ﷺ!) آپ نہ تو مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیرے بھاگے جا رہے ہوں (۵۲) اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر ہدایت دے سکتے ہیں۔ آپ انھیں سنا سکتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ سر تسلیم خم کرتے ہیں (۵۳)

آیت ۴۸-۴۹: اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ہوا کو بھیجتا ہے جو بادل کو حرکت دیتی ہے اور وہ بادل اس کے حکم سے فضا میں اس کی حکمت و مصلحت کے مطابق پھیل جاتا ہے کہیں گہرا ہوتا ہے تو کہیں ہلکا کہیں زیادہ ہوتا ہے تو کہیں کم پھر اللہ تعالیٰ دوبارہ اس کے ٹکڑے بنا دیتا ہے جن کے درمیان سے بارش کی بوندیں نکل نکل کر سطح زمین پر گرتی ہیں۔ لوگ بارانِ رحمت پا کر خوشیاں منانے لگتے ہیں اور خشکی اور قحط سالی کی وجہ سے انھیں جو حزن و ملال لاحق ہے وہ دور ہو جاتا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۵۰: جس طرح وہ زمین کو بارانِ رحمت کے ذریعے زندگی دیتا ہے اور اس میں سبزے لہلہانے لگتے ہیں، اسی طرح وہ قیامت کے دن لوگوں کو دوبارہ زندگی عطا کرے گا اس لئے کہ وہ ذات برحق ہے ہر چیز پر قادر ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۵۱: پھر اس کے بعد جب خزاں کا موسم آتا ہے اور نباتات سرد پڑنے لگتے ہیں تو انسان پھر سے مایوس ہو جاتا ہے اور اللہ کے حق میں کفریہ کلمات بکنے اور شکوے شکایات کرنے لگ جاتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۵۲۔۵۳: کفار کو اندھے اور بہروں سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بات مردے اور بہرے سن نہیں سکتے ہیں اور اندھے آپ کو دیکھ نہیں سکتے۔ اسی طرح یہ لوگ اپنی گمراہی میں بہت دور نکل گئے ہیں آپ کی دعوت حق کو وہ لوگ قبول کریں گے جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ (تیسیر الرحمن)

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ۝۵۴ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ڶ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ۝۵۵ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَھٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۵۶ فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝۵۷

ع ۱۲/۱۸ — في مخفي بعض القضاء وفيها، في الوجهين لكن الفتح مختار ۱۲

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزور حالت سے پیدا کیا۔ پھر اس کمزوری کے بعد تمہیں قوت بخشی پھر اس قوت کے بعد تمہیں کمزور اور بوڑھا بنا دیا۔ وہ جسے چاہے پیدا کرتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا قدرت والا ہے (۵۴) اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسمیں کھا کر کہیں گے کہ "ہم تو ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے" اسی طرح وہ (دنیا میں بھی) غلط اندازے لگایا کرتے تھے (۵۵) اور جنھیں علم اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے: تم تو اللہ کی کتاب کے مطابق یوم حشر تک پڑے رہے۔ سو یہی ہے یوم حشر لیکن تم تو اسے (حق) نہ جانتے تھے (۵۶) پس اس دن ظالموں کو نہ انکی معذرت کچھ فائدہ دیگی اور نہ ہی ان سے مطالبہ کیا جائیگا کہ وہ اپنے رب کو راضی کرلیں (۵۷)

آیت ۵۴: یہاں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک اور کمال بیان فرما رہا ہے اور وہ مختلف اطوار سے انسان کی تخلیق ہے۔ اس کی اصل تو خاک ہے پھر یہ نطفے سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت لوتھڑے سے پھر ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے پھر اس پر گوشت چڑھایا جاتا ہے اور روح پھونک دی جاتی ہے۔ پھر بچپن کے مرحلے سے گذار کر جوان بنایا پھر بوڑھا بنایا تو جو ذات تمہیں عدم سے وجود میں لانے پر قادر ہے تو تمہیں دوبارہ پیدا نہیں کر سکے گی؟ وہ ہر چیز کو اچھی طرح سے جانتا ہے اور ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۵۵: کافر دنیا میں بھی جاہل رہے ہیں اور آخرت میں بھی علم سے محروم رہیں گے قیامت کے دن قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں صرف ایک گھڑی رہے تھے۔ وہ لوگ جھوٹ بولیں گے ان کا مقصد یہ ہوگا کہ انھیں اتنا موقعہ ہی نہیں ملا کہ وہ رسولوں کو مانتے تا کہ ان کو معذور سمجھا جائے۔ (ابن کثیر)

آیت ۵۷: اس دن کفار و مشرکین کا عذر قابل قبول نہیں ہوگا جو منکرین ربوبیت اور منکرین رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہی ان کو توبہ واستغفار کرنے کا موقعہ دیا جائے گا۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝۵۸ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۹ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝۶۰ ع ۶

اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان کردی ہیں۔ اور اگر آپ ان کے پاس کوئی معجزہ بھی لے آئیں تو کافر لوگ یہی کہیں گے کہ تم تو جعلسازی کر رہے ہو (۵۸) اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو (حق بات کو) نہیں سمجھتے (۵۹) لہٰذا آپ صبر کیجئے اللہ کا وعدہ سچا ہے ایسا نہ ہو کہ جو لوگ یقین نہیں کرتے وہ آپ کو ہلکا بنا دیں (۶۰)

آیت ۵۸: بعث بعد الموت، قیامت کے دن حساب اور جزاء وسزا بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے اس قرآن میں بہت سی مثالیں بیان کردی ہیں جو توحید باری تعالیٰ، صداقت انبیاء اور بعث بعد الموت جیسی حقیقتوں کی پوری وضاحت کرتی ہیں اگر وہ آپ سے کوئی معجزہ دیکھ لیں تب بھی وہ اس کو جادو اور باطل بتا دیں گے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۵۹: ایسے دلوں پر جو حق تسلیم نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے پھر ان کے سامنے ہزار نشانیاں پیش کردیں گے تب بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۶۰: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ ان کی مخالفت وعناد پر ان کے تکلیف دہ باتوں پر صبر کیجئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے وہ یقینا حق ہے اور بہر صورت پورا ہوگا۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ لقمٰن

سورۂ لقمان مکی ہے اس میں ۳۴ آیتیں اور ۴ رکوع ہیں۔

تعارف:

نام: اس سورہ کے دوسرے رکوع میں وہ نصیحتیں نقل کی گئی ہیں جو لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو کی تھیں، اسی مناسبت سے اس کا نام لقمان رکھا گیا۔

موضوع:

اس سورہ میں بھی شرک کی تردید اور توحید کا اثبات مختلف پیرائے میں کیا گیا ہے اور انھیں دعوت دی گئی ہے کہ باپ دادا کی اندھی تقلید چھوڑ دیں۔ کھلے دل سے اس تعلیم پر غور کریں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش کر رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ بھی بتایا گیا کہ یہ کوئی نئی آواز نہیں ہے جو دنیا میں یا خود دیار عرب میں پہلی مرتبہ ہی اُٹھی ہو اور لوگوں کے لئے بالکل نامانوس ہو۔ پہلے بھی جو لوگ علم و عقل اور حکمت و دانائی رکھتے تھے وہ یہی باتیں کہتے تھے جو آج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ رہے ہیں۔ تمہارے اپنے ہی ملک میں لقمان نامی حکیم گزر چکا ہے جس کی حکمت و دانش کے افسانے تمہارے ہاں مشہور ہیں، جس کی مثالیں اور جس کے حکیمانہ مقولوں کو تم اپنی گفتگوؤں میں نقل کرتے ہو جس کا ذکر تمہارے شاعر اور تمہارے خطیب اکثر کیا کرتے ہیں اب خود ہی دیکھ لو وہ کس عقیدے اور کن اخلاقیات کی تعلیم دیتا تھا۔

لقمانؑ نبی تھے یا اللہ کے نیک بندے، اس بارے میں کتاب و سنت سے صریح اور واضح دلیل نہیں البتہ صحابہ و تابعین کے مختلف اقوال ہیں۔ مثلاً ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حبشی غلام تھے اور بڑھئی تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے جابر بن عبداللہؓ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا آپ کوتاہ قامت اور اونچی ناک والے مصری حبشی تھے اور آپ کے موٹے موٹے ہونٹ تھے۔ (ابن کثیر) بہر حال وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے حکمت (عقل و فہم) اور دینی بصیرت میں ممتاز مقام عطا فرمایا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أیاتها ۳۴ ۳۱ سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ ۵۷ رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳﴾ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓىٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

الٓمّٓ (۱) حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں (۲) جو نیکوکار لوگوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے (۳) یعنی وہ لوگ جو صلوٰۃ قائم کرتے، زکوٰۃ ادا کرتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں (۴) یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں (۵)

آیت۱: الٓمّٓ جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ حروف مقطعات کا معنی و مفہوم اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

آیت۲: اس آیت کریمہ کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں قرآن کریم کی عظمت واہمیت بٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تلك سے اشارہ قرآن کریم کی آیتوں کی طرف کیا گیا ہے اور حکیم کے تین معانی بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن حکمتوں سے بھری کتاب ہے۔ قرآن کتاب محکم ہے یعنی قیامت تک کوئی کتاب اسے منسوخ نہیں کرے گی اور قرآن ہر قسم کے نقص و خلل اور اپنے اخبار واحکام میں تناقض و تضاد سے یکسر پاک ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت۳: اور یہ کتاب عظیم نیک عمل کرنے والوں کیلئے ذریعہ ہدایت اور باعث رحمت ہے۔ مفسرین نے یہاں محسنین کے دو معنی کئے ہیں۔ ایک محض نیک عمل کرنے والا۔ اور دوسرا وہ شخص جو اپنے رب کی عبادت اس طور پر کرتا ہے جیسے حدیث جبرئیل میں "احسان" کی تعریف میں بیان کیا گیا ہے کہ بندہ اپنے رب کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت۴: نماز، زکوٰۃ اور آخرت پر یقین۔ یہ تینوں نہایت اہم ہیں اس لئے ان کا بطور خاص ذکر کیا، ورنہ محسنین و متقین تمام فرائض و سنن بلکہ مستحبات تک کی پابندی کرتے ہیں۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۶﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِیْۤ اُذُنَیْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ

لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو اسلئے بیہودہ باتیں خریدتا ہے کہ بغیر علم کے اللہ کی راہ سے بہکادے اور اسکا مذاق اڑائے۔ ایسے ہی لوگوں کیلئے رسوا کرنیوالا عذاب ہے (۶) اور جب اسے ہماری آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو تکبر سے یوں منہ پھیر لیتا ہے جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں گویا اس کے کانوں میں ثقل ہے۔ آپ اسے المناک عذاب کی بشارت دے دیجئے (۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝٨ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٩

البتہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کیلئے نعمتوں والے باغ ہیں (۸) جن میں وہ ہمیشہ رہینگے یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے (۹)

آیت ٦: اوپر کی آیتوں میں خوش نصیبوں کا ذکر ہوا اور اس میں بدنصیبوں کا جو ہر قسم کی لغویات میں فکر آخرت سے غافل لہو لعب، رقص وسرود اور دنیا کی لذتوں میں منہمک ہیں۔ اور دین کو استہزاء و تمسخر کا نشانہ بھی بناتے ہیں اور جو لوگ ایسا کرتے ان کے لئے قیامت کے دن رسوا کن عذاب ہوگا۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ٧: لہو ولعب اور رقص وسرود کے شیدائیوں کی ایک لازمی صفت بیان کی گئی ہے کہ جب انکے سامنے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو کبر وغرور کے مارے پیٹھ پھیر کر ایسا بھاگ پڑتے ہیں کہ جیسے اُنھوں نے کچھ سنا ہی نہیں گو یا انکے کانوں میں ایسا بوجھ ہے جو اسے سننے سے محروم کردے۔ ایسے لوگوں کیلئے دردناک عذاب کی خوشخبری دی گئی ہے۔ (تیسیر الرحمن)

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝١٠ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝١١ ع ١٠

اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا (جیسا) تم انھیں دیکھتے ہو اور زمین میں سلسلہ ہائے کوہ رکھ دیئے تا کہ وہ تمہیں لے کر ہچکولے نہ کھائے اور اس میں ہر طرح کے جاندار پھیلا دیئے نیز ہم نے آسمان سے پانی برسایا جس سے ہم نے زمین پر ہر قسم کی عمدہ اجناس اُگادیں (۱۰) یہ تو ہے اللہ کی مخلوق اب مجھے دکھلاؤ کہ اللہ کے سوا دوسرے معبودوں نے کیا کچھ تخلیق کیا ہے؟ (کچھ نہیں) بلکہ یہ ظالم صریح گمراہی میں پڑے ہیں (۱۱)

آیت ١٠: اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے کہ اس نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان تمام چیزیں اپنی قدرت سے پیدا کردیں۔ آسمان کو ایسے ستونوں سے کھڑا کردیا جن کو تمہاری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور زمین میں پہاڑوں کو اس طرح بھاری بوجھ بنا کر رکھ دیا کہ جن سے زمین ثابت رہے حرکت نہ کرے۔ اور زمین میں انواع واقسام کے جانور زمین میں ہر طرف پھیلا دیئے جنھیں انسان کھاتا بھی ہے، سواری اور بار برداری کے لئے بھی استعمال کرتا ہے اور بطور زینت اور آزمائش کے بھی رکھتا ہے اور آسمان سے بارش برسا کر ہر قسم کے غلے اور میوے پیدا کئے جو انسانی زندگی کیلئے بہت نافع ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ١١: یہ تمام قدرتی اوصاف بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کفار ومشرکین سے یہ سوال کررہا ہے، جن کی تم عبادت کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اور انھیں مدد کے لئے پکارتے ہو کیا اُنھوں نے زمین و آسمان میں کوئی چیز پیدا کی ہے؟ جب ایسی قدرتوں والا مالک صرف اور صرف اللہ ہی ہے تو عبادت بھی اسی کی ہونی چاہئے اور اسی سے مانگا جائے۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾ وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی (جو یہ تھی) کہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہو۔ جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور ناشکری کرے تو اللہ یقیناً بے نیاز ہے اور اپنی ذات میں محمود ہے (۱۲) اور جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا کہ پیارے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے (۱۳)

آیت ۱۲: حکیم لقمان کے متعلق سورہ کے آغاز میں بتایا گیا کہ وہ کون تھے اللہ تعالیٰ نے انھیں حکمت عطا کی تھی بیشتر مفسرین کے قول کے مطابق یہ سوڈان علاقہ کے رہنے والے تھے اور ایک قول کے مطابق داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کے لئے قاضی مقرر کئے گئے تھے۔ (تیسیر الرحمن)

حکمت سے مراد دین کی سمجھ، صائب الرائے ہونا، ہر دم اللہ سے ڈرتے رہنا اور اسی کے ذکر و فکر میں لگے رہنا ہے۔ مفسرین کے ایک قول کے مطابق ''حکمت'' سے مراد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا ہے گویا اس الحکمت یہ ہے کہ بندہ ہر حال میں تمام ظاہری اور باطنی نعمتوں کو یاد کر کے اپنے قول و عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ (تیسیر الرحمن)

جو شخص شکر بجالاتا ہے اللہ تعالیٰ مزید انعامات سے نوازتا ہے اور جو ناقدری اور کفران نعمت کرتا ہے تو اللہ شکر گزاری کا محتاج نہیں وہ تو بے نیاز و خوبیوں والا ہے۔

آیت ۱۳: لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو پہلی نصیحت اور وصیت یہ کی کہ انھیں شرک سے منع کیا اور کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا یہ ظلم عظیم ہے۔

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا

النصف

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے (حسن سلوک کا) تاکیدی حکم دیا اس کی ماں نے کمزوری سہتے ہوئے اسے اُٹھائے رکھا اور دو سال اس کے دودھ چھڑانے میں لگے، میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی میرے پاس ہی لوٹ آنا ہے (۱۴) اور اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ البتہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

دنیوی معاملات میں ان سے بھلائی کے ساتھ رفاقت کرنا مگر اتباع اس شخص کی راہ کی کرنا جس نے میری طرف رجوع کیا ہو پھر تمہیں میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں بتادوں گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے (۱۵)

آیت ۱۴: شرک سے منع کرنے کے بعد لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد حسن سلوک کے سب سے پہلے مستحقین اس کے ماں باپ ہیں۔ سورۃ الاسراء میں فرمایا ہے: "وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ" کہ آپ کے رب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم لوگ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

اس لئے کہ والدین اس کے لئے تکلیف پہ تکلیف اُٹھاتے ہیں اور خاص کر ماں جو پوری مدت حمل میں اسے پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے اور کئی طرح کی کمزوریوں، تکلیفوں کو برداشت کرتی ہے مدت حمل پوری ہونے کے بعد زچگی اور پھر دو سال تک رضاعت کی مصیبتوں کو جھیلتی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مدت رضاعت دو سال ہے اس سے زیادہ نہیں۔ (احسن البیان)

آیت ۱۵: اگر والدین یہ کوشش کریں کہ تم میرے ساتھ عبادت میں شریک کرو تو تم ان کا کہنا نہ مانو اور توحید پر قائم رہو اور دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ رہو ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور ان لوگوں کی راہ پر چلو جو میرے نیک اور مخلص بندے ہیں اور لوگوں کو میری عبادت کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ آیت جملہ معترضہ ہے لقمان کی نصیحتوں میں سے نہیں تھی۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ ع ۲/۹/۱۱

اے بیٹے! اگر (تیرا عمل) رائی کے دانے کے برابر بھی ہو وہ خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں، اللہ اسے نکال لائے گا اللہ یقیناً باریک بین اور باخبر ہے (۱۶) پیارے بیٹے! صلوٰۃ قائم کرو، نیکی کا حکم کرو اور برے کام سے منع کرو اور اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کرو۔ بلاشبہ یہ سب باتیں بڑی ہمت کے کام ہیں (۱۷) اور (از راہ تکبر) لوگوں سے اپنے گال نہ پھلا نا نہ ہی زمین میں اکڑ کر چلنا (کیونکہ) اللہ کسی خود پسند اور شیخی بگھارنے کو پسند نہیں کرتا (۱۸) اور اپنی چال میں اعتدال ملحوظ رکھو اور اپنی آواز پست کرو۔ بلاشبہ سب آوازوں سے بری آواز گدھے کی آواز ہے (۱۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱٦: پھر لقمان کی نصیحتوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ اگر کوئی رائی کے دانے کے برابر بھی نیکی کرے یا بُرائی کرے وہ کسی چٹان میں چھپ کر کرے یا زمین و آسمان کے مخفی گوشوں میں رہ کر تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ظاہر کر دے گا۔ وہ باریک بین اور ہر چیز کی خبر رکھتا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۱۷: لقمان اپنے بیٹے کو نماز قائم کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ یعنی اس کے تمام شروط، ارکان اور واجبات وسنن کی رعایت کرتے ہوئے اسے ادا کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جو تکلیف تمہیں اس راہ میں پہنچ رہی ہے اس پر صبر کرو یہ سارے اُمور اللہ کی جانب سے حتمی اور واجب العمل ہیں۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۱۸: میرے بیٹے جب لوگوں سے بات کرو، یا وہ تم سے بات کریں تو انھیں حقیر سمجھ کر اور تکبر کی وجہ سے ان سے منہ پھیر کر بات نہ کرو بلکہ ان کے ساتھ نرمی، محبت اور خوش روئی کے ساتھ بات کرو اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ متکبر اور دوسروں کے سامنے فخر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۱۹: یعنی اپنی چال سست نہ ہو جیسے کوئی بیمار ہو اور نہ اتنی تیز ہو کہ شرف و وقار کے خلاف ہو اسی کو دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا "یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا" (الفرقان: ٦٣) اللہ کے بندے زمین پر وقار اور سکون کے ساتھ چلتے ہیں۔
اور جب بات کرو تو پست آواز رکھو کیونکہ بغیر ضرورت آواز اونچی کرنے سے ہر سنجیدہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہے جس طرح گدھے کی بُری آواز سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اسی لئے آوازوں میں سب سے بُری اور ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہے۔ (احسن البیان)

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝۲۰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۲۱

کیا تم دیکھتے نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور اس نے اپنی تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دی ہیں۔ لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو اللہ کے بارے میں جھگڑتا ہے جبکہ اس کے پاس نہ علم ہے نہ ہدایت اور نہ کوئی روشنی دکھانے والی کتاب ہے (۲۰) اور جب انھیں کہا جائے کہ جو اللہ نے نازل کیا ہے اس کی اتباع کرو تو کہتے ہیں "بلکہ ہم تو اس کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا" کیا خواہ شیطان انھیں جہنم کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہو؟ (پھر بھی انہی کی اتباع کرتے رہو گے) (۲۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۲۰: لقمان کی نصیحتوں کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے دنیوی واُخروی نعمتوں کا بیان فرمایا ہے۔

آیت ۲۱: جب ان جھگڑنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ پر جو دین وشریعت اور جو آسمانی کتاب نازل کی ہے اس کی پیروی کرو تو وہ صاف کہتے ہیں کہ ہم اپنے باپ داداؤں کی راہ پر چلیں گے اور انہی کے بتوں کی پرستش کریں گے اور وہ شیطان کی راہ اختیار کرتے ہیں تو شیطان انھیں جہنم کی طرف لے جائے گا۔ (تیسیر الرحمن)

تقلیدِ آباء شیطان کی پیروی ہے:۔تقلیدِ آباء کی حقیقت صرف اتنی ہی ہے کہ بزرگوں میں سے کسی ایک نے کوئی غلطی کی۔ کوئی غلط عقیدہ اپنا یا یا کوئی بدعی کام شروع کر دیا۔ پھر بعد کی نسلوں نے بزرگوں سے عقیدت کی بناء پر اس غلطی کو درست تسلیم کرتے ہوئے رائج کر لیا اور اس کی تحقیق کی کسی نے ضرورت ہی نہ سمجھی۔ اس آیت میں دو باتوں کی صراحت کی گئی ہے۔ ایک یہ کہ تقلیدِ آباء بلا تحقیق اور شیطان کی پیروی ایک ہی چیز ہے اور دوسرے یہ کہ شیطان کی پیروی کا لازمی نتیجہ جہنم کا عذاب ہے۔ گویا ان سے سوال یہ کیا جا رہا ہے کہ اگر شیطان تمہارے آباء واجداد کو جہنم کی طرف لے جا رہا ہو تو تم بھی اپنے آباء واجداد کی پیروی کرو گے؟ (تیسیر القرآن)

وَ مَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَ مَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾

اور جو شخص اپنا چہرہ اللہ کے آگے جھکا دے اور نیکوکار ہو تو اس نے یقیناً ایک مضبوط حلقے کو تھام لیا۔ اور سب کاموں کا انجام تو اللہ ہی کی طرف ہے (۲۲) اور جس نے کفر کیا تو اس کا کفر آپ کو غمزدہ نہ کر دے۔ انھیں ہماری طرف آنا ہے پھر ہم انھیں بتلا دیں گے جو وہ لوگ کرتے رہے۔ اللہ تو یقیناً دلوں کے راز تک جانتا ہے (۲۳) ہم انھیں تھوڑی مدت مزے کرنے کا موقع دیں گے پھر بے بس کر کے شدید عذاب کی طرف کھینچ لائیں گے (۲۴) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ارض وسماوات کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو فوراً کہیں گے کہ ''اللہ نے'' آپ کہئے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (۲۵) جو کچھ ارض وسماوات میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز اور لائق حمد وثنا ہے (۲۶) اور زمین میں جتنے درخت ہیں وہ سب قلم بن جائیں اور سمندر روشنائی بن جائے پھر اس کے بعد سات مزید سمندر بھی روشنائی مہیا کریں تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی بلاشبہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے (۲۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۲۷: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی، جلالتِ شان، اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفات کمالیہ اور اس کے وہ کلمات جو اس کی عظمتوں پر دلالت کرتے ہیں کا بیان ہے اگر دنیا کے سارے درخت کاٹ کر قلم بنائے جائیں اور بحر محیط اور اس جیسے دوسرے سات سمندروں کا پانی بطور روشنائی استعمال کیا جائے تو سارے درخت اور سارے سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا مگر اللہ کا کلام ختم نہ ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر)

مَا خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۫ كُلٌّ يَّجْرِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ ع ۱۲

تم سب کو پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کر کے اُٹھالینا ایسا ہے جیسے ایک نفس کو پیدا کرنا بلاشبہ سب سننے اور دیکھنے والا ہے (۲۸) کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا ہے۔ ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا اور جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اس سے باخبر ہے (۲۹) یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے علاوہ جنہیں وہ پکارتے ہیں سب باطل ہے اور اللہ ہی عالیشان اور کبریائی والا ہے (۳۰)

آیت ۲۸: اس کی قدرت اتنی عظیم ہے کہ تم سب کا پیدا کرنا یا قیامت کے دن زندہ کرنا، ایک نفس کے زندہ کرنے یا پیدا کرنے کی طرح ہے وہ جو چاہتا ہے لفظ ''کُن'' سے پلک جھپکنے میں معرض وجود میں آ جاتا ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۲۹: جس طرح گرمیوں میں دن بڑا اور رات چھوٹی ہوتی ہے۔ سردیوں میں رات بڑی اور دن چھوٹا ہو جاتا ہے اور یہ سورج چاند کے طلوع و غروب کا جو نظام ہے وہ قیامت تک یوں ہی قائم رہے گا۔ دوسرا مطلب یہ کہ متعینہ منزل تک ہوگا۔ یعنی اللہ نے ان کی گردش کے لئے ایک منزل اور دائرہ متعین کیا ہوا ہے جہاں ان کا سفر ختم ہو جاتا ہے اور پھر وہاں سے شروع ہو کر پہلی منزل پر آ کر ٹھہر جاتا ہے۔

آیت ۳۰: اللہ جو ایسی عظیم قدرت اور بے پایاں علم والا ہے یقیناً وہی معبودِ برحق ہے اور اس کے سوا جتنے معبودوں کی پرستش کی جاتی ہے، وہ سب جھوٹے اور باطل ہیں اس کی ذات سب سے اعلیٰ اور ارفع اور سب سے بڑی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ کی نعمت سے سمندر میں کشتی چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھلائے اس میں ہر صابر و شاکر کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں (۳۱) اور جب ان پر سائبانوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىہُمْ
اِلَى الْبَرِّ فَمِنْہُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ
اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوْا
رَبَّکُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ
وَّلَدِہٖ ۫ وَ لَا مَوْلُوْدٌ ہُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِہٖ شَیْـًٔا ؕ
اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ
الدُّنْیَا ٝ وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰہَ
عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَ یَعْلَمُ
مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا
تَکْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ
تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾ ع ۴ ۱۴

جیسی کوئی موج چھا جاتی ہے تو اللہ کی مکمل حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے خالصتاً اسے پکارتے ہیں پھر جب انھیں بچا کر خشکی تک لے آتا ہے تو پھر کچھ بداعتدال ہو رہتے ہیں اور ہماری آیات کا انکار وہی کرتے ہیں جو غدار اور ناشکرے ہیں (۳۲) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈر جاؤ جب نہ تو کوئی باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے، اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے لہٰذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے اور نہ کوئی دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ میں ڈالے (۳۳) قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا کچھ ہے نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ کل کیا کام کرے گا۔ اور نہ ہی یہ جانتا ہے کہ کس سرزمین میں وہ مرے گا۔ اللہ ہی ہے جو سب کچھ جاننے والا اور وہ بڑا باخبر ہے (۳۴)

آیت ۳۳: تمام بنی نوع انسان کو آخرت کے دن سے ڈرایا جا رہا ہے اور انھیں تقویٰ کی ترغیب اور اللہ کے خوف کی طرف توبہ و قیامت کے دن کا خوف یاد دلایا جا رہا ہے جس دن کوئی باپ اپنے بیٹے کو یا بیٹا اپنے باپ کو چھڑانے کے لئے نہیں آئے گا یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے وہ اپنے وعدے سے مکرتا نہیں۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ شیطان تم کو آخرت سے غافل کرنے کیلئے دنیا کی زندگی کے آرام و سکون تمہارے سامنے لا کر تم کو دھوکہ دلائے اس لئے شیطان کے نرغے میں پڑ کر فکر آخرت سے غافل نہ ہو۔

آیت ۳۴: آثار و علامات سے اندازہ تو لگایا جاتا ہے لیکن یہ بات ہر شخص کے مشاہدے اور تجربہ کا حصہ ہے کہ یہ اندازہ کبھی صحیح نکلتے ہیں اور کبھی غلط۔ حق یہ ہے کہ محکمہ موسمیات کے اعلانات بھی بعض دفعہ صحیح ثابت نہیں ہوتے جس سے صاف واضح ہے کہ بارش کا یقینی علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں اسی طرح ماں کے پیٹ میں مشینی ذرائع سے جنسیت کا ناقص اندازہ حمل ٹھہرنے کے تین ماہ بعد تو ممکن ہے کہ بچہ ہے یا بچی لیکن نطفہ قرار پاتے ہی دنیا کا کوئی ایسا سائنسداں نہیں جو یہ بتا سکے کہ یہ لڑکا بننے والا ہے یا لڑکی بلکہ تین ماہ کے بعد جب شکل و صورت بن جاتی ہے تب مشینی ذرائع سے اندازہ کیا جا سکتا ہے پھر بھی بسا اوقات اطلاع غلط ثابت ہوتی ہے۔ نیز ماں کے پیٹ میں نشو و نما پانے والا یہ بچہ نیک بخت ہوگا یا بدبخت، صحیح سالم ہوگا یا لنگڑا، لولا، اندھا ہوگا یا بہرہ، خوبصورت ہوگا یا بدصورت، کالا ہوگا یا گورا وغیرہ ان باتوں کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں اسی طرح انسان کل کیا کمائے گا اور کہاں مرے گا اس کا صحیح علم بھی صرف اللہ کو ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ السجدۃ

سورۃ السجدہ مکی ہے اس میں ۳۰ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں۔

تعارف۔۔۔۔۔نام: آیت ۱۵ میں سجدہ کا جو مضمون آیا ہے اس کو سورہ کا عنوان قرار دیا ہے۔

موضوع: سورہ کا موضوع توحید اور آخرت اور رسالت کے متعلق لوگوں کے شبہات کو دور کرنا اور ان تینوں حقیقتوں پر ایمان کی دعوت دینا ہے۔ کفار مکہ نبی ﷺ کے متعلق آپس میں چرچا کر رہے تھے کہ یہ شخص عجیب عجیب باتیں گھڑ گھڑ کر سنا رہا ہے انہی باتوں کا جواب اس سورہ میں دیا گیا۔

پھر ان سے فرمایا گیا ہے کہ یہ قرآن جن حقیقتوں کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہے عقل سے کام لے کر خود سوچو کہ ان میں کیا چیز عجیب ہے آسمان و زمین کے انتظام کو دیکھو، خود اپنی پیدائش اور بناوٹ پر غور کرو کیا یہ سب کچھ اس تعلیم کی صداقت پر شاہد نہیں ہے جو اس نبی کی زبان سے اس قرآن میں تم کو دی جا رہی ہے؟

پھر عالم آخرت کا ایک نقشہ کھینچا گیا ہے اور ایمان کے ثمرات اور کفر کے نتائج و عواقب بیان کر کے یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ لوگ برا انجام سامنے آنے سے پہلے کفر چھوڑ دیں اور قرآن کی اس تعلیم کو قبول کر لیں جسے مان کر خود ان کی اپنی ہی عاقبت درست ہو گی۔

پھر فرمایا کہ دنیا میں یہ کوئی پہلا اور انوکھا واقعہ تو نہیں ہے کہ ایک شخص پر خدا کی طرف سے کتاب آئی ہو۔ اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام پر بھی تو کتاب آئی تھی جسے تم سب لوگ جانتے ہو اور یقین مانو کہ یہ کتاب خدا ہی کی طرف سے آئی ہے جو اس کتاب کو مان لے گا امامت و پیشوائی سے نوازا جائے گا جیسا کہ عہد موسیٰ میں ہو چکا ہے اور جو رد کرے گا اس کا انجام برا ہو گا اور ان لوگوں کا انجام تو تم دیکھتے ہی ہو۔ جب تم تجارت کے لئے سفر کرتے ہو تم پچھلی تباہ شدہ بستیوں پر سے گزرتے ہو پھر آخر میں نبی ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ وہ ان کے اعراض کا جواب نہ دیں بلکہ انتظار کرتے رہیں اللہ خود ان کو سزا دے گا۔

سورہ کی فضیلت: ۔حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورہ دھر کی تلاوت کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:842)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیاتها ۳۰ ۳۲ سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۷۵ رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ
رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ
هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ
مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۞

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ (۱) اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب (قرآن) رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے (۲) کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے قرآن کو خود گھڑ لیا ہے بلکہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے تا کہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا شاید وہ ہدایت پا جائیں (۳)

آیت ۲: اللہ کی طرف سے اتارے جانے میں کوئی شک وشبہ نہیں بلاشبہ یہ کتاب حق تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے لوگوں کو ہوشیار کرنے کے لئے اتاری ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۳: کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے بلکہ یہ تو آپ کے رب کا برحق کلام ہے جسے اس نے آپ پر بذریعہ وحی نازل کیا تا کہ آپ اس کے ذریعہ مشرکین عرب کو آگاہ کر سکیں اور ڈرا سکیں اس لئے کہ ان کے پاس آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا تھا، تا کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں اور جہنم کی آگ سے نجات حاصل کر کے جنت کے حقدار بنیں۔ (تیسیر الرحمن)

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ مَا
بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى
الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا
شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۞ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ
السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ
كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۞
ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۞
الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ
الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۞ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ

اللہ ہی ہے جس نے ارض وسماوات اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کچھ چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا۔ اسکے سوا تمہارا نہ کوئی سرپرست ہے اور نہ کوئی سفارشی، کیا تم کوئی سبق حاصل نہیں کرتے (۴) وہی آسمان و زمین تک کے انتظام کی تدبیر کرتا ہے پھر ایک یوم میں جسکی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال ہے وہی انتظام اس کی طرف اُٹھ جائے گا (۵) یہ ہر غیب اور ہر ظاہر بات کا جاننے والا ہے وہ غالب اور رحیم ہے (۶) جس نے جو چیز بھی بنائی خوب بنائی اور انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی (۷) پھر اس کی نسل کو حقیر پانی (نطفہ) کے نچوڑ سے چلایا (۸) پھر اسے (رحم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝۸ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ
مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ
الْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۹

مادر) میں درست کیا اور اسمیں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح اور تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم کم ہی شکر کرتے ہو(۹)

آیت ۴: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان تمام مخلوقات کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے اور عرش پر مستوی ہو گیا وہی عبادت کے لائق ہے اسکے سوا کسی کا کوئی کارساز ہے اور نہ ہی سفارشی بلکہ تمام کاموں کی ڈور اسکے ہاتھ میں ہے وہی ہر چیز کا خالق ہے اے غیر اللہ کے پجاریو اور دوسروں پر بھروسہ رکھنے والو کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ (احسن البیان)

آیت ۵: یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم آسمانوں کے اوپر سے اتر کر ساتوں زمینوں کے نیچے تک پہنچا ہے جیسا کہ فرمایا: الذی خلق سبع سموات (الطلاق: ۱۲) اللہ ہی نے ساتوں آسمان بنائے اور انہی کی مانند زمینیں بھی بنائیں اسی کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے۔ عمل اپنے دیوان کی طرف چڑھائے جاتے ہیں جو پہلے آسمان پر ہے اور زمین سے پہلے آسمان کی دوری پانچ سو سال کی ہے پھر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو سال کی ہے اس ایک ہزار سال کی دوری کو اللہ کے حکم سے فرشتہ پلک جھپکنے میں طے کر لیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۹: پھر آدم کو مٹی سے بنا کر اسے ٹھیک ٹھاک کیا اور درست و صحیح بنا کر اس میں اپنی روح پھونک دی اور کان آنکھیں اور عقلیں بخشی۔ قدرت کی ان بخشی ہوئی نعمتوں کا تم احسان نہیں مانتے۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ
خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ
كٰفِرُوْنَ ۝۱۰ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ
وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَلَوْ ع ۱۱ ۱۴
تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ
رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا
نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲ وَ لَوْ شِئْنَا
لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ
مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ
اَجْمَعِيْنَ ۝۱۳ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ

یہ لوگ کہتے ہیں کہ "جب ہم مٹی میں مل جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا کئے جائیں گے؟" حقیقت یہ ہے کہ اپنے رب سے ملاقات ہی کے منکر ہیں (۱۰) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے تمہاری روح قبض کر لے گا پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۱۱) کاش آپ دیکھیں جب مجرم اپنے رب کے حضور سر جھکائے کھڑے ہوں گے (اور کہیں گے) "اے ہمارے رب ہم نے دیکھ اور سن لیا۔ لہٰذا ہمیں واپس بھیج کہ ہم اچھے عمل کریں۔ اب ہمیں یقین آ گیا ہے" (۱۲) اور اگر ہم چاہتے تو (پہلے ہی) ہر شخص کو ہدایت دے دیتے لیکن میری بات پوری ہو کے رہیگی میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دونگا (۱۳) پس اس بات کا ذائقہ چکھو۔ جو تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اب ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِیْنٰکُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

نے بھلا دیا اور جو تم کرتے رہے اسکی پاداش میں دائمی عذاب کا مزہ چکھو (۱۴)

آیت ۱۰: مشرکین مکہ جو بعث بعد الموت کے منکر تھے، اور ان کے دوبارہ زندہ ہونے کے منکر تھے اس کا جواب دیا جارہا ہے کہ درحقیقت یہ منکرین قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے کا انکار کر کے کفر کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

آیت ۱۲: اور جب قیامت کے دن اپنے آپ کو میدان حشر میں پائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے حقیر و ذلیل اور شرم و پشیمانی سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور کہیں گے کہ اے اللہ جن حقائق کو ہم دنیا میں جھٹلاتے تھے اب ہم نے انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور جن باتوں کا ہم وہاں انکار کرتے تھے اب ہم نے اسے اپنے کانوں سے سن لیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۱۳: اللہ تعالیٰ مشرکین سے مخاطب ہوگا اور کہے گا اگر ایسا ایمان میرے نزدیک قابل قبول ہوتا تو میں اپنی مرضی سے تمام انسانوں کو راہ راست پر لا کھڑا کر دیتا۔ میرے نزدیک اعتبار اس ایمان کا ہے جسے بندہ اپنی مرضی سے دنیا میں اختیار کرتا ہے جو جن و انس دنیا میں اپنے اختیار سے ایمان نہیں لائیں گے ان سے میں جہنم کو بھر دوں گا۔

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

السجدۃ ۹

ہماری آیت پر تو وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انھیں ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے (۱۵) ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب کو خوف اور اُمید سے پکارتے ہیں اور جو رزق ہم نے انھیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں (۱۶) کوئی نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کی کیا چیزیں ان کے لئے چھپا رکھی گئی ہیں۔ یہ ان کاموں کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے (۱۷)

آیت ۱۵۔۱۶: مومن بندوں کی صفات کا بیان ہو رہا ہے کہ ہماری آیتوں پر حقیقی معنوں میں وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جنھیں قرآن تلاوت کر کے نصیحت کی جاتی ہے اور یہ لوگ آیات کی تعظیم و عذاب سے ڈرتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کو ان چیزوں سے پاک قرار دیتے ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں ہے اور اس کے ساتھ اس کی نعمتوں پر اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور جاہلوں اور کافروں کی طرح اتراتے نہیں ہمیشہ خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں اور راتوں میں اُٹھ کر بھی نوافل پڑھتے، توبہ و استغفار و تحمید اور دعا و گریہ و زاری کرتے ہیں، اور اس کی رحمت اور فضل و کرم کی اُمید بھی رکھتے ہیں اور اس کے عتاب و غضب سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈرتے بھی ہیں اور ہمارے عطا کردہ مال میں خرچ بھی کرتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۱۷: جن مومنین کی صفات بیان کی گئی ہیں انہی کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ انکے رب نے ان کیلئے روز قیامت جو نعمتیں چھپا رکھی ہیں جنھیں اس دن پا کر انکی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی، ان نعمتوں کا اس دنیا میں وہ تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے کہا میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل نے اسکا تصور کیا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:3005)

اَفَمَنۡ كَانَ مُؤۡمِنًا كَمَنۡ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا
يَسۡتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ جَنّٰتُ الۡمَاۡوٰى ۫ نُزُلًا بِمَا
كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ اَمَّا الَّذِيۡنَ فَسَقُوۡا
فَمَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا
مِنۡهَاۤ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا وَ قِيۡلَ لَهُمۡ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ
النَّارِ الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيۡقَنَّهُمۡ
مِّنَ الۡعَذَابِ الۡاَدۡنٰى دُوۡنَ الۡعَذَابِ الۡاَكۡبَرِ
لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذُكِّرَ
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعۡرَضَ عَنۡهَا ؕ اِنَّا مِنَ
الۡمُجۡرِمِيۡنَ مُنۡتَقِمُوۡنَ ﴿۲۲﴾

وقف غفران وقف غفران ع ۱۵/۱۱

کیا مومن ایسے ہی ہوتا ہے جیسے فاسق یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے (۱۸) جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان کی قیام گاہ باغات ہوں گے یہ ان کے اعمال کے صلہ میں ان کی ضیافت ہوگی (۱۹) اور جو نافرمان ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا جب بھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیئے جائینگے اور انھیں کہا جائے گا کہ اب اس آگ کے عذاب کا مزہ چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے (۲۰) ہم انھیں (قیامت کے) بُرے عذاب سے پہلے ہلکے عذاب کا ذائقہ بھی ضرور چکھائیں گے شاید وہ باز آجائیں (۲۱) اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جسے اس کے رب کی آیات سے نصیحت کی جائے پھر وہ اس سے منہ موڑے۔ ہم یقیناً ایسے مجرموں سے انتقام لے کے رہیں گے (۲۲)

آیت ۱۸۔۲۰: مومنین اور فاسقین اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ بات اس کے قانون عدالت کے خلاف ہے اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور عمل صالح کریں گے اللہ تعالیٰ انھیں بطور اجر و ثواب جنت عطا کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور جو لوگ دنیا میں فسق و معصیت کا ارتکاب کرتے ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جب کبھی وہاں سے بھاگنے کی کوشش کریں گے جہنم کے فرشتے انھیں دوبارہ اس میں لوٹا دیں گے اور ذلت و رسوائی کے لئے ان سے کہا جائے گا اس آگ کا مزہ چکھو جس کی تم دنیا میں تکذیب کرتے رہتے تھے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۲۱: قریب والے عذاب سے دنیوی مصائب و آفات اور بیماری مراد ہیں جن میں اللہ لوگوں کو اس لئے مبتلا فرما دیتا ہے کہ وہ ہوش میں آجائیں اور گناہوں سے باز آکر سچے دل سے توبہ کر لیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس ؓ: اس سے مجرموں پر گناہوں کی حد قائم کرنا مراد ہے۔
ابن مسعودؓ کے دو قول ہیں (۱) قحط (۲) دوسرا یہ کہ بدر کی جنگ میں مارا جانا اور گرفتار ہونا مراد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)
آیت ۲۲: ظلم: اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور آیتوں کو تفصیل و وضاحت سے سمجھانے کے باوجود اس سے اعراض کرنا ہے، یہی سب سے بڑا ظلم ہے اور ہم ایسے مجرموں سے ضرور انتقام لیں گے۔ (احسن البیان)

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآىٕهٖ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۲۳﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ۫ وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَ لَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی لہٰذا (اے نبی ﷺ) آپ کو اس (قرآن کے یا پھر معراج میں موسیٰؑ سے ملاقات میں) شک میں نہ رہنا چاہئے۔ وہ تورات بنی اسرائیل کیلئے ہدایت تھی (۲۳) جب اُنھوں نے (مصائب پر) صبر کیا تو ہم نے اس میں سے کئی ایسے امام بنا دیئے جو ہمارے حکم سے ان کی رہنمائی کرتے تھے اور یہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے (۲۴) آپ کا رب یوم قیامت یقیناً ان میں ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے (۲۵) کیا انھیں اس سے کچھ رہنمائی نہیں ملی کہ ان سے قبل ہم کئی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہائشی مقامات پر (آج) یہ لوگ چل پھر رہے ہیں۔ اس میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں کیا یہ سنتے نہیں؟ (۲۶)

آیت ۲۳: اے نبی ﷺ اگر ہم نے آپ کو قرآن جیسی عظیم ترین کتاب دی ہے تو اس میں اہل مکہ کیلئے حیرت و استعجاب کی کیا بات ہے۔ ہم نے آپ سے پہلے موسیٰؑ کو بھی تورات عطا کی ہے اور آپ ان سے اپنی ملاقات پر شک نہ فرمائیں یعنی اسراء کی رات جو آپ کی موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی تھی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ بنایا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

امام کی لازمی خصوصیات

آیت ۲۴: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پیشوائی کے لئے لازمی صفات کا ذکر فرمایا: پہلی صفت یہ ہے کہ ان کا تازیست یہ طرز عمل ہونا چاہئے کہ وہ اللہ کے احکام کی دعوت دیتے رہیں اور لوگوں کی رہنمائی کرتے رہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ کام پورے صبر و استقلال سے سرانجام دیں اور اس راہ میں پیش آنے والے مصائب پر صبر کریں۔ اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ کی آیت اور اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وعدوں پر پختہ یقین رکھتے ہوں جتنا زیادہ یقین پختہ ہوگا اسی قدر وہ صبر کرسکیں گے اور اسی قدر زیادہ وہ امامت یا پیشوائی کے حقدار ہوں گے۔ اور بنی اسرائیل میں سے جو شخص ان صفات کے حامل تھے انھیں اللہ تعالیٰ نے امامت کے منصب پر سرفراز فرمادیا۔ (تیسیر القرآن)

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٨﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿٣٠﴾ ع ۸ ۱۶

کیا اُنھوں نے دیکھا نہیں کہ پانی کو ہم بنجر زمین کی طرف بہا لاتے ہیں پس اس سے ہم کھیتی پیدا کرتے ہیں تو اس سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی کھاتے ہیں۔ پھر کیا یہ غور نہیں کرتے (۲۷) نیز کہتے ہیں کہ ''اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا'' (۲۸) آپ ان سے کہیے ''جب فیصلے کا دن ہوگا تو جن لوگوں نے کفر کیا ہے انھیں اس دن ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی انھیں مہلت دی جائے گی'' (۲۹) سو آپ ان سے اعراض کیجئے اور انتظار کیجئے وہ لوگ بھی یقیناً انتظار کررہے ہیں (۳۰)

آیت ۲۷: اللہ تعالیٰ اپنے فضل واحسان بیان کرتا ہے کہ وہ آسمان سے پانی برساتا ہے یا پہاڑی علاقوں میں جگہ جگہ چشمے جاری فرمادیتا ہے اور ایسی جگہ کو جو بنجر تھی اسے بھی ہرا بھرا کردیتا ہے تو کیا یہ تمام چیزیں دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ (ابن کثیر)

آیت ۲۸: اہل ایمان جب کفار مکہ کے ظلم وجور سے تنگ آکر کہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کفر وعناد کا تمہیں ضرور مزہ چکھائے گا تو کفار مکہ مذاق اُڑاتے ہوئے کہتے، اگر تم واقعی سچے ہو تو ذرا جلدی کرو اور اپنے رب سے کہو کہ اب دیر نہ کرے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ الاحزاب

سورۃُ الاحزاب مدنی ہے اس میں ۷۳ آیتیں اور ۹ رکوع ہیں۔

تعارف:

نام: آیت ۲۰ "یَحۡسَبُوۡنَ الۡاَحۡزَابَ لَمۡ یَذۡهَبُوۡا ..." میں احزاب کا جو مضمون آیا ہے اس کو سورہ کا عنوان قرار دیا۔

موضوع:

زمانۂ جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں عرب کے یہاں یہ تصور تھا کہ وہ اپنے منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا گردانتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثؓ کو آزاد کر کے متبنی بیٹا بنالیا تھا اور اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے نکاح کروایا تھا۔ خاندان قریش اس سے راضی بھی نہ تھے، کیونکہ اتنے اونچے گھرانے کی لڑکی ایک آزاد کردہ غلام سے بیاہی گئی۔ زیدؓ سے طلاق کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم زینبؓ سے نکاح کرنے سے ہچکچا رہے تھے اس لئے کہ منافقین اور یہود و مشرکین اسلام کے خلاف ہنگامہ اُٹھانے میں کوئی شوشہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے چند احکامات بیان فرمائے۔

پھر جنگ احزاب کا نقشہ کھینچا گیا۔ ۵ ہجری میں پیش آیا جس کے اندر بنونضیر اور بنوقینقاع کے یہود کفار مکہ، غطفان کے قبائل نے پیش قدمی کی جن کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی۔

پھر منافقین کے حالات سے باخبر کیا گیا اور مومنین کی سچائی کی تعریف کی گئی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو جو اس تنگی وعسرت کے زمانے میں بے صبر ہو رہی تھیں اللہ تعالیٰ نے نوٹس دے دیا کہ دنیا اور اس کی زینت اور اللہ و رسول اور آخرت میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلو پھر معاشرتی اصلاح کی طرف پہلا قدم اُٹھاتے ہوئے ازواج مطہرات کے ذریعہ تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا کہ تبرج جاہلیت سے پرہیز کریں، وقار کے ساتھ اپنے گھروں میں بیٹھیں اور غیر مردوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں سخت احتیاط ملحوظ رکھیں۔ پھر بتدریج پردے کے احکامات نازل ہوئے۔ اس کے بعد افواہ بازی کی اس مہم پر سخت زجر و توبیخ کی گئی ہے جو منافقین اور سفہاء و اراذل نے اس وقت برپا کر رکھی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیاتھا ۷۳ ۳۳ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ ۹۰ رکوعاتھا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ
الْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ۝۱
وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ۝۲ وَّتَوَكَّلْ عَلَى
اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۳

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اے نبی! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سے ڈرتے رہیئے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیئے، اللہ یقیناً سب جاننے والا حکمت والا ہے (۱) اور جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کی جاتی ہے اس کی اتباع کیجئے اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ تعالیٰ یقیناً باخبر ہے (۲) اور اللہ پر بھروسہ کیجئے اور اللہ کا کارساز ہونا ہی کافی ہے (۳)

ان آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ اللہ کی طرف سے آپ پر جو کچھ نازل کیا جاتا ہے کسی کی پرواہ کئے بغیر اس کی تبلیغ کریں اور کفار و منافقین کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں۔ اللہ آپ کا مددگار ہے، آپ اسی پر بھروسہ کریں۔ ظہار، یعنی شوہر کا عورت سے یہ کہنا کہ تیری پیٹھ میرے لئے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے، اس طرح کہنے سے آدمی یہ سمجھتا تھا کہ میری بیوی میری ماں کی طرح ہوگئی اب وہ میرے لئے حرام ہے۔ اب قرآن نے اس کی اصلاح کی اور کہا کہ اس طرح کہنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی۔ اگر کوئی ایسا کہہ دے اور بیوی سے تعلقات قائم کرنا چاہے تو بیوی سے ملنے سے پہلے ایک غلام آزاد کرے۔ اگر غلام میسر نہ ہو تو دو ماہ مسلسل روزہ رکھے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ کفارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بظاہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دے رہا ہے لیکن اس کا حکم تمام اُمت محمدیہؐ کے لئے ہے کہ وہ تقویٰ کی زندگی اختیار کریں اور منافقین کی بات مان کر توحید سے انحراف نہ کریں۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو جان لو کہ جو اس کی سزا ہوگی وہی بہتر طریقے سے جاننے والا ہے اور اپنے اقوال و افعال میں وہ حکیم ہے۔ کفار و منافقین کی اتباع کرنے کے بجائے قرآن و حدیث کی اتباع کرو اور تمام کاموں اور احوال میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرلو جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں انھیں اللہ تعالیٰ کی ذات کافی ہے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَ
مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ
اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ
ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ

اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہیں بنائے۔ نہ ہی تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں بنایا ہے، اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے حقیقی بیٹے بنایا ہے۔ یہ تو تمہاری منہ کی باتیں ہیں مگر اللہ حق بات کہتا ہے اور وہی صحیح راہ دکھلاتا ہے (۴) منہ بولے بیٹوں کو ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ هُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝	باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ اللہ کے ہاں یہی انصاف کی بات ہے اور اگر تمہیں ان کے باپوں (کے نام) کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے دوست ہیں۔ ہاں اگر کوئی بات بھول کی بنا پر کہہ دو تو اس میں تم پر مواخذہ نہیں، مگر جو دل کے ارادہ سے کہو اس پر (مواخذہ ہوگا) اللہ تعالیٰ یقیناً معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۵)

ہر مشکل کام کا آغاز نبی کی ذات سے: سیدہ زینب سے نکاح کا حکم

عرب معاشرہ میں ایک اور بگاڑ بھی موجود تھا جو یہ تھا کہ یہ لوگ متبنیٰ کو ہر لحاظ سے اپنے حقیقی بیٹوں کے مانند قرار دیتے تھے اور اس مسئلہ میں بھی اسلام اصلاحی قدم اُٹھانا چاہتا تھا۔ لیکن یہ قدم انتہائی مشکل قدم تھا اور جو شخص بھی اس بند دروازے کو کھولنے کا ارادہ کرتا اسے سارے عرب معاشرہ کے طعن و تشنیع کا ہدف بننا پڑتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کام کے لئے نبی کی ذات کو منتخب کیا۔ جن دنوں سیدنا زیدؓ نے سیدہ زینبؓ کو طلاق دینے کا سوچ رہے تھے اسی دور میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ مل چکا تھا کہ اب سیدہ زینبؓ کا آپ ﷺ سے نکاح کیا جائے گا۔ اس اشارہ یا حکم الٰہی سے دو مصلحتیں مقصود تھیں، ایک یہ کہ سیدہ زینبؓ جنھوں نے اپنی طبیعت کی ناگواری کے باوجود اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا تھا آئندہ آپ ﷺ سے نکاح کر کے ان کی دلجوئی کی جائے اور دوسری مصلحت یہ تھی کہ معاشرہ میں اس غلط نظریہ کا قلع قمع کیا جائے کہ متبنیٰ بھی ہر لحاظ سے حقیقی بیٹے کی طرح ہوتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

جس طرح ایک انسان کے پہلو میں دو دل نہیں ہو سکتے اور اس کی بیوی کو ماں کہنے سے وہ حقیقی ماں نہیں ہو جاتی، اسی طرح کسی منہ بولے بیٹے کو بیٹا کہنے سے وہ اس کا حقیقی بیٹا نہیں ہوگا تم اپنی دانش میں یہ سمجھ رہے ہو کہ وہ تمہارا بیٹا ہے یہ اللہ کا فیصلہ ہے اللہ کا فیصلہ برحق ہوتا ہے اور وہی صحیح راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ یہ آیت زید بن حارثہؓ کے بارے میں بطور مثال نازل ہوئی ہے اس لئے کہ نبی ﷺ نے زیدؓ بن حارثہ کو نبوت کے بعد غلامی سے آزاد کر کے متبنیٰ بنا لیا تھا۔ (ابن کثیر)

سلمان فارسیؓ اور صہیب رومیؓ: آیت ۵ سیدنا سلمان فارسیؓ کے باپ کا علم خود انھیں بھی نہیں تھا، بچپن میں ہی انھیں غلام بنا لیا گیا۔ وہ خود فرماتے ہیں۔ کہ مجھے دس سے زیادہ مرتبہ بیچا اور خریدا گیا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3652) اور سیدنا صہیب رومیؓ جو اصل میں ایرانی تھے مگر اہل روم نے جب فارس پر حملہ کیا تو انھیں بچپن ہی میں قیدی بنا کر روم لے گئے تھے اور دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو اپنے والد کے نام تک معلوم نہ تھے۔

اگر کوئی کسی کو پیار سے بیٹا بیٹی کہہ دے یا کسی کا احترام ملحوظ رکھ کر کسی بزرگ کو باپ یا بزرگ عورت کو ماں کہہ دے یا محض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اخلاقاً یہ الفاظ استعمال کئے جائیں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔حرج اس وقت واقع ہوتا ہے کہ اگر کسی کو بیٹا یا بیٹی کہے تو حقیقی بیٹے جیسے فرائض حقوق بھی اپنے اوپر لازم کرلے۔(تیسیر القرآن)

اللہ تعالیٰ زمانہ جاہلیت کی تردید کر رہا ہے کہ منہ بولے بیٹوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کرو اللہ کے نزدیک یہی عدل کا تقاضا ہے، اگر کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اس کا باپ کون ہے تو اس کو دینی بھائی بنالو یا اپنا دوست بنالو۔اگر کوئی شخص غلطی سے غیر باپ کی طرف منسوب کردے تو وہ اللہ کے نزدیک قابل مواخذہ نہیں۔اگر کوئی جان بوجھ کر کردے گا تو وہ سزا کا مستحق ہوگا۔(تیسیر الرحمن)

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ⑥

بلاشبہ نبی مومنوں کے لئے اپنی ذات سے بھی مقدم ہے اور آپ کی بیویاں مومنوں کے لئے مائیں ہیں اور کتاب اللہ کی رو سے مومنین اور مہاجرین کی نسبت، رشتہ دار (ترکہ کے) ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔البتہ اگر تم اپنے دوستوں سے کوئی بھلائی کرنا چاہو (تو کر سکتے ہو) کتاب اللہ میں یہی کچھ لکھا ہوا ہے(۶)

آیت ۶: نبی کریم ﷺ کی مومنوں کے لئے شفقت و خیرخواہی کے جذبہ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ کو یہ حکم دے رہا ہے کہ وہ تمام دینی اور دنیاوی اُمور میں نبی کریم ﷺ کو مقدم رکھیں اور آپ سے اپنے نفسوں سے بھی زیادہ محبت کریں۔اور نبی کریم ﷺ کی بیویاں ادب و احترام میں مسلمانوں کی مائیں ہیں ان کو اپنی ماؤں کی طرح عزت کرو اور وراثت قریبی رشتہ داری کی بنیاد پر ہی ہوگی ہاں اگر کوئی مہاجر اُخوت کی بنا پر صدقہ و خیرات کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(تیسیر الرحمن)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ⑦ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ⑧ ع ۱۷

اور (اے نبی ﷺ) اس عہد کو یاد رکھو جو ہم نے سب نبیوں سے لیا اور آپ سے بھی اور نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی۔ان سب سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا(۷) تاکہ اللہ سچے لوگوں سے ان کی سچائی کے بارے میں سوال کرے اور کافروں کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے(۸)

آیت ۷۔۸: اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء اور خاص کر اولوالعزم انبیاء نبی کریمؐ، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے یہ عہد لیا کہ وہ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں گے۔باہم مدد و تعاون کریں گے بغیر اختلاف کے اللہ کے دین کو قائم کریں گے اور قیامت کے دن ان انبیاء کی دعوت و تبلیغ کا سوال ان کی اُمتوں سے کیا جائے گا کہ کیا انہوں نے اللہ کا پیغام تم کو پہنچادیا تھا تو وہ (اُمتی) کہیں گے ہاں۔ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور دوسرا معنی یہ کہ انبیاء سے سوال کرے گا کہ کیا تم نے اپنی اُمتوں تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا تو انبیاء کہیں گے ہاں۔ (احسن البیان)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝

اے ایمان والو! اللہ کے احسان کو یاد کرو جب (کفار کے) لشکر تم پر چڑھ آئے تھے تو ہم نے آندھی اور ایسے لشکر بھیج دیئے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے خوب دیکھ رہا تھا (۹) جب وہ تمہارے اوپر سے اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے تھے اور جب آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے (۱۰) اس موقع پر مومنوں کی آزمائش کی گئی تھی اور وہ بُری طرح ہلا دیئے گئے (۱۱)

آیت ۹: اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنا احسان یاد دلا رہا ہے کہ جو جنگ احزاب میں کیا تھا۔ جنگ احزاب سن ۵ ہجری میں پیش آئی۔ اسے جنگ خندق بھی کہا جاتا ہے۔ تمام دشمنان اسلام یک جٹ جمع ہو کر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا ارادہ کر لئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے تیز و تند ہواؤں اور فرشتوں کے ذریعہ مسلمانوں کی مدد فرمائی۔

آیت ۱۰: نبی کریم ﷺ نے بنو نضیر کے قبیلے کو عہد شکنی کی وجہ سے جلاوطن کر دیا۔ اسی کا انتقام لینے کے لئے اس قبیلہ نے کفار مکہ و دیگر قبائل عرب، یہودیوں کا ایک اور قبیلہ بنو قریظہ (جو آپ ﷺ) کے ساتھ معاہدہ پر تھا اور منافقین کو ساتھ لے کر مسلمانوں کے وجود کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ مومنوں اور مسلمانوں کی حالت بیان کر رہا ہے دشمنوں کو ہر طرف سے آتا دیکھ کر مسلمانوں کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور مارے ہیبت و خوف کے ان کے دل باہر نکل جانے کے لئے ان کی گردنوں تک پہنچ گئے تھے اور اللہ کے بارے میں طرح طرح کے خیالات پرورش پانے لگے کہ وہ ہماری مدد کرے گا کہ نہیں؟ (تیسیر الرحمن)

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وَاِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ړ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ڔ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا مع

اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ بس دھوکا ہی تھا (۱۲) اور جب ان کا ایک گروہ کہنے لگا ''یثرب والو! آج تمہارے ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں لہٰذا، واپس آ جاؤ'' اور ان کا ایک گروہ نبی سے (واپس جانے کی) اجازت مانگ رہا تھا اور کہتا تھا کہ: ''ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں'' حالانکہ ان کے گھر غیر محفوظ نہیں تھے وہ صرف (جنگ سے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ
سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَ مَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا
يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَ لَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ
لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَ كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ
مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ
مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا
قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَ لَا
يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

فرار چاہتے تھے (۱۳) اور کفار کے لشکر اطراف مدینہ سے ان پر چڑھ آتے اور انھیں فتنہ کی دعوت دیتے تو یہ منافق فوراً مان لیتے اور اس میں کچھ دیر نہ کرتے (۱۴) حالانکہ اس سے قبل یہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے کئے ہوئے عہد کی باز پرس تو ہو کر رہے گی (۱۵) آپ ان سے کہئے کہ ''اگر تم موت اور قتل ہونے سے بھاگتے ہو تو تمہارا بھاگنا تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گا اس صورت میں بھی تم تھوڑا ہی فائدہ اُٹھا سکو گے''۔ (۱۶) آپ پوچھئے کہ اگر اللہ تمہیں تکلیف دینا چاہے تو کون ہے جو اس سے تمہیں بچا سکے؟ یا اگر تم پر مہربانی کرنا چاہے (تو کون روک سکے) اللہ کے مقابلے میں یہ نہ کوئی حامی پا سکتے ہیں اور نہ مددگار (۱۷)

آیت ۱۳: ٹھیک ایسا ہی ہوا (۷۰) منافقین الگ ہو گئے اور ان کے دلوں کی بات کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جس فتح و نصرت کا وعدہ کیا تھا، وہ محض ایک دھوکہ ہے۔ (منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی تھا)

آیت ۱۴: منافقین کی دلی حالت کی طرف اشارہ ہے اگر دشمن حملہ کر دیں اور لوٹ مار کر کے ان سے یہ کہیں کہ تم لوگ اسلام چھوڑ کر پہلے کی طرح کفر و شرک کر لو تو وہ بغیر کسی توقف کے فوراً اپنے کفر کا اعلان کر دیں گے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۱۵: حالانکہ اُنھوں نے آپ ﷺ سے معاہدہ کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اور ان سے کبھی جنگ نہیں کریں گے اگر یہ لوگ اپنا عہد بھول رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے عہد کا سوال ضرور کرے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہت بہتر ہے:

آیت ۱۶: موت کے متعلق چند اٹل حقائق ہیں۔ ایک یہ کہ موت اپنے وقت سے پہلے نہیں آتی۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو لوگ جنگ میں شریک ہوں اور نہایت خلوص سے جنگ کریں وہ سب کے سب شہید ہو جاتے ہیں؟ دوسری حقیقت یہ ہے کہ موت آ کے رہے گی اس سے کوئی بچ نہیں سکتا، اگر تم جنگ سے فرار کی راہ اختیار کرو گے تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ چند سال مزید جی لو گے۔ آخر تمہیں مرنا ہی ہے اور مر کر ہمارے پاس آنا ہے۔ یہ تو بہر حال ناممکن ہے کہ موت کی گرفت سے بچ سکو۔ مگر ایسی زندگی پر لعنت ہے جو بدنامی اور ذلت سے گزرے۔ کیونکہ عزت کے ساتھ مرنا ذلت کے ساتھ جینے سے بہتر ہوتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ
لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ
اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖۚ فَاِذَا جَآءَ
الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ
اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا
ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ
اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا
فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ
وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ
فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ
كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾

اللہ تم میں سے (جہاد میں) رکاوٹ ڈالنے والوں کو خوب جانتا ہے اور ان کو بھی جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ "ہمارے پاس آ جاؤ" اور یہ جہاد میں کم ہی حصہ لیتے ہیں (۱۸) وہ تمہارا ساتھ دینے میں سخت بخیل ہیں پھر جب (جنگ کا) خطرہ آن پڑتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ وہ آنکھیں پھیر کر آپ کی طرف یوں دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو چکی ہو پھر جب خطرہ دور ہو جاتا ہے تو اموال غنیمت کے انتہائی حریص بن کر تیز تیز زبانیں چلانے لگتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو قطعاً ایمان نہیں لاتے لہٰذا اللہ ان کے اعمال ضائع کر دیگا اور یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہے (۱۹) اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ ابھی لشکر گئے نہیں اور اگر یہ لشکر چڑھ آئیں تو وہ یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ دیہاتوں میں رہنے والے ہوتے اور بس حالات ہی پوچھ لیا کرتے اور اگر وہ تم میں موجود بھی ہوتے تو (دشمن سے) لڑائی میں کم ہی حصہ لیتے (۲۰)

آیت ۲۰: ان منافقوں کی بزدلی کا یہ حال ہے کہ کفار کے ناکام واپس جانے کے باوجود بھی یہ سمجھیں گے کہ وہ ابھی تک اپنے مورچوں اور خیموں میں موجود ہیں اگر وہ کفار دوبارہ لڑائی کے لئے واپس آ جائیں تو منافقین کی دلی تمنا یہ ہوگی کہ وہ مدینہ شہر کے اندر رہنے کے بجائے باہر بادیہ نشینوں کے ساتھ ہوں اور وہاں لوگوں سے تمہاری بابت پوچھتے رہیں کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی ہلاک ہوئے یا نہیں؟ یا لشکر کفار کامیاب رہا یا ناکام؟ پھر فرمایا اگر یہ نامرد تمہارے ساتھ جنگ میں موجود بھی ہوتے تو جنگ نہیں کرتے البتہ دکھانے کے لئے کچھ ہاتھ پاؤں ہلا دیتے۔ (تفسیر ابن کثیر)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ
اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ
الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا

(مسلمانو!) تمہارے لئے اللہ کے رسول (کی ذات) بہترین نمونہ ہے جو بھی اللہ اور یوم آخرت کی اُمید رکھتا ہو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہو (۲۱) اور جب مومنوں نے ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے "یہ تو وہی بات ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اس کے رسول نے سچ ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ
عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ
يَّنْتَظِرُ ۖ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ
الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ
شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾

کہا تھا'' اور اس واقعہ نے ایمان اور فرمانبرداری کو ہی مزید بڑھا دیا (۲۲) مومنوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں کہ اُنھوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ ان میں سے کوئی تو اپنی ذمہ داری پوری کر چکا اور کوئی موقع کا انتظار کر رہا ہے اور اُنھوں نے اپنے عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی (۲۳) (یہ سب اسلئے ہے) پھر تا کہ اللہ سچے لوگوں کو ان کے سچ کی جزا دے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے یا پھر ان کی توبہ قبول کر لے۔ اللہ یقیناً معاف کر دینے والا رحم کرنے والا (۲۴)

آیت ۲۱: اے مومنو اور منافقو! تم سب کے لئے رسول اللہ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔ زندگی کے ہر گوشے میں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا و پیروی کرو اور اُسوۂ رسول کو وہی اپنائے گا جو آخرت میں اللہ کی ملاقات پر یقین رکھتا اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۲۲: اللہ منافقین کی حالت سے آگاہ کرنے کے بعد مومنین کی کیفیت بیان کر رہا ہے کہ مومنین جب لشکر کفار کو آتا دیکھیں تو کہیں گے کہ یہی وہ وعدہ ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے کیا تھا یعنی جب اللہ ہمیں آزمائے گا تو ہم اس سے مدد طلب کریں گے اور وہ ہماری مدد فتح و نصرت کے ذریعہ کرے گا اور اللہ اس کے رسول کا وعدہ سچا بھی ہوا جبکہ دشمنان اسلام تتر بتر ہو گئے ان ساری باتوں سے مسلمانوں کے ایمان میں اضافہ ہوا۔

آیت ۲۳: مومنین کی وفاداری کی تعریف کی جارہی ہے کہ اُنھوں نے جانثاری کے عجیب و غریب جوہر دکھائے ان میں وہ مومنین بھی ہے جو جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے اور اُنھوں نے یہ عہد کر رکھا تھا کہ آئندہ اگر کوئی معرکہ یا جنگ پیش آئی تو ضرور جہاد کریں گے اور اپنی جان دیں گے اور اُنھوں نے اپنے اس عہد کو پورا بھی کیا بعض لوگ جنگ اُحد میں اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی اور بعض اس جنگ میں اپنی شہادت کا انتظار کر رہے تھے۔ اور یہ لوگ اپنے عہد میں پکے ہیں منافقین کی طرح نہیں جنھوں نے عہد شکنی کی۔

وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا
خَيْرًا ۭ وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَ
كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ
ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ
وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ

اور کفار (کے لشکروں) کو اللہ نے بے نیل و مرام اپنے دلوں کی جلن دلوں میں ہی لئے واپس لوٹا دیا اور لڑائی کیلئے مومنوں کی طرف سے اللہ ہی کافی ہو گیا۔ وہ یقیناً بڑی قوت والا زبردست ہے (۲۵) اور اہل کتاب میں سے جنھوں نے کافروں کی مدد کی تھی انھیں اللہ تعالیٰ کے قلعوں سے اُتار لایا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ ان کے ایک گروہ کو تم قتل کر رہے تھے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَتَأْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿٢٦﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢٧﴾ ع ۱۹

دوسرے کو قیدی بنارہے تھے (۲۶) اور تمہیں ان کی اراضی، ان کے گھروں اور ان کے اموال کا وارث بنادیا اور اس زمین کا بھی جہاں تم نے قدم تک نہ رکھا تھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۷)

آیت ۲۵: غزوۂ احزاب کا نتیجہ بیان کیا جارہا ہے کہ جو فوج مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے غیظ وغضب سے آئی تھی انھیں اس طرح ناکام اور نامراد لوٹا دیا اور اس جنگ میں اللہ مومنوں کے لئے کافی ہو گئے اور انہیں لڑنے تک کی نوبت نہیں آنے دی اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا ہے اور دشمنوں پر غالب آنے والا ہے۔

آیت ۲۶۔۲۷: بنو قریظہ جنھوں نے عہد شکنی کی ان کا انجام بتایا جارہا ہے کہ جنگ کے بعد وہ لوگ اپنی عہد شکنی کے سبب قلعہ میں محصور ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا جس کی وجہ سے وہ لوگ قلعوں سے باہر نکلنے پر مجبور ہو گئے ان میں بعض نوجوان یہودیوں کو قتل کیا گیا اور بوڑھوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا گیا اور ان کے تمام کھیتوں، باغات، مکانات، قلعوں، مویشیوں، ہتھیاروں، مال وجائیداد کا وارث مسلمانوں کو بنا دیا گیا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٢٨﴾ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت ہی چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقہ سے رخصت کردوں (۲۸) اگر تم اللہ، اس کا رسول اور دار آخرت چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکو کاروں کیلئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے (۲۹) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویو! تم سے جو کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے تو اس کا عذاب دگنا کردیا جائے گا اور یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہے (۳۰)

آیت ۲۸۔۲۹: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تعالیٰ آپ کی بیویوں کو یہ حکم دے رہا ہے کہ اگر تم کو دنیوی خوبصورتی بھاتی ہے تو میں تمہیں خوبصورتی کے ساتھ کچھ دے دلا کر چھوڑ دیتا ہوں اور اگر اللہ اور اس کے رسول سے اور آخرت کے گھر سے محبت ہے تو رسول کے پاس رہ کر جو تنگی ہے اسے برداشت کرنا پڑے گا۔ اس کا ثواب آخرت میں اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ملے گا اور دگنا ملے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۳۰: اے نبی کی بیویو! یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم بداخلاقی اور نامناسب رویہ کا ارتکاب کروگی تو تم کو دوسری عورتوں سے دوگنا عذاب دیا جائے گا اور اس طرح کرنا اللہ پر بہت آسان ہے۔ یہ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو تکلیف نہ ہو اور تمہاری عزت وشرف پر آنچ نہ آئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ مَنۡ یَّقۡنُتۡ مِنۡکُنَّ لِلّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِہَاۤ اَجۡرَہَا مَرَّتَیۡنِ ۙ وَ اَعۡتَدۡنَا لَہَا رِزۡقًا کَرِیۡمًا ﴿۳۱﴾ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿ۚ۳۲﴾

اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبردار بن جائے اور نیک عمل کرے تو ہم اسے اجر دوگنا دیں گے اور اس کے لئے ہم نے عزت کا رزق بھی تیار کر رکھا ہے (۳۱) اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو‘ اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو (کسی نامحرم سے) دبی زبان سے بات نہ کرو ورنہ جس شخص کے دل میں مرض ہے وہ کوئی غلط توقع لگا بیٹھے گا لہٰذا صاف سیدھی بات کرو (۳۲)

تفسیر: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا مقام چونکہ بہت بلند ہے لہٰذا گناہوں کے دُگنے وبال کی طرح ان کی نیکیوں کا اجر بھی دُگنا ہوگا۔ اس آیت میں زنا سے بچنے کے لئے احکام دیئے جارہے ہیں۔ آواز شیرینی گھولے ہوئے نہ ہو، لچکدار نہ ہو۔ ضرورت سے زیادہ باتیں نہ ہوں۔ نہ اتنی پست آواز ہو کہ سرگوشیاں معلوم ہوں اور نہ ہی اتنی تیز ہو‘ تاہم کوئی ایسا انداز بھی نہ ہو کہ بدتمیزی کی حد کو چھو رہا ہو اور ضرورت کے تحت بات کرنے والا بھی پچھتائے کہ میں نے بات کیوں کی۔

آیت میں مخاطب تو نبی کی بیویوں کو کیا گیا ہے کیونکہ اصلاح کی تحریک کی ابتدا ہی آپ ﷺ کے گھر سے کی گئی ہے اس کے علاوہ اصحاب رسول ﷺ کو مسائل وغیرہ پوچھنے کے لئے بھی آپؐ کے ہاں آنا ہوتا تھا تاہم یہ حکم بھی عام ہے۔

آگے فرمایا کہ تم سب نماز قائم کرو، یعنی تمام شروط وارکان اور واجبات کا لحاظ رکھتے ہوئے پورے خشوع وخضوع کے ساتھ صحیح اوقات میں ساری نمازیں ادا کرو اور اگر اللہ مال دے تو زکاۃ دو، اور اللہ و رسولؐ کے تمام اوامر ونواہی کی پابندی کرو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ کیا کہ تمہیں جن اچھی باتوں کی نصیحت کی گئی ہے اور جن بُرائیوں سے روکا گیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ تمہیں ایسے گناہ اور گندگی سے دور رکھا جائے جو نبیؐ کے گھرانے کے شایان شان نہیں ہے اور تمہیں ہر اس قول وفعل سے مکمل طور پر پاک کر دیا جائے جس سے روح کی بالیدگی متاثر ہوتی ہے۔

وَ قَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی وَ اَقِمۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ اَطِعۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿ۚ۳۳﴾ وَ اذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ

اور اپنے گھروں میں قرار پکڑے رہو پہلے دورِ جاہلیت کی طرح اپنی زیب وزینت کی نمائش نہ کرتی پھرو اور صلوٰۃ قائم کرو زکوۃ ادا کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو‘ اے اہل بیت! (نبی) اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے اور تمہیں اچھی طرح پاک صاف بنا دے (۳۳) اور جو تمہارے گھروں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا ﴿۳۴﴾ ع	میں اللہ کی آیات اور حکمت کی باتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں انھیں یاد رکھو' بلاشبہ اللہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے (۳۴)

اس آیت سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ عورت کا اصلی مقام اس کا گھر ہی ہے اسلئے جہاد، مسجد میں جماعت سے صلوٰۃ اس پر فرض نہیں کی گئی۔ اس موضوع پر اُمت میں افراط وتفریط رواج پا گیا ہے۔ ایک طرف عورت کو مردوں کے شانہ بشانہ چلانے کی غیر فطری کوشش ہوتی ہے اور ظلم کی انتہا یہ ہے ''کہا جاتا ہے کہ اس قرآن نے مذہب کے نام پہ عورتوں کو قیدی بنا چھوڑا ہے''۔ عملی طور پر انھوں نے بغیر کسی جرم کے اپنی خواتین کو وہ سزا دے رکھی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے فحاشی کی سزا کے طور پر ان کے لئے مقرر فرمائی تھی۔ میانہ روی کا اسلوب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان احکام سے عورت کیلئے کسی تحقیر کا پہلو نکالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ غیر مردوں کے سامنے زینت کا اظہار نہ کرو، اس کام کو اللہ تعالیٰ نے جاہلیت سے منسوب فرمایا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۳۳: اس بارے میں صریح ہے کہ نبی کریم ا کی ازواج مطہرات ''اہل بیت'' میں شامل ہیں۔ صحیح مسلم میں عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن صبح کے وقت کالے بال کی بنی ایک چادر اوڑھے نکلے۔ حسن آئے تو انھیں اس میں داخل کر لیا پھر حسین آئے تو انھیں اس میں داخل کر لیا پھر فاطمہؓ آئیں اس میں داخل کر لیا پھر علی آئے تو انھیں اس میں داخل کر لیا پھر آپ نے فرمایا کہ اے اہل بیت! اللہ تم سے گندگی کو دور کرنا چاہتا ہے اور تمھیں مکمل طور پر پاک کرنا چاہتا ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: 4450)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ چاروں افراد نبی کریمؐ کے گھرانے میں شامل ہیں لیکن یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ ''اہل بیت'' کا اطلاق صرف انہی چاروں پر ہوگا اسلئے راجح یہی ہے کہ نبی کریم ا کی ازواج مطہرات ''اہل بیت'' میں قرآن کی صریح نص کے ذریعہ داخل ہیں اور حضرت فاطمہؓ علیؓ اور حسنؓ وحسینؓ صحیح حدیث کے مطابق۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ آیت اس بارے میں نص صریح ہے کہ آپؐ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں اس لئے کہ اس آیت کے نزول کا سبب یہی بیان کرتا ہے اور جو بات آیت کے نزول کا سبب ہوتی ہے وہ آیت کے حکم میں بدرجۂ اولیٰ داخل ہوتی ہے۔ (تیسیر الرحمن)

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا	بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور صابر مرد اور صابرہ عورتیں' اور اللہ کے آگے جھکنے والے مرد اور اللہ کے آگے جھکنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنیوالی عورتیں' اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

عورتیں اور اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتیں ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے (۳۵)

آیت ۳۵: اُم سلمیٰؓ اور بعض دیگر صحابیات نے کہا کہ کیا بات ہے اللہ ہر جگہ مردوں سے خطاب فرماتا ہے۔ عورتوں سے نہیں۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ترمذی، حدیث نمبر: 3022 علامہ البانیؒ نے صحیح قرار دیا ہے) اس میں عورتوں کی دلداری کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔ ورنہ تمام احکام جو صرف عورتوں کے لئے ہیں۔ اس آیت میں اور دیگر آیات سے واضح ہے کہ عبادت واطاعت الٰہی اور اُخروی درجات وفضائل میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے۔ دونوں کے لئے یکساں طور پر میدان کھلا ہے اور دونوں زیادہ سے زیادہ نیکیاں اور اجر وثواب کما سکتے ہیں۔ (احسن البیان)

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دے تو ان کے لئے اپنے معاملہ میں کچھ اختیار باقی رہ جائے، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ یقیناً صریح گمراہی میں جا پڑا (۳۶) اور جب آپ نے اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور آپ بھی کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرو اور آپ ایسی بات اپنے دل میں چھپا رہے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں، پھر جب زید اس عورت سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مومنوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں تنگی نہ ہو جبکہ وہ ان سے حاجت پوری کر چکے ہوں، اور اللہ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے (۳۷)

تفسیر: زید بن حارثہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے. آپؐ نے انھیں اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا اور لوگ انھیں زید بن محمد کہتے تھے آپؐ نے ان کے لئے اپنی پھوپی زاد بہن حضرت زینب بنت جحشؓ کا رشتہ طلب کیا وہ چونکہ آپ ہی کے خاندان کی تھیں لہٰذا معاشرہ میں یہ اشراف کا خاندان سمجھا جاتا تھا چنانچہ اس رشتہ پہ ان لوگوں کو تامل ہوا تب یہ آیت نازل ہوئی تو زینب بنت جحشؓ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اپنی خواہش کے خلاف اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت میں سر تسلیم خم کر دیا۔ نکاح اللہ کے حکم سے ہو گیا مگر خاندانی مراتب میں تفاوت کی وجہ سے نباہ نہ ہو سکا چنانچہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کو اشارہ مل گیا کہ اب زینبؓ کا نکاح آپ سے کیا جائے گا۔ معاشرے میں چونکہ متبنیٰ بیٹے کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ آپؐ کو معاشرتی دباؤ برداشت کرنا گراں معلوم ہوا زیدؓ پہ آپ کا یہ احسان تھا کہ آپ نے ان سے اتنا حسن سلوک کیا کہ والدین کے پاس جانے کی اجازت ملنے کے باوجود انھوں نے آپؐ ہی کے پاس رہنے کو ترجیح دی اور آپؐ نے انھیں آزاد کر کے اپنا متبنیٰ بنالیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان تھا کہ شریف ترین خاندان میں ان کا نکاح کروا دیا جبکہ غلامی کا داغ ہونے کی وجہ سے ظاہری طور پر یہ رشتہ ناممکن نظر آ رہا تھا۔ ''اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرو'' جب زیدؓ آپ سے آ کر زینبؓ کی شکایت کرتے اور طلاق دینے کا ارادہ ظاہر فرماتے تو آپؐ یہ فرماتے اس سے مقصد یہ ہوتا کہ جب بھی زیدؓ طلاق دیں گے تو زینبؓ کو مجھے نکاح میں لانا ہوگا اور اس وقت مجھے طعن و تشنیع کا نشانہ بننا پڑے گا یہی وہ بات تھی جسے آپؐ چھپاتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اگر آپؐ وحی سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو ضرور چھپاتے۔ (تفسیر طبری ۲۰، ۲۷۴)

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ اُم المومنین زینبؓ آپ کی سب بیویوں پہ فخر کیا کرتی تھیں اور از راہ شکر کہتی تھیں کہ تمہارا نکاح تو تمہارے عزیزوں نے کیا ہے اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمان پہ کیا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 6870) (تیسیر القرآن)

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۣ ۝۳۸ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۳۹ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۴۰ ع ۵

جو بات اللہ نے نبی کے لئے مقرر کی ہے اس میں نبی پر کوئی تنگی نہیں۔ یہی اللہ کی سنت ہے جو پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی جاری رہی اور اللہ کا حکم ایک طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے (۳۸) (یہ ان میں جاری رہی) جو اللہ کے پیغام پہنچایا کرتے تھے اور اسی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا اور کسی سے مطلق نہیں ڈرتے تھے، اور حساب لینے کو اللہ ہی کافی ہے (۳۹) محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (۴۰)

خاتم ''مہر'' کو کہتے ہیں اور مہر آخری عمل ہی کو کہا جاتا ہے۔ یعنی آپ پر نبوت و رسالت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ آپکے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کریگا وہ نبی نہیں کذاب و دجال ہوگا۔ احادیث میں اس مضمون کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس پر پوری اُمت کا اجماع و اتفاق ہے قیامت کے قریب عیسیٰؑ کا نزول ہوگا جو صحیح اور متواتر روایات سے ثابت ہے تو وہ نبی کی حیثیت سے نہیں آئینگے بلکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی بن کر آئینگے اسلئے انکا نزول عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔(احسن البیان)

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ﴿۴۱﴾ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىِٕكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۖۚ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا ﴿۴۴﴾

اے ایمان والو! اللہ کو بکثرت یاد کیا کرو (۴۱) اور صبح وشام اس کی تسبیح کیا کرو (۴۲) وہی ہے جو تم پر رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تمہارے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ مومنوں پر بہت مہربان ہے (۴۳) جس دن وہ اللہ سے ملیں گے ان کا استقبال سلام سے ہوگا، اور ان کیلئے باعزت اجر تیار ہے (۴۴)

اللہ تعالیٰ نے صادق الایمان مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں اسے یاد کرتے رہیں، اس کی حمد وثنا اور اس کی بڑائی بیان کریں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو بھی عمل واجب کیا تو اس کی ایک حد مقرر کر دی اور عذر شرعی کی حالت میں اپنے بندوں کو معذور جانا سوائے ذکر الٰہی کے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور اسے چھوڑ دینے والے کو معذور نہیں جانا الّا یہ کہ کسی کی عقل ماری جائے تو اللہ نے اسے اپنے ذکر سے معذور قرار دیا ہے۔

اہل ایمان جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ یا اس کے فرشتے انھیں ہمیشہ کے لئے امن وسلامتی کی خوشخبری دیں گے یا مفہوم یہ ہے کہ خود اہل جنت ایک دوسرے کو امن وسلامتی کی مبارکباد دیں گے۔

یَاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴿۴۶﴾ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا ﴿۴۷﴾ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۴۸﴾

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (۴۵) اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ (بنا کر بھیجا ہے) (۴۶) مومنوں کو خوشخبری دیجئے! کہ ان پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے (۴۷) نیز آپ کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانئے اور انکی ایذا رسانی سے درگزر کیجئے اور اللہ پر توکل کیجئے، اور کام بنانے کو اللہ ہی کافی ہے (۴۸)

یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفات بیان کی گئی ہیں جو آپ کی پیغام رسانی کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاہد بنا کر مبعوث کیا تھا۔ جو لوگ آپ کی تصدیق کریں گے اور آپ پر ایمان لائیں گے قیامت کے دن آپؐ ان کے لئے خیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی گواہی دیں گے اور جو لوگ آپ کی تکذیب کریں گے اور آپ پر ایمان نہیں لائیں گے اُن کے خلاف آپ کفر و معصیت کی گواہی دیں گے آپ مومنوں کو اللہ کی رحمت اور اجر عظیم کی بشارت دینے والے اور کافروں اور گناہ گاروں کو جہنم کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم اور اسکی وحی کے مطابق لوگوں کو اسکے دین اسکی بندگی اور اس کی وحدانیت کے اقرار کی دعوت دینے والے ہیں۔ آپ سیدھی راہ کی طرف لوگوں کی رہنمائی کیلئے اللہ کا روشن چراغ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ جو لوگ ان پر ایمان لے آئیں اور عمل صالح کریں انھیں اللہ کی جانب سے گناہوں کی مغفرت اور جنت کی بشارت دے دیں اور کافروں اور منافقوں کی باتوں میں آ کر دین کی تبلیغ میں سستی نہ کریں اور حق کی آواز بلند کرنے اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے میں کوتاہی نہ کریں اور انکے فعل بد کی وجہ سے انھیں نقصان نہ پہنچائیں بلکہ عفو درگزر سے کام لیں اور اپنے تمام اُمور میں اللہ پر بھروسہ کریں اسلئے کہ وہ بحیثیت وکیل وکارساز ان کیلئے کافی ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾

اے ایمان والو! جب تم مومنہ عورتوں سے نکاح کرو پھر انھیں چھونے سے قبل طلاق دے دو تو تمہارے لئے ان پر کوئی عدت نہیں جس کے پورا ہونے کا تم مطالبہ کر سکو لہٰذا (اسی وقت) انھیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کرو (۴۹)

آیت ۴۹: نکاح کے بعد جن عورتوں سے ہم بستری کی جا چکی ہو اور وہ ابھی جوان ہوں۔ ایسی عورتوں کو طلاق مل جائے تو ان کی عدت تین حیض ہے۔ (البقرۃ: ۲۲۸) یہاں ان عورتوں کا حکم بیان کیا جا رہا ہے کہ جن سے نکاح ہوا ہے، لیکن میاں بیوی کے درمیان ہم بستری نہیں ہوئی۔ ان کو اگر طلاق ہو جائے تو عدت نہیں ہے۔ یعنی ایسی غیر مدخولہ مطلقہ بغیر عدت گزارے فوری طور پر کہیں نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے البتہ اگر ہم بستری سے قبل شوہر فوت ہو جائے تو پھر اسے ۴ مہینے ۱۰ دن ہی عدت گزارنی پڑے گی۔ (احسن البیان)

زیدؓ بن حارثہ اور زینبؓ بنت جحش کے نکاح و طلاق کا واقعہ اور اس کے ضمن میں متعدد احکام بیان کرنے کے بعد مناسب رہا کہ مسلمانوں کے لئے ایسی عورت کی عدت کا حکم بیان کر دیا جائے جسے نکاح کے بعد اور مباشرت سے پہلے طلاق دے دی جائے۔ ایسی عورت پر عدت گزارنا واجب نہیں ہے، اس لئے کہ عورت عدت اس لئے گزارتی ہے تاکہ یقین ہو جائے کہ اس کے رحم میں کوئی بچہ نہیں ہے۔ اور مذکورہ بالا صورت میں یقینی طور پر عورت کا رحم بچہ کے وجود سے پاک ہے اور اگر اس کا مہر مقرر کر دیا گیا تھا تو اسے نصف مہر ملے گا اور کچھ مال بطور دلجوئی دے دینا مستحب ہے اور اگر اس کا مہر مقرر نہیں تھا تو شوہر کی مالی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے کچھ مال دے دیا جائے اور بغیر اذیت پہنچائے اسے اس کے گھر والوں کے پاس جانے دیا جائے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۰

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ پر آپ کی وہ بیویاں حلال کردی ہیں جن کے حق مہر آپ ادا کرچکے ہیں اور وہ کنیزیں بھی جو آپ کے قبضے میں ہیں جو اللہ نے آپ کو غنیمت کے مال سے دی ہیں نیز آپ کے چچا، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے، نیز وہ مسلمان عورت بھی جو اپنے آپ کو نبی کیلئے ہبہ کردے اور نبی اس کو نکاح میں لینا چاہے یہ رعایت صرف آپ کیلئے ہے دوسرے مسلمانوں کو نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم نے مومنوں پر ان کی بیویوں اور مقبوضہ کنیزوں کے بارے میں کیا فرض کیا ہے (اور آپکو یہ رعایت اسلئے ہے) کہ آپ پر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے (۵۰)

حق تعالیٰ اپنے نبیؐ سے فرما رہا ہے کہ عورتوں میں سے آپ کیلئے آپ کی وہ بیویاں حلال ہیں جن کا آپ مہر ادا کرچکے ہیں۔ اجر سے مراد مہر ہے آپ کی تمام عورتوں کے مہر پانچ پانچ سو درہم تھے۔ رحمت عالمؐ کے پاس کوئی ایسی عورت نہ تھی جس نے آپ کے لئے اپنے کو ہبہ کیا ہو۔ (ابن جریر عن ابن عباس) یعنی آپؐ نے کسی ایسی عورت کو قبول نہیں فرمایا تھا۔ اگرچہ یہ حکم آپ کے ساتھ خاص تھا اور ایسی عورت آپ کے لئے حلال تھی مگر نکاح آپ کی مرضی پر موقوف تھا۔ فرمایا یہ حکم محض آپ ہی کے لئے ہے دوسرے مسلمانوں کے لئے نہیں۔ یعنی آپ کے علاوہ کسی اور مسلمان کے لئے موہوبہ عورت حلال نہیں تاوقتیکہ وہ اس کا مہر ادا نہ کرے اگر مہر مقرر نہ ہو تو مہر مثل دینا پڑے گا۔ بروع بنت واشق نے اپنا نفس ہبہ کردیا تھا جب ان کے شوہر کا انتقال ہوگیا تو اللہ کے رسول نے انھیں مہر مثل دلوایا، (ترمذی، حدیث نمبر:1145 علامہ البانیؒ نے صحیح قرار دیا ہے) موت اور خلوت صحیحہ مہر کے واجب کرنے میں برابر ہیں، البتہ رحمت عالمؐ کے ذمہ ایسی عورت کا کچھ مہر واجب نہیں گو آپ اس کے پاس چلے جائیں کیونکہ آپ کو بغیر مہر کے بغیر ولی اور گواہوں کے نکاح کر لینے کا اختیار ہے جیسا کہ زینبؓ بنت جحش کا واقعہ سے ثابت ہے۔ پھر فرمایا: ہمیں معلوم ہے جو کچھ ہم نے ان کی بیویوں کے اور لونڈیوں کے بارے میں فرض کیا ہے کہ چار سے زیادہ عورتیں حلال نہیں اور لونڈیاں حسب خواہش رکھی جاسکتی ہیں اور نکاح میں ولی کی مہر کی اور گواہوں کی شرط ہے یہ امت کا حکم ہے نبیؐ پر اس کی پابندی نہیں تاکہ ان پر کوئی تنگی نہ ہو۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَ مَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا

آپ جس بیوی کو چاہیں علیحدہ رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں، اور علیحدہ رکھنے کے بعد جس کو چاہیں اپنے پاس بلائیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَ لَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَاۤ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ ع ۶

آپ پر کوئی مضائقہ نہیں، اس طرح زیادہ توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمزدہ نہ ہوں اور جو بھی آپ انھیں دیں اسی پر خوش رہیں، اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے اللہ جانتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا بردبار ہے (۵۱) اس (حکم) کے بعد آپ پر دوسری عورتیں حلال نہیں اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ آپ ان میں کسی کو تبدیل کریں خواہ ان کا حسن آپ کو کتنا ہی اچھا لگے، البتہ کنیزوں کی آپ کو اجازت ہے اور اللہ ہر چیز پر نگران ہے (۵۲)

رسولؐ پر باری مقرر کرنا واجب نہیں ٫یعنی اس بات کی اجازت ہے کہ ازواج مطہرات کے پاس رہنے کی باری برابر یا جس طرح چاہیں مقرر کرلیں یہ آپ کی مرضی پر موقوف ہے۔ آپ کے ذمہ واجب نہیں اس لئے بعد میں فرمایا کہ اس میں اس بات کی زیادہ تر توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ رنجیدہ نہ رہیں۔ یعنی جب انھیں معلوم ہوجائے کہ تقسیم آپ کے ذمہ واجب نہیں پھر بھی آپ مساویانہ سلوک فرما رہے ہیں تو وہ اس حسن سلوک سے خوش ہوکر آپ کے عدل وانصاف کی تعریفیں کریں گی اور آپ کے احسانات مانیں گی اور جو کچھ آپ انھیں دیں گے اسی سے خوش ہوجائیں گی۔ پھر فرمایا تمہارے دلوں میں کسی کی طرف جو رجحان ہے اسے اللہ خوب جانتا ہے۔ دلی محبت ورجحان کا ہٹانا ناممکن نہیں۔

دامن رسولؐ سے وابستہ رہنے کا صلہ اور اجر:

چونکہ اُمہات المومنین نے دامن رسولؐ ہی سے وابستہ رہنا چاہا اور آپؐ کی رفاقت کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا، اس لئے اللہ نے انھیں یہ نیک صلہ دیا کہ اپنے رسولؐ کو حکم فرمایا کہ آپ ان عورتوں میں سے کسی کو چھوڑ کر اس کی جگہ کسی اور عورت سے نکاح نہیں کرسکتے گو وہ آپ کو کیسی ہی بھلی کیوں نہ معلوم ہو۔ اختیار والی آیتیں اوپر گزر چکیں۔ پھر فرمایا اگر لونڈیاں ہوں تو دوسری بات ہے۔ یعنی ان میں کوئی حرج نہیں، پھر اللہ نے آپ سے پابندی بھی اُٹھادی اور یہ آیت منسوخ فرمادی اور آپ کو دوسری عورتوں سے نکاح کرنے کی رخصت مل گئی لیکن آپ نے اس آیت کے بعد کسی عورت سے نکاح نہیں کیا تاکہ آپ کا احسان ازواج مطہرات پر قائم رہے۔

صدیقہؓ: آپ کی وفات سے پہلے اللہ نے آپؐ کیلئے عورتیں حلال کردی تھیں۔ (ترمذی، حدیث نمبر: 3216 علامہ البانیؒ نے صحیح قرار دیا ہے)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو الا یہ کہ تمہیں اجازت دی جائے اور کھانے کی تیاری کا انتظار نہ کرنے لگو البتہ جب تمہیں (کھانے پر) بُلایا جائے تو آؤ اور جب کھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ٘ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾

چکو تو چلے جاؤ، اور باتوں میں دل لگائے (وہیں) نہ (بیٹھے) رہو، تمہاری یہ بات نبی کے لئے تکلیف دہ تھی مگر تم سے شرم کی وجہ سے کچھ نہ کہتے تھے اور اللہ حق بات کے کہنے سے نہیں حیا کرتا اور جب تمہیں ازواج نبی سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردہ کے پیچھے رہ کر مانگو، یہ بات تمہارے دلوں کے لئے بھی پاکیزہ تر ہے، اور ان کے دلوں کے لئے بھی۔ تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان (کی وفات) کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بلاشبہ اللہ کے ہاں یہ بڑے گناہ کی بات ہے (۵۳) تم کوئی بات ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (۵۴)

تفسیر: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے جب زینبؓ بنت جحش سے نکاح کے سلسلہ میں ولیمہ کیا تو کھانے کے بعد آپؐ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا کچھ لوگ ایسے بیٹھے کہ اُٹھنے کا نام ہی نہ لیا۔ چنانچہ جب آپ اُٹھے تو لوگ بھی اُٹھ کر چلے گئے مگر تین آدمی پھر بھی کچھ دیر بیٹھے رہے، میں نے نبیؐ کو اطلاع دی تو آپ زینبؓ کے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 4417) لوگوں کو اس طرز عمل سے منع فرمایا۔

حجاب کسی ایسی چیز کو کہتے ہیں جس سے اوٹ ہو جائے۔ اس آیت کے بعد ازواج النبی کے گھروں کے باہر پردے لٹکا دیئے گئے اسی طرح دیگر مسلمانوں نے بھی اپنے گھروں کے باہر پردے لٹکا دیئے۔

بعض لوگ بلاضرورت آپؐ کے گھر پر دیر تک بیٹھے رہتے گھر میں بلا اجازت داخل ہو کر کوئی بھی ایسا کام جس سے آپ تکلیف محسوس کریں۔ (تیسیر القرآن)

مرد اور عورت کے آزادانہ اختلاط کی روک تھام اور پردہ کا حکم

آیت ۵۳: مردوں اور عورتوں کے آزادانہ اختلاط اور فحاشی کی روک تھام کے لئے یہ ایک موثر اقدام ہے کہ کوئی غیر مرد کسی اجنبی عورت کو نہ دیکھے اور نہ ہی کسی کے دل میں کوئی وسوسہ یا بُرا خیال پیدا ہو۔ گویا معاشرہ سے بے حیائی اور فحاشی کے خاتمہ کے لئے پردہ نہایت ضروری چیز ہے۔ اب جو لوگ مسلمان ہونے کے باوجود کہتے ہیں کہ اصل پردہ دل کا پردہ ہے کیونکہ شرم و حیا کا اور برے خیالات کا تعلق دل سے ہے۔ یہ ظاہری پردہ کچھ ضروری نہیں۔ ایسے لوگ دراصل اللہ کے احکام کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَ لَآ اَبْنَآئِهِنَّ
وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَآ
اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَ لَا مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ
يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِيْنَ
يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا
اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع

ان (ازواج نبی) پر کچھ گناہ نہیں اگر ان کے باپ انکے بیٹے انکے بھائی انکے بھتیجے انکے بھانجے انکی میل جول کی عورتیں اور انکے لونڈی غلام انکے گھروں میں داخل ہوں اور (اے عورتو!) اللہ سے ڈرتی رہو اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر ناظر ہے (۵۵) اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود و سلام بھیجا کرو (۵۶) بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت فرمائی اور آخرت میں بھی اور ان کیلئے رسوا کرنیوالا عذاب تیار کر رکھا ہے (۵۷) اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو انکے کسی قصور کے بغیر دکھ پہنچاتے ہیں تو انھوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بار اُٹھالیا (۵۸)

جب عورتوں کیلئے پردے کا حکم نازل ہوا تو پھر گھر میں موجود اقارب یا ہر وقت آنے جانے والے رشتے داروں کی بابت سوال ہوا کہ ان سے پردہ کیا جائے یا نہیں؟ چنانچہ اس آیت میں اُن اقارب کا ذکر کر دیا گیا جن سے پردے کی ضرورت نہیں اس کی تفصیل سورہ نور کی آیت ۳۱ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ میں بھی گزر چکی ہے۔ اس مقام پر عورتوں کو تقویٰ کا حکم دے کر واضح کر دیا کہ اگر ہمارے دلوں میں تقویٰ ہوگا تو پردے کا جو اصل مقصد قلب ونظر کی طہارت اور عصمت کی حفاظت ہے وہ یقیناً تمہیں حاصل ہوگا، ورنہ حجاب کی ظاہری پابندیاں تمہیں گناہ میں ملوث ہونے سے نہیں بچا سکیں گی۔ پھر نبی ﷺ کے اس مرتبہ ومنزلت کا بیان ہے جو ملاء اعلیٰ (آسمانوں) میں آپ کی ثناء وتعریف کرتا اور پھر رحمتیں بھیجتا ہے اور فرشتے بھی آپ کی بلندیٔ درجات کی دعا کرتے ہیں اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے عالم سفلی (اہل زمین) کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ پر صلوۃ وسلام بھیجیں تا کہ آپ کی تعریف میں علوی اور سفلی دونوں عالم متحد ہو جائیں۔ حدیث میں آتا ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں (یعنی التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ پڑھتے ہیں) ہم درود کس طرح پڑھیں؟ اس پر آپؐ نے وہ درود ابراہیمی بیان فرمایا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 4424) علاوہ ازیں حدیث میں درود کے اور بھی صیغے آتے ہیں جو پڑھے جا سکتے ہیں۔ نیز مختصراً بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ تاہم اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھنا اس لئے صحیح نہیں کہ اس میں نبی سے خطاب ہے اور اس کا پڑھنے والا فاسد عقیدے سے پڑھتا ہے کہ آپ براہِ راست سنتے ہیں یہ عقیدۂ فاسدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے اور اس عقیدے سے مذکورہ خانہ ساز درود بھی غیر صحیح ہے۔ اسی طرح اذان سے قبل اسے پڑھنا بھی بدعت ہے، جو ثواب نہیں گناہ ہے۔ احادیث میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درود کی بڑی فضیلت وارد ہے۔نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے یا سنت؟ جمہور علماء اسے سنت سمجھتے ہیں اور امام شافعی اور بہت سے علماء واجب اور احادیث سے اس کے وجوب ہی کی تائید ہوتی ہے۔اسی طرح احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے پہلے تشہد میں بھی درود پڑھنے کی وہی حیثیت ہے۔اس لئے نماز کے دونوں تشہد میں درود پڑھنا ضروری ہے۔(احسن البیان)

جن روایات میں تشہد اول کا بغیر درود کے ذکر ہے۔انھیں سورۃ احزاب کی آیت صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا کے نزول سے پہلے پر محمول کیا جائیگا۔لیکن اس آیت کے نزول یعنی ۵ ہجری کے بعد جب نبی ﷺ نے صحابہ کرام کے استفسار پر درود کے الفاظ بھی بیان فرما دیئے ہیں تو اب نماز میں سلام کے ساتھ درود کا پڑھنا بھی ضروری ہو گیا چاہے وہ پہلا تشہد ہو یا دوسرا۔(احسن البیان)

آیت ۵۷ تا ۵۸: مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ کو ایذا دینے سے مراد یہ ہے کہ کسی کو اس کا بیٹا یا شریک بتایا جائے یا کسی بھی حیثیت سے اسے عاجز سمجھا جائے یا حیوانات کا مجسمہ بنا کر صفتِ خلق میں اس کی مشابہت اختیار کی جائے اور رسول اللہ کو ایذا پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ آپکو کوئی گالی دے آپکی عیب جوئی کرے، آپ پر اور آپ کے گھرانے پر طنز و تعریض کرے۔

طبری نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنھوں نے صفیہ سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کے موقع پر آپ ﷺ پر طعن و تشنیع کیا تھا۔(الطبری ۲۰،۳۲۳)

صاحب محاسن التنزیل لکھتے ہیں کہ اس آیت کا زینبؓ بنت جحش کی شادی کے واقعہ سے زیادہ تعلق ہے۔آپ ﷺ نے جب ان سے شادی کی تو منافقین نے خوب باتیں بنائی تھیں کہ آپ ﷺ نے اپنے بیٹے زید کی مطلقہ سے شادی کر لی۔مومن مردوں اور عورتوں کو بھی بغیر سبب شرعی ایذا پہنچانا حرام ہے اور اس میں ہر وہ بات اور کام داخل ہے جس سے مومنوں کو تکلیف پہنچے، اگر کوئی کسی گناہ کا ارتکاب کرے جس کی وجہ سے اس پر حد جاری کی جائے یا تعزیری طور پر اسے سزا دی جائے تو یہ ایذائے مسلم میں داخل نہیں ہے۔اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو ایذا پہنچانے میں پہل کرے مثلاً گالی دے یا مارے اور بطور انتقام دوسرا شخص اسے گالی دے یا مارے تو یہ بھی ایذائے مسلم میں داخل نہیں ہے۔

فضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ جب کتا یا خنزیر کو ناحق تکلیف پہنچانا حرام ہے تو کسی مسلمان کو ایذا پہنچانا کیسے حلال ہو سکتا ہے؟

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ

اے نبی! اپنی بیویوں اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کے پلّو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں، اس طرح زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انھیں ستایا نہ جائے، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے (۵۹) اگر منافق لوگ اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝

مدینہ میں دہشت انگیز افواہیں پھیلانے والے باز نہ آئے تو ہم آپ کو انکے خلاف اُٹھا کھڑا کریں گے پھر وہ تھوڑی ہی مدت آپکے پڑوس میں رہ سکینگے (۶۰) یہ لوگ ملعون ہیں جہاں بھی یہ پائے جائیں انھیں پکڑ کر بُری طرح قتل کر دیا جائے (۶۱) گزشتہ لوگوں میں اللہ کا یہی طریقہ جاری رہا ہے، اور آپ اللہ کے اس طریقہ میں کوئی تبدیلی نہ پائینگے (۶۲)

عہدِ نبویؐ میں مسلمان عورتیں رات کو قضائے حاجت کے لئے نکلتیں تو بعض منافقین انھیں لونڈیاں سمجھ کر یا اس بہانے سے ان پر آوازیں کستے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور انھیں حکم دیا کہ جب وہ نکلا کریں تو لمبی چادر سے اپنے آپ کو اوپر سے نیچے تک ڈھانک لیں تاکہ ایذا پہنچانے والے اور شرارت پسند نوجوان جان جائیں کہ یہ شریف گھرانوں کی آزاد عورتیں ہیں، لونڈیاں نہیں تو پھر اپنی شرارتوں سے باز رہیں گے۔

آیت ۵۹: جَلَابِيْبُ، جِلْبَابٌ کی جمع ہے۔ جو ایسی بڑی چادر کو کہتے ہیں جس سے پورا بدن ڈھک جائے۔ اپنے اوپر چادر لٹکانے سے مراد اپنے چہرے پر اس طرح گھونگھٹ نکالنا ہے کہ جس سے چہرے کا بیشتر حصہ بھی چھپ جائے اور نظریں جھکا کر چلنے سے اسے راستہ بھی نظر آتا جائے۔ اور اس سے شریف زادی اور باحیا عورت اور بے شرم اور بدکار عورت کے درمیان پہچان ہوگی۔ پردے سے معلوم ہوگا کہ یہ خاندانی عورت ہے جس سے چھیڑ چھاڑ کی جرأت کسی کو نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس بے پردہ عورت اوباشوں کی نگاہوں کا مرکز اور ان کی بوالہوسی کا نشانہ بنے گی۔ (احسن البیان)

طبری نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ قضائے حاجت کیلئے اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنے سروں کے اوپر سے چادر ڈال کر چہرے چھپا لیا کریں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں۔ (الطبری ۲، ۳۲۴)

اُم سلمہؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں بہت ہی باوقار طور پر کالی چادریں اوڑھ کر نکلنے لگیں۔
(ابوداؤد، حدیث نمبر: 4101 علامہ البانیؒ نے صحیح کہا ہے)

منافقین کی ایذا رسانیوں اور ان کی ریشہ دوانیوں سے نبی کریم ﷺ اور مسلمان پریشان تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انھیں دھمکی دی کہ اگر وہ اپنی خبیث حرکتوں سے باز نہ آئیں تو وہ اپنے رسولؐ اور مسلمانوں کو ان کے خلاف برانگیختہ کر دے گا اور انھیں ان پر مسلط کر دے گا جس کے نتیجے میں وہ لوگ مدینہ سے نکال دیئے جائیں گے۔

آیت ۶۴: میں بتایا گیا کہ وہ لوگ اللہ کی رحمت سے دور کر دیئے گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی نگاہوں میں مبغوض بنادیئے گئے ہیں۔ اللہ کی ان پر مار ہو کہ افترا پرداز اور ایذا رساں منافقوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ایسا ہی برتاؤ کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا
عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ
تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَ
اَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا
يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ
وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا
اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ
اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا
السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ
الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ ع ۸ ۵

لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے! کہ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ کو کیا خبر، شاید وہ قریب ہی آ پہنچی ہو (۶۳) اللہ تعالیٰ نے یقینا کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے بھڑکتی ہوئی جہنم تیار ہے (۶۴) جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور کوئی اپنا حامی یا مددگار نہ پائیں گے (۶۵) جس دن ان کے چہرے آگ میں اُلٹ پلٹ کئے جائیں گے وہ کہیں گے، اے کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی (۶۶) اور کہیں گے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا حکم مانا تھا تو انھوں نے ہمیں راہ (حق) سے بہکا دیا (۶۷) اے رب ان پر دگنا عذاب کر اور ان پر سخت لعنت کر (۶۸)

آیت ۶۶: میں ان کافروں کا انجام بتایا گیا ہے جو قیامت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تکذیب کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور ان کے لئے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں داخل ہونے کے بعد اس سے کبھی نہیں نکلیں گے اور نہ وہاں اپنا کوئی یار و مددگار پائیں گے جو اس مشکل ترین گھڑی میں ان کے کام آئے گا، اور جب ان کے چہرے جہنم کی آگ میں اُلٹے پلٹے جائیں گے جیسے گوشت کو آگ پر بھوننے کے لئے اُلٹا پلٹا جاتا ہے، اس وقت بِلک بِلک کر روئیں گے اور مارے حسرت و یاس کے کہیں گے کہ اے کاش ہم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات مانی ہوتی تو آج ہمارا یہ حال نہ ہوتا۔

نیز کہیں گے اے ہمارے رب کفر و شرک میں جو ہمارے سردار تھے ہم نے ان کی باتوں میں آکر ان کی تقلید اور پیروی کی تو انھوں نے ہمیں گمراہ کر دیا اس لئے تو انھیں آج دوگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت بھیج دے اور شدید ترین اور رسوا کن عذاب میں مبتلا کر دے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا
مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ
اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ

اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے موسیٰ کو تکلیف دی تھی تو اللہ نے موسیٰ کو ان کی بنائی ہوئی باتوں سے بری کر دیا، اور اللہ کے ہاں بڑی عزت والے تھے (۶۹) اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور بات سیدھی کیا کرو (۷۰) (اس طرح) اللہ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾

اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی (۷۱)

آیت ۶۹: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ بنی اسرائیل کی طرح نہ ہو جائیں جنھوں نے موسیٰؑ کی عیب جوئی کر کے انھیں تکلیف پہنچائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ وہ لوگ ان میں جو عیب لگا رہے تھے اس سے وہ بالکل پاک تھے یعنی اے مسلمانو! تم بھی اپنے رسول کو ایذا نہ پہنچاؤ جیسا کہ بعض منافقین اور ضعیف الایمان لوگوں نے زید بن حارثہ اور زینب بنت جحش کی شادی طلاق اور پھر زینبؓ کی رسول اللہ سے شادی کے واقعے کا ذکر کر کے آپؐ پر طعن و تشنیع کیا تھا۔

بنی اسرائیل کی جانب سے موسیٰؑ کی ایذا رسانی کا واقعہ امام بخاریؒ نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ موسیٰؑ بہت ہی شرمیلے انسان تھے۔ اپنے جسم کا بہت ہی سخت پردہ کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کے لوگ سمجھتے تھے کہ موسیٰ کے جسم پر ضرور کوئی عیب ہے جس کی وجہ سے اپنے جسم کا اتنا سخت پردہ کرتے ہیں ایک دن نہانے کے لئے گئے تو اپنا کپڑا ایک پتھر پر رکھ دیا وہ پتھر اللہ کے حکم سے ان کا کپڑا لے کر بھاگتا گیا اور موسیٰ اس کے پیچھے دوڑتے گئے یہاں تک کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گئے لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ کو نہ برص کی بیماری تھی نہ ہی کوئی دوسرا جسمانی عیب۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:3152)

مفسرین لکھتے ہیں اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ بنی اسرائیل کے لوگوں نے موسیٰ کو گوناگوں تکلیفیں پہنچائیں ان کی عیب جوئی کی ان کے ساتھ بے ادبی کی اور ان پر جھوٹے اتہامات لگائے تورات کا مطالعہ کرنے سے ان باتوں کی تفصیلات ملتی ہیں۔ موسیٰ نے تبلیغ و دعوت کی راہ میں ان تمام تکلیفوں کو برداشت کیا۔

زیدؓ بن حارثہ اور زینبؓ بنت جحش کے واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو باتوں کی نصیحت کی ہے۔ پہلی بات یہ کہ وہ اس کے عذاب و عتاب سے ڈریں، فرائض کو ادا کریں اور محرمات سے اجتناب کریں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ ہر حال میں حق اور سچی بات کہیں اور ان دونوں کارہائے خیر کا ثمرہ یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے نیک اعمال قبول کرے گا اور ان کے گناہ معاف کر دے گا اس لئے کہ نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں اور آخر میں انھیں خوشخبری دی کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اوامر کو بجالائے گا اور نواہی سے گریز کرے گا وہ بہت بڑی کامیابی حاصل کرے گا اسے ہر خوف سے نجات ملے گی اور اس کی ہر نیک تمنا پوری ہوگی جہنم سے نجات ملے گی اور جنت ابدی منزل ہوگی۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ

ہم نے اپنی امانت ارض و سماوات اور پہاڑوں پر پیش کی تو انھوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اٹھا لیا، یقیناً وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے (۷۲) (جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا) کہ اللہ منافق مردوں اور منافق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَ يَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾ ع ۵

عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے (۷۳)

امانت کا بار جو انسان نے اُٹھالیا

آیت ۷۲: امانت سے مراد خلافت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا ''میں دنیا میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں''۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین اور پہاڑ جیسی عظیم الجثہ مخلوق کو پیدا کر کے ان سے پوچھا: بتاؤ اگر تمہیں قوت ارادہ واختیار عطا کردوں اور تمہیں عقل وتمیز کی قوت بھی بخش دوں تو تم میرا خلیفہ بننے کو تیار ہو؟ تمہیں وہی کام کرنا ہوگا جو میں کہوں، تمہیں نافرمانی کے اختیار کے باوجود میرے احکام پر کاربند رہنا اور اسے نافذ کرنا ہوگا تو یہ تینوں قسم کی عظیم الجثہ مخلوق اس بارِ عظیم کو اُٹھانے سے ڈر گئیں اور اسے تسلیم نہ کیا۔ لیکن ان کے مقابلہ میں ضعیف البنیان مخلوق جو ایک منٹ سانس نہ چلنے سے مر بھی سکتی ہے۔ اس بارِ عظیم کو اُٹھانے کے لئے تیار ہوگئی۔ حضرتِ انسان نے بڑی جرأت سے کہہ دیا کہ مجھے اگر قوت تمیز، عقل وفہم اور ارادہ واختیار دے دیا جائے تو میں اس بار کو اُٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان سے اس بات پر عہد بھی لیا۔ جو عہد اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے نام سے مشہور ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۷۳: ظلوم اور جہول دونوں ہی مبالغہ کے صیغے ہیں۔ یعنی انسان بڑا ہی ظالم اور بڑا ہی جاہل ہے جو اس نے بار امانت اُٹھالیا۔ وہ ظالم تو اس لحاظ سے ہے کہ تمام مخلوق میں سب سے بلند منصب پر فائز ہونے کی خواہش کی وجہ سے اس نے اس ذمہ داری کو قبول تو کر لیا مگر اس دارالامتحان دنیا میں آ کر وہ کچھ دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں اس قدر محو ومستغرق ہوگیا کہ اسے یہ خیال بھی نہیں آتا کہ وہ کتنی بڑی عظیم ذمہ داری اپنے سر پر لادے ہوئے ہے۔ اس طرح جو امانت اسکے سپرد کی گئی ہے اس میں وہ خیانت کا مرتکب ہوا۔ اور جاہل اس لحاظ سے کہ اس کی ساری توجہ اسی بات کی طرف رہی کہ اسے تمام مخلوق میں سب سے اونچا اعزاز ملنے والا ہے۔ مگر اس اعزاز کی ذمہ داریوں کا اندازہ کرنے سے قاصر رہا۔ اکثر انسانوں نے یہ جاننے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی کہ اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے اس پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ (تیسیر القرآن)

مذکورہ بالا بارگراں کی خطرناکیوں کی خبر دی گئی ہے جن کا علم صرف اللہ کو تھا ان میں سے بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اس امانت سے عہدہ برآ نہیں ہوں گے یا تو اپنے ایمان واسلام میں مخلص نہیں ہوں گے یا کفر وشرک کی راہ اختیار کریں گے تو اللہ انھیں عہد شکنی کی وجہ سے عذاب دے گا اور جو لوگ اپنے ایمان میں مخلص ہوں گے اگر ان سے گناہ سرزد ہوگا اور توبہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة سبا

سورہ سبا مکی ہے اس میں ۵۴ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں۔

تعارف: اس سورہ میں کفار کے ان اعتراضات کا جواب دیا گیا جو خود نبی ﷺ کی دعوت توحید و آخرت پر اور خود آپ ﷺ کی نبوت پر زیادہ طنز اور تمسخر اور بیہودہ الزامات کی شکل میں پیش کرتے تھے۔ ان اعتراضات کا جواب کہیں تو ان کو نقل کر کے دیا گیا ہے اور کہیں تقریر سے خود یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کس اعتراضات کا جواب ہے، جوابات اکثر و بیشتر تفہیم و تذکیر اور استدلال کے انداز میں ہیں لیکن کہیں کہیں کفار کو ان کی ہٹ دھرمی کے برے انجام سے ڈرایا بھی گیا ہے۔ اسی سلسلے میں داؤد و سلیمان اور قوم سبا کے قصے اس غرض کے لئے بیان کئے گئے ہیں کہ تمہارے سامنے تاریخ کی یہ دونوں مثالیں موجود ہیں۔ ایک طرف داؤد و سلیمان علیہما السلام ہیں جن کو اللہ نے بڑی طاقتیں بخشیں اور شوکت عطا کی جو پہلے کم ہی کسی کو ملی ہے، مگر یہ سب کچھ پا کر وہ کبر و غرور میں مبتلا نہ ہوئے بلکہ اپنے رب کے خلاف بغاوت کرنے کے بجائے اس کے شکر گزار بندے ہی بنے رہے۔ اور دوسری طرف سبا کی قوم ہے جسے اللہ نے اپنی نعمتوں سے نوازا تو وہ بھول گئے اور آخر کار اس طرح پارہ پارہ ہوئی کہ اس کے بس افسانے ہی اب دنیا میں باقی رہ گئے ہیں۔ ان دونوں مثالوں کو سامنے رکھ کر خود رائے قائم کر لے کہ توحید و آخرت کے یقین اور شکر نعمت کے جذبے سے جو زندگی بنتی ہے وہ زیادہ بہتر ہے یا وہ زندگی جو کفر و شرک اور انکار آخرت اور دنیا پرستی کی بنیاد پر بنتی ہے۔

آیاتها ۵۴ — ۳۴ سُوۡرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ ۵۸ — رکوعاتها ۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ ہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ﴿۱﴾ یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا یَخۡرُجُ مِنۡہَا وَ مَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعۡرُجُ فِیۡہَا ؕ وَ ہُوَ الرَّحِیۡمُ الۡغَفُوۡرُ ﴿۲﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو ارض و سماوات میں ہر چیز کا مالک ہے اور آخرت میں (بھی) تعریف اسی کے لئے ہے، اور وہ حکمت والا اور باخبر ہے (۱) وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے یا اس سے نکلتا ہے، نیز جو کچھ آسمان سے اترتا اور جو کچھ آسمان میں چڑھتا ہے اور وہ رحم کرنے والا معاف کرنے والا ہے (۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ا: عزت وحمد اللہ ہی کی ہے۔ اللہ بڑی عزت والا ہے۔ دنیا اور آخرت میں مطلق تعریفیں اُسی کی کی جاتی ہیں اس کی تعریفوں سے آسمان و زمین گونجے ہوئے ہیں کیونکہ وہی دنیا اور آخرت والوں پر انعامات واحسانات فرماتا ہے اور اپنے فضل وکرم سے انھیں نوازتا ہے وہی تمام کائنات کا مالک ہے اور سب پر حاکم ہے۔ فرمایا: **وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ** الخ (القصص:۷۰) وہی اللہ ہے جس کے سوا دوسرا معبود نہیں دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریفیں ہیں اس کا حکم دنیا اور آخرت پر نافذ ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹ کر جاؤ گے یہاں بھی یہی فرمایا کہ تمام کائنات اس کی مملوک وغلام ہے اور اس کے تصرف واختیار میں ہے۔ اللہ ہی عالم الغیب ہے یعنی اسے زمین میں جانے والے بارش کے قطروں کی تعداد اور زمین میں بوئے ہوئے غلہ کے دانوں کا شمار معلوم ہے اور اس سے باہر آنے والی چیزوں کی تعداد ان کی کیفیت چڑھنے والے نیک عملوں سے بھی خوب آگاہ ہے وہ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے، اسی لئے تو گناہگاروں کی سزا میں جلدی نہیں کرتا اور توبہ کرنے والوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے جو اپنے ہر کام میں اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ لَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۳ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴ وَ الَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۵ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ يَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۶

کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ کہہ دیجئے! کیوں نہیں میرے رب کی قسم! وہ تم پر آکے رہے گی۔ جو غیب کا جاننے والا ہے اس سے ارض وسماوات میں کوئی ذرہ برابر چیز بھی چھپی نہیں رہ سکتی اور ذرہ سے چھوٹی یا بڑی کوئی چیز ایسی نہیں جو واضح کتاب میں درج نہ ہو (۳) (قیامت آئے گی) تاکہ اللہ ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، ایسے لوگوں کے لئے بخشش اور عزت کا رزق ہوگا (۴) اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو نیچا دکھانے پر زور لگایا ان کیلئے بدترین قسم کا المناک عذاب ہے (۵) اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے خوب سمجھتے ہیں کہ جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا وہ حق ہے اور اس اللہ کی راہ دکھاتا ہے جو غالب اور لائق حمد وثنا ہے (۶)

کفار کو یہ یقین نہیں آتا تھا کہ کس طرح مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کیا جا سکے گا جبکہ انسان مٹی میں مل کر مٹی ہی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر اس ذرہ کا علم ہے جو کہ زمین میں شامل ہوتا ہے کہ وہ کس چیز کا ہے جو ذرہ نکلتا ہے اس کا بھی علم ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک ذرہ کئی اشکال تبدیل کرنے کے بعد اللہ کے علم سے غائب ہو جائے۔ اسی طرح جو روحیں نازل ہوتی ہیں اور جو روحیں اوپر چڑھتی ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب اللہ کے علم میں ہیں۔تو اب اشکال کہاں ہوا؟ (تیسیر القرآن)

قیامت کا انکار: قرآن میں تین جگہ قسم کھا کر قیامت آنے کا یقین دلایا گیا ہے۔ایک تو یہ آیت اس میں حق تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم فرمایا ہے کہ آپ اپنے عظمت والے رب کی قسم کھا کر فرمادیں کہ قیامت ضرور آئے گی گو کافرو مشرک اور ضدی قسم کے لوگ اسے نہ مانیں گے وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْ الخ (یونس: ۵۳) مشرک آپ سے معلوم کر رہے ہیں کیا واقعی قیامت آئے گی؟ آپ فرمادیں ہاں ہاں مجھے میرے رب کی قسم یہ بالکل سچی بات ہے اور تم اللہ کو ہرانے والے نہیں۔یہاں قسم بھی کھائی اور صیغہ بھی تاکید کا اور اس پر مزید لام تاکید یعنی قیامت کیوں نہیں آئے گی؟ وہ تو بہر صورت یقینا آئے گی۔ لَا يَعْزُبُ، غائب اور پوشیدہ اور دور نہیں۔یعنی جب آسمان وزمین کا کوئی ذرہ اس سے غائب اور پوشیدہ نہیں تو پھر تمہارے اجزائے منتشرہ کو، جو مٹی میں مل گئے ہوں گے جمع کر کے دوبارہ تمہیں زندہ کر دینا کیوں ناممکن ہوگا؟ کتابِ مبین سے مراد لوح محفوظ ہے۔(احسن البیان)

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَ الْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ ۙ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

اور کافر (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں "کیا ہم تمہیں ایسا آدمی نہ بتائیں جو یہ خبر دیتا ہے کہ جب ہم (مرنے کے بعد) بالکل ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو از سر نو پیدا کیے جائیں گے (۷) معلوم نہیں کہ وہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے یا اسے جنون ہے (یہ بات نہیں) بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں اور گمراہی میں دور تک چلے گئے ہیں (۸) کیا انھوں نے ارض وسماء کو نہیں دیکھا؟ جو انھیں آگے اور پیچھے سے (گھیرے ہوئے ہیں) اگر ہم چاہیں تو انھیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے کچھ ٹکڑے گرادیں بلاشبہ اس بات میں ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے ایک نشانی ہے (۹) اور ہم نے داؤد کو اپنے ہاں سے بزرگی عطا کی تھی، (اور پہاڑوں کو حکم دیا تھا کہ) داؤد کے ساتھ (تسبیح میں) ہم آہنگ ہو جاؤ اور پرندوں کو بھی اور ہم نے اس کیلئے لوہے کو نرم کر دیا تھا (۱۰) کہ کھلی زرہیں بناؤ اور اندازے کے مطابق کڑیاں جوڑو اور نیک عمل کرو جو تم کرتے ہو بلاشبہ میں دیکھ رہا ہوں (۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے خاص فضل سے نوازا تھا انھیں نبوت، زبور اور بادشاہت دی تھی۔ پہاڑوں اور چڑیوں کو حکم دیا تھا کہ جب داؤد اپنے رب کی تسبیح بیان کریں تو وہ بھی ان کے ساتھ تسبیح بیان کریں اور ہم نے ان کے لئے لوہے کو موم کے مانند نرم بنا دیا اور انھیں حکم دیا کہ اسے جس طرح چاہیں استعمال کریں اور کشادہ اور مناسب حلقوں والی زرہیں بنائیں اور انھیں اور ان کے اہل وعیال کو حکم دیا کہ وہ جب تک زندہ رہیں عمل صالح میں لگے رہیں اس لئے کہ ہم تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھتے ہیں اور قیامت کے دن ان کا تمہیں بدلہ چکائیں گے۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَ مَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

اور سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کیا صبح کا چلنا ایک ماہ کی مسافت اور شام کا چلنا بھی ایک ماہ کی مسافت تک نیز ہم نے ان کیلئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا، اور بعض جن اپنے رب کے حکم سے ان کے سامنے کام کرتے تھے اور ان میں سے کوئی ہمارے حکم سے سرتابی کرتا تو ہم اسے بھڑکتی آگ کے عذاب کا ذائقہ چکھاتے (۱۲) جو سلیمان چاہتے وہی جن ان کے لئے بناتے تھے مثلاً قلعے، مجسمے اور حوض مانند بڑے لگن کے اور ایک جگہ جمی رہنے والی دیگیں اے آل داؤد شکر کے طور پر عمل کرو اور میرے بندوں میں سے کم ہی شکر گزار ہیں (۱۳)

ہم نے سلیمانؑ کے لئے ہوا کو بھی مسخر کر دیا تھا جس کے دوش پر سوار ہو کر ان کا لکڑی کا بنا سفینہ تمام ساز وسامان کے ساتھ صبح کے وقت ایک ماہ کی مسافت طے کرتا تھا اور شام کے وقت ایک ماہ کی یعنی سلیمان ایک دن میں دو ماہ کی مسافت طے کرتے تھے۔ نیز فرمایا ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا تھا جس سے وہ قسم قسم کے آلات اور ضرورت کی چیزیں بناتے تھے اور قوی ہیکل جنوں کو ہم نے ان کا تابع فرمان بنا دیا تھا جو ان کے اشاروں کے منتظر رہتے تھے اور ہر دم ان کے احکام کی تعمیل میں لگے رہتے تھے اور ہم نے ان جنوں کو خبر دے دی تھی کہ ان میں سے جو کوئی سلیمان کے حکم کی سرتابی کرے گا ہم اسے قیامت میں آگ کا عذاب دیں گے۔ بعض کہتے ہیں نافرمان جنوں کو دنیا میں ہی آگ کا عذاب دیا جاتا تھا۔ سدی کہتے ہیں کہ اللہ نے ایک فرشتے کو مکلف کر دیا تھا جو نافرمان جن کو آگ کے کوڑے سے مارتا تھا جس سے وہ جل کر خاکستر ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ ہم نے سلیمان اور ان کے اہل وعیال کو حکم دیا کہ ہم نے تم پر جو احسانات کئے ہیں اور نعمتوں کی بارش کی ہے ان کے شکر ادا کرنے کے لئے ہر وقت ہماری بندگی میں لگے رہو۔ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو اور تمام اوامر ونواہی کو بجا لاتے رہو۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے کہ عمل صالح کی ادائیگی اللہ کے احسانات وانعامات کے شکر کے طور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پرہونا چاہئے نہ کہ اُمید وبیم کی وجہ سے اور یہ کہ اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے اور یہ کہ شکر عمل کے ذریعہ ادا ہوتا ہے نہ کہ صرف زبان سے۔اس کے بعد اللہ نے خبر دی کہ اس کے کم ہی بندے ایسے ہیں جو ہر وقت اپنے دل، زبان اور اعضاء کے ذریعہ اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿۱۴﴾

پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ کیا تو جنوں کو گھن کے کیڑے کے سوا کسی چیز نے سلیمان کی موت کا پتہ نہ دیا، جو ان کے عصا کو کھائے جا رہے تھے، پھر جب وہ گر پڑا تو جنوں پر واضح ہو گیا کہ اگر وہ غیب (کا علم) جانتے تو ایسے ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے (۱۴)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام کو خبر دی گئی کہ اب ان کی موت کا وقت آچکا ہے تو انھوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب میری موت کی خبر جنوں سے چھپا دے تا کہ لوگ جان لیں کہ ''جن'' غیب کی کوئی بات نہیں جانتے چنانچہ انھوں نے ایک لاٹھی پر ٹیک لگا کر نماز پڑھنی شروع کر دی اور اسی حال میں ان کی موت آگئی اور جن کام کرتے رہے اور انھیں ایک مدت تک اس کی خبر نہ ہوئی جب اللہ نے چاہا تو دیمک نے ان کی لاٹھی کو نیچے سے کھا لیا اور سلیمانؑ کا جسم زمین پر گر گیا۔تب جنوں کو ان کی موت کی خبر ہوئی اور کہنے لگے کہ اگر انھیں غیب کا علم ہوتا تو ایک مدت سے عذاب میں نہ رہتے۔مفسرین لکھتے ہیں سلیمانؑ کے زمانے میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ جن غیب کی باتیں جانتے ہیں۔اس واقعہ کے ذریعہ اس کی تردید کی گئی۔

سلیمانؑ کی موت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی، کیونکہ لکڑی میں گھن کا لگنا ایک مدت درکار ہے، اور موت کے بعد ایک مدت تک سلیمانؑ کا جسم اسی طرح قائم رہا، اس میں کسی طرح کا تغیر نہیں آیا۔اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ کے کچھ شکر گزار بندوں اور شکر کی بدولت ان پر اللہ کے جو احسانات ہوئے ان کا ذکر ہوا۔اس ضمن میں اب ایک ایسی قوم کا ذکر ہو رہا ہے جس پر اللہ نے بڑے احسانات کئے تھے، لیکن انھوں نے کفرانِ نعمت کی راہ اختیار کر لی تو اللہ نے وہ نعمتیں ان سے چھین لیں اور انھیں فقر وفاقہ میں مبتلا کر دیا۔(تیسیر الرحمن)

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ﴿۱۵﴾

قوم سبا کیلئے انکے مسکن میں ایک نشانی موجود تھی اس مسکن کے دائیں بائیں دو باغ تھے (ہم نے انھیں کہا کہ) اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اسکا شکر ادا کرو یہ پاکیزہ اور ستھرا شہر ہے اور رب معاف فرمانے والا ہے (۱۵) پھر انھوں نے سرتابی کی تو ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿١٦﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿١٧﴾

نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑا اور انکے دونوں باغوں کو دو ایسے باغوں میں بدل دیا جن کے میوے بدمزہ تھے اور ان میں کچھ پیلو کے درخت جھاؤ کے اور تھوڑی سی بیریاں تھیں (١٦) ہم نے یہ سزا انھیں ناشکری کی وجہ سے دی تھی اور ہم ناشکروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں (١٧)

آیت ١۵: سبا وہی قوم تھی جس کی ملکہ سبا مشہور ہے جو سلیمانؑ کے زمانہ میں مسلمان ہوگئی تھی۔قوم کے نام پر ملک کا نام بھی سبا تھا۔ آج کل یمن کے نام سے یہ علاقہ معروف ہے۔ یہ بڑا خوشحال ملک تھا یہ ملک بری و بحری تجارت میں بھی ممتاز تھا اور زراعت و باغبانی میں بھی نمایاں اور یہ دونوں ہی چیزیں کسی ملک اور قوم کی خوشحالی کا باعث ہوتی ہے، اسی مال و دولت کی فراوانی کو یہاں قدرتِ الٰہی کی نشانی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ شہر کے دونوں طرف پہاڑ تھے جن سے چشموں اور نالوں کا پانی بہہ بہہ کر شہر میں آتا تھا ان کے حکمرانوں نے پہاڑوں کے درمیان پشتے تعمیر کرا دیئے اور ان کے ساتھ باغات لگا دیئے گئے جس سے پانی کا رخ بھی متعین ہوگیا اور باغوں کو بھی سیرابی کا ایک قدرتی ذریعہ میسر آ گیا انہی باغات کو دائیں بائیں دو باغوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں جنتین سے دو باغ نہیں ہے بلکہ دائیں بائیں کی دو جہتیں مراد ہیں اور مطلب باغوں کی کثرت ہے کہ جدھر نظر اُٹھا کر دیکھیں باغات ہریالی اور شادابی ہی نظر آتی تھی۔ (فتح القدیر، احسن البیان)

اللہ تعالیٰ نے انھیں گونا گوں نعمتوں سے نوازا اور کہا کہ تم لوگ اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو نیک عمل کرو اور گناہوں سے بچو۔ اتنا اچھا خوبصورت اور پاک وصاف شہر ہے اور گناہوں کی مغفرت کرنے والا رب تم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہردم اپنے رب کا شکر ادا کرتے رہو لیکن اللہ کی بے شمار نعمتوں نے انھیں خراب کر دیا شکر کے بجائے اللہ کی ناشکری کرنے لگے انھوں نے اللہ اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور راہِ راست سے برگشتہ ہوگئے تو اللہ نے ان سے بایں طور انتقام لیا کہ وہ مضبوط بند جو دو پہاڑوں کے درمیان بنا ہوا تھا اور جو بارش کے پانی کو روکے رکھتا تھا اور ضرورت کے مطابق اس بند میں بنے ہوئے سوراخوں سے نکل کر باغات تک پہنچتا تھا اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ بند ٹوٹ گیا اور پانی کی شدت کی موجوں سے ان کے مکانات غرقاب ہوگئے اور آبدوشی کا نظام درہم برہم ہوگیا اور وہ لوگ وہاں سے جان بچا کر دوسری جگہ چلے جانے پر مجبور ہوگئے جہاں یا تو ایسے درخت تھے جن کے پھل کڑوے اور ناقابل خوردنی تھے یا بغیر پھلوں والے جنگلی درخت تھے اور کچھ بیری کے درخت تھے جو کسی کام کے نہیں تھے۔

آیت ١٧ میں اللہ نے فرمایا کہ ان کی ناشکری کا ہم نے انھیں ایسا بدلہ دیا یہ اللہ کا نظام ہے کہ جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اس سے اپنی نعمتیں چھین لیتا اور مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے قوم سبا کو دی گئی اپنی نعمتوں کا ذکر کیا پھر کفرانِ نعمت کی وجہ سے انھیں جو پریشانیاں لاحق ہوئی ان کا بیان ہوا اب ان نعمتوں کا ذکر ہو رہا ہے جو انھیں اس زمانہ میں اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علاقے سے باہر حاصل تھیں ان کی بستیوں اور ملک شام کے درمیان شہروں اور بستیوں کا ایک سلسلہ قائم تھا اور ہر دو بستی کے درمیان بھی مسافت آدھے دن کی تھی۔ جب وہ لوگ تجارت کے لئے مارب سے ملک شام کے لئے روانہ ہوتے تو رات ایک بستی میں گزارتے اور دوپہر دوسری بستی میں اور جہاں جاتے کھانے پینے کی ہر چیز انھیں فراوانی کے ساتھ ملتی تھی، اسی طرح چار ماہ کی مسافت پورے امن وراحت کے ساتھ کھاتے پیتے طے کرتے تھے اور اپنے ساتھ زادراہ نہیں ڈھوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں یمن اور شام کے درمیان شہروں کی تعداد چار ہزار سات سو تھی لیکن انھیں یہ نعمتیں بھی راس نہیں آئیں اور امن وعافیت کی قدر کرنا بھول گئے اور کبر وغرور میں آکر کہنے لگے کہ یہ بھی کوئی سفر ہے کہ ہر تھوڑی مسافت کے بعد بستی پائی جاتی ہے مزہ تو جب آتا کہ چٹیل میدانوں اور جنگلات اور پرخطر وادیوں سے گزر ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا اترانا پسند نہیں آیا اور ان بستیوں کو کھنڈرات میں بدل دیا اور ان کی تاریخ لوگوں کے لئے کہانیاں بن گئیں جنھیں دنیا والے سن کر حیرت کرتے ہیں کہ کس طرح اللہ نے ان کے عیش وآرام کو سختی وتنگی میں اور ان کی جمعیت ووحدت کو انتشار وپریشانی میں بدل دیا یہاں تک کہ وہ عربوں کے لئے ضرب المثل بن گئے کہ جب انھیں کسی قوم کے انتشار وافتراق کا حال بیان کرنا ہوتا ہے تو کہتے ہیں ایسا بکھر گئے جیسے قوم سبا کی جماعت بکھر گئی۔ ان میں سے اوس وخزرج والے یثرب (مدینۂ رسول)، غسان کے لوگ شام، ازد والے عمان اور خزاعہ کے لوگ تہامہ پہنچ گئے اور اس طرح پوری قوم سبا تتر بتر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے آیت کے آخر میں فرمایا کہ ان ساری تفصیلات میں اللہ کے صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے بندوں کے لئے بہت ساری عبرت ونصیحت کی باتیں ہیں۔ (تیسیر الرحمن)

سبا پر کسی کا زور نہیں:

شیطان بلا دلیل وحجت کے بہکاتا ہے لوگوں پر اس کا کوئی غلبہ دلیل وحجت اور زور زبردستی نہیں اور نہ ان پر دباؤ ڈال کر انھیں مجبور کرسکتا ہے وہ تو دھوکہ دے دے کر، جھوٹی اُمیدیں دلا دلا کر اپنی عیاریوں سے کام لے کر انسان کی راہ مارتا ہے۔ لوگ اس کے جھوٹے بہلاووں میں آجاتے ہیں اور اس کا کہنا مان لیتے ہیں۔

وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَ اَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَ لَقَدْ

اور ہم نے ان کی بستی اور اس بستی کے درمیان جس میں ہم نے برکت رکھی تھی کئی بستیاں آباد کی تھیں، اور ان میں چلنے کی منزلیں مقرر کی تھیں کہ ان میں رات دن بلاخوف خطر امن سے سفر کرو (۱۸) مگر وہ کہنے لگے ہمارے رب ہمارے سفر کی مسافتیں دور کردے اور (پھر) انھوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا چنانچہ ہم نے انھیں افسانے بنا دیا اور تتر بتر کرڈالا، اس میں یقیناً کئی نشانیاں ہیں ہر صابر وشاکر کیلئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ ع ۲

(۱۹) اور ان لوگوں کے متعلق ابلیس نے اپنا گمان درست پایا چنانچہ مومنوں کے ایک گروہ کے سوا سب نے اسکی اتباع کی (۲۰) حالانکہ ابلیس کا ان پر کچھ زور نہیں تھا (اور یہ سب اسلئے ہوا) تا کہ معلوم کر لیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس بارے میں شک میں پڑا رہتا ہے اور آپ کا رب ہر چیز پر محافظ ہے (۲۱)

شیطان مسلط کرنے کی حکمت

ابلیس نے دعویٰ کیا تھا کہ اولادِ آدم کے اکثر حصے کو گمراہ کروں گا۔ ابلیس نے کہا تو نے چونکہ مجھے گمراہ کیا لہٰذا میں ان کے سیدھی راہ میں رکاوٹ بن کر بیٹھوں گا، میں سامنے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے انھیں گمراہ کروں گا اور آپ ان میں سے کثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔ (الاعراف: ۱۷۔۱۶) (احسن البیان)

پھر حق تعالیٰ نے لوگوں پر شیطان مسلط کر دینے کی حکمت بیان فرمائی کہ اس طرح مومن و کافر میں امتیاز ہو جاتا ہے کہ کون غیب کی باتیں مان کر اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور کون نہیں۔ پھر فرمایا کہ آپ کا رب ہر چیز کا محافظ ہے۔ اس کی حفاظت کے با وجود گمراہ ہو جانے والے گمراہ ہو جاتے ہیں مگر مومن اس کی حفاظت کا سہارا لے لیتے ہیں۔ اس لئے شیطان ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ (تفسیر ابن کثیر)

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے! کہ جن کو تم اللہ کے سوا (الٰہ) سمجھ رہے ہو انھیں پکار کر دیکھ لو، وہ تو ارض و سماوات کی موجودات میں ذرہ بھر بھی اختیار نہیں رکھتے نہ ہی ان موجودات میں ان کی کچھ شرکت ہے اور نہ ہی ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے (۲۲) اس کے ہاں صرف اسی کی سفارش فائدہ دے سکتی ہے جس کو وہ خود اجازت دے۔ حتیٰ کہ جب لوگوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو گی تو پوچھیں گے تمہارے رب نے کیا کہا؟ وہ کہیں گے کہ ٹھیک کہا ہے اور وہ عالی شان سب سے بڑا ہے (۲۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کرے گا:

یعنی اللہ کی عظمت وجلال کا اور اس کی کبریائی کا اور رعب و دبدبہ کا یہ عالم ہے کہ کوئی کسی کی سفارش کے لئے اس کی مرضی کے بغیر لب بھی نہیں ہلا سکتا جب تک کہ خود اللہ تعالیٰ سفارش کی اجازت نہ دے دے۔ فرمایا (۱) مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ الخ (البقرۃ:۲۵۵) بغیر اس کی مرضی کے اس کے پاس کوئی بھی کسی کی سفارش نہیں کر سکتا (۲) وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ الخ (النجم:۲۶) آسمانوں میں بہت سے ایسے فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی کام نہیں آئے گی ہاں اللہ جس کے لئے انھیں سفارش کی اجازت دے دے (تو سفارش کام دے دیگی) اور راضی بھی ہو (۳) وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى الخ (الانبیآء:۲۸) فرشتے انھیں کی سفارش کریں گے جن سے اللہ راضی ہوگا اور وہ اس کے خوف سے کانپ رہے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ (جو بنی نوع آدم کے سردار ہیں اور اللہ کے پاس سب سے بڑے سفارشی ہوں گے جب مقام محمود حاصل فرمالیں گے اور سفارش کبریٰ کا ارادہ فرمائیں گے تو سفارش کے لئے رب کے پاس آئیں گے) فرماتے ہیں میں اللہ کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا جب تک اسے منظور ہوگا میں سجدے میں پڑا رہوں گا اس وقت ایسی ایسی تعریفیں میرے دل میں ڈال دی جائیں گی جواب دماغ میں نہیں ہیں پھر کہا جائے گا محمد ﷺ سر اُٹھاؤ تمہاری بات سنی جائے گی سوال کرو تمہیں دیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش منظور کی جائے گی (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3092) پھر فرمایا کہ جب فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ جواب دیتے ہیں کہ سچی بات فرمائی یعنی جب دلوں کی گھبراہٹ جاتی رہتی ہے تو آپس میں پوچھنے لگتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا تو اسکے فرمان کی اطلاع عرش اُٹھانے والے فرشتے دیتے ہیں اور پھر درجہ بدرجہ پہلے آسمان والے فرشتوں کو خبر ہوتی ہے اس مقام سے بھی اللہ کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ جب حق تعالیٰ وحی فرماتا ہے اور آسمان والے اس کی بات سُن لیتے ہیں تو مارے ہیبت کے کانپنے لگتے ہیں اور ان پر خود فراموشی طاری ہو جاتی ہے پھر فرمایا فرشتے اس حق کا اظہار کرتے ہیں یعنی جوں کا توں بنا دیتے ہیں ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں ہونے پاتی۔ اللہ بڑے بلند مقام والا اور سب سے بڑا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
قُلِ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا
وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا
رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ هُوَ الْفَتَّاحُ

آپ پوچھئے کہ ارض وسماوات سے تمہیں کون رزق دیتا ہے؟ کہہ دیجئے کہ اللہ۔ اور ہم اور تم میں سے ایک فریق ہدایت یا کھلی گمراہی میں پڑا ہوا ہے (۲۴) کہہ دیجئے! جو ہم جرم کریں گے تو اس کا سوال تم سے نہیں ہوگا اور جو تم کروگے اس کا ہم سے نہیں (۲۵) کہہ دیں کہ اللہ سب کو اکٹھا کرے گا پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ
شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا
وَّنَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا
تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع ۳ ۹
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا
الْقُرْاٰنِ وَ لَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَ لَوْ تَرٰٓى
اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ
بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْ لَآ اَنْتُمْ
لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا
لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ
الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ
مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا
لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ
تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ نَجْعَلَ لَهٗٓ
اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا
الْعَذَابَ ؕ وَ جَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ

ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کرے گا، اور وہی فیصلہ کرنے والا سب جاننے والا ہے (۲۶) کہہ دیجئے! مجھے دکھاؤ جنھیں تم نے اللہ کا شریک بنا کر اس سے ملا دیا ہے ہرگز نہیں بلکہ اللہ غالب حکمت والا ہے (۲۷) اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں (۲۸) اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ (قیامت) کب پورا ہوگا؟ (۲۹) کہہ دیں تمہارے لئے وعدہ کا ایک دن مقرر ہے تم اس سے ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکو گے اور نہ آگے جا سکو گے (۳۰) اور کافر کہتے ہیں ہم نہ تو اس قرآن پر ایمان لائیں گے اور نہ اس کتاب پر جو اس سے پہلے موجود ہے۔ اور اے کاش آپ ان ظالموں کو دیکھئے جب وہ اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے اور ایک دوسرے کی بات کا جواب دیں گے جو لوگ (دنیا میں) کمزور سمجھے جاتے تھے وہ بڑا بننے والوں سے کہیں گے ”اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے“ (۳۱) اور جو بڑا بنتے تھے وہ کمزور لوگوں کو جواب دیں گے: ”جب تمہارے پاس ہدایت آ گئی تھی تو کیا ہم نے تمہیں اس سے روکا تھا بلکہ تم خود ہی مجرم تھے (۳۲) اور جو کمزور سمجھے جاتے تھے وہ بڑا بننے والوں سے کہیں گے ”بات یوں نہیں بلکہ یہ تمہاری شب و روز کی چالیں تھیں جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کریں اور اس کے شریک بنائیں پھر جب وہ عذاب دیکھیں گے تو اپنی ندامت چھپائیں گے، اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے انھیں ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسے وہ کام کرتے تھے (۳۳) اور ہم نے جس بستی میں بھی کوئی ڈرانے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَذِيرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ هُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

ع ۱۰

والا (رسول) بھیجا تو اس کے کھاتے پیتے لوگوں نے اس سے کہا ''جو پیغام تم لے کر آئے ہو ہم اس کے منکر ہیں'' (۳۴) اور یہ کہا کہ ہم مال اور اولاد کے لحاظ سے تم سے بڑھ کر ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا (۳۵) کہہ دیجئے! رزق تو میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے وسیع کر دیتا ہے اور جس کا چاہے کم بھی کر دیتا ہے، لیکن اکثر لوگ (یہ بات) جانتے نہیں (۳۶) تمہارے اموال اور اولاد ایسی چیزیں نہیں ہیں جن سے تم ہمارے ہاں مقرب بن سکو ہاں جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے (وہ مقرب بن سکتا ہے) یہی لوگ ہیں جنھیں ان کے اعمال کا دگنا صلہ ملے گا اور وہ بالا خانوں میں امن وچین سے رہیں گے (۳۷) اور جو لوگ ہماری آیات کو نیچا دکھانے میں زور صرف کر رہے ہیں انھیں عذاب میں حاضر کیا جائے گا (۳۸) آپؐ ان سے کہئے! کہ میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے کم کر دیتا ہے، اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو تو وہی اس کی جگہ تمہیں اور دے دیتا ہے اور وہی سب سے بہتر رازق ہے (۳۹)

آیت ۳۴: اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور دلاسا دیا جا رہا ہے اور آپ کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ آپ رسولوں کی اقتدا کریں اور مخالفوں کی مخالفانہ تگ ودو کی پروا نہ کریں۔ آپ سے پہلے ہم نے جس بستی میں بھی رسول بھیجا پہلے اسے اس بستی کے مالداروں نے ہی جھٹلایا البتہ گرے پڑے اور کمزوروں نے ان کی پیروی کی جیسا کہ قوم نوحؑ نے نوحؑ سے کہا تھا (۱) اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الخ (الشعراء:۱۱۱) کیا ہم آپ پر ایمان لے آئیں حالانکہ آپ کو ماننے والے گرے پڑے لوگ ہیں (۲) وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ الخ (ہود:۲۷) ہم آپ کے ماننے والے موٹی عقل والوں کو اور گرے پڑوں ہی کو دیکھ رہے ہیں۔ قوم صالح کے سرداروں نے کمزور ایمان والوں سے کہا (۳) اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا الخ (الاعراف:۷۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیا تم کو یقین ہے کہ صالح اپنے رب کے رسول ہیں انھوں نے کہا وہ جس چیز کو دے کر بھیجے گئے ہیں ہمارا اس پر ایمان ہے ان سرکشوں نے جواب دیا کہ جس چیز پر تمہارا ایمان ہے ہم اسے نہیں مانتے (۴) وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ الخ (الانعام: ۳۵) اسی طرح ہم نے بعض کو بعض سے آزمایا تا کہ وہ کہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہمیں چھوڑ کر اپنا احسان فرمایا ہے کیا اللہ شکر گزاروں کو اچھی طرح سے نہیں جانتا؟

آیت ۳۵: ان دولت مندوں نے جنھوں نے رسول کو نہ مانا تھا مال واولاد کی کثرت پر فخر کیا اور یہ خیال کیا کہ اللہ کی محبت اور اس کے لطف وکرم کی نشانی ہے جب اس نے دنیا میں خوب مال واولاد دے کر مہربانی فرمائی تو کیا وہ آخرت میں مہربانی نہ فرمائے گا ضرور فرمائے گا حالانکہ یہ خیال خام ہے۔ اللہ نے خود اس خیال کی تردید فرمائی۔ فرمایا اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ الخ (المومنون: ۵۵۔۵۶) کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے جو انھیں مال اور اولاد سے امداد پہنچائی ہے ہم ان کے لئے بہتری فراہم کر رہے ہیں نہیں بلکہ انھیں شعور نہیں۔

مال دوست، دشمن سب کو ملتا ہے:

یعنی آپ یہ جواب دیں گے کہ اللہ مال تو دوستوں اور دشمنوں سب کو دیتا ہے اور اپنی حکمت عالیہ سے کسی کو فقیر بناتا ہے اور کسی کو مالدار اس میں بھی اس کی حکمت اور گہری مصلحت کارفرما ہے۔ جس سے اکثر لوگ ناواقف ہیں۔ اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتے۔ معلوم ہوا کہ مال واولاد کی کثرت اللہ کی رضا کی دلیل نہیں ہے (تفسیر ابن کثیر) خوشحال طبقہ یہ دلیل بھی پیش کرتا ہے کہ اگر قیامت برپا بھی ہوئی تو جس رازق نے آج ہمیں مال واولاد سے آسودہ کیا ہوا ہے وہاں کیوں نہ دے گا وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ یہاں ملنا ابتلا وفنا ہے اور وہاں حقیقت ہوگی، یہ دنیا تو دارالامتحان ہے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں رزق کی فراہمی اللہ کی مشیت سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ رضا سے بندوں پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب دو فرشتے نازل نہ ہوں ان میں سے ایک یوں دعا کرتا ہے یا اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل دے اور دوسرا یوں دعا کرتا ہے یا اللہ بخیل کا مال تباہ کردے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1351)

انسؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص کو یہ بات اچھی لگے کہ اس کا رزق کشادہ اور عمر دراز ہو وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ (احسن البیان) (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1925)

آخرت میں مومنوں کا حال بیان کرنے کے بعد اب کافروں کا حال بیان کیا جارہا ہے کہ جو لوگ ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور ان کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں وہ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے ان کے لئے جہنم کا عذاب تیار کیا گیا ہے جس سے وہ چھٹکارا نہیں پاسکیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے رزق زیادہ ہوتا ہے:

آیت ۳۹: آیت میں جو حقیقت بیان کی گئی ہے اس کی یہاں دوبارہ تاکید وتوثیق کی گئی ہے کہ کسی کی روزی میں تنگی نہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اللہ کا مبغوض بندہ ہے اور نہ روزی میں وسعت اللہ کا محبوب بندہ ہونے کی دلیل ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے بندے اس کی راہ میں اور مباح کاموں میں چاہے جتنا بھی خرچ کریں اللہ تعالیٰ دنیا میں انھیں پھر دے گا اور آخرت میں اس کا اچھا اجر عطا کرے گا۔

بخاری ومسلم نے ابوہریرہؓ سے حدیث قدسی روایت کی ہے اللہ کہتا ہے اے ابن آدم خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا۔

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور جس دن اللہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے (۴۰) وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمارا سرپرست تو ہے نہ کہ یہ (مشرک) بلکہ یہ لوگ تو جنوں کی عبادت کرتے تھے، اور ان میں اکثر انہی پر ایمان رکھتے تھے (۴۱) (ہم کہیں گے کہ) آج تم میں سے کوئی دوسرے کے نفع ونقصان پر کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اور ظالموں سے ہم کہیں گے کہ آگ کے عذاب کا مزہ چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے (۴۲)

اس آیت کا تعلق آیت ۳۱ میں وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ سے ہے اور خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور مفہوم یہ ہے کہ آپؐ اُس دن کو یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ تمام جنوں اور انسانوں کو میدان حشر میں اکٹھا کرے گا پھر کافروں کو ڈانٹنے اور پھٹکارنے کیلئے فرشتوں سے مخاطب ہوکر پوچھے گا (جنھیں مشرکین اللہ کی بیٹیاں مان کر انکی عبادت کرتے تھے) کہ اے فرشتو کیا تم میری طرح معبود ہو اور کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ تو فرشتے فوراً اللہ کے سوا معبود ہونے سے اپنی برأت کا اظہار کردینگے اور اللہ کی پاکی بیان کرتے ہوئے کہیں گے کہ تو ہی ہمارا مولا ہے ہم تیرے بندے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم نے انھیں کبھی نہیں کہا کہ وہ ہماری عبادت کریں یہ لوگ درحقیقت ابلیس اور دیگر شیاطین کی عبادت کرتے تھے اور ان میں سے اکثر لوگ انہی کی بات مانتے تھے یہاں فرشتوں کا ذکر بطور خاص مشرکین کے اس عقیدے کی وجہ سے کیا گیا ہے کہ انکے اصنام درحقیقت اللہ کے مقرب فرشتوں کی شکل کے بنائے گئے ہیں تاکہ وہ فرشتے ان کے سفارشی بنیں۔

مفسر ابوالسعود لکھتے ہیں کہ جب فرشتے میدان حشر میں معبود ہونے سے اپنی برأت کا اعلان کردیں گے تو اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مشرکین کی یاس وحسرت بڑھانے کے لئے اور اس بات کا اظہار کرنے کے لئے کہ وہ فرشتے اس کے عاجز بندے ہیں ان سے مخاطب ہوکر کہے گا کہ آج کے دن تم میں سے کوئی کسی کے لئے نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا ہے اور پھر مشرکین سے کہے گا کہ اب چکھو جہنم کا وہ عذاب جسے تم دنیا میں جھٹلاتے رہے تھے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ
اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ
يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ
مُّفْتَرًى ؕ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا
جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَ مَآ
اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَ مَآ اَرْسَلْنَآ
اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَ مَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ
فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ ع ٥ ١١
اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى
وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۖ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ
جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ
عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ
فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ
بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ
وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ

اور جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ آدمی تو ایسا ہے جو یہ چاہتا ہے کہ تمھیں تمہارے ان (معبودوں) سے روک دے جن کی تمہارے آباء واجداد عبادت کرتے تھے، نیز وہ کہتے ہیں کہ ''یہ قرآن جھوٹ گھڑا ہوا ہے'' اوران کافروں کے پاس جب حق آ گیا تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے (۴۳) حالانکہ ہم نے ان (کفار) کو نہ کوئی کتاب دی تھی جسے وہ پڑھتے ہوں اور نہ آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا ان کے پاس بھیجا تھا (۴۴) جو لوگ ان سے پہلے گزرے تھے انھوں نے (حق کو) جھٹلایا تھا اور جو ہم نے انھیں دیا تھا اسکے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچے۔ انھوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا، دیکھو میری سزا کیسی (سخت) تھی (۴۵) کہہ دیجئے! کہ میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے واسطے تم دو دو مل کر اور اکیلے اکیلے رہ کر خوب سوچو، کہ آیا تمہارے صاحب (رسول اللہ) میں کوئی جنون کی بات ہے؟ وہ تو محض ایک شدید عذاب سے پہلے تمہیں ڈرانے والا ہے (۴۶) آپ کہہ دیں! کہ اگر میں نے تم سے کچھ اُجرت مانگی ہو تو وہ تم ہی رکھو میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر شاہد ہے (۴۷) انھیں کہہ دیجئے! کہ میرا رب حق کے ساتھ (باطل پر) ضرب لگاتا ہے اور وہ سب چھپی باتوں کو جاننے والا ہے (۴۸) کہہ دیں! کہ حق آ گیا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ضَلَلۡتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰی نَفۡسِیۡ ۚ وَ اِنِ
اهۡتَدَیۡتُ فَبِمَا یُوۡحِیۡۤ اِلَیَّ رَبِّیۡ ؕ اِنَّهٗ
سَمِیۡعٌ قَرِیۡبٌ ﴿۵۰﴾ وَ لَوۡ تَرٰۤی اِذۡ فَزِعُوۡا فَلَا
فَوۡتَ وَ اُخِذُوۡا مِنۡ مَّکَانٍ قَرِیۡبٍ ﴿۵۱﴾ وَّ
قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَ اَنّٰی لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنۡ
مَّکَانٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۵۲﴾ وَّ قَدۡ کَفَرُوۡا بِهٖ مِنۡ
قَبۡلُ ۚ وَ یَقۡذِفُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ مِنۡ مَّکَانٍۭ
بَعِیۡدٍ ﴿۵۳﴾ وَ حِیۡلَ بَیۡنَهُمۡ وَ بَیۡنَ مَا
یَشۡتَهُوۡنَ کَمَا فُعِلَ بِاَشۡیَاعِهِمۡ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ
اِنَّهُمۡ کَانُوۡا فِیۡ شَکٍّ مُّرِیۡبٍ ﴿۵۴﴾ ع ۱۲

باطل نے تو نہ پہلی بار کچھ پیدا کیا تھا نہ دوبارہ کرے گا (۴۹) کہہ دیجئے! کہ اگر میں راہ بھولا ہوا ہوں تو اس کا وبال مجھ پر ہوگا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو وجہ یہ ہے کہ میرا رب میری طرف وحی کرتا ہے وہ یقیناً سننے والا قریب ہے (۵۰) کاش اور آپ دیکھیں جب وہ گھبرائے ہونگے مگر بچ نہ سکیں گے بلکہ قریب سے پکڑے جائینگے (۵۱) اور کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لائے اور اتنے دور مقام سے انھیں (ایمان) حاصل کرنا کہاں سے میسر ہوگا (۵۲) حالانکہ اس سے پہلے وہ (دنیا میں) منکر تھے، اور بن دیکھے انھیں دور کی سوجھی تھی (۵۳) اس وقت ان کے اور ان کی خواہشات کے درمیان پردہ حائل کیا جائے گا جیسا کہ اس سے پہلے ان کے ہم جنسوں سے کیا گیا تھا وہ بھی بے چین کرنے والے شک میں مبتلا تھے (۵۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة فاطر

سورۂ فاطر مکی ہے اس میں ۴۵ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں۔

تعارف: اس میں کلام کا مدعا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ توحید کے مقابلے میں جو رویہ اُس وقت اہل مکہ اور اُن کے سرداروں نے اختیار کر رکھا تھا اس پر ناصحانہ انداز میں اُن کو تنبیہ و ملامت بھی کی جائے اور معلمانہ انداز میں فہمائش بھی۔ مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ نادانو یہ نبی جس راہ کی طرف تم کو بلا رہا ہے اس میں تمہارا اپنا بھلا ہے۔ اس پر تمہارا غصہ اور تمہاری مکاریاں اور چال بازیاں اور اس کو ناکام کرنے کیلئے تمہاری تدبیریں دراصل اس کے خلاف نہیں بلکہ تمہارے اپنے خلاف پڑ رہی ہیں۔ اس کی بات نہ مانو گے تو اپنا ہی کچھ بگاڑو گے اس کا کچھ نہ بگاڑو گے۔ وہ جو کچھ تم سے کہہ رہا ہے اس پر غور کرو۔ تمہیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اس دنیوی زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے جس میں ہر ایک کو اپنے کئے کا نتیجہ دیکھنا ہوگا۔ تم خود سوچو کہ اس پر تمہارے شبہات اور اچنبھے کس قدر بے اصل ہیں۔ کیا تمہاری آنکھیں رات دن اعادۂ خلق کا مشاہدہ نہیں کر رہی ہیں؟ پھر تمہارا ہی اعادہ اُس خدا کے لئے کیوں ناممکن ہو جس نے تم کو ایک ذرا سے نطفہ سے پیدا کر دیا۔ کیا تمہاری عقل یہ گواہی نہیں دیتی کہ بھلے اور بُرے کو یکساں نہ ہونا چاہئے؟ پھر تم ہی بتاؤ کہ معقول بات کیا ہے؟ یہ کہ بھلے اور بُرے کا انجام یکساں ہو، یعنی مٹی میں ملنا اور فنا ہو جانا چاہئے؟ یا یہ کہ بھلے کو بھلا اور بُرے کو بُرا بدلہ ملے۔ اب اگر ان سراسر معقول اور مبنی بر حقیقت باتوں کو تم نہیں مانتے اور جھوٹے خداؤں کی بندگی نہیں چھوڑتے اور اپنے آپ کو غیر ذمہ دار سمجھتے ہوئے شتر بے مہار ہی کی طرح دنیا میں جینا چاہتے ہو تو اس میں نبی کا کیا نقصان ہے۔ شامت تو تمہاری اپنی ہی ہوگی نبی پر صرف سمجھانے کی ذمہ داری تھی اور وہ اس نے ادا کر دی۔

ایاتها ۴۵ | ۳۵ سُوۡرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ ۴۳ | رکوعاتها ۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو ارض و سماوات کا پیدا کرنیوالا اور فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جنکے دو دو تین تین اور چار چار بازو ہیں وہ اپنی مخلوق (کی ساخت) میں جیسے چاہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲

اضافہ کرتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے (۱) اللہ اگر لوگوں کیلئے اپنی رحمت کا (دروازہ) کھول دے تو اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جسے بند کردے تو اسکے بعد اسے کوئی کھولنے والا نہیں اور وہ غالب حکیم ہے (۲)

اِن آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ زمین وآسمان اور اس کے درمیان جو کچھ بھی ہے ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اور ملائکہ کو بھی پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ اس نے بعض فرشتوں کو دو پر دیئے ہیں بعض کو تین اور بعض کو اس سے زیادہ۔ اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، کفار ومشرکین یہ سمجھتے تھے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں وہ جو چاہے کر سکتے ہیں۔ وہ بھی خدا ہیں ان کے پاس بھی خدا کی قدرت ہے۔ اللہ نے فرمایا نہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں اور نہ خدا کی قدرت وطاقت ان کے پاس ہے وہ اللہ کے بندے ہیں جس طرح آسمان وزمین میں بہت سے اللہ کی مخلوقات ہیں اسی طرح یہ بھی ایک مخلوق ہے۔ جس طرح دوسری مخلوقات عاجز اور بے بس و مجبور ہیں اسی طرح فرشتے بھی عاجز بے بس اور مجبور ہیں۔ ان کی عبادت کرنا اور ان سے مدد طلب کرنا غلط ہے۔ صرف اللہ قدرت و طاقت والا ہے۔ اللہ کسی کو دینا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا اور اللہ کسی کو نہ دینا چاہے تو کوئی دِلا نہیں سکتا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں مجھے فاطر کے ٹھیک معنی معلوم نہ تھے۔ ایک دفعہ میں نے دو دیہاتیوں کو ایک کنویں کے بارے میں جھگڑتا ہوا پایا ان میں سے ایک دیہاتی دوسرے سے بولا (انا فطرتھا) یعنی شروع میں میں نے اسے کھودا تھا تب میں نے جانا کہ فاطر کے معنی شروع میں پیدا کرنے والے کے ہیں یعنی اللہ نے شروع میں بلا کسی نمونہ کے اپنی قدرت کاملہ سے آسمان وزمین ایجاد فرمائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳ وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۴ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٚ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۵ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا

لوگو! اپنے آپ پر اللہ کے احسان کو یاد کرو، اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں ہے جو تمہیں ارض وسماوات سے رزق دے (یاد رکھو) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں پھر تم کہاں سے دھوکہ کھا جاتے ہو؟ (۳) اور اگر ان لوگوں نے آپ کو جھٹلایا ہے تو آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے۔ اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے (۴) لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے لہٰذا تمہیں دنیا کی زندگی دھوکہ میں نہ ڈال دے، اور نہ اللہ کے بارے میں دھوکہ باز (شیطان) تمھیں دھوکا دینے پائے (۵) شیطان یقینا تمہارا دشمن ہے لہٰذا اسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِؕ۝۶ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ۬ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ۝۷ اَفَمَنْ ع ۱۴
زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ
يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖۗ فَلَا
تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۝۸ وَ اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ
الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ
فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ
النُّشُوْرُ۝۹ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ
جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ
الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ
يَبُوْرُ۝۱۰

پیروکاروں کو صرف اسلئے بلاتا ہے کہ وہ جہنمی بن جائیں (۶)
جو کافر ہوئے انھیں سخت عذاب ہوگا اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کیلئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے (۷)
بھلا جس کے لئے اس کا بُرا عمل خوشنما بنا دیا جائے اور وہ اسے اچھا سمجھنے لگے (اس کا کوئی ٹھکانا ہے) اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، لہٰذا آپ ان پر افسوس کے مارے اپنے آپ کو ہلاک نہ کریں، جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ یقیناً انھیں جانتا ہے (۸)
اور اللہ ہی ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادل اٹھالاتی ہیں جسے ہم کسی مردہ بستی کی طرف چلاتے ہیں اور اس زمین کے مردہ ہونے کے بعد اسے زندہ کر دیتے ہیں انسانوں کا جی اُٹھنا بھی اسی طرح ہوگا (۹)
جو شخص عزت چاہتا ہے تو عزت تو تمام تر اللہ ہی کے لئے ہے، پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور صالح عمل انھیں اوپر اٹھاتا ہے اور جو لوگ بُری چالیں چلتے ہیں تو ایسے لوگوں کیلئے سخت عذاب ہے، اور انکی چال ہی برباد ہونے والی ہے (۱۰)

آیت ۹: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں زمین کی موت اور پھر بارش کے بعد اس کی زندگی کی مثال دے کر انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر استدلال کیا ہے۔ رات دن کا مشاہدہ ہے کہ زمین بالکل خشک ہوتی ہے اس میں ایک بھی ہرا پودا نہیں ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجتا ہے تو اسی زمین میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور جب کاشتکار اس میں بیج ڈالتا ہے تو کچھ ہی دنوں کے بعد اس میں پودے لہلہانے لگتے ہیں۔ اسی طرح انسان کی جب دنیاوی زندگی پوری ہوجاتی ہے تو وہ مرجاتا ہے اور قیامت سے پہلے جو لوگ موجود ہوں گے وہ سب بھی مرجائیں گے پھر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو دوبارہ اس طرح زندہ کرے گا جس طرح وہ بارش کے ذریعہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس میں پودے لہلہانے لگتے تھے۔

آیت ۱۰: دنیا و آخرت دونوں جہاں میں عزت طلبی کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طاعت و بندگی میں لگا رہے اس لئے کہ دنیا و آخرت کا وہی مالک ہے ہر طرح کی عزت و آبرو اسی کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کردیتا ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو متعدد آیات میں بیان کیا ہے۔ سورہ نساء آیت: ۱۳۹ میں ہے (اَيَبْتَغُوْنَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا اور سورہ یونس آیت: ۶۵ میں ہے وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا) ان دونوں آیتوں میں یہی بتایا گیا ہے کہ عزت وآبرو صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت میں (اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ) ہر وہ قول وعمل ہے جو ذکر الٰہی کے ضمن میں آتا ہے بندہ جب اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو فرشتے اُن کلمات ذکر کو لے کر اللہ تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے ایک مفہوم یہ بھی لکھا ہے کہ بندہ جب اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو وہ اِسے قبول کرتا ہے اور اس کا اسے اچھا اجر دیتا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ڰ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ڮ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ ع ۲ / ۱۴ النصفہ

اور اللہ نے تمھیں مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تمہیں جوڑے جوڑے بنایا جو بھی مادہ حاملہ ہوتی یا بچہ جنتی ہے تو اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے اور کوئی بڑی عمر والا جسے عمر دی جائے، یا اس کی عمر کم کی جائے تو یہ سب کچھ کتاب میں درج ہے اللہ کے لئے یہ بالکل آسان ہے (۱۱) دو طرح کے سمندر ایک جیسے نہیں ہو سکتے جن میں ایک کا پانی میٹھا پیاس بجھانے والا اور پینے میں خوشگوار ہو اور دوسرا کھارا جو چھاتی جلانے والا ہو اور تم دونوں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور بھی نکالتے ہو جو تم پہنتے ہو۔ اور اسی سمندر میں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں پانی کو چیرتی پھاڑتی چلی جارہی ہیں تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس کا شکر ادا کرو (۱۲) وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے شمس وقمر کو کام پر لگا دیا ہے۔ ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا رہے گا۔ یہ ہے اللہ کی شان وہی تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے اور اسے چھوڑ کر جنھیں تم پکارتے ہو وہ تو ایک ذرہ کا بھی اختیار نہیں رکھتے (۱۳) اگر تم انھیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سن نہیں سکتے اور اگر سن بھی لیں تو تمہیں جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن تو وہ تمہارے شرک کا انکار ہی کردیں گے اور اللہ خبیر کی طرح آپ کو کوئی دوسرا صحیح خبر نہیں دے سکتا (۱۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے دو طرح کے دریا پیدا کئے:

آیت ۱۲: اللہ نے اپنی ہمہ گیر وعظیم قدرت سے طرح طرح کی چیزیں پیدا فرمائیں۔ ان میں سے دو طرح کے دریا بھی پیدا کئے انہی کی طرف توجہ مبذول کرائی جارہی ہے کہ اس نے ایک میٹھا دریا پیدا کیا، میٹھا دریا یہی چھوٹے بڑے دریا ہیں جو مختلف ملکوں اور علاقوں میں اور مختلف جنگلوں میں جاری ہیں۔ ان کا پانی میٹھا لذیذ اور اچھا ہوتا ہے اور ہاضم بھی ہے دوسرا دریا (بحر) ہے جس کا پانی کڑوا ہے اس میں بڑے بڑے جہاز چلتے ہیں اس کا پانی کھارا تلخ اور بدمزہ ہوتا ہے پھر فرمایا کہ تم ہر ایک دریا میں سے تازہ تازہ گوشت کھاتے ہو یعنی ان کی مچھلیاں استعمال کرتے ہو اور ان سے پہننے کے لئے زیورات نکالتے ہو فرمایا: **يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ** (الرحمن:۲۲) ان میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں پھر فرمایا کہ تم کشتیوں کو دیکھو گے کہ وہ اپنے سینوں سے پانی چیرتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے سمندری جہاز، تو پانی ہوا کو بھی چیرتے پھاڑتے آگے بڑھتے ہیں۔ پھر فرمایا تا کہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو یعنی ان تجارتی سفروں سے مال ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا کر فروخت کرو روزیاں کماؤ اور اپنے رب کا شکر ادا کرو کہ اس نے سمندر کا مہیب و عظیم دیو تمہارے قبضے میں دے دیا تم اس میں حسب مرضی تصرف کر رہے ہو اور جہاں چاہتے ہو چلے جاتے ہو کہیں بھی تمہاری مزاحمت نہیں ہوتی بلکہ اللہ نے تو اپنی قدرت اور مہربانی سے آسمان و زمین کی چیزیں تمہارے کاموں میں لگا رکھی ہیں اور تمہارے لئے مسخر کر رکھی ہیں۔ جھوٹے معبود تمہاری دعائیں نہیں سنتے۔

یعنی تمہارے جھوٹے معبود چونکہ غیر جان دار جمادات ہیں اس لئے تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ سن لیتے ہیں تو قبول نہیں کر سکتے تم جو مرادیں ان سے مانگ رہے ہو یہ تو ان میں سے کسی مراد برلانے پر بھی قادر نہیں بھلا غیر جاندار کسی کے کیا کام آ سکتا ہے؟

فرمایا: اور جن کے یہ بت ہیں وہ قیامت کے دن تم سے بیزار ہوں گے فرمایا: **وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا** الخ (الاحقاف:۵) اس سے بڑا کوئی گمراہ نہیں جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارے جو قیامت تک اس کی دعا قبول ہی نہ کر سکیں اور ان کی پکار سے بے خبر رہیں اور جب لوگ جمع کئے جائیں تو اُلٹے ان کے دشمن ہو جائیں اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں۔

پھر فرمایا کہ آپ کو ایک واقف کار کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا یعنی کاموں کے نتائج کی اللہ کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا۔ اللہ نے جو کچھ خبر دی ہے اس میں کوئی کلام نہیں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور وہ (ہر چیز سے) بے نیاز اور حمد کے لائق ہے (۱۵) اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور (تمہاری جگہ) کوئی نئی خلقت لے آئے (۱۶) اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں (۱۷) اور کوئی بوجھ اٹھانے والا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِعَزِیْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَكّٰی لِنَفْسِهٖ ؕ وَ اِلَی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿۱۸﴾

دوسرے (کا) بوجھ نہیں اُٹھائے گا، اور اگر لدا ہوا شخص دوسرے کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے بلائے گا تو کوئی اس کا ذرا بوجھ اُٹھانے نہ آئے گا اگرچہ وہ اس کا قرابت دار ہو (اے نبی ﷺ) آپ تو صرف ان لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور صلوۃ قائم کرتے ہیں اور جو شخص پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی لئے اختیار کرتا ہے اور (سب کو) اللہ ہی کی طرف پلٹنا ہے (۱۸)

ہر شخص اللہ کا محتاج ہے اور وہ بے نیاز ہے۔ حق تعالیٰ تمام مخلوق سے بالکل بے نیاز ہے اور تمام کائنات ہر وقت اس کی محتاج اور اس کے آگے ذلیل وسرنگوں ہے۔ ہر شخص ہر وقت اپنی حرکات وسکنات میں اللہ کا محتاج ہے اور اللہ بالذات سب سے بے پرواہ ہے اس کی بے نیازی میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں وہ اپنے افعال واقوال میں اور اپنے مقدرات وشرائع میں خوبیوں اور کمالوں والا ہے۔ اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم لاسکتا ہے: اگر اللہ چاہے تو تم سب کو فنا کر کے تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے یہ بات اس کے لئے کوئی دشوار اور محال نہیں۔

قیامت کے دن آپا دھاپی ہوگی

یعنی قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا اگر اس دن کوئی اپنے بوجھ میں دبا ہوا اپنے کسی عزیز کو اپنی مدد کے لئے بلائے گا تو وہ بھی دغا دے جائے گا گو باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو ہر شخص اپنی اپنی پریشانی میں مبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن ایک ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو لپٹ کر اللہ سے عرض کرے گا کہ اے رب اس سے پوچھا جائے کہ یہ میرے آنے پر اپنا دروازہ کیوں بند کرلیا کرتا تھا کافر مسلمان کو اپنے دنیوی احسانات یاد دلا کر کہے گا آج میں تمہارا محتاج ہوں اللہ کے واسطے میرے کام آؤ مومن اپنے رب سے اس کے حق میں دعائیں مانگتا رہے گا جب تک کہ وہ جہنم میں ذرا کم درجے کے عذاب میں منتقل نہ کردیا جائے۔ باپ بیٹے سے کہے گا بیٹا میں تمہارا کیسا باپ تھا بیٹا جواب دے گا آپ بہت ہی اچھے تھے باپ کہے گا بیٹا دیکھتے ہو آج میں تمہاری نیکیوں میں سے ایک رائی بھر نیکی کا محتاج ہوں اگر وہ مجھے دیدو تو میں نجات پا جاؤں تم میری ناگفتہ بہ حالت دیکھ ہی رہے ہو بیٹا عرض کرے گا ابا جان اگرچہ آپ کا سوال معمولی سا ہے مگر افسوس جو ڈر آپ کو ہے وہی مجھے ہے آج میں ذرا سی بھی نیکی نہیں دے سکتا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَ الْبَصِیْرُ ﴿۱۹﴾ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَ لَا الظِّلُّ وَ لَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَ لَا

نہ تو نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں (۱۹) نہ اندھیرے اور روشنی (۲۰) اور نہ سایہ اور دھوپ ایک جیسے ہیں (۲۱) اور نہ ہی زندے اور مردے یکساں ہوتے ہیں، اللہ تو جسے

الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ
مَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝۲۲ اِنْ اَنْتَ
اِلَّا نَذِيْرٌ ۝۲۳ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ
نَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا
نَذِيْرٌ ۝۲۴ وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝۲۵ ثُمَّ
اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝۲۶ ع ۱۲/۱۵

چاہے سنا سکتا ہے، لیکن آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں پڑے ہیں (۲۲) آپ تو صرف ایک ڈرانے والے ہیں (۲۳) یقینا ہم نے آپ کو سچا دین دے کر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو (۲۴) اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے کے لوگ بھی جھٹلاتے رہے ہیں ان کے رسول ان کے پاس واضح دلائل صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے (۲۵) پھر جن لوگوں نے کفر کیا انھیں میں نے پکڑ لیا پھر دیکھ لو میرا مواخذہ کیسا تھا (۲۶)

بینا اور نابینا کون لوگ ہیں؟

آیت ۱۹: ایک شخص اس طرح دل کا اندھا بنا ہوا ہے کہ کائنات میں ہر سو اللہ تعالیٰ کی بکھری ہوئی نشانیوں میں غور کرنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ دوسرا شخص انہی نشانیوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی توحید کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور عجائبات قدرت میں غور کرنے کے حد اس کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار ہو جاتا ہے اور بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اس کی زبان پر آجاتی ہے۔ تو کیا یہ دونوں ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ یا ایک شخص جہالت کی تاریکیوں میں مسلسل آگے بڑھتا جا رہا ہے اور دوسرا علم کی روشنی میں سرشار ومحتاط رہ کر اپنا سفر زندگی جاری رکھتا ہے کیا یہ دونوں ایک جیسے ہیں؟ ظاہر ہے کہ یہ دونوں اپنے طرز زندگی کے لحاظ سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ تو ان کا انجام بھی ایک دوسرے کے برعکس ہونا چاہئے۔ یعنی جس طرح ٹھنڈی چھاؤں اور چلچلاتی دھوپ ایک دوسرے کی ضد ہیں اسی طرح علم کی روشنی میں سفر کرنے والے کو ٹھنڈی چھاؤں والی اور دوسری نعمتوں والی جنت نصیب ہوگی اور جہالت کے اندھیروں میں آگے بڑھنے والا یک لخت جہنم کے کنارے پہنچے گا۔

یہاں زندہ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل اور ضمیر زندہ ہیں جو بدی کو بدی ہی سمجھتے ہیں اور نیکی کی راہ کی تلاش میں رہتے ہیں۔ پھر اس پر عمل پیرا بھی ہوتے ہیں اور مردہ سے مردہ دل لوگ یا کافر ہیں۔ ان کے ضمیر اور ان کے دل اس قدر مر چکے ہیں کہ ہدایت کی بات ان کے دل تک پہنچتی ہی نہیں۔ نہ وہ اسے سننا گوارا کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ آپ کا ان لوگوں کو نصیحت کرنا بے سود ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مومن کافر برابر نہیں ہو سکتے

آیت ۲۲: یعنی جس طرح دو متضاد چیزیں برابر نہیں ہوتیں مثلاً بینا اور نابینا برابر نہیں دونوں میں بہت بڑا فرق ہے اسی طرح اندھیرا اور اُجالا برابر نہیں، چھاؤں اور دھوپ برابر نہیں اور زندہ اور مردہ برابر نہیں اسی طرح مسلمان و کافر برابر نہیں کیونکہ مسلمان زندہ ہیں اور کافر مردہ۔ فرمایا (۱) اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا الخ (الانعام:۱۲۲) وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا اور اس کے لئے روشنی مقرر کر دی جسے لے کر وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کیا اس کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں ہے اور ان سے نکلنے والا نہیں۔

آپ کا فریضہ تبلیغ ہے

آیت ۲۳: یعنی آپ کے فرائض میں تبلیغ و دعوت ہے۔ آگے اللہ کا کام ہے وہ جسے چاہے ہدایت پر لے آئے اور جسے چاہے گمراہ کر دے۔

آپ بشیر و نذیر ہیں:

یعنی آپ ایمان والوں کو جنت کی اور اللہ کی رضا کی خوش خبری سناتے ہیں اور برے اعمال والوں کو جہنم سے اور اللہ کے قہر و غضب سے ڈراتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منبع ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تا کہ آپ مومنوں کو جنت کی خوشخبری دیں اور کافروں اور نافرمانوں کو جہنم سے ڈرائیں نیز آپ کو اور مومنوں کو خبر دی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نبی نہیں ہیں جسے اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اُمتوں میں سے ہر امت کے پاس اپنا رسول بھیجا جس نے انھیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا پھر کفار قریش آپ کے نبی ہونے پر کیوں حیرت و استعجاب کا اظہار کرتے ہیں۔

آیت ۲۵: میں نبی کریم ﷺ کی تسلی کے لئے کہا گیا کہ اگر کفار قریش آپ کی تکذیب کر رہے ہیں اور آپ کی دعوت کو قبول نہیں کر رہے ہیں تو آپ فکر مند نہ ہوں اور ہمت نہ ہاریئے یہ تو پہلے سے ہوتا آ رہا ہے کہ جب بھی کسی نبی کو کسی قوم کے پاس معجزات اور حق بیان کرنے والی آسمانی کتاب دے کر بھیجا گیا تو اس قوم نے اس کی تکذیب کی اور انجام کار اللہ نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا اور اس کی گرفت بڑی ہی سخت ہوتی تھی۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے جس سے ہم رنگا رنگ کے پھل پیدا کرتے ہیں اور پہاڑوں میں بھی مختلف رنگوں کی سفید سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ
وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا
يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

(۲۷) اور اسی طرح انسانوں، جانوروں اور مویشیوں کے بھی رنگ مختلف ہیں بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے اس سے ڈرتے وہی ہیں جو علم رکھنے والے ہیں اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر غالب اور بخشنے والا ہے (۲۸)

علم صرف وہ مفید ہے جس سے اللہ کا خوف پیدا ہو اور حقیقی عالم وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو:

آیت ۲۷: ایک باشعور انسان جب ان باتوں میں غور کرتا ہے تو اس صانع حقیقی کی عظمت اس کے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ اسے اس ہستی سے محبت ہو جاتی ہے جو اتنی قدرتوں کی مالک ہے۔ پھر اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے میں اسے مزہ آنے لگتا ہے اور یہی وہ نتیجہ ہے جسے قرآن ان الفاظ میں پیش کرتا ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔ مثلاً (۱) جتنا بھی ان مظاہر قدرت میں غور وفکر کیا جائے گا اتنا اس سے اللہ کی معرفت پیدا ہو گی اور اتنی ہی اللہ کی خشیت پیدا ہو گی۔

(۲) علوم کی بھی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ علم جس سے اللہ کی خشیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ علم کا اعلیٰ درجہ ہے۔ خواہ ایسا شخص اصطلاحی معنوں میں پڑھا لکھا ہو یا نہ ہو۔ دوسرے وہ علوم ہیں جو خشیت تو پیدا نہیں کرتے تاہم انسانیت کیلئے مفید ہیں جیسے حساب اور مختلف زبانوں کا علم ان پر بھی علم کا اطلاق ہو سکتا ہے اور جو علم اللہ سے دور کر دے وہ علم نہیں بلکہ ضلالت ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت سے علم کی اہمیت واضح ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اصل علم وہی ہے جو کہ انسان میں خشیت الٰہی پیدا کرتا ہے جو علم خشیت الٰہی پیدا نہ کرتا ہو وہ علم نہیں بلکہ ضلالت ہے۔ علم انسان میں جستجو اور فکر کی عادت ڈالتا ہے جو انسان آفاق میں یا خود اپنے جسم کی کائنات پہ غور کرتا ہے تو وہ خالق کی لامحدود قوتوں اور قدرتوں کا معترف ہوتا چلا جاتا ہے جس قدر وہ غور کرتا چلا جاتا ہے اسی قدر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت بیٹھتی چلی جاتی ہے محبت اس لئے بیٹھتی ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے اس انسان کی خدمت میں لگا چھوڑی ہے اور اس نے طاقت رکھنے کے باوجود کسی چیز پہ ظلم نہیں کیا۔ خشیت اس لئے کہ جب وہ کائنات کی وسعت پہ غور کرتا ہے اور اس قادر مطلق ذات کی طاقت اور قدرت پر غور کرتا ہے جس نے انھیں تخلیق کیا اور قابو کر رکھا ہے اس کے مقابلے میں جب اپنی ناتوانی کا احساس ہوتا ہے تو طبیعت میں اللہ سے خشیت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً
يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ
اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ

اور جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے، نماز قائم کرتے اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے اس میں سے خفیہ اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں اور ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ ہو گا (۲۹) تاکہ انھیں اللہ ان کا پورا پورا اجر دے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٣٠﴾ وَ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ مِنَ
الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٣١﴾ ثُمَّ
اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ
عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ
مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ
اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٣٢﴾ جَنّٰتُ
عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ
مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا
حَرِيْرٌ ﴿٣٣﴾ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَذْهَبَ
عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ﴿٣٤﴾
الَّذِيْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا
يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿٣٥﴾

اپنی مہربانی سے کچھ زیادہ بھی دے بلاشبہ وہ معاف کرنے
والا ہے اور قدردان ہے (۳۰) (اے نبی) جو کتاب ہم نے
آپ کی طرف وحی کی ہے وہی حق ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں
کی تصدیق کرتی ہے۔ بلاشبہ اللہ اپنے بندوں سے باخبر اور
انھیں دیکھنے والا ہے (۳۱) پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا
وارث بنایا جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا۔ پھر
ان میں سے کوئی تو اپنا ظالم ہے اور کوئی میانہ رو ہے اور کوئی
اللہ کے اذن سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والا ہے یہی
بہت بڑا فضل ہے (۳۲) وہ ہمیشہ رہنے والے باغات میں
داخل ہوں گے وہاں انھیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے
آراستہ کیا جائے گا، اور وہاں ان کا لباس حریر کا ہوگا (۳۳)
اور وہ کہیں گے اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا
یقینا ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے (۳۴) جس نے اپنے
فضل سے ہمیں ابدی قیام گاہ میں اتارا جہاں نہ ہمیں مشقت
اٹھانی پڑتی ہے اور نہ تھکان لاحق ہوتی ہے (۳۵)

تفسیر: کتاب سے مراد قرآن ہے اولین وارث صحابہ کی جماعت ہے جن کی فضیلت سب سے زیادہ ہے۔
ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ تینوں قسم کے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ سابقین بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ مقتصد حساب کے بعد اور ظالمین شفاعت سے یا عذاب بھگتنے کے بعد جنت میں جائیں گے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا فضل وکرم فرمائے گا اور سب کو جنت میں داخل کر دے گا جس میں انھیں پہننے کے لئے سونے اور موتی کے زیورات اور ریشمی لباس ملیں گے اور تب سب مل کر اپنے رب کی ان کرم فرمائیوں پر اس کا شکر ادا کریں گے جس نے ان کے دل سے ہمیشہ کے لئے حزن وملال دور کر دیا اور کہیں گے کہ ہمارا رب بڑا معاف کرنے والا اور نیک اعمال کا بہت ہی اچھا بدلہ دینے والا ہے اس لئے تو اس نے گناہ گاروں کو معاف کر دیا اور تھوڑی نیکی کرنے والوں کی نیکیوں کو قبول کر لیا اور سب کو جنت میں داخل کر دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سونا اور ریشم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مردوں پر حرام ہے جبکہ جنت میں یہ نعمتیں انھیں میسر ہوں گی۔
حذیفہؓ روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا سونے چاندی میں نہ کھاؤ پیو اور ریشم نہ پہنو نہ ہی دیباج پہنو ان کے لئے یہ دنیا میں ہے جبکہ تمہارے لئے آخرت میں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:5202)
پھر آگے فرمایا جارہا ہے کہ ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہمیشہ باقی رہنے والی جنت میں داخل کردیا جہاں ہمیں کبھی بھی تھکن اور پریشانی لاحق نہیں ہوگی۔
پھر آگے کفار اور منکرین قیامت کا انجام بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا جو لوگ اللہ اور اس کی آیات اور یومِ آخرت کا انکار کریں گے وہ جہنم کی آگ میں ڈال دیئے جائیں گے جہاں انھیں نہ موت آئے گی تاکہ غم و الم سے چھٹکارا مل جائے اور نہ ایک لمحہ کے لئے ان سے عذاب کو ہلکا کیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نافرمانوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى
عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ
عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿۳۶﴾ وَ هُمْ
يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا
غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا
يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ
فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ ع ۱۱ ۱۶

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ تو ان کا قصہ پاک کیا جائے گا کہ وہ مرجائیں گے اور نہ ہی ان سے جہنم کا عذاب ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر ناشکرے کو ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں (۳۶) وہاں وہ چیخ چیخ کر کہیں گے ہمارے رب ہمیں (اس سے) نکال کہ ہم نیک عمل کریں ویسے نہیں جیسے پہلے کیا کرتے تھے (اللہ فرمائے گا) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو کرسکتا تھا؟ حالانکہ تمہارے پاس ڈرانے والا (بھی) آیا تھا اب (عذاب کا) مزا چکھو یہاں ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۳۷)

آیت ۳۷: میں جہنمیوں کے درد و الم اور شدتِ عذاب کا حال یوں بیان کیا گیا ہے کہ جب کچھ بھی نہ بن پڑے گا تو دھاڑیں مار مار کر روئیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں یہاں سے نکال کر دنیا میں دوبارہ پہنچا دے تاکہ عمل صالح کرکے اپنی عاقبت سدھار لیں تو ان سے اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تم لوگ اب جہنم کی آگ سے نکل کر دوبارہ دنیا میں جانا چاہتے ہو تاکہ عمل صالح کرو کیا ہم نے تمہیں اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی کہ تم میں سے جو چاہتا غور و فکر سے کام لیتا اور راہِ راست کو اختیار کرتا؟ کیا تمہارے پاس ہمارے پیغمبر نہیں آئے تھے؟ اور انھوں نے تمہیں عذاب سے ڈرایا نہیں تھا لیکن تم لوگوں نے شرک اور گناہوں پر اصرار کیا تو اب چکھو اپنے کئے کا انجام آج ظالموں کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اگر دنیا میں کوئی آدمی ایمان اور عمل صالح کی زندگی نہیں گزارتا ہے تو قیامت کے دن لمبی عمر اس کے خلاف بن جائے گی جیسا کہ اس آیت میں اس کی صراحت کردی گئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اس دنیا کو آباد رکھنے کے لئے ابن آدم کے وجود کا ایک تسلسل قائم کر دیا ہے کہ باپ کے بعد بیٹے اور بیٹوں کے بعد پوتے پیدا ہوتے رہتے ہیں ان کی پیدا کردہ نعمتوں کے یکے بعد دیگرے وارث بنتے رہتے ہیں یہ باتیں ابن آدم کو موقع فراہم کرتی ہیں کہ وہ غور وفکر کریں اور سوچیں کہ اس کرۂ ارض پر کسی کو دوام حاصل نہیں ہے اور کامیاب وہی ہوگا جو توحید باریٰ تعالیٰ پر ایمان لائے گا اور طاعت و بندگی کی راہ اختیار کرے گا اور جو کفر کرے گا اسے اس کا بدلہ مل کر رہے گا کفر ایسی بُری بلا ہے جو انسان کو اللہ کی رحمت سے ہمیشہ کے لئے دور کر دیتی ہے، دنیا میں اس کے بغض شدید اور آخرت میں ہلاکت و بربادی کا سبب بنتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عَٰلِمُ غَيْبِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ إِنَّهُۥ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ ٱلَّذِى جَعَلَكُمْ خَلَٰٓئِفَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ فَمَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُۥ ۖ وَلَا يَزِيدُ ٱلْكَٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ ٱلْكَٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۚ أَرُونِى مَاذَا خَلَقُوا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ ۖ أَمْ ءَاتَيْنَٰهُمْ كِتَٰبًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ إِن يَعِدُ ٱلظَّٰلِمُونَ بَعْضُهُم بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ﴿٤٠﴾ إِنَّ ٱللَّهَ يُمْسِكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ أَن تَزُولَا ۚ وَلَئِن زَالَتَآ إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤١﴾ وَأَقْسَمُوا۟ بِٱللَّهِ جَهْدَ أَيْمَٰنِهِمْ لَئِن جَآءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى ٱلْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ ٱسْتِكْبَارًا فِى ٱلْأَرْضِ

اللہ تعالیٰ یقیناً آسمان اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کا جاننے والا ہے وہ تو دلوں کے راز تک کو خوب جانتا ہے (۳۸) وہی تو ہے جس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا پھر جو کوئی کفر کرے تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے، اور کافروں کا کفران کے رب کے ہاں اس کا غضب ہی بڑھاتا ہے، یا پھر ان کافروں کا کفر خسارے میں ہی اضافہ کرتا ہے (۳۹) کہہ دیجئے! اپنے ان شریکوں کو تو ذرا دیکھو جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ (اور) مجھے بتلاؤ کہ انھوں نے زمین کا کونسا حصہ پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں میں ان کی کچھ شراکت ہے یا ہم نے انھیں کوئی ایسی تحریری دی جس کی رو سے وہ کوئی واضح دلیل رکھتے ہیں، (ان میں سے کوئی بات بھی نہیں) بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے کو فریب ہی فریب کے وعدے دیتے رہتے ہیں (۴۰) اللہ تعالیٰ یقیناً آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ کہیں سرک نہ جائیں اور اگر وہ سرک جائیں تو اس کے بعد انھیں کوئی بھی اس جگہ پر برقرار نہیں رکھ سکتا۔ بلاشبہ وہ بڑا بردبار اور معاف کرنے والا ہے (۴۱) یہ لوگ اللہ کی پختہ قسمیں کھایا کرتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا (رسول) آ جائے تو دوسری سب اُمتوں سے زیادہ ہدایت پالیں گے، مگر جب ان کے پاس ڈرانے والا آ گیا تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ مَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا
بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ
الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ
وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَلَمْ
يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ كَانُوْٓا اَشَدَّ
مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ
شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا
كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ
يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ
اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ ع ۸/۱۷

ان میں نفرت ہی بڑھتی گئی (۴۲) جس کی وجہ ان کا زمین میں بڑا بن کر رہنا اور بُری چالیں چلنا تھا حالانکہ بُرا حال تو چال چلنے والے پر ہی آ پڑتی ہے، پھر کیا یہ صرف اس سنت الٰہی کا انتظار کر رہے ہیں جو پہلے لوگوں میں جاری رہا؟ اللہ کی اس سنت میں آپ نہ تو کبھی کوئی تبدیلی پائیں گے اور نہ تغیر (۴۳) کیا وہ زمین میں چلتے پھرتے نہیں کہ ان لوگوں کا انجام دیکھیں۔ جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں اور ان سے زیادہ طاقتور تھے اور اللہ کو تو آسمانوں کی یا زمین کی کوئی چیز بھی عاجز نہیں کر سکتی بلاشبہ وہ سب کچھ جاننے والا اور قدرت والا ہے (۴۴) اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے اعمال کے مطابق ان کا مواخذہ کرتا تو سطح زمین پر کوئی جاندار (زندہ) نہ چھوڑتا لیکن وہ تو ایک مقررہ وقت تک انھیں ڈھیل دیتے جاتا ہے پھر جب ان کا وہ مقررہ وقت آ جائیگا تو اللہ یقیناً اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے وہ ان سے خود ہی نمٹ لیگا (۴۵)

آیت ۴۵: میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ آدمی کے ہر گناہ پر دنیا میں ہی اس کا مواخذہ کرتا اور اس پر عذاب نازل کر دیتا تو کرۂ ارض پر کوئی ذی روح باقی نہیں رہتا، اس نے انسانوں کے حساب و کتاب کے لئے قیامت کا دن مقرر کر رکھا ہے جب وہ وقت آ جائے گا تو وہ سبھوں کو اکٹھا کرے گا اور ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا و سزا دے گا اور وہ خوب واقف ہے کہ کون اس دن عذاب کا مستحق ہوگا اور کون اعزاز و اکرام کا۔ وباللہ التوفیق (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ یٰسٓ

سورۂ یٰس مکی ہے اس میں ۸۳ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں۔

تعارف: سورۂ یٰس کے فضائل میں بہت سی روایات مشہور ہیں۔ مثلاً یہ کہ یہ قرآن کا دل ہے، اسے قریب المرگ شخص پر پڑھو وغیرہ۔ لیکن سند کے لحاظ سے کوئی روایت بھی درجۂ صحت کو نہیں پہنچتی۔ بعض بالکل موضوع ہیں یا پھر ضعیف ہیں۔ قلب قرآن والی روایت کو شیخ البانی نے موضوع قرار دیا ہے۔ (الضعیفہ۔ حدیث نمبر:۱۶۹) (احسن البیان)

نقاش کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی دوسرے نبی کی نبوت کی توثیق کیلئے اپنی کتاب عزیز کی قسم نہیں کھائی ہے اور ایسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کے لئے کیا گیا ہے۔ کفار قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ تم اللہ کے پیغمبر نہیں ہو جیسا کہ سورۃ الرعد آیت (۴۳) میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے **(لَسْتَ مُرْسَلًا)** اس کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ یہاں فرمایا ہے کہ آپ بے شک میرے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور آپ میری سیدھی راہ (دین اسلام) پر گامزن ہیں، اور یہ قرآن اس ذاتِ برحق کا نازل کردہ ہے جو ہر حال میں سب پر غالب اور بے حد رحم کرنے والا ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے نازل کیا گیا ہے تاکہ اسے پڑھ کر مشرکین قریش کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جن کے پاس ایک طویل مدت سے یعنی اسماعیلؑ کے بعد سے کوئی نبی نہیں بھیجا گیا ہے اسی لئے وہ لوگ خالق ومخلوق کے حقوق کو بھول گئے اور فساد اور انکار آخرت جیسی برائیوں میں مبتلا ہوگئے۔

ایاتها ۸۳ | ۳۶ سُوۡرَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ ۴۱ | رکوعاتها ۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یٰسٓ ۞ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ۞ اِنَّکَ لَمِنَ
الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۞ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۞
تَنۡزِیۡلَ الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ ۞ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ
اُنۡذِرَ اٰبَآؤُہُمۡ فَہُمۡ غٰفِلُوۡنَ ۞

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یٰسٓ (۱) حکمت والے قرآن کی قسم (۲) آپ بلاشبہ رسولوں میں سے ایک رسول ہیں (۳) صراط مستقیم پر ہیں (۴) جو غالب اور رحم کرنے والے کا نازل کردہ ہے (۵) تاکہ آپ ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے آباء واجداد نہیں ڈرائے گئے تھے، لہٰذا وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم سے عرب مراد ہیں کیونکہ ان میں سے آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا خاص طور سے عرب کے ذکر سے دوسروں کی نفی لازمی نہیں آتی جیسے بعض افراد کا بیان عموم کی نفی نہیں کرتا۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۷ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝۸ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝۹ وَ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِیْمٍ ۝۱۱ اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ؕۛ وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝۱۲ ع

وقف غفران — ع ۱۲ / ۱۸

ان میں سے اکثر پر (اللہ کا یہ) قول ثابت ہو چکا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے (۷) ہم نے ان کے گلوں میں طوق ڈال دیئے ہیں جو انکی ٹھوڑیوں تک پہنچ گئے ہیں، لہٰذا وہ سر اٹھائے ہی رہتے ہیں (۸) نیز ہم نے ایک دیوار ان کے سامنے کھڑی کر دی ہے اور ایک دیوار پیچھے، (اس طرح) ہم نے ان پر پردہ ڈال رکھا ہے کہ وہ کچھ دیکھ نہیں سکتے (۹) آپ انھیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں ان کے لئے یکساں ہے، وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے (۱۰) آپ تو صرف اسے ڈرا سکتے ہیں جو اس ذکر (قرآن) کی اتباع کرے اور بن دیکھے رحمان سے ڈرے ایسے لوگوں کو آپ مغفرت اور باعزت اجر کی خوشخبری دے دیجئے (۱۱) بلاشبہ ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں، ہم ان کے اعمال بھی لکھتے جاتے ہیں جو وہ آگے بھیج چکے اور وہ آثار بھی جو پیچھے چھوڑ گئے ہیں، اور ہم نے ہر چیز کا ایک واضح کتاب میں ریکارڈ رکھا ہے (۱۲)

اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں: اکثر لوگوں پر عذاب واجب ہو چکا ہے کیونکہ اللہ نے اُم الکتاب میں لکھ دیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائینگے اس لئے اب وہ اللہ پر ایمان لانے والے نہیں اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرنے والے نہیں۔

ازلی بدبخت ایمان نہیں لاتے: ان بدبختوں کو ہدایت ملنا ناممکن ہے ان کی مثال تو ان لوگوں کی سی ہے جن کے ہاتھ گردنوں سے بندھے ہوئے ہوں سر اٹھے ہوئے ہوں اور گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہوں۔

آیت ۹: ہم نے ان کے چاروں طرف دیواریں کھڑی کر دی ہیں اسی وجہ سے حق دیکھ نہیں سکتے اور شکوک وشبہات میں پھنس کر گمراہیوں میں بھٹک رہے ہیں اور آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں پھر بھلائی کی راہ کیسے پائیں اور اس سے کیسے فائدہ اُٹھائیں۔

ابوجہل نے کہا تھا کہ اگر میں محمد کو دیکھ لوں گا تو اس کے ساتھ ایسا اور ایسا کروں گا اس پر یہ آیت اتری لوگ اسے بتائے کہ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر آپ اسے دکھائی ہی نہ دیتے تھے اور یہی پوچھتا رہتا تھا کہ کہاں اور کدھر ہیں۔(ابن جریر)

آیت ۱۰: اللہ نے گمراہی کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے اب وہ پند ونصائح سے متاثر نہیں ہوسکتے۔انھیں ڈرانا نہ ڈرانا یکساں ہے۔اس جیسی آیت بقرہ کے شروع میں گزر چکی فرمایا:اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْہِمْ الخ (یونس:۹۶) جن پر اللہ کی بات واجب ہوچکی وہ ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں، گو ان کے پاس دنیا بھر کے معجزے آ جائیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

ایسے اعمال جن کے اثرات تادیر باقی رہنے والے ہوتے ہیں۔

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ بنوسلمہ مدینہ کے ایک محلہ میں رہتے تھے چنانچہ انھوں نے مسجد (نبوی) کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو آیت نازل ہوئی آپؐ نے فرمایا تمہارے قدموں کے نشانات بھی لکھے جاتے ہیں لہٰذا تم (مسجد کے قریب) منتقل نہ ہو۔(ترمذی)

ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب انسان فوت ہوجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین اشیاء (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے لوگوں کو فائدہ ہو (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔(تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ
جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۳ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ
اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا
اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝۱۴ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ
شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝۱۵ قَالُوْا
رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝۱۶ وَ مَا
عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۱۷ قَالُوْٓا اِنَّا
تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ
وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۸ قَالُوْا
طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ
قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝۱۹

وقف لازم

اور آپؐ ان سے اس بستی والوں کی مثال بیان کیجئے جبکہ ان کے پاس رسول آئے تھے (۱۳) جب ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے تو انھوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا پھر ہم نے تیسرے رسول سے تقویت دی تب تینوں نے کہا ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں (۱۴) وہ کہنے لگے تم تو ہمارے ہی جیسے انسان ہو اور اللہ نے تو کچھ بھی نازل نہیں کیا۔(بلکہ) تم تو محض جھوٹ بولتے ہو (۱۵) وہ کہنے لگے کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقینا تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں (۱۶) اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر پیغام پہنچا دینا ہے (۱۷) وہ کہنے لگے کہ ہم تو تمہیں منحوس سمجھتے ہیں۔اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں رجم کردیں گے اور ہمارے ہاتھوں تمھیں المناک سزا ملے گی (۱۸) وہ کہنے لگے تمہاری نحوست تو تمہارے اپنے ساتھ لگی ہے اگر تمہیں نصیحت کی جائے (تو کیا اسے نحوست سمجھتے ہو) بلکہ تم ہو ہی حد سے گزرے ہوئے لوگ (۱۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۱۸: انبیاء کی دعوت کو کافر مصیبت محسوس کرتے ہیں: منکرین حق کو جھنجھوڑنے کے لئے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ چھوٹے موٹے عذاب یا سختیاں بطور تنبیہ نازل ہوا کرتی ہیں۔ اور اگر ایسا کوئی عذاب نہ بھی آئے تو بھی ایک بات کا وقوع پذیر ہونا یقینی ہے۔ نبی جب دعوت دیتا ہے تو کچھ اس کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں اور کچھ اس کی مخالفت پر اتر آتے ہیں۔ اس طرح دو فریق بن جاتے ہیں جن کی آپس میں ٹھن جاتی ہے۔ ایک آدمی اگر ایماندار ہے تو اس کے رشتہ دار کافر ہوتے ہیں منکرین حق کے لئے یہ ایک الگ مصیبت بن جاتی ہے۔ بہر حال عذاب کی صورت ہو یا ایسی تفریق کی۔ منکرین حق اس کا الزام رسولوں پر دھرتے اور کہتے تھے کہ جب سے تم آئے ہو یہ مصیبت پڑ گئی ہے اور یہ تمہاری ہی نحوست کا نتیجہ ہے ورنہ پہلے سب مل جل کر اچھے خاصے آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

انبیاء کا جواب: رسولوں نے جواب دیا کہ تمہاری نحوست تم پر ہی لوٹا دی جائے گی چنانچہ فرعونیوں کے بارے میں فرمایا: **فَإِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ** (الاعراف: ۱۳۱) اگر ان کو آرام پہنچتا تو کہہ دیتے کہ آرام کے تو ہم حقدار ہیں ہی اور اگر کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں سے بدفالی لیتے (کہ ان کی وجہ سے ہمیں یہ روزِ بد دیکھنا پڑا) خبردار! ان کی نحوست و بدحالی اللہ ہی کے پاس سے ہے قوم صالح نے کہا تھا: **قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ** (النمل: ۴۷) ہم نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس قرار دیا۔ آپ نے جواب دیا کہ تمہاری نحوست اللہ کے پاس ہے۔ پھر فرمایا کہ اس لئے کہ ہم نے تمہیں نصیحت کر دی اور اللہ کی توحید و خالص عبادت کی دعوت دے دی اس کا بدلہ یہی افسوسناک باتیں ہیں اور یہی ڈراوے اور دھمکیاں ہیں اگر ہم تمہیں سمجھاتے ہیں تو تم ہمیں منحوس سمجھتے ہو بڑی بے انصافی کی بات ہے۔ تم لوگ اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ رہے ہو۔ اور بے انصافی پر اُتر آئے ہو۔

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٠﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٢١﴾	اور اس وقت شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا میری قوم کے لوگو ان رسولوں کی اتباع کرو (۲۰) ان کی اتباع کرو جو تم سے کچھ اجر نہیں مانگتے اور وہ خود ہدایت یافتہ ہیں (۲۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّ لَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾

اور میں اس ذات کی کیوں نہ عبادت کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۲۲) کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو معبود بنالوں کہ اگر رحمن مجھے کوئی تکلیف دینا چاہے تو نہ انکی سفارش میرے کسی کام آ ئیگی اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے (۲۳) تب میں یقیناً صریح گمراہی میں جا پڑا (۲۴) میں بلاشبہ تمہارے رب پر ایمان لایا، میری بات توجہ سے سنو (۲۵) اسے کہا گیا ''جنت میں داخل ہوجا'' وہ کہنے لگا: کاش میری قوم کو علم ہو جاتا (۲۶) کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے معززین میں شامل کر دیا (۲۷)

آیت ۲۲: شہر کے کنارے سے آنے والے اس شخص نے اپنے مسلک توحید کی وضاحت کی، جس سے مقصد اپنی قوم کی خیر خواہی اور ان کی صحیح رہنمائی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی قوم نے اس سے کہا ہو کہ کیا تو بھی اس معبود کی عبادت کرتا ہے جس کی طرف یہ مرسلین ہمیں بلا رہے ہیں اور ہمارے معبودوں کو تو بھی چھوڑ بیٹھا ہے؟ جس کے جواب میں اس نے یہ کہا۔ مفسرین نے اس شخص کا نام حبیب نجار بتلایا ہے واللہ اعلم۔ (احسن البیان)

آیت ۲۳: یہ ان معبودان باطلہ کی بے بسی کی وضاحت ہے جن کی عبادت اس کی قوم کرتی تھی اور شرک کی اس گمراہی سے نکالنے کیلئے رسول ان کی طرف بھیجے گئے تھے۔ نہ بچا سکیں گے کا مطلب ہے کہ اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو یہ نہیں بچا سکتے۔ (احسن البیان)

آیت ۲۷: مفسرین لکھتے ہیں کہ جب اس نے یہ بات کہی تو سب نے مل کر یکبارگی اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا، بعض نے لکھا ہے کہ اسے ایک خندق میں زندہ گاڑ دیا اور بعض نے کہا ہے کہ جب انہوں نے اسے مارنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے آسمان پر اٹھا لیا، پھر اسے جنت میں داخل کر دیا۔ جب اس نے جنت اور اس کی نعمتوں کا مشاہدہ کیا تو کہا کہ اے کاش! میری قوم ایمان باللہ اور عقیدۂ توحید کو سمجھ جاتی اور اسے اپنا لیتی جس کے سبب اللہ نے میرے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے اور مجھے جنت میں شہداء اور صالحین کا مقام دیکر معزز و مکرم بنا دیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس مرد مومن نے اپنی قوم کیلئے زندگی میں اخلاص و محبت کا ثبوت دیا اور انہیں رسولوں پر ایمان لانے کی نصیحت کی اور مرنے کے بعد بھی تمنا کی کہ کاش وہ لوگ بھی مسلمان ہو جاتے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ
السَّمَآءِ وَ مَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا
صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ يٰحَسْرَةً
عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا
بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ
مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِنْ
كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ
الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖۚ اَحْيَيْنٰهَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا
حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ
نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّ فَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾
لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَ مَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ
اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ
كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

اس کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا، نہ ہی ہمیں لشکر اتارنے کی حاجت تھی (۲۸) وہ تو بس ایک دھما کہ ہوا جس سے وہ سب بجھ گئے (۲۹) افسوس ہے بندوں پر کہ ان کے پاس جو رسول آیا اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے (۳۰) کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ کتنی قومیں ہم ان سے پہلے ہلاک کر چکے ہیں جو ان کے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گی (۳۱) اور یہ کہ سب لوگ ـــــ (ایک دن) ہمارے حضور حاضر کئے جائیں گے (۳۲) ان لوگوں کیلئے مردہ زمین میں بھی ایک نشانی ہے، ہم نے اسے زندہ کیا اور اناج نکالا جس کا کچھ حصہ وہ کھاتے ہیں (۳۳) نیز ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے اور اسکے اندر سے چشمے بہا دیئے (۳۴) تا کہ وہ اسکے پھل کھائیں حالانکہ یہ سب ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا پھر کیا وہ شکر ادا نہیں کرتے (۳۵) پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کے نباتات کے جوڑے پیدا کئے اور خود ان کی اپنی جنس کے بھی اور ان کے بھی جنہیں یہ نہیں جانتے (۳۶)

آیت ۳۰: کفار مکہ اور دیگر کافروں کے حال پر اظہار حیرت ہے کہ ان سے پہلے جو کافر قومیں تھیں، اللہ نے کفر و شرک کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیا اور ان میں سے کوئی قوم بھی پھر دوبارہ دنیا میں نہیں پائی گئی، تو کیا یہ امر عبرت حاصل کرنے کیلئے کافی نہیں ہے، کیا اہل مکہ کو اس سے سبق لینا نہیں چاہیے؟ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۳۲: مردہ زمین کو زندہ کر کے ہم اس سے ان کی خوراک کیلئے صرف غلہ ہی نہیں اگاتے، بلکہ ان کے کام و دہن کی لذت کیلئے انواع و اقسام کے پھل بھی کثرت سے پیدا کرتے ہیں، یہاں صرف دو پھلوں کا ذکر اس لئے کیا کہ یہ کثیر المنافع بھی ہیں اور عربوں کو مرغوب بھی، نیز ان کی پیداوار بھی عرب میں زیادہ ہے، پھر غلہ کا ذکر پہلے کیا کیوں کہ اس کی پیداوار بھی زیادہ ہے اور خوراک کی حیثیت سے اس کی اہمیت بھی مسلمہ ہے۔ جب تک انسان روٹی یا چاول وغیرہ خوراک سے اپنا پیٹ نہیں بھرتا، محض پھل و فروٹ سے اس کی غذائی ضرورت پوری نہیں ہوتی (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل توحید:- ہر قسم کی نباتات کا بہترین حصہ انسان کیلئے ہوتا ہے:

آیت ۳۳: زمین سے جو اناج بھی پیدا ہوتا ہے اس کا بہتر حصہ تو انسانوں کی خوراک ہے اور ناقص حصہ مویشیوں اور دوسرے جانوروں کی۔ مثلاً گندم کے اناج میں سے گندم کے دانے بہتر حصہ ہے اور یہ انسان کی خوراک ہے اور باقی کا حصہ جسے بھوسہ یا توڑی کہتے ہیں مویشیوں کی خوراک بنتا ہے۔ یہی حال سب غلوں کا ہے اور پھل دار درختوں میں سے پھل انسان کی خوراک بنتے ہیں پتے وغیرہ بھیڑ بکریوں اور اونٹ کی خوراک بنتے ہیں۔ پھر کچھ چیزیں انسانوں کے لباس کے کام آتی ہیں اور کچھ دواؤں کے اور کچھ جھاڑ جھنکاڑ ایندھن کے کام آتے ہیں اور کچھ سے انسان کئی قسم کی مصنوعات تیار کرتا ہے۔ غرض یہ کہ زمین کی نباتات میں کوئی ایسی چیز نہیں جو بلاواسطہ یا بالواسطہ آخر انسان ہی کے کام نہ آتی ہو۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۳۶: میں مذکورہ بالا مضمون کی مزید تاکید کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اس عیب اور عاجزی سے اپنی پاکی بیان کی کہ وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا، کیوں کہ وہ تو قادر مطلق ہے جس نے تمام نباتات اور انسانوں کو جوڑا جوڑا یعنی مذکر و مونث پیدا کیا ہے اور آسمانوں اور زمین میں پائی جانے والی بہت سے دیگر اشیاء کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے جن کی ہمیں خبر بھی نہیں ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۙ۝۳۷ وَ الشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ؕ۝۳۸ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝۳۹ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝۴۰

اور ان کیلئے ایک نشانی رات ہے جس سے ہم دن کھینچ لیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے (۳۷) اور سورج اپنی مقررہ گزرگاہ پر چل رہا ہے' یہی زبردست علیم ہستی کا مقرر کردہ اندازہ ہے (۳۸) اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں حتیٰ کہ وہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے (۳۹) نہ سورج یہ کرسکتا ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جاسکتی ہے۔ سب اپنے اپنے مدار پر تیزی سے رواں دواں ہیں (۴۰)

آیت ۳۷: اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی نشانیوں میں سے شب و روز کا پیدا کرنا بھی ہے، رات اندھیرے کو اور دن اجالے کو لیکر آتا ہے پھر ایک دوسرے کے پیچھے باری باری آتا جاتا رہتا ہے، ایک حدیث شریف میں ہے کہ جب ادھر سے رات آجاتی ہے اور ادھر سے دن چلا جائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ دار روزہ کھول لیں (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۳۸: اپنے اس مدار (فلک) پر چلتا رہتا ہے جو اللہ نے اس کیلئے مقرر کر رکھا ہے، علاوہ ازیں اس سے ذرا اِدھر اُدھر نہیں ہوتا ہے کہ کسی دوسرے سیارے سے ٹکرا جائے۔ دوسرے معنی ہیں ''اپنے ٹھہرنے کی جگہ تک'' اور اس کا یہ مقام قرار عرش کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیچے ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ سورج روزانہ غروب کے بعد عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور وہاں سے طلوع ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے (صحیح بخاری، احسن البیان)

سورج کا عرش الٰہی کے نیچے سجدہ ریز ہونا:

ایک مرتبہ خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوذر غفاریؓ سے دریافت فرمایا " جانتے ہو کہ سورج غروب ہونے کے بعد کہاں جاتا ہے" سیدنا ابوذر غفاریؓ کہنے لگے: "اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں" ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سورج غروب ہونے پر اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے سجدہ ریز ہوتا ہے اور دوسرے دن طلوع ہونے کا اذن مانگتا ہے تو اسے اذن دے دیا جاتا ہے پھر ایک دن ایسا آئے گا اس سے کہا جائے گا کہ جدھر سے آیا ہے اُدھر ہی لوٹ جا۔ پھر وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی (بخاری کتاب التوحید، باب کان عرشہ علی الماء)

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ سورج اور اسی طرح دوسرے سیاروں کی گردش محض کشش ثقل اور مرکز گریز قوت کا نتیجہ نہیں بلکہ اجرام فلکی اور انکے نظام پر اللہ حکیم خبیر کا زبردست کنٹرول ہے کہ ان میں تو تصادم وتزاحم ہوتا ہے اور نہ ہی انکی مقررہ گردش میں کمی بیشی ہوتی ہے اور یہ سب اجرام اللہ کے حکم کے تحت گردش کر رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ قیامت سے پہلے ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس کے بعد نظام کائنات بگڑ جائیگا۔ (تیسیر القرآن)

وَ اٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَ خَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ وَ لَا هُمْ یُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ﴿۴۴﴾

اور ایک نشانی ان کی یہ ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا (۴۱) پھر ان کیلئے ایسی اور چیزیں پیدا کیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں (۴۲) اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں تو ان کا کوئی فریاد رس نہ ہوگا اور نہ وہ بچیں گے (۴۳) مگر ہماری رحمت سے اور کچھ مدت تک زندگی سے فائدہ اٹھاتے ہیں (۴۴)

آیت ۴۱: حق تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے سمندر تمہارے قبضے میں دے دیا تا کہ کشتیاں اور جہاز سامان کو لاد کر ایک شہر سے دوسرے شہر تک جا سکے، چنانچہ سب سے پہلی کشتی نوحؑ کی تھی جس میں انہوں نے اللہ کے حکم سے مسلمانوں کو طوفان سے بچالیا تھا اور دنیا کے تمام لوگ برباد کر دیئے گئے تھے۔ پھر فرمایا ہم نے اس میں ان کی نسل کو سوار کیا یعنی باپ دادا کو جن سے دنیا کی نسل چلی یہ کشتی سامان اور جانوروں سے بھری ہوئی تھی، نوحؑ نے اللہ کے حکم سے اس میں ہر جانور کا ایک جوڑا چڑھا لیا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۴۲: مجاہد، قتادہ، ابن عباسؓ اور بہت سے مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد اونٹ ہے، جس کے ذریعہ لوگ خشکی کا راستہ طے کرتے ہیں قدیم زمانہ میں عرب کے لوگ اونٹ کو خشکی کا سفینہ کہتے تھے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک دوسرا قول ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے مراد وہ کشتیاں ہیں جو کشتی نوح کے بعد بنائی گئیں اور قیامت تک بنتی رہیں گی۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَ مَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے ڈرو انجام سے جو تمہارے سامنے ہے اور پیچھے تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۴۵) اور جب بھی ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی آتی ہے تو وہ اعراض کر جاتے ہیں (۴۶) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو تو کافر ایمان والوں کو کہتے ہیں: ''کہ کیا ہم اسے کھلائیں جسے اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا لیتا؟'' تو تم تو کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہو (۴۷)

آیت ۴۵: مشرکوں کی حد درجہ سرکشی گمراہی اور اگلے پچھلے گناہوں پر بے پرواہی کا بیان ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اگلے پچھلے گناہوں سے بچو اور توبہ کرلو ایسا کرنے سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی کرے اور تم کو اپنے عذاب سے بچالے تو وہ بجائے نصیحت کو ماننے کے الٹا ناک بھوں چڑھا لیتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۴۶: اس آیت میں اللہ نے فرمایا کہ مشرکین کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ جب بھی ان کے رب کی طرف سے رسولوں کی صداقت کی دلیل آئی تو انہوں نے اس کی تکذیب کردی اور ایمان لانے سے انکار کردیا، مشرکین مکہ کا بھی یہی حال ہے کہ انہوں نے نبی کریمؐ کی نبوت اور دعوت توحید کی صداقت کی ہر دلیل کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اپنے کفر و شرک پر ایسے ڈٹے ہوئے ہیں گویا کہ ان کے دل پتھر کے بنے ہوئے ہیں، ان میں خیر کی کوئی بات داخل ہی نہیں ہوتی ہے۔

آیت ۴۷: حسن بصری کہتے ہیں اس آیت کریمہ میں (اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا) سے مراد یہود ہیں جنہیں اللہ نے مال و دولت سے نوازا تھا جب ان سے کہا جاتا ہے کہ مدینہ کے فقیروں اور محتاجوں پر خرچ کریں تو کہتے ہیں کہ کیا ہم ان کو کھلائیں جن کو اللہ چاہتا تو کھلاتا یہ تو صریح گمراہی ہے کہ ہم سے اللہ کی مرضی کے خلاف کرنے کو کہا جاتا ہے۔

مقاتل کہتے ہیں کہ اس سے مراد کفار قریش ہیں، عاص بن وائل سہمی سے جب کوئی غریب مسلمان کچھ مانگتا تو وہ کہتا کہ اپنے رب کے پاس جاؤ جس پر تم ایمان لائے ہوئے، خازن نے اپنی تفسیر میں اس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ نے تو اس کو محروم بنا رکھا ہے اور میں اسے کھانے کیلئے دوں، مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ یہود مدینہ یا کفار قریش یا دونوں قسم کے لوگ ایسی بات مسلمانوں کا مذاق اڑانے کیلئے کہا کرتے تھے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
تَوْصِيَةً وَّلَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٠﴾ ع ١٨ وَ نُفِخَ
فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ
يَنْسِلُوْنَ ﴿٥١﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ
مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ
الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٥٢﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿٥٣﴾

وقف لازم ۔ وقف غفران ۔ وقف منزل

نیز وہ کہتے ہیں کہ ''اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ (قیامت) کب پورا ہوگا؟'' (۴۸) وہ صرف ایک دھماکے کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں آ پکڑے گا جبکہ یہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے (۴۹) اس وقت وہ نہ تو وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنے گھروں کو جا سکیں گے (۵۰) اور (جب) صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے (نکل کر) اپنے رب کی طرف دوڑ پڑیں گے (۵۱) کہیں گے افسوس! ''ہمیں ہماری خواب گاہ سے کس نے اٹھا کھڑا کیا؟'' یہ تو وہی ہے جس کا رحمن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ ہی کہا تھا (۵۲) وہ پس ایک ہی گرجدار آواز ہوگی، پھر وہ فوراً سب کے سب ہمارے حضور پیش کر دیئے جائیں گے (۵۳)

آیت ۴۹: وہ تو ایک چیخ کے انتظار میں ہیں، یہ صور گھبراہٹ میں ڈال دینے والی ہوگی، لوگ بازاروں اور کاروباروں میں مشغول ہوں گے کہ اللہ کے حکم سے اسرافیلؑ صور پھونک دیں گے اور دیر تک پھونکتے رہیں گے ہر شخص فکرمند ہو کر گھبرانے لگے گا اور آسمان کی طرف دیکھے گا پھر موجودہ لوگوں کو میدان حشر میں آگ ہانک کر لے جائے گی جو انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۵۰: اس آیت میں کہا گیا ہے کہ لوگوں کو اتنی مہلت بھی نہیں ملے گی کہ کوئی کسی کو وصیت کر سکے، بخاری و مسلم کی حدیث میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت اچانک برپا ہو جائے گی درانحالیکہ دو آدمی کپڑا پھیلا کر خرید و فروخت میں ہوں گے اسے بھی نہ خرید پائیں گے کہ قیامت آجائے گی، جبکہ آدمی پانی کا حوض درست کر رہا ہوگا، لیکن وہ اس میں جانوروں کو پانی بھی نہ پلا سکے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی، آدمی اونٹنی کا دودھ ہاتھ میں لئے ہوگا اور اسے پی نہ سکے گا کہ قیامت آجائے گی اور آدمی اپنا کھانا منہ کی طرف لے رہا ہوگا اور اسے کھا نہ سکے گا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۵۲: جو لوگ زندگی بعد الموت کے قائل نہ تھے جب اپنے عقیدے کے خلاف زندگی بعد الموت کا معائنہ کر لیں گے تو کہیں گے کہ ہائے افسوس! ہمیں ہماری خوابگاہوں (قبروں) سے کس نے جگا دیا تو مومن جواب دیں گے یہ وہ دن ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا تھا اور اس کے رسولوں نے بھی دنیا میں تم کو یہی سچی بات بتائی تھی اس سے عذاب قبر کی نفی نہیں ہوئی کیوں کہ عذاب قبر، شدت کے اعتبار سے مابعد والے عذاب سے خواب جیسا ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّ لَا تُجْزَوْنَ اِلَّا
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ
الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ
فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ
فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ
قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾

آج کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسے تم عمل کرتے رہے (۵۴) بلاشبہ آج جنت والے مزے اڑانے میں مشغول ہوں گے (۵۵) وہ اور ان کی بیویاں سائے میں مسندوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے (۵۶) وہاں انہیں کھانے کیلئے میوے بھی ملیں گے، اور جو وہ طلب کریں گے وہ بھی ملے گا (۵۷) مہربان رب فرمائے گا (تم پر) سلامتی ہو (۵۸)

آیت ۵۵: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس دن اہل جنت اللہ کی دی ہوئی بیش بہا نعمتوں سے مستفید ہونے میں اس طرح مشغول ہوں گے کہ وہ کافروں اور ان کے انجام بد سے بالکل غافل ہو جائیں گے، چاہے وہ ان کے اعزہ و اقارب ہی کیوں نہ ہوں گے، وہ اپنی بیویوں کے ساتھ درختوں کے سائے میں مسندوں پر ٹیک لگائے آرام کریں گے، وہاں ان کو ہر قسم کے پھل اور ہر وہ نعمت ملے گی جس کی وہ خواہش کریں گے۔ اور بے حد رحم کرنے والے رب کی طرف سے انہیں سلام کا پیغام پہنچے گا، یعنی اللہ تعالیٰ ان کی غایت تعظیم و تکریم کیلئے انہیں سلام کرے گا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ
اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ
لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِيْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ
مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ
اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾
اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَ
تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾

وقف غفران

اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ (۵۹) اے بنی آدم! کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (۶۰) اور میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے (۶۱) اور اس نے تم میں سے گروہ کثیر کو گمراہ کر دیا کیا تم سوچتے نہیں (۶۲) یہ وہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۶۳) آج اس میں داخل ہو جاؤ کیوں کہ تم کفر کیا کرتے تھے (۶۴) آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے، اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے (۶۵)

ربط آیات ۵۹ تا ۸۳: گزشتہ آیات میں نیک لوگوں کے انجام کا ذکر تھا وہ جنت میں بڑے عیش و آرام میں ہونگے۔ اب اِن آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ مشرک اور بدعمل لوگ جہنم میں ہونگے اور اِنکا دردناک انجام بیان کیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۵۹: اللہ تعالیٰ جب اہل جنت کیلئے جنت کا اور اہل جہنم کیلئے جہنم کا حکم دے گا تو کافروں سے کہے گا کہ اے لوگوں جنہوں نے کفر و شرک اور گناہوں کے سبب اپنے آپ پر ظلم کیا تھا اب تم لوگ اہل جنت سے الگ ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اس تفریق سے مراد یہ ہے کہ جب مومنین جنت میں بھیج دیئے جائینگے تو کافروں کو اکٹھا کر کے نہایت ہی ذلت و رسوائی کے ساتھ جانوروں کی طرح ہانک کر جہنم کی طرف لے جایا جایئگا اور اس میں دھکیل دیئے جائینگے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۶۰۔۶۱: قیامت کے دن کافروں کو حق تعالیٰ یہ کہہ کر قائل کرے گا کہ کیا ہم نے تم سے اس بات کا وعدہ نہیں لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا کیوں کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور خبردار اپنے خالق ورازق کی فرمانبرداری کرنا اور میری عبادت کرنا، یہی سیدھی راہ ہے مگر افسوس کہ تم نے یہ سیدھی راہ چھوڑ کر غلط راہ اختیار کر لی اور شیطانوں کے اشاروں پر چلنے لگے۔ (تفسیر ابن کثیر)

عبادت کا مفہوم:

آیت ۶۱: سیدھے راستے کی تفصیل میں جائیں تو اس سے مراد تمام تر شریعت ہے اور مختصر الفاظ میں سیدھے راستہ کی تعریف کی جائے تو وہ یہ ہے کہ ''صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے''۔ اس جملہ میں شرک کی تمام تر اقسام کی تردید ہوگئی۔ پھر عبادت کا مفہوم بھی بہت وسیع ہے۔ عبادت سے عموماً ارکان اسلام کی بجا آوری مراد لی جاتی ہے تو یہ عبادت کی صرف ایک معروف قسم ہے۔ کسی کو اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے پکارنا بھی عبادت ہے۔ پھر عبادت کا لغوی معنی بندگی اور غلامی ہے وہ بھی تذلیل کے ساتھ'' لہٰذا اس میں کتاب وسنت کے تمام اوامر ونواہی کی بجا آوری بھی آجاتی ہے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے عہد لیا تھا اور یہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ تھا، پھر اللہ نے سمجھنے سوچنے کے لئے تمہیں عقل بھی دی تھی پھر اللہ تعالیٰ اس عہد کی یاد دہانی کے لئے اپنے رسول اور کتابیں بھی بھیجتا رہا پھر شیطان بنی آدم کی ایک کثیر تعداد کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ لہٰذا اے عہد فراموش مجرمو! تم نے اپنی عقل سے کچھ بھی کام نہ لیا تو اب اس کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔ جہنم تمہاری منتظر ہے۔ رسولوں کی دعوت سے انکار اور ضد کی سزا یہی ہے کہ اب اس جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۶۵: یہ مہر لگانے کی ضرورت اس لئے پیش آئے گی کہ ابتدائً مشرکین قیامت والے دن بھی جھوٹ بولیں گے اور کہیں گے (وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ) اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم مشرک نہیں تھے۔ چنانچہ اللہ ان کے لبوں پر مہر لگا دے گا، جس سے وہ خود تو بولنے کی طاقت سے محروم ہو جائیں گے البتہ اللہ تعالیٰ اعضائے انسان کو قوت گویائی عطا فرمادے گا۔ ہاتھ بولیں گے کہ ہم سے اس نے فلاں فلاں کام کیا تھا۔ اور پاؤں اس پر گواہی دیں گے۔ یوں گویا اقرار وشہادت۔ دونوں مرحلے طے ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں ناطق کے مقابلے میں غیر ناطق چیزوں کا بول کر گواہی دینا، استدلال میں زیادہ بلیغ ہے کہ اس میں ایک اعجازی شان پائی جاتی ہے۔ (فتح القدیر)

اس مضمون کو احادیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (مسلم کتاب الزھد)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ لَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا
الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ
لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّ
لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي
الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ
وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ
مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾

اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں مٹا دیں پھر وہ راہ کی طرف آگے بڑھیں تو کیونکر دیکھ سکیں گے (۶۶) اور اگر چاہیں تو ان کی جگہ پر ہی ان کو مٹا دیں پھر یہ نہ آگے چل سکیں گے اور نہ ہی پیچھے لوٹ کر آ سکیں گے (۶۷) اور جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اسے خلقت میں الٹ دیتے ہیں کیا یہ سوچتے نہیں؟ (۶۸) ہم نے اس (نبی کو) شعر کہنا نہیں سکھایا ہے اور نہ یہ اس کیلئے مناسب تھا یہ تو ایک نصیحت اور واضح پڑھی جانے والی کتاب ہے (۶۹) تا کہ جو زندہ ہے وہ اسے ڈرائے اور انکار کرنے والوں پر حجت قائم ہو جائے (۷۰)

آیت ۶۹: مشرکین مکہ نبیؐ کی تکذیب کیلئے مختلف قسم کی باتیں کہتے رہتے تھے، ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ آپ شاعر ہیں اور یہ قرآن آپ کی شاعرانہ تک بندی ہے، اللہ نے اس کی نفی فرمائی کہ آپ شاعر ہیں اور نہ قرآن شعری کلام کا مجموعہ ہے بلکہ یہ تو صرف نصیحت اور موعظت ہے۔ شاعری گویا کہ اس کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں شاعر محض گفتار کے غازی ہوتے ہیں، کردار کے نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے نہ صرف یہ کہ اپنے پیغمبر کو شعر نہیں سکھلائے نہ اشعار کی اس پر وحی کی، بلکہ ان کے مزاج وطبیعت کو ایسا بنایا کہ شعر سے اس کی کوئی مناسبت ہی نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کسی کا شعر پڑھتے تو اکثر صحیح نہ پڑھ پاتے اور اسکا وزن ٹوٹ جاتا، جس کی مثالیں احادیث میں موجود ہیں۔ یہ احتیاط اس لئے کی گئی ہے کہ منکرین پر اتمام حجت اور ان کے شبہات کا خاتمہ کر دیا جائے اور وہ یہ کہہ نہ سکیں کہ قرآن اس کی شاعرانہ تک بندی کا نتیجہ ہے، جس طرح آپ کی (امیت بھی) قطع شبہات کیلئے تھی تا کہ لوگ قرآن کی بابت نہ کہہ سکیں یہ تو اس نے فلاں سے سیکھ، پڑھ لیا ہے۔ (احسن البیان)

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ
اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَ ذَلَّلْنٰهَا
لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ
لَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا
يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً
لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ جو چیزیں ہم نے اپنے ہاتھوں بنائی ان میں سے ان کیلئے چوپائے پیدا کئے اب وہ ان کے مالک ہیں (۷۱) اور ہم نے مویشیوں کو ان کا مطیع بنایا، ان میں سے کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں (۷۲) نیز ان سے انہیں اور بھی فوائد اور مشروب ملتے ہیں کیا پھر وہ شکر نہیں کرتے (۷۳) اور انہوں نے اللہ کے علاوہ کئی الٰہ بنا رکھے ہیں تا کہ ان کی مدد کی جائے (۷۴) وہ ان کی مدد نہ کر سکیں گے بلکہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾

خود ہی ان کیلئے بطور لشکر حاضر کر دیئے گئے ہیں (۷۵) لہٰذا ان کی باتیں آپ کو غمزدہ نہ کریں۔ یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپائے اور جو ظاہر کرتے ہیں (۷۶)

آیت ۷۴: لیکن ان کی بے عقلی کا حال یہ ہے کہ وہ رب العالمین کے سوا معبود بنائے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ مصیبتوں کے وقت پر کام آئیں گے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ معبودان باطلہ ان کی مدد کی ذرہ برابر بھی قدرت نہیں رکھتے ہیں، بلکہ ان پجاریوں کو شیطان نے ان کی خدمت، دیکھ بھال اور عبادت کیلئے مقرر کر دیا ہے (وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ) کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جہنم میں معبودوں کے بعد ان کے پجاریوں کو بھی ڈال دیا جائے گا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيْمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ﴿٧٩﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿٨٠﴾ اَوَ لَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۗ وَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨١﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٨٢﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾

کیا انسان دیکھتا نہیں؟ کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا ہے پھر وہ کھلا ہوا جھگڑالو بن گیا (۷۷) وہ ہمارے لئے مثال بیان کرتا ہے اور اپنی تخلیق بھول گیا، کہتا ہے کہ "بوسیدہ ہڈیاں کون زندہ کریگا"؟ (۷۸) کہہ دیجئے کہ وہی زندہ کرے گا جس نے اسے پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر تخلیق جانتا ہے (۷۹) وہی ہے جس نے تمہارے لئے سرسبز درخت سے آگ پیدا کر دی، جس سے تم آگ سلگاتے ہو (۸۰) کیا وہ ذات جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں ہے کہ وہ ان جیسوں کو پیدا کر سکے کیوں نہیں وہی سب پیدا کرنیوالا اور سب جاننے والا ہے (۸۱) اس کا کام تو صرف یہ ہے کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرماتا ہے "ہوجا" تو ہوجاتی ہے (۸۲) پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۸۳)

آیت ۷۷: ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابی بن خلف آیا اس کے ہاتھ میں بوسیدہ اور خستہ ہڈی تھی جس کو مل مل کر ہوا میں اڑا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے محمد کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ اس ہڈی کو دوبارہ زندہ کر دے گا؟ فرمایا ہاں ضرور زندہ کر دے گا، اللہ تم کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور تم کو جہنم میں ڈال دے گا، اس پر یہ آیت اتری۔ ابن عباسؓ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عاص بن وائل کو بتاتے ہیں (ابن ابی حاتم) بہرحال خواہ یہ آیات ابی بن خلف کے بارے میں اتری ہوں یا عاص بن وائل کے بارے میں مگر عام ہے ہر اس شخص کے بارے میں جو زندگی بعد الموت کا قائل نہ ہو، یعنی جو کوئی زندگی بعد الموت کا قائل نہ ہوگا۔ وہ اس آیت کے حکم میں شامل ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۷۸: اللہ تعالیٰ انسان کو ایک حقیر نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر اسے بڑا کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ بھرپور جوان آدمی بن جاتا ہے، لیکن وہ اپنے کبر وغرور کے نشہ میں اس حقیقت کو بھول جاتا ہے، اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک بنانے لگتا ہے، اور کہنے لگتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے، مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جائیں گے، حالانکہ اسے سوچنا چاہئے کہ جس قادر مطلق نے اسے پہلی بار ایک نطفہ حقیر سے پیدا کیا ہے وہ یقیناً اس پر قادر ہے کہ اسے دوبارہ پیدا کرے (۷۸۔۷۹) میں یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۸۰: بعث بعد الموت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ درخت کو پانی سے پیدا کرتا ہے اور وہ بڑھکر سرسبز ہوجاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کو خشک کردیتا ہے جن کی لکڑیوں سے تم آگ جلاتے ہو، اسی طرح اللہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے پھر جو باری تعالیٰ درخت سے آگ کو پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ زندگی بعد الموت پر قادر ہے (یہاں مرخ وعفار کے درخت مراد ہیں جو حجاز میں پیدا ہوئے ہیں) اور کسی کے پاس چقماق نہ ہو اور وہ ان درختوں میں ایک ایک ٹہنی کو توڑ کر دونوں کو رگڑے تو آگ پیدا ہوجاتی ہے جو خالق کائنات ہرے درخت سے آگ نکال سکتا ہے تو وہ یقیناً انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۸۱: بعث بعد الموت کی ایک تیسری دلیل آسمان اور زمین کی پیدائش ہے یعنی جو ذات واحد عظیم آسمان وزمین کی پیدائش پر قادر ہے وہ یقیناً کمزور اور صغیر الجم انسان کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے، وہ تو وہ ہے جو لفظ ''کن'' سے جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ ذات واحد جو ہر چیز کا مالک ہے اور جس چیز میں چاہتا ہے اپنی مرضی اور ارادے کے مطابق تصرف کرتا ہے وہ ہر عیب ونقص سے پاک ہے اور ہر خوبی اور اچھائی کے ساتھ متصف ہے اور قیامت آئے گی اور سب کو زندہ ہوکر اس کے پاس لوٹ کر جانا ہے تاکہ وہ خالق کائنات ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ دے۔ وباللہ التوفیق۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ الصّٰفّٰت

سورۃُ الصّٰفّٰت مکی ہے اِس میں ١٨٢ آیتیں اور ٥ رکوع ہیں۔

تعارف: اس میں اِس بات کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی دعوتِ توحید و آخرت کا جواب جس تمسخر اور استہزاء کے ساتھ دیا جارہا تھا اور آپؐ کے دعویٰ رسالت کو تسلیم کرنے سے جس شدت کے ساتھ انکار کیا جارہا تھا، اِس پر کفارِ مکہ کو نہایت پُرزور طریقہ سے تنبیہ کی گئی ہے اور آخر میں اِنھیں صاف صاف خبردار کردیا گیا ہے کہ عنقریب یہی پیغمبر جس کا تم مذاق اُڑا رہے ہو، تمہارے دیکھتے دیکھتے تم پر غالب آجائے گا اور تم اللہ کے لشکر کو خود اپنے گھر کے صحن میں اُترا ہوا پاؤ گے۔ (آیات نمبر ١٧١ تا ١٧٩) یہ نوٹس اُس زمانے میں دیا گیا تھا جب نبی ﷺ کی کامیابی کے آثار دُور دُور کہیں نظر نہ آتے تھے۔ مسلمان (جن کو اِن آیات میں اللہ کا لشکر کہا گیا ہے) بُری طرح ظلم وستم کا نشانہ بن رہے تھے۔ اِن کی تین چوتھائی تعداد ملک چھوڑ کر نکل گئی تھی۔ نبی ﷺ کے ساتھ بمشکل ٤٠ - ٥٠ صحابہ مکہ میں رہ گئے تھے اور انتہائی بے بسی کے ساتھ ہر طرح کی زیادتیاں برداشت کررہے تھے۔ اِن حالات میں ظاہر اسباب کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص یہ باور نہ کرسکتا تھا کہ غلبہ آخر کار محمد ﷺ اور آپؐ کی مٹھی بھر بے سروسامان جماعت کو نصیب ہوگا' بلکہ دیکھنے والے تو یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ تحریک مکہ کی گھاٹیوں ہی میں دفن ہوکر رہ جائے گی' لیکن جو تاریخی قصے اِس سُورہ میں بیان کئے گئے ہیں اِن میں سب سے زیادہ سبق آموز ابراہیمؑ کی حیات طیبہ کا یہ اہم واقعہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک اشارہ پاتے ہی اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے پر آمادہ ہوگئے تھے۔ اِس میں صرف اُن کفارِ قریش ہی کے لئے سبق نہ تھا جو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اپنے نسبی تعلق پر فخر کرتے پھرتے تھے' بلکہ اُن مسلمانوں کیلئے بھی سبق تھا جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے تھے۔ یہ واقعہ سنا کر اِنھیں بتادیا گیا کہ اسلام کی حقیقت اور اِس کی اصل روح کیا ہے اور اِسے اپنا دین بنالینے کے بعد ایک مومن صادق کو کس طرح اللہ کی رضا پر اپنا سب کچھ قربان کردینے کے لئے تیار ہوجانا چاہئے۔ سورہ کی آخری آیات محض کفار کے لئے تنبیہ ہی نہ تھی بلکہ اُن اہل ایمان کے لئے بشارت بھی تھی جو نبی ﷺ کی تائید وحمایت میں انتہائی حوصلہ شکن حالات کا مقابلہ کررہے تھے۔ اِنھیں یہ آیات سنا کر خوش خبری دے دی گئی کہ آغازِ کار میں جن مصائب سے انہیں سابقہ پیش آرہا ہے ان پر گھبرائیں نہیں، آخر کار غلبہ انہی کو نصیب ہوگا، اور اہل باطل کے وہ علمبردار جو اِس وقت غالب نظر آرہے ہیں انہی کے ہاتھوں مغلوب ومفتوح ہوکر رہیں گے۔ چند ہی سال بعد کے واقعات نے بتادیا کہ محض خالی تسلّی نہ تھی بلکہ ایک ہونے والا واقعہ تھا جس کی پیشگی خبر دے کر ان کے دل مضبوط کئے گئے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیاتھا ۱۸۲ ۳۷ سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۵۶ رکوعاتھا ۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ① فَالزّٰجِرٰتِ زَجۡرًا ② فَالتّٰلِیٰتِ ذِکۡرًا ③ اِنَّ اِلٰـہَکُمۡ لَوَاحِدٌ ④ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا وَ رَبُّ الۡمَشَارِقِ ⑤

صف بستہ کھڑے ہونیوالوں کی قسم (۱) پھر جو ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں (۲) پھر جو ذکر (قرآن) پڑھتے ہیں (۳) کہ بلاشبہ تمہارا معبود ایک ہی ہے (۴) جو زمین و آسمان اور جو ان کے درمیان ہے ان کا رب ہے اور مشرکین کا بھی (۵)

اللہ تعالیٰ نے اس سورت کریمہ کی ابتدا فرشتوں کی قسم کھا کر اپنی ذات کیلئے اثبات وحدانیت کا ثبوت دیا ہے، عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد اور قتادہ وغیرھم کا خیال ہے کہ ''الصافات'' سے مراد وہ فرشتے ہیں جو آسمان میں صف باندھ کر اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، مسلم کی روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا ''کیا تم لوگ اسی طرح صفیں نہیں باندھو گے جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صفیں باندھتے ہیں؟ لوگوں نے پوچھا: فرشتے اپنے رب کے سامنے کس طرح صفیں باندھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ''اگلی صفوں کو پوری کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے سے ملے رہتے ہیں''۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 651) ''الزاجرات'' سے مراد یا تو وہ فرشتے ہیں جو بادلوں کو ہانکتے ہیں، یا تو وہ جو لوگوں کے دلوں میں نیکی اور بھلائی کا الہام کر کے گناہوں سے روکتے ہیں۔ ''اَلتّٰالِیَاتِ ذِکۡرًا'' سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

فرشتوں کی قسم کھا کر انسانوں کے عُرفِ عام کے مطابق، اللہ تعالیٰ نے اِن کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھانی چاہی ہے کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں ہے، وہی ہر ایک کا پیدا کرنے والا اور سب کو روزی دینے والا ہے، وہی آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا رب ہے، اور وہی مشرق و مغرب کا رب ہے، آسمان اور زمین کا وجود، اور جب سے دنیا قائم ہوئی ہے شمس و قمر کا مکمل نظم و نسق کے ساتھ چلتے رہنا اور اس میں ذرہ برابر فرق نہ آنا، اس بات کی واضح ترین دلیل ہے کہ ان کا پیدا کرنے والا موجود ہے اور وہ ایک ہے جو مالک کل ہے اور وہی اپنی مرضی کے مطابق ان میں تصرف کرتا ہے، کسی دوسرے کا کوئی دخل نہیں ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِزِیۡنَۃِ ۣالۡکَوَاکِبِ ⑥ وَ حِفۡظًا مِّنۡ کُلِّ شَیۡطٰنٍ مَّارِدٍ ⑦ لَا یَسَّمَّعُوۡنَ

بلاشبہ ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا ہے (۶) اور اسے ہر سرکش شیطان سے محفوظ بنا دیا ہے (۷) وہ ملأ اعلیٰ کی باتیں سن ہی نہیں سکتے اور ہر طرف سے مارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّ لَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾

جاتے ہیں (۸) تاکہ وہ بھاگ کھڑے ہوں اور ان کیلئے دائمی عذاب ہے (۹) تاہم اگر کوئی بات لے اڑے تو ایک تیز شعلہ تعاقب کرتا ہے (۱۰)

آیت ۱۰: مفسرین نے لکھا ہے کہ شیاطین آسمان کے قریب پہنچ جاتے ہیں، اور فرشتے جو باتیں آپس میں کرتے، انھیں سننے کی کوشش کرتے اور ان کی بعض باتیں سُن کر جان جاتے کہ دنیا میں کیا ہونے والا ہے، پھر کاہنوں کو آ کر وہی باتیں بتا دیتے اور انھیں باور کراتے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انھیں آسمان کے قریب تک پہنچنے سے انگاروں کے ذریعہ روک دیا، یعنی وہ جب بھی ایسی کوشش کرتے ہیں انھیں انگاروں کے ذریعہ مارا جاتا ہے جن کی زد میں آ کر کبھی تو جل جاتے ہیں، اور کبھی جلتے نہیں تو بعض باتیں کاہنوں کو بتا دیتے ہیں۔ امام شوکانی نے بعض مفسرین کی رائے نقل کی ہے کہ شیاطین وحی الٰہی کو ہرگز نہیں سن پاتے بلکہ کبھی فرشتوں کی بعض دوسری باتیں سن لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشعراء آیت ۲۱۲ میں فرمایا ہے ''شیاطین وحی الٰہی کو سننے سے قطعی طور پر روک دیئے گئے ہیں'' (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَ يَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ قَالُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَ اَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

آپؐ ان سے پوچھیے! کہ کیا ان کی تخلیق زیادہ مشکل ہے یا جو ہم پیدا کر چکے ہیں، ہم نے انہیں لیس دار گارے سے پیدا کیا ہے (۱۱) بلکہ آپ کو تعجب ہے اور یہ مذاق اڑاتے ہیں (۱۲) اور جب سمجھایا جائے تو یہ سمجھتے ہی نہیں (۱۳) اور جب نشانی دیکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں (۱۴) اور کہتے ہیں کہ ''یہ صریح جادو ہے'' (۱۵) بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا پھر ہم اٹھائے جائیں گے؟'' (۱۶) اور کیا ہمارے آباء و اجداد بھی؟ (۱۷) کہیئے: ہاں تم اور بے بس ہو گے (۱۸)

آیت ۱۱: اللہ کا اپنے نبیؐ سے ارشاد ہے کہ آپ زندگی بعد الموت نہ ماننے والوں سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کی، فرشتوں کی، شیطانوں کی اور بڑی بڑی مخلوق کی پیدائش مشکل ہے یا اِن کی؟ جب ہم نے بڑی بڑی حیرت انگیز چیزیں بنا دیں تو انسان کا بنانا تو بہت آسان ہے خصوصاً جب کہ پہلی دفعہ اس کو بنایا جا چکا بھی ہو، ظاہر ہے کہ اِس بات کا ضرور اقرار کریں گے کہ انسان سے زیادہ دشوار مذکورہ بالا تمام چیزوں کی پیدائش ہے۔ جب یہ بات ہے تو کیوں زندگی بعد الموت کا انکار کرتے ہیں؟ حالانکہ جس کا انکار کرتے ہیں اس سے کہیں بڑی بڑی چیزوں کی پیدائش کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ سورۂ غافر: ۵۷ میں اللہ نے فرمایا: یقیناً آسمان و زمین کی پیدائش انسان کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن اکثر لوگ بے علم ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ١٢: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا جارہا ہے کہ مشرکین مکہ کے انکار بعث بعد الموت پر آپ کو اس لئے تعجب ہورہا ہے کہ دلائل و براہین کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے، لیکن ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اِسی لئے اتنی واضح ترین حقیقت کا انکار کررہے ہیں۔ اور آپ کا مذاق اُڑا رہے ہیں، اور جب اُنھیں نصیحت کی جاتی ہے کہ عقیدۂ بعث بعد الموت کا انکار نہ کریں تو ان پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا، اور جب انھیں کائنات میں موجود کوئی ایسی نشانی دکھائی جاتی ہے جو اللہ کی اس قدرت پر دلالت کرتی ہے تو اس کا مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد کی ہر بات اور اس کا ہر عمل جادو کے قبیل سے ہے، بھلا یہ بھی کوئی عقل سے لگتی بات ہے کہ جب ہم مرجائیں گے اور گل سڑ کر مٹی ہوجائیں گے اور ہماری ہڈیاں رہ جائیں گی تو ہمیں اور ہمارے باپ دادوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔؟! (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿١٩﴾ وَ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿٢٠﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢١﴾ ع ٢١/٥ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿٢٢﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿٢٣﴾ نصف وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿٢٦﴾

وہ تو بس ایک ڈانٹ ہوگی جس پر وہ فوراً دیکھنے لگیں گے (١٩) اور کہیں گے: ''ہماری بدبختی! یہ تو جزاء وسزا کا دن ہے'' (٢٠) یہی فیصلہ کا دن ہے، جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (٢١) ان ظالموں کو اور ان کے ہم جنسوں کو اور ان کو اکٹھا کرو جن کی یہ عبادت کیا کرتے تھے (٢٢) اللہ کے سوا پھر ان کو جہنم کی راہ پر چلا دو (٢٣) اور انکو ذرا روکو ان سے پوچھا جائے گا (٢٤) ''تمہیں کیا ہوگیا تم باہم مدد کیوں نہیں کرتے؟'' (٢٥) بلکہ آج وہ مطیع بن جائیں گے (٢٦)

آیت ٢٠: اللہ کافروں کی طرف سے خبر دے رہا ہے کہ وہ قیامت کے دن خود اپنے اوپر ملامت کریں گے اور اقرار کریں گے کہ سچ مچ ظالم ہم ہی ہیں۔ ہم نے دنیا میں اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری اور آخرت کا ذرا بھی خیال نہیں کیا۔ پھر جب قیامت کے ہولناک حادثے دیکھیں گے تو انتہائی ندامت و پشیمانی کا اظہار کریں گے لیکن افسوس آج کی ندامت و پشیمانی اور آج کی شرمندگی کام آنے والی نہیں۔ اپنے آپ پر خاک اُڑائیں گے، اور رو رو کر کہیں گے ہائے ہم مارے گئے، ہائے ہماری بدقسمتی، ہائے ہماری شامت اور یہ تو جزا کا دن آگیا جس کو ہم جھٹلایا کرتے تھے اور مذاق اُڑایا کرتے تھے۔ (ابن کثیر)

آیت ٢١: پھر فرشتے اور مومن اس سے انھیں اور بھی شرمندہ کرنے کے لئے کہیں گے: یہی ہے فیصلہ کا دن جس کو تم دنیا میں مانا نہیں کرتے تھے اب تو آنکھوں سے دیکھ لیا یا اب بھی کچھ شبہ ہے۔ پھر اللہ فرشتوں سے فرمائے گا کہ قبروں سے اُٹھتے وقت بھی مومن کافروں سے ممتاز رہیں اور میدان حشر میں بھی۔ (ابن کثیر)

www.KitaboSunnat.com

معبودانِ باطلہ کی تین اقسام

اللہ کے سوا معبودوں کی بڑی قسمیں دو ہیں۔ ایک غیر ذوی العقول، ان میں بہت ستارے شجر و حجر اور حیوانات وغیرہ۔ مثلاً گائے بیل اور سانپ وغیرہ سب کچھ آتا ہے۔ دوسرے ذوی العقول جیسے انبیاء، فرشتے، اولیاء اور بزرگ، پھر انسانوں اور جنوں میں سے کچھ ایسے معبود ہیں جو خود بھی چاہتے تھے کہ اللہ کے مقابلہ میں ان کی اطاعت کی جائے یا ان کی خدائی اور خدائی اختیارات تسلیم کئے جائیں۔ ان سب میں سے صرف فرشتے، انبیاء اور وہ بزرگ جہنم میں نہیں جائیں گے' جو خود شرک سے منع کرتے رہے۔ باقی سب معبودوں کو اکٹھا کر کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور اس کی وجہ پہلے کئی جگہ درج کی جا چکی ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۲۴: اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہے گا کہ ان مجرموں کو میدان حشر میں روک لوتا کہ اِن سے ان کے عقائد، اقوال اور اعمال کے بارے میں پوچھا جائے، پھر ان سے زجر و توبیخ کے طور پر پوچھا جائے گا کہ تم لوگ دنیا کی طرح یہاں بھی ایک دوسرے کی مددَ یوں نہیں کر رہے ہو؟ اِن کے پاس اِس کا کوئی جواب نہ ہوگا، اِس دن تو ذلت و رسوائی سے ان کی گردنیں جھکی ہوں گی، اور ان میں سے جو کمزور لوگ دنیا میں متکبرین کی پیروی کرتے رہے تھے، ان متکبرین سے پوچھیں گے کہ تم لوگ دنیا میں ہمیں اپنی پیروی پر مجبور کرتے تھے، تو آج کیوں نہیں ہماری مدد کے لئے آگے بڑھتے ہو اور جہنم کا عذاب ہم سے ٹال دیتے ہو؟ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾
قَالُوْۤا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾
قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ
لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا
طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا
لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾
فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہم سوال کریں گے (۲۷) کہیں گے تم ہمارے پاس دائیں (اور بائیں) سے آئے تھے (۲۸) جواباً کہیں گے۔ بلکہ تم ہی ایمان لانے والے نہیں تھے (۲۹) اور ہمارا تم پر کچھ زور بھی نہیں تھا بلکہ تم خود سرکش تھے (۳۰) ہمارے رب کا قول ہم پر صادق آ گیا کہ ہم عذاب کا مزہ چکھنے والے ہیں (۳۱) ہم نے تمہیں گمراہ کیا کیوں کہ ہم خود بھی گمراہ تھے (۳۲) آج کے دن وہ سب عذاب میں برابر کے شریک ہوں گے (۳۳)

آیت ۲۹: راہبر خواہ جن ہوں یا انسان عوام سے کہیں گے کہ تمہارا خیال غلط ہے۔ بات یہ ہے کہ تمہارے دل ہی ایمان سے خالی تھے اور اِن میں کفر و شرک اور نافرمانیوں ہی کی صلاحیت تھی۔ (ابن کثیر)

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْۤا
اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ
يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْۤا

واقعی ہم مجرموں سے ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں (۳۴) انہیں جب یہ کہا جاتا ''کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں'' تو وہ تکبر کرتے تھے (۳۵) اور کہتے تھے ''کیا ہم ایک مجنون شاعر کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَ مَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾

خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں" (۳۶) حالانکہ وہ حق لایا اور رسولوں کی تصدیق کی تھی (۳۷) (انہیں کہا جائے گا) کہ آج تمہیں یقیناً المناک عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا۔ (۳۸) اور تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسا تم کیا کرتے تھے (۳۹)

آیت ۳۵: یعنی جب دنیا میں ان سے یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں تو یہ اس کلمہ کے سننے سے ناک بھوں چڑھاتے تھے اور ایمان لانے کے لئے تیار نہ تھے۔ رحمت عالمؐ نے فرمایا مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم ہے جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہہ لیں پھر جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا اس نے مجھ سے اپنا جان و مال بچا لیا علاوہ حق اسلام کے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 24) اللہ نے عزت والی کتاب میں بھی یہی مضمون اتارا اور مغرور لوگوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ وہ اس مبارک کلمہ سے متنفر تھے۔ (ابن ابی حاتم) (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۳۷: اللہ کے رسول بحمدہ نہ شاعر ہیں اور نہ دیوانے' آپ تو اللہ کے پاس سے سچی باتیں اور پاک شریعت لے کر آئے ہیں اور سابق پیغمبروں نے جو آپ کی صفات حمیدہ اپنی جگہ بیان کی ہیں وہ آپ میں بخوبی پائی جاتی ہیں۔ آپ انہی اخلاق حمیدہ کا مجموعہ ہیں۔ اور جو توحید پہلے پیغمبر لے کر آئے تھے اسی کو آپ لے کر آئے ہیں۔ آپ کے بارے میں وہی بات کہی جا رہی ہے جو آپ سے پہلے تمام رسولوں کے بارے میں کہی جا چکی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) (۳۸۔۳۹) تم اس روز دردناک عذاب چکھو گے تم پر ظلم نہ ہوگا بلکہ یہ طرح طرح کے خوفناک اور بھیانک عذاب تمہارے عملوں ہی کا بدلہ ہوگا پھر اللہ نے اس عذاب سے اپنے مخلص اور بے لوث بندوں کا استثناء فرما دیا جیسا کہ سورۂ عصر میں فرمایا: "وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ" الخ قسم ہے زمانے کی یقیناً انسان گھاٹے میں ہے۔ بجز ایمان والوں اور نیک عمل والوں کے جو آپس میں ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت کرتے رہتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَ هُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ

مگر اللہ کے مخلص بندے (محفوظ رہیں گے) (۴۰) ان کیلئے ایسا رزق ہوگا جو انہیں معلوم ہوگا (۴۱) یعنی یہ میوے اور وہ معزز ہوں گے (۴۲) نعمتوں والے باغات میں (۴۳) آمنے سامنے تکیوں پر بیٹھے ہونگے (۴۴) ان کیلئے چشموں سے شراب کے جام کا دور چلے گا (۴۵) جو نہایت ہی سفید اور پینے والوں کیلئے لذیذ ہوگی (۴۶) جس سے نہ سر درد ہوگا اور نہ وہ بدمست ہوں گے (۴۷) انکے پاس نیچی نگاہوں والی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عِيْنٌ ﴿٤٨﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٤٩﴾

بڑی آنکھوں والی عورتیں ہونگی (۴۸) ایسی نازک جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی (۴۹)

آیت ۴۰: مذکورہ بالا عذاب نار سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اُن مومن بندوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے' جو صرف اس کی عبادت کرتے ہیں انھیں ان کا رب جنت میں داخل کردے گا اور بے شمار نعمتوں سے نوازے گا، ان نعمتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اُس میں انھیں بغیر انقطاع کے صبح وشام عمدہ اور پاکیزہ روزی ملتی رہے گی۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ آیت ۴۲ میں ''فواکہ'' سے اِس طرف اشارہ مقصود ہے کہ اہل جنت کا کھانا پینا بھوک اور پیاس کی وجہ سے نہیں، بلکہ محض لذت حاصل کرنے کے لئے ہوگا، اور وہاں وہ بہت ہی باعزت زندگی گزاریں گے، اور وہ آمنے سامنے آرام دہ کرسیوں پر بیٹھے ہوں گے اور انھیں شراب کی جاری نہروں سے پیالے بھر کر پیش کئے جائیں گے۔ ایسی شراب جس سے انہیں نہ کوئی بیماری ہوگی نہ ہی درد سر، اور نہ اس کے زیر اثر ان کی عقل ہی ماری جائے گی۔
(تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٥٠﴾ قَالَ
قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿٥١﴾ يَّقُوْلُ
اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿٥٢﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا
تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ
اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿٥٤﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ
الْجَحِيْمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ
لَتُرْدِيْنِ ﴿٥٦﴾ وَ لَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ
الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿٥٨﴾ اِلَّا
مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِنَّ
هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هٰذَا
فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿٦١﴾

یہ بھی آپس میں متوجہ ہوکر سوال کریں گے (۵۰) ان میں سے ایک کہے گا کہ (دنیا میں) میرا ایک ہم نشین تھا (۵۱) جو مجھے کہا کرتا ''کیا تو بھی تصدیق کرنیوالوں میں شامل ہوگیا؟'' (۵۲) بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا ہمیں سزا و جزا بھگتنا پڑے گا؟ (۵۳) پھر کہے گا کیا تم اس کا حال معلوم کرنا چاہتے ہو؟ (۵۴) پھر جھانکے گا تو اسے جہنم کے عین درمیان میں دیکھے گا (۵۵) اور کہے گا ''اللہ کی قسم! تم تو مجھے ہلاک کرکے ہی چھوڑتے'' (۵۶) اور اگر مجھ پر میرے اللہ کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی (تمہاری طرح) حاضر کئے ہوئے لوگوں میں ہوتا (۵۷) (وہ دل میں کہے گا) تو کیا اب ہمیں موت نہیں آئیگی؟ (۵۸) وہ ہمیں پہلی بار ہی مرنا تھا اور اب ہمیں عذاب بھی نہیں ہوگا (۵۹) یقیناً یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے (۶۰) ایسی کامیابی کیلئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنے چاہئے (۶۱)

آیت ۵۰: اہل جنت آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھ کر شراب پئیں گے، باتیں کریں گے، اور دنیا میں ان پر جو بیتی تھی' ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے سے بیان کریں گے۔ خدام جنت ان کے سامنے آ جا رہے ہوں گے اور انواع و اقسام کی ایسی نعمتیں پیش کر رہے ہوں گے جنہیں دنیا میں نہ کسی آنکھ نے دیکھا تھا نہ کسی کان نے سنا تھا، اور نہ کسی دل میں ان کا خیال تک گزرا تھا۔

اِس وقت اُن میں سے ایک جنتی کہے گا کہ ایک مشرک میرے ساتھ دنیا میں کبھی کبھار بیٹھتا تھا، وہ آخرت کی تکذیب کرتے ہوئے کہتا تھا کہ کیا تم اس بات کو مانتے ہو کہ ہم جب مر کر گل سڑ جائیں گے اور مٹی میں مل جائیں گے، تو ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور ہمیں ہمارے اعمال کا بدلہ چکایا جائے گا؟ تو آج ہمارے رب نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا ہے، ہمیں جنت میں داخل کر دیا ہے اور میرے اس ساتھی کو جہنم میں دھکیل دیا ہے، کیا تم لوگ اُسے جہنم میں دیکھنا چاہتے ہو؟ پھر وہ جنتی جہنم میں جھانکے گا تو اُسے بیچ جہنم میں دیکھے گا، اور حیرت و دہشت کے ملے جلے جذبات سے متاثر ہو کر اس جہنمی کو پکارے گا اور اس سے کہے گا کہ اللہ کی قسم قریب تھا کہ تم مجھے جہنم میں پہنچا دیتے، اور اگر مجھ پر اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو آج میں بھی تمہارے ساتھ جہنم کی کھائی میں نظر آتا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۵۸: پھر وہ جنتی اپنے اہل جنت ساتھیوں سے مخاطب ہو کر غایت فرحت و شادمانی میں کہے گا کہ دوستو! ہم نے دنیا میں موت کا جو مزا چکھا تھا، اس کے بعد اب ہمیں یہاں جنت میں موت نہیں آئے گی، یہاں کی زندگی دائمی ہے اور اس کی نعمتیں لازوال ہیں۔ بے شک مردِ مومن کی یہی سب سے بڑی کامیابی ہے جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا ہے اور لوگوں کو اسی کے حصول کے لئے دنیا کی زندگی میں کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

آیت ۶۰: جنت کا مل جانا بڑی زبردست کامیابی اور سرخروئی ہے۔ یہ اللہ کی زبردست نعمت ہے جو خوش نصیبوں ہی کو ملتی ہے۔ (ابن عباسؓ نے **كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا** الخ) (طور: ۱۹ کی تفسیر میں) جنتیوں کو جنت میں موت نہیں آئے گی، کہیں گے کیا ہم بجز پہلی موت کے اب مرنے والے نہیں اور ہم پر عذاب ہونے والا نہیں (جواب ملے گا بے شک نہ اب تمہیں موت ہے اور نہ تم پر کوئی عذاب ہے) (ابن کثیر)

آیت ۶۱: اس کے لئے تو عمل کرنے والے اپنی جان اور دھڑ کی بازی لگا دیں یہ جنت والوں کا یا اللہ کا کلام ہے، یعنی اِس جیسی نعمت اور کامیابی کے لئے دنیا میں عمل کرنے والوں کو عمل کرنے چاہئے تاکہ آخرت میں انھیں یہ نعمت عظمیٰ اور یہ سعادت کبریٰ نصیب ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا

ایسی ضیافت اچھی ہے یا تھوہر کے درخت کی (۶۲) جسے ہم نے ظالموں کیلئے ایک آزمائش بنایا (۶۳) وہ ایسا درخت ہے جو جہنم کی تہہ سے نکلتا ہے (۶۴) اسکے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر (۶۵) (اہل جہنم) اسی کو کھائیں گے اور اس سے اپنے پیٹ بھرینگے (۶۶) پھر اس پر انہیں پینے کو پیپ ملا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِ۟لَى
الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿٦٩﴾
فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَ لَقَدْ ضَلَّ
قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا
فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
ع ٢ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾

کھولتا ہوا پانی ملے گا (٦٧) پھر انہیں جہنم کی طرف لوٹنا ہوگا (٦٨) انہوں نے اپنے آباء واجداد کو گمراہ پایا (٦٩) تو ان ہی کے نقش قدم پر دوڑنے لگے (٧٠) حالانکہ ان سے پہلے بہت سے گذشتہ لوگ گمراہ ہو چکے تھے (٧١) بلاشبہ ہم نے ان میں ڈرانے والے بھیجے تھے (٧٢) پھر دیکھ لو جنہیں ڈرایا گیا تھا ان کا انجام کیا ہوا (٧٣) ان میں سے صرف اللہ کے مخلص بندے ہی محفوظ رہے (٧٤)

آیت ٦٢ ـ ٧٠: حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جنت اور اس کی کھانے پینے اور شادی بیاہ کی نعمتیں اور لذتیں بخشش و مہمان کے لحاظ سے اچھی ہیں یا زقوم کا درخت جو جہنم میں ہے اس کا کھانا اور پیپ ملا ہوا کھولتا ہوا گرم پانی کا پینا اچھا ہے، جہنمی چارو ناچار زقوم درخت سے کھائیں گے جو انتہائی طور پر حلق میں اٹکنے والا' انتہائی گھٹیا، انتہائی بدشکل اور گھناؤنا ہوگا۔ ہم نے انہیں یہ سزا اس لئے دی کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہی پر پایا اور بلا دلیل کے ان کی پیروی کی اسی وجہ سے فرمایا کہ یہ انہیں کے قدموں کے نشانات پر دوڑتے رہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَ
نَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾ وَ
جَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي
الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِنَّهٗ مِنْ
عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا
الْاٰخَرِيْنَ ﴿٨٢﴾ وَ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿٨٣﴾ وقف لازم

اور نوح نے ہمیں پکارا تو ہم خوب دعا قبول کرنے والے ہیں (٧٥) اور انہیں اور انکے گھر والوں کو شدید بے چینی سے نجات دی (٧٦) اور صرف ان ہی کی اولاد کو باقی رکھا (٧٧) اور بعد میں آنے والی نسلوں میں ان کا ذکر خیر چھوڑ دیا (٧٨) ساری دنیا میں نوحؑ پر سلام ہو (٧٩) ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (٨٠) بلاشبہ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے (٨١) پھر ہم نے نوح کے علاوہ باقی لوگوں کو غرق کر دیا (٨٢) اور اسی نوح کے گروہ سے ابراہیم تھے (٨٣)

آیت ٧٤ ـ ٨٢: "اَهْلَهٗ" سے مراد نوحؑ پر ایمان لانے والے ہیں، جن میں ان کے گھر کے وہ افراد بھی ہیں جو مومن تھے، بعض مفسرین نے ان کی کل تعداد ٨٠ بتلائی ہے، اس میں آپ کی بیوی اور ایک لڑکا شامل نہیں جو مومن نہیں تھا، وہ بھی طوفان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں غرق ہوگیا، کرب عظیم (زبردست مصیبت) سے مراد وہی سیلاب عظیم ہے جس میں یہ قوم غرق ہوئی۔ (احسن البیان)

إِذْ جَآءَ رَبَّهُۥ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٤﴾ إِذْ قَالَ
لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦ مَاذَا تَعْبُدُونَ ﴿٨٥﴾ أَئِفْكًا
ءَالِهَةً دُونَ ٱللَّهِ تُرِيدُونَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ
ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِى ٱلنُّجُومِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ
إِنِّى سَقِيمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ﴿٩٠﴾
فَرَاغَ إِلَىٰٓ ءَالِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٩١﴾ مَا
لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ ﴿٩٢﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًۢا
بِٱلْيَمِينِ ﴿٩٣﴾ فَأَقْبَلُوٓا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ﴿٩٤﴾ قَالَ
أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ﴿٩٥﴾ وَٱللَّهُ خَلَقَكُمْ
وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا ٱبْنُوا لَهُۥ بُنْيَٰنًا فَأَلْقُوهُ
فِى ٱلْجَحِيمِ ﴿٩٧﴾ فَأَرَادُوا بِهِۦ كَيْدًا فَجَعَلْنَٰهُمُ
ٱلْأَسْفَلِينَ ﴿٩٨﴾ وَقَالَ إِنِّى ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّى
سَيَهْدِينِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِى مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿١٠٠﴾
فَبَشَّرْنَٰهُ بِغُلَٰمٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾

جبکہ وہ اپنے رب کے ہاں صاف دل لے کر آئے (۸۴) جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ (۸۵) کیا تم اللہ کو چھوڑ کر جھوٹے الہ چاہتے ہو؟ (۸۶) پھر تمہارا رب العالمین کی نسبت کیا خیال ہے؟ (۸۷) پھر انہوں نے ستاروں میں نظر ڈالی (۸۸) کہا کہ میری طبیعت خراب ہے (۸۹) چنانچہ وہ انہیں پیچھے چھوڑ گئے (۹۰) تو ابراہیم چپکے سے ان کے معبودوں کی طرف جا گھسے اور کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟ (۹۱) تمہیں کیا ہوگیا، تم تو بولتے بھی نہیں (۹۲) پھر وہ ان پر پل پڑے اور دائیں ہاتھ سے ضربیں لگائیں (۹۳) پھر وہ دوڑتے ہوئے ابراہیم کے پاس آئے (۹۴) ابراہیم نے کہا کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جنہیں تم خود ہی تراشتے ہو (۹۵) حالانکہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور انکو بھی جو تم بناتے ہو (۹۶) وہ کہنے لگے اس کیلئے ایک الاؤ تیار کرو اور اسے جہنم میں پھینک دو (۹۷) انہوں نے ابراہیم کے خلاف تدبیر کی مگر ہم نے انہیں نیچا دکھایا (۹۸) نیز ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی میری رہنمائی کریگا (۹۹) اے میرے رب مجھے صالح بیٹا عطا فرما (۱۰۰) چنانچہ ہم نے انہیں بردبار بیٹے کی بشارت دی (۱۰۱)

دوسرا واقعہ ابراہیمؑ کا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم ایمان وتوحید کی طرف لوگوں کو بلانے میں نوح کی راہ پر گامزن تھے۔ وہ بھی اپنے رب کی طرف ایسے دل کے ساتھ متوجہ ہوئے تھے جو شرک وشک کی آلائشوں سے یکسر پاک اور فطری طور پر توحید کی طرف مکمل طور پر مائل تھے، اسی لئے انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کی بت پرستی پر نکیر کی اور ان سے کہا کہ کیا تم اللہ کے خلاف افترا پردازی کرتے ہوئے اپنے لئے اس کے سوا دوسروں کو معبود بناتے ہو، اور رب العالمین کی عبادت چھوڑ کر غیروں کی پرستش کرتے ہو، حالانکہ یہ بات تمہارے وہم وگمان میں بھی نہیں آنی چاہئے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کا مستحق ہوسکتا ہے۔ شوکانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مفسر واحدی کے حوالے سے مفسرین کا قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگ علم نجوم کے قائل تھے اسی لئے ابراہیمؑ نے ستاروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اگر میں تمہارے ساتھ میلے میں شریک ہوں گا تو بیمار پڑ جاؤں گا، تا کہ لوگ انہیں میلہ میں شرکت سے معذور سمجھیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا، لوگوں نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا اور میلے میں شرکت کیلئے چلے گئے، ابراہیمؑ بتوں کے پاس پہنچے اور ان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ اگر تم عبادت کے مستحق ہو تو تمہارے سامنے اتنے سارے کھانے رکھے ہیں، انہیں کیوں نہیں کھاتے ہو لیکن بتوں نے نہ کھانا کھایا اور نہ ان کی بات کا جواب دیا، تو ابراہیمؑ کہنے لگے کہ اے بتو! تم بولتے کیوں نہیں ہو؟ پھر اپنے داہنے ہاتھ میں موجود کلہاڑی سے انہیں مار مار کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، مشرکین جب شام کو واپس آئے اور اپنے معبودوں کا حال زار دیکھا تو فوراً ابراہیمؑ کے پاس پہنچے اور ان سے پوچھ تاچھ کرنے لگے، ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دفاع میں کہا کہ یہ کیسی تمہاری کور مغزی ہے کہ جن بتوں کو تم اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہو انہی کی پوجا کرتے ہو، حالانکہ تمہارا اور تمہارے معبودوں کا خالق اللہ ہے اس لئے عبادت کا مستحق بھی صرف وہی ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي
الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ
يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ
اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ
لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ۚ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ۙ قَدْ
صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا
الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ۖ سَلٰمٌ عَلٰٓى
اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ
بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ
وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّ
ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ۧ

ع ۳ / ۷

پھر جب وہ بیٹا ان کے ہمراہ دوڑ دھوپ کی عمر کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اب بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟، بیٹے نے کہا ابا جان! وہی کچھ کیجئے جو آپ کو حکم ہوا ہے، آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے (۱۰۲) پھر جب دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیم نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرا دیا (۱۰۳) تب ہم نے اسے پکارا اے ابراہیم (۱۰۴) تم نے خواب کو سچ کر دکھایا، ہم یقیناً نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی صلہ دیتے ہیں (۱۰۵) بلاشبہ یہ ایک صریح آزمائش تھی (۱۰۶) اور ہم نے ایک بڑی قربانی ان کا فدیہ دیا (۱۰۷) اور پچھلے لوگوں میں اس کا ذکر خیر چھوڑ دیا (۱۰۸) ابراہیم پر سلام ہو (۱۰۹) ہم نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۱۰) بلاشبہ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے (۱۱۱) اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق کی بشارت دی جو صالح لوگوں میں سے نبی ہوگا (۱۱۲) اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق دونوں پر برکت نازل کی اور ان دونوں کی اولاد سے کچھ نیک لوگ ہوئے اور کچھ اپنے آپ پر صریح ظلم کرنے والے تھے (۱۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۹۹۔ ۱۱۳: ابراہیمؑ نے بالآخر اپنے وطن بابل سے ہجرت کی اور شام چلے گئے اور وہاں جا کر اولاد کیلئے دعا کی۔ (فتح القدیر) حلیم کہہ کر اشارہ فرما دیا کہ بچہ بڑا ہو کر بردبار ہوگا، یہ بچہ دوڑ دھوپ کے لائق ہو گیا یا بلوغت کے قریب پہنچ گیا، بعض کہتے ہیں کہ اس وقت یہ بچہ ۱۳ سال کا تھا، پیغمبر کا خواب وحی اور حکم الٰہی ہی ہوتا ہے جس پر عمل ضروری ہوتا ہے، بیٹے سے مشورہ کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ بیٹا بھی امتثال امر الٰہی کے لئے کس حد تک تیار ہے؟ ہر انسان کے منہ (چہرے) پر دو جبینیں (دائیں اور بائیں) ہوتی ہیں اور درمیانی پیشانی (جبهة) اس لئے (للجبین) کا زیادہ صحیح ترجمہ کروٹ پر ہے یعنی اس طرح کروٹ پر لٹایا جس طرح جانور کو ذبح کرتے وقت قبلہ رخ کروٹ پر لٹایا جاتا ہے "پیشانی یا منہ کے بل لٹانے" کا ترجمہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ مشہور ہے اسماعیل علیہ السلام نے وصیت کی کہ انہیں اس طرح لٹایا جائے کہ چہرہ سامنے نہ رہے جس سے پیار و شفقت کا جذبہ امر الٰہی پر غالب آنے کا امکان نہ رہے۔

لاڈلے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم، یہ ایک بڑی آزمائش تھی جس میں تو سرخرو رہا۔ ابراہیمؑ کے مذکورہ واقعہ کے بعد اب ایک بیٹا اسحاق کی اور اس کے نبی ہونے کی خوش خبری دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اسماعیل تھے جو اس وقت ابراہیم کے اکلوتے بیٹے تھے، اسحاق کی ولادت ان کے بعد ہوئی ہے۔

مفسرین کے درمیان اس کی بابت اختلاف ہے کہ ذبیح کون ہے، اسماعیل یا اسحاق؟

امام ابن جریرؒ نے اسحاق کو اور ابن کثیر اور اکثر مفسرین نے اسماعیل کو ذبیح قرار دیا ہے اور یہی بات صحیح ہے، امام شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس مسئلہ پر اپنی تفسیر "فتح القدیر" میں خاصی بحث کی ہے اور فریقین کے دلائل ذکر کئے ہیں تاہم کوئی فیصلہ کرنے میں توقف کیا ہے، بہر حال جمہور مفسرین اور علماء محققین نے اسماعیلؑ کو ذبیح اللہ قرار دیا ہے اور اسی کے دلائل زیادہ واضح اور محکم بھی ہیں۔ ان دونوں کی اولاد کو بہت پھیلایا اور انبیاء ورسل کی زیادہ تعداد انہی کی نسل سے ہوئی۔ اسحاقؑ کے بیٹے یعقوب ہوئے جن کے بارہ بیٹوں سے بنی اسرائیل کے ۱۲ قبیلے بنے اور ان سے بنی اسرائیل کی قوم بڑھی اور پھیلی اور اکثر انبیاء ان ہی میں سے ہوئے۔ ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے اسماعیلؑ سے عربوں کی نسل چلی اور ان میں آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ شرک ومعصیت اور ظلم وفساد کا ارتکاب کر کے خاندان ابراہیمی میں برکت کے باوجود نیک وبد کے ذکر سے اس طرف اشارہ کر دیا کہ خاندان اور آباء کی نسبت اللہ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں رکھتی، وہاں تو ایمان اور عمل صالح کی اہمیت ہے، یہود ونصاریٰ اگرچہ اسحاق کی اولاد سے ہیں، اسی طرح مشرکین عرب اسماعیل کی اولاد سے ہیں، لیکن ان کے جو اعمال ہیں وہ کھلی گمراہی یا شرک ومعصیت پر مبنی ہیں، اس لئے یہ اونچی نسبتیں ان کیلئے عمل کا بدل نہیں ہوسکتیں۔ (تفسیر احسن البیان)

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَ نَجَّيْنٰهُمَا وَ قَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَ	نیز ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی بڑا احسان کیا (۱۱۴) اور انہیں اور ان کی قوم کو شدید بے چینی سے نجات دی (۱۱۵) اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿١١٦﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا
الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿١١٧﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١١٨﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿١١٩﴾
سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٢٢﴾

ان کی مدد کی تو بالآخر وہی غالب ہوئے (۱۱۶) اور دونوں کو
نہایت واضح کتاب دی (۱۱۷) اور انہیں صراط مستقیم پر چلایا
(۱۱۸) اور ان کا ذکر خیر پچھلی نسلوں میں چھوڑ دیا (۱۱۹) موسیٰ
اور ہارون پر سلام ہو (۱۲۰) ہم نیکو کاروں کو ایسے ہی صلہ دیا
کرتے ہیں (۱۲۱) وہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں
سے تھے (۱۲۲)

ربط آیات ۱۱۴ تا ۱۸۲: گزشتہ آیات میں نوحؑ، لوطؑ اور ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کا ذکر تھا۔ اب ان آیات میں موسیٰؑ، ہارونؑ اور یونسؑ اور لوط علیہم السلام کا ذکر ہے اور سورہ کے اخیر میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ بالآخر غلبہ اور کامیابی انبیاء کے لئے اور مومنین کے لئے ہے اور کفار و مشرکین دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد ہوں گے۔

آیت ۱۱۴: اللہ نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر یہ بھی احسان کیا کہ انہیں تورات جیسی عظیم کتاب عطا کی، جس میں احکام تشریعات الٰہیہ کھول کر بیان کر دیئے گئے تھے اور انہیں اپنی سیدھی راہ پر ڈال دیا، یعنی دین اسلام کا پیرو بنا دیا جو تمام انبیاء کا دین رہا ہے اور ان دونوں کا ذکر خیر آنے والی قوموں میں باقی رکھا۔ یہودی و نصرانی اور مسلمان سبھی ان کا نام عزت و احترام سے لیتے ہیں اور ان کیلئے سلامتی و رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ
لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ
تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿١٢٥﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ
رَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٢٦﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ
لَمُحْضَرُوْنَ ﴿١٢٧﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٢٨﴾
وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٢٩﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ
يَاسِيْنَ ﴿١٣٠﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣١﴾
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٢﴾ وَ اِنَّ لُوْطًا
لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٣٣﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ
اَجْمَعِيْنَ ﴿١٣٤﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٣٥﴾ ثُمَّ

اور الیاس بھی بلاشبہ رسولوں میں سے تھے (۱۲۳) جب
انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں؟
(۱۲۴) تم بعل کو تو پکارتے ہو؟ اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے
ہو؟ (۱۲۵) اس اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے پہلے آباء و اجداد کا
رب ہے (۱۲۶) مگر انہوں نے اسے جھٹلایا' لہٰذا وہ عذاب
کیلئے حاضر کئے جائینگے (۱۲۷) بجز اللہ کے مخلص بندوں کے
(۱۲۸) اور پچھلی نسلوں میں اسکا ذکر خیر چھوڑ دیا (۱۲۹)
الیاس پر سلام ہو (۱۳۰) ہم نیکو کاروں کو ایسے ہی صلہ دیا
کرتے ہیں (۱۳۱) یقیناً وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے
تھے (۱۳۲) اور لوط بھی بلاشبہ ہمارے رسولوں میں سے تھے
(۱۳۳) جب ہم نے انہیں اور ان کے اہل و عیال کو نجات دی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝۱۳۶ وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝۱۳۷ وَ بِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۳۸ ع

(۱۳۴) سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی (۱۳۵) پھر باقی لوگوں کو ہم نے تباہ کر دیا (۱۳۶) اور تم لوگ ان کی اجڑی بستی پر سے صبح و شام گزرتے رہتے ہو (۱۳۷) پھر کیا تمہیں عقل نہیں آتی؟ (۱۳۸)

آیت ۱۲۳: ہارونؑ کی اولاد میں سے ایک اسرائیلی نبی تھے، جس علاقے میں بھیجے گئے تھے اس کا نام بعلبک تھا، بعض کہتے ہیں اس جگہ کا نام سامرہ ہے جو فلسطین کا مغربی وسطی علاقہ ہے، یہاں کے لوگ بعل نامی بت کے پجاری تھے۔ (بعض کہتے ہیں یہ دیوی کا نام تھا)۔ (احسن البیان)

آیت ۱۳۳: چھٹا واقعہ لوطؑ کا ہے، یہ بھی اللہ کے رسول میں سے تھے، انہوں نے بھی اپنی قوم کو دعوت توحید دی اور انہیں ان کے بدترین عمل، عمل لواطت سے روکا، لیکن ان کی دعوت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے تمام بدکاروں کو ہلاک کر دیا، ان کی بستیوں کو تہہ و بالا کر دیا اور لوطؑ اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچالیا، سوائے ان کی بوڑھی بیوی کے جو کافروں کے ساتھ رہ گئی تھی تو وہ بھی ان کے ساتھ ہلاک کر دی گئی۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۱۳۷۔۱۳۸: اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم وہاں سے صبح و شام گذرتے ہو، ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی نافرمانی اور گھناؤنے افعال کی وجہ سے کس طرح ان کا منہ کالا کیا اور ان کی جگہ ایک گھناؤنا سڑا ہوا بحیرہ باقی رکھا، وقت کے رسول کو جھٹلانے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ ایک دانشمند کو عبرت کیلئے یہی واقعہ کافی ہے (تفسیر ابن کثیر)

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۳۹ؕ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝۱۴۰ۙ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝۱۴۱ۚ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ هُوَ مُلِيْمٌ ۝۱۴۲ فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝۱۴۳ۙ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۱۴۴ۚ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَ هُوَ سَقِيْمٌ ۝۱۴۵ۚ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝۱۴۶ۚ وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝۱۴۷ۚ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝۱۴۸ؕ

اور یونس بھی بلاشبہ رسولوں میں سے تھے (۱۳۹) جب وہ ایک بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ نکلے (۱۴۰) پھر قرعہ ڈالا گیا (تو یہ مغلوب ہو گئے) تو انہوں نے زک اٹھائی (۱۴۱) چنانچہ مچھلی نے انہیں نگل لیا اور وہ ملامت زدہ تھے (۱۴۲) اب اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو تا یوم قیامت مچھلی کے پیٹ میں پڑے رہتے (۱۴۳) پھر ہم نے انہیں ایک چٹیل میدان میں پھینک دیا جبکہ وہ بیمار تھے (۱۴۵) اور ان پر ایک بیل دار درخت اگا دیا (۱۴۶) اور بعد میں انہیں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا (۱۴۷) چنانچہ وہ لوگ ایمان لائے تو ہم نے انہیں کچھ مدت زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا (۱۴۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱۳۹: یونسؑ عراق کا علاقہ نینویٰ (موجودہ موصل) میں نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، یہ آشوریوں کا پایہ تخت تھا' انہوں نے ایک لاکھ بنواسرائیلیوں کو قیدی بنایا ہوا تھا، چنانچہ ان کی ہدایت ورہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یونسؑ کو بھیجا لیکن یہ قوم آپ پر ایمان نہیں لائی۔ بالآخر اپنی قوم کو ڈرایا کہ عنقریب تم عذاب الٰہی کی گرفت میں آجاؤ گے، عذاب میں تاخیر ہوئی تو اللہ کی اجازت کے بغیر ہی اپنے طور پر وہاں سے نکل گئے اور سمندر پر جا کر ایک کشتی میں سوار ہو گئے، اپنے علاقے سے نکل کر جانے کو ایسے لفظ سے تعبیر کیا ' جس طرح ایک غلام اپنے آقا سے بھاگ کر چلا جاتا ہے کیوں کہ آپ بھی اللہ کی اجازت کے بغیر ہی اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ کشتی سواروں اور سامانوں سے بھری ہوئی تھی، کشتی سمندر کے موجوں میں گھر گئی اور کھڑی ہوگئی، چنانچہ اس کا وزن کم کرنے کیلئے ایک آدھ آدمی کو کشتی سے سمندر میں پھینکنے کی تجویز سامنے آئی تا کہ کشتی میں سوار دیگر انسانوں کی جانیں بچ جائیں، لیکن یہ قربانی دینے کیلئے کوئی تیار نہیں تھا، اس لئے قرعہ اندازی کرنی پڑی۔ (ایسر التفاسیر)

بعض کہتے ہیں کہ اس دور میں یہ بات مشہور تھی کہ کشتی گرداب میں اس لئے پھنستی ہے کہ کوئی غلام آقا سے بھاگ کر آجاتا ہے۔ چنانچہ اس مفرور کیلئے انہیں قرعہ اندازی کرنی پڑی، جس میں یونسؑ کا نام آیا اور وہ مغلوبین میں سے ہو گئے یعنی طوعاً و کرھاً اپنے آپ کو بھاگے ہوئے غلام کی طرح سمندر کی موجوں کے سپرد کرنا پڑا، ادھر اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ انہیں ثابت نگل لے اور یوں یونس اللہ کے حکم سے مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے۔ (احسن البیان)

آیت ۱۴۳: اللہ نے فرمایا ہے کہ یونس علیہ السلام چونکہ اس ابتلاء و آزمائش سے قبل کثرت سے نمازیں پڑھتے تھے اور ہمیشہ تسبیح و تہلیل اور ذکر و عبادت میں مشغول رہتے تھے اس لئے اللہ نے ان پر رحم کیا اور انہیں (لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ) کے ورد کا الہام کیا، جس کی برکت سے مچھلی نے اللہ کے حکم سے انہیں ساحل سمندر پر لا کر ڈال دیا، ورنہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے، مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے یونسؑ بیمار ہو گئے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کا یہ سامان کیا کہ وہاں فوراً يَقْطِيْنٍ (یقطین ہر اس بیل کو کہتے ہیں جو اپنے تنے پر کھڑے نہیں ہوتی جیسے لوکی، کدو وغیرہ کی بیل) (احسن البیان) کا ایک درخت اگ آیا جس کے پتے ان پر سایہ فگن ہو گئے اور انہیں دھوپ اور مکھی سے بچانے لگے مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ نے ان کیلئے ایک دودھ دینے والی ہرنی کو مسخر کر دیا جو صبح و شام انہیں دودھ پلانے کیلئے انکے پاس آجایا کرتی، یہاں تک کہ وہ بالکل تندرست ہو گئے اور اپنی قوم کے پاس واپس گئے تو دیکھا کہ وہ سب مسلمان ہو چکے ہیں اور انکے جانیکے بعد انہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کرلی تھی اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان پر سے عذاب ٹال دیا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنٰتُ وَ لَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّ هُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ

آپ ان سے پوچھئے کیا آپ کے رب کے لئے تو بیٹیاں ہوں اور ان کیلئے بیٹے؟ (۱۴۹) یا ہم نے فرشتوں کو عورتیں ہی پیدا کیا تھا اور یہ اس وقت موجود تھے (۱۵۰) یاد رکھو یہ لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾
مَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾
فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَ جَعَلُوْا
بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَ لَقَدْ عَلِمَتِ
الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَا
اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ
الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَ مَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ
مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا
لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾

جھوٹ گھڑ کر یہ بات کہتے ہیں (۱۵۱) کہ اللہ کی اولاد ہے اور یہ یقینا جھوٹے ہیں (۱۵۲) کیا اللہ نے بیٹوں کے بجائے بیٹیوں کو پسند کیا (۱۵۳) تمہیں کیا ہوگیا یہ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ (۱۵۴) کچھ بھی ہوش نہیں کرتے؟ (۱۵۵) یا تمہارے پاس کوئی صریح سند ہے (۱۵۶) اگر تم سچے ہو تو ایسی تحریر لا کر دکھلاؤ (۱۵۷) نیز ان لوگوں نے اللہ اور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنا ڈالی حالانکہ جن خوب جانتے ہیں کہ وہ بحیثیت مجرم پیش کئے جائینگے (۱۵۸) اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں (۱۵۹) سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے (جو اتہام نہیں لگاتے) (۱۶۰) بلاشبہ وہ اور جن کی تم عبادت کرتے ہو (۱۶۱) ان (مخلص بندوں) کو اللہ کے خلاف فتنہ میں نہیں ڈال سکتے (۱۶۲) سوائے اس کے جو واصل جہنم ہونے والا ہو (۱۶۳) اور ہم فرشتوں میں سے ہر ایک کا ایک معلوم مقام ہے (۱۶۴) اور ہم صف بستہ رہنے والے (۱۶۵) اور تسبیح کرنے والے ہیں (۱۶۶)

آیت ۱۴۹: فرشتوں کو جو یہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں تو کیا جب ہم نے فرشتے پیدا کئے تھے یہ اس وقت وہاں موجود تھے اور انہوں نے فرشتوں کے اندر عورتوں والی خصوصیات کا مشاہدہ کیا تھا۔ (احسن البیان)

آیت ۱۶۴۔۱۶۶: مطلب یہ ہے کہ فرشتے بھی اللہ کی مخلوق اور اس کے خاص بندے ہیں جو ہر وقت اللہ کی عبادت میں اور اس کی تسبیح وتقدیس میں مصروف رہتے ہیں، نہ کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں۔ (احسن البیان)

وَ اِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا
ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾
وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

اور یہ لوگ تو کہا کرتے تھے کہ (۱۶۷) اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں کی کتاب (الٰہی) ہوتی (۱۶۸) تو ہم اللہ کے مخلص بندے ہوتے (۱۶۹) تو انہوں نے اس کا انکار کیا اب جلد ہی انہیں معلوم ہوگا (۱۷۰) اور ہمارے بندے جو رسول ہیں۔ ان کے حق میں پہلے ہی حکم صادر ہو چکا ہے (۱۷۱) کہ یقینا ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿١٧٢﴾ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ
الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾
وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾ اَفَبِعَذَابِنَا
يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ
صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾ وَ تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى
حِيْنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّ اَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٩﴾
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾
وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾ ع ٥

کی مدد کی جائے گی (١٧٢) اور یقینا ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا (١٧٣) سو آپ کچھ مدت ان سے اعراض کیجئے (١٧٤) اور انہیں دیکھتے رہیے، یہ خود بھی جلد دیکھ ہی لینگے (١٧٥) کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں؟ (١٧٦) جب وہ انکے صحن میں اترے گا تو وہ صبح ان کیلئے بری ہو گی (١٧٧) اور ان سے کچھ مدت اعراض کیجئے (١٧٨) اور دیکھتے رہیے وہ بھی جلد ہی دیکھ لینگے (١٧٩) آپکا رب جو عزت کا مالک ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں (١٨٠) اور رسولوں پر سلام ہو (١٨١) اور سب تعریف اللہ رب العالمین کیلئے (ہی لائق) ہے (١٨٢)

آیت ١٧٦: کفار مکہ اپنے کبر وغرور کے نشے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے کہا کرتے تھے کہ جس عذاب کا ہم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ کب آئے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دھمکی دی اور فرمایا کہ کیا یہ نادان لوگ ہمارے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں، ہمارا عذاب تو ایسا ہے کہ جب وہ آجاتا ہے تو اس بدنصیب قوم کی صبح بڑی بری صبح ہوتی ہے، ہلاکت وتباہی انہیں چہار جانب سے گھیر لیتی ہے، بخاری ومسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا محاصرہ کیا اور یہودی مسلمانوں کی فوج دیکھ کر چیخ وپکار کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''اللہ اکبر'' کہہ کر فرمایا: خَرِبَتْ خَيْبَرُ، اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ '' آج خیبر کی بربادی کا دن آگیا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں پہنچ جاتے ہیں تو ان کی صبح بڑی بری ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 358) تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ صٓ

سورۂ صٓ مکی ہے اِس میں ۸۸ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں۔

تعارف: اس سورۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں بتایا ہے کہ ان لوگوں کے انکار کی اصل وجہ دعوتِ اسلامی کا کوئی نقص نہیں ہے بلکہ ان کا اپنا تکبر اور حسد اور تقلیدِ اعمیٰ پر اصرار ہے۔ یہ اس کے لئے تیار نہیں ہیں کہ اپنی ہی برادری کے ایک آدمی کو خدا کا نبی مان کر اس کی پیروی قبول کرلیں۔ یہ انہی جاہلانہ تخیلات پر جمے رہنا چاہتے ہیں جن پر اُنھوں نے اپنے قریب کے زمانے کے لوگوں کو پایا ہے اور جب اس جہالت کے پردے کو چاک کر کے ایک شخص ان کے سامنے اصل حقیقت کو پیش کرتا ہے تو یہ اس پر کان کھڑے کرتے ہیں اور اسے عجیب بات بلکہ نرالی اور انہونی بات قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک توحید اور آخرت کا تخیل محض ناقابلِ قبول ہی نہیں ہے بلکہ ایک ایسا تخیل ہے جس کا بس مذاق ہی اُڑایا جا سکتا ہے۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورہ کے ابتدائی حصے میں بھی اور آخری فقروں میں بھی کفار کو صاف صاف متنبہ کیا ہے کہ جس شخص کا تم مذاق اُڑا رہے ہو، اور جس کی رہنمائی قبول کرنے سے تم کو آج سخت انکار ہے عنقریب وہی غالب آ کر رہے گا، اور وہ وقت دور نہیں ہے جب اِسی شہر مکہ میں جہاں تم اس کو نیچا دکھانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہو اس کے آگے تم سب سرنگوں نظر آ ؤ گے۔ پھر پے در پے ۹ پیغمبروں کا ذکر کر کے، جن میں داؤد و سلیمان کا قصہ زیادہ مفصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ذہن نشین کرائی ہے کہ اُس کا قانونِ عدل بالکل بے لاگ ہے۔ اس کے ہاں انسان کا صحیح رویہ ہی مقبول ہے۔ بے جا بات کوئی بھی کرے وہ اس پر گرفت کرتا ہے اور اس کے ہاں وہی لوگ پسند کئے جاتے ہیں جو لغزش پر اِصرار نہ کریں، بلکہ اس پر متنبہ ہوتے ہی تائب ہو جائیں اور دنیا میں آخرت کی جواب دہی کو یاد رکھتے ہوئے زندگی بسر کریں۔ اس کے بعد فرماں بردار بندوں اور سرکش بندوں کے اُس انجام کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو وہ عالم آخرت میں دیکھنے والے ہیں اور اِس سلسلے میں کفار کو دو باتیں خاص طور پر بتائی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ آج جن سرداروں اور پیشواؤں کے پیچھے جاہل لوگ اندھے بن کر ضلالت کی راہ پر چلے جا رہے ہیں کل وہی جہنم میں اپنے پیروؤں اور پیشواؤں کے پیچھے ہوں گے اور دونوں ایک دوسرے کو کوس رہے ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ آج جن اہل ایمان کو یہ لوگ ذلیل و خوار سمجھ رہے ہیں کل یہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر حیرت کے ساتھ دیکھیں گے کہ ان کا جہنم میں کہیں نام و نشان تک نہیں ہے اور یہ خود اُس کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ آخر میں قصۂ آدم و ابلیس کا ذکر فرمایا گیا ہے اور اس سے مقصود کفار قریش کو یہ بتانا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے جھکنے سے جو تکبر تمہیں مانع ہو رہا ہے وہی تکبر آدمؑ کے آگے جھکنے سے ابلیس کو بھی مانع ہوا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے جو مرتبہ آدمؑ کو دیا تھا اس پر ابلیس نے حسد کیا اور حکم خدا کے مقابلے میں سرکشی اختیار کر کے لعنت کا مستحق ہوا۔ اسی طرح جو مرتبہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے اس پر تم حسد کر رہے ہو اور اس بات کے لئے تیار نہیں ہو کہ جسے اللہ نے رسول مقرر کیا ہے اس کی اطاعت کرو، اس لئے جو انجام ابلیس کا ہونا ہے وہی آخر کار تمہارا بھی ہونا ہے۔

اٰیاتھا ۸۸ ۳۸ سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ ۳۸ رکوعاتھا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

صٓ وَ الْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝۱ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فِيْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ ۝۲ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ
قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝۳ وَ عَجِبُوْٓا
اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ز وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ
هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۴ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا
وَّاحِدًا ج اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝۵ وَانْطَلَقَ
الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ اصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ج
اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝۶ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي
الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ج اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝۷ ءَاُنْزِلَ
عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ط بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ
ذِكْرِيْ ج بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝۸ اَمْ عِنْدَهُمْ
خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝۹ اَمْ
لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا قف
فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝۱۰ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ
مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝۱۱ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ
نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝۱۲ وَ ثَمُوْدُ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اور قرآن کی قسم جو سراسر نصیحت ہے (۱) بلکہ یہ کافر تو تکبر اور مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں (۲) ان سے قبل ہم کئی قومیں ہلاک کر چکے ہیں (عذاب کے وقت) وہ پکارنے لگے حالانکہ وہ رہائی کا وقت نہ تھا (۳) کافر متعجب ہیں کہ انہی میں سے ایک ڈرانے والا ان کے پاس آیا ہے اور کافر کہنے لگے کہ "یہ تو ساحر ہے بڑا جھوٹا" (۴) اس نے تو سب خداؤں کو ایک ہی الٰہ بنا ڈالا یہ کیسی عجیب بات ہے؟ (۵) اور ان کے سردار چل کھڑے ہوئے (کہتے ہوئے) چلو اور خداؤں (کی عبادت) پر ڈٹے رہو یہ بات اور ہی ارادہ سے کہی جا رہی ہے (۶) جو ہم نے زمانہ قریب کے دین میں کبھی نہیں سنی یہ تو ایک من گھڑت بات ہے (۷) کیا ہم میں سے یہی شخص رہ گیا تھا جس پر ذکر نازل ہوا؟ (نہیں) بلکہ یہ لوگ میرے ذکر میں شک میں ہیں کیونکہ انہوں نے ابھی تک میرا عذاب نہیں چکھا (۸) یا ان کے پاس آپ کے رب کی رحمت کے خزانے ہیں جو ہر چیز پر غالب اور عطا کرنے والا ہے (۹) یا یہ ارض و سماوات اور ان کے درمیان کی چیزوں کے مالک ہیں تو چاہئے کہ یہ رسیاں تان کر اوپر چڑھ جائیں (۱۰) یہ تو یہاں کے شکست خوردہ لشکروں میں سے ایک معمولی سا لشکر ہے (۱۱) ان سے پہلے قوم نوح، عاد اور میخوں والا فرعون جھٹلا چکے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْئَیْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾
ع
اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَ مَا
یَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ
فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ
یَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾

ہیں(۱۲) نیز ثمود، قوم لوط اور اصحاب ایکہ بھی (جھٹلا چکے) یہ واقعی بڑے لشکر تھے (۱۳) ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر میرا عذاب واجب ہو گیا (۱۴) یہ لوگ بس ایک دھماکے کے منتظر ہیں، جس میں کوئی وقفہ نہ ہوگا (۱۵) اور کہتے ہیں ''ہمارے رب حساب کے دن (قیامت) سے پہلے ہی ہمارے حصے کا عذاب ہم پر جلدی اتار دے'' (۱۶)

آیت ۱: جس میں تمہارے لئے ہر قسم کی نصیحت اور ایسی باتیں ہیں جن سے تمہاری دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی، بعض نے ذی الذکر کا ترجمہ شان اور مرتبت والا کیا، امام ابن کثیر فرماتے ہیں، دونوں معنی صحیح ہیں اس لئے کہ قرآن عظمت شان کا حامل بھی ہے اور اہل ایمان وتقویٰ کیلئے نصیحت وعبرت بھی۔ (احسن البیان)

آیت ۹: کیا ان کے پاس ان کے رب کی رحمت کے خزانے ہیں، کہ وہ جسے دنیوی ساز وسامان کی وجہ سے بڑا سمجھیں، اسی کو نبوت سونپ دیں جو سب پر غالب اور خوب دینے والا ہے ایسا زبردست وغالب جس کے آگے سب حقیر ہیں اور ایسا فیاض کہ جس کو جس قدر چاہے صلاحیت عطا فرمادے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۱۲: فرعون کو میخوں والا اس لئے کہا کہ وہ ظالم جب کسی پر غضب ناک ہوتا تو اس کے ہاتھوں پیروں اور سر میں میخیں گاڑ دیتا، یا اس سے مقصد بطور استعارہ اس کی قوت وشوکت اور مضبوط حکومت کا اظہار ہے یعنی میخوں سے جس طرح کسی چیز کو مضبوط کر دیا جاتا ہے، اسکا لشکر جرار اور اس کے پیروکار بھی اس کی سلطنت کی قوت واستحکام کا باعث تھے۔ (احسن البیان)

اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ
ذَاالْاَیْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ
مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّیْرَ
مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَ شَدَدْنَا
مُلْكَهٗ وَاٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَ
هَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا وقف لازم
الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ
مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا

آپ ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور ہمارے بندے داؤد کو بھی یاد کیجئے' بلاشبہ وہ صاحب قوت اور رجوع کرنے والے تھے (۱۷) ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وہ صبح و شام ان کے ساتھ مل کر تسبیح کرتے تھے (۱۸) اور پرندے جو جمع ہو جاتے سب ان کی تسبیح کرتے تھے (۱۹) ہم نے ان کی سلطنت مضبوط کی اور حکمت اور قوت فیصلہ بخشی تھی (۲۰) بھلا آپ کے پاس مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے جو دیوار پھاند کر محراب پہنچے تھے (۲۱) جب وہ داؤد کے پاس پہنچے تو وہ انہیں دیکھ کر گھبرا گئے، وہ کہنے لگے ڈرو نہیں' ہم مقدمہ کے دو فریق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۗ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۗ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾

السجدۃ ۱۰

ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے لہٰذا ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کیجئے اور زیادتی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ سمجھائیے (۲۲) یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے وہ کہتا ہے کہ وہ مجھے دے دے اور گفتگو میں بھی اس نے مجھے دبا دیا ہے۔ (۲۳) داؤد نے جواب دیا کہ اس شخص نے تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کا سوال کر کے تم پر ظلم کیا ہے' اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوائے ان کے جو ایماندار ہوں اور نیک عمل کریں اور ایسے تھوڑے ہیں تو داؤد کو خیال آیا کہ دراصل ہم نے انہی کی آزمائش کی' چنانچہ انہوں نے اپنے رب سے استغفار کی اور رکوع میں گر گئے اور اس کی طرف رجوع کیا (۲۴) تب ہم نے ان کی غلطی معاف کر دی اور ہمارے ہاں یقیناً ان کیلئے بڑا قرب اور عمدہ مقام ہے (۲۵)

آیت ۲۱۔۲۵: یہ واقعہ اسی طرح ہے جیسا کہ اللہ رب العالمین نے بیان فرمایا ہے یعنی حقیقتاً دو شخص داؤد علیہ السلام کے گھر میں دیوار پھاند کر داخل ہو گئے اور انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا جو آگے آ رہا ہے البتہ داؤد علیہ السلام اس طرح ان کے آنے سے فطری طور پر گھبرا اٹھے کہ شاید یہ بدمعاش کسی بد ارادے سے داخل ہوئے ہوں جیسا کہ اللہ رب العالمین نے فرمایا آپ ان سے ڈر گئے، کیوں کہ آپ عبادت خانہ میں مصروف تھے۔

ہم نے آپ کی لغزش معاف کر دی کیوں کہ نیکوں کی نیکیاں بھی مقرب کے حق میں لغزشیں ہیں، یعنی آپ کی ذمہ داری رعایا کی دیکھ بھال ہے لیکن آپ نے اس سے غفلت برتی اور عبادت خانے میں بیٹھ گئے اور ایک نے دوسرے پر ظلم کیا پھر ظالم اور مظلوم مجبور ہو کر آپ تک پہنچنے کی کوشش کی اور مجبوراً دیوار پھاند کر داخل ہوئے، حالانکہ داؤد علیہ السلام کو مظلوموں کیلئے اپنا دروازہ کھلا رکھنا چاہئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

(ہم نے ان سے کہا) اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں نائب بنا دیا ہے لہٰذا لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کرنا اور خواہش نفس کی اتباع نہ کرنا ورنہ یہ بات تمہیں اللہ کی راہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع ۱۲ ۱۱

يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ
بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَ مَا خَلَقْنَا
السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ
ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي
الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾
كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ وَ
لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ
سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ
عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾
فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ
رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا
عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾

بہکا دے گی، جو لوگ اللہ کی راہ سے بہک جاتے ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہے کیوں کہ وہ یوم حساب کو بھول گئے (۲۶) اور ہم نے ارض وسماء اور جو کچھ ان کے درمیان ہے یہ چیزیں فضول پیدا نہیں کیں، یہ تو ان لوگوں کا ظن ہے جو کافر ہیں اور ایسے ہی کافروں کیلئے جہنم کی آگ سے ہلاکت ہے (۲۷) کیا ہم انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کی طرح بنا دیں جو زمین میں فساد کرتے ہیں، یا ہم متقین اور بدکاروں کو یکساں کر دیں؟ (۲۸) جو کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے بڑی بابرکت ہے تاکہ لوگ اسکی آیات میں غور کریں اور اہل عقل سبق حاصل کریں (۲۹) اور داؤد کو ہم نے سلیمان عطا کیا، وہ بہت اچھے بندے اور بکثرت رجوع کرنیوالے تھے (۳۰) جب پچھلے پہر انکے سامنے عمدہ نسل کے تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے (۳۱) آپ نے کہا میں نے اس مال کو اپنے رب کی یاد کے مقابلہ میں پسند کیا ہے، حتیٰ کہ وہ رسالہ سامنے سے اوجھل ہو گیا (۳۲) (آپ نے کہا) کہ ان کو میرے پاس واپس لاؤ تو آپ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے (۳۳)

آیت ۲۹۔۳۳: قرآن کریم حکمتوں کا خزانہ ہے اور دنیاوی واخروی بھلائیوں کی طرف انسان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا ہے کہ یہ قرآن ایک مبارک کتاب ہے۔ داؤد علیہ السلام پر اللہ کا ایک انعام یہ بھی تھا کہ اس نے انہیں سلیمانؑ جیسا بیٹا عطا کیا جو انہی کی طرح نبی ہوئے جیسا کہ اللہ نے سورہ النمل میں فرمایا "وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ" سلیمان نبوت میں اپنے باپ داؤد کے وارث بن کر آئے، ایک بار ایسا ہوا کہ شام کے وقت عمدہ جنگی گھوڑوں کی ان کے سامنے نمائش کی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں نے ان گھوڑوں کو اپنے رب کی راہ میں جہاد کی خاطر پسند کیا۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے بہت سے مفسرین کی رائے ہے کہ سلیمانؑ گھوڑوں کی نمائش میں ایسا مشغول ہوئے کہ عصر کی نماز کا وقت گذر گیا، اس پر افسوس جتلاتے ہوئے انہوں نے گھوڑوں کو دوبارہ حاضر کرنے کا حکم فرمایا اور تلوار سے ان کی گردنیں اور پنڈلیاں کاٹنے لگے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سلیمانؑ گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے ،ابن جریر نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے' اور پہلی رائے کی تردید اس بنا پر کی ہے کہ سلیمانؑ کا عمل اس بات پر تھا کہ ان گھوڑوں کی وجہ سے ان کی نماز عصر فوت ہوگئی حالانکہ اس میں گھوڑوں کا کیا قصور ہوسکتا ہے اور اس کی بنا پر سلیمانؑ کیلئے مال کو ضائع کرنا بھی کیونکر مناسب ہوگا لیکن حافظ ابن کثیر نے پہلی رائے ہی کی تائید کی ہے۔ (تیسیر الرحمن)

وَ لَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَ اَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَ الشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّ اٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ ع ۱۲

نیز ہم نے سلیمان کو آزمائش میں ڈالا اور ان کی کرسی (تخت) پر ایک جسم ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا (۳۴) کہا: میرے رب! مجھے معاف فرما اور مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو' بلاشبہ تو بڑا عطا کرنے والا ہے (۳۵) چنانچہ ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا جہاں آپ کو پہنچنا ہوتا وہ آپ کے حکم پر نرمی سے چلتی (۳۶) اور شیطان بھی مسخر کر دیئے تھے جو سب معمار و غوطہ زن تھے (۳۷) اور کچھ دوسرے زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے (۳۸) یہ ہماری بخشش ہے اب کسی پر احسان کرو یا اپنے پاس رکھو، کوئی حساب نہیں (۳۹) بلاشبہ انہیں ہمارے ہاں قرب اور عمدہ مقام ہے (۴۰)

آیت ۳۴-۳۵: یہ آزمائش کیا تھی، کس پر ڈالا گیا جسم کس چیز کا تھا؟ اور اسکا مطلب کیا ہے؟ اسکی بھی کوئی تفصیل قرآن کریم یا حدیث میں نہیں ملتی البتہ مفسرین نے صحیح حدیث سے ثابت ایک واقعہ کو نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ سلیمانؑ نے ایک مرتبہ کہا کہ میں آج رات اپنی تمام بیویوں سے ہمبستری کروں گا تاکہ ان سے شہسوار پیدا ہوں جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور اس پر ان شاء اللہ نہیں کہا، سوائے ایک بیوی کے کوئی بیوی حاملہ نہیں ہوئی اور حاملہ بیوی نے بھی جو بچہ جنا وہ ناقص یعنی آدھا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر سلیمان ان شاء اللہ کہہ لیتے تو تمام بیویوں سے مجاہد پیدا ہوتے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3171)

وَاذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَیُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا

وقف لازم

اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کیجئے، جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے سخت تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے (۴۱) (ہم نے کہا) اپنا پاؤں مارو، یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے اور پینے کیلئے (۴۲) اور ہم نے انہیں ان کے اہل وعیال عطا کئے اور اپنی مہربانی سے ان کے ساتھ اتنے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَذِكْرٰى لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٤٣﴾ وَ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿٤٤﴾

دیئے اور یہ اہل عقل کیلئے نصیحت ہے (۴۳) اور (ہم نے کہا) اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لے، اس سے مارو اور قسم نہ توڑو ہم نے ایوب کو صابر پایا، بہترین بندے جو ہر وقت رجوع کرنے والے تھے (۴۴)

آیت ۴۱۔ ۴۴: اللہ نے ایوب علیہ السلام کے صبر کی تعریف کی ہے، اور کہا ہے کہ وہ اپنے رب کے بڑے ہی اچھے بندے تھے اور ہر حال میں اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ ایوب علیہ السلام کے اس واقعہ سے متعلق مندرجہ ذیل چند ملاحظات یاد رکھنا مفید رہے گا۔

۱۔ آپ کا نام ایوب بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم الخلیل علیہم السلام تھا، آپ اللہ کے نبی اور مالدار آدمی تھے۔

۲۔ ان کی آزمائش سے متعلق بہت سے مفسرین نے جھوٹے واقعات اور اسرائیلی قصے بیان کئے ہیں، قرآن کریم نے اس آزمائش کا اجمال کے ساتھ ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ اپنی جان مال اور اولاد کے سلسلہ میں جس عظیم مصیبت میں مبتلا ہوئے تھے، اس پر ایسا صبر کیا کہ وہ ضرب المثل بن گیا اور اللہ نے انھیں اس کا کئی گنا اچھا بدلہ دیا۔

۳۔ ایوبؑ نے اپنے رب کے ساتھ انتہائے ادب کی وجہ سے اپنی تکلیف و بیماری کی نسبت اللہ کے بجائے شیطان کی طرف کی ہے۔

۴۔ ان کی بیوی ان کی صحت و عافیت کی شدید خواہش کی وجہ سے ہر دم دوا کی تلاش میں رہتی تھیں، ایک دن شیطان نے ان کی شفا کیلئے انہیں کسی شرکیہ عمل کی دعوت دی، انہوں نے آکر اپنے شوہر کو خبر دی، تو ایوب علیہ السلام نے کہا کہ وہ شیطان تھا اور ناراض ہو کر قسم کھائی کہ اگر اللہ نے انہیں شفا دے دی تو وہ اپنی بیوی کو سو کوڑے ماریں گے کہ وہ شیطان کی باتوں میں کیوں آگئیں۔ ان کی شریعت میں کفارہ نہیں تھا، اس لئے اللہ نے اپنے نبی ایوب کو فتویٰ دیا وہ اپنی نیک بیوی کے ساتھ معذور آدمی کا برتاؤ کریں، جو سزا کا مستحق نہیں ہوتا۔ وباللہ التوفیق (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَ الْاَبْصَارِ ﴿٤٥﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿٤٦﴾ وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿٤٧﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿٤٨﴾

اور ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو یاد کیجئے! جو بڑی قوت عمل والے اور صاحبان بصیرت تھے (۴۵) ہم نے انہیں خالص صفت کی بنا پر برگزیدہ کیا وہ دار آخرت کی یاد تھی (۴۶) ہمارے ہاں یقیناً نیک اور برگزیدہ لوگوں میں سے تھے (۴۷) اور اسماعیل، عیسیٰ اور ذوالکفل کا بھی ذکر کیجئے! ان میں سے ہر ایک نیک تھا (۴۸) یہ تو ان کا ذکر ہے جبکہ حقیقت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝۴۹ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝۵۰ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّ شَرَابٍ ۝۵۱ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝۵۲ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝۵۳ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝۵۴

یہ ہے کہ سب متقیوں کیلئے اچھا ٹھکانا ہے(۴۹) یعنی ہمیشہ والے باغ جنکے دروازے ان کیلئے کھلے ہوں گے(۵۰) وہ اس میں تکیہ لگائے ہوں گے اور وہاں بہت سے لذیذ میوے اور شراب طلب کریں گے(۵۱) نیز انکے پاس نگاہیں جھکائے رکھنے والی ہم عمر پریاں ہوں گی (۵۲) یہ وہ چیزیں ہیں جن کا روز حساب کیلئے تم سے وعدہ کیا جاتا تھا(۵۳) بلاشبہ یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا(۵۴)

آیت ۴۹۔۵۳: ان آیتوں میں خوش نصیبوں کا بیان ہے کہ ان کیلئے لوٹنے کی جگہ بہترین ہے اور وہاں ان کیلئے بڑی بڑی بہاریں ہیں، آخرت کے گھر ہی میں سب لوٹ کر جانے والے ہیں۔ فرماں برداروں کیلئے وہاں جو نعمتیں ہیں ان کا اگلی آیت میں بیان ہے(تفسیر ابن کثیر)

آیت ۵۴: جنت کے بارے میں بتایا جارہا ہے کہ نہ جنت خالی ہوگی نہ اس کی نعمتوں کو زوال ہوگا نہ اس کی بہاریں کبھی ختم ہوں گی اور نہ ان کی حد وانتہا ہے کیوں کہ اللہ نے فرمایا''یہ ہمارا رزق ہے جس کو زوال وانقطاع نہیں''(تفسیر ابن کثیر)

هٰذَا ؕ وَ اِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝۵۵ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۵۶ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝۵۷ وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ۝۵۸ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝۵۹ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۫ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝۶۰ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِى النَّارِ ۝۶۱ وَ قَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝۶۲ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝۶۳ اِنَّ ذٰلِكَ

(یہ تو تھا متقیوں کا انجام) اور باغیوں کیلئے بہت براٹھکانا ہوگا(۵۵) یعنی جہنم جس میں وہ داخل ہونگے جو بہت بری جگہ ہے(۵۶) یہ ہے انکا انجام' اب وہ مزا چکھیں کھولتے ہوئے پانی کا اور پیپ کا(۵۷) اور ایسی ہی دوسری چیزوں کا (۵۸) یہ ایک اور لشکر تمہارے ساتھ گھسا آرہا ہے، انہیں کوئی مرحبا نہیں یہ بھی جہنم میں آرہے ہیں(۵۹) وہ کہیں گے نہیں بلکہ تمہارے لئے ہی مرحبا نہیں تم ہمارے لئے اس عذاب کے پیش رو بنے جو اتنی بری قرارگاہ ہے(۶۰) پھر وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے لئے جو اس کا پیش رو بنا اسے جہنم میں دوگنا عذاب دے(۶۱) وہ کہیں گے کیا ہے کہ ہمیں وہ آدمی نظر نہیں آرہے جنہیں ہم برے شمار کرتے تھے(۶۲) کیا یونہی ہم انکا مذاق اڑاتے رہے؟ یا اب ہماری نگاہیں ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع ۵ ۱۴

لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهۡلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾	ان سے پھر گئی ہیں (۶۳) یہ بات برحق ہے کہ جہنمی باہم ایسے ہی جھگڑیں گے (۶۴)

آیت ۵۵۔۵۹: خوش نصیبوں کا ذکر فرما کر بدنصیبوں کا ذکر فرمایا کہ زندگی بعد الموت کے بعد ان کا کہاں ٹھکانا ہوگا' کس کس عذاب کا شکار ہوں گے اور کیسے کیسے حساب لیا جائے گا آخرت میں ایسے مشرکوں کے رہنے کی جگہ جہنم ہے، جس کے شعلے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیں گے ان کے اوپر نیچے اور دائیں بائیں ہر طرف آگ ہی آگ ہوگی، حمیم انتہائی کھولتا ہوا پانی اور غساق بے حد سرد اور بدبودار پانی، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں الٹ دیا جائے تو دنیا والے سڑ جائیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۶۲۔۶۳: اشرار سے مراد فقراء مومنین ہیں جیسے عمار، خباب، صہیب، بلال و سلمان وغیرہم رضی اللہ عنھم، انہیں روسائے مکہ از راہ خبث برے لوگ کہتے تھے' اور اب بھی اہل باطل حق پر چلنے والوں کو بنیاد پرست، دہشت گرد، انتہا پسند وغیرہ القاب سے نوازتے ہیں، اسی طرح اہل بدعت خالص اہل سنت کو "براباور کراتے ہیں" روسائے کفر جہنم میں ادھر ادھر دیکھیں گے تو بلال، عمار اور صہیب جیسے کمزور اور فقیر مسلمانوں کو نہیں پائیں گے جنہیں دنیا میں وہ حقیر سمجھ کر ان کا مذاق اڑاتے تھے، تو اپنے آپکو ملامت کرتے ہوئے کہیں گے کہ وہ لوگ یہاں کیوں نہیں نظر آرہے ہیں جنہیں ہم "برے لوگ" کہا کرتے تھے؟۔ (احسن البیان وتیسیر الرحمن)

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا مُنۡذِرٌ ‌ۖ وَّ مَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا الۡعَزِيۡزُ الۡغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلۡ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيۡمٌ ﴿۶۷﴾ اَنۡتُمۡ عَنۡهُ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِىَ مِنۡ عِلۡمٍ ۢ بِالۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰٓى اِذۡ يَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۶۹﴾ اِنۡ يُّوۡحٰٓى اِلَىَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۷۰﴾	کہہ دیجئے! میں تو محض ایک ڈرانے والا ہوں اللہ کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں وہ یکتا سب کو دبا کر رکھنے والا ہے (۶۵) وہ ارض و سماوات اور جو ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے، غالب معاف کرنے والا ہے (۶۶) ان سے کہہ دیجئے کہ یہ ایک بہت بڑی خبر ہے (۶۷) جس سے تم اعراض کر رہے ہو (۶۸) مجھے تو عالم بالا کے متعلق کچھ علم نہ تھا جب وہ جھگڑ رہے تھے (۶۹) مجھے تو صرف اسلئے وحی کردی جاتی ہے کہ میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں (۷۰)

آیت ۶۶: اللہ کے سوا کوئی بھی حقدار عبادت نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز اس کے غلبہ و اقتدار میں ہے وہ تمام کائنات (علوی اور سفلی) کا رب ہے جس میں اسے ہر طرح کا تصرف و اختیار حاصل ہے اور انتہائی عزت و عظمت کے باوجود بڑا ہی بخشنے والا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۷۰: میری ذمہ داری یہی ہے کہ میں وہ فرائض و سنن تمہیں بتادوں جن کے اختیار کرنے سے تم عذاب الٰہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بچ جاؤ گے اور ان محرکات و معاصی کی وضاحت کردوں جن کے اجتناب سے تم رضائے الٰہی کے اور بصورت دیگر اس کے غضب وعتاب کے مستحق قرار پاؤ گے یہی وہ انذار (ڈرانا) ہے جس کی وحی میری طرف کی جاتی ہے۔ (تفسیر احسن البیان)

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا
مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ
مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ
الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ إِلَّآ إِبْلِيْسَ
اِسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ
يٰٓإِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ
بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ
الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ
مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ
فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّ إِنَّ عَلَيْكَ
لَعْنَتِيْٓ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ
فَأَنْظِرْنِيْٓ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَإِنَّكَ
مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ
الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ
أَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾
قَالَ فَالْحَقُّ وَ الْحَقَّ أَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَأَمْلَئَنَّ
جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ
أَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾

جبکہ آپکے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں (۷۱) تو جب میں اسے درست کردوں اور اس میں روح پھونک دوں، تو تم اسکے سامنے سجدہ ریز ہو جانا (۷۲) چنانچہ سب فرشتوں نے مل کر سجدہ کیا (۷۳) سوائے ابلیس کے، جس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا (۷۴) اللہ نے پوچھا اے ابلیس! جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اسے سجدہ کرنے سے تجھے کس بات نے روک دیا؟ کیا بڑا بننا چاہتا ہے یا تو ہے ہی اونچا درجہ رکھنے والوں میں سے؟ (۷۵) کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں، کیوں کہ مجھے تو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے (۷۶) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''نکل جا یہاں سے یقیناً تو مردود ہے'' (۷۷) اور یوم قیامت تک تجھ پر بری لعنت رہے گی (۷۸) وہ کہنے لگا میرے رب پھر مجھے اس وقت تک مہلت دے دے جب لوگ دوبارہ اٹھائے جائینگے (۷۹) فرمایا اچھا تمہیں مہلت دی جاتی ہے (۸۰) اس دن تک جس کا وقت مجھے معلوم ہے (۸۱) وہ کہنے لگا تیری عزت کی قسم! میں سب (انسان) کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا (۸۲) بجز تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے خالص کر لیا ہے (۸۳) اللہ نے فرمایا حق یہ ہے، اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں (۸۴) کہ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب لوگوں سے بھر دوں گا جو تیری اتباع کرینگے (۸۵)

آیت ۷۱۔۸۵: یہ واقعہ اس سے پہلے البقرۃ، الاعراف، الحجر، الاسراء اور الکہف میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تخلیق آدم سے پہلے فرشتوں کو بتایا کہ وہ مٹی سے ایک آدمی بنائے گا اور بنا لینے کے بعد انہیں حکم دے گا کہ آدمؑ کی تکریم کرنے کیلئے ان کا سجدہ کریں تو ابلیس کے سوا تمام فرشتوں نے اللہ کے حکم کی بجا آوری میں آدم کو سجدہ کیا، ابلیس جنوں میں تھا اس کی فطرت میں کبر وغرور تھا اس نے سجدہ کرنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ میں آدم سے بہتر ہوں، آدم کے خلاف حسد کی آگ بھڑک اٹھی، اس نے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن تک زندہ رہنے کی مہلت مانگی تاکہ آدم اور اسکی ذریت کو خوب گمراہ کرے اللہ تعالیٰ نے اسے مہلت دے دی، تو اس نے اللہ کی عزت کی قسم کھا کر از راہ تمرد وسرکشی کہا میں تیرے مخلص بندوں کے سوا سب کو گمراہ کرونگا۔ جب ابلیس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا اے اللہ میں تیرے مخلص بندوں کے سوا سب کو گمراہ کردوں گا۔ تو اللہ نے بھی اپنی ذات کی قسم کھا کر کہا کہ میں بھی جہنم کو تجھ سے اور ان تمام لوگوں سے بھر دوں گا جو تیری پیروی کریں گے، اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ سجدہ آیت (۱۳) میں یوں بیان کیا: وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ لیکن یہ بات بالکل حق ہو چکی ہے کہ میں ضرور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھردونگا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَ لَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾ ع ۵ ۱۴

کہہ دیجئے میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا نہ ہی میں تکلف کر کے نبی بن رہا ہوں (۸۶) یہ قرآن تو جملہ اہل عالم کیلئے نصیحت ہے (۸۷) کچھ مدت بعد تمہیں اس خبر کی صداقت معلوم ہو جائے گی (۸۸)

آیت ۸۶: یعنی اس دعوت وتبلیغ سے میرا مقصد صرف امتثال امر الٰہی ہے، دنیا کمانا نہیں اپنی طرف سے گھڑ کر اللہ کی طرف ایسی بات منسوب کردوں جو اس نے نہ کہی ہو یا میں تمہیں ایسی بات کی طرف دعوت دوں جس کا حکم اللہ نے مجھے نہ دیا ہو، بلکہ کوئی کمی بیشی کئے بغیر اللہ کے احکام تم تک پہنچا رہا ہوں۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے تھے، جس کو کسی بات کا علم نہ ہو اس کی بابت اسے کہہ دینا چاہئے (اللہ اعلم) یہ کہنا بھی علم ہی ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر۔ 4401 احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ الزمر

سورۃُ الزمر مکی ہے اِس میں ۷۵ آیتیں اور ۸ رکوع ہیں۔

تعارف: یہ پوری سورت ایک بہترین اور انتہائی مؤثر خطبہ ہے جو ہجرت حبشہ سے کچھ پہلے مکہ معظّمہ کی ظلم وتشدد سے بھری ہوئی اور عناد ومخالفت سے لبریز فضا میں دیا گیا تھا۔ یہ ایک وعظ ہے جس کے مخاطب زیادہ تر کفارِ قریش ہیں، اگرچہ کہیں کہیں اہلِ ایمان سے بھی خطاب کیا گیا ہے۔ اِس میں دعوتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اصل مقصود بتایا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان خالص اللہ کی بندگی اختیار کرے اور کسی دوسرے کی طاعت وعبادت سے اپنی توحید پرستی کو آلودہ نہ کرے۔ اِس اصل الاصول کو بار بار مختلف انداز سے پیش کرتے ہوئے نہایت زوردار طریقے پر توحید کی حقانیت اور اسے ماننے کے عمدہ نتائج اور شرک کی غلطی اور اس پر بنے رہنے کے بُرے نتائج کو واضح کیا گیا ہے اور لوگوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اپنی غلط روش سے باز آ کر اپنے رب کی رحمت کی طرف پلٹ آئیں۔ اسی سلسلے میں اہل ایمان کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ اگر اللہ کی بندگی کے لئے ایک جگہ تنگ ہوگئی ہے تو اُس کی زمین وسیع ہے، اپنا دین بچانے کے لئے کسی اور طرف نکل کھڑے ہو، اللہ تمہارے صبر کا اَجر دے گا۔ دوسری طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے کہ ان کفار کو اس طرف سے بالکل مایوس کردو کہ ان کا ظلم وستم کبھی تم کو اس راہ سے پھیر نہ سکے گا اور اُن سے صاف صاف کہہ دو کہ تم میرا راستہ روکنے کے لئے جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہو کر ڈالو، میں اپنا یہ کام جاری رکھوں گا۔

عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزے رکھتے تو ہمیں خیال ہوتا کہ اب آپ روزہ نہ چھوڑیں گے اور جب روزہ چھوڑ دیتے تو خیال ہوتا کہ اب آپ روزہ نہ رکھیں گے، آپ روزانہ رات کو سورہ بنی اسرائیل اور سورہ زمر پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی، حدیث نمبر: 3405 علامہ البانیؒ نے صحیح کہا ہے) (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

آیاتها ۷۵ | ۳۹ سُوۡرَۃُ الزُّمَرِ مَکِّیَّۃٌ ۵۹ | رکوعاتها ۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۱﴾
اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یہ کتاب اللہ تعالیٰ غالب وحکیم کی طرف سے نازل شدہ ہے (۱) ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳

وقف لازم

ہے، لہٰذا آپ خالص اس کی حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے اس کی عبادت کیجئے (۲) یادرکھو! بندگی خالصتاً اللہ ہی کی ہے اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ کارساز بنارکھے ہیں وہ کہتے ہیں ہم توان کی عبادت اسلئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں، جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں یقیناً اللہ ان کے درمیان فیصلہ کردے گا، اللہ ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکر حق ہو (۳)

آیت ۲۔۳: ہوشیار ہوجایئے خالص عبادت اللہ ہی کیلئے سزاوار ہے، پھر بت پرستوں کے عقائد کا بیان ہے کہ یہ غیروں کا واسطہ سمجھ کر ان کی عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہم سے راضی ہوکر ہمیں اللہ کے قریب کردیں گے اور بخشوادیں گے، مشرک اپنے خیال کے مطابق مقرب فرشتوں کے بت بنا کر اور بتوں کو فرشتے تصور کرکے ان کی عبادت کرنے لگے تا کہ یہ اللہ سے سفارش کرکے ان کی دنیوی مرادیں پوری کرادیں اور بلائیں ٹلوادیں، رہا آخرت کا سوال تو یہ آخرت کو مانتے ہی نہ تھے پھر فرمایا اللہ قیامت کے دن ان کے اختلافات عمل کی جزا یا سزا پوری پوری مل جائے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۴ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَ يُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝۵

اللہ اگر کسی کو بیٹا بنانا چاہتا تو وہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن سکتا تھا مگر وہ تو ایسی باتوں سے پاک ہے وہ یکتا ہے، سب کو دبا کر رکھنے والا ہے (۴) اس نے ارض وسماء کو حق کے ساتھ پیدا کیا وہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا ہے۔ ہر ایک، ایک مقررہ وقت تک یونہی چلتا رہے گا، یادرکھو وہی سب پر غالب اور بخشنے والا ہے (۵)

آیت ۴: پھر اس کی اولاد ولڑکیاں ہی کیوں ہوتیں؟ جس طرح کہ مشرکین کا عقیدہ تھا بلکہ وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو پسند کرتا وہ اس کی اولاد ہوتی نہ کہ وہ جن کو باور کراتے ہیں لیکن وہ تو اس نقص سے پاک ہے۔ (ابن کثیر واحسن البیان)

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ

اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس سے اس کی بیوی بنائی اور تمہارے لئے مویشیوں سے آٹھ مذکر ومونث پیدا کئے، وہ تمہیں ماؤں کی پیٹوں میں تین تاریک پردوں میں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۞

ایک کے بعد دوسری شکل دیتے ہوئے پیدا کرتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب، بادشاہی اسی کی ہے اس کے سوا کوئی الہٰ نہیں، پھر تم کہاں پھیر دیئے جاتے ہو(٦)

آیت٦: اس آیت میں وہی چار قسم کے جانوروں کا بیان ہے بھیڑ، بکری، اونٹ، گائے، جو نر اور مادہ مل کر آٹھ ہو جاتے ہیں، انزل بمعنی خلق ہے۔ ایک روایت کے مطابق پہلے اللہ نے انھیں جنت میں پیدا فرمایا اور پھر انہیں نازل کیا، پس یہ انزال حقیقی ہوگا، یا انزل کا اطلاق مجازاً ہے اس لئے کہ یہ جانور چارے کے بغیر نہیں رہ سکتے اور چارہ کی روئیدگی کیلئے پانی ناگزیر ہے، جو آسمان سے ہی بارش کے ذریعہ سے اترتا ہے گویا یہ چوپائے آسمان سے اتارے ہوئے ہیں۔ (فتح القدیر)

تین اندھیروں سے مراد: ایک ماں کے پیٹ کا اندھیرا، دوسرا رحم مادر کا اندھیرا اور تیسرا مشیمہ کا اندھیرا وہ جھلی یا پردہ جس کے اندر بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ (احسن البیان)

تین تاریکیوں میں جنین کی پیدائش:

اللہ کے حیرت انگیز کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ ہر جنین کی خواہ وہ انسان کا بچہ ہو یا حیوان کا تین تہ بہ تہ تاریکیوں کے اندر پرورش ہوتی ہے، اور تینوں پردے اس جنین کو بیرونی آفتوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ تب جا کر جنین پیدا ہونے کے قابل بچہ بنتا ہے۔ پھر جنین پر کئی مراحل گزرتے ہیں۔ پہلے نطفہ ہوتا ہے۔ پھر خون ہے۔ پھر گوشت کا لوتھڑا پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے پھر شکل بنتی ہے۔ یہ سب تین تاریکیوں کے اندر ہوتا رہتا ہے۔ پھر مقررہ وقت کے بعد انسان کی شکل وصورت لیکر ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَ اِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۞ وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْۤا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَ جَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا

اگر تم کفر کرو گے تو اللہ یقیناً تم سے بے نیاز ہے، لیکن وہ اپنے بندوں کیلئے کفر پر راضی نہیں اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرتا ہے۔ کوئی بار گناہ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، پھر تمہیں اپنے رب کے ہاں لوٹنا ہے، وہ تمہیں بتلا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو بلا شبہ وہ سینوں کے راز تک جاننے والا ہے(٧) اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہوئے پکارتا ہے، پھر وہ اسے اپنی نعمت سے نوازتا ہے تو بھول جاتا ہے جیسے اس سے قبل اس نے اپنے رب کو پکارا نہ تھا اور اللہ کے شریک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ع ١٥

بنا تا ہے تا کہ اس کی راہ سے بہکا دے، کہد یجئے کہ اپنے کفر کا تھوڑا سا فائدہ اٹھا لے تو یقینا اہل جہنم سے ہے (٨) کیا یہ بہتر ہے یا جو رات کے اوقات قیام وسجدہ میں عبادت کرتے گذارتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے؟ ان سے پوچھئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ مگر ان باتوں سے سبق تو وہی حاصل کرتے ہیں جو اہل عقل ہیں (٩)

آیت ٨: مشرک کے کردار میں بڑا تضاد ہوتا ہے، جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اسے ٹال نہیں سکتا تو دونوں ہاتھ اٹھا کر اور گڑگڑا کر دعا کرتا ہے کہ میرے رب تو میری تکلیف دور کر دے، اور جب اللہ اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے تو سب کچھ بھول جاتا ہے اور پہلے کی طرح غیروں کی پرستش کرنے لگتا ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ آیت کے اس جزو میں اہل کفر اور اہل شرک کیلئے بہت بڑی دھمکی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ ابراہیم میں فرمایا ”آپ کہہ دیجئے کہ خوب مزے کر لو، تمہارا انجام تو آخر جہنم ہی ہے“۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ٩: ایک گناہ گار و بدکردار اور ایک تہجد گذار اور آخرت کا اور رضائے رب کا امیدوار دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ ایک دفعہ رحمت عالمؐ ایک آدمی کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے، حال پوچھا بولے اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور گناہوں پر رو رہا ہوں، فرمایا ایسے وقت میں جس مومن کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع ہوں اللہ اس کی امید ضرور پوری کرے گا اور اسے خوف سے یقینا نجات بخش دے گا، پھر فرمایا عالم و جاہل برابر نہیں ہوتے، یعنی موحد و مشرک برابر نہیں، دونوں میں فرق ارباب عقل ہی جانتے ہیں، اسی لئے وہ توحید پر قائم اور شرک سے بیزار رہتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ۙ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ

کہہ دیجئے کہ: اے میرے بندو، جو ایمان لائے ہو اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو لوگ نیک کام کرتے ہیں ان کیلئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بلاحساب دیا جائے گا (١٠) آپ کہہ دیجئے! مجھے تو یہ حکم ہوا ہے کہ میں خالصتاً اسی کی حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے اسکی عبادت کروں (١١) اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود ہی مسلم بنوں (١٢) آپ کہئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَخَافُ اِنۡ عَصَيۡتُ رَبِّىۡ عَذَابَ يَوۡمٍ
عَظِيۡمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعۡبُدُ مُخۡلِصًا لَّهٗ
دِيۡنِىۡ ﴿۱۴﴾ فَاعۡبُدُوۡا مَا شِئۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ ؕ قُلۡ
اِنَّ الۡخٰسِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَ
اَهۡلِيۡهِمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الۡخُسۡرَانُ
الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمۡ مِّنۡ فَوۡقِهِمۡ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ
مِنۡ تَحۡتِهِمۡ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ
عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوۡنِ ﴿۱۶﴾

! کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں (۱۳) کہہ دیجئے! میں تو اپنے دین کو خالص کر کے اللہ کی عبادت کرتا ہوں (۱۴) تم اسے چھوڑ کر جسکی عبادت چاہے کرتے رہو نیز کہئے! کہ اصل خسارے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارہ میں ڈال دیا۔ دیکھو یہی صریح خسارہ ہے (۱۵) ان کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے بھی اسی بات سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، لہٰذا اے میرے بندو مجھ سے ڈرتے رہو (۱۶)

آیت ۱۱۔ ۱۲: یہ تقویٰ کے فوائد ہیں، نیک بدلہ سے مراد جنت اور اس کی ابدی نعمتیں ہیں، ساتھ ہی اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اگر اپنے وطن میں ایمان وتقویٰ پر عمل مشکل ہو تو وہاں رہنا پسندیدہ نہیں، بلکہ وہاں سے ہجرت کر کے ایسے علاقے میں چلا جانا چاہئے جہاں انسان احکام الٰہی کے مطابق زندگی گذار سکے۔ پہلا اس معنی میں کہ آبائی دین کی مخالفت کر کے توحید کی دعوت سب سے پہلے آپ ہی نے پیش کی۔ (احسن البیان)

آیت ۱۶: جہنم کے عذاب کی ہولناکی بیان کی جا رہی ہے کہ وہ لوگ اوپر اور نیچے سے آگ کے کئی طبقوں میں ڈھکے ہوں گے۔ اس عذاب سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور انہیں نصیحت کرتا ہے کہ اس سے ڈرتے رہیں اور کوئی ایسا عمل نہ کریں جو اس کی ناراضگی اور عذاب نار کا سبب بنے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنۡ عَذَابِ النَّارِ۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ الَّذِيۡنَ اجۡتَنَبُوا الطَّاغُوۡتَ اَنۡ يَّعۡبُدُوۡهَا
وَاَنَابُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الۡبُشۡرٰى ۚ فَبَشِّرۡ
عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيۡنَ يَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ فَيَتَّبِعُوۡنَ
اَحۡسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ
هُمۡ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۸﴾

جو لوگ طاغوت کی عبادت کرنے سے بچتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ان کیلئے بشارت ہے، لہٰذا میرے بندوں کو بشارت دے دیجئے (۱۷) انہیں جو بات کو توجہ سے سنتے ہیں۔ پھر اس کے بہترین پہلو کی اتباع کرتے ہیں۔ یہی ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت بخشی اور یہی اہل عقل ہیں (۱۸)

آیت ۱۷۔ ۱۸: آیت عام ہے اور ان سب حق پسندوں کو شامل ہے جو بت پرستی ٹھکرا کر توحید کو سینے سے لگاتے ہیں، ایسوں ہی کیلئے دنیوی واخروی زندگی میں بشارتیں ہیں، یعنی قرآن سن کر اور اسے سمجھ کر اس کی پیاری پیاری باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ ان ہی لوگوں کو دنیا و آخرت میں ہدایت ہے اور یہی صحیح عقل والے اور سیدھی فطرت والے ہیں۔ (ملخص تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ۚ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾

کیا جس شخص پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہو تو اے نبی آپ ایسے شخص کو چھوڑ سکتے ہیں جو آگ میں گر چکا ہو (۱۹) لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کیلئے بالا خانے ہیں جن کے اوپر بالا خانے بنے ہیں اور ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا (۲۰)

آیت ۲۰: اس کا مطلب ہے کہ جنت میں درجات ہوں گے ایک کے اوپر ایک جس طرح یہاں کثیر المنازل عمارتیں ہیں جنت میں بھی درجات کے حساب سے ایک دوسرے کے اوپر بالا خانے ہوں گے جن کے درمیان سے اہل جنت کی خواہش کے مطابق دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں چل رہی ہوں گی۔ (احسن البیان)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ ع ۲ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے پھر زمین میں بہا کر اس پانی کو آگے چلا دیتا ہے، پھر اس سے مختلف رنگوں کی کھیتی پیدا کرتا ہے پھر وہ پک جاتی ہے تو آپ اسے زرد دیکھتے ہیں پھر اللہ اسے ریزہ ریزہ بنا دیتا ہے، بے شک اس میں عقل و خرد والوں کیلئے نصیحت ہے (۲۱) بھلا جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی پر ہو (اس شخص کے مانند ہوگا جس کے پاس اللہ کا نور نہ ہو) پس ان کیلئے خرابی ہے جن کے دل اللہ کی یاد سے غفلت کی وجہ سے سخت ہو گئے ہوں، ایسے لوگ کھلی گمراہی میں ہیں (۲۲)

آیت ۲۲: بارش کے ذریعہ پانی آسمان سے اترتا ہے، پھر وہ زمین میں جذب ہو جاتا ہے اور پھر چشموں کی صورت میں نکلتا ہے یا تالابوں اور نہروں میں جمع ہو جاتا ہے اس پانی سے جو ایک ہوتا ہے انواع و اقسام کی چیزیں پیدا فرماتا ہے جن کا رنگ، ذائقہ، خوشبو ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ ریزہ ریزہ بنا دیتا ہے۔ یعنی شادابی اور تر و تازگی کے بعد وہ کھیتیاں سوکھ جاتی اور زرد ہو جاتی ہیں اہل دانش اس سے سمجھ لیتے ہیں کہ دنیا کی مثال بھی اسی طرح ہے وہ بھی بہت جلد زوال و فنا سے ہمکنار ہو جاتی ہے۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾

اللہ نے بہترین کلام نازل کیا جو ایسی کتاب ہے جسکے مضامین ملتے جلتے اور بار بار دہرائے جاتے ہیں، جن سے انکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی جلد اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہوتے ہیں، یہی اللہ کی ہدایت ہے وہ جسے چاہتا ہے قرآن کے ذریعہ ہدایت دیتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں (۲۳)

آیت ۲۳: جس کو قبول حق اور خیر کا راستہ اپنانے کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل جائے پس وہ اس شرح صدر کی وجہ سے رب کی روشنی پر ہو، کیا یہ احساس اس جیسا ہو سکتا ہے جس کا دل اسلام کیلئے سخت اور اس کا سینہ تنگ ہو اور وہ گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہا ہو۔ احسن الحدیث سے مراد قرآن مجید ہے۔ ملتے جلتے کا مطلب اسکے سارے حصے حسن کلام، اعجاز و بلاغت صحت معانی وغیرہ خوبیوں میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں یا یہ بھی سابقہ کتب آسمان سے ملتا ہے۔ (احسن البیان)

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ قِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾

وقف لازم

پھر جو شخص قیامت کے سخت عذاب کو اپنے چہرے پر روکے گا، (بچانا چاہتا ہو گا) اس کی بے بسی کیسی ہو گی اور ظالموں سے کہا جائیگا کہ اپنی ان کرتوتوں کا مزا چکھو (۲۴) ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی جھٹلا دیا تو انکو ایسی جگہ سے عذاب آیا جس کا انہیں شعور تک نہ تھا (۲۵) پھر اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں ہی رسوائی کا مزہ چکھا دیا اور آخرت کا عذاب تو کہیں بڑھ کر ہے کاش وہ جانتے۔ (۲۶)

آیت ۲۵۔۲۶: پہلی قومیں جنہوں نے انبیاء کو نہیں مانا تھا وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے تباہ ہو چکے اور انہیں کوئی بھی ہمارے عذاب سے نہ بچا سکا، ہم نے دنیوی زندگی میں اپنے عذاب کا ذائقہ چکھا دیا اور مومنوں کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں اس لئے یہ لوگ بھی ہوشیار ہو جائیں کیوں کہ یہ سب سے بڑے رسول کو اور خاتم الانبیاء کو جھٹلا رہے ہیں، اس لئے ان پر بھی تباہی منڈلا رہی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ
مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا
غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ
مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا
سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ
وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ ع ۱۷

ہم نے اس قرآن میں لوگوں کیلئے ہر طرح کی مثالیں بیان کردی ہیں تا کہ لوگ نصیحت حاصل کریں (۲۷) وہ قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں تا کہ لوگ اللہ کی نافرمانی سے بچ جائیں (۲۸) اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے ایک شخص (یعنی غلام) کی مثال بیان کرتا ہے جس میں جھگڑالو آدمی شریک ہیں اور ایک ایسے شخص کی جو خالص ایک آدمی کی ملکیت ہے، کیا دونوں حالات میں برابر ہو سکتے ہیں، ہر قسم کی تعریف صرف اللہ کیلئے ہے، بلکہ اکثر لوگ صحیح علم نہیں رکھتے ہیں (۲۹) اے میرے نبی! بلاشبہ آپ کو مرنا ہے اور یہ بھی مرنے والے ہیں (۳۰) پھر تم لوگ قیامت کے دن اپنے رب کے پاس ایک دوسرے سے جھگڑو گے (۳۱)

آیت ۲۸: یہ آیت کریمہ قرآن میں مذکور بہت سی مثالوں میں سے ایک مثال ہے، تا کہ لوگ اس میں غور وفکر کر کے عبرت حاصل کریں۔ یہ مثال ایک مشرک اور ایک موحد کے درمیان فرق واضح کرنے کیلئے بیان کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک ایسا غلام جس کے کئی آقا ہوں اور سبھی بداخلاق اور بدسلوک ہوں اور وہ ہمیشہ حیران و پریشان رہتا ہو کہ کس کی بات مانے اور کس کی نافرمانی کرے اور کس طرح سبھوں کو راضی رکھے، ایسا غلام اس غلام کے مانند نہیں ہو سکتا جس کا ایک ہی آقا ہو، اسی کے اشاروں پر عمل کرتا ہو اور اطمینان بھری زندگی گذارتا ہو یہی حال مشرک اور موحد کا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۳۱: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آپ کو اور تمام انسانوں کو موت لاحق ہوگی، اس میں کفار مکہ کی تردید ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کی تمنا کرتے تھے۔ ان سے کہا جارہا ہے کہ اگر محمد مرجائیں گے تو تم لوگ بھی مرجاؤ گے، اس لئے کسی کی موت پر خوش ہونا اچھی بات نہیں ہے، ان بعض صحابہ کرام کی فکر کی تصحیح کی گئی ہے جو گمان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موت طاری نہیں ہوگی۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَ الَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا؟ اور جب سچی بات اس کے سامنے آئی تو اسے جھٹلا دیا، کیا ایسے کافروں کا جہنم میں ہی ٹھکانا نہیں؟ (۳۲) اور جو شخص سچی بات لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ متقی ہیں (۳۳) وہ جو کچھ چاہیں گے ان کیلئے ان کے رب کے ہاں موجود ہے، نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے (۳۴) تاکہ اللہ ان سے وہ برائیاں دور کر دے جو انہوں نے کی تھیں اور جو اچھے کام وہ کرتے رہے انہی کے لحاظ سے انہیں انکا اجر عطا کرے (۳۵)

ربط آیات: گزشتہ آیات میں اس بات کا بیان تھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ بھی مرنے والے ہیں اور آپ کے دشمن کفار و مشرکین بھی مرنے والے ہیں۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر: ۳۰۔۳۱) آپ کو بھی مرنا ہے اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں پھر تم اپنے رب کے سامنے مقدمہ پیش کرو گے (اور اللہ فیصلہ سنائے گا کہ حق پر کون تھا) یہ قرآن ہے یہ اللہ کا کلام ہے۔ قرآن میں واضح طور پر اللہ فرما رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے موت ہے اب بعض مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ مرے نہیں زندہ ہیں، یہ عقیدہ غلط عقیدہ ہے اس لئے کہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ بھی مر چکے ہیں اولیاء اللہ قبروں میں زندہ نہیں ہیں صرف اللہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اللہ کو موت نہیں ہے انبیاء اور اولیاء کو موت ہے کیونکہ وہ اللہ نہیں ہیں وہ انسان ہیں۔ اب ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ جو لوگ تمہیں اپنی دیوی دیوتاؤں سے ڈرا رہے ہیں کہ یہ بت تمہیں دیکھ لیں گے تم کو نقصان پہونچائیں گے تم کو مار ڈالیں گے، اے اللہ کے رسول تم ان کفار و مشرکین سے کہہ دو اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا مالک ہے، نفع و نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں کہ کسی کو نفع پہنچائے یا نقصان پہنچائے۔

آیت ۳۲۔۳۳: دعویٰ کرے کہ اللہ کی اولاد ہے یا اس کا شریک ہے یا اس کی بیوی ہے درآں حالیکہ وہ ان چیزوں سے پاک ہے، سچا دین جس میں توحید ہے احکام و فرائض ہیں، عقیدۂ بعث و نشور ہے، محرمات سے اجتناب ہے مومنین کیلئے خوشخبری اور کافروں کیلئے وعیدیں ہیں یہ دین و شریعت جو حضرت محمد ﷺ لیکر آئے اسے جھوٹا بتلائے جس نے اس کی تصدیق کی بعض نے اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو لئے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے، بعض نے اسے بھی عام رکھا جس میں سب مومن شامل ہیں۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ ؕ وَ يُخَوِّفُوۡنَكَ بِالَّذِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ ؕ وَ مَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ۚ﴿۳۶﴾ وَ مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِعَزِيۡزٍ ذِى انۡتِقَامٍ ﴿۳۷﴾

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اور یہ لوگ تو آپکوان سے ڈراتے ہیں جو اسکے سوا ہیں اور جسے اللہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں (۳۶) اور جسے اللہ ہدایت دے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں، کیا اللہ سب پر غالب اور انتقام لینے والا نہیں؟ (۳۷)

آیت ۳۶: اللہ اپنے بندوں کو کافی ہے جو اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں پھر فرمایا: مشرک اللہ کے رسول کو بتوں سے ڈراتے ہیں کہ کہیں آپ ان کی لپیٹ میں نہ آجائیں، درحقیت اللہ نے انہیں گمراہ کردیا ہے اور جسے اللہ گمراہ کردے اسے کون راہ پر لاسکتا ہے؟ (تفسیر ابن کثیر)

وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلۡ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلۡ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوۡ اَرَادَنِىۡ بِرَحۡمَةٍ هَلۡ هُنَّ مُمۡسِكٰتُ رَحۡمَتِهٖ ؕ قُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ؕ عَلَيۡهِ يَتَوَكَّلُ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ﴿۳۸﴾ قُلۡ يٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا عَلٰى مَكَانَتِكُمۡ اِنِّىۡ عَامِلٌ ۚ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۳۹﴾ مَنۡ يَّاۡتِيۡهِ عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ وَ يَحِلُّ عَلَيۡهِ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالۡحَقِّ ۚ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَلِنَفۡسِهٖ ۚ وَ مَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا ۚ وَ مَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ﴿۴۱﴾ ع

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو یقینا کہیں گے کہ اللہ نے۔ آپ انہیں کہئے بھلا دیکھو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو تمہارے معبود اس کی پہنچائی ہوئی تکلیف کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اگر وہ مجھ پر رحمت کرنا چاہے تو یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ آپ ان سے کہئے مجھے تو اللہ ہی کافی ہے اور توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں (۳۸) آپ ان سے کہئے اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کرتے جاؤ میں اپنی جگہ کررہا ہوں، پھر جلد تمہیں معلوم ہوجائے گا (۳۹) کہ کس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کردے اور کس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے (۴۰) بلاشبہ ہم نے یہ کتاب تمام لوگوں کیلئے آپ پر حق کے ساتھ نازل کی ہے، پھر جو ہدایت پر آگیا تو اس کا فائدہ ہے اور جو بھٹک گیا تو اس کے بھٹکنے کا وبال بھی اسی پر ہے، اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں (۴۱)

آیت ۳۸: اس آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ کی زبانی کفار قریش کو دھمکی دی گئی ہے کہ تم لوگ دعوت حق سے جس بغض وعداوت کا معاملہ کررہے ہو اسی پر باقی رہو میں بھی ایمان وتوحید اور اللہ کی اطاعت و بندگی پر قائم رہتا ہوں، تمہیں عنقریب معلوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گا کہ دنیا میں رسوا کن عذاب کسے آلیتا ہے اور جہنم کا دائمی عذاب کس کا ٹھکانا ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا میدان بدر میں اللہ نے انہیں ذلیل وخوار کیا اکثر و بیشتر متکبرین قریش مارے گئے اور ان کی لاشوں کو ایک کنویں کے اندر ڈال دیا گیا اور جو بچ گئے انہیں پابند سلاسل کر کے مدینہ لے جایا گیا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۴۱: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ کا کفر پر اصرار بڑا گراں گذرتا تھا اس میں آپ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کا کام صرف اس کتاب کو بیان کر دینا ہے جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے، ان کی ہدایت کے آپ مکلف نہیں ہیں، اگر وہ ہدایت کا راستہ اپنا لیں گے تو اس میں انہی کا فائدہ ہے اور اگر ایسا نہیں کریں گے تو خود ہی نقصان اٹھائیں گے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو مرا نہ ہو اس کی روح نیند کی حالت میں قبض کر لیتا ہے، پھر جس کی موت کا فیصلہ ہو چکا ہو اس کی روح کو روک لیتا ہے اور دوسری روحیں ایک مقررہ وقت تک کیلئے واپس بھیج دیتا ہے۔ غور وفکر کرنے والے لوگوں کیلئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں (۴۲)

آیت ۴۲: اللہ تعالیٰ اپنی ایک قدرت بالغہ اور صنعت عجیبہ کا تذکرہ فرما رہا ہے جس کا مشاہدہ ہر روز انسان کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب وہ سو جاتا ہے تو اس کی روح اللہ کے حکم سے گویا نکل جاتی ہے کیوں کہ اس کے احساس وادراک کی قوت ختم ہو جاتی ہے اور جب بیدار ہوتا ہے تو روح اس میں گویا دوبارہ بھیج دی جاتی ہے، جس سے اس کے حواس بحال ہو جاتے ہیں، البتہ جس کی زندگی کے دن پورے ہو چکے ہوتے ہیں اس کی روح واپس نہیں آتی اور وہ موت سے ہمکنار ہو جاتا ہے اس کو بعض مفسرین نے وفات کبریٰ اور وفات صغریٰ سے بھی تعبیر کیا ہے۔ (احسن البیان)

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَ لَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَ اِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ

کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا کچھ اور سفارشی بنا رکھے ہیں؟ آپ ان سے کہئے کہ اگر وہ کسی چیز کا اختیار ہی نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں (تو سفارش کیسے کریں گے) (۴۳) آپ ان سے کہئے کہ سفارش پوری کی پوری اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ ارض وسماوات میں اسی کی حکمت ہے پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۴۴) اور جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل گھٹ جاتے ہیں، اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جائے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٥﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَ
الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا
كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ
لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا
يَحْتَسِبُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا
وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤٨﴾

ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں (۴۵) آپ کہئے! اے اللہ
آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب اور حاضر
کو جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں اس چیز کا فیصلہ کرے گا
جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں (۴۶) اور اگر ان ظالموں کو
زمین کی ساری دولت میسر ہو اور اتنی اور بھی ہو تو وہ یوم قیامت
کے برے عذاب سے بچنے کیلئے فدیہ میں دینے کو تیار
ہو جائیں گے، اس دن اللہ کی طرف سے ان کے لئے ایسا
عذاب ظاہر ہو گا جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا (۴۷)
اور جو کام وہ کرتے رہے اسکے برے نتائج ان کے سامنے
آجائیں گے اور جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہی
انہیں آگھیرے گا (۴۸)

آیت ۴۶: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ جب ان کے اور کافروں کے درمیان اختلاف شدید ہو جائیں اور دل تنگ ہونے لگیں تو اپنے رب کی طرف تیزی کے ساتھ لپکیں دعا کریں اور خشوع و خضوع کے ساتھ کہیں کہ اے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے اور غائب و حاضر کے جاننے والے تو ہی اپنے مومن و کافر بندوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرنے والا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں تو حق کی طرف میری رہنمائی کر۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ؗ ثُمَّ اِذَا
خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى
عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا
يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٩﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ
اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَاَصَابَهُمْ
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ
هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا
هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٥١﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے، پھر جب
ہم اسے اپنی نعمت سے نوازتے ہیں تو کہتا ہے مجھے یہ علم اور
تجربہ کی بنا پر حاصل ہوئی ہے، بلکہ یہ ایک آزمائشی فتنہ ہوتی
ہے مگر ان میں سے اکثر جانتے نہیں (۴۹) ایسی ہی بات ان
لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں پھر وہ چیز
ان کے کسی کام نہ آئی جو وہ کمارہے تھے (۵۰) چنانچہ اپنی
برائی کے برے نتائج انہیں بھگتنے پڑے، اور ان لوگوں میں
سے جو ظلم کر رہے ہیں وہ بھی عنقریب اپنے کاموں کے برے
نتائج بھگت لیں گے، اور یہ لوگ ہمیں عاجز کر سکنے والے نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع ۱۱ / ۲

(۵۱) کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی جس کیلئے چاہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ اس میں بھی ان کیلئے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں (۵۲)

آیت ۴۹: انسان کی عادت کی اطلاع ہے کہ آڑے وقت تو اللہ کے سامنے روتا دھوتا ہے اور اللہ کی طرف بڑھتا ہے اور جب اللہ اسے اپنی نعمت عطا فرما دیتا ہے اور مصیبت ہٹا دیتا ہے تو بغاوت وسرکشی پر اتر آتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ یہ نعمت مجھے اپنی ہوشیاری اور حسن تدبیر سے ملی مجھے پہلے ہی سے معلوم تھا کہ میں اس کا حقدار ہوں فرمایا نہیں نہیں بلکہ یہ ہماری نعمت بھی آزمائش کیلئے ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۵۲: کمائی کیلئے ہوشیاری میں اور حسن تدبیر میں کوئی کمی نہیں کرتا پھر کسی کی روزی فراخ اور کسی کی تنگ کیوں ہوتی ہے؟ معلوم ہوا کہ روزی کی تنگی اور فراخی، ہوشیاری اور بے وقوفی پر موقوف نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے، اللہ اپنی حکمت سے جس کیلئے چاہے روزی تنگ کر دے اور جس کیلئے چاہے فراخ کر دے، اس میں بھی مومنوں کیلئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾

آپ لوگوں سے کہہ دیجئے! اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، یقیناً اللہ سارے کے سارے گناہیں معاف کر دیتا ہے، کیوں کہ وہ غفور ورحیم ہے (۵۳) اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مان لو قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہیں کہیں سے مدد بھی نہ مل سکے (۵۴)

آیت ۵۳: واحدی نے لکھا ہے! تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے شرک، قتل اور نبی کریم ﷺ کی ایذا رسانی جیسے گناہوں کا ارتکاب کیا تھا اور اسلام لانا چاہتے تھے، لیکن ڈرتے تھے کہ شاید انکے گناہیں معاف نہیں کئے جائینگے، اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ انہیں اور اللہ کے تمام بندوں کو اسکی وسیع رحمت اور عظیم مغفرت کی خوشخبری دیدیں کہ انہیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہئے، وہ تو اپنے بندوں کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، وہ بڑا معاف کرنیوالا اور بے حد مہربان ہے۔ علامہ امام شوکانیؒ لکھتے ہیں کہ یہ آیت قرآن کریم کی سب سے زیادہ امید بھری آیت ہے، اس میں اللہ نے بندوں کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور پھر انہیں گناہوں کے ارتکاب میں متجاوز ہونے کی صورت میں اپنی رحمت سے ناامید ہونے سے منع فرمایا ہے اور یہ کہہ کر مزید کرم فرمایا کہ وہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ کافر و مومن تمام گناہ گاروں کو توبہ کی دعوت دیتی ہے اور خبر دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالے کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے، چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ اتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ
لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى
عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَ اِنْ كُنْتُ
لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ
هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ
حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ
مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ
فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَ كُنْتَ مِنَ
الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ
كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ
فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَ يُنَجِّي اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۫ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَ
لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے ہاں سے نازل ہو، اس کے بہترین پہلو کی اتباع کرو قبل اس کے کہ اچانک تم پر عذاب آجائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو (۵۵) کہیں ایسا نہ ہو کہ اس وقت کوئی کہنے لگے، افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں اللہ کے حق میں کرتا رہا اور میں تو مذاق اڑانے والوں میں سے تھا (۵۶) یا یوں کہئے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں متقین میں سے ہوتا (۵۷) یا جب عذاب دیکھے تو کہنے لگے کاش مجھے ایک اور موقع مل جائے تو میں نیک کام کرنے والوں میں شامل ہوجاؤں (۵۸) اللہ فرمائے گا کیوں نہیں تیرے پاس میری آیات آئیں تو نے انہیں جھٹلا دیا اور اکڑ بیٹھا اور تو تھا ہی کافروں میں سے (۵۹) جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ بولا تھا قیامت کے دن آپ دیکھیں گے کہ انکے چہرے سیاہ ہورہے ہونگے کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا نہیں؟ (۶۰) اور جو لوگ اللہ سے ڈرتے رہے اللہ انہیں ان کی کامیابی کے ساتھ بچالے گا، انہیں نہ تو کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے (۶۱)

آیت ۵۶۔۵۷ سے مراد اللہ کی اطاعت یعنی قرآن اور اس پر عمل کرنے میں کوتاہی ہے یا جنب کے معنی فی جنب اللہ میں قرب اور جوار کے ہیں، یعنی اللہ کا قرب اور اس کا جوار یعنی جنت طلب کرنے میں کوتاہی کی یعنی اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں شرک اور معاصی سے بچ جاتا، یہ اس طرح ہی ہے جیسے دوسرے مقام پر مشرکین کا قول نقل کیا گیا ہے (**لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا**) (الانعام: ۱۴۸) اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے، ان کا یہ قول "**كَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيْدَ بِهَا الْبَاطِلُ**" کا مصداق ہے (فتح القدیر) یعنی بات بجائے خود صحیح ہے لیکن اس سے مقصود باطل کا اثبات ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۶۰: مجرمین دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں افترا پردازی کرتے ہیں کہ اس کے شرکاء ہیں اس کی بیوی ہے اور اس کی اولاد ہے روز محشر جب عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور اللہ ان کی ان افترا پردازیوں پر شدید غضبناک ہوگا تو رعب و دہشت کی شدت سے ان کے چہرے سیاہ ہوجائیں گے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٦﴾

ع ۲۱ ۳

اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا محافظ ہے(۶۲) آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، اور جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں(۶۳) ان سے کہیے جاہلو! کیا تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کروں؟(۶۴) حالانکہ آپ کی طرف یہ وحی کی جا چکی ہے اور ان لوگوں کی طرف بھی جو آپ سے پہلے تھے، کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے عمل برباد ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جائیں گے(۶۵) بلکہ اللہ ہی کی عبادت کیجئے اور اس کے شکر گزار بن کر رہیے(۶۶)

آیت ۶۳۔۶۴: مقالید: یعنی کنجیاں یا خزانے یعنی ہر کام کی باگ ڈور اللہ کے ہاتھ میں ہے، اسی کی بادشاہت ہے اسی کی تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر خوب قادر ہے، پھر فرمایا جو اللہ کی آیتیں جھٹلاتے رہے اور اسکے دلائل کے آگے نہیں جھکے وہی سخت نقصان اٹھائیں گے، ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مشرکوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بتوں کی عبادت کی دعوت دی تھی اور یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم بھی آپ کے معبود کی عبادت کریں گے، اس پر یہ آیت اتری۔ (ابن ابی حاتم) (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۶۵: اگر تو نے شرک کیا کا مطلب ہے اگر موت شرک پر آئی اور اس سے توبہ نہ کی، خطاب اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جو شرک سے پاک بھی تھے اور آئندہ کیلئے محفوظ بھی، کیوں کہ پیغمبر اللہ کی حفاظت و عصمت میں ہوتا ہے، ان سے ارتکاب شرک کا کوئی امکان نہیں، یہ دراصل امت کیلئے سمجھانا مقصود ہے۔ (احسن البیان)

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا

ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے، قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور بالاتر ہے جو یہ لوگ اس کے شریک ٹھہراتے ہیں (۶۷) اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو بھی آسمانوں اور زمین میں موجود مخلوق ہے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ بچانا چاہے، پھر جب دوسری بار صور پھونکا جائے تو فوراً اٹھ کر دیکھنے لگیں گے(۶۸) اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ وَ جِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع

اٹھے گی، اور سب کی (نامۂ اعمال) کتاب اعمال لا کر رکھ دی جائے گی اور انبیاء اور تمام گواہ حاضر کئے جائیں گے اور لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہیں ہوگا (۶۹) اور ہر شخص نے جو عمل کیا ہوگا اسے اسکا پورا بدلہ دیا جائیگا اور جو وہ کر رہے ہیں اللہ اسے خوب جاننے والا ہے (۷۰)

آیت ۶۷: حدیث میں آتا ہے کہ ایک یہودی عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ ہم اللہ کی بابت کتابوں میں یہ بات پاتے ہیں کہ وہ قیامت والے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر زمین کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور تری کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، آپ نے مسکرا کر اس کی تصدیق بھی فرمائی اور آیت (وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ) کی تلاوت فرمائی۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 4437 تفسیر سورہ زمر) محدثین اور سلف کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی جن صفات کا ذکر قرآن اور احادیث صحیحہ میں ہے ان پر بلا کیف وتشبیہ اور بغیر تاویل وتحریف کے ایمان رکھنا ضروری ہے اس لئے یہاں بیان کردہ حقیقت کو مجرد غلبہ وقوت کے مفہوم میں لینا صحیح نہیں ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۶۹: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جب مخلوق کے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے ظاہر ہوگا تو اسکی تجلی سے پورا میدان حشر اجالا ہو جائیگا اور لوگوں کے نامہ ہائے اعمال سامنے لائے جائینگے اور انبیائے کرام آگے آئینگے جو گواہی دینگے کہ انہوں نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ آگے لائے جائینگے جو گواہی دینگے کہ گذشتہ انبیاء نے اپنی اپنی امتوں تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کے درمیان پورے عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیگا، کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰی جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ وَ یُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰی وَ لٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۱﴾ قِیْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۷۲﴾

اور جس نے کفر کیا انہیں گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکا جائے گا، حتیٰ کہ جب وہ جہنم پر پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس کے داروغے انہیں کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تمہیں تمہارے رب کی آیات پڑھ کر سناتے اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے؟ وہ کہیں گے ''کیوں نہیں'' مگر کافروں پر عذاب کا حکم ثابت ہو کر رہا (۷۱) انہیں کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازے میں داخل ہو جاؤ، تم ہمیشہ اس میں رہو گے تکبر کرنے والوں کیلئے یہ بہت برا ٹھکانا ہوگا (۷۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۷۱: (زمر) زمر سے مشتق ہے بمعنی آواز، ہر گروہ یا جماعت میں شور اور آوازیں ضرور ہوتی ہیں، اس لئے یہ جماعت اور گروہ کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے مطلب ہے کہ کافروں کو جہنم کی طرف گروہوں کی شکل میں لے جایا جائے گا ایک گروہ کے پیچھے ایک گروہ علاوہ ازیں انہیں مار دھکیل کر جانوروں کے ریوڑ کی طرح ہانکا جائے گا۔ جیسے دوسرے مقام پر اللہ نے فرمایا انہیں جہنم کی طرف سختی سے دھکیلا جائے گا۔ (الطور: ۱۳) (احسن البیان)

وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع ۸

اور جو اپنے رب سے ڈرتے رہے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف چلایا جائے گا یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھولے جائیں گے تو اسکے داروغے انہیں کہیں گے، تم پر سلامتی ہو خوش ہو جاؤ، اور ہمیشہ کیلئے جنت میں داخل ہو جاؤ (۷۳) وہ کہیں گے اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں اس سرزمین کا وارث بنایا کہ اس جنت میں ہم جہاں چاہیں رہیں گے، عمل کرنے والوں کے لئے یہ کیسا اچھا اجر ہے (۷۴) نیز آپ دیکھیں گے کہ فرشتے عرش کے گرد حلقہ باندھے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ ہو گا اور کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو رب العالمین ہے (۷۵)

آیت ۷۳: ان سعادت مندوں کا بیان ہے جو عمدہ سواریوں پر جنت کی طرف اللہ کے مہمان بن کر روانہ ہوں گے اور جماعت جماعت بن کر جائیں گے پہلے مقرب حضرات جائیں گے پھر اونچے درجوں کے نیک حضرات پھر ان کے قریب والے اسی طرح حسب مراتب یکے بعد دیگرے گروہ در گروہ جنت کی طرف جائیں گے جب یہ پل صراط سے صحیح سالم پار ہو جائیں گے تو جنت کے ایک پل پر روک لئے جائیں گے اور باہمی مظالم کا قصاص لیا جائے گا جب بالکل پاک ہو جائیں گے اور کسی کا کسی کے ذمہ کوئی مطالبہ نہ رہے گا تو جنت میں جانے کا پروانہ مل جائے گا ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۷۵: اللہ تعالیٰ نے جب یہ بتایا کہ وہ حساب و کتاب کے بعد اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں بھیج دے گا اور ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ پورے عدل و انصاف کے ساتھ چکا دے گا تو اب فرشتوں کے بارے خبر دی جارہی ہے کہ وہ عرش کے چاروں طرف سر نیاز جھکائے اپنے رب کی پاکی اور بڑائی بیان کرنے میں لگے ہوں گے جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے درمیان پورے عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے گا تو محشر کی کارگذاریاں ختم ہو جائیں گی اور فرشتے اور جنت میں مقیم مومنین اللہ رب العالمین کا شکر بجالائینگے اور اس کی تعریف بیان کریں گے۔ والحمد للہ رب العالمین (تیسیر الرحمن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ المؤمن (غافر)

سورۃ المؤمن مکی ہے، اس میں ۸۵ آیتیں اور ۹ رکوع ہیں۔

نام:۔ آیت (وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤۡمِنٌ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ) سے ماخوذ ہے اس کا نام غافر اور الطول بھی ہے۔

زمانہ نزول: ابن عباس، حسن، عطائ، عکرمہ اور جابر وغیرہم کے نزدیک یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی۔

تعارف: سورہ مومن دعوت کے اس دور سے تعلق رکھنے والی ہے جب توحید و شرک کی بحث نے اتنی شدت اختیار کر لی تھی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں پر مکہ میں عرصۂ حیات تنگ ہونے لگا تھا۔ ہجرت کی طرف ایک ہلکا سا اشارہ پچھلی سورتوں میں بھی گزر چکا ہے۔ اب اس میں اور آگے کی سورتوں میں یہ حالات بتدریج نمایاں ہوتے جائیں گے اور ان کے تقاضے سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت و حمایت بھی بالکل واضح ہوتا جائے گا جو مسلمان اس وقت حالات سے نبرد آزما تھے ان کی اس میں حوصلہ افزائی کی گئی ہے جو خطرات میں تھے ان کو تسلی دی گئی ہے اور جو دعوت کے ساتھ ہمدردی رکھنے کے باوجود کسی مصلحت سے اب تک کھل کر اس کی حمایت کے لئے میدان میں نہیں اُترے تھے ان کو یہ رہنمائی دی گئی ہے کہ مصلحتوں سے بے پرواہ ہو کر وہ کلمۂ حق کی سربلندی کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں، اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہوگا۔

اٰیاتھا ۸۵ | ۴۰ سُوۡرَۃُ الۡمُؤۡمِنِ مَکِّیَّۃٌ ۶۰ | رکوعاتھا ۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

حٰمٓ ۝۱ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۝۲ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ۝۳

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) یہ کتاب اس اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو غالب ہے اور سب جاننے والا ہے (۲) وہ گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا سخت سزا دینے والا اور صاحب فضل ہے۔ اسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِن آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ ہر چیز پر غالب ہے اور ہر قسم کی قوت اور طاقت کا مالک ہے۔ سب کو اسی کے پاس جانا ہے اور سب کا حساب لینے والا وہی ہے۔ رحم کرنے والا بھی وہی ہے، سزا دینے والا بھی وہی ہے۔ دیوی دیوتاؤں کے پاس یا اولیاء کے پاس نہ کسی کو موت کے بعد جانا ہے نہ ان کے پاس حساب و کتاب دینا ہے۔ نہ وہ کسی کو سزا دے سکتے ہیں اور نہ ہی جزا۔

آیت ۱: حم، حروف مقطعات ہیں، اور اللہ کو ہی معلوم ہے کہ ان سے مراد کیا ہے البتہ اتنی بات قابل ذکر ہے جو پہلے بھی کہی جا چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اکثر و بیشتر حروف مقطعات کے بعد قرآن کریم کے وحی الٰہی اور منزل من اللہ ہونے کی بات کی ہے، اس سے اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ یہ غالباً عربوں کیلئے ایک قسم کا چیلنج تھا کہ یہ کتاب الٰہی انہی حروف سے مرکب ہے جن سے تمہارا کلام مرکب ہوتا ہے اور تمہیں زبان دانی میں سارے عالم پر فوقیت کا بھی دعویٰ ہے، تو اگر یہ کلام کسی انسان کا کلام ہے تو اس جیسا کلام لانے سے تم عاجز کیوں ہو؟ معلوم ہوا کہ یہ اللہ کا کلام ہے، جسے اس نے بذریعہ وحی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۲۔۳: جو غالب ہے اس کی قوت اور غلبے کے سامنے کوئی پر نہیں مار سکتا، علیم ہے اس سے کوئی ذرّہ تک پوشیدہ نہیں، چاہے وہ کتنے بھی کثیف پردوں میں چھپا ہو گزشتہ گناہوں کا معاف کرنے والا اور مستقبل میں ہونے والی کوتاہیوں پر توبہ قبول کرنے والا ہے، یا اپنے دوستوں کیلئے غافر ہے اور کافر و مشرک اگر توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝۴ كَذَّبَتْ
قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَ
هَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا
بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۵ وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ
رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝۶ وقف لازم

اللہ کی آیات میں صرف وہی جھگڑا کرتے ہیں جو کافر ہیں لہٰذا ان کا دنیا کے ملکوں میں چلنا پھرنا آپ کو کسی دھوکے میں نہ ڈال دے (۴) ان سے پہلے قوم نوح اور رسولوں کے مخالف کئی گروہوں نے انہیں جھٹلایا اور ہر قوم نے اپنے رسول کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا اور ناحق جھگڑا کیا، تاکہ باطل سے حق کو شکست دے سکیں پھر میں نے انہیں پکڑ لیا، تو دیکھ لو میری سزا کیسی تھی (۵) اسی طرح آپ کے رب کا یہ حکم ان لوگوں پر صادق آگیا جن لوگوں نے کفر کیا وہی اہل جہنم ہیں (۶)

آیت ۴: اس جھگڑے سے مراد ناجائز اور باطل جھگڑا (جدال) ہے۔ جس کا مقصد حق کی تکذیب اور اس کی تردید و تغلیط ہے، ورنہ جس جدال بحث و مناظرہ کا مقصد حق کو واضح اور باطل کا رد اور منکرین و معترضین کے شبہات کا ازالہ ہو، وہ مذموم نہیں نہایت محمود و مستحسن ہے بلکہ اہل علم کو تو اس کی تاکید کی گئی ہے۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حزب کا مفہوم:

آیت ۵۔۶: احزاب، حزب کی جمع ہے اور ان سے مراد ایسی جماعتیں، گروہ یا پارٹیاں ہیں جن میں سختی اور شدت پائی جائے۔ وہ آپس میں ہم خیال ہوں اور ان کا مقصد اقتدار میں عمل دخل حاصل کرنا ہو۔ یا اس سے چمٹے رہنا ہو اور اس سے مراد وہ اقوام سابقہ ہیں جن پر رسولوں کی دعوت کو جھٹلانے کی بنا پر اللہ کا عذاب آیا تھا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

کفار قریش سے پہلے قوم نوح اور ان کے بعد قوم عاد و ثمود، قوم ابراہیم ولوط، اصحاب مدین اور فرعونیوں نے بھی اپنے رسول کو جھٹلایا اور ہر ایک نے انہیں قتل کرنا چاہا اور باطل دلائل کے ذریعہ حق کی آواز دبانا چاہا، تو اللہ نے ان میں سے ہر ایک کو عذاب کے ذریعہ ہلاک کر دیا اور وہ عذاب بڑا شدید اور دردناک ہوتا تھا۔ اسی طرح کفار قریش کیلئے بھی ان کے کفر و شرک پر اصرار کی وجہ سے اللہ کا عذاب ثابت ہو چکا ہے اور طے ہے کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَ عَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَ قِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَ مَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ع

جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کیلئے بخشش مانگتے اور کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے اپنی رحمت اور علم سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے، لہٰذا جنھوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی اتباع کی انہیں بخش دے اور جہنم کے عذاب سے بچا لے (۷) اے ہمارے رب! انھیں ان ابدی باغات میں داخل کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے آباء واجداد ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو صالح ہیں، انہیں بھی داخل کر بلاشبہ تو ہر چیز پر غالب حکمت والا ہے (۸) اور انھیں برائیوں سے بچا لے، اس روز جسے تو نے برائیوں سے بچا لیا گویا تو نے اس پر رحمت کر دی اور یہی بڑی کامیابی ہے (۹)

آیت ۷: عرش اٹھانے والے مقرب فرشتوں کا اور عرش کے آس پاس والے مقرب فرشتوں کا بیان ہے کہ وہ اللہ کی حمد و تسبیح میں ہمہ وقت رطب اللسان رہتے ہیں یعنی یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ کی ذات اقدس تمام عیبوں، کمیوں اور برائیوں سے بری ہے اور تمام کمال والی خوبیوں سے متصف ہے اور ہر طرح کی پاکی اور بڑائی اسی کو زیبا ہے یہ مقرب فرشتے بھی اللہ کے آگے سرنگوں اور کمتر ہیں اور اس کی عزت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، یہی فرشتے مسلمانوں کیلئے جو اللہ پر غائبانہ ایمان رکھتے ہیں اللہ سے مغفرت کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعائیں مانگتے رہتے ہیں جب کوئی مسلمان دور سے اپنے بھائی کیلئے دعائے خیر مانگتا ہے تو یہ اس پر آمین کہتے ہیں، رحمت عالم نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے کسی غیر موجود بھائی کیلئے دعائے خیر مانگتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہی بھلائی تجھے بھی نصیب ہو۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر:4912)) تفسیر ابن کثیر)

کم درجہ والی اولاد کو بھی اللہ والدین سے ملا دے گا:

آیت ۸: آخرت میں ہر شخص کو بس اپنی ہی فکر لاحق ہوگی نہ باپ بیٹے کی طرف توجہ دے سکے گا نہ بیٹا باپ کی طرف۔کوئی رشتہ دار کسی دوسرے کے کام نہ آسکے گا۔پھر جب فیصلہ کے بعد نیک لوگوں کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور ان کے بھی کئی درجات ہوں گے تو اس وقت بعض لوگوں کو اپنی بیویوں اور اپنی اولاد کی یاد آنے لگے گی۔ان کی بیویاں اور بیٹے بھی اگرچہ اہل جنت میں سے ہی ہوں گے لیکن ان کے درجات نچلے ہوں گے یعنی وہ اپنے والدین کے درجہ کے برابر صالح نہ ہوں گے تو اللہ اپنی خاص مہربانی سے یا ان فرشتوں کی دعا کی وجہ سے جو اس نے خود ہی فرشتوں کو سکھائی ہوگی، ان کے کم درجہ والی اولاد کو اونچا درجہ عطا کر کے ان کے والدین سے ملا دے گا۔اسی طرح بیویوں کو بھی ان کے شوہروں سے ملا دے گا اور سارا کنبہ ایک جگہ اکٹھا ہو جائے گا۔

سیئات کے تین معنی

آیت ۹: السَّیِّئَات کے تین معنی ہیں۔ایک غلط عقائد، بگڑے ہوئے اخلاق اور برے اعمال، دوسرے گمراہی اور اعمال بد کا وبال۔تیسرے آفات ومصائب اور تکلیفیں خواہ وہ دنیا کی ہوں، عالم برزخ کی ہوں یا عالم قیامت کی ہوں یہاں تینوں قسم کی برائیاں مراد ہیں۔آخرت کے عذاب سے بچ جانا اور جنت میں داخل ہو جانا، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے اس لئے کہ اس جیسی کوئی کامیابی نہیں اور اس کے برابر کوئی نجات نہیں، ان آیات میں اہل ایمان کیلئے دو عظیم خوش خبریاں ہیں ایک تو یہ کہ فرشتے ان کیلئے دعا کرتے ہیں دوسری یہ کہ اہل ایمان کے خاندان جنت میں اکٹھے ہو جائیں گے۔(احسن البیان)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ
اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى
الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۰ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا
اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا
بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۱۱
ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ

اور جن لوگوں نے کفر کیا انہیں پکارا جائے گا کہ آج جتنا غصہ تمہیں اپنے آپ پر آ رہا ہے اللہ کو تم پر اس سے زیادہ غصہ آتا تھا جب تمہیں ایمان کی طرف دعوت دی جاتی تو تم انکار کر دیتے تھے (۱۰) وہ کہیں گے ہمارے رب تو نے دو دفعہ مارا اور دو دفعہ زندہ کیا، ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، اب بتلاؤ کیا یہاں سے نکلنے کا بھی کوئی راستہ ہے؟ (۱۱) جواب ملے گا تمہارا یہ حال اس لئے ہوا کہ جب تمہیں ایک اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾

کی طرف بلایا جاتا تو تم انکار کر دیتے اور اگر اس کے ساتھ شریک بنایا جاتا تو تم مان لیتے تھے اب فیصلہ اللہ عالی شان کبریا کے ہاتھ ہے۔ (۱۲)

زندگی اور موت کے چار مراحل:

موت وحیات کے وہی چار مراحل ہیں جن کا ذکر سورۃ البقرۃ کے آغاز میں ہو چکا ہے۔ یعنی وہ مردے تھے اللہ نے انھیں زندگی بخشی اور وہ اپنے والدین کے گھر پیدا ہوئے پھر اس زندگی کے بعد موت کے بعد چوتھا مرحلہ دوبارہ قیامت کو جی اُٹھنا۔ ان میں سے پہلے تین مراحل کو سب لوگ ہی جانتے ہیں کیوں کہ وہ ہر ایک کے مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں۔ انکار صرف بعث بعد الموت کا ہوتا ہے جو کسی کے مشاہدہ میں نہیں آیا اور یہ بات ہمیں وحی کے ذریعہ معلوم ہوئی پھر بہت سے عقلی دلائل بھی اسکی تائید کرتے ہیں۔ یوم آخرت کو دیکھ کر کافر کہیں گے کہ آج ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ رسولوں کا کہنا برحق تھا۔

آیت ۱۱: جمہور مفسرین کی تفسیر کے مطابق، دو موتوں میں سے پہلی موت تو وہ نطفہ ہے جو باپ کی پشت میں ہوتا ہے یعنی اس کے عدم وجود (نسبت) کو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اور دوسری موت وہ ہے جس سے انسان اپنی زندگی گذار کر ہمکنار ہوتا ہے اور اس کے بعد قبر میں دفن ہوتا ہے اور دو زندگیوں میں سے پہلی زندگی، یہ دنیوی زندگی ہے جس کا آغاز ولادت سے اور اختتام وفات پر ہوتا ہے اور دوسری زندگی وہ ہے جو قیامت والے دن قبروں سے اٹھنے کے بعد حاصل ہوگی انہی دو موتوں اور دو زندگیوں کا تذکرہ سورہ بقرہ ۲۸ میں کیا گیا ہے۔ (احسن البیان)

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَ مَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ

وہی تو ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور آسمان سے تمہارا رزق اتارتا ہے مگر ان باتوں سے سبق تو وہی حاصل کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہو (۱۳) لہٰذا اللہ کو اپنا دین خالص کرتے ہوئے پکارو اگرچہ کافرا سے برا ہی مانیں (۱۴) وہ بلند درجوں والا ہے، عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح (وحی) نازل کرتا ہے، تاکہ وہ لوگوں کو ملاقات کے دن سے ڈرائے (۱۵) جس دن سب لوگ کھلے میدان میں ہوں گے اور ان کی کوئی بات بھی اللہ سے چھپی نہ ہوگی اور پوچھا جائے گا کہ آج حکومت کس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ
بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ
الْحِسَابِ ﴿١٧﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ
الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ
مِنْ حَمِيْمٍ وَّ لَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿١٨﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ
الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾ وَ اللّٰهُ
يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ
السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿٢٠﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي
الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ
كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ
قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ
بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ
وَّاقٍ ﴿٢١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٢﴾

ع ۱۱ / ۷

ہے؟ اللہ اکیلے کی جو سب پر غالب ہے (۱۶) آج ہر اس شخص کو اس کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کمایا ہوگا۔ کسی پر آج ظلم نہیں ہوگا، بلاشبہ اللہ فوراً حساب لینے والا ہے (۱۷) اور اے نبی انہیں قریب آ پہنچنے والے دن سے ڈرایئے جب غم سے کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے، اس دن ظالموں کا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ ایسا سفارشی، جس کی بات مانی جائے (۱۸) اللہ تعالیٰ نظروں کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور ان مخفی باتوں کو بھی جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں (۱۹) اور اللہ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور اللہ کے علاوہ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے، بلاشبہ اللہ ہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے (۲۰) کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کا کیا انجام ہوا؟ وہ ان سے قوت میں بھی زیادہ تھے اور زمین میں یادگاریں بھی ان سے زیادہ چھوڑ گئے، پھر ان کے گناہوں کی وجہ سے اللہ نے انہیں پکڑ لیا۔ انہیں اللہ کی گرفت سے بچانے والا کوئی نہ تھا (۲۱) یہ اس لئے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے تو انہوں نے انکار کر دیا، چنانچہ اللہ نے انہیں پکڑ لیا۔ اللہ یقیناً بڑی قوت والا اور سخت سزا دینے والا ہے (۲۲)

آیت ۱۸: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اپنی قوم کو قیامت کے دن سے ڈرایئے جو بہت ہی قریب ہو چکا ہے، تاکہ شرک و معاصی کا ارتکاب کر کے اس دن کے عذاب کے مستحق نہ بنجائیں اس دن لوگوں کے دلوں پر ایسا خوف و رعب طاری ہوگا کہ دل اپنی جگہ چھوڑ کر حلق تک پہنچ جائینگے نہ نکل پائیں گے اور نہ ہی اپنی اصلی جگہ لوٹ سکیں گے اور دنیا میں اپنے برے کرتوتوں کی وجہ سے غم سے نڈھال ہوں گے ان پر مکمل سکوت طاری ہوگا، شرک و معاصی کا ارتکاب کرنے والوں کا اس دن نہ کوئی رشتہ دار ہوگا اور نہ کوئی مونس و غمخوار اور نہ کوئی سفارشی ہوگا، انتہائی مایوسی کا عالم ہوگا۔ العیاذ باللہ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱۹: اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس کا علم تمام چیزوں کو محیط ہے کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے وہ آنکھوں کی خیانتوں اور دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے تاکہ لوگ اس کی نافرمانی سے ڈریں اور تقویٰ اور عمل صالح کی راہ اختیار کریں۔

آیت ۲۱۔۲۲: اے نبی ﷺ کیا آپ کی رسالت کو جھٹلانے والوں نے دنیا کی سیر نہیں کی کہ وہ پہلی جھٹلانے والی قوموں کے عبرت ناک انجام دیکھتے کہ کس طرح انہیں اللہ کے عذاب نے ریزہ ریزہ کر کے چھوڑ دیا حالانکہ وہ ان سے طاقتور تھے اور انہوں نے ایسی شاندار پختہ عمارتیں چھوڑیں کہ یہ انکے گرد بھی نہیں پہنچ سکتے، انکے پاس اللہ کے نبی کھلے کھلے دلائل لے کر آتے لیکن یہ انہیں ٹھکراتے رہے آخر کار اللہ نے انہیں تباہ کر دیا، پھر فرمایا اللہ بڑی قوت والا اور سخت پکڑنے والا ہے (تفسیر ابن کثیر)

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَ قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ اسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾

نیز ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزات اور صریح سند دے کر بھیجا (۲۳) فرعون، ہارون اور قارون کی طرف مگر انہوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا (۲۴) پھر جب وہ ہماری طرف سے دین حق ان کے پاس لایا تو کہنے لگے جو لوگ ایمان لا کر موسیٰ کے ساتھ مل گئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دو، مگر کافروں کی یہ چال ناکام رہی (۲۵)

آیت ۲۳۔۲۴: آیات سے مراد وہ نشانیاں بھی ہو سکتی ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے یا عصا اور ید بیضا والے دو بڑے واضح معجزات بھی

''سلطان مبین'' سے مراد قوی دلیل اور حجت واضحہ جس کا کوئی جواب ان کی طرف سے ممکن نہیں تھا بجز ڈھٹائی اور بے شرمی کے، فرعون مصر میں آباد قبط کا بادشاہ تھا بڑا ظالم و جابر اور رب اعلیٰ ہونے کا دعویدار، اس نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا اور اس پر طرح طرح کی سختیاں کرتا تھا، جیسا کہ قرآن کے متعدد مقامات پر اس کی تفصیل ہے، ہامان فرعون کا خاص وزیر اور مشیر خاص تھا، قارون اپنے وقت کا مالدار ترین آدمی تھا سب سے پہلے لوگوں کی طرح موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور انہیں جادوگر اور جھوٹا کہا جیسے اللہ تعالیٰ نے سورہ ذاریات میں فرمایا اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گذرے ہیں، ان کے پاس جو بھی نبی آئے انھوں نے کہہ دیا کہ یا تو یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے، کیا یہ اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کر کے گئے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ سب کے سب سرکش ہیں۔ (احسن البیان)

آیت ۲۵: فرعون یہ کام پہلے بھی کر رہا تھا کہ وہ بچہ پیدا نہ ہو جو نجومیوں کی پیشین گوئی کے مطابق اس کی بادشاہت کیلئے خطرے کا باعث تھا، دوبارہ حکم اس نے موسیٰؑ کی تذلیل و اہانت کیلئے دیا، تاکہ بنی اسرائیل موسیٰؑ کے وجود کو اپنے لئے مصیبت اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نحوست کا باعث سمجھیں جیسا کہ فی الوقع بنی اسرائیل نے کہا۔ اے موسیٰ تیرے آنے سے پہلے بھی ہم اذیتوں سے دوچار تھے اور تیرے آنے کے بعد بھی ہمارا یہی حال ہے۔ الاعراف (احسن البیان)

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝۲۶ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝۲۷ ع

اور فرعون کہنے لگا ''مجھے چھوڑو میں موسیٰ کو قتل کیے دیتا ہوں اور وہ اپنے رب کو پکار کر دیکھ لے، مجھے تو یہ ڈر ہے کہ یہ تمہارے دین کو بدل ڈالے گا یا ملک میں فساد برپا کردے گا (۲۶) اور موسیٰ نے کہا میں نے اپنے اور تمہارے رب سے ہر ایسے متکبر سے جو یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا پناہ لے لی ہے (۲۷)

ع ۸

فرعون کی گیدڑ بھبکی:

آیت ۲۶: اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جب سیدنا موسیٰؑ پر ایمان لانے والوں میں کمی ہونے کے بجائے ان کی تعداد بڑھتی ہی گئی تو فرعون نے سوچا کہ اب اس مصیبت کا ایک ہی حل ہے اور وہ یہ ہے کہ سیدنا موسیٰؑ کو ہی قتل کر دیا جائے۔ لیکن اس کے درباریوں نے جو صحیح صورت حال سے واقف ہو چکے تھے اسے اس کام سے منع کر دیا کہ کہیں ملک میں کوئی بڑی بغاوت نہ اٹھ کھڑی ہو، تو ان کے درباریوں کو فرعون نے یہ جواب دیا اب یہ کام کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہا۔ لہٰذا مجھے یہ کام کرنے سے مت روکو اور اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسے کسی نے بھی روکا نہ ہو مگر وہ محض اپنی بہادری جتلانے کے لئے یہ بات کہہ رہا ہو۔ مگر چونکہ وہ خود بھی دل میں ڈرا اور سہما ہوا تھا اس لئے وہ اس طرح بات کر رہا تھا۔ ورنہ اگر وہ خود خائف نہ ہوتا اور اس کام کا ارادہ کر لیتا تو اسے کون روکنے والا تھا؟ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَ اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝۲۸ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ

اور اس موقع پر آل فرعون میں سے ایک مومن آدمی، جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا، بول اٹھا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلائل لایا ہے، اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے، تو جس عذاب کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے اس کا کچھ نہ کچھ حصہ تمہیں پہنچ کر رہے گا، اللہ یقیناً ایسے شخص کو راہ پر نہیں لاتا جو حد سے بڑھنے والا اور جھوٹا ہو (۲۸) اے میری قوم! آج تمہاری ہی حکومت ہے اور ملک میں تم ہی غالب ہو لیکن اگر اللہ کا عذاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَ مَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾

آ جائے تو کون ہماری مدد کرے گا؟ فرعون کہنے لگا میں تو تمہیں وہی کچھ دکھاتا ہوں جو خود دیکھ رہا ہوں اور میں تمہیں وہی راہ دکھلاتا ہوں جو بھلائی کی راہ ہے (۲۹)

آیت ۲۸: قرآنِ کریم کے ظاہری بیان کے مطابق آل فرعون کا ایک آدمی خفیہ طور پر موسیٰؑ کی رسالت پر ایمان رکھتا تھا مفسرین لکھتے ہیں کہ وہ فرعون کا چچازاد بھائی تھا اور اس کا نام شمعان تھا جب اس نے فرعون کی بات سنی کہ وہ موسیٰؑ کو قتل کرنے کی بات کررہا ہے تو اس نے جرأت کر کے کہا کہ تم لوگ ایک آدمی کو صرف اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ صرف اللہ کے رب ہونے کا قائل ہے، حالانکہ وہ اپنے اور اپنے عقیدہ کی صداقت پر تمہارے سامنے ایسے دلائل پیش کر چکا ہے جن کی تم تردید نہیں کر سکے، مردمومن نے ان کے بعد اپنے لہجے میں تھوڑی نرمی پیدا کرتے ہوئے کہا اگر ہم مان لیں کہ وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا نقصان اسے ہی پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں جگہ اس کی جھوٹ کی اسے سزا دے گا، اگر وہ سچا ہے اور تم اسے تکلیف دو گے تو جس دنیاوی اور اخروی عذاب کی وہ دھمکی دیتا ہے اس کی گرفت میں آ جاؤ گے، اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس آدمی کو کامیاب نہیں کرتا جو حد سے تجاوز کرنے والا اور جھوٹا ہوتا ہے (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ قَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

اور جو شخص ایمان لایا تھا وہ کہنے لگا اے میری قوم مجھے ڈر ہے کہ تم پر بھی ایسا دن نہ آ جائے جیسا کہ رسولوں کے مخالف جماعتوں پر آیا تھا (۳۰) جیسے قوم نوح، عاد اور ثمود اور ان کے بعد آنے والوں کی بری حالت ہوئی تھی، اور اللہ تو یہ نہیں چاہتا کہ اپنے بندوں پر ظلم کرے (۳۱) اے میری قوم میں تم پر آہ وفغاں کے دن سے ڈرتا ہوں (۳۲) جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگے بھاگے پھرو گے، مگر تمہیں اللہ کے سوا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں (۳۳)

آیت ۳۰-۳۱: اس صالح مومن نے اپنی قوم کو ہر چند سمجھایا اور اللہ کے عذابوں سے ڈرایا اور ان سے کہا کہیں رسولوں کو جھٹلانے والی پہلی قوموں کی طرح تمہارا حشر نہ ہو، مثلاً قوم نوح، قوم عاد و ثمود کی طرح اور ان کے بعد والے انبیاء کو جھٹلانے والی قوموں کی طرح کہیں تمہاری درگت نہ بنے کہ کس طرح انہیں اللہ کے عذابوں نے آگھیرا، جنہیں کوئی نہ ہٹا سکا اور نہ کوئی کسی کو بچا سکا۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یوم التناد کے مختلف مفہوم:

آیت ۳۲: اکثر مفسرین نے (یَوْمَ التَّنَادِ) سے مراد قیامت کا دن لیا ہے۔ جس دن تابعداری کرنے والے اپنے بڑوں (مطاع حضرات) کے متعلق فریاد کر رہے ہوں گے۔ مظلوم ظالم کو پکڑے ہوئے فریاد کر رہا ہوگا۔ عابد اپنے معبودوں سے نالاں ہوں گے وغیرہ یا اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اہل جنت اہل دوزخ سے اہل اعراف اہل دوزخ سے، دوزخی آپس میں جنتی آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہوں گے لیکن جن مفسرین نے (یَوْمَ التَّنَادِ) سے مراد عذاب الٰہی کے نازل ہونے کا دن مراد لیا ہے وہ ربطِ مضمون کے لحاظ سے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے یعنی عذاب الٰہی کے وقت وہ سب آہ وفغاں کرتے ہوں گے اور اسی حال میں ان کا خاتمہ ہوجائے گا۔ اس سے مراد قیامت کا دن بھی ہوسکتا اور کسی قوم پر عذاب کا دن بھی۔ لیکن اس وقت اگر کوئی پیٹھ پھیر کر بھاگنا بھی چاہے تو وہ اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۚۖ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۙ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ صُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ ع ۴

اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس واضح دلائل لے کر آئے تھے مگر جو کچھ وہ لائے اس کے متعلق تم شک ہی میں پڑے رہے یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے تو تم کہنے لگے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا، اسی طرح اللہ ایسے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے جو حد سے بڑھنے والے شک کرنے والے ہوں (۳۴) جو اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی سند آئی ہو، یہ چیز اللہ تعالیٰ اور ایمانداروں کے نزدیک بڑی ناراضگی کی بات ہے، اسی طرح اللہ ہر تکبر کرنے والے سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے (۳۵) اور فرعون کہنے لگا اے ہامان میرے لئے ایک بلند عمارت بناؤ تاکہ میں ان راستوں تک پہنچ سکوں (۳۶) جو آسمانوں کے راستے ہیں، پھر موسیٰ کے معبود کی طرف جھانک سکوں اور میں اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں اس طرح فرعون کی بدعملی اس کیلئے خوشنما بنادی گئی اور راہ راست سے روک دیا گیا اور فرعون کی چالبازی میں اس کی اپنی ہی تباہی (مضمر) تھی (۳۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۳۶: فرعون کی سرکشی اور غرور کا بیان ہے کہ اس نے اپنے وزیر ہامان کو ایک بلند عمارت بنانے کا حکم دیا تاکہ اس کے ذریعہ سے وہ آسمان کے دروازوں تک پہنچ جائے، اسباب کے معنی دروازے یا راستے ہیں۔ (احسن البیان)

وَ قَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ ز وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَ یٰقَوْمِ مَالِیْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَی النَّجٰوةِ وَ تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ﴿۴۱﴾ ط تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ اُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ز وَّ اَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰهِ وَ اَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ط وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

اور جو شخص ایمان لایا تھا وہ کہنے لگا اے میری قوم میری اتباع کرو تو میں تمہیں بھلائی کی راہ بتلاؤں گا (۳۸) اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی تو بس چند دن ہے اور ابدی قیام کا گھر آخرت ہی ہے (۳۹) جو شخص برائی کرے گا اسے اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا اور جو نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں انہیں بلا حساب رزق دیا جائے گا (۴۰) اے میری قوم کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو (۴۱) تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ سے کفر کروں اور اس کا شریک بناؤں جن کے متعلق مجھے علم نہیں، حالانکہ میں تمہیں اس کی طرف بلاتا ہوں جو سب پر غالب اور بخشنے والا ہے (۴۲) اس میں کوئی شک نہیں کہ جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو ان کیلئے نہ دنیا میں کوئی دعوت ہے اور نہ آخرت میں، اور یہ کہ ہماری واپسی اللہ ہی کی طرف ہے اور یہ کہ بلاشبہ حد سے بڑھنے والے ہی جہنمی ہیں (۴۳) جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں عنقریب تم اسے یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بلاشبہ اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے (۴۴)

آیت ۴۲: عَزِیْزٌ۔ جو کافروں سے انتقام لینے اور انکو عذاب دینے پر قادر ہو۔ غَفَّارٌ اپنے ماننے والوں کی غلطیوں، کوتاہیوں کو معاف کر دینے والا ہو اور ان کی پردہ پوشی کرنے والا، جب کہ تم جن کی عبادت کرنے کی طرف مجھے بلا رہے ہو وہ بالکل حقیر اور کم تر چیزیں ہیں، وہ سن سکتی ہیں نہ جواب دے سکتی ہیں، کسی کو نفع پہنچانے پر قادر ہیں نہ نقصان پہنچانے پر۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

ان لوگوں نے جو چالیں اس مرد مومن کے خلاف چلی تھیں، اللہ نے ان سے اسے بچا لیا اور آل فرعون خود ہی برے عذاب میں گھر گئے (۴۵) وہ صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو حکم ہوگا کہ شدید ترین عذاب میں آل فرعون کو داخل کر دو (۴۶)

اللہ نے اس داعی الی اللہ کو پہلے تو فرعون اور فرعونیوں سے نجات دی، اور جب فرعون اپنے لشکر کے ساتھ سمندر میں غرق ہوا تو اسے موسیٰؑ اور دیگر مومنین کے ساتھ ڈوبنے سے بچا لیا اور فرعون اور فرعونیوں کو بدترین عذاب نے آ گھیرا۔ دنیا میں نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ سمندر میں ڈبو دیئے گئے اور قبر اور برزخ میں صبح و شام یعنی ہر وقت انکی روحوں کو آگ کا عذاب دیا جاتا ہے اور جب قیامت آئے گی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ فرعون اور فرعونیوں کو شدید ترین عذاب میں ڈال دو۔

سیوطی نے کرمانی کی کتاب "العجائب" کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ آیت عذاب قبر کی سب سے بڑی دلیل ہے اس لئے کہ آیت میں روحوں کو عذاب دیا جانا، روز قیامت کے عذاب سے پہلے بتایا گیا ہے، عذاب قبر نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آگاہ رہو! تم لوگ قبروں میں آزمائشوں میں ڈالے جاؤ گے (احمد و مسلم) اور بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عذاب قبر حق ہے'' عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ اِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَ مَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ ع ۵

اور جب جہنم میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ متکبرین سے کہیں گے ہم دنیا میں تمہارے تابع تھے تو کیا اب تم جہنم کے عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا کر ہمارے کسی کام آؤ گے؟ (۴۷) وہ تکبر کرنے والے جواب دیں گے: ہم سب اسی میں پڑے ہیں اور اللہ بندوں درمیان فیصلہ کر چکا ہے (۴۸) کے اور جو لوگ جہنم میں ہوں گے وہ جہنم کے محافظوں سے کہیں گے اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ایک دن تو ہمارے عذاب میں کچھ تخفیف کر دے (۴۹) وہ کہیں گے، تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے؟ جہنمی کہیں گے، کیوں نہیں ضرور آئے تھے تو وہ کہیں گے پھر تم خود دعا کر لو اور کافروں کی دعا تو ضائع ہونے والی ہے (۵۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۴۷: جہنمی جن میں فرعون وفرعونی سبھی داخل ہیں، جہنم میں جھگڑیں گے، عوام سرداروں سے کہیں گے ہم تمہارے حکم کے تابع تھے اور جیسے تم کہتے تھے اسی طرح کرتے تھے تم نے ہمیں دنیا میں کفر وگمراہی کی راہ بتائی، ہم اسی پر چل پڑے کیا ہم سے اس خوفناک عذاب کا تھوڑا سا حصہ ہٹا کر تم خود برداشت کر سکتے ہو؟ تھوڑا سا حصہ اپنے اوپر اوٹ لو تا کہ ہمارا عذاب ہلکا ہو جائے (تفسیر ابن کثیر)

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَ اَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَّ ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿٥٤﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿٥٥﴾

ہم یقیناً اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے (۵۱) جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہ دے گی اور ان کیلئے لعنت ہے اور برا گھر ہے (۵۲) اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت کی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنا دیا (۵۳) جو اہل عقل کیلئے ہدایت اور نصیحت تھی (۵۴) پس آپ صبر کیجئے بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہ کی معافی مانگئے اور صبح اور شام اپنے رب کی حمد سے اس کی تسبیح کیجئے (۵۵)

اللہ کی امداد کی صورتیں:

آیت ۵۱: دنیا میں رسولوں اور مومنوں کی مدد کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے دشمنوں کو تباہ کر دیا جائے اور انھیں ظالموں کے پنجۂ استبداد سے نجات دلا دی جائے۔ دوسری یہ کہ انھیں سیاسی تفوق بھی حاصل ہو جائے اور تیسری یہ کہ دنیا میں انہی کا بول بالا ہو۔ یعنی جس مقصد کیلئے وہ کھڑے ہوئے ہیں اللہ کی مدد انکے شامل حال رہتی ہے اور حق پرستوں کی قربانیاں کسی بھی حال میں ضائع نہیں جاتیں۔ ان تینوں صورتوں میں سے کسی نبی کو صرف ایک قسم کی مدد حاصل ہوئی، کسی کو دو قسم اور کسی کو تین قسم کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اللہ کی طرف سے تینوں طرح کی مدد سے فیض یاب ہوئے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۵۴: هُدًى وَذِكْرٰى بمعنی هَادٍ اور مُذَكِّر یعنی ہدایت دینے والی اور نصیحت کرنے والی عقل مندوں سے مراد عقل سلیم کے مالک ہیں، کیوں کہ وہی آسمانی کتابوں سے فائدہ اٹھاتے اور ہدایت ونصیحت حاصل کرتے ہیں دوسرے لوگ گدھوں کی طرح ہیں جن پر کتابوں کا بوجھ تو لدا ہوتا ہے لیکن وہ اس سے بے خبر ہوتے ہیں کہ ان کتابوں میں کیا ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۵۵: گناہ سے مراد وہ چھوٹی چھوٹی لغزشیں ہیں جو بہ تقاضائے بشریت سرزد ہو جاتی ہیں جن کی اصلاح بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کر دی جاتی ہے یا استغفار بھی ایک عبادت ہے اجر وثواب کی زیادتی کیلئے استغفار کا حکم دیا گیا ہے، یا مقصد امت کی رہنمائی ہے کہ وہ استغفار سے بے نیاز نہ ہوں۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِیْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ ۙ۬ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ لَا الْمُسِیْٓءُ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾

جو لوگ بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں ان کے دلوں میں تکبر بھرا ہوتا ہے مگر وہ اس بڑائی کو پانہیں سکتے (جو آرزو رکھتے ہیں) لہٰذا آپ ان کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ مانگئے، بلاشبہ وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے (۵۶) آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۵۷) اور نابینا اور بینا یکساں نہیں ہو سکتے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ اور گناہ گار یکساں نہیں ہو سکتے، مگر تم لوگ کم نصیحت قبول کرتے ہو (۵۸) بلاشبہ قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں، لیکن اکثر لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے ہیں (۵۹)

آیت ۵۶: وہ لوگ بغیر آسمانی دلیل کے بحث و حجت کرتے ہیں، محض تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں تاہم اس سے جوان کا مقصد ہے کہ حق کمزور اور باطل مضبوط ہو، وہ ان کو حاصل نہیں ہوگا۔ (احسن البیان)

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ﴿۶۰﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾

وقف لازم

آپ کے رب نے فرمایا "مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، جو لوگ میری عبادت سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں عنقریب ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے (۶۰) اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں آرام کر سکو اور دن کو روشن بنایا، اللہ تعالیٰ تو یقیناً لوگوں پر بڑا صاحب فضل ہے لیکن اکثر لوگ ناشکرے ہیں (۶۱) تمہارا رب جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں پھر تم کہاں سے بہک جاتے ہو (۶۲) اسی طرح وہ لوگ بہکائے جاتے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا کرتے تھے (۶۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۶۰: جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ ہی سارے جہاں کا ''رب'' ہے تو اس نے اپنے بندوں کو از راہ خیر خواہی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی تعلیم دی کہ میرے بندو! تم سب صرف مجھے پکارو، میں ہی تمہاری پکار کا جواب دوں گا اور تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ مسند احمد میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ''اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے''۔ (ترمذی، حدیث نمبر: 3372 علامہ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے) (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۴ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۵

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار اور آسمان کو بمنزل چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں تو نہایت عمدہ بنائیں اور تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا، یہ ان صفات کا مالک ہے، تمہارا رب جو بڑا برکت والا اور تمام جہانوں کا رب ہے (۶۴) وہی زندہ ہے جسے موت نہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا تم خالص اسی کی حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے پکارا کرو، ہر طرح کی تعریف اللہ رب العالمین کیلئے ہی ہے (۶۵)

آیت ۶۴: اللہ ہی نے زمین تمہارے لئے فرش اور قرار گاہ بنادی تم اس پر زندہ رہتے ہو چلتے پھرتے ہو اور حسب مرضی تصرف کرتے ہو اسی نے اس کے سینے پر پہاڑوں کی بھاری بھاری میخیں ٹھونک دیں تاکہ اس کی جنبش و حرکت سے تمہیں نقصان نہ پہنچے، آسمان کو تمہارے لئے ایک محفوظ چھت بنادیا تمہاری طرح طرح کی صورتیں بنائیں عمدہ عمدہ اور حسین و جمیل شکلیں عطا فرمائیں، کھانے پینے کیلئے پاکیزہ روزیاں اور مشروب عطا فرمائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۶

آپ کہئے کہ مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو، جبکہ میرے رب کی طرف سے میرے پاس واضح دلائل بھی آچکے ہیں، اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں اللہ رب العالمین کا فرمانبردار بن کر رہوں (۶۶)

آیت ۶۶: اللہ نے اپنے سوا غیروں کی عبادت سے روک دیا خواہ وہ بت ہوں یا تھان و چبوترے یا درخت و جانور یا جن و فرشتے یا پیر و ولی یا مزار سب طاغوت ہیں سب کی عبادت حرام ہے صرف اللہ ہی کی عبادت کرنی چاہئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ

وہی تو ہے جس نے تمہیں مٹی سے پھر نطفہ سے پھر لوتھڑے سے پیدا کیا پھر تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے، پھر (تمہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ ع ۸ / ۱۲

بڑھاتا ہے) تاکہ تم اپنی طاقت کو پہنچ جاؤ پھر تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ پھر تم میں سے کسی کو وفات دی جاتی ہے تاکہ تم اس مدت کو پہنچو جو تمہارے لئے مقرر ہے اور تاکہ تم عقل سے کام لو (۶۷) وہی تو ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اس سے اتنا ہی کہتا ہے کہ "ہو جا" تو وہ ہو جاتا ہے (۶۸)

آیت ۶۷: تمہارے باپ آدم کو مٹی سے بنایا جو ان کی تمام اولاد کے مٹی سے پیدا ہونے کو مستلزم ہے پھر اس کے بعد نسل انسانی کے تسلسل اور اس کے بقا و تحفظ کیلئے انسانی تخلیق کو نطفے سے وابستہ کر دیا اور ہر انسان اس نطفے سے پیدا ہوتا ہے جو صلب پدر سے رحم مادر میں جا کر قرار پکڑتا ہے سوائے عیسیٰؑ کے کہ ان کی پیدائش معجزانہ طور پر بغیر باپ کے ہوئی، جیسا کہ قرآن کریم کی بیان کردہ تفصیلات سے واضح ہے اور جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

ان تمام کیفیتوں اور اطوار سے گذارنے والا وہی اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ (احسن البیان)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ معانقة ۱۳ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَ بِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۟ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ

آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں؟ وہ کہاں سے پھیر دیئے جاتے ہیں؟ (۶۹) ان لوگوں نے اس کتاب قرآن کو بھی جھٹلایا اور ان کو بھی جو ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجی تھیں، عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا (۷۰) جبکہ ان کی گردنوں میں طوق پڑے ہوں گے اور ایسی زنجیریں جن سے وہ کھولتے پانی میں گھسیٹے جائیں گے (۷۱) پھر جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے (۷۲) پھر ان سے پوچھا جائے گا کہاں ہیں وہ جنہیں تم اللہ کے شریک بنایا کرتے تھے؟ (۷۳) اللہ کے سوا تھے سو کہیں گے، وہ تو ہم سے بھلا دیئے گئے بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی چیز کو بھی پکارتے ہی نہ تھے، اللہ اسی طرح کافروں کو بھول بھلیوں میں ڈال دیتا ہے (۷۴) تمہارا یہ انجام اس وجہ سے ہے کہ تم کسی معقول وجہ کے بغیر زمین میں پھولے نہ سماتے تھے اور اکڑ اکڑ کر چلتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٦﴾

تھے (۷۵) اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، تم اس میں ہمیشہ رہو گے، تکبر کرنے والوں کا کیسا برا ٹھکانا ہے (۷۶)

آیت ۷۱۔۷۲: طوق و سلاسل ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیروں کا دوسرا سرا محافظین جہنم کے ہاتھوں میں ہوگا جو انہیں کبھی منہ کے بل سخت کھولتے ہوئے پانی میں گھسیٹیں گے اور کبھی جہنم کی خوفناک آگ کے شعلوں میں فرمایا: یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلایا کرتے تھے۔ (الرحمن ۴۳۔۴۴) (تفسیر ابن کثیر)

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٧٧﴾

پس اے نبی آپ صبر کیجئے اللہ کا وعدہ سچا ہے، ہم نے جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا ہے ہو سکتا ہے کہ اس کا کچھ ہم آپ کو دکھا دیں یا آپ کو اٹھا لیں آخر انہیں ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے (۷۷)

آیت ۷۷: اے نبی آپ اپنی قوم کی تکذیب پر صبر کریں اللہ نے فتح و امداد کا جو آپ سے وعدہ فرمایا ہے اسے ضرور پورا کرے گا اور آخرت میں انجام آپ ہی کا بخیر ہوگا پھر فرمایا اگر ہم اس عذاب میں جس کا ان سے ہم نے وعدہ کیا ہے کچھ آپ کو بھی دنیا میں دکھلا دیں چنانچہ دکھایا گیا جنگ بدر میں مشرکوں کے سرداروں کی بری گت بنی کچھ جہنم رسید ہوگئے' کچھ گرفتار ہو کر لائے گئے اللہ نے ان کو ذلیل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور مسلمانوں کی آنکھیں ٹھنڈی کیں، پھر اپنے رسول کی زندگی ہی میں نہ صرف مکہ بلکہ تمام عرب آپ کے قبضہ میں دے دیا پھر فرمایا آپ کو فوت کر دیں تو یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹ کر آئیں گے اور آخرت میں ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٧٨﴾ ع ۸/۱۳

آپ سے پہلے ہم کئی رسول بھیج چکے ہیں ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کا حال ہم نے آپ سے بیان کر دیا ہے اور کچھ ایسے ہیں جن کا حال بیان نہیں کیا، اور کسی رسول میں یہ طاقت نہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی معجزہ از خود لا سکتا پھر جب اللہ کا حکم آ گیا تو انصاف کے مطابق فیصلہ کر دیا گیا اور اس وقت غلط کار لوگ ہی خسارہ میں رہے (۷۸)

آیت ۷۸: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزید تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم آپ سے پہلے بہت سے انبیاء مبعوث کئے، ان میں سے بعض کے واقعات ہم نے قرآن کریم میں آپ کیلئے بیان کر دیئے ہیں اور بعض کے بارے میں ہم نے آپ کو کچھ بھی نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بتایا، حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جن کے نام نہیں بتائے گئے ہیں ان کی تعداد ان انبیاء سے کئی گنا زیادہ ہے جن کے نام قرآن میں ذکر کئے گئے ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿٨١﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٨٣﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ ع ۱۴

اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے ان میں بعض پر تم سوار ہوتے ہو اور بعض کھاتے ہو (۷۹) نیز تمہارے لئے ان میں اور فائدے ہیں اور جو ضرورت تمہارے جی میں آئے اس کیلئے ان پر سوار ہو کر وہاں پہنچ جاتے ہو نیز ان پر اور کشتیوں پر تم سوار کئے جاتے ہو (۸۰) اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا رہا ہے پھر تم اس کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے (۸۱) کیا ان لوگوں نے زمین میں چل کر دیکھا نہیں کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کا کیا انجام ہوا؟ وہ تعداد میں ان سے زیادہ، قوت میں ان سے سخت، اور زمین میں اپنے آثار چھوڑنے میں ان سے بڑھ کر تھے مگر جو وہ کر رہے تھے یہ سب چیزیں ان کے کچھ کام نہ آ سکیں (۸۲) پھر جب ان کے رسول ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو جو علم ان کے پاس تھا وہ اسی میں مگن رہے اور جس عذاب کا وہ مذاق اڑاتے تھے اسی نے انہیں آ گھیرا (۸۳) اور جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو کہنے لگے ہم اللہ اکیلے پر ایمان لائے اور جنہیں ہم اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے ان کا انکار کرتے ہیں (۸۴) مگر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو ان کے ایمان نے انہیں کچھ فائدہ نہ دیا، یہی سنت الٰہی ہے جو ہمیشہ اسکے بندوں میں جاری رہی، اور اس عذاب کے موقعہ پر کافر لوگ خسارہ میں پڑ گئے (۸۵)

آیت ۸۳۔۸۵: جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو اب آنکھیں کھلیں، ہوش اڑ گئے کہنے لگے ہمارا ایک اللہ پر ایمان ہے اور ہم تمام معبودوں سے بیزار ہیں لیکن یہ وقت توبہ کرنے، رونے دھونے اور ندامت و پشیمانی کا نہیں اب لاکھ عذر و معذرت کرو بے سود ہے تیر کمان سے نکل چکا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ حٰمٓ السَّجۡدَۃ

حٰم السجدہ مکی ہے۔اس میں ۵۴ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں۔

تعارف:

اس سورہ کا بھی اصل مضمون سابق سورہ کی طرح توحید ہی ہے۔اس میں توحید کے دلائل بھی بیان ہوئے ہیں اور ان لوگوں کو ڈرایا بھی گیا ہے جو قرآن کی دعوتِ توحید کی مخالفت کر رہے تھے۔ساتھ ہی ان ایمان والوں کو ابدی کامیابی کی بشارت دی گئی ہے جو مخالفوں کی تمام مخالفانہ سرگرمیوں کے علی الرغم ،توحید پر استوار رہیں گے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ تمہارے دشمن خواہ کتنا ہی جاہلانہ رویہ اختیار کریں لیکن تم ان کی جہالت کا جواب صبر و بردباری سے دینا، یہی طریقہ بابرکت ہے اور اس میں تمہاری دعوت کی کامیابی مضمر ہے۔

اٰیاتھا ۵۴ 	۴۱ سُوۡرَۃُ حٰمٓ السَّجۡدَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۶۱ 	رکوعاتھا ۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۚ﴿۲﴾
کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ
یَّعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ۚ فَاَعۡرَضَ
اَکۡثَرُہُمۡ فَہُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡنَ ﴿۴﴾ وَ قَالُوۡا قُلُوۡبُنَا
فِیۡۤ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ وَ فِیۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ
وَّ مِنۡۢ بَیۡنِنَا وَ بَیۡنِکَ حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا
عٰمِلُوۡنَ ﴿۵﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) یہ بڑے مہربان ورحیم کی طرف سے نازل ہوا ہے (۲) قرآن ایسی کتاب ہے جسکی آیات تفصیلی ہیں،عربی زبان میں ہے علم رکھنے والوں کیلئے (۳) یہ خوشخبری دینے اور ڈرانے والا ہے،مگر اکثر نے اعراض کیا اور اسے سنتے ہی نہیں (۴) اور کہتے ہیں کہ جسکی طرف تو ہمیں بلاتا ہے اس سے ہمارے دل پردوں میں اور ہمارے کان بہرے ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ حائل ہے لہٰذا تم اپنا کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کئے جائیں (۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ربط آیات: ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت ہی مہربان ہے کہ اسنے لوگوں کی ہدایت کیلئے شاندار کتاب نازل فرمائی۔ اس احسان کا حق یہ تھا کہ لوگ قرآن مجید کی قدر کرتے، اس پر ایمان لاتے اور اسکی تعلیمات پر عمل کرتے، لیکن عرب کے کفار و مشرکین نے قرآن کا انکار کیا اور اسکو ٹھکرایا۔ اس کائنات کے اندر کئی خدا نہیں ہیں یہاں صرف ایک ہی اللہ ہے جس نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے اور وہ اکیلا ہی اس کائنات کو چلا رہا ہے اور وہ اللہ بہت طاقتور اور بہت رحم کرنیوالا ہے۔

آیت ۲: صدیق حسن لکھتے ہیں کہ مخلوق کی مثال مریضوں اور محتاجوں کی ہے اور قرآن کریم میں مریضوں کیلئے ہر دوائے شافی ہے اور صحت مند محتاجوں کیلئے ہر غذائے نافع ہے گویا قرآن کریم انسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کا عظیم ترین عطیہ ہے جو باری تعالیٰ کی رحمت اور اس کے لطف و کرم کا مظہر ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۳: کیا حلال ہے اور کیا حرام؟ طاعت کیا ہے اور معاصی کیا؟ ثواب والے کام کون سے ہیں اور عتاب والے کون سے؟ (احسن البیان)

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ۙ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
ع ۸/۱۵ الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ۧ

کہئے کہ میں تمہارے جیسا ایک انسان ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا اللہ بس ایک ہی معبود ہے لہٰذا سیدھے اس کی طرف متوجہ رہو اور اسی سے معافی مانگو اور مشرکوں کیلئے ہلاکت ہے (۶) جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں (۷) بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کیلئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے (۸)

آیت ۶: ان جھٹلانے والے مشرکوں سے آپ فرمادیں کہ میں تم جیسا ایک بشر ہوں مجھ پر یہ وحی اترتی ہے کہ تمہارا معبود صرف اللہ ہی ہے جو اکیلا ہے بت وغیرہ نہیں جیسا کہ تمہارا خیال ہے معبود بہت نہیں ہیں صرف ایک ہی معبود ہے اور وہ اللہ ہے لہٰذا خلوص سے اس کی عبادت کرو اور اپنے کئے ہوئے گناہوں کی اسی سے معافی مانگو۔ (تفسیر ابن کثیر)

زکوٰۃ کے دو معنی:

آیت ۷: اس جملہ کے دو مطلب ہیں۔ ایک لغوی اعتبار سے زَکّٰی کے معنی بالیدگی، نشوونما پانا اور عمدہ ہونا اور زَکّٰی کے معنی نفس کو روحانی آلائشوں، عقائد کی خرابیوں اور بیماریوں اور اخلاق رذیلہ سے پاک کرکے اوصاف حمیدہ پیدا کرنا ہے۔ اس لحاظ سے اس جملے کا مطلب یہ ہوا ان مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنے مشرکانہ عقائد سے اپنے آپ کو پاک صاف نہیں بناتے اور دوسرا مطلب شرعی اصطلاح کے اعتبار سے یہ ایسے مشرک جو شرک کرکے اللہ کے حقوق تلف کرتے ہیں اور زکوٰۃ کی عدم ادائیگی سے لوگوں کے حقوق تلف کرتے ہیں اور ان دونوں کی اصل وجہ یہ ہے کہ آخرت میں جوابدہی کے منکر ہیں۔ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سورت مکی ہے زکوٰۃ ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی، اس لئے اس سے مراد یا صدقات ہیں جس کا حکم مسلمانوں کو مکہ میں دیا جارہا تھا، جس طرح پہلے صرف صبح وشام کی نماز کا حکم تھا پھر ہجرت سے ڈیڑھ سال قبل لیلۃ الاسراء کو پانچ فرض نمازوں کا حکم ہوا، یا پھر زکوٰۃ سے یہاں مراد کلمہ شہادت ہے جس سے نفس انسانی شرک کی آلودگیوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ (ابن کثیر، احسن البیان)

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۹ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۱۰ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۱۱ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۱۲

آپ ان سے کہئے: کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں پیدا کیا؟ اور تم دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو؟ یہ ہے رب العالمین (۹) نیز اس نے زمین کے اوپر مضبوط پہاڑ بنا دیئے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں رہنے والوں کی غذاؤں کی تجویز بھی اس میں کر دی صرف چار دن میں، ضرورت مندوں کیلئے یکساں طور پر (۱۰) پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اس وقت دھواں (سا) تھا تو اس نے آسمان و زمین سے کہا کہ وجود میں آجاؤ خواہ تم چاہو، یا نہ چاہو دونوں نے کہا ہم فرمانبرداروں کی طرح آگئے (۱۱) پھر اس نے دو دنوں میں سات آسمان بنا ڈالے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کیا اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے سجایا اور حفاظت کا کام لیا ہے یہ سب غالب اور ہر چیز کو جاننے والے کی منصوبہ بندی ہے (۱۲)

آیت ۱۰: زمین پر بسنے والی تمام مخلوقات کی خوراک اس میں مقدر کر دی ہے یا بندوبست کر دیا ہے اور سب کی اس تقدیر یا بندوبست کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ کوئی زبان اسے بیان نہیں کرسکتی، کوئی قلم اسے رقم نہیں کرسکتا اور کوئی کیلکولیٹر (Calculator) اسے گن نہیں سکتا، بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ ہر زمین کے حصے میں کچھ ایسی چیزیں پیدا کر دیں جو زمین کے دوسرے حصوں میں پیدا نہیں ہوسکتیں، تاکہ ہر ہر علاقے کی یہ مخصوص پیداواریں ان علاقوں کی تجارت و معیشت کی بنیادیں بن جائیں، چنانچہ یہ مفہوم بھی اپنی جگہ صحیح اور بالکل درست ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۱۱: دخان یعنی بھاپ کی شکل میں سمندر کا پانی تھا پھر زمین و آسمان سے فرمایا کہ میرا حکم مانو اور بخوشی یا بادل نخواستہ میری مرضی کے مطابق بن جاؤ (ابن عباس ؓ) آسمان سے فرمایا تجھ پر سورج چاند اور تارے طلوع ہوں اور زمین سے فرمایا نہریں اور پھل پیدا کر دونوں نے خوشی سے رب کا حکم مان لیا یعنی فرشتے جن اور انسان سب خوشی خوشی اطاعت پر راضی ہوگئے یہاں آسمان و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین کو اصحاب عقل کے قائم مقام رکھ کر خطاب کیا گیا ہے، زمین میں کعبہ اقدس کی زمین نے اور آسمانوں میں کعبے کے محاذ والی عبادت گاہوں نے جواب دیا تھا۔ (ابن کثیر)

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

پھر اگر وہ اعراض کریں تو آپ کہئے کہ میں تمہیں ایسی کڑک سے ڈراتا ہوں جیسی قوم عاد اور ثمود پر گری تھی (۱۳) جب انکے پاس ان کے آگے سے اور پیچھے سے رسول آئے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو کہنے لگے ''اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتے نازل کرتا لہٰذا تم جو پیغام دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کا انکار کرتے ہیں'' (۱۴)

آیت ۱۴: قوم عاد و ثمود کو اس لئے ہلاک کیا گیا تھا کہ ان کے پاس ہود اور صالح جیسے انبیاء آئے اور ان تک دعوت توحید پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا لیکن کفر و سرکشی پر ان کی ہٹ دھرمی میں کوئی کمی نہیں آئی اور کہنے لگے کہ اگر اللہ ہم تک اپنا پیغام پہنچانا چاہتا تو فرشتوں کو بھیجتا نہ کہ ہمارے ہی جیسے انسانوں کو، اس لئے ہم تمہاری رسالت کا انکار کرتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ قَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَ هُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾
ع ۲ / ۱۶ وَ نَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾

رہے عاد انہوں نے ملک میں ناحق تکبر کیا اور کہنے لگے: ہم سے بڑھ کر طاقتور کون ہے، کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ جس نے انہیں پیدا کیا وہ ان سے یقیناً زیادہ طاقتور ہے، اور وہ جان بوجھ کر ہماری آیات کا انکار کرتے رہے (۱۵) پھر ہم نے ان پر چند منحوس دنوں میں سناٹے کی آندھی چھوڑ دی تاکہ ہم انہیں دنیا میں ہی رسوائی کا عذاب چکھائیں اور جو آخرت کا عذاب ہے وہ تو اور زیادہ رسوا کرنے والا ہے اور انہیں کہیں سے مدد بھی نہ ملے گی (۱۶) رہے ثمود تو انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھائی مگر انہوں نے راہ دیکھنے کے مقابلے میں اندھا رہنا پسند کیا، آخر انہیں کڑک کی صورت میں ذلت کے عذاب نے آ پکڑا جو ان کی کرتوتوں کا بدلہ تھا (۱۷) اور ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو ایمان لائے اور نافرمانی سے بچتے تھے (۱۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱۶: ایسی ہوا جس میں سخت آواز تھی۔ یعنی نہایت تند اور تیز ہوا جس میں آواز ہوتی ہے بعض کہتے ہیں یہ صرسے ہے، جس کے معنی برد (ٹھنڈک) کے ہیں یعنی ایسی پالے والی ہوا جو آگ کی طرح جلا ڈالتی ہے امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں وہ ہوا ان تمام ہی باتوں سے متصف تھی۔ (احسن البیان)

آیت ۱۷: ہم نے ہدایت کی راہ انہیں بتادی تھی یا اس کی دعوت دے دی تھی ان کے نبی صالحؑ کی زبان پر انہیں راہ ہدایت دکھلا دی، جتلا دی اور واضح فرمادی تھی لیکن انہوں نے بھی آپ کی مخالفت کی آپ کو نہ مانا بلکہ جھٹلایا اور اسی اونٹنی کو جو نبی کی صداقت کا ایک معجزہ تھا زخمی کر ڈالا آخر کار اللہ نے دلدوز چیخ سے اور ہیبت ناک زلزلے سے ذلت کے ساتھ عبرت بنا کر غارت کر دیا۔ (ابن کثیر)

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَآ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَ اِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿٢٤﴾

اور جس دن اللہ کے دشمن جہنم کی طرف ہانک کر لائے جائیں گے تو انہیں روک لیا جائے گا (۱۹) یہاں تک کہ جب سب جہنم کے قریب آ پہنچیں گے تو ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے خلاف وہی گواہ دیں گی جو عمل وہ کیا کرتے تھے (۲۰) وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے، تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ کہیں گے ہمیں اسی اللہ نے قوت گویائی دے دی جس نے ہر چیز کو گویائی دی ہے اس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۲۱) اور گناہ کرتے وقت تم اس بات سے نہیں چھپتے تھے کہ کہیں تمہارے کان تمہاری آنکھیں اور تمہاری جلدیں ہی تمہارے خلاف گواہی نہ دے دیں، بلکہ تم یہ خیال کرتے تھے کہ جو کچھ تم کرتے ہو ان میں سے اکثر باتوں کو اللہ جانتا ہی نہیں (۲۲) تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے متعلق رکھا تھا تمہیں لے ڈوبا اور تم خسارہ پانے والوں میں ہو گئے (۲۳) اب اگر وہ صبر کریں یا نہ کریں آگ ہی ان کا ٹھکانا ہے اور اگر وہ توبہ کرنا چاہیں تو ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی (۲۴)

آیت ۲۰: جب وہ اس بات سے انکار کریں گے کہ انہوں نے شرک کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ ان کے ہونٹوں پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء بول کر گواہی دیں گے کہ یہ فلاں فلاں کام کرتے رہے۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۲۱: اہل شرک اپنے اعضائے جسم کا یہ حال دیکھ کر دم بخود ہو جائیں گے اور اپنے چمڑوں سے کہیں گے جنہیں بالعموم تکلیف کا احساس زیادہ شدید ہوتا ہے کہ تم نے ہمارے خلاف ایسی گواہی کیوں دی ہے جو تمہارے دردوالم کا سبب ہوگا؟ تو وہ کہیں گے کہ یہ گواہی ہمارے ذریعہ اس اللہ نے دلوائی ہے جس نے ہر چیز کو قوت گویائی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں اپنے اعضاء کی قوت گویائی پر حیرت کیوں ہوتی ہے، یہ تو اس اللہ کا حکم ہوگا جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ہے تو جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ہے وہ یقینا تمہارے اعضاء کو قوت گویائی دینے پر قادر ہے اور یاد رکھو کہ تمہیں لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۲۲: اس کا مطلب ہے کہ تم گناہ کا کام کرتے ہوئے لوگوں سے تو چھپنے کی کوشش کرتے تھے لیکن اس بات کا کوئی خوف تمہیں نہیں تھا کہ تمہارے خلاف خود تمہارے اعضاء بھی گواہی دیں گے جن سے چھپنے کی تم ضرورت محسوس کرتے اس کی وجہ ان کا بعث ونشور سے انکار اور اس پر عدم یقین تھا۔ (احسن البیان)

آیت ۲۳: اسی بدگمانی نے تم کو برباد کیا اور میدان حشر میں آج تم نے اپنے آپ کو بھی اور اپنے گھر والوں کو بھی نقصان پہنچایا۔ عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا ایک قریشی اور دو ثقفی اور دو قریشی جن کی توندیں تو نکلی ہوئی تھیں مگر بالکل بے وقوف تھے آہستہ آہستہ کچھ باتیں کر رہے تھے جن کو میں سن نہ سکا ایک بولا کیا تمہارے خیال میں اللہ ہماری ان باتوں کو سن رہا ہے دوسرا بولا بلند آواز کی باتیں تو سن لیتا ہے لیکن آہستہ باتیں نہیں سنتا تیسرا بولا اگر بعض باتیں سن لیتا ہے تو ساری ہی سن لیتا ہے یہ واقعہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو یہ آیت اتری۔ (ترمذی، حدیث نمبر: 3249 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے) (تفسیر ابن کثیر)

وَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ
ع ۱۷ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور ہم نے ان پر کچھ ایسے ہی ہم نشیں مسلط کر دیئے جو آگے سے اور پیچھے سے ان کے سارے کام خوشنما کر کے دکھاتے تھے چنانچہ ان پر بھی وہی حکم الٰہی ثابت ہو گیا جو ان سے پہلے گزرے ہوئے جنوں اور انسانوں پر ثابت ہو چکا تھا (یعنی یہ کہ) وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں (۲۵) اور کافر ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس قرآن کو نہ سنو اور جب پڑھا جائے تو خوب شور مچاؤ، اس طرح شاید تم غالب رہو (۲۶) ہم ایسے کافروں کو یقینا سخت عذاب چکھائیں گے اور جو برے سے برے کام وہ کرتے رہے ان کا ضرور بدلہ دیں گے (۲۷) اللہ تعالیٰ کے ان دشمنوں کا بدلہ یہی جہنم ہے، ہمیشہ کیلئے ان کا گھر اسی میں ہوگا، یہ بدلہ ہے جو جان بوجھ کر ہماری آیات کا انکار کرتے تھے (۲۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۲۶: انہوں نے باہم ایک دوسرے سے کہا، بعض نے (لَا تَسْمَعُوْا) کے معنی کئے ہیں، اس کی اطاعت نہ کرو شور کرو، تالیاں، سیٹیاں بجاؤ، چیخ چیخ کر باتیں کرو تاکہ حاضرین کے کانوں میں قرآن کی آواز نہ جائے اور ان کے دل قرآن کی بلاغت اور خوبیوں سے متاثر نہ ہو، ممکن ہے اس طرح شور کرنے کی وجہ سے محمد ﷺ قرآن کی تلاوت ہی نہ کرے جسے سن کر لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ (احسن البیان)

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِیَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْۤ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ﴿۳۲﴾ ع ۱۸

اور کافر کہیں گے، اے ہمارے رب ہمیں جنوں اور انسانوں میں سے وہ لوگ دکھلا دے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا ہم اُنھیں اپنے پاؤں تلے روندیں تاکہ وہ ذلیل وخوار ہوں (۲۹) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اسی پر ڈٹ گئے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور اس جنت کی خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (۳۰) ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی وہاں تمہارا جو جی چاہے گا تمہیں ملے گا اور جو کچھ مانگو گے تمہارا ہوگا (۳۱) یہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہربانی ہوگی (۳۲)

آیت ۲۹: اس کا مفہوم واضح ہے کہ گمراہ کرنے والے شیاطین ہی نہیں ہوتے، انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی شیطان کے زیراثر لوگوں کو گمراہ کرنے میں مصروف رہتے ہیں، تاہم بعض نے جن سے ابلیس اور انسان سے قابیل مراد لیا ہے جس نے انسانوں میں سب سے پہلے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر کے ظلم اور کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا اور حدیث کے مطابق قیامت تک ہونے والے ناجائز قتلوں کے گناہ کا ایک حصہ اس کو ملتا رہے گا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3088)، ہمارے خیال میں پہلا مفہوم زیادہ صحیح ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۳۰: جو پرخلوص عمل کرتے رہے اور سنت کے مطابق طاعتوں میں لگے رہے اور صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، ان کے پاس دنیا میں یا موت کے وقت یا دوبارہ زندہ کئے جانے کے وقت، فرشتے آتے ہیں اور انہیں اطمینان دلاتے ہیں کہ جو زندگی اب آنے والی ہے اس کے بارے میں آپ مطمئن رہیے، اور جن لوگوں کو آپ دنیا میں چھوڑ آئے ہیں، ان کی بھی فکر نہ کیجئے، ان کی نگرانی ہم کریں گے اور دنیا میں آپ لوگوں سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا تھا اسے پاکر اب خوش ہوجایئے۔
فرشتے ان سے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم لوگ دنیا اور آخرت دونوں جگہ آپ سے محبت کرنے والے ہیں، اس لئے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے اور آپ کے درمیان قدر مشترک اللہ کی اطاعت و بندگی ہے، جس طرح شیاطین کافروں سے محبت رکھتے ہیں، اس لئے کہ ان کے درمیان قدر مشترک اللہ کی نافرمانی اور رحمت سے دوری ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ فرشتے مومنوں سے جان کنی کے وقت کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں آپ کے ساتھ رہے ہیں آپ کی رہنمائی کرتے رہے ہیں، خیر کی توفیق دیتے رہے ہیں اور اللہ کے حکم سے آپ کی حفاظت کرتے رہے ہیں اور قیامت کے دن بھی ہم آپ کے ساتھ ہوں گے، قبروں میں اور صور اسرافیل کے وقت آپ کے مونس ہوں گے، قبروں سے اٹھائے جانے کے وقت آپ کو اطمینان دلائیں گے اور ہم آپ کو پل صراط پار کر کے جنت تک پہنچا دیں گے (تیسیر الرحمن۔ ابن کثیر)

وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَ مَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾

اور اس شخص سے اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کئے اور کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوں (۳۳) اے نبی نیکی اور بدی کبھی برابر نہیں ہو سکتے، آپ بدی کا ایسی بات سے دفاع کیجئے جو اچھی ہو آپ دیکھیں گے کہ جس شخص کی آپ کے ساتھ عداوت تھی وہ آپ کا گہرا دوست بن گیا (۳۴) اور یہ صرف انہیں نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا (۳۵) پھر اگر کسی وقت آپ کو کوئی شیطانی وسوسہ آنے لگے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگئے، وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے (۳۶)

بدلہ لینے کے لحاظ سے لوگوں کی تین قسمیں:

آیت ۳۵: دنیا میں لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو برائی کا بدلہ برائی سے اور نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتے ہیں اور عام لوگوں کی اکثریت ایسی ہی ہوتی ہے۔ دوسرے وہ جو نیکی کا بدلہ بھی برائی سے دیتے ہیں۔ یہ بدترین لوگ ہوتے ہیں جو چھوکی سرشت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ بالآخر اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔ اس کی اس بدفطرت کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت کرتے اور ان سے پرے ہی رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور تیسرے وہ جو برائی ہونے پر بھڑک نہیں اٹھتے بلکہ اسے برداشت کر جاتے ہیں۔ اور یہ کام کوئی بچوں کا کھیل نہیں بلکہ بڑے دل گردہ کا کام ہے۔ اور ایسے کام کی اس سے توقع کی جا سکتی ہے جو بڑا صاحب عزم اور عالی حوصلہ شخص ہو۔ ایسے لوگ سب سے بہتر ہوتے ہیں اور یہ لوگ بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ مِنۡ اٰیٰتِهِ الَّیۡلُ وَ النَّهَارُ وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ ؕ لَا تَسۡجُدُوۡا لِلشَّمۡسِ وَلَا لِلۡقَمَرِ وَ اسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ الَّذِیۡ خَلَقَهُنَّ اِنۡ کُنۡتُمۡ اِیَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسۡتَکۡبَرُوۡا فَالَّذِیۡنَ عِنۡدَ رَبِّکَ یُسَبِّحُوۡنَ لَهٗ بِالَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَ هُمۡ لَا یَسۡـَٔمُوۡنَ ﴿۳۸﴾ السجدۃ ۱۱

یہ رات اور دن، سورج اور چاند سب اللہ کی نشانیوں سے ہیں نہ تو تم سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اس اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر تمہیں فی الواقع اس کی عبادت منظور ہے (۳۷) پھر اگر یہ لوگ اکڑ بیٹھیں تو آپکے رب کے پاس جو لوگ ہیں وہ رات دن اسکی تسبیح میں لگے رہتے ہیں اور کبھی نہیں اکتاتے (۳۸)

آیت ۳۷: اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ اپنی عظیم نشانیوں کو بیان کرنا شروع کیا ہے جو اس کے کمال قدرت اور اس کے علم وحکمت پر دلالت کرتے ہیں اور جو انسان کو دعوت ایمان دیتی ہیں، لیل ونہار کی گردش اور شمس وقمر کا نور اور ان کا ایک محکم نظام کے مطابق اپنے اپنے دائرے میں چلتے رہنا اور اس میں ذرہ برابر کا فرق نہ آنا یہ سب اللہ کی نشانیاں ہیں اور شمس وقمر اللہ کے پیدا کردہ ہیں، اس لئے بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ لوگو! آفتاب وماہتاب کی پرستش نہ کرو، بلکہ اس اللہ کی عبادت کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا اور عبادت میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۳۸: اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اگر ان تمام نشانیوں کو دیکھنے کے باوجود مشرکین مکہ کبر وغرور کی راہ اختیار کرتے ہیں اور اللہ کیلئے بندگی کو خالص نہیں کرتے تو انہیں بتا دیجئے کہ فرشتے رات دن آپ کے رب کی تسبیح میں مشغول ہیں اور کبھی بھی نہیں تھکتے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ مِنۡ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّکَ تَرَی الۡاَرۡضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ ؕ اِنَّ الَّذِیۡۤ اَحۡیَاهَا لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ اِنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخۡفَوۡنَ عَلَیۡنَا ؕ اَفَمَنۡ یُّلۡقٰی فِی النَّارِ خَیۡرٌ اَمۡ مَّنۡ یَّاۡتِیۡۤ اٰمِنًا یَّوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۴۰﴾

اور اللہ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہوئی ہے پھر ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ حرکت میں آتی ہے اور پھول جاتی ہے جس نے اس زمین کو زندہ کیا وہ یقیناً مردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے، کیوں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے (۳۹) بلاشبہ جو لوگ ہماری آیات سے غلط مفہوم لیتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں بھلا وہ شخص جو جہنم میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن وامان سے آئے گا؟ تم جو چاہتے ہو کرو جو تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے (۴۰)

ربط آیات ۳۹: انواع واقسام کے خوش ذائقہ پھل اور غلے پیدا کرتی ہے، مردہ زمین کو بارش کے ذریعہ سے اس طرح زندہ کر دینا اور اسے روئیدگی کے قابل بنا دینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مردوں کو بھی یقیناً زندہ کرے گا۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۴۰: جو لوگ اللہ کی واحدانیت پر دلالت کرنے والی مذکورہ بالا آیتوں اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں اوران میں غور وفکر کر کے اس پر ایمان نہیں لاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہیں، اس کا علم ان سب کو محیط ہے اوران کی ایک ایک حرکت پر اس کی نگاہ ہے اور جب قیامت آئے گی وہ انہیں ان کے کرتوتوں کا مزہ چکھائے گا، اللہ تعالیٰ فرمایا جو شخص جہنم میں ڈال دیا جائے گا وہ بہتر ہوگا یا وہ شخص جو اس دن خوف وخطر سے مطمئن ہوگا، جواب معلوم ہے کہ یقیناً جہنم کے عذاب سے بچ جانے والا بہتر ہوگا، پھر مشرکین وہ راہ کیوں نہیں اختیار کرتے جو انہیں جہنم سے بچالے اور جنت میں پہنچادے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ
وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۟ۙ۴۱ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ
بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ
حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۟۴۲ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ
قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ
مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۟۴۳

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انکے پاس ذکر آیا تو انہوں نے اس کا انکار کردیا، حالانکہ یہ ایک زبردست کتاب ہے (۴۱) جس میں باطل نہ آگے سے راہ پاسکتا ہے اور نہ پیچھے سے یہ حکمت والے اور لائق ستائش اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے (۴۲) آپ سے بھی وہی کہا جارہا ہے جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہا جاچکا ہے، بلاشبہ آپکا رب معاف کردینے والا بھی ہے اور المناک عذاب دینے والا بھی (۴۳)

آیت ۴۲: وہ ہر طرح سے محفوظ ہے، ''آگے سے'' کا مطلب ہے کمی اور ''پیچھے سے'' کا مطلب ہے زیادتی یعنی باطل اس کے آگے سے آکر اس میں کمی اور نہ اس کے پیچھے سے آکر اس میں اضافہ کرسکتا ہے اور نہ ہی کوئی تغیر وتحریف ہی کرنے میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ (احسن البیان)

وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا
فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِيْنَ لَا
يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ
اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ۟۴۴ ع ۵

(قرآۃ حفص بتسہیل الہمزۃ الثانیۃ ۱۲)

اور اگر ہم اس قرآن کی زبان غیر عربی بنادیتے تو کافر کہتے کہ اس کی آیات واضح کیوں نہیں کی گئی یہ کیا ہے کہ کتاب عجمی زبان میں اور مخاطب عربی۔ کہئے کہ جو ایمان لائے ان کیلئے یہ ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ڈاٹ ہے اور وہ قرآن ان پر دھندلا ہی رہتا ہے آنکھوں پر پٹی ہے، وہ ایسے ہیں جیسے کہیں دور جگہ سے انہیں پکارا جارہا ہو (۴۴)

آیت ۴۴: عربی کے بجائے کسی اور زبان میں قرآن نازل کرتے، تاکہ ہمیں یقین ہوجاتا کہ اسے سچ مچ اللہ نے ہی بھیجا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ویسا ہی ہوتا جیسا وہ کہہ رہے ہیں تب بھی ان کی عناد و سرکشی میں کمی نہ آتی اور کہتے رسول تو عربی ہے اور قرآن اس پر عجمی زبان میں نازل ہوا ہے، یعنی چونکہ ان کا مقصد ایمان لانا نہیں ہے، اس لئے اللہ کی آیتیں جس طرح بھی ان کے پاس پہنچیں گی وہ لوگ قبول نہیں کریں گے۔ (احسن البیان۔ تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝۴۵ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۴۶

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے رب کی طرف سے پہلے سے طے شدہ نہ ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ چکا دیا جاتا اور یہ اس کی بنسبت بے چین کرنے والے شک میں پڑے ہیں (۴۵) جس نے کوئی نیک عمل کیا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جو برائی کرے اس کا وبال اسی پر ہے اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں (۴۶)

آیت ۴۵: ہم نے موسیٰ کو تورات دی تھی لوگوں نے آپ کو بھی جھٹلایا تھا اور ایذائیں پہنچائی تھیں، لہٰذا آپ بھی اولوالعزم پیغمبروں کی طرح صبر کرتے رہیں۔ پھر فرمایا: اگر اللہ یہ بات پہلے سے طے نہ کر چکا ہوتا کہ حساب قیامت کے دن لیا جائے گا تو ان پر فوراً عذاب آجاتا بلکہ ان کیلئے ایک وعدہ ہے جس کے آگے پیچھے ہونا، ناممکن ہے ان کا قرآن جھٹلانا یقین و بصیرت پر نہیں بلکہ شک و تردد پر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۴۶: جو آدمی ایمان لانے کے بعد نیک عمل کرتا ہے، اس کا فائدہ اسے ہی پہنچتا ہے اور جو کفر و معصیت کی راہ پر چلتا ہے اس کا نقصان اسے ہی ملتا ہے، یعنی اللہ کی ناراضگی اور عذاب الیم کا سزاوار بنتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا، وہ کسی کا بغیر گناہ مواخذہ نہیں کرتا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَ مَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَ مَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَامِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾

قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور جو بھی پھل اپنے شگوفہ سے نکلتا ہے یا مادہ حاملہ ہوتی یا بچہ جنتی ہے تو یہ سب کچھ اللہ کے علم سے ہوتا ہے اور جس دن اللہ پکارے گا کہاں ہیں میرے شریک؟ وہ کہیں گے ''آپ سے کہہ چکے ہیں کہ آج ہم سے کوئی ایسی گواہی دینے والا نہیں'' (۴۷) اور اس سے قبل جنھیں وہ پکارا کرتے تھے ان سے گم ہو جائیں گے اور وہ یقین کر لیں گے کہ اب ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں (۴۸)

ربط آیات: ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ جب رسول کہتے ہیں کہ قیامت آنے والی ہے، آخرت آنے والی ہے، تم ایمان لاؤ اور نیک عمل کرو تو کفار و مشرکین آخرت کا مذاق اُڑاتے ہیں کہ وہ کب آئے گی۔ اب تک کیوں نہیں آئی، وہ ہرگز آنے والی نہیں ہے، یہ پیغمبر جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ اور یہ اعتراض کرتے ہیں کہ پیغمبر نے قیامت کے آنے کا وقت نہیں بتایا۔ اگر قیامت آنے والی ہوتی تو اس کا وقت بھی متعین کر کے بتلا دیتے؟ اللہ اِن آیات میں اس بات کا جواب دے رہا ہے۔ پیغمبر کا کام قیامت کے آنے سے آگاہ کرنا ہے۔ قیامت کب آئے گی، کتنے دنوں میں آئے گی، کتنے سالوں میں آئے گی، یہ کام پیغمبر کا نہیں ہے۔ قیامت کا علم کہ وہ کب آئے گی، اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے جب چاہے گا قیامت کو لائے گا۔ دنیا میں بہت سی باتیں ہیں جس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ جیسے درخت میں پھل لگتے ہیں وہ پھل پکیں گے یا نہیں، اس سے فائدہ انسان کو ہوگا یا نہیں، اس بات کا علم انسان کو نہیں ہے۔ اللہ نے چاہا تو پھل پکیں گے اور اس سے انسان کو فائدہ ہوگا یا نہیں اور اللہ نہ چاہے تو فائدہ نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک حاملہ عورت صحیح و سالم بچہ جنے گی یا نہیں، بد ہوگا یا نیک ہوگا اس کا علم بھی اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اسی طرح قیامت کب آئے گی ہم کو نہیں معلوم ہے۔ یہ اللہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اللہ جب چاہے گا اسے برپا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سورۂ لقمان میں فرماتا ہے (آیت نمبر: ۳۴) قیامت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور ماں کے پیٹوں میں کیا ہے اس کو وہی جانتا ہے، کسی آدمی کو پتہ نہیں کل وہ کیا کمائی کرے گا اور کسی آدمی کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کب اور کہاں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

آیت ۴۷: اللہ کے سوا اس کے وقوع کا کسی کو علم نہیں۔ اسی لئے جبرئیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے واقع ہونے کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''مَا الْمَسْؤُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ'' (صحیح مسلم ص ۴۰) ''اس کی بابت مجھے بھی اتنا علم ہے جتنا تجھے ہے۔ میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا''۔ دوسرے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا) (النازعات: ۴۴) یہ اللہ کے علم کامل و محیط کا بیان ہے اور اس کی اس صفت علم میں کوئی اسکا شریک نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔ یعنی اس طرح کا علم کامل کسی کو حاصل نہیں۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی نہیں۔ انھیں بھی اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ اُنھیں وحی کے ذریعہ بتلا دیتا ہے اور اس علمِ وحی کا تعلق بھی منصب نبوت اور اس کے تقاضوں کی ادائیگی سے متعلق ہی ہوتا ہے نہ کہ دیگر فنون و معاملات سے۔ اس لئے کسی بھی نبی اور رسول کو چاہے وہ کتنی ہی عظمت و شان کا حامل ہو "عالم ما کان وما یکون" کہنا جائز نہیں۔ کیوں کہ یہ صرف ایک اللہ کی شان اور اس کی صفت ہے جس میں کسی کو شریک ماننا شرک ہوگا۔ (احسن البیان)

لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۡ وَ اِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَ مَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّ لَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾

انسان بھلائی کی دعا سے کبھی نہیں اُکتاتا اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو مایوس اور دل شکستہ ہو جاتا ہے (۴۹) اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اسے اپنی رحمت کا ذائقہ چکھائیں تو کہنے لگتا ہے کہ " میں اس کا مستحق تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ کبھی قیامت بھی آئے گی اور اگر مجھے اپنے رب کے پاس جانا ہی پڑا تو وہاں بھی میرے لئے بھلائی ہی ہوگی" ہم ایسے کافروں کو ضرور بتلا دیں گے کہ وہ کیا کرتے تھے اور انھیں شدید عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۵۰)

تکلیف میں مایوس اور شاکی:

انسان کی فطرت کا ایک پہلو یہ ہے کہ جب اسے کوئی تنگی فاقہ یا بیماری یا اسی قسم کا دوسرا دکھ پہنچتا ہے اور اسے تکلیف کے دور ہونے کے ظاہری اسباب نظر نہیں آتے تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر ناشکری کرنے لگتا ہے۔

آسائش میں اپنی تدبیر پر ناز

ایک اور پہلو یہ ہے کہ اگر انسان کی تنگی، فاقہ یا بیماری کو دور کر دیں اور اس پر بھلے دن آجائیں تو پھر اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ سب اس کی حسن تدبیر اور محنت کا نتیجہ تھا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۵۰: اور جب اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے، محتاجی کے بعد اسے دولت عطا کر دیتا ہے تو اپنا ماضی بھول جاتا ہے اور لوگوں کے سامنے فخر کرنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ دولت تو میں نے اپنی ذہانت اور محنت سے حاصل کی ہے اور اللہ کا شکر ادا کرنا بھول جاتا ہے اور جب اسے قیامت کی یاد دلائی جاتی ہے تاکہ اللہ کی دی ہوئی دولت میں سے لوگوں پر صدقہ و احسان کرے تو کہنے لگتا ہے کہ یہ سب دقیانوسی باتیں ہیں۔ انسان کی پیدائش نیچر کا نتیجہ ہے، آدمی مر کر سڑ گل جائے گا اور دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا اور قیامت نہیں آئے گی اور اگر مان بھی لیں کہ ہم دوبارہ اپنے رب کے پاس جائیں گے تو وہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہمیں جنت ملے گی۔ کیونکہ ہم اس کی نگاہ میں اچھے ہیں جب ہی تو اس نے ہمیں اس دنیا میں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان منکرین قیامت، احسان فراموشوں کا انجام بتایا کہ وہ روزِ قیامت ان کے بُرے اعمال ان کے سامنے رکھ دے گا تا کہ انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور ان کی جھوٹی تمنائیں خاک میں مل جائیں۔ پھر انھیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا جس میں وہ ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾ ع ۲۱

اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو منہ موڑ لیتا ہے اور پہلو پھیر کر چل دیتا ہے اور جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے (۵۱) آپ پوچھیے بھلا دیکھو، اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور تم نے اس سے انکار کیا تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اس کی مخالفت میں دور تک چلا گیا ہو؟ (۵۲) عنقریب ہم انھیں کائنات میں اپنی نشانیاں دکھلائیں گے اور ان کے اپنے اندر بھی، یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ حق ہے کیا یہ کافی نہیں کہ آپ کا رب ہر شئ پر گواہ ہے (۵۳) سن لو یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں ہیں اور یہ بھی سن لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے (۵۴)

آیت ۵۴: کفار قریش جس شر و فساد میں مبتلا ہیں اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ انھیں دوبارہ زندہ کئے جانے اور اپنے رب کے حضور اپنے کرتوتوں کا حساب دینے پر یقین ہی نہیں ہے۔ آگاہ ہو جائیں کہ اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ اس کی قدرت سب سے بڑی قدرت ہے۔ قیامت یقیناً آئے گی اور سارے انسان دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور علام الغیوب اور قادر مطلق ان کے اعمال کا بدلہ انھیں ضرور چکائے گا۔ و باللہ التوفیق۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ الشوریٰ

سورۃ الشوریٰ مکی ہے اس میں ۵۳ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں۔

تعارف:۔اس سورہ کا آغاز اس طرح کیا گیا ہے کہ تم لوگ ہمارے نبی کی پیش کردہ باتوں پر یہ کیا۔ چہ میگوئیاں کرتے پھر رہے ہو۔ یہ باتیں کوئی نئی اور نرالی نہیں ہیں، نہ کوئی نادر واقعہ ہے جو تاریخ میں پہلی ہی مرتبہ پیش آیا ہو کہ ایک شخص پر اللہ کی طرف سے وحی آئے اور اسے بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے ہدایات دی جائیں۔ ایسی ہی وحی اسی طرح کی ہدایات کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر پے در پے بھیجتا رہا اور نرالی، اچنبھے کے قابل بات یہ ہے کہ آسمان و زمین کے مالک کو معبود اور حاکم نہ مانا جائے بلکہ یہ ہے کہ اس کے بندے ہو کر اس کی خدائی میں رہتے ہوئے کسی دوسرے کی خداوندی تسلیم کی جائے۔ تم توحید پیش کرنے والے پر بگڑ رہے ہو حالانکہ مالک کائنات کے ساتھ جو شرک تم کر رہے ہو وہ ایسا جرم عظیم ہے کہ آسمان اس پر پھٹ پڑیں تو کچھ بعید نہیں۔ تمہاری اس جسارت پر فرشتے حیران ہیں اور ہر وقت ڈر رہے ہیں کہ نہ معلوم کب تم پر اللہ کا غضب ٹوٹ پڑے۔

اس کے بعد لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ نبوت پر کسی شخص کا مقرر کیا جانا اور اس شخص کا اپنے آپ کو نبی کی حیثیت سے پیش کرنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ وہ مخلوق کی قسمتوں کا مالک بنا دیا گیا ہے اور اسی دعوے کے ساتھ وہ میدان میں آیا ہے۔ قسمتیں تو اللہ نے اپنے ہی ہاتھ میں رکھی ہیں۔ نبی صرف غافلوں کو چونکانے اور بھٹکے ہوؤں کو راستہ بتانے آیا ہے۔ اس کی بات نہ ماننے والوں کا محاسبہ اور انھیں عذاب دینا یا نہ دینا اللہ کا اپنا کام ہے۔ یہ کام نبی کے سپرد نہیں کر دیا گیا ہے، لہٰذا اس غلط فہمی کو اپنے دماغ سے نکال دو کہ نبی اس طرح کے کسی دعوے کے ساتھ آیا ہے، جیسے دعوے تمہارے ہاں کے نام نہاد مذہبی پیشوا اور پیر فقیر کیا کرتے ہیں، جو ان کی بات نہ مانے گا یا ان کی شان میں گستاخی کرے گا وہ اسے جلا کر بھسم کر دیں گے۔ اسی سلسلے میں لوگوں کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ نبی تمہاری بدخواہی کے لئے نہیں آیا ہے بلکہ وہ تو ایک خیر خواہ ہے جو تمہیں خبردار کر رہا ہے کہ جس راہ پر تم جا رہے ہو اس میں تمہاری اپنی تباہی ہے۔

پھر اس مسئلہ کی حقیقت سمجھائی گئی ہے کہ اللہ نے سارے انسانوں کو پیدائشی طور پر راست رو کیوں نہ بنا دیا اور یہ مجال اختلاف کیوں رکھی جس کی وجہ سے لوگ فکر و عمل کے ہر اُلٹے سیدھے راستے پر چل پڑتے ہیں۔ بتایا گیا کہ اسی چیز کی بدولت تو یہ امکان پیدا ہوا ہے کہ انسان اللہ کی اس رحمتِ خاص کو پا سکے جو دوسری بے اختیار مخلوقات کے لئے نہیں ہے بلکہ صرف اسی ذی اختیار مخلوق کے لئے ہے جو جبلّی طور پر نہیں شعوری طور پر اپنے اختیار سے اللہ کو اپنا معبود بنائے۔ یہ روش جو انسان اختیار کرتا ہے اسے اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تعالیٰ سہارا دے کر اس کی رہنمائی کر کے اسے حسنِ عمل کی توفیق دے کر اپنی رحمتِ خاص میں داخل کر لیتا ہے اور جو انسان اپنے اختیار کو غلط استعمال کر کے ان کو معبود بناتا ہے جو درحقیقت معبود نہیں اور نہ ہو سکتے، وہ اس رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اسی سلسلے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انسان کا اور ساری مخلوقات کا معبودِ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دوسرے نہ حقیقت میں معبود ہیں نہ ان میں یہ طاقت ہے کہ ولایت کا حق ادا کر سکیں۔ انسان کی کامیابی کا مدار اسی پر ہے کہ وہ اپنے لئے اپنے اختیار سے ولی کا انتخاب کرنے میں غلطی نہ کرے اور اسی کو اپنا معبود بنائے جو درحقیقت معبود ہے۔

اٰیاتھا ۵۳ ۔ ۴۲ سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی مَکِّیَّۃٌ ۶۲ ۔ رکوعاتھا ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

حٰمٓ ○ عٓسٓقٓ ○ کَذٰلِكَ یُوْحِیْٓ اِلَیْكَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِھِنَّ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○ وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ اللّٰہُ حَفِیْظٌ عَلَیْھِمْ ۫ وَ مَآ اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِوَکِیْلٍ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ (۱) عٓسٓقٓ (۲) اللہ جو زبردست اور حکمت والا ہے آپ کی طرف اور آپ سے پہلے رسولوں کی طرف اسی طرح وحی کرتا رہا ہے (۳) ارض و سماوات میں جو ہے سب اسی کا ہے اور وہ عالی شان اور عظمت والا ہے (۴) جو کچھ یہ مشرکین کہتے ہیں قریب ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑے جب کہ فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے اور زمین والوں کیلئے بخشش طلب کرتے ہیں۔ سن لو یقیناً اللہ ہی بخشنے والا اور رحم والا ہے (۵) اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے والی بنا رکھے ہیں اللہ ان پر نگران ہے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں (۶)

ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ جس دین توحید کی وحی اللہ نے تم پر کی ہے اسی دین توحید کی وحی تم سے پہلے آنے والے رسولوں پر بھی کی۔ اللہ کی ذات بہت بلند اور عظیم ہے۔ وہ زمین اور آسمان کا مالک ہے اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس کے رعب دبدبہ کا یہ عالم ہے کہ آسمان اللہ کے ڈر سے کانپ رہا ہے اور فرشتے رات دن اس کی بڑائی و بزرگی بیان کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور توبہ و استغفار کر رہے ہیں اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی اور مرے ہوئے لوگوں کی عبادت کر رہے ہیں اور قبروں کو سجدہ کر رہے ہیں اور ان سے مدد مانگ رہے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے۔ کیوں کہ یہ شرک ہے اور شرک کرنے والے دنیا و آخرت میں اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے اور جو لوگ شرک کر رہے ہیں وہ مر کر جہنم کے حوالے ہوں گے اور جو لوگ توحید پر ہیں یعنی صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۳: آپ پہلے رسول نہیں ہیں جس پر پہلی بار اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی۔ آپ سے پہلے بہت سے انبیاء آئے جن پر اللہ نے اپنی وحی نازل کی تھی اور اہلِ مکہ اس بات سے بخوبی واقف تھے۔ اس لئے اگر اللہ نے آپ پر وحی نازل کی ہے تو انھیں تعجب کیوں ہے۔ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے نوح اور ان کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف کی اور ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم السلام کی طرف اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی“۔ (تیسیر الرحمن)

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ تُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝۷

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف یہ قرآن عربی میں نازل کیا تاکہ آپ اہلِ مکہ اور اس کے گرد و پیش والوں کو ڈرائیں اور جمع ہونے کے دن سے بھی ڈرائیں جس میں کوئی شک نہیں۔ اس دن ایک گروہ جنت میں جائے گا اور دوسرا جہنم میں (۷)

آیت ۷: جس طرح ہم نے آپ سے پہلے دیگر انبیاء پر وحی نازل کی تھی اسی طرح آپ پر اس قرآن کو نہایت ہی فصیح و بلیغ اور صریح عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ آپ اہلِ مکہ اور ان کے اردگرد رہنے والوں کو ان کی ہی زبان میں اللہ کا پیغام سنا سکیں، اور قیامت کے دن فضیحت و رسوائی سے ڈرا سکیں، جب ساری مخلوق جمع ہوگی اور سب کے سامنے مشرکوں، کافروں اور مجرموں کو ان کے دائمی ٹھکانا جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جایا جائے گا اور جو اہل ایمان ہوں گے اور اس دنیا میں نبی کریم ﷺ کی اتباع کریں گے انھیں جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝۸ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَ هُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ؗ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۹ ع وَ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖۗ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۱۰

اور اگر اللہ چاہتا تو انھیں ایک ہی اُمت بنا دیتا مگر وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے، اور ظالموں کے لئے نہ کوئی کارساز ہوگا اور نہ مددگار (۸) کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو کارساز بنا رکھا ہے؟ حالانکہ کارساز تو صرف اللہ ہی ہے اور وہی مردے زندہ کرے گا۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۹) اور جس بات میں بھی تم اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ کرنا اللہ کی طرف ہے، وہی اللہ میرا رب ہے میں اسی پر بھروسہ کر چکا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (۱۰)

آیت ۸: اس صورت میں قیامت والے دن صرف ایک ہی گروہ ہوتا یعنی اہل ایمان اور اہل جنت کا لیکن اللہ کی حکمت و مشیت نے اس جبر کو پسند نہیں کیا بلکہ انسانوں کو آزمانے کے لئے اس نے انسانوں کو ارادہ و اختیار کی آزادی دی جس نے اس آزادی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا صحیح استعمال کیا وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہو گیا اور جس نے اس کا غلط استعمال کیا اس نے ظلم کا ارتکاب کیا کہ اللہ کی دی ہوئی آزادی اور اختیار کو اللہ ہی کی نافرمانی میں استعمال کیا۔ چنانچہ ایسے ظالموں کا قیامت والے دن کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ (احسن البیان)

آیت ۹: جب یہ بات ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کو ولی اور کارساز مانا جائے نہ کہ ان کو جن کے پاس کوئی اختیار ہی نہیں ہے اور جو سننے اور جواب دینے کی طاقت رکھتے ہیں نہ نفع ونقصان پہنچانے کی صلاحیت۔ (احسن البیان)

آیت ۱۰: تمام بنی نوعِ انسان کو مخاطب کرکے کہا جا رہا ہے کہ دنیا و دین کے کسی بھی معاملہ میں اگر تمہارے درمیان اختلاف ہوگا تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کرے گا جس کا ہر فیصلہ عدل وانصاف پر مبنی ہوتا ہے۔ صاحب محاسن التنزیل لکھتے ہیں: آیت میں اشارہ ہے کہ سچا دین صرف دینِ اسلام ہے اور مشرکینِ مکہ اور دیگر مشرکین کا دین ومذہب ان کے آباء واجداد کی مشرکانہ رسمیں اور خواہشِ نفس کی اتباع ہے، اگرچہ یہ سورت مکی ہے لیکن یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جن مسائل ومعاملات میں اختلاف ہو جائے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہی فیصل قرار پائے گی۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾

جو ارض وسماوات کا پیدا کرنے والا ہے جس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے اور چوپایوں کے بھی جوڑے بنائے یوں تمہیں وہ زمین میں پھیلا دیتا ہے۔ کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے (۱۱) ارض وسماوات کی چابیاں اسی کے پاس ہیں، وہ جس کے لئے چاہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے کم کر دیتا ہے۔ بلاشبہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے (۱۲) اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جسکا نوح کو حکم دیا اور جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا اور جسکا ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ ''دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا'' آپ ان مشرکوں کو جس بات کی دعوت دیتے ہیں وہی ان پر گراں گزرتی ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنے لئے چن لیتا ہے اور اپنی طرف اسی کو راہ دکھاتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرے (۱۳)

آیت ۱۳: اس آیتِ کریمہ میں اسی کی تفصیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور ان چاروں اولوالعزم انبیاء کو جن کا اس آیت میں ذکر آیا ہے، ایک ہی بات کا حکم دیا ہے کہ صرف اسی ذات کی عبادت کی جائے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ صحیح بخاری کتاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الانبیاء میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم انبیاء ایک ماں کی اولاد کے مانند ہیں ہمارا دین ایک ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: 4362) (یعنی ایک اللہ کی بندگی کرنا، اگرچہ ہماری شریعتیں مختلف رہی ہیں)

آیت میں انہی پانچ اولوالعزم انبیاء کا ذکر آیا ہے کہ یہ حضرات بڑے انبیاء کرام تھے۔ ان کی شریعتیں بھی عظیم تھیں اور ان کے ماننے والے دنیا میں بہت بڑی تعداد میں ہوئے۔ کافروں کے دلوں کو دینِ اسلام کی طرف مائل کرنا بھی مقصود ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ مَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾

اور لوگوں میں فرقہ بندی ان کے پاس علم آنے کے بعد پیدا ہوئی تھی ان کی باہمی ضد بازی کی وجہ سے اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک مقررہ وقت تک حکم پہلے سے طے شدہ نہ ہوتا تو ان کا قضیہ چکا دیا گیا ہوتا، اور ان کے بعد جو کتاب کے وارث بنائے گئے وہ شک میں پڑ گئے جو انہیں بے چین کیے رکھتا (۱۴)

فرقہ بازی کے اسباب

آیت ۱۴: لوگوں میں اختلاف اور تفرقہ بازی اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ اللہ کی کتاب میں کوئی بات مبہم اور مختلف فیہ ہوتی ہے بلکہ اس کی اصل وجہ اپنا اپنا جھنڈا بلند کرنے کی خواہش، باہمی ضد ایک دوسرے کو زک دینے کی کوشش یا مال و جاہ کی طلب ہوتی ہے۔ یہی وہ اسباب تھے جو نئے نئے عقائد اور فلسفے اور نئے نئے طرز عبادت اور مذہبی مراسم اور نئے نئے نظام حیات ایجاد کرنے کے محرک بنے اور خلق خدا کے ایک بڑے حصے کو دین کی سیدھی اور کشادہ راہ سے ہٹا کر مختلف راہوں میں پراگندہ کر دیا۔ اور اُمت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اختلافاتِ حق آ جانے اور حجت قائم ہو جانے کے بعد باہمی ضد اور بحث سے پیدا ہوئے۔ اگر حساب و کتاب کے لئے قیامت کا دن پہلے سے طے نہ کیا جا چکا ہوتا تو ان ظالموں کے ہر بُرے عمل کی سزا دنیا ہی میں مل جایا کرتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَ اسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا

لہٰذا آپ اسی دین کی دعوت دیجئے اور آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس پر ڈٹ جائیے، اور ان کی خواہشات پر نہ چلئے اور کہہ دیجئے کہ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے نازل کی اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں، اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ؕ۝۱۵ وَ الَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ عَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝۱۶

ہی ہمارا رب ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔ اللہ ہم سب کو (روز قیامت) جمع کرے گا اور اسی کی طرف جانا ہے (۱۵) جو لوگ اللہ کی ذات کو تسلیم کر لئے جانے کے بعد اس کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں ان کی حجت ان کے رب کے یہاں باطل ہے۔ ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے شدید عذاب ہے (۱۶)

آیت ۱۶: مجاہد کہتے ہیں کہ جب لوگ اسلام میں کثرت سے داخل ہونے لگے تو کچھ کفار اپنے دل میں تمنا کرنے لگے کہ کاش جاہلیت کا زمانہ پھر لوٹ آتا اور اسلام کا سیلِ رواں رُک جاتا تو یہ آیت نازل ہوئی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ کفار چاہتے ہیں کہ کسی طرح محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے ساتھی اسلام سے برگشتہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کافروں کے بارے میں فرمایا کہ قیامت کے دن ان کی لچر دلیلیں ہرگز کام نہ دیں گی اور حق کے انکار کی وجہ سے ان پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور انھیں شدید عذاب دیا جائے گا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝۱۷ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ۝۱۸

اللہ ہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی ہے، اور آپ کو کیا علم کہ شاید قیامت قریب ہی ہو (۱۷) جو لوگ اس قیامت پر ایمان نہیں رکھتے وہ تو اس کیلئے جلدی مچاتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ایک حقیقت ہے۔ یاد رکھو جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں وہ گمراہی میں دور تک چلے جاتے ہیں (۱۸)

آیت ۱۷: الکتاب سے مراد جنس ہے یعنی تمام پیغمبروں پر جتنی کتابیں بھی نازل ہوئیں وہ سب حق اور سچی تھیں یا بطور خاص قرآن مجید مراد ہے اور اس کی صداقت کو واضح کیا جا رہا ہے۔ میزان سے مراد عدل وانصاف ہے۔ عدل کو ترازو سے اس لئے تعبیر فرمایا کہ یہ برابری اور انصاف کا آلہ ہے۔ اس کے ذریعہ سے ہی لوگوں کے درمیان برابری ممکن ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۱۸: یعنی قیامت کو نہ ماننے والے ہی قیامت کی جلدی مچاتے ہیں، کیونکہ وہ قیامت کو ناممکن سمجھتے ہیں لیکن اسے ماننے والے خوف زدہ رہتے ہیں کیونکہ انھیں یقین ہے کہ جزا کا دن یقینی ہے اور وہ اس سے ڈر کر ایسے عمل کر رہے ہیں جو اس دن کام آئیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع ۱۰/۲

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۱۹ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۲۰

اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے جسے جتنا چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ طاقتور اور زبردست ہے (۱۹) جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اسکی کھیتی بڑھا دیتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور آخرت میں اسکا کوئی حصہ نہ ہوگا (۲۰)

آیت ۱۹: اللہ کی اپنے بندوں پر ہر وقت نگاہِ لطف وکرم ہے وہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ذریعہ سے روزی پہنچا رہا ہے اور اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں بھولتا۔ سب کی خبر رکھتا ہے۔ ہر چیز اسی کے خوانِ نعمت سے کھاتی پیتی ہے۔ فرمایا (وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ...) (ہود ۶) زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی روزی اللہ نے اپنے ذمہ نہ لے رکھی ہو۔ وہ ہر جاندار کے رہنے کی جگہ کو اور قرارگاہ کو خوب جانتا ہے۔ یہ سب کچھ لوح محفوظ میں موجود ہے۔ پھر فراخی اور تنگی اس کی مرضی پر ہے جسے چاہتا ہے بافراغت روزی عطا فرماتا ہے۔ کوئی اس کی دی ہوئی روزی چھین نہیں سکتا کیوں کہ وہ بڑا طاقتور اور سب پر غالب ہے۔ کون ہے جو اس کے مقابل آئے اور اس کی دی ہوئی روزی چھینے؟ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۲۰: مطلب یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں اپنے اعمال ومحنت کے ذریعہ سے آخرت کے اجر وثواب کا طالب ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی کھیتی میں اضافہ فرمائے گا کہ ایک ایک نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا بلکہ اس سے زیادہ تک بھی عطا فرمائے گا۔ طالب دنیا کو دنیا ملتی ہے لیکن اتنی نہیں جتنی وہ چاہتا ہے بلکہ اتنی ہی ملتی ہے جتنی اللہ کی مشیت اور تقدیر کے مطابق ہوتی ہے۔ (احسن البیان)

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۲۱ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۲۲ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ

کیا لوگوں کے ایسے شریک ہیں جنھوں نے ان کے لئے دین کا ایسا طریقہ مقرر کیا ہو جس کا اللہ نے اذن نہیں دیا؟ اور اگر فیصلے کی بات طے شدہ نہ ہوتی تو ان کا فیصلہ چکا دیا گیا ہوتا۔ یقینا ان ظالموں کے لئے المناک عذاب ہے (۲۱) اس دن آپ دیکھیں گے کہ یہ ظالم اپنے اعمال سے ڈر رہے ہوں گے مگر وہ عذاب ان پر واقع ہو کر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے۔ وہ اپنے رب کے ہاں جو چاہیں گے وہی انھیں ملے گا۔ یہی بہت بڑا فضل ہے (۲۲) یہی وہ فضل ہے جس کی اللہ اپنے بندوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ
اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ وَ
مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی
اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِكَ ؕ
وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ یُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ
عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ
التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ
یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ۙ وَ یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ یَزِیْدُهُمْ مِّنْ
فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۲۶﴾

بشارت دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔ آپ کہیے
کہ میں اس کام پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا البتہ قرابت کی محبت
چاہتا ہوں، اور جو کوئی نیکی کمائے گا ہم اس کیلئے اس میں خوبی کا
اضافہ کر دیں گے۔ بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا اور قدردان
ہے (۲۳) کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا
ہے؟ اگر اللہ چاہتا تو آپ کے دل پر مہر کر دیتا اور اللہ باطل کو
مٹاتا اور اپنے کلمات سے حق کو ثابت کرتا ہے، بلاشبہ وہی دلوں
کے راز تک جانتا ہے (۲۴) وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ
قبول کرتا اور برائیوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو
اسے جانتا ہے (۲۵) اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں
ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے انھیں زیادہ بھی دیتا
ہے، اور جو کافر ہیں ان کے لئے شدید عذاب ہے (۲۶)

آیت ۲۴: مشرکین کہتے تھے کہ محمد جھوٹا ہے۔ اللہ نے اسے اپنا نبی نہیں بنایا ہے اور نہ ہی بذریعہ وحی اس پر اپنا قرآن نازل کیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے ان کی افترا پردازی کی تردیدیوں کی ہے کہ اگر آپ ہمارے نبی نہ ہوتے اور قرآن ہمارا کلام نہ ہوتا، بلکہ آپ کی افترا پردازی ہوتی تو اللہ تعالیٰ آپ کے دل پر مہر لگا دیتا۔ نہ کوئی معنیٰ آپ کی سمجھ میں آتا اور نہ کوئی حرف آپ کی زبان سے ادا ہوتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ وحی کا سلسلہ جاری ہے۔ قرآن نازل ہو رہا ہے اور دینِ اسلام کے احکام مدوّن ہو رہے ہیں۔ یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ اللہ آپ سے راضی ہے اور قرآن ہمارا کلام ہے اور مشرکین عرب جھوٹے ہیں۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس میں بھی مشرکین مکہ کی گزشتہ افترا پردازی کی تردید کی گئی ہے کہ اگر قرآن اللہ کا کلام نہ ہوتا تو وہ اسے ضرور مٹا دیتا۔ زمخشری نے لکھا ہے کہ اس میں نبی کریم ﷺ کے لئے وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین کی افترا پردازیوں کو کامیاب نہیں ہونے دے گا اور قرآن کریم کے ذریعہ دعوتِ حق کی جڑوں کو ضرور مضبوط کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت جزیرۂ عرب مشرکوں سے پاک ہو گیا اور توحید کا علم ہر طرف لہرانے لگا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

توبہ کی شرائط

یہ خطاب صرف ایمانداروں سے نہیں بلکہ ان کافروں کو بھی شامل ہے جو آپ ﷺ پر الزام تراشیاں کرتے تھے۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت میں انھیں بداعمالیوں سے توبہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ کافروں کی توبہ اسلام لانا ہے۔ اسلام لانے سے ان کے سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اگر اس کا خطاب ایمانداروں سے ہوتو توبہ کی شرائط یہ ہے کہ اپنے گناہ پر نادم ہو۔ پھر اللہ کی طرف رجوع اور توبہ و استغفار کرے اور آئندہ اس گناہ کو مطلقاً چھوڑ دینے کا عہد کرے۔ توبہ کی سب سے اہم شرط یہی ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے یہ کام چھوڑا جائے اور اگر کوئی شخص کسی دوسری وجہ سے کوئی گناہ کا کام چھوڑ دے تو اس پر توبہ کا اطلاق نہیں ہوگا۔ مثلاً کسی شخص کو معلوم ہوجائے کہ شراب اس کی صحت تباہ کررہی ہے اور وہ اپنے کئے پر نادم ہو۔ اور شراب نوشی ترک کردے یا زانی اپنے اس فعل پر نادم ہو اور آئندہ ترک کردینے کا عہد کرے کہ اب بوڑھا ہوچکا ہے وہ زنا کے قابل نہ رہا تو اس کی یہ توبہ نہ ہوگی اور اللہ کو معلوم ہے کہ کون کس نیت سے توبہ کررہا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۲۶: یعنی ان کی دعائیں سنتا ہے اور ان کی خواہشیں اور آرزوئیں پوری فرماتا ہے بشرطیکہ دعا کے آداب و شرائط کا بھی پورا اہتمام کیا گیا ہو۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ ''اللہ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری مع کھانے پینے کے سامان کے صحراو بیابان میں گم ہوجائے اور وہ نا اُمید ہوکر کسی درخت کے نیچے لیٹ جائے کہ اچانک اسے اپنی سواری مل جائے اور فرطِ مسرت میں اس کے منہ سے نکل جائے، اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب، یعنی شدتِ فرح میں وہ غلطی کرجائے''۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: 4932) (احسن البیان)

وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۲۷﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ یَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَ هُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۸﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَ هُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾ ع

اور اگر اللہ اپنے بندوں کو وافر رزق عطا کردیتا تو یہ زمین میں سرکشی سے اُدھم مچادیتے مگر وہ ایک اندازے سے جتنا رزق چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر اور انھیں دیکھ رہا ہے (۲۷) وہی تو ہے جو لوگوں کی مایوسی کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت عام کردیتا ہے، اور وہی کارساز حمد کے لائق ہے (۲۸) اور اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اس کا ارض و سماوات اور ان جانداروں کا پیدا کرنا ہے جو اس نے پھیلا دیئے ہیں، اور وہی جب چاہے انھیں اکٹھا کرلینے پر قادر ہے (۲۹)

آیت ۲۷: اگر اللہ تعالیٰ ہر شخص کو حاجت وضرورت سے زیادہ یکساں طور پر وسائل رزق عطا فرمادیتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ کوئی کسی کی ماتحتی قبول نہ کرتا۔ ہر شخص شر و فساد اور بغی و عدوان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتا جس سے زمین فساد سے بھر جاتی۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍؕ۝۳۰ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۚۖ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ۝۳۱

اور تمہیں جو مصیبت آتی ہے تمہارے اپنے ہی کرتوتوں کے سبب سے آتی ہے اور بہت سے قصوروں سے درگذر بھی کر جاتا ہے (۳۰) اور تم اسے زمین میں عاجز نہیں کر سکتے کہ تمہیں سزا نہ دے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار (۳۱)

آیت ۳۰: دنیا میں انسان کو جو دکھ پہنچتا ہے وہ سب اس کے خود کردہ گناہوں کا بدلہ ہے جبکہ مہربان اللہ بہت سے گناہوں سے چشم پوشی فرما کر انھیں معاف بھی فرما دیتا ہے۔ اگر وہ تمہیں ہر گناہ اور ہر لغزش کی سزا دے تو پھر تم اس کی زمین پر چل پھر نہ سکو۔ حدیث میں ہے کہ ایمان والوں کو جو کچھ تنگدستی، غم و رنج اور حیرانی و پریشانی ہوتی ہے اس کی وجہ سے ان کی لغزشیں معاف کر دی جاتی ہیں یہاں تک کہ کانٹا بھی گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 5211 تفسیر ابن کثیر)

وَ مِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِؕ۝۳۲ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍۙ۝۳۳ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَ یَعْفُ عَنْ كَثِیْرٍ۝۳۴ وَّ یَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَاؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ۝۳۵

اور اس کی نشانیوں میں وہ جہاز ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں (۳۲) اگر چاہے تو ہوا ساکن کر دے اور وہ سطح سمندر پر کھڑے رہ جائیں۔ اس میں بھی ہر صبر کرنے والے اور شکر گذار کے لئے نشانیاں ہیں (۳۳) یا ان کے اعمال کے سبب ان کو تباہ کر دے اور وہ بہت سے قصور معاف کر دیتا ہے (۳۴) اور ان لوگوں کو جو ہماری آیات میں جھگڑتے ہیں معلوم ہو جائے کہ ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں (۳۵)

آیت ۳۲: اس کی قدرت، علم و حکمت اور رحمت کا ایک مظہر سمندروں میں پہاڑوں کے مانند چلنے والی کشتیاں ہیں جو محض اللہ کی قدرت کے سہارے ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچ جاتی ہیں۔ اگر اللہ چاہتا تو ہوا کو روک دیتا پھر وہ کشتیاں سطح سمندر میں ٹھہری رہ جاتیں۔ یا اللہ چاہتا تو کشتی میں سوار لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے تیز و تند آندھی بھیج کر ان کشتیوں کو سمندر میں ڈبو دیتا لیکن اللہ اپنے بندوں کے بہت سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور ان پر رحم کرتے ہوئے انھیں سمندر کی نذر نہیں کرتا۔ یہ تمام باتیں رب العالمین کے وجود، اس کی قدرت و عظمت اور حکمت و رحمت کی بڑی واضح دلیلیں ہیں جن سے وہی لوگ مستفید ہوتے ہیں جو اپنے رب کی اطاعت و بندگی کی راہ میں تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور اس کی دی ہوئی نعمتوں پر زبان و عمل کے ذریعہ شکر ادا کرتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ۚ

تمہیں جو بھی دیا گیا ہے متاع حیات ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے، وہ ان لوگوں کیلئے ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (۳۶)

آیت ۳۶: متاعِ حیات ہے، یعنی معمولی اور حقیر ہے چاہے قارون کا خزانہ ہی کیوں نہ ہو، اسلئے اس سے دھوکے میں مبتلا نہ ہونا اسلئے کہ یہ عارضی اور فانی ہے۔ نیکیوں کا جو اجر و ثواب اللہ کے ہاں ملے گا وہ متاعِ دنیا سے کہیں زیادہ بہتر بھی ہے اور پائیدار بھی کیوں کہ اسکو زوال اور فنا نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کو آخرت پر ترجیح مت دو۔ ایسا کرو گے تو پچھتاؤ گے۔ (احسن البیان)

وَ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ ۚ وَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ ۚ وَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ ؕ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ ع

اور جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب انھیں غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں (۳۷) اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور ان کے کام باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (۳۸) اور جب ان پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں (۳۹) اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے، پھر جو کوئی معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے وہ ظالموں کو قطعاً پسند نہیں کرتا (۴۰) اور جو شخص ظلم ہونے کے بعد بدلہ لے لے تو اس پر کوئی الزام نہیں (۴۱) الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور زمین میں ناحق زیادتی کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کیلئے المناک عذاب ہے (۴۲) اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے (۴۳)

آیت ۳۷: یعنی لوگوں سے عفو و درگذر کرنا ان کے مزاج و طبیعت کا حصہ ہے نہ کہ انتقام اور بدلہ لینا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی بدلہ نہیں لیا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کا توڑا جانا آپ کے لئے ناقابل برداشت تھا"۔ (مختصر الشمائل، حدیث نمبر: 300 صحیح ہے) (احسن البیان)

آیت ۳۸: اللہ کا حکم مانتے ہیں، رسول کی پیروی کرتے ہیں، احکام بجالاتے ہیں اور نواہی سے باز رہتے ہیں۔ نماز کے (جو چوٹی کی عبادت ہے) پابند ہوتے ہیں۔ اہم کاموں میں بلا باہمی مشورے کے ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرتے جبکہ خود پیغمبر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کو اللہ حکم دیتا ہے "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" (آل عمران:۱۵۹) آپ ان سے مشورہ کر لیا کیجئے تو پھر بھلا آپ کے ماننے والے کیوں نہ باہمی مشورہ سے کام کریں گے۔ رحمتِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عادت تھی کہ جہاد اور نازک موقعہ پر صحابہ سے مشورہ کر لیا کرتے تھے تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

مشورہ اور اس کے متعلقات

مشورہ سے متعلق قابل ذکر اُمور یہ ہیں۔ (۱) مشورہ انفرادی اُمور میں کیا جا سکتا ہے جیسا کہ آپؐ نے واقعہ افک کے دوران کئی صحابہ سے مشورہ لیا اور اجتماعی اُمور میں بھی جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے۔

(۲) جو مشورہ دینے کی اہلیت رکھتا ہو مشورہ اسی سے لینا چاہئے۔ اجتماعی اُمور میں مومنوں کا امیر مجلس شوریٰ منتخب کرتا ہے اور اس سے مشورہ لیتا ہے۔

۳۔ مشورہ صرف انھیں اُمور میں کیا جاتا ہے جہاں کتاب و سنت میں کوئی صریح حکم موجود نہ ہو۔ اور اس کا تعلق بالعموم تدبیری اُمور سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ اساری بدر کے معاملہ میں صحابہ سے مشورہ کیا تھا۔ انھیں قتل کر دیا جائے یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے یا جنگِ اُحد کے متعلق یہ مشورہ کیا تھا کہ یہ جنگ مدینہ میں رہ کر لڑی جائے یا کھلے میدان میں لڑی جائے۔

۴۔ مشورہ کا مقصد دلیل کی تلاش ہوتا ہے۔

۵۔ مقصد کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ ہر صاحب مشورہ کو اپنی رائے کے اظہار خیال کی پوری آزادی دی جائے۔

۶۔ آخری فیصلہ کا اختیار امیر مجلس کو ہوتا ہے۔

آیت ۴۰: اوپر کی آیت میں مومنین اہل جنت کی دسویں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ظلم کو قبول نہیں کرتے ہیں۔ اسی مناسبت سے یہاں کہا گیا ہے کہ وہ لوگ ظالم کو اس کے ظلم کے مطابق ہی سزا دیتے ہیں زیادتی نہیں کرتے۔ آگے فرمایا کہ عفوو درگذر سے کام لینا اور دوسروں کی غلطیوں کو نظرانداز کر جانا اللہ کو زیادہ پسند ہے۔ اور وہ اپنے ایسے بندوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے اور ظلم و تعدی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ جو شخص ظلم کو قبول نہیں کرتا اور اس پر جتنی زیادتی ہوئی ہوتی ہے اتنا بدلہ لے لیتا ہے تو اس کا کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ مواخذہ تو ان کا ہوگا جو دوسروں پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فتنہ و فساد پھیلاتے ہیں اور اگر اپنے کئے پر نادم نہیں ہوں گے اور اللہ کے حضور تائب نہیں ہوں گے تو دنیاوی مواخذہ کے بعد آخرت میں بھی دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ

اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اس کے بعد کوئی اس کا والی نہیں۔ اور آپ ظالموں کو دیکھیں گے کہ جب وہ عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے کہ کیا واپس پلٹنے کی بھی کوئی راہ ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ
خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ
الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ
اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَ مَا
كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ؕ
اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا
مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّ
مَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ
اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا
الْبَلٰغُ ؕ وَ اِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً
فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ
اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾

(۴۴) اور آپ ملاحظہ کریں گے جب انھیں جہنم پر پیش کیا جائے گا تو ذلت سے جھکے ہوئے کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے، اور جو ایمان لائے تھے وہ کہیں گے اصل خسارے والے وہ ہیں جنھوں نے یوم قیامت اپنے آپ کو اور گھر والوں کو خسارہ میں رکھا۔ سن لو ظالم لوگ دائمی عذاب میں رہیں گے (۴۵) اور ان کی کوئی حمایتی نہ ہوں گے جو اللہ کے مقابلے میں ان کی مدد کریں، اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لئے (بچاؤ کی) کوئی راہ نہیں (۴۶) اس دن کے آنے سے پہلے اپنے رب کا حکم مان لو جس کے ٹلنے کی کوئی صورت اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ اس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی اور تم اظہار ناراضگی نہ کرسکو گے (۴۷) پھر اگر وہ منہ موڑیں تو ہم نے آپ کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا۔ آپ کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے، اور جب ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ بھول جاتا ہے اور اگر ان کی بداعمالیوں کے سبب کوئی تکلیف انھیں پہنچے تو انسان ناشکرا (ہی ثابت ہوا) ہے (۴۸)

آیت ۴۸: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا ہے کہ اگر لوگ آپ کی دعوتِ توحید کو قبول نہیں کرتے ہیں تو نہ کریں آپ ان کے اوپر داروغہ بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں۔ آپ کا کام تو محض پیغام رسانی ہے جو آپ کر رہے ہیں۔ ان کے کفر و شرک کا ملال نہ کریں اور ان کا معاملہ ہمارے حوالہ کر دیں۔

آیت کے دوسرے حصہ میں کافر اور ضعیف الایمان انسان کی حالت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اسے اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے تو مارے خوشی کے آپے سے باہر نکلنے لگتا ہے اور شکر ادا کرنا بھول جاتا ہے اور جب اسے اس کے بُرے اعمال کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ کی ساری نعمتوں اور اس کے سارے احسانات کو بھول جاتا ہے اور صرف اسی تکلیف کو یاد کر کے ناشکری کرنے لگتا ہے۔ وہی کافر جب نعمتِ ایمانی سے مشرف ہو جاتا ہے تو اس کی حالت یکسر بدل جاتی ہے اور اس کی طبیعت میں پاکیزگی آجاتی ہے۔ جب کوئی نعمت ملتی ہے تو شکر گذار ہوتا ہے اور جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا
يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ
يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا
وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ
قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا
وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا
فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَ
كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا
كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ وَ لٰكِنْ
جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ
وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ
اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع

اللہ کیلئے ارض وسماوات کی بادشاہی ہے، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے (۴۹) یا لڑکیاں اور لڑکے ملے جلے اور جسے چاہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ یقیناً وہ سب کچھ جاننے والا قدرت والا ہے (۵۰) کسی انسان کیلئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے۔ مگر وحی یا پردہ کے پیچھے سے یا وہ کوئی فرشتہ بھیجتا ہے اور وہ اللہ کے حکم سے جو چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ وہ یقیناً عالی شان حکمت والا ہے (۵۱) اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے ایک روح آپ کی طرف وحی کی۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اس روح کو روشنی بنا دیا۔ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں اس روشنی سے ہدایت دیتے ہیں اور بلاشبہ آپ صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں (۵۲) اس اللہ کی راہ جو ارض وسماوات میں موجود ہر چیز کا مالک ہے۔ دیکھو سارے معاملات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتے ہیں (۵۳)

آیت ۵۱: اس آیت میں وحیٔ الٰہی کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ دل میں کسی بات کا ڈال دینا خواب میں بتلا دینا اس یقین کے ساتھ کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ دوسری پردے کے پیچھے سے کلام کرنا جیسے موسیٰؑ سے کوہ طور پر کیا گیا۔ تیسری فرشتے کے ذریعہ سے اپنی وحی بھیجنا جیسے جبرئیل اللہ کا پیغام لے کر آتے اور پیغمبروں کو سناتے رہے۔ (احسن البیان)

آیت ۵۲: روح سے مراد قرآن ہے۔ یعنی جس طرح آپ سے پہلے اور رسولوں پر ہم وحی کرتے رہے اسی طرح ہم نے آپ پر قرآن کی وحی کی ہے۔ قرآن کو روح سے اس لئے تعبیر کیا ہے کہ قرآن سے دلوں کو زندگی حاصل ہوتی ہے جیسے روح میں انسانی زندگی کا راز مضمر ہے۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الزخرف

سورۃ الزخرف مکی ہے اس میں ۸۹ آیتیں اور ۷ رکوع ہیں۔

تعارف: اس سورہ میں پورے زور کے ساتھ قریش اور اہلِ عرب کے ان جاہلانہ عقائد واوہام پر تنقید کی گئی ہے جن پر وہ اصرار کئے چلے جارہے تھے اور نہایت محکم و دل نشین طریقہ سے ان کی نامعقولیت کا پردہ فاش کیا گیا ہے تاکہ معاشرے کا ہر فرد جس کے اندر کچھ بھی معقولیت موجود ہو، یہ سوچنے پر مجبور ہوجائے کہ آخر یہ کیسی جہالتیں ہیں جن سے ہماری قوم بری طرح چمٹی ہوئی ہے اور جو شخص ہمیں ان کے چکر سے نکالنے کی کوشش کر رہا ہے اسکے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہے۔

کلام کا آغاز اس طرح کیا گیا ہے کہ تم لوگ اپنی شرارتوں کے بل پر یہ چاہتے ہو کہ اس کتاب کا نزول روک دیا جائے، مگر اللہ نے کبھی اشرار کی وجہ سے انبیاء کی بعثت اور کتابوں کی تنزیل نہیں روکی ہے بلکہ ان ظالموں کو ہلاک کر دیا ہے جو اس کی ہدایت کا راستہ روک کر کھڑے ہوئے تھے۔ یہی کچھ وہ اب بھی کرے گا۔ آگے چل کر آیات ۴۱، ۴۳ اور ۷۹، ۸۰ میں یہ مضمون پھر دہرایا گیا ہے۔ جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے درپے تھے ان کو سناتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے کہ تم خواہ زندہ رہو یا نہ رہو ان ظالموں کو ہم سزا دے کر رہیں گے اور خود ان لوگوں کو صاف صاف متنبہ کر دیا گیا ہے کہ اگر تم نے ہمارے نبی کے خلاف ایک اقدام کا فیصلہ کرلیا ہے تو ہم بھی پھر ایک فیصلہ کن قدم اُٹھائیں گے۔

اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ وہ مذہب کیا ہے جسے یہ لوگ سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور وہ دلائل کیا ہیں جن کے بل بوتے پر یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ خود مانتے ہیں کہ زمین کا اور ان کا اپنا اور ان کے معبودوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ بھی جانتے اور مانتے ہیں کہ جن نعمتوں سے یہ فائدہ اُٹھا رہے ہیں وہ سب اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ پھر دوسروں کو اللہ کے ساتھ خدائی میں شریک کرنے پر اصرار کئے چلے جاتے ہیں۔ بندوں کو اللہ کی اولاد قرار دیتے ہیں اور اولاد بھی بیٹیاں جنھیں خود اپنے لئے ننگ و عار سمجھتے ہیں۔

فرشتوں کو اُنھوں نے دیویاں قرار دے رکھا ہے۔ انکے بُت عورتوں کی شکل کے بنا رکھے ہیں۔ انھیں زنانہ کپڑے اور زیور پہناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ انکی عبادت کرتے ہیں اور انہی سے منتیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔ آخر انھیں کیسے معلوم ہوا کہ فرشتے عورتیں ہیں؟ ان جہالتوں پر ٹوکا جاتا ہے تو تقدیر کا بہانہ پیش کرتے اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ ہمارے اس کام کو پسند نہ کرتا تو ہم کیسے ان بتوں کی پرستش کر سکتے تھے۔ حالانکہ اللہ کی پسند اور ناپسند معلوم ہونے کا ذریعہ اس کی کتابیں ہیں نہ کہ وہ کام جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں اس کی مشیت کے تحت ہو رہے ہیں۔ مشیت کے تحت تو ایک بت پرستی ہی نہیں چوری، زنا، ڈاکہ، قتل سب کچھ ہو رہا ہے۔ کیا اس دلیل سے ہر اُس برائی کو جائز و برحق قرار دیا جائے گا جو دنیا میں ہو رہی ہے؟

پوچھا جاتا ہے کہ اپنے اس شرک کے لئے تمہارے پاس اس غلط دلیل کے سوا کوئی اور سند بھی ہے تو جواب دیتے ہیں کہ باپ دادا سے یہ کام یوں ہی ہوتا چلا آ رہا ہے۔ گویا ان کے نزدیک کسی مذہب کے حق ہونے کے لئے یہ دلیل کافی ہے۔ حالانکہ ابراہیم علیہ السلام جن کی اولاد ہونے پر ہی ان کے سارے فخر و امتیاز کا مدار ہے، باپ دادا کے مذہب کو لات مار کر گھر سے نکل گئے تھے اور اُنھوں نے اسلاف کی ایسی اندھی تقلید کو رد کر دیا تھا جس کا ساتھ کوئی دلیل معقول نہ دیتی ہو۔ پھر اگر ان لوگوں کو اسلاف کی اندھی تقلید ہی کرنی تھی تو اس کے لئے بھی اپنے بزرگ ترین اسلاف ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو چھوڑ کر انھوں نے اپنے جاہل ترین اسلاف کا انتخاب کیا۔

ان سے کہا جاتا ہے کہ کیا کبھی کسی نبی نے خدا کی طرف سے آئی ہوئی کسی کتاب نے بھی یہ تعلیم دی ہے کہ اللہ کے ساتھ دوسرے بھی عبادت کے مستحق ہیں تو عیسائیوں کے اس فعل کو دلیل میں پیش کرتے ہیں کہ اُنھوں نے عیسیٰؑ ابن مریم کو ابن اللہ مانا اور ان کی پرستش کی۔ حالانکہ سوال یہ نہ تھا کہ کسی نبی کی اُمت نے شرک کیا ہے یا نہیں بلکہ یہ تھا کہ خود کسی نبی نے شرک کی تعلیم دی ہے؟ عیسیٰؑ ابن مریم نے کب کہا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور تم میری عبادت کرو۔ ان کی اپنی تعلیم تو وہی تھی جو دنیا کے ہر نبی نے دی ہے۔ میرا رب بھی اللہ ہے اور تمہارا رب بھی۔ اسی کی تم عبادت کرو۔

محمد ﷺ کی رسالت تسلیم کرنے میں انھیں تامل ہے تو اس بنا پر کہ ان کے پاس مال و دولت اور ریاست و وجاہت تو ہے ہی نہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر خدا ہمارے ہاں کسی کو نبی بنانا چاہتا ہے تو ہمارے دونوں شہروں (مکہ و طائف) کے بڑے آدمیوں میں سے کسی کو بناتا۔ اسی بنا پر فرعون نے بھی موسیٰؑ کو حقیر جانا تھا اور کہا تھا کہ آسمان کا بادشاہ اگر مجھ زمین کے بادشاہ کے پاس کوئی ایلچی بھیجتا تو اسے سونے کے کنگن پہنا کر فرشتوں کی ایک فوج اس کی اردلی میں دے کر بھیجتا۔ یہ فقیر کہاں سے آ کھڑا ہوا؟ فضیلت مجھے حاصل ہے کہ مصر کی بادشاہی میری ہے اور دریائے نیل کی نہریں میری ماتحتی میں چل رہی ہیں۔ یہ شخص میرے مقابل کیا حیثیت رکھتا ہے کہ نہ مال رکھتا ہے نہ اقتدار۔

اس طرح کفار کی ایک ایک جاہلانہ بات پر تنقید کرنے اور اسکے نہایت معقول و مدلل جوابات دینے کے بعد آخر میں صاف صاف کہا گیا ہے کہ نہ اللہ کی کوئی اولاد ہے نہ آسمان و زمین کے خدا الگ الگ ہیں، نہ اللہ کے ہاں کوئی ایسا شفیع ہے جو جان بوجھ کر گمراہی اختیار کرنے والوں کو اسکی سزا سے بچا سکے۔ اللہ کی ذات اس سے منزہ ہے کہ کوئی اس کی اولاد ہو۔ وہی اکیلا ساری کائنات کا خدا ہے۔ باقی سب اس کے بندے ہیں نہ کہ اس کے ساتھ خدائی صفات و اختیارات میں شریک اور شفاعت اسکے ہاں صرف وہی کر سکتے ہیں جو خود حق پرست ہوں اور انہی کے لئے کر سکتے ہیں جنھوں نے دنیا میں حق پرستی اختیار کی ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایاتھا ۸۹ ۴۳ سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ ۶۳ رکوعاتھا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

حٰمٓ ۝ وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ
قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَ اِنَّهٗ فِيْٓ
اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ (۱) اس واضح کتاب کی قسم (۲) کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان بنایا ہے تا کہ تم اسے سمجھ سکو (۳) بلاشبہ یہ اُم الکتاب ہے (لوح محفوظ) میں درج ہے جو ہمارے پاس بلند مرتبہ اور حکمت والی کتاب ہے (۴)

قرآن کے مخلوق ہونے سے متعلق معتزلہ کا استدلال اور اسکا جواب

عقل پرست فرقہ معتزلہ نے قرآن کے متعلق اِنَّا جَعَلْنٰهُ سے یہ استدلال کیا کہ قرآن مخلوق ہے۔ یہ استدلال غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ جَعَلَ کا لفظ صرف ایجاد اور تخلیق کے معنوں میں نہیں آتا بلکہ اور بھی کئی معنی دیتا ہے۔ مثلاً درج ذیل مثال دیکھیں۔
وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى (التوبہ: ۴۰) اور اللہ نے کافروں کی اس بات کو نیچا کر دیا۔
جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ (یوسف: ۷۰) پیالہ اپنے بھائی کے سامان میں رکھ دیا۔
وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ (بنی اسرائیل: ۹۹) اور ان کے لئے مدت مقرر کی جس میں کوئی شک نہیں۔

اہل سنت کا مذہب ہے کہ جس طرح اللہ قدیم ہے اس کی صفات بھی قدیم ہیں اور قرآن اللہ کا کلام ہے اور یہ اس کی صفت ہے۔ اس کے مقابلہ میں معتزلہ کا استدلال ہے کہ اگر اللہ کے ساتھ اللہ کی صفات کو بھی قدیم مانا جائے تو تعدد قدماء لازم آتا ہے اور یہ شرک ہے۔ مگر انھوں نے اس طرف غور نہ کیا کہ جو چیز مخلوق یا حادث ہو وہ کسی وقت فنا بھی ضرور ہوگی تو کیا نعوذ باللہ اللہ کی صفات یا مثلاً یہی قرآن کسی وقت فنا بھی ہوسکتا ہے اور عباسی خلفاء بھی اس اعتزال سے متاثر تھے۔ اور مامون رشید پکا معتزلی تھا۔ لہٰذا قرآن کے مخلوق ہونے کی بحث یا مناسب الفاظ میں اس فتنہ نے پوری ایک صدی طوفان کھڑا کئے رکھا۔ بعد میں خلیفوں کو ہی اللہ نے سیدھی راہ دکھادی تو یہ اپنی موت آپ مر گیا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اسی فتنہ کے خلاف بڑی مدت تک قید و بند اور مار پیٹ کی مصیبتیں جھیلی تھیں اور ایسی ہی باتیں اللہ کی صفات میں الحاد کے ضمن میں آتی ہیں۔ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ ہر زبان میں کلام کرسکتا ہے۔ رہی یہ بات کہ اُم الکتاب یا لوح محفوظ کس زبان میں ہے تو پھر یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہم اسے سمجھنے سے قاصر ہیں جیسا کہ اسکی دوسری صفت کی کیفیت اور ماہیت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۳: عربی زبان جو دنیا کی فصیح ترین زبان ہے دوسرے اس کے اولین مخاطب بھی عرب تھے انہی کی زبان میں قرآن اتارا تا کہ سمجھنا چاہیں تو آسانی سے سمجھ سکیں۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۴: یہ لوحِ محفوظ میں محفوظ ہے جو ہمارے پاس ہے۔ قرآن بڑے اونچے مرتبہ والی اور عالی شان کتاب ہے جس میں پکی پکی باتیں ہیں۔ اس میں باطل کی ملاوٹ ناممکن ہے یعنی یہ کتاب آسمان والوں میں بڑی قدر و منزلت والی ہے۔ زمین والوں کو بھی اس کی قدر کرنی چاہیے اور اس بیش بہا نعمت عظمیٰ کو اپنے دلوں میں جگہ دینی چاہیے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝۵ وَ كَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝۶ وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۷ فَاَهْلَكْنَاۤ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّ مَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۸

تو کیا ہم تمہاری طرف یہ ذکر بھیجنا چھوڑ دیں گے اس لئے کہ تم حد سے بڑھے ہوئے لوگ ہو؟ (۵) ہم نے پہلی قوموں میں بھی کئی رسول بھیجے (۶) اور جب بھی انکے پاس کوئی نبی آیا تو اُنھوں نے اسکا مذاق ہی اُڑایا (۷) تو ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔ وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے اور پہلے لوگوں میں ایسی مثالیں گذر چکی ہیں (۸)

آیت ۵: اس آیت میں دو احتمال ہیں (۱) یعنی کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ باوجود تمہاری سرکشی، نافرمانی اور عدمِ اطاعت کے ہم تم کو یوں ہی چھوڑ رکھیں گے۔ تمہیں آداب نہیں سکھائیں گے اور بلا عذاب کے چھوڑ دیں گے (۲) یا جب اس اُمت کے پہلے لوگوں نے قرآن کو نہ مانا تھا اگر یہ اسی وقت اُٹھالیا جاتا تو ساری دنیا تباہ ہو جاتی لیکن اللہ بڑی وسیع رحمت والا ہے۔ اس نے قرآن نہیں اُٹھایا یعنی اللہ کی یہ رحمت و شفقت ہے کہ وہ نافرمانوں کے انکار و شرارت کی بنا پر انھیں نصیحت کرنا بند نہیں فرمایا تاکہ صلاحیت والے ٹھیک ہو جائیں اور بدکاروں پر حجت قائم ہو جائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝۹ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝۱۱ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝۱۲ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو یقیناً کہیں گے کہ انھیں زبردست اور سب کچھ جاننے والے نے پیدا کیا ہے (۹) جس نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں تمہارے لئے راستے بنا دیئے تاکہ تم راہ پاسکو (۱۰) اور جس نے ایک خاص مقدار میں آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تم بھی زمین سے نکالے جاؤ گے (۱۱) اور جس نے تمام مخلوق کے جوڑے بنائے۔ نیز تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو (۱۲) تاکہ تم ان کی پشت پر جم کر بیٹھ سکو۔ پھر جب اس پر ٹھیک طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نِعۡمَةَ رَبِّكُمۡ اِذَا اسۡتَوَيۡتُمۡ عَلَيۡهِ وَتَقُوۡلُوۡا سُبۡحٰنَ الَّذِىۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾

بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کا احسان یاد کرو اور کہو کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اسے مطیع کر دیا ورنہ ہم تو اسے قابو میں نہ لا سکتے تھے (۱۳) اور بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں (۱۴)

آیت ۱۲: یعنی ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا، نر اور مادہ، نباتات، کھیتیاں، پھل پھول اور حیوانات سب میں نر اور مادہ کا سلسلہ ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد ایک دوسرے کی مخالف چیزیں ہیں جیسے روشنی اور اندھیرا، مرض اور صحت، انصاف اور ظلم، خیر اور شر، ایمان اور کفر، نرمی اور سختی وغیرہ۔ بعض کہتے ہیں ازواج، اصناف کے معنی میں ہے۔ تمام انواع واقسام کا خالق اللہ ہے۔ (احسن البیان)

وَ جَعَلُوۡا لَهٗ مِنۡ عِبَادِهٖ جُزۡءًا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَكَفُوۡرٌ مُّبِيۡنٌ ؕ﴿۱۵﴾ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخۡلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصۡفٰكُمۡ بِالۡبَنِيۡنَ ﴿۱۶﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحۡمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيۡمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَ مَنۡ يُّنَشَّؤُا فِى الۡحِلۡيَةِ وَهُوَ فِى الۡخِصَامِ غَيۡرُ مُبِيۡنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوۡا خَلۡقَهُمۡ ؕ سَتُكۡتَبُ شَهَادَتُهُمۡ وَيُسۡئَلُوۡنَ ﴿۱۹﴾

ع ۱۵

اور ان لوگوں نے اللہ کے بندوں میں سے بعض کو اس کا جز بنا ڈالا۔ بلاشبہ انسان احسان فراموش ہے (۱۵) کیا اس نے اپنی مخلوق سے بیٹیاں انتخاب کیں اور تمہیں بیٹوں سے نوازا ہے؟ (۱۶) اور جب ان میں سے کسی کو وہ مژدہ سنایا جاتا ہے جسے یہ رحمن سے منسوب کرتے ہیں تو اسکا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور غم سے بھر جاتا ہے (۱۷) کیا اللہ کیلئے وہ ہے جو زیورات میں پرورش پاتی ہے، اور بحث ومباحثہ میں اپنا مدعا واضح نہیں کر سکتی؟ (۱۸) اور ان لوگوں نے فرشتوں کو جو رحمن کے بندے ہیں، عورتیں قرار دیا۔ کیا یہ ان کی تخلیق کے وقت موجود تھے؟ ان کی ایسی شہادت ضرور لکھی جائے گی اور باز پرس بھی ہوگی (۱۹)

آیت ۱۵: (عِبَادٌ) سے مراد فرشتے اور (جُزْءًا) سے مراد بیٹیاں یعنی فرشتے، جن کو مشرکین اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کی عبادت کرتے تھے۔ یوں وہ مخلوق کو اللہ کا شریک اور اس کا جز مانتے تھے۔ حالانکہ وہ ان چیزوں سے پاک ہے۔ بعض نے جزء سے یہاں نذر و نیاز کے طور پر نکالے جانے والے جانور مراد لئے ہیں جن کا ایک حصہ مشرکین اللہ کے نام پر اور ایک حصہ بتوں کے نام پر نکالا کرتے تھے جس کا ذکر سورۃ الانعام آیت (۱۳۶) میں ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۱۸: عورتوں کی جو درحقیقت مردوں کے مقابلے میں ناقص سمجھی جاتی ہیں نقص کی تلافی زیورات اور طرح طرح کی آرائشوں سے کی جاتی ہے۔ یہ عمر بھر بناؤ سنگھار کی دلدادہ اور کنگھی چوٹی سے آراستہ و پیراستہ رہتی ہیں۔ مناظرے کے یہ قابل نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لڑائیاں ان کے بس کی نہیں اور محض عاجز و مغلوب ہیں۔ افسوس مشرک یہی جنس اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں جس میں ظاہری و باطنی ہر طرح کا نقص موجود ہے۔ ظاہری نقصان کی پردہ پوشی زیورات اور ہر طرح کی زیب و زینت سے کی جاتی ہے اور باطنی نقصان زبان و ہمت سے کام نہ لینا اور محض رونا دھونا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ؕ۝۲۰ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝۲۱ بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۲۲ وَ كَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝۲۳ قٰلَ اَوَ لَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝۲۴ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۲۵ ع ۲ / ۸

اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے، انھیں اس مشیت الٰہی کا کچھ علم نہیں، یہ محض تیر تکّے چلاتے ہیں (۲۰) کیا ہم نے انھیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی، جس کی بنا پر وہ ملائکہ پرستی پر استدلال کرتے ہیں؟ (۲۱) نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک طریقے پر پایا اور ہم انھیں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں (۲۲) اس طرح ہم نے کسی بستی میں جو کوئی بھی ڈرانے والا بھیجا تو اس بستی کے کھاتے پیتے لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک طریقے پر پایا اور ہم انکے نقش قدم کی اقتدا کر رہے ہیں (۲۳) اس نبی نے کہا خواہ میں تمہارے پاس اس سے زیادہ صحیح طریقہ لاؤں جس پر تم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے؟ وہ کہنے لگے، جو پیغام دے کر تمھیں بھیجا گیا ہے ہم اس کے منکر ہیں (۲۴) چنانچہ ہم نے ان سے بدلہ لے لیا تو دیکھو کہ جھوٹوں کا کیا انجام ہوا (۲۵)

آیت ۲۰-۲۱: مشرکین کے اس فعل شنیع پر جب نکیر کی جاتی ہے اور ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آخر کس دلیل کی بنیاد پر تم فرشتوں کی اور بتوں کی پرستش کرتے ہو؟ تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ ہم ان کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر ہمارے اس عمل سے راضی نہ ہوتا تو ہمیں اپنی قدرت کے ذریعہ اس سے روک دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کی کہ انھیں کیسے معلوم ہو گیا کہ اللہ ان کے اس فعل سے راضی ہے۔ یہ محض ان کی بے دلیل و بے بنیاد باتیں ہیں جن کی تائید نہ کسی آسمانی کتاب سے ہوتی ہے اور نہ ہی کسی نبی مرسل کے قول کے ذریعہ۔ اسی لئے آیت (۲۱) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا ہم نے اس سے قبل انھیں کوئی کتاب دے رکھی ہے جس سے ان کی مشرکانہ باتوں کی تائید ہوتی ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۲۴: اپنے آباء کی تقلید میں اتنے پختہ تھے کہ پیغمبر کی وضاحت اور دلیل بھی انھیں اس سے نہیں پھیر سکی۔ یہ آیت، تقلید

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے بطلان اور اس کی قباحت پر بہت بڑی دلیل ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فتح القدیر للشوکانی۔ (احسن البیان)

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖۤ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّ اِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو میں ان سے قطعاً بیزار ہوں (۲۶) میں تو صرف اس کی بندگی کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے راہ دکھائیگا (۲۷) اور ابراہیم یہی بات اپنی اولاد میں چھوڑ گئے، تاکہ وہ اسکی طرف رجوع کریں (۲۸) بلکہ میں نے انھیں اور انکے آباء واجداد کو زندگی سے فائدہ اُٹھانے کا موقع دیا حتیٰ کہ ان کے پاس حق اور کھول کر بیان کرنے والا رسول آیا (۲۹) اور جب انکے پاس حق آ گیا تو کہنے لگے کہ "یہ تو سحر ہے اور ہم اسے قطعاً نہیں مانتے" (۳۰)

ربط آیات: ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ عرب کے کفار و مشرکین کہتے تھے کہ دینِ شریک ہم کو باپ داداؤں سے وراثت میں ملا ہے اور ابراہیمؑ کا دین بھی یہی تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے عرب کے لوگو! تمہارے باپ دادا ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام تھے۔ وہ بُتوں کے پجاری نہیں بلکہ بتوں کو توڑنے والے تھے۔ وہ مشرک نہیں بلکہ وہ توحید پرست تھے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ جو دعوت دے رہے ہیں، توحید کی دعوت، آپ اس پر جمے رہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان فیصلہ کردے گا۔ اللہ چند دن بے ایمانوں اور مشرکوں کو مہلت ضرور دیتا ہے مگر اس کے بعد دنیا و آخرت میں ان پر عذاب آنا لازم ہے۔

وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا ؕ وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ

نیز یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن دو شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا؟ (۳۱) کیا آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کرنے والے یہ لوگ ہیں؟ دنیا کی زندگی میں انکا سامانِ حیات انکے درمیان ہم تقسیم کرتے ہیں اور ہم نے بعض کو بعض پر فوقیت دی تاکہ وہ ایک دوسرے سے خدمت لے سکیں اور آپکے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو یہ جمع کر رہے ہیں (۳۲) اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمام لوگ ایک دین (کفر) کی طرف مائل ہوں گے تو رحمن کے ساتھ کفر کرنے والوں کے گھر اور سیڑھیاں جن پر یہ چڑھتے ہیں، چاندی سے بنا دیتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَ لِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا
وَّ سُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ۭ وَ اِنْ
كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ
وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٥﴾

(۳۳) اور انکے گھروں کے دروازے اور تخت جن پر یہ تکیہ لگاتے ہیں (۳۴) یہ سب چیزیں چاندی کی اور بعض سونے کی بنا دیتے۔ یہ سب کچھ محض متاعِ حیات ہے، اور آخرت آپکے رب کے ہاں صرف متقین کیلئے ہے (۳۵)

آیت ۳۱: دونوں بستیوں سے مراد مکہ اور طائف ہے اور بڑے آدمی سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک مکہ کا ولید بن مغیرہ اور طائف کا عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ بعض نے کچھ اور لوگوں کے نام ذکر کئے ہیں۔ تاہم مقصد اس سے ایسے آدمی کا انتخاب ہے جو پہلے سے ہی عظیم جاہ و منصب کا حامل، کثیر المال اور اپنی قوم میں مانا ہوا ہو۔ یعنی قرآن اگر نازل ہوتا تو دونوں بستیوں میں سے کسی ایسی ہی شخصیت پر نازل ہوتا نہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا دامن دولتِ دنیا سے بھی خالی ہے اور اپنی قوم میں قیادت، سیاحت کے منصب پر بھی فائز نہیں ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۳۲: رحمت، نعمت کے معنی میں ہے اور یہاں سب سے بڑی نعمت، نبوت مراد ہے۔ استفہام انکار کے لئے ہے۔ یعنی یہ کام ان کا نہیں ہے کہ رب کی نعمتیں بالخصوص نعمت نبوت یہ اپنی مرضی سے تقسیم کریں بلکہ یہ صرف رب کا کام ہے کیونکہ وہی ہر بات کا علم اور ہر شخص کے حالات سے پوری واقفیت رکھتا ہے۔ وہی بہتر سمجھتا ہے کہ انسانوں میں سے نبوت کا تاج کس کے سر پر رکھنا ہے اور اپنی وحی و رسالت سے کس کو نوازنا ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۳۳: دنیا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں حقیر شئی ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر سارے انسانوں کے کفر باللہ جیسے مبغوض ترین عمل پر جمع ہو جانے کی بات نہ ہوتی تو دنیا تو وہ حقیر شئی ہے کہ ہم تمام کافروں کے گھروں کی چھتوں اور سیڑھیوں کو چاندی کا بنا دیتے اور انکے گھروں کے دروازوں، چارپائیوں اور کرسیوں کو بھی چاندی کا بنا دیتے اور ہم انہیں سونے اور جواہر کے بنے سامان ہائے زینت سے بھی نواز دیتے تاکہ وہ کفر و طغیان میں اور بڑھتے چلے جاتے اور شدید ترین عذاب کا مستحق بنتے۔ اسلئے کہ دنیا کی ان عارضی نعمتوں کی اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے اور حقیقی اور دائمی نعمت تو جنت ہے جسے ہم نے اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے مخصوص کر رکھی ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ
شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿٣٦﴾ وَ اِنَّهُمْ
لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ
مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٧﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ
بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ

اور جو شخص رحمن کے ذکر سے آنکھیں بند کرتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے (۳۶) اور ایسے شیطان انھیں سیدھی راہ سے روک دیتے ہیں، جب کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں (۳۷) حتیٰ کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کاش! میرے اور تمہارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَ لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ
اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾

درمیان مشرق و مغرب کا بعد ہوتا، تو بہت بُرا ساتھی ہے (۳۸) اور جب تم ظلم کر چکے ہو تو آج تمہیں کچھ نفع نہیں دے سکتے تم سب عذاب میں شریک ہو (۳۹)

آیت ۳۶: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اہمیت بیان کی ہے کہ جو لوگ قرآن اور اس میں موجود احکام سے اعراض کرتے ہیں اور اسے چھوڑ کر دیگر گمراہیوں کو اپناتے ہیں اللہ تعالیٰ بطور عتاب اس کے پیچھے ایک شیطان کو لگا دیتا ہے جو ہر وقت اسے گمراہ کرتا رہتا ہے تاکہ حق کو قبول نہ کرلے۔ (فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ...) کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ آدمی اس شیطان کا پیروکار بن جاتا ہے اور تمام اُمور میں اس کی اتباع کرتا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَ مَنْ
كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ
فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ
وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾
فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ
وَلِقَوْمِكَ ۚ وَ سَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ
اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ
دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ ع

کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں؟ یا اندھوں کو اور ایسے لوگوں کو جو صریح گمراہی میں پڑے ہوں ہدایت دے سکتے ہیں؟ (۴۰) خواہ ہم آپ کو دنیا سے اُٹھا لیں، ہم ان سے انتقام لیں گے (۴۱) یا جس کا ہم نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے آپ کو بھی دکھا دیں، ہم ان پر پوری قدرت رکھتے ہیں (۴۲) آپ بس اس کو مضبوطی سے تھامے رکھیں جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے۔ آپ یقیناً صراط مستقیم پر ہیں (۴۳) اور یہ کتاب بلاشبہ آپ اور آپ کی قوم کے لئے نصیحت ہے اور جلد ہی تم سے سوال ہوگا (۴۴) اور ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجے تھے ان سے پوچھ لیجئے کہ آیا ہم نے رحمن کے سوا کوئی اور الٰہ بنائے ہیں جن کی عبادت کی جائے؟ (۴۵)

آیت ۴۰: جس کیلئے شقاوت ابدی لکھ دی گئی ہے وہ وعظ و نصیحت کے اعتبار سے بہرہ اور اندھا ہے۔ تیری دعوت و تبلیغ سے وہ راہ راست پر نہیں آسکتا۔ یہ استفہام انکاری ہے جس طرح بہرہ سننے سے، نابینا دیکھنے سے محروم ہے اسی طرح کھلی گمراہی میں مبتلا حق کی طرف آنے سے محروم ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے تاکہ ایسے لوگوں کے کفر سے آپ زیادہ تشویش محسوس نہ کریں۔ (احسن البیان)

آیت ۴۵: تمام انبیاء کا پیغام ایک ہی ہے۔ توحید پر سب کا اتفاق ہے۔ سب نے توحید پھیلائی اور شرک کی جڑیں کاٹیں۔ خود قرآن فرماتا ہے (لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ) (النحل:۳۶) ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت سے بچو۔ آیت کا یہ مطلب ہے کہ آپ ان لوگوں سے معلوم کرلیں جنہیں ہم آپ سے پہلے اپنے نبی بھیج چکے ہیں (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَقَالَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِاٰيٰتِنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا یَضۡحَکُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا نُرِیۡهِمۡ مِّنۡ اٰیَۃٍ اِلَّا هِیَ اَکۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا ۫ وَ اَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ قَالُوۡا یٰۤاَیُّهَ السّٰحِرُ ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَکَ ۚ اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا کَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِذَا هُمۡ یَنۡکُثُوۡنَ ﴿۵۰﴾

اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو موسیٰ نے جا کر کہا کہ میں رب العالمین کا رسول ہوں (۴۶) پھر جب موسیٰ نے ہماری نشانیاں پیش کیں تو وہ ان کی ہنسی اُڑانے لگے (۴۷) اور ہم نے انھیں جو بھی نشانی دکھلائی وہ اپنے سے پہلی نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی اور ہم انھیں عذاب میں مبتلا کرتے رہے کہ شائد وہ لوٹ آئیں (۴۸) اور وہ یہی کہتے اے ساحر تیرے رب نے جو تجھ سے دعا کی قبولیت کا عہد کر رکھا ہے تو ہمارے لئے دعا کر، ہم ضرور ہدایت پر آ جائینگے (۴۹) پھر جب ہم ان سے عذاب ہٹا لیتے تو وہ فوراً (اپنا عہد) توڑ دیتے (۵۰)

ربط آیات: گزشتہ آیات میں اس بات کا بیان تھا کہ جو قوم رسول کو جھٹلاتی ہے اور دین توحید کا انکار کرتی ہے تو اس کے بعد اس کے حق میں عذاب کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ یہ عذاب رسول کی زندگی میں بھی آ سکتا ہے یا رسول کے ہجرت کرنے کے بعد یا رسول کے نتقال کے بعد۔ اب ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ اللہ کا یہ انتقام اور مشرک قوموں سے بدلہ لینا اس کی ایک سنت ہے جس کی پکڑ سے کوئی قوم نہیں بچی۔ فرعون جیسا جبار بھی جب اس کی زد میں آیا وہ اور اس کی تمام فوج دریا میں غرق کر دی گئی۔ اس کی بادشاہت، اس کی طاقت وقدرت اس کے کچھ کام نہ آئی۔ اللہ نے دنیا میں جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب کے سب توحید کی دعوت لے کر آئے اور اپنے لوگوں سے کہا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بتوں کی اور اولیاء کی عبادت سے منع کیا۔

آیت ۴۶: قریش مکہ نے کہا تھا کہ اگر اللہ کسی کو نبی بنا کر بھیجتا تو مکہ اور طائف کے کسی ایسے شخص کو بھیجتا جو صاحبِ مال وجاہ ہوتا۔ جیسے فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں کہا تھا کہ ''میں اس سے بہتر ہوں اور یہ مجھ سے کمتر ہے۔ یہ تو صاف بول بھی نہیں سکتا''۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے، غالباً اسی مشابہت احوال کی وجہ سے یہاں موسیٰؑ اور فرعون کا قصہ دہرایا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی تسلی کا پہلو ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۴۷: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ فرعون اور فرعونیوں کا استہزاء کچھ اس وجہ سے نہیں تھا کہ وہ نشانیاں ہی اس قابل نہ تھیں کہ ان پر اثر انداز ہوتیں بلکہ وہ ایسا محض کبر وعناد کی وجہ سے کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر نشانی پہلی نشانی سے بڑی ہوتی تھی اور ہم نے انھیں دنیاوی عذاب میں بھی مبتلا کیا کہ شاید اس طرح وہ رجوع الی اللہ کریں۔ اور جب عذاب کی سختی سے تلملا اُٹھے تو موسیٰ سے کہا اے جادوگر تم کہتے ہو کہ تمہارا رب تم پر ایمان لانے والوں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب کوٹال دیتا ہے، تو دعا کرو کہ وہ ہم سے عذاب کو دور کر دے۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے۔ اور جسے تم راہِ ہدایت کہتے ہو اسے اختیار کرلیں گے۔ چنانچہ ہم نے ان سے عذاب کوٹال دیا تو وہ فوراً بدعہدی کر بیٹھے اور ضلالت و گمراہی میں اور آگے بڑھتے چلے گئے۔ (تیسیر الرحمن)

وَ نَادٰى فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ یٰقَوْمِ
اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا
خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ ۙ وَّ لَا یَكَادُ
یُبِیْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْ لَاۤ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ
ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ مُقْتَرِنِیْنَ ﴿۵۳﴾
فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا
فٰسِقِیْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ
فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا
لِّلْاٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾
ع ۵ / ۱۱

اور فرعون نے ایک دفعہ اپنی قوم کے درمیان پکار کر کہا ''اے میری قوم! کیا یہ مصر کی بادشاہی میری نہیں؟ اور یہ نہریں بھی نہیں جو میرے نیچے بہہ رہی ہیں؟ کیا تمہیں نظر نہیں آتا؟ (۵۱) بھلا میں بہتر ہوں، یا یہ شخص جو ایک ذلیل آدمی ہے اور بات بھی صاف طور پر نہیں کر سکتا (۵۲) اگر یہ رسول ہے تو اس پر سونے کے کنگن کیوں نہ اتارے گئے، یا فرشتوں کی گارڈ اس کے ساتھ آئی ہوتی؟ (۵۳) اس نے اپنی قوم کو اُلو بنالیا اور وہ مان گئے، وہ تھے ہی بدکردار لوگ (۵۴) پھر جب اُنھوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لے لیا اور ان سب کو غرق کر دیا (۵۵) پھر ہم نے انھیں بعد والوں کے لئے پیش رو اور نمونہ بنا دیا (۵۶)

آیت ۵۱: جب موسیٰ نے ایسی کئی نشانیاں پیش کر دیں جو ایک سے بڑھ کر ایک تھیں تو فرعون کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں میری قوم موسیٰ کی طرف مائل نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے اپنی ہزیمت کے داغ کو چھپانے اور قوم کو مسلسل دھوکے میں مبتلا رکھنے کے لئے یہ نئی چال چل کر اپنے اختیار و اقتدار کے حوالے سے موسیٰ کی بے توقیری اور کمتری کو نمایاں کیا جائے تا کہ میری قوم سلطنت و سطوت سے ہی مرعوب رہے۔ (احسن البیان)

آیت ۵۵: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب فرعون اور فرعونیوں نے ہمارے غیظ و غضب کو بھڑکا دیا، موسیٰ اور ان کے معجزات کی تکذیب کی، انھیں جادوگر کہا اور ایمان لانے کا وعدہ کر کے بدعہدی کی تو ہم نے ان سے انتقام لے لیا اور تمام کو سمندر میں ڈبو دیا اور انھیں آنے والی قوموں کے لئے نشانِ عبرت بنا دیا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ
یَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ قَالُوْۤا ءَاٰلِهَتُنَا خَیْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا

اور جب عیسیٰ بن مریم کی مثال بیان کی گئی تو آپ کی قوم اس بات سے خوشی سے چیخنے لگتی ہے (۵۷) اور اُنھوں نے کہا کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ تجھ سے ان کا یہ کہنا محض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝۵۸ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۝۵۹ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓىِٕكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ۝۶۰ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۶۱ وَ لَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۶۲

جھگڑے کی غرض سے ہے بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو (۵۸) وہ تو محض ایک بندہ تھا جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کیلئے نمونہ بنا دیا (۵۹) اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے پیدا کر دیتے جو زمین میں تمہارے جانشین ہوتے (۶۰) اور وہ نزول عیسیٰ تو قیامت کی ایک علامت ہے۔ لہٰذا اس میں ہرگز شک نہ کرو اور میری اتباع کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے (۶۱) کہیں شیطان تمہیں اس راہ سے روک نہ دے وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے (۶۲)

آیت ۵۹: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ عیسیٰؑ بھی اللہ کے ایک بندے تھے جن کو نبوت کے انعام سے سرفراز کیا گیا تھا اور اللہ کی قدرت کی ایک دلیل بنا کر اسرائیلیوں کی طرف مبعوث کیا گیا تھا کہ انھیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۶۰: اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر وہ چاہتا تو انسانوں کو ہلاک کر دیتا اور زمین میں ان کی جگہ فرشتوں کو لا کر بسا دیتا جو اسے اپنے سجدوں سے آباد کرتے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے۔ امام شوکانی لکھتے ہیں کہ فرشتوں کی جگہ آسمان ہونے سے وہ مقام اُلوہیت پر فائز نہیں ہو گئے ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۶۱: اکثر مفسرین کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نزول ہوگا جیسا کہ صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ یہ نزول اس بات کی علامت ہوگا کہ اب قیامت قریب ہے۔ اسی لئے بعض نے اسے عین اور لام کے زبر کے ساتھ (عَلَم) پڑھا ہے جس کے معنی ہی نشانی اور علامت کے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک انھیں قیامت کی نشانی قرار دینا، ان کی معجزانہ ولادت کی بنیاد پر ہے۔ یعنی جس طرح اللہ نے ان کو بغیر باپ کے پیدا کیا ان کی یہ پیدائش اس بات کی علامت ہے کہ اللہ قیامت والے دن تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ فرما دے گا اس لئے قدرت الٰہی کو دیکھتے ہوئے وقوع قیامت میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ (احسن البیان)

وَ لَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝۶۳ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۶۴

اور جب عیسیٰ صریح نشانیاں لے کر آئے تو کہا میں تمہارے پاس حکمت لایا ہوں اور اس لئے کہ تم پر بعض وہ باتیں واضح کروں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۶۳) اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی لہٰذا اس کی عبادت کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے (۶۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۶۳: عیسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ میں حکمت یعنی نبوت کے ساتھ تمہاری رہنمائی کیلئے آیا ہوں اور دینی مسائل میں جو تمہارے درمیان اختلاف پڑے ہوئے ہیں ان میں جو بات حق ہے اسے بتانے کیلئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ لہٰذا جو کچھ تمہیں دیا جائے وہ میرا نہیں ہے بلکہ اللہ کا ہے۔ اللہ سے ڈر کر اسکے حکم کی تعمیل کرو اور میری بات بلا چوں و چرا مان لو۔ (تفسیر ابن کثیر)

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿۶۵﴾ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ﴿۶۷﴾ ع ۶ ۱۱/۱۲ یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ﴿۶۹﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ ۚ وَ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْیُنُ ۚ وَ اَنْتُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْۤ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ كَثِیْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾

پھر ان میں سے کئی گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا، پس ایسا ظلم کرنے والوں کیلئے المناک دن کے عذاب سے تباہی ہے (۶۵) کیا یہ لوگ اب اس انتظار میں ہیں کہ ان پر یک دم قیامت آجائے اور انھیں خبر بھی نہ ہو (۶۶) اسی دن متقین کے علاوہ سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے (۶۷) اے میرے بندو آج تمہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ تم غمزدہ ہو گے (۶۸) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرمانبردار بن کر رہے (۶۹) تم خود اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ، تم خوش رکھے جاؤ گے (۷۰) ان کے سامنے سونے کی پلیٹوں اور ساغر کا دور چلے گا اور وہاں وہ سب کچھ موجود ہوگا جو دلوں کو بھائے اور آنکھوں کو لذت بخشے اور تم وہاں ہمیشہ رہو گے (۷۱) یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو، ان اعمال کے عوض جو تم دنیا میں کرتے رہے (۷۲) وہاں تمہارے لئے بہت سے میوے ہوں گے جنھیں تم کھاؤ گے (۷۳)

آیت ۶۵: اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی تنقیص کی اور انھیں نعوذ باللہ ولد الزنا قرار دیا جبکہ عیسائیوں نے غلو سے کام لے کر انھیں معبود بنا لیا۔ یا مراد عیسائیوں کے مختلف فرقے ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک دوسرے سے شدید اختلافات رکھتے ہیں۔ ایک انھیں ابن اللہ، دوسرا اللہ اور تیسرا ثالث ثلاثہ کہتا ہے اور ایک فرقہ مسلمانوں ہی کی طرح انھیں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول تسلیم کرتا ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۶۷: کیوں کہ کافروں کی دوستی، کفر و فسق کی بنیاد پر ہوتی ہے اور یہی کفر و فسق ان کے عذاب کا باعث ہوں گے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرائیں گے اور ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ اس کے برعکس اہل ایمان وتقویٰ کی باہمی محبت چونکہ دین اور رضائے الٰہی کی بنیاد پر ہوتی ہے اور یہی دین وایمان خیر وثواب کا باعث ہے۔ ان سے ان کی دوستی میں کوئی انقطاع نہیں ہوگا۔ وہ اسی طرح برقرار رہے گی جس طرح دنیا میں تھی۔ (احسن البیان)

آیت ۷۱: اہلِ جنت کے سامنے سونے کی رکابیوں اور پلیٹوں میں لذیذ ترین کھانے پیش کئے جائیں گے اور سونے ہی کے بنے پیالوں کا دور چلے گا جو انواع واقسام کی بہترین شرابوں سے لبالب ہوں گے۔ صحیحین میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم لوگ ریشم اور دیباج نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھاؤ پیو"۔ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور تمہارے لئے جنت میں ہیں"۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 5006)

اور جنت میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی کوئی نفس خواہش کرے گا۔ اور جس سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور ملے گا اور اہل جنت سے کہا جائے گا کہ اب تم ہمیشہ یہیں رہو گے۔ نہ تمہیں موت لاحق ہوگی اور نہ یہ نعمتیں ختم ہوں گی۔ اور یہ جنت تمہیں ان بھلائیوں اور نیک کاموں کے بدلے ملی ہے جو تم دنیا میں کرتے رہے تھے۔ یعنی جس طرح ایک انسان جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کے ورثاء اس کے مال وجائیداد کے حق دار بن جاتے ہیں اسی طرح تم اپنے نیک اعمال کے بدلے اس جنت کے وارث بن گئے ہو۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَ هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَ نَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَ رُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾

اور مجرم لوگ عذابِ جہنم میں ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۷۴) ان سے عذاب کم نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں مایوس رہیں گے (۷۵) اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود ہی ظالم تھے (۷۶) وہ پکاریں گے "اے مالک! تمہارا رب ہمارا کام تمام کردے تو اچھا ہے"۔ وہ کہے گا تم ہمیشہ یہیں رہو گے (۷۷) ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے تھے لیکن تم میں سے اکثر حق سے نفرت کرتے تھے (۷۸) یا ان لوگوں نے کوئی اقدام کا فیصلہ کیا ہے تو ہم بھی فیصلہ کئے دیتے ہیں (۷۹) یا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کے راز اور مشورے سن نہیں رہے۔ کیوں نہیں بلکہ ہمارے فرشتے ان کے پاس ہی لکھتے رہتے ہیں (۸۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۷۷: نافرمان جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ جلتے بھنتے رہیں گے اور عذاب میں ایک سکینڈ کے لئے تخفیف نہ ہوگی اور جہنم کے ہولناک گڑھے میں مایوس پڑے ہوئے نافرمانیوں کا مزہ چکھتے رہینگے اور انھیں کسی اچھائی کی اُمید نہیں رہیگی۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۷۸: یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یا فرشتوں کا ہی قول بطور نیابت الٰہی ہے جیسے کوئی افسر مجاز ''ہم'' کا استعمال حکومت کے مفہوم میں کرتا ہے۔ اکثر سے مراد کُل ہے یعنی سارے ہی جہنمی یا پھر اکثر سے مراد رؤسا اور لیڈر ہیں۔ باقی جہنمی ان کے پیروکار ہونے کی حیثیت سے اس میں شامل ہوں گے۔ حق سے مراد اللہ کا وہ دین اور پیغام ہے جو پیغمبروں کے ذریعہ سے ارسال کرتا رہا۔ آخری حق قرآن اور دین اسلام ہے۔ (احسن البیان)

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿٨١﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَ يَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٥﴾

آپ کہئے کہ اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرنے والا ہوتا (۸۱) وہ ارض و سماوات کا اور عرش کا مالک ہے اور ان سب باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں (۸۲) آپ انھیں چھوڑ یئے کہ وہ اپنی کج بحثوں اور کھیل کود میں لگے رہیں حتیٰ کہ وہ دن دیکھ لیں جس کا وعدہ کیا جاتا ہے (۸۳) آسمانوں میں بھی وہی الٰہ ہے اور زمین میں بھی وہی الٰہ ہے اور وہ حکمت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے (۸۴) بابرکت ہے وہ ذات جسکی ارض و سماوات اور جو ان کے درمیان موجود ہیں سب پر حکومت ہے۔ قیامت کا علم اسی کو ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۸۵)

آیت ۸۴: اللہ کی عظمت و جلال کا بیان ہے کہ دنیا کی ہر چیز اسی کی پرستار ہے وہ آسمانوں میں بھی پوجا جاتا ہے اور زمین میں بھی۔ تمام دنیا اسی کی عابد اور اسی کے آگے درماندہ و عاجز ہے۔ پھر فرمایا اللہ بڑے حکمت والا اور بڑے وسیع علم والا ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ لَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٨٧﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ

یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جنھیں پکارتے ہیں وہ سفارش کا اختیار نہیں رکھتے اِلّا یہ کہ جس نے علم و یقین کے ساتھ حق کی گواہی دی (۸۶) اور اگر انھیں پوچھیں کہ انھیں کس نے پیدا کیا تو یقینا کہیں گے ''اللہ نے'' پھر انھیں کہاں سے دھوکہ لگتا ہے (۸۷) قسم ہے رسول کے اس قول کی کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقف لازم

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾

ع ۲۲/۱۴

اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے (۸۸) لہٰذا ان سے درگذر کیجئے اور سلام کہئے۔ عنقریب انھیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا (۸۹)

آیت ۸۶: مشرکین عرب اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ فرشتے اور ان کے دیگر جھوٹے معبود قیامت کے دن ان کے لئے سفارشی بنیں گے اسی لئے ان کی عبادت کرتے تھے۔ اس آیت کریمہ میں ان کے اسی مشرکانہ عقیدہ کی تردید کی گئی ہے کہ وہ معبودانِ باطلہ کسی کے لئے شفاعت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ شفاعت تو اللہ کی اجازت سے صرف اس کے وہ بندے کیلئے کریں گے جو اللہ کی وحدانیت کے صدق دل سے قائل ہونگے اور کسی کو اسکا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۸۹: یعنی مشرکوں سے درگذر کرو اور ان کی بدزبانی کا جواب نہ دو بلکہ تالیفِ قلب کے لئے قول و فعل میں نرمی برتو اور سلامتی کی دعا کرو۔ انھیں بہت جلدی چودہ طبق نظر آجائیں گے۔ اس آیت میں مشرکوں کو دھمکایا گیا ہے۔ آخر وہی ہوا جس سے انھیں ڈرایا گیا تھا۔ ایسا عذاب آیا جو ٹالے نہ ٹلا۔ بدر میں بڑوں بڑوں کا فیصلہ ہو گیا۔ دین کا بول بالا اور مشرکوں کا منہ کالا ہوا اور دین کی روشنی میں بے شمار لوگ فوج در فوج آنے لگے اور مشرق و مغرب نورِ اسلام سے جگمگا اُٹھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الدخان

سورۃ الدخان مکی ہے اس میں ۵۹ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں۔

تعارف :- کفار مکہ کی فہمائش اور تنبیہ کے لئے جو خطبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا گیا اس کی تمہید چند اہم مباحث پر مشتمل ہے جو اس سورہ میں بتلایا گیا ہے۔

اول یہ کہ تم لوگ اس قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف سمجھنے میں غلطی کر رہے ہو۔ یہ کتاب اپنی ذات میں خود اس امر کی بین شہادت ہے کہ یہ کسی انسان کی نہیں بلکہ شہنشاہِ عالمین کی کتاب ہے۔ **دوسرے** یہ کہ تم اس کتاب کی قدر و قیمت سمجھنے میں بھی غلطی کر رہے ہو۔ تمہارے نزدیک یہ ایک بلا ہے جو تم پر نازل ہوگئی ہے۔ حالانکہ درحقیقت وہ گھڑی انتہائی مبارک تھی جب اللہ تعالیٰ نے سراسر اپنی رحمت کی بنا پر تمہارے یہاں اپنا رسول بھیجنے اور اپنی کتاب نازل فرمانے کا فیصلہ فرمایا۔ **تیسرے** یہ کہ تم اپنی نادانی سے اس غلط فہمی میں پڑے ہوئے ہو کہ اس رسول اور اس کی کتاب سے لڑ کر تم جیت جاؤ گے۔ حالانکہ اس رسول کی بعثت اور اس کی کتاب کی تنزیل اس ساعت خاص میں ہوئی ہے جب اللہ تعالیٰ قسمتوں کے فیصلہ فرمایا کرتا ہے اور اللہ کے فیصلے بودے نہیں ہوتے کہ جس کا جی چاہے انھیں بدل ڈالے۔ نہ وہ کسی جہالت و نادانی پر مبنی ہوتے ہیں کہ ان میں غلطی اور خامی کا کوئی احتمال ہو۔ وہ تو اس فرمانروائے کائنات کے پختہ اور اٹل فیصلے ہوتے ہیں جو سمیع و علیم و حکیم ہے۔ ان سے لڑنا کوئی کھیل نہیں ہے۔ **چوتھے** یہ کہ اللہ کو تم خود بھی زمین و آسمان اور کائنات کی ہر چیز کا مالک و پروردگار مانتے ہو اور یہ بھی مانتے ہو کہ زندگی و موت اسی کے اختیار میں ہے مگر اس کے باوجود تمہیں دوسروں کے معبود بنانے پر اصرار ہے اور اس کے لئے حجت تمہارے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ باپ دادا کے وقتوں سے یہی کام ہوتا چلا آ رہا ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص شعور کے ساتھ یہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ ہی مالک و پروردگار اور زندگی و موت کا مختار ہے تو اسے کبھی یہ شبہ تک لاحق نہیں ہو سکتا کہ معبود ہونے کے مستحق اس کے سوا یا اس کے ساتھ دوسرے بھی ہو سکتے ہیں۔ تمہارے باپ دادا نے اگر یہ حماقت کی تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ تم بھی آنکھیں بند کر کے اسی کا ارتکاب کرتے چلے جاؤ۔ حقیقت میں تو ان کا رب بھی اکیلا وہی اللہ تھا جو تمہارا رب ہے اور انھیں بھی اسی ایک کی بندگی کرنی چاہئے تھی جس کی بندگی تمہیں کرنی چاہئے۔ **پانچویں** یہ کہ اللہ کی ربوبیت و رحمت کا تقاضا صرف یہی نہیں ہے کہ تمہارا پیٹ پالے بلکہ یہ بھی ہے کہ تمہاری رہنمائی کا انتظام کرے۔ اسی رہنمائی کے لئے اس نے رسول بھیجا اور کتاب نازل کی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تمہید کے بعد اس قحط کے معاملے کو لیا گیا ہے جو اس وقت درپیش تھا۔ یہ قحط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی استدعا پر آیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا اس خیال سے کی تھی کہ مصیبت پڑے گی تو کفار کی اکڑی ہوئی گردنیں ڈھیلی پڑ جائیں گی۔ شاید کہ پھر حرفِ نصیحت ان پر کارگر ہو۔ یہ توقع اس وقت کسی حد تک پوری ہوتی نظر آ رہی تھی کیوں کہ بڑے بڑے ہیکڑ دشمنانِ حق پکار اُٹھے تھے کہ پروردگار، یہ عذاب ہم پر سے ٹال دے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ اس پر ایک طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے کہ ایسی مصیبتوں سے یہ لوگ کہاں سبق لینے والے ہیں۔ اُنھوں نے جب اس رسول کی طرف سے منہ موڑ لیا جس کی زندگی سے، جس کے کردار سے اور جس کے کام اور کلام سے اعلانیہ ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ یقیناً خدا کا رسول ہے، تو اب محض ایک قحط سے ان کی غفلت دور کر دے گا۔ دوسری طرف کفار کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ تم بالکل جھوٹ کہتے ہو کہ یہ عذاب تم پر سے ٹال دیا جائے تو ایمان لے آؤ گے۔ ہم اس عذب کو ہٹائے دیتے ہیں۔ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ تم اپنے اس وعدے میں کتنے سچے ہو۔ تمہارے سر پر تو شامت کھیل رہی ہے۔ تم ایک بڑی ضرب مانگ رہے ہو، ہلکی چوٹوں سے تمہارا دماغ درست نہیں ہوگا۔ اس سلسلہ میں آگے چل کر فرعون اور اسکی قوم کا حوالہ دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کو بھی ٹھیک یہی آزمائش پیش آئی تھی جس سے اب کفار قریش کے سرداروں کو سابقہ پڑا ہے۔ ان کے پاس بھی ایسا ہی معزز رسول آیا تھا۔ اُنھوں نے بھی وہ صریح علامات اور نشانیاں دیکھ لی تھیں جن سے اسکا مامور من اللہ ہونا صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ وہ بھی نشانی پر نشانی دیکھتے چلے گئے مگر اپنی ضد سے باز نہ آئے یہاں تک کہ آخر کار رسول کی جان لینے کے درپے ہو گئے اور نتیجہ وہ کچھ دیکھا جو ہمیشہ کیلئے سامانِ عبرت بن گیا۔

اسکے بعد دوسرا موضوع آخرت کا لیا گیا ہے جس سے کفارِ مکہ کو شدت کیساتھ انکار تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم نے کسی کو مرنے کے بعد دوبارہ اُٹھ کر آتے نہیں دیکھا ہے۔ تم اگر دوسری زندگی کے دعوے میں سچے ہو تو اُٹھا لاؤ ہمارے باپ دادا کو۔ اسکے جواب میں عقیدۂ آخرت کی دو دلیلیں مختصر طور پر دی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ اس عقیدے کا انکار ہمیشہ اخلاق کیلئے تباہ کن ثابت ہوتا رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ کائنات کسی کھلنڈرے کا کھلونا نہیں ہے بلکہ ایک حکیمانہ نظام ہے اور حکیم کا کوئی کام عبث نہیں ہوتا۔ پھر کفار کے اس مطالبہ کا کہ اُٹھا لاؤ ہمارے باپ دادا کو، یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ کام روز روز ہر ایک کے مطالبے پر نہیں ہوگا بلکہ اس کیلئے اللہ نے ایک مقررہ وقت فرما دیا ہے جب وہ تمام نوع انسانی کو بیک وقت جمع کریگا اور اپنی عدالت میں انکا محاسبہ فرمائیگا۔ اس وقت کی اگر کسی کو فکر کرنی ہو تو کر لے کیونکہ وہاں کوئی نہ اپنے زور پر بچ سکے گا نہ کسی کے بچانے سے بچے گا۔

اللہ کی اس عدالت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ جو لوگ وہاں مجرم قرار پائیں گے ان کا انجام کیا ہوگا، اور جو وہاں سے کامیاب ہو کر نکلیں گے وہ کیا انعام پائیں گے، پھر یہ کہہ کر بات ختم کر دی گئی ہے کہ تم لوگوں کو سمجھانے کے لئے یہ قرآن صاف سیدھی زبان میں اور تمہاری اپنی زبان میں نازل کر دیا گیا ہے۔ اب اگر تم سمجھانے سے نہیں سمجھتے اور انجامِ بد دیکھنے پر مصر ہو تو انتظار کرو ہمارا نبی بھی منتظر ہے جو کچھ ہونا ہے وہ اپنے وقت پر سامنے آ جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیاتھا ۵۹ ۴۴ سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ۶۴ رکوعاتھا ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

حٰمٓ ۝ وَ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۝ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ
لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ۝ فِیۡہَا
یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ۝ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ
اِنَّا کُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ ۝ رَحۡمَۃً مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ
اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۝ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ
الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا ۘ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِیۡنَ ۝
لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ؕ رَبُّکُمۡ وَ
رَبُّ اٰبَآئِکُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) اس واضح کتاب کی قسم (۲) کہ ہم نے اسے ایک خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے کیونکہ ہمیں بلاشبہ اس سے ڈرانا مقصود تھا (۳) اس رات ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ کر دیا جاتا ہے (۴) یہ ہمارا ہی حکم ہوتا ہے اور ہم ہی رسول بھیجنے والے ہیں (۵) یہ آپ کے رب کی رحمت ہے، بلاشبہ وہ سننے والا اور جاننے والا ہے (۶) ارض و سماوات اور جو کچھ ان کے درمیان موجود ہے سب چیزوں کا رب ہے۔ اگر تم واقعی یقین کرنے والے ہو (۷) اسکے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے وہ تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے آباء و اجداد کا بھی (۸)

آیت ۳: ہم نے قرآنِ عظیم کو برکت والی رات یعنی شب قدر میں اتارا۔ فرمایا: اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ (القدر: ۱) یعنی ہم نے اسے شب قدر میں اتارا۔ معلوم ہوا کہ قرآنِ عزیز ماہِ رمضان میں اترا۔ فرمایا: شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ... (البقرۃ: ۱۸۵) یعنی رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآنِ عظیم اترا۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر رمضان کے اخیر عشرے کی کسی طاق رات میں پڑتی ہے۔ پھر فرمایا ہم لوگوں کو جھنجوڑنے والے ہیں۔ یعنی انھیں بھلائی، برائی اور نیکی بدی معلوم کرا دیتے ہیں تا کہ حجت قائم ہو جائے اور لوگ شرعی علم حاصل کر لیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۴: اس رات میں ہر پکی بات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے یعنی ہر کام لوح محفوظ سے لکھنے والے فرشتوں کو دے دیا جاتا ہے اور سال بھر کے تمام اہم کام جیسے عمر، روزی اور موت وغیرہ اسی رات میں طے پا جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

بَلۡ ہُمۡ فِیۡ شَکٍّ یَّلۡعَبُوۡنَ ۝ فَارۡتَقِبۡ یَوۡمَ
تَاۡتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ ۝ یَّغۡشَی
النَّاسَ ؕ ہٰذَا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۝ رَبَّنَا اکۡشِفۡ
عَنَّا الۡعَذَابَ اِنَّا مُؤۡمِنُوۡنَ ۝ اَنّٰی لَہُمُ

مگر وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں (۹) سو آپ اس دن کا انتظار کیجئے جب آسمان سے صریح دھواں ظاہر ہو گا (۱۰) جو لوگوں پر چھا جائے گا، یہ المناک عذاب ہو گا (۱۱) اے ہمارے رب ہم سے اس عذاب کو دور کر دے ہم ایمان لاتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾

وقف لازم، وقف لازم

ہیں (۱۲) اس وقت انھیں نصیحت کہاں کارگر ہوگی حالانکہ ان کے پاس رسول مبین آ چکا (۱۳) پھر اُنھوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے یہ تو سکھایا پڑھایا مجنون ہے (۱۴) ہم تھوڑی دیر عذاب ہٹا دیں گے مگر تم پھر وہی کرو گے جو پہلے کرتے رہے (۱۵) پھر جس دن ہم سخت گرفت کریں گے تو پھر ہم انتقام لے کر رہیں گے (۱۶)

آیت ۱۰: بخاری، مسلم، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے مختلف سندوں کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اہلِ قریش کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کبر و عناد بڑھتا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! انھیں قوم یوسف کی طرح سات سال کی قحط سالی میں مبتلا کر کے میری ان کے خلاف مدد فرما۔ چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ لوگوں نے ہڈیاں، چمڑے اور مردار جانور تک کھائے اور مارے بھوک کے جب آسمان کی طرف دیکھتے تو ان کی آنکھوں کے سامنے دھواں سا آ جاتا پس اللہ تعالیٰ نے (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ) نازل کی۔ اور جب حالات کی سختی اور بڑھی تو ابوسفیان نے کہا: اے محمد تم ہمیں طاعت و صلہ رحمی کی طرف بلاتے ہو اور تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ سے دعا کرو کہ یہ قحط سالی ختم ہو جائے تو اللہ نے (اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ) نازل کیا۔ لیکن جب قحط سالی دور ہوگئی اور ان کا کبر و عناد پہلے سے زیادہ ہو گیا تو اللہ نے (يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ) نازل فرمائی اور میدانِ بدر میں ان سے انتقام لے لیا۔

(تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ لَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾ وَ اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾

ان سے پہلے ہم فرعون کی قوم کو آزما چکے ہیں۔ ان کے پاس ایک معزز رسول آیا (۱۷) کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں (۱۸) اور یہ کہ اللہ پر سرکشی نہ کرو میں تمہارے سامنے صریح سند پیش کرتا ہوں (۱۹) اور میں نے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لے لی کہ تم مجھے رجم کر سکو (۲۰) اور اگر تم میری بات نہیں مانتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ (۲۱)

آیت ۱۷-۱۸: آزمانے کا مطلب یہ ہے کہ ہمنے انھیں دنیوی خوشی، خوش حالی و فراغت سے نوازا اور پھر اپنا جلیل القدر پیغمبر بھی انکی طرف ارسال کیا لیکن اُنھوں نے نہ رب کی نعمتوں کا شکر ادا کیا اور نہ پیغمبروں پر ایمان لائے۔ عباد اللہ سے مراد یہاں

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل ہے جسے فرعون نے غلام بنا رکھا تھا۔ موسیٰ نے اپنی قوم کی آزادی کا مطالبہ کیا۔ (احسن البیان)

آیت ۲۱: اگر مجھ پر ایمان نہ لائے تو نہ لاؤ، لیکن مجھے قتل کرنے کی یا اذیت پہنچانے کی کوشش نہ کرو۔ (احسن البیان)

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ اتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ وَ مَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ﴿۲۹﴾ ع ۱۴

پھر موسیٰ نے اپنے رب کو پکارا یہ لوگ مجرم ہیں (۲۲) اچھا میرے بندوں کو رات کے وقت لے کر نکل جاؤ۔ یقیناً تمہارا تعاقب کیا جائے گا (۲۳) اور سمندر کو کھڑا چھوڑ کر باہر نکل جاؤ، ان کا تمام لشکر ڈبو دیا جائے گا (۲۴) وہ کتنے ہی باغ اور چشمے چھوڑ گئے (۲۵) اور کھیت اور عمدہ عمارتیں بھی (۲۶) اور نعمت کے سامان جن سے وہ مزے اُڑا تے تھے (۲۷) اسی طرح ہوا، اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا وارث بنا دیا (۲۸) پھر نہ آسمان ان پر رویا اور نہ زمین اور نہ ہی انھیں کچھ مہلت دی گئی (۲۹)

آیت ۲۵ تا ۲۹: فرعون اور فرعونی اپنے پیچھے بہت سے باغات اور چشمے، بہت سی کھیتیاں اور زیب و زینت سے آراستہ بہت سی محافل و مجالس چھوڑ گئے اور بہت سی دوسری نعمتیں بھی (جیسے عورتیں، مال و دولت اور جاہ و حشم) چھوڑ گئے جو ان کے عیش و آرام کے سامان تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے انھیں ان تمام نعمتوں سے نکال کر باہر کیا اور ان چیزوں کا وارث دوسروں کو بنا دیا۔ نہ آسمان ان پر رویا اور نہ زمین نے ان پر آہ و نالہ کیا۔ یعنی وہ لوگ اللہ کے ایسے ذلیل بندے تھے کہ ان کی ہلاکت پر کوئی آنسو بہانے والا نہیں تھا۔ حسن بصری اس کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ان پر نہ فرشتے روئے اور نہ مومنین بلکہ سب ان کی ہلاکت پر خوش تھے یعنی نہ آسمان والوں نے ان پر آنسو بہایا اور نہ زمین والوں نے۔

وَ لَقَدْ نَجَّیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِیًا مِّنَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾ وَ لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ ﴿۳۳﴾

اور بنی اسرائیل کو ہم نے رسوا کرنیوالے عذاب سے نجات دی (۳۰) یعنی فرعون سے وہ حد سے بڑھنے والوں میں سے نکل رہا تھا (۳۱) اور ہم نے بنی اسرائیل کو اپنے علم کی بنا پر اہلِ عالم پر ترجیح دی (۳۲) اور انھیں ایسی نشانیاں دیں جن میں صریح آزمائش تھی (۳۳)

آیت ۳۲: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اس زمانے کی دیگر تمام قوموں پر فضیلت دی تھی۔ اپنے اس علم کی بنیاد پر کہ وہ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر و منزلت کے مستحق ہیں۔ آیت سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ اللہ نے انہیں ہر دور کے لوگوں پر فوقیت دی تھی۔ اس لئے اُمتِ محمدیہؐ کے بارے میں سورہ آل عمران ۱۱۰ میں آیا ہے (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ...)تم سب سے اچھے لوگ ہو جنھیں لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اللہ نے انھیں بہت سے معجزات و کرامات سے نوازا تھا جو درحقیقت اللہ کی جانب سے ان کی آزمائش تھی کہ ان نعمتوں پر وہ اللہ کا شکر گذار ہوتے ہیں یا اس کی ناشکری کرتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۳۳: آیات سے مراد معجزات ہیں جو موسیٰ کو دیئے گئے تھے۔ ان میں آزمائش کا پہلو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں؟ یا پھر آیات سے مراد وہ احسانات ہیں جو اللہ نے ان پر فرمائے۔ مثلاً فرعونیوں کو غرق کر کے ان کو نجات دینا، ان کے لئے دریا کو پھاڑ کر راستہ بنانا، بادلوں کا سایہ اور من و سلویٰ کا نزول وغیرہ۔ اس میں آزمائش یہ ہے کہ ان احسانات کے بدلے میں یہ قوم اللہ کی فرمان برداری کا راستہ اختیار کرتی ہے یا اس کی ناشکری کرتے ہوئے اس کی بغاوت اور سرکشی کا راستہ اپناتی ہے۔

(احسن البیان)

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ۝۳۴ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ۝۳۵ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۶ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝۳۷

یہ لوگ تو کہتے ہیں (۳۴) کہ یہ ہماری بس پہلی بار کی موت ہی ہے اور ہم دوبارہ اُٹھائے نہیں جائینگے (۳۵) اگر تم سچے ہو تو ہمارے آباء و اجداد کو لا کر دکھاؤ (۳۶) کیا یہ بہتر ہیں یا قوم تبع؟ اور اس سے پہلے کے لوگ؟ ہم نے ان کو ہلاک کر دیا کیوں کہ وہ مجرم تھے (۳۷)

آیت ۳۴-۳۶: اس آیت میں زندگی بعد الموت کو اور قیامت کو نہ ماننے والوں کی تردید ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت کا امکان نہیں اور زندگی بعد الموت ایک ڈھکوسلہ ہے' جو کچھ ہے یہی دنیوی زندگی ہے۔ موت کے بعد زندگی ناممکن ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر مسلمان زندگی بعد الموت کے دعوے میں سچے ہیں تو ہمارے گزرے ہوئے باپ دادا میں سے کسی کو زندہ کر کے دکھائیں۔ دلیل کی کمزوری اور بے ہودگی ظاہر ہے زندگی بعد الموت دنیا میں تو نہیں کہ پھر کسی کو زندہ کر کے پیش کر دیا جائے۔ وہ تو جب کی بات ہے جب یہ دنیا ختم ہو جائے گی اور قیامت آجائے گی۔ اس وقت یہ کٹ حجتی کرنے والے دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝۳۸ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۹ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۴۰ ۙ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ

نیز ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا (۳۸) بلکہ انھیں حقیقی مصلحت سے پیدا کیا لیکن اکثر لوگ یہ راز نہیں جانتے (۳۹) فیصلہ کا دن ان سب کا وعدہ کا وقت ہے (۴۰) جس دن کوئی دوست کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ
رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ اِنَّ
شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ
يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ
فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا
فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا مَا
كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾

کام نہ آئے گا اور نہ انھیں کہیں سے مدد ملے گی (۴۱) مگر جس پر اللہ نے رحم کر دیا۔ کیوں کہ وہ ہر چیز پر غالب اور رحم کرنے والا ہے (۴۲) بلاشبہ زقوم کا درخت (۴۳) گنہگار کا کھانا ہوگا (۴۴) جو پگھلے تانبے کی طرح پیٹ میں جوش مارے گا (۴۵) اور جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے (۴۶) پھر حکم ہوگا کہ اسے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے جہنم کے درمیان تک لے جاؤ (۴۷) پھر کھولتے پانی کا عذاب اس کے سر پر انڈیل دو (۴۸) پھر اسے کہا جائے گا کہ چکھ تو بڑا معزز اور شریف بنا پھرتا تھا (۴۹) یہ ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے (۵۰)

آیت ۴۳۔۴۴: قیامت کے دن مشرکوں پر سزا کا بیان ہے کہ جن مشرکوں کے قول وفعل گناہوں کی گندگی میں لتھڑے ہوئے تھے آج زَقُّوم کا درخت کھانے کو دیا جائے گا۔ یہ آیت عام ہے لہٰذا یہ عذاب قیامت تک آنے والے تمام مشرکوں کے لئے ہے۔ البتہ مشرکینِ مکہ اس میں بدرجۂ اولیٰ داخل ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۴۷: یہ جہنم پر مقرر فرشتوں سے کہا جائے گا۔ (احسن البیان)

آیت ۴۹: دنیا میں اپنے طور پر تو بڑا ذی عزت او صاحبِ اکرام بنا پھرتا تھا اور اہل ایمان کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ (احسن البیان)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾ فِيْ جَنّٰتٍ
وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ
وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ ۟ وَ زَوَّجْنٰهُمْ
بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ
اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا
الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾
فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾

اسکے مقابلہ میں متقی لوگ امن کی جگہ ہونگے (۵۱) باغوں اور چشموں میں (۵۲) باریک اور گاڑھے ریشم کا لباس پہنے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے (۵۳) ایسا ہی ہوگا، اور ہم انھیں بڑی آنکھوں والی اور گوری عورتیں بیاہ دینگے (۵۴) وہ وہاں اطمینان سے ہر قسم کے میوے طلب کرینگے (۵۵) وہاں وہ موت نہیں چکھیں گے بس پہلی موت جو دنیا میں آچکی اور اللہ انھیں عذاب جہنم سے بچالے گا (۵۶) یہ آپکے رب کا فضل ہوگا۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے (۵۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۵۴: (حُوْرٌ) حَوْرَاء کی جمع ہے۔حوراء اس لئے کہا جاتا ہے کہ نظریں ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ جائیں گی۔(عِیْنٌ) عَیْنَاء کی جمع ہے۔کشادہ چشم ،جیسے ہرن کی آنکھیں ہوتی ہیں۔یہ حوریں حسن و جمال کے اعتبار سے چندے آفتاب و چندے ماہتاب ہوں گی۔یہ حور سے مشتق ہے جس کے معنی آنکھ کی سفیدی انتہائی سفید اور سیاہی انتہائی سیاہ۔

آیت ۵۷: اہل تقویٰ مومنوں کو قیامت کے دن جو نعمت بھی ملے گی وہ اللہ کا ان پر محض فضل و کرم ہوگا۔کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔صحیحین کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جان لو کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں نہیں پہنچائے گا۔لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بھی؟ آپ نے فرمایا: ہاں مجھے بھی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل و کرم سے ڈھانک لے گا۔(صحیح بخاری حدیث نمبر 5241) (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾	ہم نے اس قرآن کو آپکی زبان میں آسان بنادیا تا کہ لوگ نصیحت حاصل کریں (۵۸) سو آپ انتظار کیجئے وہ بھی انتظار کررہے ہیں (۵۹)

ع ۳ ۱۶

آیت ۵۹: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اب آپ ان کے بارے میں اللہ کے فیصلے کا انتظار کیجئے۔وہ بھی اسی انتظار میں ہیں کہ کب آپ حوادثِ زمانہ کا شکار ہوکر دنیا سے رخصت ہوجائیں اور انھیں آپ سے چھٹی مل جائے۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نصرت اور اہل مکہ پر غلبہ کا وعدہ تھا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اللہ نے اپنے رسول کو غالب کیا اور سردارانِ قریش کو منہ کی کھانی پڑی۔(تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الجاثیۃ

سورۃ الجاثیۃ مکی ہے اس میں ۳۷ آیتیں اور ۴ رکوع ہیں

تعارف:۔اس سورہ کا موضوع توحید و آخرت کے متعلق کفار مکہ کے شبہات و اعتراضات کا جواب دینا اور اس رویے پر ان کو متنبہ کرنا ہے جو اُنھوں نے قرآن کی دعوت کے مقابلہ میں اختیار کر رکھا تھا۔

کلام کا آغاز توحید کے دلائل سے کیا گیا ہے۔اس سلسلہ میں انسان کے اپنے وجود سے لے کر زمین و آسمان تک ہر طرف پھیلی ہوئی بے شمار نشانیوں کی طرف اشارہ کر کے بتایا گیا ہے کہ تم جدھر بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھو، ہر چیز اسی توحید کی شہادت دے رہی ہے جسے ماننے سے تم انکار کر رہے ہو۔یہ طرح طرح کے حیوانات، یہ شب و روز، یہ بارشیں اور ان سے اُگنے والی نباتات، یہ ہوائیں اور یہ انسان کی اپنی پیدائش، ان ساری چیزوں کو اگر کوئی شخص آنکھیں کھول کر دیکھے اور کسی تعصب کے بغیر اپنی عقل کو سیدھے طریقے سے استعمال کر کے ان پر غور کرے تو یہ نشانیاں اسے اس امر کا یقین دلانے کے لئے بالکل کافی ہیں کہ یہ کائنات بے خدا نہیں ہے اور نہ بہت سے خداؤں کی خدائی میں چل رہی ہے بلکہ ایک ہی اللہ نے اسے بنایا ہے اور وہی اکیلا اس کا مدبر اور فرماں روا ہے۔البتہ اس شخص کی بات دوسری ہے جو نہ ماننے کی قسم کھا کر بیٹھ گیا ہو یا شکوک و شبہات ہی میں پڑے رہنے کا فیصلہ کر چکا ہو۔اسی دنیا میں کہیں سے بھی یقین و ایمان کی دولت حاصل نہیں ہو سکتی۔

آگے چل کر دوسرے رکوع کی ابتدا میں فرمایا گیا ہے کہ انسان اس دنیا میں جتنی چیزوں سے کام لے رہا ہے اور جو بے حد و حساب اشیاء اور قوتیں اس کائنات میں اس کے مفاد کی خدمت کر رہی ہیں وہ آپ سے آپ کہیں سے نہیں آ گئی ہیں۔نہ دیویوں اور دیوتاؤں نے انھیں فراہم کیا ہے بلکہ وہ ایک ہی اللہ ہے جس نے یہ سب کچھ اپنے پاس سے اس کو بخشا اور اس کے لئے مسخر کر دیا ہے۔کوئی شخص صحیح غور و فکر سے کام لے تو اس کی اپنی عقل ہی پکار اُٹھے گی کہ وہی اللہ انسان کا محسن ہے اور اسی کا یہ حق ہے کہ انسان اس کا شکر گذار ہو۔

اس کے بعد کفار مکہ کو اس ہٹ دھرمی، استکبار، استہزاء اور اصرار علی الکفر پر سخت ملامت کی گئی ہے جس سے وہ قرآن کی دعوت کا مقابلہ کر رہے تھے اور انھیں خبردار کیا گیا ہے کہ یہ قرآن وہی نعمت لے کر آیا ہے جو پہلے بنی اسرائیل کو دی گئی تھی جس کی بدولت وہ تمام اقوامِ عالم پر فضیلت کے مستحق ہوئے تھے۔اُنھوں نے جب اس نعمت کی ناقدری کی اور دین میں اختلاف کر کے اسے کھو دیا تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب یہ دولت تمہارے ہاں بھیجی گئی ہے۔ یہ ایک ایسا ہدایت نامہ ہے جو دین کی صاف شاہراہ انسان کو دکھاتا ہے۔ جو لوگ اپنی جہالت وحماقت سے اس کو رد کر دیں گے وہ اپنی ہی تباہی کا سامان کریں گے اور اللہ کی تائید و رحمت کے مستحق ضرور وہ لوگ ہوں گے جو اس کی پیروی قبول کر کے تقویٰ کی روش پر قائم ہو جائیں۔

اسی سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کو ہدایت کی گئی ہے کہ یہ اللہ سے بے خوف لوگ تمہارے ساتھ جو بے ہودگیاں کر رہے ہیں ان پر درگزر اور تحمل سے کام لو۔ تم صبر کرو گے تو خدا خود ان سے نمٹے گا اور تمہیں اس صبر کا اجر عطا فرمائیگا۔

پھر عقیدۂ آخرت کے متعلق کفار کے جاہلانہ خیالات پر کلام کیا گیا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ زندگی بس اسی دنیا کی زندگی ہے۔ اس کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے۔ ہم گردشِ ایام سے بس اسی طرح مرتے ہیں جس طرح ایک گھڑی چلتے چلتے رک جائے۔ موت کے بعد کوئی روح باقی نہیں رہتی جسے قبض کیا جاتا ہو اور پھر کسی وقت دوبارہ لا کر انسانی جسم میں پھونک دیا جائے۔ اس چیز کا اگر تمہیں دعویٰ ہے تو ہمارے مرے ہوئے آباء و اجداد کو زندہ کر کے دکھاؤ۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پے در پے چند دلائل ارشاد فرمائے ہیں۔

ایک یہ کہ تم یہ بات کسی علم کی بنا پر نہیں کہہ رہے ہو بلکہ محض گمان کی بنیاد پر اتنا بڑا حکم لگا بیٹھے ہو۔ کیا فی الواقع تمہیں یہ علم ہے کہ مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے اور روحیں قبض نہیں کی جاتیں بلکہ فنا ہو جاتی ہیں۔

دوسرے یہ کہ تمہارے اس دعویٰ کی بنیاد زیادہ سے زیادہ بس یہ ہے کہ تم نے کسی مرنے والے کو اُٹھ کر دنیا میں آتے نہیں دیکھا ہے۔ کیا یہ بات اتنا بڑا دعویٰ کر دینے کے لئے کافی ہے کہ مرنے والے پھر کبھی نہیں اُٹھیں گے؟ کیا تمہارے تجربے اور مشاہدے میں کسی چیز کا نہ آنا یہ معنی رکھتا ہے کہ تمہیں اس چیز کے نہ ہونے کا علم حاصل ہے؟

تیسرے یہ کہ یہ بات سراسر عقل اور انصاف کے خلاف ہے کہ نیک اور بد، فرمانبردار اور نافرمان، ظالم اور مظلوم آخر کار سب یکساں کر دیئے جائیں۔ کسی بھلائی کا کوئی اچھا نتیجہ اور کسی بُرائی کا کوئی بُرا نتیجہ نہ نکلے۔ نہ کسی مظلوم کی دادرسی ہو اور نہ کوئی ظالم اپنے کئے کی سزا پائے۔ بلکہ سب ایک ہی انجام سے دوچار ہوں۔ اللہ کی اس کائنات کے متعلق جس نے یہ تصور قائم کیا ہے اس نے بڑا ہی غلط تصور قائم کیا ہے۔ اس تصور کو ظالم اور بدکار لوگ تو اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ وہ اپنے افعال کا بُرا نتیجہ نہیں دیکھنا چاہتے لیکن خدا کی یہ خدائی اندھیر نگری نہیں ہے بلکہ یہ ایک برحق نظام ہے جس میں نیک و بد کو بالآخر یکساں کر دینے کا ظلم ہرگز نہیں ہو سکتا۔

چوتھے یہ کہ انکارِ آخرت کا عقیدہ اخلاق کے لئے سخت تباہ کن ہے۔ اس کو اختیار وہی لوگ کرتے ہیں جو اپنے نفس کے بندے بنے ہوئے ہیں، اس لئے کہ انھیں نفس کی بندگی کی کھلی چھوٹ مل جائے۔ پھر جب وہ اس عقیدے کو اختیار کر لیتے ہیں تو یہ انھیں گمراہ سے گمراہ تر کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی اخلاقی حس بالکل مردہ ہو جاتی ہے اور ہدایت کے تمام دروازے ان کے لئے بند ہو جاتے ہیں۔

یہ دلائل دینے کے بعد اللہ تعالیٰ پورے زور کے ساتھ فرماتا ہے کہ جس طرح تم اپنے آپ زندہ نہیں ہو گئے ہو بلکہ ہمارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندہ کرنے سے زندہ ہوئے ہو اسی طرح تم اپنے آپ نہیں مرجاتے بلکہ ہمارے موت دینے سے مرتے ہو اور ایک وقت ایسا آنا ہے جب تم سب بیک وقت جمع کئے جاؤ گے۔ اس بات کو اگر آج تم اپنی جہالت و نادانی سے نہیں مانتے تو نہ مانو جب وہ وقت آجائے گا تو تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ اپنے اللہ کے حضور پیش ہو اور تمہارا پورا نامۂ اعمال بے کم و کاست تیار ہے جو تمہارے ایک ایک کرتوت کی شہادت دے رہا ہے۔ اس وقت تم کو معلوم ہو جائے گا کہ عقیدۂ آخرت کا یہ انکار اور اس کا یہ مذاق جو تم اُڑا رہے ہو تمہیں کس قدر مہنگا پڑا ہے۔

اٰیاتھا ۳۷ — ۴۵ سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۵ — رکوعاتھا ۴

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝٢ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٣ وَ فِيْ خَلْقِكُمْ وَ مَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝٤ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَآ اَنْزَلَ اللهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝٥ تِلْكَ اٰيٰتُ اللهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللهِ وَ اٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝٦

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ (۱) یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی جو زبردست اور حکمت والا ہے (۲) بلاشبہ آسمانوں اور زمین میں ایمان لانے والوں کیلئے کئی نشانیاں ہیں (۳) اور خود تمہاری اور ان جانوروں کی تخلیق میں بھی، جو اس نے پھیلا رکھے ہیں۔ یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں (۴) نیز رات اور دن کے بدل بدل کر آنے اور جو اللہ نے آسمان سے رزق نازل فرمایا، پھر اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ کر دیا، اور ہواؤں کی گردش میں اہل عقل کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں (۵) یہ اللہ کی آیات ہیں جنھیں ہم تمہیں ٹھیک پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ پھر اللہ اور اس کی آیات کے بعد کون سی بات پر یہ ایمان لائیں گے (۶)

ربط آیات: ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ قرآن حکیم کو عزیز و حکیم نے نہایت اہتمام سے اسکو اتارا اور قرآن جس توحید کی دعوت دے رہا ہے اور جس روز جزا اور سزا سے وہ ڈرا رہا ہے اسکے دلائل آسمان و زمین کے چپے چپے میں موجود ہیں بشرطیکہ لوگ غور کریں اور غور کرنے کے بعد جو نتائج سامنے آئیں اسکو مانیں اور تسلیم کریں۔ یہی حقائق قرآن پیش کر رہا ہے۔ اگر قرآن کی یہ واضح باتیں لوگوں کی سمجھ میں نہ آ رہی ہوں تو قرآن کے سوا وہ کونسی بات ہے جسکو یہ سمجھیں اور مانیں۔ دنیا میں قرآن سے بہتر حقیقت واضح کرنے والی اور حقیقت بیان کرنے والی کوئی کتاب نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا تا ۵ آیات: تمہید کے بعد توحید کے اثبات اور شرک کے ابطال پر دلائل کا آغاز ہوا۔

توحید کی پہلی نشانی کائنات کا نظم و نسق:

یہ ناممکن ہے کہ بادلوں کا دیوتا کوئی اور ہو، ہواؤں کا کوئی دوسرا ہو، بارش کا کوئی تیسرا ہو۔ سورج کا کوئی اور ہو اگر ایسی بات ہوتی تو کبھی باقاعدگی اور ہم آہنگی برقرار نہیں رہ سکتی تھی۔

توحید کی دوسری نشانی انسان کی تخلیق' اندرون اور بیرونی ساخت اور بناوٹ ہے۔

توحید کی تیسری نشانی توالد و تناسل اور بعث بعد الموت۔

توحید کی چوتھی نشانی زمین کو انسان اور جانوروں سے آباد کرنا ہے۔

پانچویں نشانی گردشِ لیل و نہار۔

چھٹی نشانی بارش کا نزول اور مخلوق کے لئے پیدائشِ رزق۔

یہاں رزق سے مراد بارش ہے۔ جو تمام جاندار مخلوق کے رزق کا ذریعہ بنتی ہے۔ بارش کے برسنے پھر اس بارش کے پانی سے زمین کی پیداوار اُگنے میں بہت سے عوامل کام کرتے ہیں جو اللہ کے بنائے ہوئے قوانین کے آگے بالکل بے بس ہیں۔ یہ سارے عوامل اپنی اپنی مقررہ ڈیوٹی پر انجام دیتے ہیں۔ تب جا کر انسانوں اور جانوروں کو رزق حاصل ہوتا ہے۔ (تیسیر الرحمان لبیان القرآن)

آیت ۵: آسمان و زمین، انسانی تخلیق، جانوروں کی پیدائش، رات دن کے آنے جانے اور آسمانی بارش کے ذریعہ سے مردہ زمین میں زندگی کی لہر دوڑ جانا وغیرہ آفاق و انفس میں بے شمار نشانیاں ہیں جو اللہ کی وحدانیت و ربوبیت پر دال ہیں۔ کبھی ہوا کا رُخ شمال و جنوب کو، کبھی پورب پچھم کو ہوتا ہے، کبھی بحری ہوائیں اور کبھی بری ہوائیں، کبھی رات کو، کبھی دن کو، بعض ہوائیں بارش خیز، بعض نتیجہ خیز، بعض ہوائیں روح کی غذا اور بعض کچھ جھلسا دینے والی اور محض گرد و غبار کا طوفان۔ ہواؤں کی اتنی قسمیں بھی دلالت کرتی ہیں کہ اس کائنات کا کوئی چلانے والا ہے اور وہ ایک ہی ہے۔ (احسن البیان)

وَيۡلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ۙ﴿۷﴾ يَّسۡمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتۡلٰى عَلَيۡهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا ۚ فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۸﴾ وَ اِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰيٰتِنَا شَيۡـئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ؕ﴿۹﴾ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا

تباہی ہے ہر بہتان تراش گنہگار کیلئے (۷) اللہ کی آیات سنتا ہے جو اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر از راہِ تکبر اپنی بات پر اڑ جاتا ہے جیسے اس نے انھیں سنا ہی نہیں۔ اسلئے اسے المناک عذاب کی بشارت دیجئے (۸) اور جب ہماری آیات میں سے کچھ سمجھ لیتا ہے تو اسے مذاق بنالیتا ہے۔ ان کو ذلت کا عذاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّ لَا مَا اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ؕ﴿۱۰﴾ هٰذَا هُدًى ۚ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ
رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ ع ۱۱/۱۷

ہوگا (۹) پھر اس کے بعد ان کیلئے جہنم ہے اور جو اُنھوں نے دنیا میں کمایا نہ وہ ان کے کچھ کام آئے گا اور نہ وہ جنھیں اُنھوں نے اللہ کے سوا کارساز بنایا، اور انھیں شدید عذاب ہوگا (۱۰) یہ ہدایت ہے اور جو اپنے رب کی آیات کے منکر ہیں ان کے لئے بلا کا المناک عذاب ہے (۱۱)

آیت ۷: ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسے کافر کا انجام ویل (جہنم کی وادی) بتایا ہے جو اللہ اور اس کی صفات کے بارے میں خلافِ دلیل بات کرتا ہے اور گناہوں کا کثرت سے ارتکاب کرتا رہتا ہے اور جب اس کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس کی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ گویا اس نے انھیں سنا ہی نہیں اور کبر و غرور کی وجہ سے اپنے کفر پر اصرار کرتا ہے اور حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ ایسے کافروں کو دردناک عذاب کی خوش خبری دیجئے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۹: یعنی قرآن کی آیتیں سن کر انھیں مذاق میں اُڑا دیتے ہیں جیسے یہ بدبخت۔ میرے مقدس کلام کی توہین پر تلے ہوئے ہیں۔ اسی طرح کل قیامت کے دن میں انھیں ذلت والے عذابوں میں مبتلا کر دوں گا۔ حدیث میں ہے قرآن لے کر دشمنوں میں نہ جاؤ کہیں وہ اس کی توہین نہ کریں۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 3474) (تفسیر ابن کثیر)

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ
فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا
فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ
لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ
عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؗ
ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾

اللہ ہی ہے جس نے سمندر کو تمہارے تابع کر دیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں۔ اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گذار بنو (۱۲) اور جو کچھ ارض و سماوات میں ہے۔ سب کچھ اس نے تمہارے لئے کام پر لگا رکھا ہے۔ غور و فکر کرنے والوں کیلئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں (۱۳) جو لوگ ایمان لائے آپ انھیں کہہ دیجئے کہ جو اللہ کی طرف سے بُرے دن آنے کی توقع نہیں رکھتے ان سے درگذر کر دیں تا کہ اللہ ان کی کمائی کا بدلہ دے (۱۴) جس نے کوئی اچھا عمل کیا وہ اسی کیلئے ہے اور اگر بُرا کریگا تو وہی اس کا خمیازہ بھگتے گا پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۱۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۱۵: یعنی نیکی کرو گے موج اُڑاؤ گے بدی کرو گے دُکھ اُٹھاؤ گے۔ ہمارا کچھ فائدہ نہیں۔ تمہاری ہمدردی مقصود ہے اس لئے ہم انبیاء بھیج کر تمہیں آگاہ کر دیتے ہیں اور ہمارے یہاں تمہارے عملوں کا پورا بدلہ ملے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَۚ۝۱۶ وَ اٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِۚ فَمَا اخْتَلَفُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۝۱۷ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۱۸ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔاؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍۚ وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ۝۱۹ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۝۲۰

ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت اور نبوت دی، انھیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا اور دنیا بھر کے لوگوں پر فضیلت دی (۱۶) نیز انھیں دین کے واضح احکام دیئے، پھر جو اُنھوں نے اختلاف کیا وہ علم آجانے کے بعد ہی کیا، جس کی وجہ ایک دوسرے پر زیادتی کرنا تھا اور جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے تھے قیامت کے دن آپ کا رب ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا (۱۷) پھر ہم نے آپ کیلئے دین کا طریقہ مقرر کیا۔ آپ بس اس کی اتباع کیجئے اور ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کیجئے جو علم نہیں رکھتے (۱۸) یہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں آپ کے کچھ کام نہ آسکیں گے۔ بلاشبہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور متقین کا دوست اللہ ہے (۱۹) یہ قرآن لوگوں کے لئے دلائل بصیرت کا مجموعہ ہے اور یقین والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (۲۰)

آیت ۱۸: شریعت کے لغوی معنی ہیں راستہ، ملت اور منہاج۔ شاہراہ کو بھی شارع کہا جاتا ہے کہ وہ مقصد و منزل تک پہنچاتی ہے۔ پس شریعت سے یہاں مراد وہ دین ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کیلئے مقرر فرمایا تا کہ لوگ اس پر چل کر اللہ کی رضا کا مقصد حاصل کریں۔ آیت کا مطلب ہے ہم نے آپ کو دین کے ایک واضح راستہ یا طریقہ پر قائم کر دیا جو آپ کو حق تک پہنچا دے گا۔ (احسن البیان)

آیت ۲۰: یہ قرآن یقین والوں کے لئے دلائل کا سرچشمہ بھی ہے اور ہدایت و رحمت بھی۔ (ابن کثیر)

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ۝۲۱ ع ۲ / ۱۸ وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝۲۲

کیا جو لوگ بداعمالیاں کر رہے ہیں وہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم انھیں اور ایمان لانیوالوں اور نیک عمل کرنیوالوں کو ایک جیسا کر دینگے۔ انکا جینا اور مرنا یکساں ہوگا؟ کیسا بُرا فیصلہ کر رہے ہیں (۲۱) اور اللہ نے ارض و سماوات کو حقیقی مصلحت کے تحت پیدا کیا ہے اور اسلئے بھی کہ ہر شخص کو اسکی کمائی کا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا (۲۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۲۱: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک بات کو مختلف پیرائے میں بار بار کہی ہے کہ نیک و بد اور صالح و طالح کا انجام ایک جیسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اسی بات کو اللہ نے یہاں بھی بیان کیا ہے کہ کیا شرک و معاصی کا ارتکاب کرنے والے اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم انھیں دنیا اور آخرت میں ان لوگوں کے برابر بنا دیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیا۔ اہل ایمان تو دنیا میں اپنے رب کی بندگی کی اور سکونِ قلب کی دولت سے مالا مال رہے۔ اور آخرت میں اس کی رحمت اور جنت کے حق دار ہوں گے۔ اور شرک و معاصی کا ارتکاب کرنے والے تو دنیا میں اپنے رب کے نافرمان رہے اور سکونِ قلب سے محروم رہے اور آخرت میں اس کی رحمت اور جنت سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾

بھلا آپ نے اس کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو الٰہ بنایا ہے اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہ کر دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور آنکھ پر پردہ ڈال دیا؟ اللہ کے بعد اب کون اسے ہدایت دے؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟ (۲۳)

آیت ۲۳: پس وہ اسی کو اچھا سمجھتا ہے جس کو اس کا نفس اچھا اور اسی کو برا سمجھتا ہے جس کو اس کا نفس برا قرار دیتا ہے۔ یعنی اللہ و رسولؐ کے احکام کے مقابلے میں اپنی نفسانی خواہش کو ترجیح دیتا یا اپنی عقل کو اہمیت دیتا ہے۔ حالانکہ عقل بھی ماحول سے متاثر یا مفادات کی اسیر ہو کر خواہشِ نفس کی طرح غلط فیصلہ کر سکتی ہے۔ ایک معنی اسکے کئے گئے ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہدایت اور برہان کے بغیر اپنی مرضی کے دین کو اختیار کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے ایسا شخص مراد ہے جو پتھر کو پوجتا تھا۔ جب اسے زیادہ خوب صورت پتھر مل جاتا تو وہ پہلے پتھر کو پھینک کر دوسرے کو معبود بنا لیتا۔ (فتح القدیر) (احسن البیان)

وَ قَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَ مَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

یہ لوگ کہتے ہیں یہ بس ہماری دنیا ہی زندگی ہے۔ یہیں ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتا ہے، حالانکہ ان باتوں کا انھیں کچھ علم نہیں وہ محض ظن سے یہ باتیں کرتے ہیں (۲۴) اور جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو اس کے سوا ان کے پاس اور کوئی دلیل نہیں ہوتی کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ ''اگر تم سچے ہو تو ہمارے آباء و اجداد کو اٹھا لاؤ'' (۲۵) آپ انھیں کہیے اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں موت دے گا پھر قیامت کے دن تم کو جمع کر دے گا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع ۱۹ ۵

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ
يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ
جَاثِيَةً ۛ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ
تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا
يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

جسکے آنے میں کوئی شک نہیں، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (۲۶) ارض و سماوات کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن باطل پرست خسارہ میں پڑ جائینگے (۲۷) اور آپ ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل پڑا دیکھیں گے۔ ہر گروہ کو اس کے اعمال نامہ کی طرف بلایا جائے گا۔ آج تمہیں ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے رہے (۲۸) یہ ہمارا لکھوایا ہوا اعمال نامہ ہے جو تمہارے متعلق ٹھیک بیان دے گا جو کچھ تم عمل کیا کرتے تھے۔ بلا شبہ ہم لکھوائے جاتے تھے (۲۹)

آیت ۲۸: ظاہر آیت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر گروہ (چاہے وہ انبیاء کے پیروکار ہوں یا ان کے مخالفین) خوف ودہشت کے مارے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے (فتح القدیر) تا آنکہ سب کو حساب کتاب کے لئے بلایا جائے گا جیسا کہ آیت کے اگلے حصہ سے واضح ہے۔ (احسن البیان)

آیت ۲۹: یہ اعمال نامہ جسے ہم نے اپنے حکم سے اپنے امین و صادق فرشتوں سے لکھوایا ہے تمہارے عمل ٹھیک ٹھیک تمہارے سامنے پیش کرنے کے لئے کافی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ
رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾
وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۛ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى
عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾
وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا
رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ
نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾

رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو اللہ انھیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہی واضح کامیابی ہے (۳۰) اور جن لوگوں نے کفر کیا انھیں کہا جائے گا کیا تمہیں میری آیات پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں؟ مگر تم اکڑ گئے اور تم تھے ہی مجرم لوگ (۳۱) اور جب تمہیں کہا جاتا کہ "اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں"، تو تم کہہ دیتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ ہم تو اسے ایک ظنی چیز ہی خیال کرتے ہیں اور ظنی چیز پر ہم یقین نہیں کر سکتے (۳۲)

آیت ۳۲: اللہ نے ان آیتوں میں اپنے ان فیصلوں کی خبر دی جو قیامت کے دن انسانوں کے درمیان کئے جائیں گے کہ وہ پُرخلوص ایمان والوں اور سنت کے مطابق عمل کرنے والوں کو اپنے فضل و کرم سے جنت عطا فرمائے گا۔ رحمت سے مراد جنت ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے جسے میں چاہوں گا تجھے دونگا۔ (صحیح بخاری، حدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر:4472)جس کو جنت مل گئی اسے اس کی حقیقی مراد مل گئی اب وہ شاد و بامراد ہے۔(تفسیر ابن کثیر)

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ قِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ غَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَ لَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾

اس وقت ان پر ان کے اعمال کی برائیاں ظاہر ہونے لگیں گی اور جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے وہ انھیں آگھیرے گا (۳۳) اور انھیں کہا جائے گا آج ہم تمہیں ایسے ہی بھلا دیں گے جیسے تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور اب تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار بھی نہیں (۳۴) یہ اس لئے کہ تم اللہ کی آیات کا مذاق اُڑایا کرتے تھے اور دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکہ میں ڈال رکھا تھا، لہٰذا آج نہ انھیں جہنم سے نکالا جائے گا اور نہ کہا جائے گا کہ معذرت کر کے اپنے رب کو راضی کرلو (۳۵)

آیت ۳۴: حدیث میں آتا ہے اللہ اپنے بعض بندوں سے کہے گا: ''کیا میں نے تجھے بیوی نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تیرا اکرام نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے گھوڑے اور بیل وغیرہ تیری ماتحتی میں نہیں دیئے تھے؟ تو سرداری بھی کرتا اور چنگی بھی وصول کرتا رہا۔ وہ کہے گا ہاں یہ تو ٹھیک ہے میرے رب! اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: ''کیا تجھے میری ملاقات کا یقین تھا''؟ وہ کہے گا ''نہیں'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "فَالْيَوْمَ اَنْسَاكَ كَمَا نَسِيْتَنِيْ" پس آج میں بھی تجھے جہنم میں ڈال کر بھلا دوں گا جیسے تو مجھے بھولا رہا''۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر:5270)(احسن البیان)

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَ لَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۪ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع ۲/۱۱

پس تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو ارض و سماوات کا اور سارے جہاں کا رب ہے (۳۶) آسمانوں اور زمین میں کبریائی اسی کی ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے (۳۷)

آیت ۳۶: اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنی ربوبیت کے جو مظاہر بیان کئے ہیں بندوں پر اپنے جن لطف و کرم کا ذکر کیا ہے اور حق و عدل کی جو تائید اور ظلم و باطل کی جو تردید کی ہے ان کا تقاضہ ہے کہ اس کے بندے اس کی حمد و ثنا بیان کرتے رہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے لوگو! ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو سارے جہان کا رب ہے''۔ اس لئے تم اسی کی تعریف بیان کرو نہ کہ بتوں اور جھوٹے معبودوں کی۔ اور سنو! آسمانوں اور زمین میں ہر بڑائی اور ہر کبریائی اسی کے لئے سزاوار ہے۔ اس لئے کہ وہ زبردست اور ہر چیز پر غالب ہے اور اپنے تمام اعمال و تصرفات میں نہایت ہی حکیم و دانا ہے۔ اس کا کوئی عمل حکمت سے خالی نہیں ہے۔(تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ الاحقاف

سورۃ الااحقاف مکی ہے اس میں ۳۵ آیتیں اور ۴ رکوع ہیں۔

تعارف: اس سورت میں کفار ومشرکین کو واضح الفاظ میں آگاہ کیا گیا کہ قرآن جس روز قیامت سے تم کو خبردار کررہا ہے وہ قیامت یقینا آنے والی ہے۔تمہارے برے اعمال کی آخرت میں سخت سے سخت سزا ملنے والی ہے۔اور اے کفار ومشرکین! تم اپنے بتوں اور بزرگوں کی شفاعت کے بھروسے پر کہ یہ بت ہم کو اللہ کے عذاب سے بچائیں گے۔ یہ غلط خیال ہے۔ کیونکہ آخرت میں نیک عمل کا بدلہ نیک ہے تو برے عمل کا بدلہ برا ہے۔ اگر تم برے اعمال کرتے رہو اور یہ سمجھو کہ کسی کی سفارش سے جنت میں چلے جائیں گے تو یہ غلط خیال ہے۔

اللہ تعالیٰ عادل ہے یعنی انصاف کرنے والا' پھر یہ کیسا انصاف ہے کہ ایک مجرم آدمی' ایک قاتل آدمی' ایک بدکار آدمی صرف کسی بزرگ کی شفاعت کی وجہ سے سزا سے بچ جائے یہ بات عدل وانصاف کے خلاف ہے۔

اٰیاتها ۳۵ | ۴٦ سُوۡرَۃُ الۡاَحۡقَافِ مَکِّیَّۃٌ ٦٦ | رکوعاتها ۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

حٰمٓ ۝۱ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ۝۲ مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَمَّاۤ اُنۡذِرُوۡا مُعۡرِضُوۡنَ ۝۳

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے

حٰمٓ (۱) کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل کی گئی ہے (۲) ہم نے ارض وسماوات اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سکو حقیقی مصلحت کے بنا پر اور ایک مقررہ مدت تک کیلئے پیدا کیا ہے، اور جو کافر ہیں وہ اعراض کرتے ہیں جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے (۳)

قرآن اللہ ہی کا اُتارا ہوا ہے۔ یعنی اللہ ہی نے رحمتِ عالم پر یہ قرآن اُتارا ہے۔ یہ آپ کا گھڑا ہوا نہیں جیسا کہ بے ایمانوں کا خیال ہے، یہ تو اُس اللہ کا کلام ہے جو اس قدر بڑی عزت وعظمت والا ہے جو وہم وخیال میں بھی نہ آئے اور اتنی زبردست حکمت والا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے کہ اس کا کوئی قول و فعل حکمت سے خالی نہیں۔ ہر چیز کسی خاص حکمت سے پیدا کی گئی۔ یعنی کائنات کا ذرہ ذرہ حکمت پر مبنی ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہوا کہ اللہ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں لہٰذا یہ دنیا کسی بہترین حکمت و تدبیر پر مبنی ہے اور اس کی عمر کا ایک وقت مقرر ہے جس میں کمی بیشی ناممکن ہے پھر جو بے ایمان اللہ کے رسول سے یا خود اس سے یا اس کی ڈرانے والی آیتوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں انھیں جلد ہی اپنے نقصانات کا پتہ چل جائے گا۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶

کہہ دیجئے دیکھو اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو مجھے دکھلاؤ تو سہی کہ زمین کی کیا چیز انہوں نے پیدا کی ہے یا آسمان کی تخلیق میں ان کا کچھ حصہ ہے؟ تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب الٰہی یا علمی روایت میرے پاس لاؤ اگر تم سچے ہو؟ (۴) اور اس شخص سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر انہیں پکارتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے، بلکہ وہ ان کی پکار سے ہی بے خبر ہیں (۵) اور جب لوگ اکٹھے کئے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن بن جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے (۶)

آیت ۵-۶: سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بے جان قسم کے معبود مراد نہیں ہیں کیونکہ بے جان معبود ہی ایسے ہو سکتے ہیں جن کا دشمنی اور دوستی سے کچھ تعلق نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی وہ عبادت سے انکار کر سکتے ہیں۔ پھر جانداروں میں سے فرشتے خارج از بحث ہیں کیونکہ ان کا حشر نہیں ہوگا۔ باقی۔ جن۔ نبی۔ پیر۔ ولی۔ رہ جاتے ہیں جن پر حسد، دشمنی اور عبادت سے انکار سب باتیں چسپاں ہو سکتی ہیں۔ پھر ایک پیغمبر اور صحیح العقیدہ اولیاء کرام یہ اپنے عابدوں سے کہیں گے کہ کم بختو! ہم تو ساری زندگی ایک اللہ کی عبادت اور دعا کرتے رہے اور تمہیں بھی تلقین کرتے رہے۔ پھر تم نے کیا اُلٹی گنگا بہا دی کہ ہم کو ہی پکارنا شروع کر دیا۔ دوسرے ایسے معبود ہیں جو خود بھی یہی چاہتے تھے کہ لوگ ان میں خدائی اختیارات تسلیم کریں اور انھیں پکارا کریں۔ ایسے لوگ جب قیامت کے ہولناک مناظر دیکھیں گے تو صاف مکر جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے کب کہا تھا کہ تم ہماری عبادت کرنا۔ اور یہ بات عابدوں کو سخت ناگوار گزرے گی لہٰذا وہ بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔ (تیسیر القرآن)

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ

اور جب ان پر ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو کافر اس حق کے بارے میں جو ان کے پاس آ چکا ہے کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے (۷) یا یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ خود ہی اسے بنا لایا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ
اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا
بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۸ قُلْ
مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدْرِيْ مَا
يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى
اِلَيَّ وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۹ قُلْ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ
وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ
فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰ ع

کہہ دیجئے اگر میں نے خود بنالیا ہے، تم میرے لئے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے، جن باتوں میں تم لگے ہوئے ہو اللہ انھیں خوب جانتا ہے، میرے اور تمہارے درمیان وہی گواہی دینے کے لئے کافی ہے، اور وہ معاف کرنے والا اور رحم والا ہے (۸) کہہ دیجئے میں نرالا رسول نہیں ہوں اور میں یہ نہیں جانتا کہ مجھ سے کیا سلوک کیا جائے گا اور تم سے کیا؟ میں تو اسی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اور میں محض ایک واضح ڈرانے والا ہوں (۹) کہہ دیجئے (دیکھو اگر یہ) اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس کا انکار کر دیا اور بنی اسرائیل سے ایک گواہ نے بھی ایسی گواہی دے دی۔ چنانچہ وہ تو ایمان لے آیا اور تم اکڑ بیٹھے (تو تمہارا کیا انجام ہوگا) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰)

آیت ۹: مشرکینِ مکہ دن ورات قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی عیب جوئی میں لگے رہتے تھے، ان کی مجلسوں کا اہم ترین موضوع یہ ہوتا تھا کہ محمد اللہ کا پیغمبر کیسے ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان سے یہ کہنے کا حکم دیا کہ میں اللہ کا کوئی پہلا نبی نہیں ہوں کہ تمہیں بڑی حیرت ہورہی ہے، مجھ سے پہلے بہت سے انبیاء ورسل آئے جنھوں نے اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچادیا اور میں اللہ کا رسول ہونے کے باوجود نہیں جانتا ہوں کہ آئندہ دنیاوی زندگی میں میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ مفسرین کے نزدیک وَلَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ کی یہی تفسیر زیادہ صحیح ہے۔ یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ اس سے مراد آخرت کا انجام ہے۔

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اس کے سوا دوسری تفسیر جائز نہیں ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ بات معلوم ہے کہ آخرت میں آپ کا مقام جنت ہوگا۔ البتہ دنیا کی زندگی میں آپ کو معلوم نہیں تھا کہ آنے والے دنوں میں آپ کو کن حالات سے گزرنا ہوگا اور مشرکین قریش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا کرے گا، ایمان لائیں گے یا کفر کی راہ اختیار کریں گے اور عذاب سے دوچار ہوں گے۔ تیسری بات اللہ نے اس آیت میں اپنے رسول کی زبانی یہ کہی کہ میں تو صرف وحی الٰہی کی اتباع کرتا ہوں اپنی خواہش نفس سے کوئی بات نہیں کرتا ہوں، مفسرین لکھتے ہیں کہ (اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ) میں مشرکینِ مکہ کی تردید کی گئی ہے کہ میں اللہ کی جانب سے لوگوں کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں تو جو شخص میری بات پر دھیان دے گا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک و معاصی سے پرہیز کرے گا وہ عذاب جہنم سے نجات پائے گا اور جو ٹھکرائے گا اس کا معاملہ میرے رب کے حوالے ہے ، چاہے تو عذاب دے گا اور چاہے گا تو اسے راہِ ہدایت پر ڈال دے گا اور اس کے حال پر رحم کرے گا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَ اِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ⑪

اور کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں اگر یہ اچھا ہوتا تو اہل ایمان اسے قبول کرنے میں ہم سے سبقت نہ لے جاتے ، اور چونکہ اُنھوں نے ہدایت نہیں پائی لہٰذا اب یہ کہیں گے یہ تو پرانا جھوٹ ہے (١١)

مشرکینِ مکہ بلال ، عمار ، صہیب ، خباب اور ان جیسے کمزور مسلمانوں کا نام لے کر کہتے تھے کہ اگر قرآن اور نبوت محمد ﷺ میں کوئی خیر ہوتی تو یہ فقیر و حقیر مسلمان ایمان لانے میں ہم سے سبقت نہیں کر جاتے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہر عزت و شرف کے پہلے وہی مستحق ہیں ، انھیں معلوم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے نوازتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے اور اپنے دین کے لئے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ انہی مشرکین کے بارے میں آیت کے آخر میں کہا گیا ہے کہ چونکہ انھیں قرآن کریم پر ایمان لانے کی توفیق نہیں ملی ، اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے جو محمد ﷺ کو کہیں سے مل گیا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کلامِ الٰہی ہے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ وہ لوگ قرآن اور اہلِ قرآن کی بُرائی بیان کرتے تھے اور یہی وہ کبر ہے جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے کہا ہے کہ وہ حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔

وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ؕ وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ⑫ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ⑬ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑭

حالانکہ اس سے قبل موسیٰ کی کتاب جو رہنما اور رحمت تھی موجود تھی ، اور یہ کتاب اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو عربی زبان میں ہے تا کہ ظالموں کو تنبیہ کرے اور نیکوں کو بشارت دے (١٢) یقینا جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹ گئے انھیں کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (١٣) یہی لوگ اہل جنت ہیں جو اس میں دائمی رہیں گے یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے رہے۔ (١٤)

آیت ١٢: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ قرآنِ کریم تورات کی تصدیق کرتا ہے یعنی دونوں میں بیان کردہ احکام و شرائع ایک جیسے ہیں حالانکہ یہ قرآن عربی زبان میں ہے اور تورات عبرانی زبان میں نازل ہوئی تھی۔ یہ بات دلیل ہے کہ قرآن وحی الٰہی ہے ، نیز اللہ نے فرمایا کہ یہ قرآن اسلئے نازل کیا گیا ہے تا کہ نبی کریم ﷺ مشرکینِ مکہ کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جنھوں نے شرک و معاصی کا ارتکاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے اپنے آپ پر بڑا ظلم کیا ہے اور نیک عمل کرنے والے مومنوں کو جنت کی بشارت دیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ؕۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

ہم نے انسان کو حکم دیا کہ وہ اپنے والدین سے اچھا سلوک کرے اس کی ماں نے مشقت سے پیٹ میں رکھا اور مشقت سے جنا، اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس ماہ لگے، حتیٰ کہ جب وہ اپنی بھرپور جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوا تو کہنے لگا میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا، اور یہ کہ میں اچھے عمل کروں جو تجھے پسند ہوں اور میری خاطر میری اولاد کی اصلاح کر میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبردار ہوں (۱۵) یہی لوگ ہیں جن کے اچھے اعمال ہم قبول کرتے اور ان کی برائیوں سے درگزر کر جاتے ہیں۔ اور اہل جنت میں شامل ہیں اللہ کا وعدہ سچا ہے جو ان سے کیا گیا تھا (۱۶)

آیت ۱۵: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی شریعت میں انتہائی تاکیدی احکام ہیں، ان کے لئے رحمت کی دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۔ اور کہو اے رب ان دونوں پہ رحم فرما جیسا کہ انھوں نے بچپن میں مجھے پالا (بنی اسرائیل: ۲۴) والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کے بعد تین مرتبہ والدہ کی خصوصی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ (لقمان: ۱۴)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ میرے بہترین سلوک کے سب سے زیادہ مستحق کون ہیں؟ آپ نے فرمایا تیری ماں، اس نے دوبارہ پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں، تیسری بار آپ نے یہی جواب دیا پھر جو چوتھی بار آپ نے جواب دیا تیرا باپ۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 5514)

جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے۔ (ابو داؤد حدیث نمبر 3530 علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے) سورۂ بقرہ میں رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال بیان فرمائی ہے، یہاں حمل اور رضاعت کی مدت ۳۰ ماہ فرمائی ہے۔ گویا حمل کی مدت کم از کم ٦ ماہ ہوئی، اس سے کم نہیں ہو سکتی۔ یہ مدت قمری مہینوں کے اعتبار سے ہوگی۔ (احسن البیان)

وَ الَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِيْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖۗ اِنَّ

اور جس شخص نے اپنے والدین سے کہا "تف" ہو تم پر تم مجھے ڈراتے ہو کہ میں (زمین سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے قبل بہت سی نسلیں گزر چکی ہیں؟ اور وہ دونوں اللہ کی دہائی دیتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿١٨﴾

ہیں" "تیرا ستیاناس ہو، ہماری بات مان جا، کیونکہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، تو وہ کہتا ہے یہ تو پہلے لوگوں کے قصے ہیں"۔ (۱۷) یہی لوگ ہیں جن پر جنوں اور انسانوں کی ان سے پہلے کی جماعتوں سمیت اللہ کے (عذاب کا) قول صادق آتا ہے، بلاشبہ یہی خسارہ اُٹھانے والے ہیں (۱۸)

آیت ۱۸: میں اپنی بعث بعد الموت اور آخرت کا انکار کرنے والوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کے لئے اللہ کا عذاب واجب ہوگیا، جس کی صراحت سورہ ص آیت (۸۵) میں کردی گئی ہے (لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ) اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کہا کہ میں تم سے اور تمہاری پیروی کرنے والوں سے جہنم کو بھر دوں گا، اور اس آیتِ کریمہ کے دوسرے حصہ میں بھی اس کی صراحت کردی گئی ہے اور آخرت میں کہا گیا ہے کہ اصل گھاٹا پانے والے یہی منکرینِ قیامت ہیں کہ اُنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اختیار کرلی ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿٢٠﴾ ع ۲
وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ اِنَّمَا

ہر ایک کے لئے اس کے اعمال کے لحاظ سے درجے ہوں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۱۹) اور جس دن کافر جہنم پر پیش کئے جائیں گے (تو کہا جائے گا) تم دنیا کی زندگی میں پاکیزہ چیزوں سے اپنا حصہ لے چکے اور ان سے مزے اُڑا چکے، سو آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا، یہ ان باتوں کا بدلہ ہے کہ تم زمین میں ناحق اکڑ رہے تھے اور نافرمانی کیا کرتے تھے (۲۰) اور ان (کفارِ مکہ) سے قوم عاد کے بھائی (ہود) کا ذکر کیجئے، جب اس نے احقاف میں اپنی قوم کو ڈرایا جبکہ ہود سے پہلے بھی انھیں ڈرانے والے آئے اور اس کے بعد بھی آتے رہے اور کہا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، بلاشبہ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں (۲۱) وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے بدل کردو اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کی ہمیں دھمکی دیتے ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝۲۳

لے آؤ (۲۲) ہود نے کہا اس کا علم اللہ کے پاس ہے اور میں تمہیں پیغام پہنچا رہا ہوں جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے، مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم جاہل قوم ہو (۲۳)

ربطِ آیات: گزشتہ آیات میں اس بات کا بیان تھا کہ بروزِ قیامت کوئی بزرگ، ولی کسی کا کوئی کام نہیں آئے گا بلکہ ہر شخص کو اپنی فکر لاحق ہوگی۔ ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ ان سے پہلے دنیا میں بہت سی قومیں گزر چکی ہیں جن کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا گیا مگر اُنھوں نے اپنی قوت کے بل پر رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ مثلاً قوم ثمود وغیرہ نے۔

قوم عاد کا مسکن:

آیت ۲۱۔ ۲۳: اَحْقَافٌ، حِقْفٌ کی جمع ہے۔ بمعنی ریت کے میلوں پھیلے ہوئے بڑے بڑے ٹیلے۔ یہی علاقہ قوم عاد کا مسکن تھا جو کسی زمانہ میں سرسبز و شاداب علاقہ تھا۔ قومِ عاد نے اسی جگہ زمین دوز مکان بنا رکھے تھے۔ یہ علاقہ جنوبی عرب میں حضرموت کے شمال میں واقع ہے اور آج کل وہیں ریت ہی ریت کے ٹیلے ہیں جو سینکڑوں میل تک پھیلتے چلے گئے۔ کوئی شخص اس صحرا میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کرتا اور جو چیز اس ریت میں گر پڑے وہ بھی ریت میں دھنس کر ریت ہی بن جاتی ہے جیسے کوئی چیز نمک کے کان میں گر پڑے تو نمک ہی بن جاتی ہے۔

ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا جیسے ان سے پہلے اور ان کے بعد آنے والے تمام انبیاء نے اپنی قوموں کو ڈرایا تھا اور کہا کہ لوگو اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اگر تم نے میری بات نہ مانی تو مجھے ڈر ہے کہ ایک بڑے ہی خطرناک دن کا عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔ قومِ عاد نے ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور ان سے کہا کہ تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے معبودوں کی عبادت سے روکو، تو سن لو کہ ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے اور تم پر ایمان نہیں لائیں گے اگر تم اپنی بات میں سچے ہو کہ ہم پر اللہ کا عذاب ٹوٹ پڑے گا تو وہ کر دکھاؤ۔ ہود علیہ السلام نے ان سے کہا کہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ وہ عذاب آ کر رہے گا لیکن اس کا وقت مجھے معلوم نہیں ہے اس کا علم صرف اللہ کو ہے میرا کام تو صرف پیغام رسانی ہے لیکن بات یہ ہے کہ تم بڑے جاہل اور نادان لوگ ہو بجائے اس کے کہ تم اپنے رب کی رحمت و مغفرت طلب کرو اپنے لئے عذاب کی جلدی مچا رہے ہو۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۴ ۙ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا

پھر جب اُنھوں نے اس (عذاب کو بصورت) بادل اپنے میدانوں پر پڑتے دیکھا تو کہنے لگے "یہ بادل ہم پر برسے گا" بلکہ یہی چیز تھی جس کے لئے تم جلدی مچا رہے تھے، یعنی آندھی جس میں المناک عذاب تھا (۲۴) وہ اپنے رب کے حکم سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۲۵

ہر چیز کو تہس نہس کر رہی تھی۔ آخر ان کا یہ حال ہوا کہ ان کے گھروں کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ ہم مجرموں کو ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں (۲۵)

آیت ۲۴۔۲۵: قومِ عاد نے جب اُفق آسمان پر ایک بادل کو پھیلا دیکھا جو اُن کی وادیوں کی طرف بڑھا آرہا تھا (جو درحقیقت عذاب الٰہی تھا) تو دل کے اندھے خوشی سے کہنے لگے کہ یہ برسنے والا بادل ہے تو ہود علیہ السلام نے کہا کہ یہ تو وہ عذاب ہے جس کی تمہیں جلدی تھی، یہ ایک تیز ہوا ہے جو اپنے اندر دردناک عذاب لئے ہوئے ہے، یہ ہوا اپنے رب کے حکم سے تمہاری جان اور مال ہر چیز کو تباہ کردے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس آندھی نے تمام کافروں کو ہلاک کردیا صرف ہود علیہ السلام اور ان کے مسلمان ساتھی بچ گئے اور قومِ عاد کے خالی اور ویران مکانات۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَ جَعَلْنَا
لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ اَفْـِٕدَةً ۡ فَمَآ اَغْنٰى
عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَ لَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ
مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ
حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۲۶ وَ لَقَدْ ع
اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَ صَرَّفْنَا
الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۲۷ فَلَوْ لَا نَصَرَهُمُ
الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ
بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَ ذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَ مَا كَانُوْا
يَفْتَرُوْنَ ۝۲۸ وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ
الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا
اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ
مُّنْذِرِيْنَ ۝۲۹ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا
اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

ہم نے انھیں اتنی قدرت دے رکھی تھی جتنی تمہیں نہیں دی اور ہم نے انھیں کان، آنکھیں اور دل سب کچھ دے رکھا تھا مگر انکے کان، آنکھیں اور دل ان کے اس وقت کچھ بھی کام نہ آئے جب اُنھوں نے اللہ کی آیات کا انکار کر دیا اور انھیں اسی چیز نے آگھیرا جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے (۲۶) اور تمہارے اردگرد ہم بہت سی بستیاں ہلاک کرچکے ہیں اور ہم نے دلائل کو طرح طرح سے بیان کر دیا ہے تاکہ وہ باز آجائیں (۲۷) پھر ان ہستیوں نے ان کی کیوں مدد نہ کی جنھیں ان لوگوں نے اللہ کے سوا تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھ کر الٰہ بنا رکھا تھا؟ بلکہ انھیں یاد ہی نہ رہیں گی اور یہ نتیجہ ہے انکے جھوٹ اور جھوٹے عقیدے کا جو اُنھوں نے گھڑ رکھے تھے (۲۸) اور جب ہم جنوں کے ایک گروہ کو آپ کی طرف لائے جو قرآن سن رہے تھے۔ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، پھر جب قرآن پڑھا جاچکا تو وہ ڈرانے والے بن کر اپنی قوم کے پاس لوٹے (۲۹) کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے وہ اپنے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يَدَيۡهِ يَهۡدِيۡۤ اِلَى الۡحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيۡقٍ
مُّسۡتَقِيۡمٍ ۝۳۰ يٰقَوۡمَنَاۤ اَجِيۡبُوۡا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ
اٰمِنُوۡا بِهٖ يَغۡفِرۡ لَـكُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِكُمۡ وَيُجِرۡكُمۡ مِّنۡ
عَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۝۳۱ وَ مَنۡ لَّا يُجِبۡ دَاعِيَ اللّٰهِ
فَلَيۡسَ بِمُعۡجِزٍ فِى الۡاَرۡضِ وَ لَيۡسَ لَهٗ مِنۡ
دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءُ ؕ اُولٰۤـئِكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۝۳۲

پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، حق اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے (۳۰) اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ وہ تمہارے گناہ بخش دیگا اور تمہیں المناک عذاب سے بچالے گا (۳۱) اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کی بات نہ مانے تو وہ زمین میں (بھاگ کر) اسے عاجز نہیں کرسکتا اور نہ اسکے بغیر اس کا کوئی حامی ہوگا، یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں (۳۲)

ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت کو متوجہ فرمادیا جو آپ سے قرآن عظیم سننے والی تھی وہ سب اکٹھے ہوگئے تو تلاوت سے پہلے اُنھوں نے سب سے کہہ دیا کہ خاموش ہو جاؤ۔

آیت ۲۹: رحمت عالم ﷺ کے پاس جنوں کا آنا۔ یہ واقعہ نخلہ کا ہے، آپ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے جن آپ کے پاس آکر کھڑے ہوگئے، یہ نصیبین کے سات جن تھے۔ (ابن عباسؓ) آپ نے قرآن شریف جنوں کو سنانے کے لئے نہیں پڑھا تھا نہ آپ نے جن دیکھے تھے آپ تو صحابہؓ کے ساتھ بازار عکاظ جارہے تھے چونکہ انگاروں کی وجہ سے شیطانوں اور آسمانی خبروں میں رکاوٹ ہوگئی تھی جس کی اُنھوں نے اپنے اصحاب حل وعقد کو خبر کی جس پر اُنھوں نے کہا ضرور کوئی نہ کوئی نئی بات ہے تحقیق کرو۔ چنانچہ تحقیق کے لئے شیطان دنیا میں پھیل گئے۔ ایک جماعت عرب میں علاقہ حجاز میں مکہ معظّمہ کے قریب بھی پہنچی، آپ عکاظ جاتے ہوئے مقام نخلہ میں صحابہؓ کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے جب اُنھوں نے قرآن سنا تو ٹھہر گئے اور غور سے سننے لگے اور تاڑ گئے کہ یہی وجہ ہے کہ آسمانی خبریں ہم تک نہیں پہنچتیں اور سننے سے پہلے ہی انگارے ماردیئے جاتے ہیں۔ پھر یہ قوم سے آکر کہنے لگے کہ ہم نے نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا قرآن سن لیا ہے جو عجیب وغریب ہے ہم تو اسے سنتے ہی ایمان لے آئے اور شرک سے توبہ کرلی۔ آپ کو اس واقعہ کی سورۂ جن میں خبر دی گئی۔ جن وحی سننے کی کوشش کیا کرتے تھے اور جب اتفاق سے کسی بات کی بھنک ان کے کانوں میں پڑجاتی تو اس میں دس جھوٹی باتیں ملا کر کاہنوں کو خبر کردیا کرتے تھے۔ رحمتِ عالم ﷺ کی بعثت کے بعد وحی کی حفاظت کے لئے جن کو انگاروں سے مارا جانے لگا جب یہ وحی سننے کے لئے پہنچتے تو فوراً ایک شعلہ گرتا اور یہ بھاگ آتے۔ اُنھوں نے ابلیس سے شکایت کی اس سے کہا کہ کوئی نئی بات ضرور ہے۔ آخر اس نے تحقیق کے لئے چاروں طرف شیطان دوڑادیئے، عرب کی طرف جانے والے شیطانوں نے آپ کو نخلہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان صحابہ کرامؓ کو نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا اور ابلیس کو جاکر خبر دی اس نے کہا یہی وجہ ہے جو یہ احتیاط برتی جارہی ہے آپ کو جنوں کے آنے کی خبر بھی نہیں تھی پھر بعد میں وحی کے ذریعہ خبر ہوئی۔

قرآن سننے کیلئے جنوں کی ایک جماعت کی توبہ

ان جنوں نے قوم میں جاکر وعظ فرمایا اور کہا کہ آج ہم نے اس مقدس آسمانی کتاب کو سنا ہے جو تورات کے بعد نازل ہوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ چونکہ انجیل اور تورات میں زیادہ تر وعظ ونصیحت ہے۔ مسائل واحکام کم ہیں۔ جنوں نے کہا کہ وہ کتاب مقدس سابقہ الہامی کتابوں کو سچا مانتی ہے اور عقائد واحکام میں صحیح رہنمائی کرتی ہے۔

کیا جن جنت میں جائیں گے؟ اس کے بہت سے دلائل ہیں۔ مثلاً اس کی ایک دلیل تو یہ آیت ہے ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ (رحمن: ۴۶-۴۷) ﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ ...الخ﴾ یعنی رب سے ڈرنے والے کے لئے دو دو جنتیں ہیں پھر اے انسانو اور جنو! تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اس آیت میں اللہ نے دونوں قسم کی مخلوق پر احسان جتایا ہے کہ ان کے تقویٰ کا بدلہ جنت ہے۔ یہ آیت سن کر انسانوں کی بہ نسبت جنوں نے شکر زیادہ ادا کیا کہ بارِالٰہا! ہم تیری کسی نعمت کا انکار نہیں کرتے یہ تو ناممکن ہے کہ ان پر وہ احسان جتایا جائے جو ملنے والا نہ ہو۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾	کیا اُنھوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی ہے جس نے ارض و سماوات کو پیدا کیا اور انھیں پیدا کر کے تھک نہیں گیا، وہ قادر ہے کہ مُردوں کو زندہ کر دے، کیوں نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے (۳۳) اور جس دن کافر جہنم پر پیش کئے جائیں گے (تو یہ پوچھا جائے گا) کیا یہ (جہنم) حق نہیں، وہ کہیں گے کیوں نہیں، ہمارے رب کی قسم (حق ہے) اللہ فرمائیگا اب عذاب کا مزا چکھو اس بنا پر جو تم کفر کرتے تھے (۳۴)

زندگی بعد الموت کی دلیل

یعنی کیا قیامت کے منکروں نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بڑے بڑے آسمان بنائے، زمین پیدا کی اور ان کی پیدائش نے اسے کچھ بھی نہ تھکایا اس نے کُن کہا اور یہ چیزیں ہو گئیں، بھلا کس کا پتہ ہے، جو حکم کی خلاف ورزی کرے بلکہ خوشی خوشی ڈرتے ہوئے حکم کی بجا آوری میں لگ گئے اور پیدا ہو گئے، کیا اتنی زبردست اور مکمل قوت وقدرت والا مردے کو زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ جس کا صرف حکم چلتا ہے اور چیزیں ہو جاتی ہیں۔

جہنم کے کنارے پر جہنمیوں سے ایک سوال:

یعنی جہنم میں جھونکے جانے سے پہلے کافروں کو جہنم کے آگے لاکر کھڑا کیا جائے گا اور انھیں لاجواب وشرمندہ کرنے کے لئے ان سے پوچھا جائے گا کہ ذرا بتاؤ تو صحیح ہمارے رسول اور ہمارے عذاب سچے ہیں یا نہیں اب بھی تمہیں یقین نہیں آیا؟ کیا یہ جادو ہے؟ تمہاری آنکھیں پھوٹی تو نہیں؟ یہ کیا دیکھ رہے ہو کیا یہ حق نہیں، چار وناچار تسلیم کرنا پڑے گا کہ ساری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں برحق ہیں، کہیں گے اب ہماری آنکھیں کھل گئیں اور دل ایمان سے بھر گئے اب تو ہمیں ذرا سا بھی شک نہیں، حکم ہوگا پھر کہا جائے گا کہ اب تم اپنے کفر کا مزہ چکھو۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾ ع

پس صبر کیجئے اولوالعزم رسول صبر کرتے رہے ہیں اور ان کے بارے میں جلدی نہ کیجئے، جس دن یہ دیکھ لیں گے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے تو وہ سمجھیں گے جیسے (دنیا میں) بس دن کی ایک ساعت ہی ٹھہرے تھے، بات پہنچا دی گئی ہے، تو اب کیا نافرمان لوگوں کے علاوہ کوئی اور ہلاک ہوگا؟ (۳۵)

اولوالعزم انبیاء کون کون سے ہیں؟

ویسے تو سب انبیاء ہی اولوالعزم ہوتے ہیں۔ تاہم عرف عام میں پانچ ہیں۔ (۱) نوحؑ (۲) ابراہیمؑ (۳) موسیٰؑ (۴) عیسیٰؑ (۵) محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ یہ چاہتے تھے کہ یا تو کفار مکہ ایمان لے آئیں یا پھر اللہ ان پر عذاب نازل کر دے۔ جس کا یہ ہر وقت مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ دیکھو اولوالعزم انبیاء نے کتنی مدت اپنے مخالفوں کی ایذا رسانیوں پر صبر کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس معاملہ میں جلدی نہ کرنا چاہئے اور صبر سے کام لینا چاہئے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ محمد

سورہ محمد مدنی ہے اس میں ۳۸ آیتیں اور ۴ رکوع ہیں۔

تعارف: اس سورت میں اس بات کا بیان ہے کہ کفار و مشرکین اور اہلِ کتاب باطل کے علم بردار ہیں اور باطل کی تائید کر رہے ہیں اور اہل ایمان حق کے علم بردار ہیں اور حق کی تائید کر رہے ہیں۔

کفار و مشرکین اکثریت میں ہونے کی وجہ سے اور مال و دولت کی بنیاد پر دنیا و آخرت میں کامیابی کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ باطل کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ گھاس کی طرح ہے، اس گھاس کو اکھاڑ پھینکنا آسان ہے۔ اب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ہاتھوں اس گھاس کو اکھاڑ پھینکے گا اور اللہ کی مدد سے شرک و بت پرستی کا خاتمہ ہوگا۔ اور اللہ اپنی مدد سے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو کامیاب کرے گا اور کافروں کو ناکام کرے گا۔

اٰیاتها ۳۸ | ۴۷ سُوۡرَۃُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِیَّۃٌ ۹۵ | رکوعاتها ۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعۡمَالَہُمۡ ① وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ۙ کَفَّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ اَصۡلَحَ بَالَہُمۡ ② ذٰلِکَ بِاَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا اتَّبَعُوا الۡبَاطِلَ وَ اَنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الۡحَقَّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ؕ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ اَمۡثَالَہُمۡ ③

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔

جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے روکا اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے (۱) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور جو کچھ محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان لائے اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے اللہ نے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال درست کر دیا (۲) یہ اس لئے کہ کافروں نے باطل کی اتباع کی اور ایمان والوں نے اس حق کی اتباع کی جو ان کے رب کی طرف سے ہے۔ اسی طرح اللہ لوگوں سے ان کے حالات ٹھیک بیان کرتا ہے (۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ربط آیات: ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ کفار کے تمام اعمال باطل اور بے کار ہو جائینگے کیونکہ حق آ جانیکے بعد اُنھوں نے اسکی پیروی نہیں کی۔ البتہ مومنین نے حق کی پیروی کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو انکا اجر بھی بہت بڑا ہے۔

مومنوں کی برائیاں اور کافروں کی نیکیاں مٹانے کی وجہ۔ یعنی کافروں کی نیکیاں اور مومنوں کی بُرائیاں مٹانے کی اوران کی اصلاح کی وجہ یہ ہے کہ کافر بدکار اور باطل کے پرستار ہوئے ہیں اور مومن باطل سے بیزار اور اطاعت گزار رہتے ہیں پھر فرمایا اللہ اسی طرح لوگوں کا انجام بیان فرماتا ہے اور وہ خوب جاننے والا ہے۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚۛ ذٰلِكَ ؕۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَاۡ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴ سَيَهْدِيْهِمْ وَ يُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝۵ وَ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۶

(مسلمانو!) جب تمہاری کافروں سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ان کی گردنیں اُڑا دو، حتیٰ کہ جب بے دریغ قتل کر چکو تو (قیدیوں کی) مشکیں کس لو، پھر اس کے بعد یا تو ان پر احسان کر دیا تاوان لے کر چھوڑ دو حتیٰ کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے یہی (حکم) ہے، اور اگر اللہ چاہتا تو خود بھی ان سے انتقام لے لیتا مگر (اس نے چاہا) کہ تمہیں ایک دوسرے سے آزمائے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے اللہ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا (۴) ان کی رہنمائی کرے گا اور ان کا حال درست کرے گا (۵) اور انھیں جنت میں داخل کرے گا جس کا انھیں تعارف کروایا ہے (۶)

ہجرت کے بعد جب مسلمانوں کی ایک ریاست وجود میں آ گئی تو مسلمانوں کو جہاد کے سلسلے میں ہدایات دی جارہی ہیں اس سے پہلے (الحج:۳۹) جہاد کی اجازت مل چکی تھی۔ یہاں کافروں سے مڈبھیڑ ہونے کی صورت میں ان کا زور توڑنے کی ہدایت کی گئی ہے، اس سے پہلے قیدیوں کو گرفتار کرنے کی طرف توجہ نہ کی جائے۔

عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! دشمن سے بھڑنے کی تمنا مت کرو اور اللہ سے عافیت طلب کرو پھر اگر بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ (بخاری و مسلم۔ تیسیر القرآن)

شہید کی فضیلت:

جنگ میں مسلمان بھی شہادت پاتے ہیں، اسی لئے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اللہ ان کے عمل ہرگز رائیگاں جانے نہیں دے گا بلکہ ان میں برکت ہوگی اور بڑھا چڑھا کر انھیں ثواب ملے گا جیسا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید کو چھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں عطا کی جاتی ہیں اس کے خون کے پہلے قطرے سے اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، اسے اس کا جنت والا گھر دکھا دیا جاتا ہے، اور اس کا بڑی بڑی آنکھوں والی اور گورے جسم والی حوروں سے جوڑ الگا دیا جاتا ہے، وہ عظیم گھبراہٹ اور عذابِ قبر سے بے خوف رہتا ہے، اور اسے ایمان کے صلہ سے سجا دیا جاتا ہے۔ ایمان و عمل صالح والے راہِ جنت پائیں گے۔ (احمد ۴/ ۲۰۰ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے) یعنی اللہ انھیں جنت کی راہ پر پہنچا دے گا۔ فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ (یونس: ۹) یعنی جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے ایمان کی بدولت ان کا رب انھیں جنت کی راہ پر ڈال دے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور جو نعمتوں اور بہاروں سے بھرپور ہیں۔ پھر فرمایا کہ ان کے حال کی اصلاح فرما دے گا اور ان کے کام بنا دے گا۔

جنتی جنت میں اپنا اپنا گھر پہچان جائیں گے

یعنی اللہ نے جس جنت کا ان سے تعارف کرایا تھا اور اس کی طرف رہنمائی فرمائی تھی اس میں انھیں داخل فرما دے گا اور جنتی جنت میں اپنے گھر اپنی سکونت گاہ اور وہ مقام جو اللہ نے ان کے لئے تجویز فرمائے ہیں اس طرح پہچان جائیں گے گویا پیدائش کے زمانے سے اس میں رہتے بستے ہیں انھیں کسی کی رہنمائی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ایمان والے جہنم کی آگ سے رہائی پائیں گے تو جنتی جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک لئے جائیں گے اور باہمی مظالم کا انتقام لیا جائے گا، جب بالکل پاک وصاف ہو جائیں گے تو جنت میں جانے کی اجازت ملے گی۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے ہر شخص اپنے دنیوی گھر کی بہ نسبت جنتی گھر کو خوب پہچان جائیں گے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 6535) (تفسیر ابن کثیر)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۸ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝۹ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝۱۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝۱۱ ع ۵
اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا

اے لوگو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا (۷) اور جنھوں نے کفر کیا ان کے لئے تباہی ہے اور وہ ان کے اعمال برباد کر دے گا (۸) یہ اس لئے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا تھا اسے اُنھوں نے ناگوار سمجھا تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے (۹) کیا وہ زمین میں چل پھر کر دیکھے نہیں کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کا کیا انجام ہوا؟ اللہ نے انھیں تہس نہس کر دیا اور کافروں کیلئے ایسی ہی (سزائیں) ہوتی ہیں (۱۰) یہ اس لئے کہ ایمان لانے والوں کا اللہ حامی ہے اور کافروں کا کوئی بھی حامی نہیں (۱۱) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ یقیناً انھیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ؕ وَ
الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یَتَمَتَّعُوۡنَ وَ یَاۡکُلُوۡنَ کَمَا تَاۡکُلُ
الۡاَنۡعَامُ وَ النَّارُ مَثۡوًی لَّہُمۡ ﴿۱۲﴾ وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ
قَرۡیَۃٍ ہِیَ اَشَدُّ قُوَّۃً مِّنۡ قَرۡیَتِکَ الَّتِیۡۤ
اَخۡرَجَتۡکَ ۚ اَہۡلَکۡنٰہُمۡ فَلَا نَاصِرَ لَہُمۡ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنۡ
کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ کَمَنۡ زُیِّنَ لَہٗ سُوۡٓءُ
عَمَلِہٖ وَ اتَّبَعُوۡۤا اَہۡوَآءَہُمۡ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ
وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ فِیۡہَاۤ اَنۡہٰرٌ مِّنۡ مَّآءٍ غَیۡرِ
اٰسِنٍ ۚ وَ اَنۡہٰرٌ مِّنۡ لَّبَنٍ لَّمۡ یَتَغَیَّرۡ طَعۡمُہٗ ۚ وَ
اَنۡہٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّۃٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ ۬ۚ وَ اَنۡہٰرٌ مِّنۡ
عَسَلٍ مُّصَفًّی ؕ وَ لَہُمۡ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ
وَ مَغۡفِرَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ ؕ کَمَنۡ ہُوَ خَالِدٌ فِی
النَّارِ وَ سُقُوۡا مَآءً حَمِیۡمًا فَقَطَّعَ اَمۡعَآءَہُمۡ ﴿۱۵﴾
وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّسۡتَمِعُ اِلَیۡکَ ۚ حَتّٰۤی اِذَا خَرَجُوۡا
مِنۡ عِنۡدِکَ قَالُوۡا لِلَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مَاذَا
قَالَ اٰنِفًا ۟ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی
قُلُوۡبِہِمۡ وَ اتَّبَعُوۡۤا اَہۡوَآءَہُمۡ ﴿۱۶﴾ وَ الَّذِیۡنَ
اہۡتَدَوۡا زَادَہُمۡ ہُدًی وَّ اٰتٰہُمۡ تَقۡوٰىہُمۡ ﴿۱۷﴾
فَہَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَۃَ اَنۡ تَاۡتِیَہُمۡ
بَغۡتَۃً ۚ فَقَدۡ جَآءَ اَشۡرَاطُہَا ۚ فَاَنّٰی لَہُمۡ اِذَا
جَآءَتۡہُمۡ ذِکۡرٰىہُمۡ ﴿۱۸﴾ فَاعۡلَمۡ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا

اور جو کافر ہیں وہ چندروز فائدہ اُٹھالیں، وہ اس طرح کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے (۱۲) اور کتنی ہی بستیاں تھیں جو آپ کی اس بستی سے بڑھ کر طاقتور تھیں جنھوں نے آپکو نکال دیا ہم نے انھیں ہلاک کیا تو انکا کوئی بھی مددگار نہ ہوا (۱۳) بھلا جو اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہو یہ اس جیسا ہوسکتا ہے جس کے بُرے اعمال اسے خوشنما بنا کر دکھائے جارہے ہوں اور وہ اپنی خواہشات کی اتباع کررہے ہوں (۱۴) جس جنت کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو باسی نہ ہوگا، اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہوں گی اور کچھ نہریں صاف شہد کی، نیز ان کے لئے اس میں ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت، ایسا شخص کیا ان جیسا ہوسکتا ہے جو ہمیشہ آگ میں رہیں اور انھیں پینے کو کھولتا ہوا پانی دیا جائے جو ان کی آنتیں کاٹ دے (۱۵) اور ان میں سے بعض ہیں جو آپ کی بات کان لگا کر سنتے ہیں، پھر جب تمہارے ہاں سے باہر جاتے ہیں تو ان سے جنھیں علم دیا گیا ہے پوچھتے ہیں کہ ابھی ابھی اس نے کیا کہا، یہی ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے اور وہ اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہیں (۱۶) اور جنھوں نے ہدایت پائی ہے اللہ ان کو زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انھیں تقویٰ عطا کرتا ہے (۱۷) کیا اب یہ قیامت کا انتظار کررہے ہیں کہ وہ ایک دم آن پڑے، اسکی نشانیاں آچکی ہیں، پھر جب قیامت آجائے گی تو ان کیلئے قبول نصیحت کا کون سا موقع ہوگا (۱۸) پس آپ جان لیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور اپنے لئے نیز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ⑲ ع ۸	مومن مردوں اور عورتوں کیلئے بھی گناہ کی معافی مانگئے، اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے کے مقامات اور آخری ٹھکانے سے واقف ہے(۱۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ ؓ کو اسلام کی تعلیم دینے کے لئے خطبہ دیتے تو منافقین بھی شریک ہوتے اور ظاہر کرتے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں خوب غور سے سن رہے ہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے باہر آتے تو علمائے صحابہ (عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء وغیرہم رضی اللہ عنہم) سے استہزا کے طور پر پوچھتے کہ ابھی اس نے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا بیان کیا ہے ہماری سمجھ میں تو اس کی باتیں نہیں آتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ منافق ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی اس لئے خیر کی کوئی بات ان میں داخل ہی نہیں ہوتی ہے اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اسی لئے قبولِ حق کے بجائے کفر ونفاق پر مصر ہیں۔ اہل کفر کی ہٹ دھرمی سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اب انھیں اسی کا انتظار ہے کہ اچانک قیامت آئے تو وہ جان لیں کہ اس کی علامتیں ظاہر ہونے لگی ہیں۔ حسن بصری اور ضحاک کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعثت اور قربِ قیامت کی مثال ان دو انگلیوں کی مانند ہے اور آپ نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا یعنی جسطرح یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے سے قریب ہیں اسی طرح میں قیامت کے بالکل قریب بھیجا گیا ہوں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4555)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں قربِ قیامت کی نشانیاں بتائی ہیں۔

جن میں بعض کا ظہور ہو چکا ہے اور بعض ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی ہیں۔ بعض حضرات نے آیت میں مذکور نشانیوں میں شقِّ قمر (چاند کے دو ٹکڑے) اور دھواں کے ظہور کو بھی شمار کیا ہے اور بعض دوسرے لوگوں نے دوسری نشانیوں کا ذکر کیا ہے۔

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب قیامت آجائیگی اس وقت ماضی کو یاد کر کے افسوس کرنے سے کافروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا، اسلئے کہ وہ وقت عمل کا نہیں بلکہ مکافاتِ عمل کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفجر آیت (۲۳) میں فرمایا ہے: يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى اس دن انسان کو سمجھ میں آئیگا مگر تب اس کے سمجھنے کا کیا فائدہ۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

استغفار کی فضیلت:

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ...الخ" اے اللہ میرے گناہوں کو میری نادانی کو اور میری زیادتی کو جو مجھ سے میرے ہی بارے میں سرزد ہوگئی ہو اور ہر اُس گناہ کو جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے معاف فرمادے۔ اے اللہ غیر شعوری گناہوں کو دیدہ دانستہ کئے ہوئے گناہوں کو اور خطاؤں کو معاف فرما میں نے ہر طرح کا گناہ کیا ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 5920) (سب گناہ معاف فرما) آپ نماز کے آخر میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ میرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگلے پچھلے چھپے کھلے گناہوں کو، میری زیادتیوں کو اور ان کو جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بخش دے تو ہی میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 1290)

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّ ذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۚ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۟ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۟ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

اور جو لوگ ایمان لائے کہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نازل نہیں ہوتی؟ پھر جب ایسی محکم سورت نازل کی گئی، جس میں قتال کا ذکر تھا تو آپ نے دیکھا کہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق) کا مرض ہے وہ آپ کی طرف یوں دیکھتے ہیں جیسے کسی شخص پر موت کا دورہ پڑا ہو۔ ان کیلئے ہلاکت ہے (۲۰) (چاہئے تھا کہ) وہ اطاعت کرتے اور بھلی بات کہتے پھر جب (جہاد کا) معاملہ طے پا گیا، اگر وہ اللہ سے سچے رہتے تو ان کیلئے بہتر تھا (۲۱) (اے منافقو!) تم سے کیا بعید کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو (۲۲) یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی، انھیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا (۲۳)

مسلمان جہاد کے خواہشمند تھے پھر جب ان کی خواہش کے مطابق جہاد فرض ہو گیا تو اس سے بہت لوگ ہٹ گئے۔ فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ (النساء:۷۷) آپ نے ان کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رہو، نماز پابندی سے پڑھتے رہو اور مال کی زکوٰۃ نکالتے رہو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے اللہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنے لگی اور کہنے لگی اے ہمارے رب تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کیا' ایک مدت تک تو نے ہمیں کیوں نہ ڈھیل دی۔ فرما دیجئے دنیا کا کوئی بھی فائدہ تھوڑا سا ہے اور تقویٰ والے کیلئے آخرت بہترین ہے اور تم پر تل بھر بھی ظلم نہ ہو گا۔ یہاں اللہ نے فرمایا کہ ایمان والے کہتے ہیں ان پر کوئی ایسی سورت کیوں نہیں اتاری گئی جس میں جہاد کا حکم ہوتا۔

اسی لئے فرمایا پھر صاف بین والی سورت اُتاری جاتی ہے اور اسمیں جہاد کا حکم ہوتا تو بعض لوگ آپکو اس طرح دیکھتے ہیں۔ گویا ان پر موت کی غشی چھا گئی یعنی دشمنوں کے مقابلے سے گھبرا جاتے ہیں اور بزدلی کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

جہاد میں حصہ لینا ہی بہتر ہے۔ انھیں بہادری اور جواں مردی کا شوق دلانے کیلئے فرمایا انکے حق میں بہتر یہی تھا کہ شریعت کی تابعداری کرتے، بات مانتے، سن کر سرگرم ہو جاتے، جہاد میں خوشی خوشی جاتے اور اپنے خلوص کا ثبوت دیتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ ع

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان لوگوں کے دلوں پر قفل ہیں (۲۴) جن لوگوں پر ہدایت واضح ہو گئی پھر اسکے بعد وہ اُلٹے پاؤں پھر گئے شیطان نے انکی کرتوتوں کو خوشنما کر کے انھیں دکھلایا (۲۵) اور آرزو دلائی، یہ اسلئے کہ اُنھوں نے اللہ کے دین کو ناپسند کرنیوالوں سے کہا کہ ہم تمہاری بعض باتیں مان لیں گے اور اللہ انکے رازوں کو جانتا ہے (۲۶) پھر اس وقت کیا ہوگا جب فرشتے انھیں فوت کرینگے تو انکے چہروں اور پشتوں پر مار رہے ہونگے (۲۷) یہ اسلئے کہ وہ ایسی بات کے پیچھے لگ گئے جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اُنھوں نے اسکی رضا کو بُرا جانا تو اللہ نے انکے اعمال ضائع کر دیئے (۲۸)

قرآن میں غور کرنے کا حکم۔ اللہ قرآن میں غور و فکر کرنے کی اور اسے سمجھنے کی ترغیب دے رہا ہے اور اس سے منہ پھیرنے کی ممانعت فرما رہا ہے، چنانچہ فرمایا کہ ازلی بد بخت قرآن میں غور و فکر نہ کریں گے ان کے دلوں پر تو تالے پڑ گئے ہیں اب وہ بند ہیں پھر قرآن کے معنی ان تک کیسے پہنچیں جب پہنچنے کی راہ ہی مسدود ہے تو پھر اثر کس طرح ہو۔

مرتد ہونے کی مذمت

جو لوگ ہدایت ظاہر ہو جانے کے بعد پھر بھی اپنی سابقہ حالت پر آ گئے اور ایمان کے بدلہ کفر اختیار کر لیا شیطان نے انھیں چکما دے رکھا ہے کہ یہ فعل اچھا سمجھ رہے ہیں حالانکہ سراسر بُرا ہے۔

آیت ۲۶: فرشتے مار مار کر کافروں کی روحیں نکالتے ہیں۔ یعنی ان کی کیسی بری گت بنے گی جب فرشتے ان کی روحیں نکالنے کے لئے آئیں گے اور روحیں ان کے جسموں میں چھپتی پھریں گی۔ آخر فرشتے سختی سے اور مار مار کر ان کی روحیں نکالیں گے۔ فرمایا: وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ (الانفال:۵۰) کاش آپ دیکھتے جب کافروں کی روحیں ان کے چہروں پر اور کمروں پر مار مار کر فرشتے نکال رہے ہوں گے۔ منافقوں کا یہ گمان ہے کہ اللہ مسلمانوں پر ان کی پول نہ کھولیگا بلکہ اللہ تو ان کی منافقت کا انکشاف کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے سامنے ان کی حقیقت ظاہر کرنے والا ہے۔ یہاں تک کہ اہل عقل انھیں پہچان جائیں۔ آخر انہی کے بارے میں اللہ نے سورۂ برأت اتاری، جس میں ان کی شرمناک عادتیں بیان کی گئیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾

جن کے دلوں میں مرض ہے کیا وہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اللہ ان کے کینے ظاہر نہیں کرے گا؟ (۲۹) اور اگر ہم چاہیں تو وہ آپ کو دکھلا دیں آپ انھیں ان کے چہروں سے پہچان لیں، آپ انھیں ان کے طرز کلام سے پہچان ہی لیں گے، اور اللہ تمہارے اعمال جانتا ہے (۳۰)

آیت ۳۰: اے محبوب نبی ﷺ اگر چاہیں تو ان منافقوں کی صورتیں بھی آپ کو دکھا دیں اور آپ انھیں دیکھتے ہی پہچان جائیں لیکن اللہ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس نے دنیا میں اپنی مخلوق پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ اسلامی احکام ظاہر پر لگتے ہیں باطن کا علم اللہ ہی کو ہے۔

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَ نَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ شَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَ لَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾

اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے حتیٰ کہ تم سے مجاہد اور صابر معلوم کرلیں اور تمہارے احوال کی جانچ پڑتال کریں گے (۳۱) بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے (دوسروں کو) روکتے رہے اور ان پر ہدایت واضح ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت کی وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے، اور اللہ ایسے لوگوں کے اعمال برباد کردیگا (۳۲) اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرلو (۳۳) جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے روکا پھر اسی کفر کی حالت میں مرگئے اللہ انھیں کبھی معاف نہیں کرے گا (۳۴) پس تم سستی نہ دکھاؤ اور نہ (دشمن سے) صلح کی درخواست کرو تم ہی غالب رہو گے۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال سے کمی نہ کرے گا (۳۵) دنیا کی زندگی تو بس ایک کھیل اور تماشا ہے، اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تمہیں تمہارے اجر دے گا اور تم سے تمہارے اموال کا مطالبہ نہیں کرے گا (۳۶) اگر تم سے مطالبہ کرے پھر اصرار کرے تو تم بخل کرنے لگو اور تمہارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ تُدۡعَوۡنَ لِتُنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنۡكُمۡ مَّنۡ یَّبۡخَلُ ۚ وَمَنۡ یَّبۡخَلۡ فَاِنَّمَا یَبۡخَلُ عَنۡ نَّفۡسِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ الۡغَنِیُّ وَ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنۡ تَتَوَلَّوۡا یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَكُمۡ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَكُمۡ ﴿۳۸﴾ ع ۸	دلوں کا کھوٹ ظاہر کر دے گا (۳۷) سنو تم وہ لوگ ہو جنھیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو دعوت دی جاتی ہے پھر تم میں سے کوئی بخل کرنے لگتا ہے حالانکہ جو بخل کرتا ہے وہ اپنے آپ ہی سے بخل کرتا ہے، اور اللہ تو بے نیاز ہے اور تم ہی اس کے محتاج ہو، اور اگر تم نہ مانو گے تو اللہ تمہاری جگہ دوسرے لوگ لے آئے گا جو تم جیسے نہ ہوں گے (۳۸)

دنیا حقیر و ہیچ ہے۔

اللہ دنیا کی حقارت و ناپائیداری بیان فرما رہا ہے یعنی دنیوی زندگی محض ایک کھیل تماشہ ہے یعنی اس کا انجام کھیل کو د جیسا ہے، جس میں نہ تو عزت و عظمت ہے اور نہ پائیداری جیسے بچوں نے مٹی کا گھروندا بنا لیا اور کھیلنے لگے پھر جب کھیل سے اُکتا گئے تو اُسے بگاڑ دیا لیکن وہ دنیا جس سے اس کی رضا تلاش کی جائے وہ بڑی عظمت والی ہے کیونکہ اس کا نتیجہ آخرت میں ظاہر ہوگا جو پاکیزہ اور عظیم ہوگا، اسی لئے فرمایا کہ اگر تم اللہ پر ایمان لا کر گناہوں سے بچتے رہو اور پارسا بن کر زندگی گزارنے لگو تو تمہاری نیکیوں کا قیامت کے دن تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ تم سے تمہارے مال نہیں مانگتا وہ تم سے ایمان و تقویٰ کا مطالبہ فرماتا ہے۔ وہ تم سے بے نیاز و غنی ہے۔ تمہارے پاس اسکا دیا ہوا مال ہے۔ رہا مال میں صدقہ فرض کر دینا سو وہ اللہ کو نہیں ملتا وہ بھی تمہارے محتاج بھائیوں کی ہمدردی کی غرض سے کیا گیا ہے اور قیامت کے دن اسکا ثواب بھی تمہیں کو ملے گا۔

آیت ۳۸: اس آیت میں فرمان باری ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، بخل کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے آپ ہی سے بخل کرتے ہیں اور بخل کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ ان کو ہلاک کر کے اللہ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا جو بخیل نہیں ہوں گے۔ اور فرمایا نبی ﷺ نے مَامِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَكَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا (صحیح بخاری حدیث نمبر 1351)

ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ایک کہتا ہے: اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! کنجوسی کرنے والے کو بربادی دے۔ دوسری حدیث ہے: اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ (صحیح بخاری حدیث نمبر 1328) آگ سے بچو۔ اگرچہ کھجور کا ٹکڑا خیرات کر کے ہی بچو۔ ایک اور حدیث ہے: اِتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰی اَنْ سَفَكُوْا دِمَآءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ کنجوسی سے بچو۔ کیونکہ اس نے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے۔ اس کی وجہ سے اُنھوں نے اپنے آدمیوں کے خون بہائے اور محارم کو حلال جانا۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 4675)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الفتح

سورۃ الفتح مدنی ہے اس میں ۲۹ آیتیں اور ۴ رکوع ہیں۔

تعارف: سورۂ فتح سے پہلے سورۂ محمد ہے۔ سورۂ محمد کی آیت نمبر (۳۵) میں اہلِ ایمان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ''اگر تم کمزوری نہ دکھاؤ تو تم ہی سربلند رہو گے۔ تمہارے دشمن ذلیل وخوار ہوں گے، ناکام ونامراد ہوں گے''۔ اب سورہ فتح میں اس وعدہ کو صلح حدیبیہ کے ذریعہ پورا کیا جارہا ہے۔ صلح حدیبیہ کا معاہدہ بظاہر مسلمانوں کی کمزوری دکھائی دیتا ہے حالانکہ اس معاہدے میں شاندار کامیابی وکامرانی مسلمانوں کو حاصل ہونے والی ہے۔ اس سورہ میں غلبہ وکامیابی کی پیشین گوئی اور فتح مکہ کی بشارت بھی ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُس وقت نازل ہوئی جب ذی القعدہ ۶ ہجری میں آپ حدیبیہ سے مدینہ واپس آرہے تھے، مشرکین نے آپ کو عمرہ ادا کرنے کے لئے مسجد حرام تک پہنچنے سے روک دیا تھا بالآخر بات مصالحت پر جاکر ختم ہوئی تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سال مدینہ واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آکر عمرہ کریں۔ اکثر صحابہ کرام کو اس صلح سے بہت تکلیف ہوئی جن میں سرفہرست عمرؓ تھے معاہدہ ہوجانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام حدیبیہ کے مقام پر ہی قربانی کرکے اپنے بال منڈوا لئے اور مدینہ کی طرف لوٹ گئے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کو ''فتح مبین'' سے تعبیر کیا ہے اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوراق شاہد ہیں کہ یہ صلح مسلمانوں کے حق میں نتائج کے اعتبار سے زبردست فتح ثابت ہوئی۔

بخاری نے براء بن عازبؓ سے روایت کی ہے کہ تم لوگ فتح مکہ کو فتح کہتے ہو (اور فتح مکہ یقیناً فتح تھی) لیکن ہم لوگ یوم حدیبیہ کے بیعت رضوان کو فتح کہتے ہیں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 3835)

اٰیاتھا ۲۹ | ۴۸ سُوۡرَۃُ الۡفَتۡحِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۱۱ | رکوعاتھا ۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۙ﴿۱﴾ لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ یَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۙ﴿۲﴾ وَّ یَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا ﴿۳﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کو واضح فتح عطا کردی (۱) تاکہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی لغزشیں معاف کردے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کردے اور آپ کو صراط مستقیم پر چلائے (۲) اور آپ کو زبردست نصرت عطا کردے (۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چنانچہ آنے والے دنوں میں صلح کے مندرجہ ذیل نتائج ظاہر ہوئے۔

(١) یہ صلح درحقیقت اہلِ قریش اور دیگر کفارِ عرب کی جانب سے مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت و سیادت میں موجود اسلامی حکومت کا پہلا اعتراف تھا۔

(٢) یہ پہلا موقع تھا جب اہلِ قریش نے یہ بات مان لی تھی کہ مسلمان بھی دیگر عربوں کی طرح خانہ کعبہ کی زیارت کا حق رکھتے ہیں۔

(٣) صلح کی ایک یہ بھی شرط تھی کہ دس سال تک فریقین میں جنگ نہیں ہوگی اس کا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے کھل کر اسلام کی تبلیغ کی۔ امام زہری کے قول کے مطابق تین سال کے اندر اسلام اتنی تیزی سے پھیلا کہ فتح مکہ کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مجاہدین موجود تھے۔

(٤) صلح کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے اطمینان کی سانس لی اور مسلم سوسائٹی کی جڑوں کو استوار کرنے میں لگ گئے اور اسلام کا دارالسلطنت (مدینہ) ایک مستحکم و مضبوط قلعۂ اسلام بن کر اُبھر آیا۔

(٥) اہل قریش اور جنوب کے قبائل عرب کی طرف سے مطمئن ہو جانے کا فائدہ یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شمال اور وسط عرب کی طرف توجہ کی۔ پہلے یہودیوں کا دوسرا قلعہ خیبر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا پھر فدک، وادی القری، تیما اور تبوک کی یہودی بستیاں ایک ایک کر کے مسلمانوں کے تابع فرمان ہو گئیں۔

امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صلح حدیبیہ میں جو کچھ ملا وہ کسی غزوہ میں نہیں ملا۔

(١) اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے۔

(٢) بیعت رضوان صحابہ کرامؓ کے لئے بہت بڑی نعمت تھی۔

(٣) قربانی کے جانور حلال ہونے کی جگہ پہنچ گئے۔

(٤) اہل روم کو فارس والوں پر غلبہ حاصل ہوا جس کے سبب مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

صلح کی ظاہری شرطوں کو قبول کرنے کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ صبر وضبط سے کام لینا پڑا لیکن اس کے نتائج اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بہت ہی مفید ثابت ہوئے۔ عربوں کی کثیر تعداد نے اسلام کو قبول کر لیا اور اللہ پر ایمان لانے والوں میں خوب اضافہ ہوا۔ یہ تمام نتائج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صبر وضبط کی وجہ سے حاصل ہوئے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ؕ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۟ۙ لِّیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ

وہی تو ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں اطمینان ڈال دیا تاکہ وہ اپنے ایمان کیساتھ مزید ایمان کا اضافہ کر لیں اور ارض وسماوات کے سب لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے (٤) تاکہ مومن مردوں اور مومنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ
ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۙ﴿۵﴾ وَّ يُعَذِّبَ
الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَ
الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ
دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ
وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۶﴾ وَلِلّٰهِ
جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ
عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۷﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا
وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ﴿۸﴾ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَتُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً
وَّاَصِيْلًا ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا
يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ
نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا
عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾ ع ۹

عورتوں کو ایسے باغوں میں داخل کردے جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہینگے اور ان سے انکی بُرائیاں دور کردے، اور اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے (۵) اور منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے، جو اللہ کے بارے میں بُرا ظن رکھتے ہیں، بُری گردش ان ہی پر پڑگئی اور ان پر اللہ کا غضب ہوا۔ اس نے ان پر لعنت کی اور ان کیلئے جہنم تیار کی، جو بہت بُرا ٹھکانہ ہے (۶) اور ارض وسماوات کے تمام لشکر اللہ ہی کے ہیں، اور اللہ ہر چیز پر غالب اور حکمت والا ہے (۷) اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو شہادت دینے والا بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (۸) تاکہ تم اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اسکی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرو (۹) بلاشبہ جو لوگ آپ سے بیعت کررہے ہیں وہ اللہ سے بیعت کررہے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے اب عہد کو توڑنے کا وبال اسی پر ہوگا جو عہد کو توڑے اور جو عہد کو پورا کرے جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو عنقریب اللہ اسے بڑا اجر عطا کرے گا (۱۰)

آیت ۸: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے کہا جارہا ہے کہ اے میرے نبی ہم نے آپ کو اللہ کیلئے وحدانیت اور کمال مطلق کی گواہی دینے والا بنا کر بھیجا ہے، یعنی آپ نے دنیا والوں کے سامنے اس بات کا اعلان کردیا کہ اللہ کی ذات یکتا ہر عیب سے پاک اور ہر اعتبار سے کامل ہے اور ہم نے آپ کو آپ کی اُمت کیلئے اس بات کی گواہی دینے والا بنا کر بھیجا ہے کہ آپ نے اپنے رب کا دین ان تک پہنچادیا اور آپ ایمان اور تقویٰ والوں کو جنت کی بشارت دینے والے اور اہل کفر و معاصی کو عذاب جہنم سے ڈرانے والے ہیں۔ اے مومنو! ہم نے انھیں اس لئے بھیجا ہے تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اس کے دین کی تائید اور اس کا دفاع کرو ذات باریٰ تعالیٰ کی تعظیم کرو، اس کی وحدانیت کا اقرار کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱۰: یہاں بیعت سے مراد بیعتِ رضوان ہے یعنی وہ بیعت جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ) اللہ مومنوں سے راضی ہوگیا جب وہ آپ کے ہاتھوں پر درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے، صحابہ کرامؓ نے حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی کہ وہ اہل مکہ سے جنگ کریں گے اور کسی بھی حال میں میدان چھوڑ کر راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ اس بیعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگرچہ بظاہر مسلمان یہ بیعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر کررہے ہیں لیکن درحقیقت یہ معاہدہ اور بیعت اللہ کے ساتھ ہے۔ بیعت کرتے وقت اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر تھا، انھوں نے جنت کے بدلے اللہ سے اپنی جانوں کا سودا کرلیا ہے' اس لئے اب جو کوئی نقض عہد کرے گا اور کافروں سے جنگ نہیں کرے گا تو اس کا نقصان اسے ہی پہنچے گا یعنی اس کا وبال اور اس کی سزا اسے مل کر رہے گی اور جو اللہ سے کئے گئے معاہدہ کی پابندی کریگا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر کافروں سے جنگ کریگا تو اللہ تعالیٰ اسے اسکا اجر عظیم عطا فرمائے گا یعنی اسے جنت میں داخل کردیگا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

سَیَقُوۡلُ لَکَ الۡمُخَلَّفُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ شَغَلَتۡنَاۤ اَمۡوَالُنَا وَ اَهۡلُوۡنَا فَاسۡتَغۡفِرۡ لَنَا ۚ یَقُوۡلُوۡنَ بِاَلۡسِنَتِهِمۡ مَّا لَیۡسَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ قُلۡ فَمَنۡ یَّمۡلِکُ لَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ شَیۡئًا اِنۡ اَرَادَ بِکُمۡ ضَرًّا اَوۡ اَرَادَ بِکُمۡ نَفۡعًا ؕ بَلۡ کَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ﴿۱۱﴾ بَلۡ ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ لَّنۡ یَّنۡقَلِبَ الرَّسُوۡلُ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِلٰۤی اَهۡلِیۡهِمۡ اَبَدًا وَّ زُیِّنَ ذٰلِکَ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَ ظَنَنۡتُمۡ ظَنَّ السَّوۡءِ ۚۖ وَ کُنۡتُمۡ قَوۡمًۢا بُوۡرًا ﴿۱۲﴾ وَ مَنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ سَعِیۡرًا ﴿۱۳﴾ وَ لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ یَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۴﴾

دیہاتیوں میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ اب آپ سے کہیں گے کہ ہمیں ہمارے اموال اور گھر والوں نے مشغول کررکھا تھا لہٰذا ہمارے لئے بخشش مانگئے۔ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو انکے دلوں میں نہیں ہوتی، کہہ دیجئے کون ہے جو تمہارے لئے اللہ کے سامنے کچھ بھی اختیار رکھتا ہو اگر وہ نقصان پہنچانا چاہے یا نفع بخشنا چاہے، بلکہ جو تم کررہے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے (۱۱) بلکہ تم تو یہ سمجھتے تھے کہ رسول اور مومن کبھی اپنے گھروں کو واپس نہ آسکیں گے اور یہ خیال تمہارے دلوں کو بہت اچھا لگا اور تم بہت بُرا گمان کررہے تھے اور تم بھی ہلاک ہوجانے والے لوگ ہو (۱۲) اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائیں تو ایسے کافروں کے لئے ہم نے بھڑکتی آگ تیار کررکھی ہے (۱۳) ارض وسماوات کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے، جسے چاہے معاف کردے اور جسے چاہے سزا دے، اور وہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۱۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبان سے کہا کہ اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے یا تمہیں نفع ہی پہنچانا چاہے تو اسے اس کے ارادوں سے کوئی نہیں روک سکتا ہے، یعنی تمہارے نفاق اور کذب بیانی کی وجہ سے رسول ﷺ کی طلب مغفرت کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور آخر میں دھمکی کے طور پر ان سے کہا کہ اللہ تمہارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے اور وہ تمہیں اُس کا بدلہ ضرور چکھائے گا۔ اور آیت (۱۴) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کا وہی مالک و حاکم ہے اور وہی ان میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرتا ہے وہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے، اس لئے اے وہ لوگو جو رسول ﷺ کے ساتھ عمرہ کے لئے جانے سے پیچھے رہ گئے تھے اب بھی موقع ہے کہ اپنے اس گناہ کی اللہ سے معافی مانگو اور رسول ﷺ کی اطاعت کا عہد کرو تا کہ وہ تمہارے گناہ معاف کر دے اس لئے کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ (ابن کثیر)

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾

جب تم غنائم حاصل کرنے کے لئے جانے لگو گے تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے کہیں گے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ جانے دو۔ وہ اللہ کے حکم کو بدلنا چاہتے ہیں، کہئے تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ جاؤ گے (کیونکہ) اللہ پہلے ہی ایسی بات فرما چکا ہے، پھر وہ کہیں گے (یہ بات نہیں) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ یہ لوگ حقیقت کو کم ہی سمجھتے ہیں (۱۵)

آیت ۱۵: جو دیہاتی منافقین رسول ﷺ کے ساتھ عمرۃ الحدیبیہ کے لئے جانے سے بہانہ بنا کر پیچھے رہ گئے تھے انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خبر دی ہے کہ جب آپ اپنے مخلص صحابہ کرام کے ساتھ خیبر فتح کرنے کے لئے روانہ ہوں گے، تو وہ مالِ غنیمت کی لالچ میں آپ کے ساتھ جانا چاہیں گے آپ انہیں اپنے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دیجئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خیبر کے اموالِ غنیمت کا وعدہ صرف اُن صحابہ سے کیا ہے جو حدیبیہ کی صلح کے وقت وہاں موجود تھے۔ دوسروں کے لئے ان میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے کہا آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تم ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گے کیونکہ اللہ نے ہمارے مدینہ واپس آنے سے پہلے ہی ہمیں خبر دے دی ہے کہ خیبر کا مالِ غنیمت صرف ان کو ملے گا جو عمرۃ الحدیبیہ میں شریک ہوئے تھے۔ اس کے بعد اللہ نے ان منافقین کے بارے میں بتایا کہ وہ لوگ آپ کی یہ بات سن کر مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو، اسی لئے ہمیں اپنے ساتھ جانے سے روک رہے ہو یعنی یہ اللہ کا حکم نہیں ہے بلکہ تم ہم سے حسد کی وجہ سے ایسی بات کہہ رہے ہو۔

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فہم دین میں ان کی بے مائیگی بیان کی ہے۔ وہ لوگ دین کی تو قطعی کوئی سمجھ نہیں رکھتے ہیں۔ صرف تھوڑی سی اُمورِ دنیا رکھتے ہیں جس کی وجہ سے اپنے نفاق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ ع

آپ پیچھے رہ جانے والوں سے کہئے کہ عنقریب تمہیں ایک سخت جنگجو قوم سے (مقابلہ کے لئے) بلایا جائے گا، تمہیں ان سے لڑنا ہوگا یا وہ مطیع ہو جائیں گے، اگر تم حکم مانو گے تو اللہ تمہیں اچھا اجر عطا کرے گا اور اگر تم پھر گئے جیسے پہلے پھر گئے تھے تو اللہ تمہیں المناک عذاب دے گا (۱۶) کوئی اندھا لنگڑا یا بیمار (اگر جہاد میں شامل نہ ہو تو اس) پر کوئی تنگی نہیں اور جو اللہ اس کے رسول کا حکم مان لے، اللہ اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی، اور جو سرتابی کرے اللہ اسے المناک عذاب دیگا (۱۷)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ان سے قتال کرو گے اِلاّ یہ کہ وہ اسلام قبول کرلیں اگر تم اس دعوت جہاد پر لبیک کہو گے اور ان سے قتال کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں مال غنیمت اور آخرت میں جنت دے گا اور اگر عمرۂ حدیبیہ کی طرح اس بار بھی تم جہاد کے لئے جانے سے کتراؤ گے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔ مذکورہ بالا وعید سے اللہ تعالیٰ نے جہاد سے معذور لوگوں کو مستثنیٰ قرار دیا اور فرمایا کہ اندھے، لنگڑے اور مریض کے لئے کوئی حرج نہیں اگر وہ جنگ میں شریک نہ ہوں۔ اندھا دشمن کو دیکھ نہیں سکتا اسی لئے نہ جنگ کرسکتا ہے اور نہ دشمن سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القران)

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَ كَانَ

بے شک اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔ انکے دلوں کا حال اسے معلوم ہو گیا اس نے ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انھیں جلدی فتح دیدی (۱۸) اور بہت سی اموال غنیمت بھی وہ حاصل کرینگے اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے (۱۹) اس نے تم سے (اور بھی) بہت سے غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جنھیں تم حاصل کرو گے، یہ (فتح خیبر) تمہیں جلدی ہی دے دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے، تاکہ ایمان لانے والوں کیلئے ایک نشانی بن جائے اور وہ تمہیں صراط مستقیم کی ہدایت دے (۲۰) اور ایک اور (فتح بھی دیگا) جس پر تم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢١﴾	ابھی قادر نہیں ہوئے اور اللہ اسکا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے (۲۱)

آیت ۱۸۔۱۹: یہی وہ بیعت ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے کی تھی اور اسے بیعت رضوان اس لئے کہا جاتا ہے کہ جن صحابہ کرام نے یہ بیعت کی تھی انھیں اللہ نے اپنی رضا اور خوشنودی کی خوشخبری دی تھی، وہ خوشخبری اسی آیت ۱۸ میں دی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ جن مومنین نے درخت کے نیچے آپ کے ہاتھوں بیعت کی ہے ان سے اللہ راضی ہوگیا' اس بیعت کی بنیادی شرط یہ تھی کہ کفار قریش سے جنگ کرنے میں ہر شخص اپنی جان کی بازی لگادے گا اور کسی حال میں بھی میدان چھوڑ کر نہیں بھاگے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے مومنوں کے دلوں کی صداقت اور ان کے عہد پر قائم رہنے کے عزمِ صمیم کو جان لیا' تو انھیں صبر وثبات قدمی اور سکونِ قلب عطا فرمایا اور ان کے صبر وشکیبائی کے بدلہ انھیں اہلِ مکہ کے غنائم کے بجائے جلد ہی فتح خیبر اور وہاں پائے جانے والے بہت سے غنائم کی خوشخبری دی، اس زمانے میں خیبر کی سرزمین بہت ہی زرخیز مانی جاتی تھی اور وہاں کے یہودیوں کے پاس بڑی دولت تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام پھلوں، زمینوں اور مال ودولت کو بیعتِ رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ کرام کے درمیان تقسیم کر دیا۔ حصولِ غنیمت اور اللہ کی جانب سے یہودیوں کے دلوں میں رعب ڈال کر انھیں مدینہ پر حملہ کرنے سے باز رکھنا اس لئے ہوا تاکہ مسلمان جان لیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا بڑا مقام ہے اور وہ ان کی مدد ضرور کرے گا اور انھیں ضرور فتح وکامرانی ملے گی اور ایسا اس لئے ہوا تاکہ مسلمانوں کے یقین و بصیرت میں اضافہ ہو اور اللہ کے فضل وکرم پر ان کا اعتماد زیادہ سے زیادہ بڑھ جائے۔

آیت ۲۰: میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو غنائمِ خیبر کے علاوہ دوسرے ایسے غنائم بھی جلد ہی دیئے جنھیں پانے کی ان کے اندر طاقت نہیں تھی، اللہ نے ہر طرف سے ان غنائم کو گھیر رکھا یہاں تک کہ مسلمانوں نے جہاد کر کے اس علاقہ پر قبضہ کیا اور وہاں پائے جانے والے اموالِ غنیمت پر قابض ہو گئے۔

وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِىْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ وَ هُوَ الَّذِىْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٢٤﴾	اگر کافر لوگ تم سے جنگ کرتے تو یقیناً پیٹھ پھیر جاتے پھر وہ کوئی حامی یا مددگار نہ پاتے (۲۲) یہی اللہ کی سنت ہے جو پہلے لوگوں میں جاری رہی اور آپ اللہ کی سنت میں کبھی کوئی تبدیلی نہ پائینگے (۲۳) وہی تو ہے جس نے وادیٔ مکہ میں تم سے انکے ہاتھ روک دیئے اور ان سے تمہارے ہاتھ، جبکہ اس سے پہلے اللہ تمہیں ان پر غالب کر چکا تھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ سب کچھ دیکھ رہا تھا (۲۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی وغیرہم نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ حدیبیہ کے دن مکہ کے اسی (٨٠) آدمی ہتھیار کے ساتھ جبلِ تنعیم کی طرف سے اچانک آدھمکے اور نبی کریم ﷺ کو نقصان پہنچانا چاہا لیکن وہ پکڑ لئے گئے۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں معاف کر کے آزاد کر دیا۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 3373) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے مسلمانوں پر احسان جتایا ہے کہ اس نے مشرکوں کو تمہیں ایذا پہنچانے سے باز رکھا اور تمہیں ان سے مسجدِ حرام کے پاس جنگ کرنے سے روکا اور صلح کیلئے حالات سازگار کئے جو نتائج کے اعتبار سے مسلمانوں کیلئے بہت ہی مفید رہی۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَ لَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٢٥﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٢٦﴾ ع

یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو ان کی قربان گاہ تک پہنچنے سے روکے رکھا اور اگر (مکہ میں) کچھ مومن مرد اور عورتیں نہ ہوتیں جنھیں تم نہیں جانتے تھے کہ تم انھیں پامال کر دو گے پھر ان کی طرف سے نادانستہ کوئی پشیمانی لاحق ہو جاتی (تو لڑنے سے روکا نہ جاتا) تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے۔ اگر وہ الگ ہو گئے ہوتے تو ان میں سے جو کافر تھے انھیں المناک سزا دیتے (٢٥) جب کفار نے (حدیبیہ میں) اپنے دلوں میں زمانہ جاہلیت کی حمیت ٹھان لی تو اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر اطمینان نازل فرمایا اور انھیں تقویٰ کی بات کا پابند رکھا اور وہی اسکے زیادہ حقدار اور اسکے اہل تھے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (٢٦)

جاہلی حمیت کی وضاحت

آیت ٢٦: جاہلیت کی حمیت یہ تھی کہ سہل نے صلح نامہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا گوارا نہیں کیا اور رسول اللہ ﷺ کے لفظ کو بھی ناپسند کیا اس پر گو مسلمان مشتعل ہو گئے مگر اللہ نے ان کے دلوں میں صبر و تحمل پیدا کر دیا اور انھیں تقویٰ والے کلمہ پر جمائے رکھا تقویٰ والا کلمہ "لا الہ الا اللہ" ہے (ابن جریر) ابی بن کعب سے اللہ کے رسول ﷺ نے یہی تفسیر فرمائی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَالَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾

بلاشبہ اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا جو ایک حقیقت تھا کہ تم ان شاء اللہ مسجد حرام میں امن کیساتھ داخل ہو گے اس وقت تم سر منڈاؤ گے اور بال کتراؤ گے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہو گا اللہ اس بات کو جانتا تھا جسے تم نہیں جانتے تھے لہٰذا اس فتح سے پہلے اس نے ایک قریبی فتح (خیبر) تمہیں عطا فرمادی (۲۷) وہی تو ہے جس نے ہدایت اور دین حق دے کر اپنا رسول بھیجا تاکہ اسے باقی سب ادیان پر غالب کر دے اور (اس حقیقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے (۲۸)

اس آیت میں ایمان والوں کو خوشخبری ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو نہ صرف قریش پر بلکہ تمام لوگوں پر فتح نصیب فرمائے گا کیونکہ اس نے آپ کو مفید علم اور نیک عمل کے ساتھ بھیجا ہے۔ شریعت میں دو ہی چیزیں ہیں علم اور عمل شرعی علم علم صحیح ہے اور شرعی عمل مقبول عمل ہے۔ شریعت مطہرہ کی خبریں برحق ہیں اور ان کے احکام عین عدل ہیں۔ پھر فرمایا تاکہ آپ کے دین کو تمام دینوں پر غلبہ عطا فرمائے۔ یعنی دنیا بھر کے دینوں پر آپ کا دین غالب رہے خواہ عربوں کا دین ہو یا عجمیوں کا اور خواہ مسلمانوں کا دین ہو یا مشرکوں کا، ان سب دینوں میں محمد ﷺ کا دین غالب رہے گا آپ کے رسول ہونے کی خود اللہ گواہی دیتا ہے اس کی گواہی اور مدد کافی ہے۔ اگر آپ کو یہ مشرک رسول نہیں مانتے تو کل ان کو ماننا پڑے گا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ ع

معانقۃ ۱۵ — ع ۱۲

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت (مگر) آپس میں رحم دل ہیں تم جب دیکھو گے انھیں رکوع و سجود کرتے ہوئے اور اللہ کا فضل اور رضا تلاش کرتے ہوئے (کثرت) سجدہ سے ان کی پیشانیوں پر امتیازی نشان موجود ہیں، ان کی یہی صفت تورات میں بیان ہوئی ہے اور یہی انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اسے مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہوئی اور اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی وہ کسانوں کو خوش کرتی ہے تاکہ کافروں کو ان کی وجہ سے غصہ دلائے ان میں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اللہ نے ان سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ (۲۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۲۹: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا شبہ اللہ کے پیغمبر اور سچے رسول ہیں۔ وصف رسالت میں تمام اوصاف حمیدہ شامل ہیں۔ آپ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفتیں بیان کی جارہی ہیں کہ یہ قدسی صفات کافروں کے حق میں تو بڑے سخت ہیں لیکن آپس میں انتہائی رحم دل ہیں اور محبت و پیار سے رہتے ہیں۔ فرمایا: "فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ" (المائدہ: ۵۴) پھر اللہ ایسی قوم لے آئے گا جسے چاہے گا اور جو اسے چاہیں گے جو مومنوں کے لئے انتہائی نرم اور کافروں پر انتہائی گرم ہوں گے۔ یہ مومنوں کی شان ہے کہ وہ کافروں کے حق میں سخت اور مومنوں کے حق میں نرم ہوتے ہیں۔ کافروں کو قہر کی نگاہ سے اور ایمان والوں کو محبت و رحم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کافروں سے ترش روئی سے اور ایمان والوں سے خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم انھیں رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے ہی دیکھو گے یعنی کثرت عمل سے خصوصاً کثرت نماز مومن کی امتیازی صفت ہے۔ نماز تمام عملوں میں چوٹی کا عمل ہے پھر مومن کی شان اخلاص ہے کہ وہ محض اللہ کو راضی کرنے کیلئے اس سے ثواب کی امید کرتا ہوا عمل کرتا ہے کہ اللہ اسے جلیل الشان ثواب یعنی جنت اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے جہاں روزیوں کی فراوانی ہے اور جو اللہ کی رضامندی کی دلیل ہے جو رب کی تمام نعمتوں سے بڑھ چڑھ کر اور بہت بڑی چیز ہے۔ فرمایا: (وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ) (التوبہ: ۷۲) اللہ کی رضا بہت بڑی چیز ہے پھر فرمایا ان کی علامت سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہے یعنی وہ اچھے اخلاق والے اور خشوع و خضوع اور تواضع والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نیتوں میں خلوص اور عملوں میں احسان تھا جو شخص انھیں دیکھتا تھا ان کے اخلاق و طریقے پر گرویدہ ہو جاتا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الحجرات

سورۃ الحجرات مدنی ہے اس میں ۱۸ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: اس سورہ کا مضمون مسلمانوں کو اُن آداب کی تعلیم دینا ہے جو اہلِ ایمان کے شایانِ شان ہیں۔
بخاری نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ بنی تمیم کے کچھ سوار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا امیر قعقاع بن معبد کو بنائیے اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اقرع بن حابس کو بنائیے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا مقصد صرف میری مخالفت کرنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا مقصد آپ کی مخالفت کرنا نہیں ہے۔ دونوں کے درمیان بات بڑھ گئی اور دونوں کی آواز اونچی ہوگئی تو ابتدائی آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4019) پھر مسلمانوں کو ان برائیوں سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے جو اجتماعی زندگی میں فساد برپا کرتی ہیں جن کی وجہ سے آپس کے تعلقات خراب ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کا مذاق اُڑانا، ایک دوسرے کے بُرے نام رکھنا، بدگمانیاں کرنا وہ کام ہیں جو خود گناہ ہیں اور معاشرے میں بگاڑ بھی پیدا کرتے ہیں۔ اللہ نے ان کا ذکر کرکے انھیں حرام قرار دیا۔ آخر میں لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ اصل چیز ایمان کا زبانی دعویٰ نہیں ہے بلکہ سچے دل سے اللہ اور اس کے رسول کو ماننا، عمل کرنا اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی دینا ہے۔

اٰیاتھا ۱۸ — ۴۹ سُوۡرَۃُ الۡحُجُرٰتِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰٦ — رکوعاتھا ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ①

اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول کے سامنے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے(۱)

ربط آیات: ابتدائی آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی رائے کو رسول کی رائے پر یا آپ کے حکم پر اپنے حکم کو مقدم کرنے کی کوشش کرے یا اپنی آواز کو آپ کی آواز پر بلند کرے یا آپ کو اس طرح پکارے جس طرح کسی دوسرے ساتھی کو پکارتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ
وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝٢ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ
اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ
اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٣ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ
وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝٤ وَ لَوْ
اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا
لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥

اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی ان کے سامنے اس طرح اونچی آواز سے بولو جیسے تم ایک دوسرے سے بولتے ہو؛ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو (۲) بے شک جو لوگ اللہ کے رسول کے حضور اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے جانچ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے (۳) (اے نبی ﷺ) جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں (۴) اگر یہ صبر کرتے حتیٰ کہ آپ ان کی طرف نکلتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا، اور اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۵)

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ اس کے رسول ﷺ سے الگ اپنی رائے دین کے معاملے میں اختیار کرنا رسول سے آگے بڑھنا ہے چنانچہ جس مسئلہ میں قرآن وسنت سے کوئی حکم مل جائے وہاں اختیار کی گنجائش نہیں رہتی۔

آیت ۲۔۳: جب آپ ﷺ سے بات چیت کرو تو ادب واحترام ملحوظ رکھتے ہوئے اور پست آواز میں کلام کرو۔ آپؐ کے قریب ویسے بھی بلند آواز سے بات چیت نہ کی جائے۔ اس کے اول مخاطب وہ لوگ تھے جو آپؐ کے زمانہ میں موجود تھے تاہم اس کا اطلاق ایسے بھی ہوتا ہے جب آپ کا فرمان سنایا جائے تو اپنی رائے کو واپس لے لیا جائے اور آپؐ کے فرمان کو دل جمعی اور سکون کے ساتھ سنا جائے۔ ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ کے سامنے آوازیں بلند کرنے کی بناء پر دو نیک آدمی تباہ ہونے کو تھے یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جب بنی تمیم کا ایک وفد ۹ ہجری میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے درخواست کی کہ آپ ان کے لئے کوئی سردار مقرر فرمائیں۔ ان دونوں میں سے ایک نے اقرع بن حابس (کی سرداری) کا مشورہ دیا جو بنی مجاشع (بنو تمیم کی ایک شاخ) میں سے تھا اور دوسرے نے کسی دوسرے کے متعلق مشورہ دیا۔ نافع بن عمر کہتے ہیں کہ مجھے اس کا نام یاد نہیں ہے۔ اس پہ ابوبکرؓ، عمرؓ سے کہنے لگے کہ آپ تو مجھ سے اختلاف ہی کرنا جانتے ہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ میں آپ سے اختلاف نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ مصلحت کا تقاضہ ہے۔ اس معاملہ میں دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4467)

آیت ۴: آپ کو پکارنے والوں کی مذمت: اس میں اللہ نے ان کی مذمت کی جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے تھے یعنی ازواج مطہرات کے کمروں کے اور حجروں کے باہر سے بازاری لوگوں کی طرح پکارتے تھے جیسا کہ دیہاتیوں کا دستور ہوتا ہے۔ فرمایا ایسے اکثر لوگ نادان ہیں۔ اللہ نے اس سلسلے میں ادب سکھایا۔ بجائے پکارنے کے آپ کا انتظار کیا جائے۔ یعنی ادب اور تمیز تو یہ ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ آپ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کریں۔ یہ انتظار ان کیلئے دنیا اور آخرت میں بہتری کا ذریعہ ہے اور اسی میں مصلحت ہے پھر ان کو جنھوں نے آپ کو پکارا تھا ترغیب دی کہ توبہ کرلو آئندہ ایسا نہ کرنا اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ وہ بندوں پر کمال مہربان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ۙ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم نادانستہ کسی قوم کا نقصان کر بیٹھو پھر اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے (٦) اور خوب جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں۔ اگر اکثر معاملات میں وہ تمہاری باتیں مان لیں تو تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت دی اور اس محبت کو تمہارے دلوں میں سجا دیا، اور کفر گناہ اور نافرمانی سے نفرت پیدا کر دی اور ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں (٧) یہ اللہ کا فضل اور احسان ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے (٨)

آیت ٦: فاسق کی خبر پر اعتماد نہ کرو جب تک خوب تحقیق نہ کرلو تاکہ اسکی بات پر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ بات جھوٹی ہو یا غلط ہو تو گویا حاکم نے اسکی بات کی پیروی کی اور اللہ نے شرپسندوں کی راہ کی پیروی سے ممانعت فرمائی ہے۔

رحمتِ عالم ﷺ کے احترام و تابعداری کا حکم

آیت ٧: ان کی عظمت بجالاؤ ان کی توقیر کرو ان سے سب ادب سیکھو اور ان کے حکم کی تابعداری کرو کیونکہ وہ تم سے زیادہ تمہاری مصلحتوں کو جانتے ہیں اور تم پر تم سے زیادہ مہربان و شفیق ہیں۔ تمہارے بارے میں آپ کی رائے تمہارے رایوں سے زیادہ قیمتی ہے فرمایا: (اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ) (الاحزاب:٦) رحمت عالم ﷺ مسلمانوں سے خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ نے تم کو کفر، فسق اور بڑے بڑے گناہوں سے بیزار کر دیا تمہارے دلوں میں ان کی طرف سے نفرت پیدا کر دی تم انھیں برا سمجھنے لگے اور آہستہ آہستہ تم پر اپنی نعمت کی تکمیل فرما دی پھر فرمایا کہ جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں وہی راہ یافتہ ہیں اور اللہ نے انھیں ہدایت و بھلائی دے رکھی ہے۔ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا جس کو نیکی سے مسرت اور برائی سے ملال ہو وہ ایمان والا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی نعمت ہے۔ یعنی یہ انعام جو اس نے تم کو دیا ہے اسکا فضل و کرم اور اس کی نعمت عظمیٰ ہے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون نہیں اس کی ہر بات میں کوئی نہ کوئی حکمت کارفرما ضرور ہوتی ہے۔ (ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۹﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

ع

اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو، پھر ان میں سے کوئی فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پھر اگر وہ لوٹ آئے تو ان کے درمیان انصاف سے صلح کرادو اور انصاف کرو، کیونکہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے (۹) مومن تو سب آپس میں بھائی ہیں، لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۱۰) اے ایمان والو (تمہارا) کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اُڑائے، ہوسکتا ہے کہ وہ (مذاق اُڑانے والوں سے) بہتر ہوں، نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور ایک دوسرے پر طعنہ زنی نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کے بُرے نام رکھو ایمان کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بُری بات ہے اور جو لوگ ان سے توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں (۱۱) اے ایمان والو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کیوں کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کرو نہ ہی تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تم اس کام کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ توبہ قبول کرنے اور رحم کرنے والا ہے (۱۲)

آیت ۱۱: آگے کی آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بعض ان اُمور سے منع فرمایا ہے جو مسلمانوں کے درمیان اختلاف ونزاع اور جنگ وقتال کا سبب بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے تمہاری ایک جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اُڑائے۔ ممکن ہے کہ حقیر سمجھ کر جس کا مذاق اُڑایا جارہا ہے وہ اللہ کے نزدیک مذاق اُڑانے والی جماعت سے بہتر ہو۔ اور مردوں اور عورتوں کا اس بارے میں ایک ہی حکم ہے یعنی کسی مومنہ کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنی مومنہ بہن کا مذاق اُڑائے۔ ممکن ہے کہ جس کا مذاق اُڑایا جارہا ہے وہ اللہ کے نزدیک مذاق اُڑانے والی سے بہتر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی مسلمان مرد یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت اپنے مسلمان بھائی یا بہن میں عیب لگائے اور چونکہ ایمانی رشتہ سب سے قوی رشتہ ہوتا ہے اس لئے مسلمان آپس میں ایک جان ہوتے ہیں۔تو کسی مسلمان کی عیب جوئی گویا خود اپنی عیب جوئی ہے۔آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے بطور تاکید فرمایا کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کا مذاق اُڑانے، اس کی عیب جوئی کرنے اور اسے بُرے ناموں کے ذریعہ پکارنے سے باز نہیں آئے گا اور ان گناہوں سے تائب نہیں ہوگا وہ درحقیقت اپنے حق میں بڑا ظالم ہوگا کہ وہ ان گناہوں کے سبب اللہ کے عتاب کا مستحق ٹھہرے گا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۱۲: ظَنّ کے معنیٰ گمان کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ اہل خیر و اہل اصلاح وتقویٰ کے بارے میں ایسے گمان رکھنا جو بے اصل ہوں۔ اور تہمت و افترا کے ضمن میں آتے ہوں۔ اسی لئے اس کا ترجمہ بدگمانی کیا جاتا ہے اور حدیث میں اس کو اَکْذَبُ الْحَدِیْث سب سے بڑا جھوٹ کہہ کر اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4747) ورنہ فسق و فجور میں مبتلا لوگوں سے ان کے گناہوں کی وجہ سے اور ان کے گناہوں پر بدگمانی رکھنا یہ وہ بدگمانی نہیں ہے جسے یہاں گناہ کہا گیا ہے۔ اِنَّ الظَّنَّ الْقَبِيْحَ بِمَنْ ظَاهِرُهُ الْخَيْرُ لَا يَجُوْزُ ، وَاِنَّهُ لَا حَرَجَ فِي الظَّنِّ الْقَبِيْحِ بِمَنْ ظَاهِرُهُ الْقَبِيْحُ (القرطبی۔احسن البیان)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم باہم پہچان سکو اللہ کے نزدیک معزز ترین وہی ہے جو زیادہ متقی، ہو بلاشبہ اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے (۱۳)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خبر دی ہے کہ وہ سب آدم وحوا کی اولاد ہیں اسلئے نسب کے اعتبار سے سب برابر ہیں۔اب ان میں جو جتنا زیادہ اللہ اور اسکے رسول کا مطیع وفرمانبردار ہوگا اتنا ہی اسکا مقام اللہ کے نزدیک اونچا ہوگا۔اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو قوموں اور قبائل میں اس لئے نہیں بانٹا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں جھوٹا فخر کریں جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس کا مقصد محض یہ ہے کہ وہ بہائم کی طرح زندگی نہ گذاریں کہ کوئی کسی کو نہیں پہچانتا بلکہ ان کے آپس میں جان پہچان اور تعارف ہونا چاہئے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انھیں قوموں، قبیلوں اور خاندانوں میں بانٹ دیا تاکہ ان کے درمیان باہمی تعاون کا جذبہ پیدا ہو اور ایک صالح سوسائٹی وجود میں آئے۔

آیت میں مذکور معنی ومفہوم کو نبی کریم ﷺ نے بہت سی احادیث میں بیان فرمایا ہے۔امام بخاریؒ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون شخص زیادہ عزت والا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے باعزت وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 3104) (تیسیر الرحمن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿١٤﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿١٥﴾

بدوؤں نے کہا کہ ''ہم ایمان لے آئے ہیں'' کہیے تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو ہم مسلمان ہو گئے اور ابھی تک ایمان تو تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے۔ تو اللہ تمہارے اعمال سے کچھ کمی نہیں کرے گا اللہ یقینا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (١٤) (حقیقی) مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہیں پڑے اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی سچے (مسلمان) ہیں (١٥)

اسلام عام ہے اور ایمان خاص

آیت ١٤: اس آیت میں ان دیہاتیوں کی تردید ہے جو مشرف بہ اسلام ہوتے ہی ایمان کا بڑھ چڑھ کر دعویٰ کرنے لگے، حالانکہ ابھی تک ایمان کی جڑیں ان کے دلوں میں پھیلی بھی نہ تھیں۔ کہتے تھے ہم مومن ہیں اور ایمان لے آئے۔ اللہ نے فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیں کہ یہ دعویٰ نہ کرو بلکہ یوں کہو ہم مشرف بہ اسلام اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع ہو گئے کیونکہ ایمان ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان خاص ہے اور اسلام عام ہے۔

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿١٦﴾ یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿١٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ ع ٢ ٨ ١٤

آپ (ان بدوؤں) سے کہیے کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتلاتے ہو حالانکہ اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (١٦) وہ آپ پر یہ احسان دھرتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہیے اپنے اسلام لانے کا مجھے احسان نہ جتاؤ، بلکہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے کہ تمہیں ایمان کی ہدایت دے دی۔ اگر (فی الواقع) تم (اپنی بات میں) سچے ہو (١٧) اللہ تعالیٰ ارض و سماوات کے غیب جانتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے (١٨)

آیت ١٦: کیا تم اللہ کو اپنے دلوں کی خبر دے رہے ہو حالانکہ اس سے آسمان و زمین کا کوئی ذرہ بھی چھپا ہوا نہیں اور وہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔ **آیت ١٨:** اس آیت میں دوسری دفعہ اللہ نے اپنے وسیع علم کی خبر دی کہ تمام آسمان و زمین کے غیب سے وہ واقف و آگاہ ہے اور تمہارے ایک ایک عمل سے باخبر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ قٓ

سورۂ ق مکی ہے اس میں ۴۵ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں۔

تعارف: امام احمد، مسلم اور اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ عمر بن خطابؓ نے ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کی نماز میں کیا پڑھتے تھے؟ تو اُنھوں نے کہا "ق" اور "اِقۡتَرَبَتِ" (ترمذی حدیث نمبر 490) مسلم، ابوداؤد اور نسائی وغیرہم نے ام ہشام بنت حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے سورۃ "ق" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر یاد کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جمعہ اسے پڑھ کر خطبہ دیتے تھے (صحیح مسلم حدیث نمبر 1442)

مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ "ق" عید اور جمعہ جیسے مجمعوں میں پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے کہ اس میں انسان کی پیدائش، بعث بعد الموت، قیامت، حساب و کتاب، جنت وجہنم، ثواب وعتاب اور ترغیب وترہیب کا ذکر آیا ہے جنھیں سننے سے آدمی کے اندر فکرِ آخرت پیدا ہوتی ہے۔

اٰیاتھا ۴۵ | ۵۰ سُوۡرَۃُ قٓ مَکِّیَّۃٌ ۳۴ | رکوعاتھا ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قٓ ۚ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ ۚ﴿۱﴾ بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ
جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡہُمۡ فَقَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا
شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ۚ﴿۲﴾ ءَاِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِکَ
رَجۡعٌۢ بَعِیۡدٌ ﴿۳﴾ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا تَنۡقُصُ الۡاَرۡضُ
مِنۡہُمۡ ۚ وَ عِنۡدَنَا کِتٰبٌ حَفِیۡظٌ ﴿۴﴾ بَلۡ کَذَّبُوۡا
بِالۡحَقِّ لَمَّا جَآءَہُمۡ فَہُمۡ فِیۡۤ اَمۡرٍ مَّرِیۡجٍ ﴿۵﴾

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن ورحیم ہے

ق قسم قرآن مجید کی (۱) بلکہ یہ تعجب کرتے ہیں کہ انہی میں سے ایک ڈرانے والا انکے پاس آیا۔ کافروں نے کہا یہ عجیب بات ہے (۲) کہ جب ہم مرکر مٹی بن جائیں گے (تو پھر اُٹھائے جائینگے؟) یہ ویسے تو (عقل سے) بعید ہے (۳) ہم جانتے ہیں کہ زمین ان سے کیا کچھ کم کرتی ہے اور ہمارے ہاں ایک کتاب محفوظ ہے (۴) بلکہ جب حق انکے پاس آیا تو اُنھوں نے جھٹلا دیا۔ چنانچہ یہ اُلجھن میں ہیں (۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربط آیات: کفار و مشرکین مرنے کے بعد دوبارہ جی اُٹھنے پر تعجب کرتے تھے تو اللہ نے ان کی خام خیالی کو دور کرتے ہوئے کہا کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے بلکہ اللہ کی ذات ایسی ہے جو مرنے کے بعد زمین جن حصوں کو کم کر دیتی ہے اس کے پاس محفوظ ہے۔ اللہ نے بطور مثال آسمان و زمین میں غور و فکر کرنے کی طرف توجہ دلائی کہ لوگو! ان میں غور و فکر کرو تو تمہیں اللہ کی قدرت کا اندازہ ہو جائے گا۔ پھر اللہ نے کفار کے دلوں کی حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ یہ صرف تکبر کی وجہ سے ایمان نہیں لا رہے ہیں۔ کافروں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ان میں انہی میں سے ایک چونکا دینے والا آیا۔ کہنے لگے یہ عجیب ہے۔ انھیں اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ فرمایا "اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا" (یونس: ۲) کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کی طرف اس بات کی وحی کی کہ تم لوگوں کو ڈراؤ۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے جس کو چاہے رسول منتخب فرما سکتا ہے۔ اللہ نے جواب دیا کہ ہمیں معلوم ہے کہ زمین نے ان کے جسم کھا لئے ہیں ان کے جوڑ جوڑ علیحدہ کر دیئے ہیں اور اپنا جزو بنا لیا ہے نیز ہمیں معلوم ہے کہ جسموں کے ذرات کہاں کہاں بکھرے ہوئے اور کن حالات میں ہیں۔ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو اس کی محافظ ہے اور ہمارا علم ان سب کو گھیرے ہوئے ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ زمین ان کے گوشت چمڑے ہڈیاں اور بال کھا جاتی ہے یعنی زمین کا کھایا ہوا ہماری نظروں کے سامنے ہے جب ہم چاہیں گے اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر سب کچھ اگلوا لیں گے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ حق کو نہ ماننے والے لوگ ہیں پھر جو لوگ حق آ جانے کے بعد اس کو نہ مانیں اور اس سے منہ موڑ لیں بھلا انھیں صحیح سمجھ کیسے نصیب ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝٦ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝٧ تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝٨ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِيْدِ ۝٩ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝١٠ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَ اَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝١١ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ۝١٢

کیا اُنھوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے کیسے بنایا اور آراستہ کیا اور اسمیں کوئی شگاف (بھی) نہیں (۶) اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اسمیں مضبوط پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں سے ہر طرح کی پُر بہار چیزیں اُگا دیں (۷) (ان چیزوں میں) رجوع کرنے والے بندوں کیلئے بصیرت اور نصیحت ہے (۸) اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی نازل کیا جس سے ہم باغ اُگائے اور اناج بھی جو کاٹا جاتا ہے (۹) اور کھجوروں کے بلند درخت جن پر تہہ بہ تہہ خوشے لگتے ہیں (۱۰) یہ بندوں کیلئے رزق ہے اور اس سے ہم مردہ زمین زندہ کر دیتے ہیں تمہارا نکلنا بھی اسی طرح ہوگا (۱۱) ان سے پہلے قوم نوح کنوئیں والے اور ثمود نے جھٹلایا (۱۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّ اَصْحٰبُ
الْاَیْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ
فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ
بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾ ع ۱۵/۱۵

اور عاد اور فرعون اور قوم لوط نے بھی (۱۳) اور بن کے رہنے والوں اور تبع کی قوم نے بھی ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر میرا وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہا (۱۴) کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے سے تھک گئے ہیں؟ بلکہ یہ لوگ از سر نو تخلیق کے متعلق شک میں ہیں (۱۵)

اور کیا یہ منکرین بعث بعد الموت نہیں دیکھتے کہ ہم نے زمین کو پھیلا دیا ہے اور اس کے اوپر پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ دیئے ہیں تاکہ زمین اپنے اندرونی جوش کی وجہ سے ہلنے نہ لگے اور اس میں انواع و اقسام کے خوبصورت پودے اُگائے ہیں۔ قدرت کے یہ نظارے ہر اُس بندے کو دعوت فکر و نظر دیتے ہیں جو اللہ کی طرف نظر کرتے ہیں اور اس رضا کی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔ جو اللہ ان باتوں پر قادر ہے وہ یقیناً انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ اللہ نے آسمانوں سے کثیر المنفعت پانی برسایا ہے جس کے ذریعہ اس نے پھل دار درخت اُگائے اور گیہوں، جو اور دوسرے دانے اُگائے اور کھجوروں کے لمبے لمبے درخت اُگائے، جن کے پھلوں کے خوشے تہہ بہ تہہ ہوتے ہیں۔ اللہ نے یہ ساری چیزیں اپنے بندوں کی روزی کے لئے پیدا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قریش والوں سے پہلے، قومِ نوح نے بھی روز قیامت جزا و سزا اور نوح کی نبوت کا انکار کیا تھا۔ نوح ساڑھے نو سو سال تک انھیں اللہ کی طرف بلاتے رہے لیکن نوے سے کم لوگوں نے ان کی دعوت قبول کی۔

آیت ۱۲۔ ۱۵: اصحاب الرس سے ایک ایسی قوم مراد ہے جس نے اپنے نبی کو کنویں میں پھینک دیا تھا، بعض کے نزدیک شعیب کی قوم مراد ہے اور بعض دوسرے کے نزدیک عیسیٰ پر ایمان لانے والوں کی ایک جماعت یا اصحاب اُخدود یعنی وہ لوگ جنھوں نے یک بڑی آگ جلا کر اس میں بستی کے مومنوں کو ڈال دیا تھا۔ قومِ ثمود نے صالح پر ایمان لانے سے انکار کر دیا تھا اور بطور معجزہ ظاہر ہونے والی اونٹنی کو ہلاک کر دیا تھا اور قومِ عاد نے ہود پر ایمان لانے سے انکار کر دیا تھا اور اصنام پرستی پر اصرار کیا تھا اور فرعون نے موسیٰ کی نبوت پر ایمان لانے سے انکار کیا تھا اور قومِ لوط کے لوگ عورتوں کے بجائے مردوں کے ساتھ بدکاری کر کے اپنی شہوت پوری کرتے تھے اور اصحابِ ایکہ نے شعیب کی دعوت ٹھکرا دی تھی اور ناپ تول میں کمی و بیشی کرتے تھے۔ اور تبع حمیر کی قوم نے بھی سرکشی کی راہ اختیار کی اور دین کی صحیح باتوں کو ٹھکرا دیا تھا۔ ان تمام قوموں نے اپنے اپنے رسولوں کی اور ان کے لائے ہوئے دین کی تکذیب کی تو اللہ کا عذاب ان کے لئے واجب ہو گیا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اس تفصیل سے مقصود مشرکین قریش کو ڈرانا اور دھمکانا ہے کہ اگر اُنھوں نے اپنی حالت نہیں بدلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب سے باز نہ آئے تو ان پر بھی اللہ کا عذاب انہی قوموں کی طرح نازل ہوگا نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینی بھی مقصود ہے کہ اگر آپ کی قوم آپ کو جھٹلاتی ہے تو غم نہ کیجئے کیونکہ ان سے پہلی قوموں کا بھی یہی وطیرہ رہا ہے کہ اُنھوں نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا اور ان میں سے بہت کم لوگوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک وقت ایسا تھا کہ آسمان وزمین میں کوئی مخلوق نہیں پائی جاتی تھی، ہم نے انھیں پہلی بار پیدا کیا اور جب ہم پہلی بار مخلوقات کو پیدا کرنے سے عاجز نہیں تھے تو انھیں دوبارہ پیدا کرنے سے کیسے عاجز رہیں گے اور مشرکین مکہ جب اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ نے ہی تمام مخلوقات کو پہلی بار پیدا کیا ہے تو پھر وہ اس کا کیوں انکار کرتے ہیں کہ وہ انھیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ ان کی کور مغزی کی وجہ سے یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ مرنے کے بعد جب انسان کے اعضاء بکھر جائیں گے اور گل سڑ کر مٹی میں مل جائیں گے تو اللہ ان اعضاء کو دوبارہ اکٹھا کرے گا اور اس کی قدرت سے ان میں زندگی آجائے گی۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ قادر مطلق کے لئے یہ کام بہت ہی آسان ہے۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿١٦﴾ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿١٨﴾

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ اسکے دل میں وسوسہ گزرتا ہے، ہم تو اسے بھی جانتے ہیں اور اسکی شہ رگ سے بھی زیادہ اسکے قریب ہیں (١٦) جب دو (فرشتے) لکھنے والے اسکے دائیں اور بائیں بیٹھے سب ریکارڈ کرتے ہیں (١٧) وہ کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا مگر اسکے پاس ایک تیار نگران موجود ہوتا ہے (١٨)

آگے کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض قدرتوں کا ذکر فرمایا ہے، باری تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور اس کا علم اس کے تمام اُمور کو محیط ہے، یہاں تک کہ وہ ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کا اس کے دل میں کھٹکا ہوتا ہے اور وہ اپنے بندے سے شہ رگ سے زیادہ قریب ہے وہ اس کے تمام احوال سے بغیر فرشتوں کے واسطہ کے غایت درجہ باخبر ہے اس کے ساتھ فرشتوں کا پایا جانا ، اوران کے ذریعہ اس کے اعمال کا ریکارڈ میں لایا جانا محض اتمام حجت کے لئے ہے حسن قتادہ اور مجاہد کہتے ہیں ہر انسان کے ساتھ اللہ نے دو فرشتے لگا دیئے ہیں جو اس کے دائیں بائیں ہوتے ہیں اور اس کے حسنات وسیئات کو لکھتے رہتے ہیں۔ مجاہد کا ایک دوسرا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ دو رات کے اور دو دن کے فرشتے لگا دیئے ہیں جو اس کے اعمال کو لکھتے رہتے ہیں۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿١٩﴾ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿٢٠﴾ وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ ﴿٢١﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ

اور یہ جان کنی حق لے کر آ پہنچی، یہی وہ بات ہے جس سے تو (اے انسان) گریز کرتا رہا (١٩) اور (پھر جب) صور پھونکا جائے گا، یہی وہ وعدہ عذاب کا دن ہوگا (٢٠) ہر شخص کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا فرشتہ ہوگا (٢١) بلاشبہ تو اس دن سے غافل رہا سو آج ہم نے تیرا پردہ کھینچ دیا ہے اور آج تیری نگاہ خوب تیز ہے (٢٢) اور اس کا ساتھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾ وَ قَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ
عَتِيْدٌ ﴿٢٣﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٢٤﴾
مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ﴿٢٥﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿٢٦﴾
قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَيْتُهٗ وَ لٰكِنْ كَانَ فِيْ
ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿٢٧﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَ قَدْ
قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ
ع الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٢٩﴾
يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ
مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿٣٠﴾ وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ
بَعِيْدٍ ﴿٣١﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ
حَفِيْظٍ ﴿٣٢﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَ جَآءَ
بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿٣٣﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ
الْخُلُوْدِ ﴿٣٤﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَ لَدَيْنَا
مَزِيْدٌ ﴿٣٥﴾ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ
اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ
مَّحِيْصٍ ﴿٣٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ
قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِيْدٌ ﴿٣٧﴾ وَ لَقَدْ
خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ
سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿٣٨﴾ فَاصْبِرْ
عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

فرشتہ کہے گا یہ (اسکا اعمال نامہ) میرے پاس تیار ہے (۲۳)
(پھر انھیں حکم ہوگا کہ) ہر سرکش کافر کو جہنم میں پھینک دو
(۲۴) جو مال کا بخیل حد سے بڑھنے والا اور شک میں پڑا ہوا
تھا (۲۵) جس نے اللہ کے علاوہ کوئی اور الٰہ بھی بنا رکھا تھا
۔لہٰذا اسے شدید عذاب میں پھینک دو (۲۶) اور اس کا ساتھی
کہے گا ہمارے رب! میں نے اسے سرکش نہیں بنایا بلکہ یہ خود
دور کی گمراہی میں تھا (۲۷) فرمائے گا میرے ہاں مت جھگڑو
میں تمہیں پہلے ہی اسکی خبر دے چکا تھا (۲۸) میرے بات
بدلی نہیں جاسکتی اور میں اپنے بندوں کے لئے ظالم نہیں
ہوں (۲۹) اس دن ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو بھر گئی تو وہ
کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے (۳۰) اور جنت کو متقین کے قریب
کردیا جائے گا وہ کچھ دور نہ ہوگی (۳۱) یہ ہے جس کا تم سے
وعدہ کیا جاتا تھا ہر رجوع کرنے اور حفاظت کرنے والے کیلئے
(۳۲) جو رحمن سے بن دیکھے ڈرتا رہا اور رجوع کرنے
والا دل لے کر آیا (۳۳) اس میں سلامتی سے داخل ہوجاؤ یہ
ہمیشگی کا دن ہے (۳۴) وہاں جو کچھ چاہیں گے انھیں ملے گا
اور ہمارے پاس اس سے زیادہ بھی موجود ہے (۳۵) اور ہم
ان سے پہلے کتنی ہی قومیں ہلاک کرچکے ہیں جو ان سے زیادہ
طاقتور تھیں اُنھوں نے ملک کا کونہ کونہ چھانا کہ کہیں پناہ ملے
(۳۶) اس میں اس شخص کیلئے عبرت ہے جو دل رکھتا ہو اور
حضور قلب کے ساتھ متوجہ ہو کر بات سنے (۳۷) یقیناً ہم
نے ارض وسماوات کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کچھ
چھ دن میں پیدا کیا اور ہمیں تھکاوٹ محسوس تک نہ ہوئی (۳۸)
پس (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صبر کیجئے اور اپنے رب کی حمد کے
ساتھ طلوع شمس اور غروب سے پہلے تسبیح کیجئے (۳۹) اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ
الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَ اسْتَمِعْ
يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۴۱﴾ يَّوْمَ
يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ
الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا
الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ
ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا
يَقُوْلُوْنَ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ
بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾ ع ۱۶/۱۷

رات کو اور سجدے کے بعد بھی اسکی تسبیح کیجئے (۴۰) اور سنو جس دن پکارنے والا قریب ہی سے پکارے گا (۴۱) سب لوگ اس زوردار آواز کو ٹھیک ٹھیک سن لیں گے، یہی (زمین سے دوبارہ) نکلنے کا دن ہوگا (۴۲) بلاشبہ ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہوگا (۴۳) جس دن زمین ان پر سے پھٹ جائے گی اور وہ فوراً نکلیں گے اور اس طرح اکٹھا کرنا ہمارے لئے آسان ہے (۴۴) جو یہ کہہ رہے ہیں ہم اسے خوب جانتے ہیں آپ جبر تو کر نہیں سکتے، لہٰذا قرآن کے ذریعہ اس کو نصیحت کیجئے جو وعدہ عذاب سے ڈرتا ہے (۴۵)

تشریح آیات ۲۰۔۴۵: جس دن اسرافیل علیہ السلام بعث بعد الموت کا صور پھونک دیں گے اور سارے لوگ گھبرا کر میدان حشر کی طرف دوڑ پڑیں گے وہی کافروں کے عذاب کا دن ہوگا اور اگرچہ وہ دن مومنوں کے ساتھ کئے گئے وعدہ جنت کی تکمیل کا بھی ہوگا لیکن کافروں کیلئے تیار کئے گئے عذاب جہنم کی ہولناکی بیان کرنے کیلئے صرف عذاب کا ذکر آیا ہے۔

نفخ صور کے بعد ہر آدمی کے پیچھے دو فرشتے لگ جائیں گے ایک اُسے میدانِ حشر کی طرف ہانکے گا اور دوسرا فرشتہ اس کے نیک اور بُرے اعمال کی گواہی دے رہا ہوگا۔ حسن قتادہ اور مجاہد کا یہی قول ہے اور ضحاک کہتے ہیں کہ ہانکنے والا تو فرشتہ ہوگا، اور گواہی دینے والا شاید اس آدمی کے ہاتھ پاؤں ہونگے۔ اس دن جنوں اور انسانوں سے کہا جائیگا کہ تم سب یوم آخرت اور اسکی ہولناکیوں سے غافل اور دنیا کی لذتوں میں مشغول تھے تو آج ہم نے تمہاری آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا ہے۔ اب تم ہر چیز کو اپنے سامنے عیاں پا رہے ہو مجاہد نے اسکی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ آج تمہاری نظر میزانِ عمل پر ایسی لگی ہے کہ ہٹتی نہیں ہے، تمہاری بینائی میں تیزی آگئی ہے۔ بڑے غور سے دیکھ رہے ہو کہ تمہاری نیکیوں کا پلڑا کہیں ہلکا تو نہیں ہو رہا ہے۔

قرین سے مراد یا تو وہ فرشتہ ہے جو ہر آدمی کے ساتھ دنیا میں لگا ہوتا ہے اور اس کے نیک و بد اعمال لکھتا رہتا ہے تو آیت کی تفسیر یہ ہوگی کہ وہ فرشتہ اللہ سے کہے گا یہ ہے وہ آدمی اور اس کے اعمال جس کے پیچھے تو نے مجھے لگایا تھا اور اگر "قرین" سے مراد وہ شیطان ہے جسے دنیا میں اس کا ساتھی بنا دیا گیا تھا تاکہ اسے گمراہ کرتا رہے تو تفسیر یہ ہوگی کہ وہ شیطان، رب العالمین سے کہے گا کہ یہ ہے وہ آدمی جسے گمراہ کرنے کے لئے تو نے مجھے اس کے پیچھے لگا دیا تھا میں نے اسے گمراہ کر کے جہنم کے لئے تیار کر دیا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوزخ سے پوچھے گا کہ بھری یا نہیں وہ جواب میں هَلْ مِنْ مَّزِيْدٌ (ابھی اور) کا نعرہ لگائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے یہ وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ اسے سرکش جنوں اور انسانوں سے قیامت کے دن بھردے گا لیکن وہ (هَلْ مِنْ مَّزِيْدٌ) ہی کا نعرہ لگاتی رہے گی یعنی ابھی اور جو گناہ گار باقی ہیں ان کو مجھ میں ڈال دیجئے۔ بظاہر آیت سے یہی مطلب معلوم ہوتا ہے اور اسی پر حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا گنہگار جہنم میں ڈالے جائیں گے لیکن وہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٌ ہی کہتی رہے گی۔ پھر جب اللہ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ بس بس کہے گی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4477)

نماز کے بعد تسبیح کا بیان

آیت ۴۰: آگے فرمایا کہ سجدوں کے بعد بھی یعنی نماز کے بعد تسبیح پڑھی جائے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ غریب مہاجروں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مالدار بلند درجوں اور پائیدار نعمتوں کے حاصل کرنے میں ہم سے بڑھ گئے۔ فرمایا کیسے؟ بولے وہ نماز وروزہ تو ہماری طرح انجام دیتے ہی ہیں مگر خیرات بھی کرتے ہیں اور غلام بھی آزاد کرتے ہیں۔ ان عبادتوں سے ہم محروم ہیں۔ فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ سکھادوں جس کے پابند ہو کر تم اپنے بعد والوں سے بڑھ جاؤ اور تم سے بجز اس پر عمل کرنے والے کے کوئی افضل نہ ہو، نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ، ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھتے رہو پھر ایک زمانہ کے بعد غرباء آکر کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ہمارے مالدار بھائی بھی سن کر یہ عمل پڑھنے لگے۔ فرمایا: یہ تو اللہ کا فضل ہے اللہ اپنا فضل جسے چاہے عطا فرمائے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 798)

آیت ۴۴: اسرافیل کے صور پھونکنے کے بعد زمین پھٹ پڑیگی اور تمام مردے زندہ ہو کر ادھر دوڑ پڑینگے۔ جدھر سے آواز آئیگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگوں کو انکی قبروں سے نکال کر میدانِ حشر میں جمع کرنا ہمارے لئے بہت ہی آسان ہے۔

آیت ۴۵: نبی کریم ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ مشرکین مکہ کی اللہ اور اس کے رسول کے خلاف افترا پردازی اور بعث بعد الموت کا انکار اللہ کو خوب معلوم ہے اور وہی اس کا حساب لے گا۔ آپ کا کام تو انھیں ہمارا پیغام پہنچا دینا ہے، انھیں ایمان لانے پر مجبور کرنا آپ کا کام نہیں ہے۔ آپ قرآن کریم کی تلاوت کر کے ان لوگوں کو نصیحت کرتے رہئے جو میرے عذاب وعتاب سے ڈرتے ہیں، یعنی آپ کا وعظ اور آپ کی نصیحت تو سب کے لئے ہے لیکن اس سے فائدہ صرف وہی اُٹھائیں گے جو آخرت پر اور جنت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (وباللہ التوفیق) (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ الذّٰاریات

سورۃ الذاریات مکی ہے اس میں ۶۰ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں۔

تعارف: ایک دفعہ علیؓ نے منبر پر فرمایا تم قرآن کی جو آیت اور اللہ کے رسول ﷺ کی جو حدیث پوچھو گے اس کا جواب دوں گا۔ اس پر ابن الکواء نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے امیر المومنین! **(وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا)** کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: ''ہوا'' مراد ہے۔ بولا **(فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا)** کے؟ فرمایا: ''بادل'' پوچھا **(فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا)** کے؟ فرمایا: ''کشتیاں'' پوچھا **(فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا)** کے؟ فرمایا: ''فرشتے''۔ (مصنف عبدالرزاق ۳/۲۴۱)

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا مخلوقات کی قسم کھا کر کہا ہے کہ لوگو! تم سے جس قیامت کا وعدہ کیا گیا ہے اور جس بعث بعد الموت کی تمہیں خبر دی گئی ہے، وہ بات بالکل سچ ہے۔ اس میں ذرا بھی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ جزا و سزا کا ایک دن مقرر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ چکھائے گا تو اچھوں کو اچھا اور بُروں کو بُرا بدلہ دے گا۔

اس سورت کا ایک بڑا حصہ آخرت کے موضوع پر ہے اور آخر میں توحید کی دعوت پیش کی گئی ہے۔

آیاتها ۶۰ | ۵۱ سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ۶۷ | رکوعاتها ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَ الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ﴿۲﴾
فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۙ﴿۴﴾ اِنَّمَا
تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾ وَّ اِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۶﴾
وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۙ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ
مُّخْتَلِفٍ ۙ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ؕ﴿۹﴾ قُتِلَ
الْخَرّٰصُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ
سَاهُوْنَ ۙ﴿۱۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ؕ﴿۱۲﴾

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے

ان ہواؤں کی قسم جو گرد اڑاتی ہیں (۱) پھر بوجھ اٹھاتی ہیں (۲) پھر آہستہ چلتی ہیں (۳) پھر کام تقسیم کرتی ہیں (۴) کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچا ہے (۵) اور جزائے اعمال ضرور واقع ہوگی (۶) راستوں والے آسمان کی قسم (۷) تم مختلف قسم کی باتیں کرتے ہو (۸) اس سے وہی برگشتہ ہوتا ہے جس کا مقصد ہو چکا (۹) وہم و قیاس کرنے والوں کا ستیاناس ہو (۱۰) جو بے ہوشی میں بڑے غافل بنے ہوئے ہیں (۱۱) پوچھتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿١٣﴾ ذُوْقُوْا
فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٤﴾
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٥﴾ اٰخِذِيْنَ
مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ
مُحْسِنِيْنَ ﴿١٦﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا
يَهْجَعُوْنَ ﴿١٧﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿١٨﴾ وَ
فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿١٩﴾

جزا وسزا کا دن کب ہوگا؟ (۱۲) جس دن یہ آگ پر تپائے جائیں گے (۱۳) اپنی شرارت کا ذائقہ چکھو یہی وہ عذاب ہے جس کیلئے تم جلدی مچاتے تھے (۱۴) بلاشبہ متقی (اس دن) باغوں اور چشموں میں ہوں گے (۱۵) جو کچھ ان کا رب انھیں دے گا وہ لے لیں گے، وہ اس دن کے آنے سے قبل نیکوکار تھے (۱۶) رات کو کم سویا کرتے تھے (۱۷) اور سحری کے وقت مغفرت مانگا کرتے تھے (۱۸) اور ان کے اموال میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں (دونوں) کا حق تھا (۱۹)

قیامت میں شک کرنے والوں پر اللہ کی لعنت

آیت ۱۰: جیسے (قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۔ (العبس: ۱۷) (انسان غارت ہو کیسا ناشکرا ہے) بددعا ہے اسی طرح یہاں قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ہے یعنی غارت ہوں جھوٹ بولنے والے جو زندگی بعد الموت اور قیامت کا عقیدہ نہیں رکھتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قیامت میں شک کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

آیت ۱۵۔۱۶: پرہیز گاروں کی آؤ بھگت: پرہیز گاروں کا بیان ہے کہ یہ قیامت کے دن جنتوں میں جاری نہروں میں ہوں گے جبکہ بدکار طوق و زنجیروں میں جکڑے ہوئے جہنم میں مار کھا رہے ہوں گے اور ان پر لعنت پڑ رہی ہوگی۔ جنتوں میں اللہ کی دی ہوئی نعمتیں حاصل کر رہے ہوں گے اور قابل رشک نعمتوں اور مسرتوں میں موج اُڑا رہے ہوں گے۔

تہجد کا بیان

آیت ۱۷: عبداللہ بن سلام: جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ سے ملاقات کے لئے ٹوٹ پڑے، میں بھی انھیں میں سے تھا۔ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک دیکھا تو بھانپ لیا کہ یہ چہرہ جھوٹے شخص کا نہیں ہے سب سے پہلے جو حدیث میں نے سنی وہ یہ تھی آپ فرما رہے تھے لوگو! کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، سلام کو رواج دو اور رات کو اُٹھ کر جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھو سلامتی سے جنت میں چلے جاؤ گے۔ (صحیح الجامع للالبانی 7865)

دعائے سحری

آیت ۱۸: آخری رات میں اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔ راتوں کو قیام کرتے ہیں۔ فرمایا: (وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ) (آل عمران: ۱۷) اور پچھلی رات میں گناہوں سے معافی مانگنے والے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ روزانہ رات کو پچھلی تہائی رات میں صبح صادق تک اللہ پہلے آسمان پر اُتر کر فرماتا ہے ''ہے کوئی توبہ کرنے والا، میں اس کی توبہ قبول کروں۔ ہے کوئی معافی مانگنے والا، میں اس کو معاف کروں ہے کوئی مانگنے والا، میں اس کی مراد بر لاؤں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 1077)

وَ فِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَ رَبِّ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ ع

اور یقین کرنے والوں کیلئے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں (۲۰) اور خود تمہارے اپنے اندر بھی، پھر کیا تم غور سے نہیں دیکھتے (۲۱) اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (۲۲) پس ارض و سماوات کے رب کی قسم! یہ حقیقت ہے جیسے تمہارا بولنا ایک حقیقت ہے (۲۳)

زمین کا ہر ذرہ خالق کو پکار رہا ہے

آیت ۲۰۔۲۲: یقین والوں کے لئے زمین میں بہت کچھ قدرت کے نشانات موجود ہیں جو خالق کی عظمت اور غلبہ والی قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ قسم قسم کی بوٹیاں، یہ طرح طرح کے حیوانات، یہ ہموار میدان یہ سر بفلک پہاڑ اور جنگل یہ نہریں، دریا اور سمندر لوگوں کی مختلف زبانیں، مختلف رنگ و روپ، مختلف اخلاق و عادات وقویٰ، مختلف عقلیں، مختلف حرکتیں، سعادت و شقاوت اور ہر ایک عضو کو اس کے مقام پر رکھا جانا، یہ ساری باتیں خالق و مالک کو بتاتی ہیں اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ تم اپنے نفسوں میں کیوں غور نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے نفسوں پر غور کرو گے تو تم کو اللہ کی قدرت عجیب کا یقین آجائے گا اور تمہیں اس کی صفت و کاریگری کا کرشمہ معلوم ہوگا۔

آیت ۲۳: اللہ نے اپنی عزت والی ذات کی قسم کھا کر یقین دلایا کہ اس نے ان سے قیامت کا اور زندگی بعد الموت کا اور جزاء کا وعدہ کر رکھا ہے۔ وہ برحق ہے جو ضرور پیش آنے والا ہے جس میں بال برابر بھی شک کی گنجائش نہیں، جس طرح گفتگو کے وقت گفتگو میں شک نہیں کیا جاتا، اسی طرح اس میں شک نہ کیا جائے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ کے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی؟ (۲۴) جب وہ ابراہیم کے پاس آئے اور آپ کو سلام کہا، اُنھوں نے سلام کا جواب دیا (خیال کیا) کچھ اجنبی ہیں (۲۵) پھر چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک موٹا (بھنا ہوا بچھڑا لائے) (۲۶) اور ان کے سامنے پیش کیا پوچھا تم کھاتے کیوں نہیں؟ (۲۷) پھر ان سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تَخَفۡ ؕ وَ بَشَّرُوۡهُ بِغُلٰمٍ عَلِيۡمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقۡبَلَتِ امۡرَاَتُهٗ فِىۡ صَرَّةٍ فَصَكَّتۡ وَجۡهَهَا وَ قَالَتۡ عَجُوۡزٌ عَقِيۡمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوۡا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۳۰﴾

خوف محسوس کیا وہ کہنے لگے ڈرو نہیں۔ پھر ابراہیم کو ایک صاحبِ علم لڑکے کی بشارت دی (۲۸) پھر اس کی بیوی چلاتی ہوئی بڑھی اس نے اپنا منہ پیٹا اور کہنے لگی "بڑھیا اور بانجھ......؟" (۲۹) وہ کہنے لگے تمھارے رب نے یوں ہی فرمایا ہے، وہ بلاشبہ بڑا حکیم اور سب کچھ جاننے والا ہے (۳۰)

آیت ۲۵: فرشتوں نے آ کر سلام کیا۔ آپ نے ان کے سلام کا جواب بڑھا کر دیا قرآن میں ہے "واذا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ" (النساء:۸۶) جب تمھیں سلام کیا جائے تو اس سے اچھا جواب دو یا کم از کم لوٹا دو چنانچہ خلیل اللہ نے اچھا جواب پسند فرمایا۔

آیت ۲۶۔۲۷: آپ چپکے سے گھر میں گئے اور اپنے اچھے جانوروں میں سے ایک موٹا تازہ بچھڑا ذبح کر کے اس کا گوشت بھنوا کر مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔ ان کے قریب کر کے کہنے لگے کہ آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں۔

آیت ۲۸۔۳۰: جب مہمانوں نے کھانا نہیں کھایا تو ابراہیم علیہ السلام کو ڈر ہوا کہ کہیں یہ ارادۂ بد سے تو نہیں آئے۔ فرمایا (فَلَمَّا رَاٰۤ اَيۡدِيَهُمۡ لَا تَصِلُ اِلَيۡهِ) (ہود:۷۰) پھر جب آپ نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے تک پہنچ ہی نہیں رہے اور نوالہ اُٹھانے کے لئے بڑھتے ہی نہیں تو آپ نے ان سے خوف محسوس کیا اُنھوں نے کہا آپ ڈریں نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ یہ سن کر آپ کی بیوی کہنے لگی یعنی لوطیوں کی ہلاکت کی خبر سن کر انھیں مسرت ہوئی کیونکہ یہ لوگ بڑے سرکش تھے۔ اس وقت فرشتوں نے انھیں اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خبر دی وہ یہ مژدہ جانفزا سن کر تعجب سے کہنے لگیں ہائے مجھے اولاد ہوگی میں تو بڑھیا ہوں اور میرا شوہر بھی بوڑھا ہے۔ یہ ایک بڑی حیرت انگیز اور تعجب خیز بات ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کر رہی ہو۔ اے ابراہیم کے خاندان والو! تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں یقیناً اللہ بے شمار تعریفوں کے لائق اور بڑی عزت والا ہے۔ اسی لئے یہاں اللہ نے فرمایا کہ اُنھوں نے خلیل اللہ کو ایک صاحب علم بچے کی خوش خبری سنائی۔ خلیل اللہ کی خوشی عین ان کی اہلیہ کی خوشی اور بشارت ہے کیونکہ بچہ تو دونوں ہی کا ہوگا یعنی دونوں کو ذی علم بیٹے کی خوشخبری دی گئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا
اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ
عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ
رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ
بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَ تَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً
لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾

ابراہیم نے اِن سے پوچھا اے فرشتو! تمہارا کیا مقصد ہے؟ (۳۱) وہ کہنے لگے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (۳۲) تاکہ ان پر مٹی کے پتھر برسائیں (۳۳) جو حد سے بڑھنے والوں (کی ہلاکت) کیلئے، آپ کے رب کے ہاں سے نشان زدہ ہیں (۳۴) پھر وہاں جتنے مومن تھے ہم نے انھیں نکال لیا (۳۵) ہم نے وہاں ایک گھر کے سوا کوئی مسلمان کا گھر نہ پایا (۳۶) اور وہاں ان لوگوں کیلئے نشانی چھوڑ دی جو المناک عذاب سے ڈرتے ہیں (۳۷)

آیت ۳۱۔ ۳۷: ابراہیمؑ کو شاید اندازہ ہو گیا تھا کہ اِن فرشتوں کے آنے کا کوئی اور بھی مقصد ہے، اِسی لئے جب ان کا خوف جاتا رہا اور بیٹے کی خوشخبری بھی مل گئی، تو ان سے پوچھا کہ تمہاری آمد کا اور کیا مقصد ہے؟ تو اُنھوں نے بتایا کہ ہم ایک مجرم قوم (قومِ لوط) کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم ان پر سخت مٹی کے پتھروں کی بارش کر دیں جن میں سے ہر پتھر پر ایک ایک مجرم کے نام آپ کے رب کی جانب سے لکھے ہوئے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے لوطؑ اور ان کے گھر والوں کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دے دیا، تاکہ وہ عذاب کی لپیٹ میں نہ آئیں۔ کہتے ہیں کہ وہ صرف تین افراد تھے۔ لوط اور ان کی دو بیٹیاں، ان کی بیوی مسلمان نہیں تھی اِسی لئے ہلاک کر دی گئی تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ لوطؑ اور ان کی دونوں بیٹیوں کے علاوہ دیگر دس مسلمان بھی تھے۔ اِن مسلمانوں کو آیت (۳۵) میں مومن اور آیت (۳۶) میں مسلم کہا گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگ مومن بھی تھے اور مسلم بھی کیونکہ ہر مومن مسلم ہوتا ہے اور ہر مسلم مومن نہیں ہوتا اِس لئے کہ ممکن ہے وہ بظاہر اسلام کے شعائر کی پابندی کرتا ہو، لیکن اس کا ایمان پختہ نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ نے صحیحین میں مروی ایک مشہور حدیث میں اسلام اور ایمان کی تشریح کر دی ہے۔ فرمایا: اسلام کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی شہادت، اقامت صلوٰۃ، ادائیگی زکوٰۃ، حج بیت اللہ اور صومِ رمضان کو کہتے ہیں اور ایمان یہ ہے کہ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور اچھی بُری تقدیر پر ایمان رکھا جائے۔ اس حدیث سے اسلام اور ایمان کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں بعض جگہ اسلام اور ایمان کو ایک دوسرے کے معنی میں لغوی اعتبار سے استعمال کیا گیا ہے۔ شرعی اعتبار سے دونوں میں وہی فرق ہے جو مذکورہ بالا حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

۳۷: ہم نے لوطیوں کے علاقے کو لوگوں کے لئے عبرت بنا دیا جہاں ایک بدبودار سڑا ہوا بحیرہ باقی چھوڑ دیا اس میں مومنوں کے لئے بڑی زبردست عبرت ہے جن کو اللہ کے دردناک عذاب کا خوف ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ فِيْ مُوْسٰۤى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَ قَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَ هُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَ فِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَ فِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّ مَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ ع ۲

اور موسیٰ (کے واقعہ کی نشانی) ہے جب ہم نے اسے صریح سند دے کر فرعون کی طرف بھیجا (۳۸) اس نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر سرتابی کی اور کہا کہ "یہ ساحر یا مجنون ہے" (۳۹) پھر ہم نے اسے اور اسکے لشکروں کو پکڑ لیا اور سمندر میں پھینک دیا اور وہ تھا ہی قابل ملامت (۴۰) اور قصہ عاد بھی ایک نشانی ہے جب ہم نے ان پر تباہ کن آندھی چھوڑ دی (۴۱) وہ جس چیز پر بھی گزرتی اسے بوسیدہ ہڈی کی طرح چکنا چور کر دیتی (۴۲) اور ثمود میں بھی نشانی ہے جہاں ان سے کہا گیا کہ ایک خاص وقت تک مزے اُڑا لو (۴۳) مگر اُنھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی تو انکے دیکھتے دیکھتے ہی انھیں بجلی کے عذاب نے آلیا (۴۴) پھر نہ تو ان میں کھڑا ہونے کی سکت رہ گئی اور نہ ہی وہ اپنا بچاؤ کر سکے (۴۵) اور اِس سے پہلے ہم نے قوم نوح کو ہلاک کیا تھا بلاشبہ وہ نافرمان لوگ تھے (۴۶)

آیت ۳۸: جس طرح قومِ لوط کی بستی کے باقی ماندہ آثار کفار مکہ اور دیگر قوموں کے لئے نشانِ عبرت ہیں۔ اسی طرح موسیٰ کے دشمنوں کی ہلاکت بھی اپنے اندر بہت سی نشانیاں لئے ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو معجزۂ عصا دے کر فرعون کے پاس بھیجا تا کہ وہ اسے اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دیں، لیکن فرعون نے تکبر کے ساتھ اُن سے اور اُن کی دعوت سے منہ پھیر لیا، اور ان کے بارے میں اپنی قوم سے کہنے لگا یہ آدمی یا تو جادوگر ہے، یا اسے جنون لاحق ہو گیا ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اس ملعون کا مقصد اپنی قوم کو بیوقوف بنانا اور دھوکہ دینا تھا۔ ورنہ اس نے خوب سمجھ لیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں جن معجزوں کا ظہور ہوا ہے وہ کسی ساحر کا کارنامہ نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی کوئی مجنون ایسے کارنامے انجام دے سکتا ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۴۰: اللہ تعالیٰ نے یہاں پر موسیٰ اور فرعون کے واقعات کو مختصر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب اس کی سرکشی انتہا کو پہنچ گئی، اور اسکے ایمان لانے کی کوئی اُمید باقی نہ رہی تو ہم نے اُسے اور اُسکے لشکر کو سمندر میں ڈبو دیا۔ درآنحالیکہ اسکے سارے کرتوت قابلِ ملامت تھے، اسنے ربوبیت کا دعویٰ کیا، اللہ کا انکار کیا اور سرکشی اور کبر و غرور کی آخری حدوں کو پہنچ گیا (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۴۱-۴۲: رِيْحٌ عَقِيْمٌ یعنی خیر و برکت سے خالی اور خطرناک اور تباہ کن ہوائیں آندھیاں جو بطور عذاب بھیجی گئی تھیں۔ یعنی جس چیز سے بھی یہ ہوائیں گزر جائیں اسے چورا کئے بغیر نہ چھوڑتیں۔ یعنی اس کو ایسا بنا کر چھوڑ جاتیں جیسے کوئی پرانی گلی سڑی ہڈی ہوتی ہے کہ ہاتھ میں ملو تو چورا چورا ہو جائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۴۳۔۴۵: ہم نے ثمودیوں کو ہدایت پر لانا چاہا مگر انہوں نے ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی آخر انہیں ذلت والے عذاب کی ہولناک چیخ نے پکڑ لیا اس جگہ بھی یہی فرمایا کہ ہم نے ان سے کہا اور تھوڑا بہت فائدہ اٹھا لو پھر انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی آخر کار انہیں ایک دلدوز چیخ نے آ پکڑا اور وہ دیکھتے ہی رہ گئے۔ انہوں نے تین دن تک عذاب کا انتظار کیا چوتھے دن کی صبح کو دن چڑھے ایک ہولناک چیخ ان پر مسلط ہوگئی ایسے بے بس ہوئے کہ گرے تو اٹھ نہ سکے اور بھاگنا چاہا تو بھاگ نہ سکے' حواس باختہ ہو گئے ہوش اڑے کے اڑے رہ گئے کوئی تدبیر بن نہ سکی اللہ کے عذاب نے مہلت نہ دی اور عذاب سے بچنے پر قادر ہی نہ ہو سکے (تفسیر ابن کثیر)

وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ ۚ وَ لَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۱﴾ ۚ

اور آسمان کو ہم نے اپنے دست (قدرت) سے بنایا اور ہم اسے وسیع کرتے جا رہے ہیں (۴۷) اور زمین کو ہم نے بچھا دیا۔ اور ہم بڑے اچھے بچھانے والے ہیں (۴۸) اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے پیدا کر دیئے شاید تم ان سے سبق حاصل کرو (۴۹) پس اللہ کی طرف دوڑ کر آ ؤ۔ میں تمہارے لئے اس کی طرف سے واضح طور پر ڈرانے والا ہوں (۵۰) اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ نہ بناؤ میں اس کی طرف سے تمہیں صاف صاف ڈرا رہا ہوں (۵۱)

آیت ۴۷۔۴۸: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے مظاہر بیان کر کے گویا یہ کہنا چاہا کہ جو ایسی عظیم ترین قدرت کا مالک ہے، بے شک وہی ہر چیز کا رب اور اپنے تمام بندوں کا معبود واحد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آسمان کو اپنی قدرت سے بنایا ہے اسے اونچا بنایا ہے اور شمس و قمر اور ان گنت ستاروں سے اسے مزین کیا ہے اور ہم ہر چیز کو جتنا پھیلانا چاہیں اسے پھیلانے کی قدرت رکھتے ہیں اور ہم نے زمین کو فرش کی طرح پھیلا دیا ہے، تاکہ بندے اس سے مستفید ہو سکیں، ہم ہی اسے اچھی طرح پھیلانے والے ہیں، یعنی ہمارے سوا کوئی اس کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔

آیت ۴۹: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ہر چیز کو جوڑا پیدا کیا ہے، کوئی چیز اس دنیا میں فرد نہیں ہے، آسمان و زمین، لیل و نہار، شمس و قمر، بحر و بر، ظلم و روشنی، ایمان و کفر، موت و حیات، نیک بختی و بدبختی، جنت و جہنم حتیٰ کہ حیوانات و نباتات سبھی جوڑے ہیں، صرف اللہ کی ذات وحدہ لاشریک ہے اور انسان و جن اور حیوانات و بہائم میں مذکر و مونث ہونا اور ان کی نسلوں کی بقاء کیلئے بظاہر بے جان نطفہ میں جان ڈالنا، اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اللہ قادر مطلق مردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا اسی لئے آیت کے آخر میں (لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ) آیا ہے۔ تاکہ تم لوگ غور و فکر کر کے اس نتیجہ پر پہنچ سکو کہ تمہاری عبادت کا مستحق صرف رب ذوالجلال ہے جس نے ہر چیز کو جوڑا پیدا کیا ہے۔ یعنی یا تو انہیں مذکر و مونث بنایا ہے یا ایک دوسرے کا مخالف بنایا ہے، جیسے آگ، پانی کا، موت زندگی کا، ایمان کفر کا اور جنت جہنم کی مخالف ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ ۚ

اِسی طرح اِن کفار مکہ سے پہلے جو رسول بھی آیا اسے لوگوں نے یہی کہا کہ وہ ساحر ہے یا مجنون ہے (۵۲) کیا یہ اِس بات کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾

وصیت کرتے چلے آئے ہیں؟ بلکہ یہ ہیں ہی شریر لوگ (۵۳) پس آپ ان کی پرواہ نہ کیجئے آپ پر کوئی الزام نہیں (۵۴) اور نصیحت کرتے رہئے کیونکہ نصیحت مومنوں کو فائدہ دیتی ہے (۵۵)

آیت ۵۲: نبی کریم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ کی قوم اگر آپ کو ساحر و مجنون کہتی ہے تو اس سے دلبرداشتہ نہ ہوں، کیوں کہ کافر قوموں کا ہمیشہ یہی شیوہ رہا ہے کہ جب بھی ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی رسول آیا تو اسے جادوگر اور پاگل کہا۔ (حوالہ سابق)

آیت ۵۳: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر دور کے اہلِ کفر کی حالت پر اظہار تعجب کیا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تمام اہل کفر ایک دوسرے کو یہ بات سکھاتے آئے ہیں کہ جب بھی کوئی نبی آئے تو اسے ساحر و مجنون کہا جائے، گویا سب کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے آیت کے دوسرے حصہ میں یہ کہا گیا ہے کہ اہل کفر کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی ہے، جب ہی تو انہوں نے ہمارے رسول کے بارے میں اتنی بری بات کہی ہے۔ درحقیقت ان کی فطرت خبیث ہے، اسی لئے انہوں نے اپنی زبان سے اتنی قبیح و شنیع بات کہی ہے (حوالہ سابق)

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع ۱۴ / ۲

اور میں نے جن و انس کو صرف اِسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں (۵۶) میں ان سے رزق نہیں چاہتا نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں (۵۷) اللہ تعالیٰ خود ہی رزاق ہے بڑی قوت والا اور زبردست ہے (۵۸) سو اِن ظالموں کیلئے گناہوں کا بھی عذاب ہے جیسے انکے ساتھیوں کو ملا، لہٰذا یہ جلدی نہ مچائیں (۵۹) کفر کرنے والوں کیلئے اس دن تباہی ہوگی جس دن سے انھیں ڈرایا جا رہا ہے (۶۰)

آیت ۵۷: رب ذوالجلال نے اپنی عظمت و کبریائی بیان کی ہے کہ اس کا مقام اپنے بندوں کے مقابلے میں وہ نہیں ہے جو دنیا کے آقاؤں کا ان کے غلاموں کے مقابلے میں ہوتا ہے، دنیا کے آقا اپنے غلاموں کے یک گونہ محتاج ہوتے ہیں، ان کے آقا ان سے خدمت اور تجارت یا مزدوری کے ذریعہ مال کا مطالبہ کرتے ہیں، جبکہ اللہ اپنے بندوں سے بندگی کے سوا کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتا ہے، کیوں کہ وہ غنی ہے، وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ وہی سب کو روزی دیتا ہے اور اس کی قوت ایسی زبردست اور ناقابل شکست ہے کہ آسمان و زمین میں کوئی چیز اسے عاجز نہیں بنا سکتی۔ (حوالہ سابق)

آیت ۶۰: اس میں کہا گیا ہے کہ جس عذاب کے دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے وہ کافروں کیلئے ہلاکت و بربادی کا دن ہوگا، مفسرین لکھتے ہیں کہ اس سے مراد یا تو قیامت ہے یا غزوۂ بدر جب مشرکینِ مکہ کے کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے، مفسر ابوالسعود نے پہلی رائے کو ترجیح دی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الطور

سورۃ الطور مکی ہے اس میں ۴۹ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: سورہ قٓ اور سورہ ذاریات میں قیامت اور جزا و سزا کا بیان تھا اور اس سلسلے میں دلائل کی روشنی میں سمجھایا گیا تھا۔ سورۃ الطور میں بھی جزا و سزا کا بیان ہے۔ البتہ اس سورہ میں سزا پر زیادہ بحث کی گئی ہے اور اس میں واضح طور پر کفار و مشرکین اور ناشکروں اور نمک حراموں کو واضح طور پر دھمکی دی گئی ہے کہ بے شک اے محمد ﷺ تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا اور کوئی بھی اس کا دور کرنے والا نہ ہوگا۔

کوہ طور کے مختلف نام اور محل وقوع:

طور کو طورِ سینا اور طور سینین بھی کہا گیا ہے۔ سینا اور سینین دونوں ایک ہی پہاڑ کے نام ہیں۔ اسی مقام پر موسیٰؑ کو دو دفعہ اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ اسی پہاڑ کی ایک چوٹی کا نام طور ہے اور اسی پہاڑ کے دامن میں واقع وادی کا نام طویٰ ہے۔ جسے قرآن میں وادیٔ مقدس اور بقعۃ المبارکۃ بھی کہا گیا ہے۔ موسیٰؑ جب بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر لائے تو اسی راستے سے گزرے تھے۔ کوہِ طور کو اسی مناسبت سے طور سینین کہا جاتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیاتها ۴۹ ۔ ۵۲ سُوۡرَۃُ الطُّوۡرِ مَکِّیَّۃٌ ۷۶ ۔ رکوعاتها ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَ الطُّوۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَ کِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۙ﴿۲﴾ فِیۡ رَقٍّ
مَّنۡشُوۡرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّ الۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ۙ﴿۴﴾ وَ السَّقۡفِ
الۡمَرۡفُوۡعِ ۙ﴿۵﴾ وَ الۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ
رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا لَہٗ مِنۡ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ یَّوۡمَ تَمُوۡرُ
السَّمَآءُ مَوۡرًا ۙ﴿۹﴾ وَّ تَسِیۡرُ الۡجِبَالُ سَیۡرًا ﴿ؕ۱۰﴾
فَوَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿ۙ۱۱﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طور کی قسم (۱) اور لکھی ہوئی کتاب کی (۲) جو کھلے ہوئے صفحات میں ہے (۳) اور بیت المعمور کی قسم (۴) اور اونچی چھت کی (۵) اور جوش مارتے ہوئے سمندر کی (۶) کہ آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کے رہے گا (۷) اسے کوئی روکنے والا نہیں (۸) جس دن آسمان تیزی سے لرزنے لگے گا (۹) اور پہاڑ تیزی سے اڑتے پھریں گے (۱۰) اس دن جھٹلانے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

والوں کیلئے تباہی ہے (۱۱) جو کج بحثوں میں پڑے کھیل رہے ہیں (۱۲) جس دن انہیں دھکے مار کر آتش جہنم کی طرف چلایا جائے گا (۱۳) یہ ہے وہ جہنم جسے تم جھٹلایا کرتے تھے (۱۴) اب بتاؤ کیا یہ جادو ہے یا تمہیں کچھ نظر نہیں آتا؟ (۱۵) اس میں داخل ہو جاؤ، اب تم صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لئے یکساں ہے، تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسے تم کام کرتے رہے (۱۶)

ربط آیات: ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ جس عذاب سے تم کو ڈرایا جا رہا ہے اس کے لئے جلدی نہ مچاؤ۔ اگر تم نے اپنی روش نہ بدلی تو وہ پیش آ کے رہے گا اور کوئی بھی اس کو ٹالنے والا نہ بن سکے گا۔ اس کے بعد چند آیتوں میں اس عذاب کے دن کی تصویر کھینچی گئی ہے اور تکذیب کرنے والوں کا اس دن جو حشر ہو گا بالاجمال اس کا بیان ہے۔

اس کے بعد مکذبین کے بالمقابل متقین پر اللہ تعالیٰ اس دن جو فضل و انعام فرمائے گا اس کا بیان ہے۔ اس انعام کا خاص پہلو جو یہاں نمایاں فرمایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو بندے اولاد کی دنیا بنانے سے زیادہ ان کی عاقبت سنوارنے کی کوشش کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی باایمان اولاد کو جنت میں ان کے ساتھ جمع کر دے گا، اگرچہ اولاد اپنے اعمال کے اعتبار سے ان کے درجہ کے مستحق نہ ہوں، اس یکجائی کے لئے اونچے درجے کے مستحقین کے درجہ کو نیچا نہیں کیا جائے گا بلکہ نیچے درجے والوں کا مرتبہ اونچا کر دیا جائے گا۔

آیت ۱-۶: ان چھ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے چند چیزوں کی قسم کھا کر سننے والوں کے ذہنوں میں اس بات کی اہمیت بیٹھانی چاہی ہے جس پر قسم کھائی ہے اور جس کا ذکر (۷) میں آیا ہے یعنی عذاب جہنم جو یقینی امر ہے اور جو لوگ اس کے حقدار ہوں گے ان پر وہ عذاب ضرور نازل ہو گا۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس میں ذرہ برابر بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

''طور'' سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں، اور بالعموم اس کا اطلاق ہرے بھرے پہاڑ پر ہوتا ہے صحرائے سیناء کے جس پہاڑ پر موسیٰؑ رب العالمین سے ہم کلام ہوئے تھے، اُسے ''طور سینا'' کہا جانے لگا ہے، اور جو تجلیِ الٰہی کی تاب نہ لا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔

''وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ'' سے مراد یا تو قرآن کریم ہے یا لوحِ محفوظ یا تمام آسمانی کتابیں ''رق'' اس باریک چمڑے کو کہتے ہیں جسے قدیم زمانے میں کاغذ کے طور پر لکھنے کیلئے استعمال کیا جاتا تھا اور (وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ) مراد وہ گھر ہے جو ساتویں آسمان پر پایا جاتا ہے اور جسے نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات میں دیکھا تھا کہ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں اور دوبارہ اس سے باہر لوٹ کر نہیں آتے ہیں۔ فرشتے اس گھر کا اسی طرح طواف کرتے ہیں جس طرح اہل زمین خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ابراہیمؑ کو ساتویں آسمان پر اسی بیت معمور سے ٹیک لگائے ہوئے دیکھا تھا اور یہ بیت معمور بالکل کعبہ کے سامنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے اور اسی طرح کا ایک گھر ہر آسمان پر پایا جاتا ہے، جس کے اردگرد اس آسمان پر رہنے والے عبادت کرتے ہیں، آسمان دنیا کے گھر کا نام "بَیْتُ الْعِزَّةِ" ہے۔

بعض لوگوں نے (وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ) سے مراد خانہ کعبہ لیا ہے، پہلی تفسیر کے مطابق وہ گھر فرشتوں کی عبادت سے آباد ہے اور دوسری تفسیر کے مطابق حج اور عمرہ کرنے والوں، طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور دیگر عبادت گذاروں سے آباد رہتا ہے۔ صاحب محاسن التنزیل نے دوسری تفسیر کو سورۃ التین کی دوسری اور تیسری آیات (وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ) کی روشنی میں ترجیح دی ہے، یعنی وہاں طورِسینا کے ساتھ بلدِ امین "مکہ مکرمہ" کا ذکر آیا ہے، اس لئے یہاں بھی طور کے ذکر کے بعد "بیت معمور" سے مراد خانہ کعبہ ہے جو مکہ میں ہے، کیوں کہ قرآن کریم کی ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے۔

"سَقْفِ مَرْفُوْعِ" سے مراد آسمان ہے اور چونکہ وہ زمین کیلئے چھت کے مانند ہے، اسلئے اسے چھت سے تعبیر کیا گیا ہے اور "بَحْرِ مَسْجُوْرِ" سے مراد یا تو پانی سے بھرا ہوا سمندر ہے یا یہ کہ جب قیامت آئیگی تو سمندروں کا پانی آگ بن جائیگا۔

"مَسْجُوْرِ" کے کئی دیگر معانی بھی بیان کئے گئے ہیں، بعض نے کہا ہے کہ وہ "فارغ" یعنی خالی کے معنی میں ہے، بعض نے اسکا معنی "مَفْجُوْرِ" کیا ہے، یعنی سارے سمندر پھٹ پڑیں گے، میٹھا پانی کھارے پانی میں مل جائیگا، امام شوکانی نے دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے، یعنی اللہ نے اس سمندر کی قسم کھائی ہے جسکا پانی قیامت کے دن آگ ہو جائیگا (تیسیر الرحمن)

آیت ۸: جب اللہ عذاب کا ارادہ فرمائیگا تو کوئی طاقت ایسی نہیں کہ اسکا عذاب ہٹا سکے عمر رضی اللہ عنہ ایک رات گشت کرتے کرتے ایک مسلمان کے گھر سے گزرے وہ مسلمان نماز پڑھ رہا تھا، عمرؓ ٹھہر گئے اور قرأت سننے لگے اس نے وَالطُّوْرِ شروع کی اور "اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ" تک پہنچے آپکی زبان سے بے ساختہ نکلا ربِ کعبہ کی قسم رب کی قسم سچی ہے، سواری سے اتر پڑے اور دیر تک ایک دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے رہے پھر گھر جا کر بیمار ہو گئے اور ایک مہینے تک بیمار رہے، لوگ بیمار پرسی کو آنے جانے لگے کسی کو کیا خبر کہ امیر المومنین کو کیا بیماری ہے (ابن ابی الدنیا) (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۱۲: یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں باطل کی تائید کرتے تھے۔ روزِ آخرت کے حساب وعقاب سے غافل لہو ولعب میں مشغول رہتے تھے اور نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے (فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ) کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا کے عیش وآرام میں منہمک اور فکرِ آخرت سے یکسر غافل رہتے تھے (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۱۶: اس میں داخل ہو جاؤ اور اس کی آگ میں جلتے جھلستے رہو اور خواہ ہائے ہائے کرو یا خاموش رہو، اب اس میں جھلستے رہو گے کسی طرح چھوٹ نہ سکو گے اور کوئی نجات کی راہ نہ پا سکو گے، یہ سب کچھ تمہارے گناؤنے عملوں کا نتیجہ ہے اللہ نے تم پر ظلم نہیں کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَّ نَعِيمٍ ﴿١٧﴾ فَٰكِهِينَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقَىٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿١٨﴾ كُلُوا وَ اشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۖ وَزَوَّجْنَٰهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٢٠﴾

البتہ متقی باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے (۱۷) جو انہیں ان کا رب عطا کرے گا، اس سے لطف اندوز ہوں گے اور ان کا رب انہیں عذاب جہنم سے بچا لے گا (۱۸) مزے سے کھاؤ پیو ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے رہے (۱۹) وہ قطار در قطار تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے، اور ہم انہیں بڑی آنکھوں والی حوروں سے بیاہ دینگے (۲۰)

آیت ۱۷۔۱۸: یہاں خوش نصیبوں کا بیان ہے کہ یہ جہنم کے عذابوں سے جو بدبختوں کو ہو رہا ہوگا محفوظ ہوں گے جنت کی بہاروں میں موج اڑا رہے ہوں گے اور اس کی بہترین اور طرح طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہوں گے طرح طرح کے کھانے وضع وضع کے مشروب، قسم قسم کے لباس، رنگ برنگے مکانات اور نوع بنوع سواریوں میں جو اللہ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں، محظوظ ہو رہے ہوں گے، جہنم کے عذاب سے محفوظ رہنا بھی ایک مستقل نعمت ہے پھر جنت کی بہاریں اور سونے پر سہاگہ ہیں، جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ دلوں میں کھٹکا گزرا۔

وَ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَٰنٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ مَآ أَلَتْنَٰهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَىْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ﴿٢١﴾ وَ أَمْدَدْنَٰهُم بِفَٰكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢٢﴾ يَتَنَٰزَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَ أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَآءَلُونَ ﴿٢٥﴾ قَالُوٓا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِىٓ أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَ وَقَىٰنَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾ ع ۴۸

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی اتباع کی تو ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے اپنے عملوں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے، ہر شخص اپنے ہی عملوں کے عوض گروی ہے (۲۱) اور ہم انہیں پھل اور گوشت' جو وہ چاہیں گے دیتے چلے جائیں گے (۲۲) وہاں وہ لپک کر ایک دوسرے سے جام لیں گے جس میں وہ نہ بے ہودہ گوئی کریں گے، نہ ہی کوئی گناہ (۲۳) وہاں ان کیلئے لڑکے چکر لگاتے رہیں گے اور وہ ایسے خوبصورت' جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی (۲۴) وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر (گذشتہ حالات) پوچھیں گے (۲۵) کہیں گے اس سے پہلے ہم اپنے گھروں میں ڈرا کرتے تھے (۲۶) سو آج اللہ نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں لُو کے عذاب سے بچا لیا (۲۷) ہم اس سے پہلے دنیا میں اسی کو پکارا کرتے تھے۔ بلاشبہ وہ بڑا احسان والا اور رحم والا ہے (۲۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۲۱: اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازیوں کی کوئی انتہا نہیں ہوگی، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، انہی بے شمار کرم فرمائیوں میں سے ایک یہ بھی ہوگا کہ ان کی جو اولاد دنیا میں ایمان لائے گی، عمل صالح کرے گی، اور سیئات و معاصی سے بچے گی وہ اگر اپنے اعمال کی بدولت جنت کا وہ مقام حاصل نہیں کر سکے گی جو ان کے نیک ماں باپ کا ہوگا، تو اللہ تعالیٰ ان کے والدین کی خوشی میں مزید اضافہ کرنے کیلئے ان کے درجات بلند کر کے ان کے والدین کے مقام تک پہنچا دے گا۔ سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی تفسیر روایت کی ہے۔

عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ جن اہلِ جنت کی اولاد ایمان لائے گی اور اللہ کی بندگی کرے گی، انہیں اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کی بدولت جنت میں داخل کر دے گا اور ان کے چھوٹے بچے ان کے پاس جنت میں پہنچا دیئے جائیں گے، ابنِ جریر نے اسی تفسیر کو ترجیح دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا کہ انہیں خوش کرنے کیلئے ان کی اولاد کے ساتھ جو کرم فرمائی ہوگی، اس کے سبب ان کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کے درمیان اپنا عدل و انصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ کسی کا مواخذہ کسی دوسرے کے گناہوں کی وجہ سے نہیں کرے گا۔ ہر آدمی صرف اپنے عمل کا ذمہ دار ہوگا، اس پر کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں لادا جائے گا، چاہے اس کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۲۴: اس میں جنتیوں کے خدمت گاروں اور حاشیہ برداروں کی خبر دی گئی ہے کہ ان کے خدمت گزار فرماں بردار و اطاعت شعار غلام ہوں گے یہ حسن و جمال میں ایسے ہوں گے جیسے تازہ سیپ سے نکلا ہوا موتی، ان کا حسن و جمال ان کی زیب و زینت ان کی رونق و بہار ان کا صاف ستھرا پن اور ان کی پوشاک کی خوبصورتی قابل دید ہوگی فرمایا "يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ (الواقعہ: ۱۷۔۱۹) ہمیشہ نوعمر رہنے والے بچے ان کا طواف کر رہے ہوں گے جن کے ہاتھوں پر آبخورے، آفتاب اور صاف و شفاف شراب کے جام ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۲۵: جنتی ایک دوسرے سے باتیں کریں گے عملوں کا مذاکرہ ہوگا، دنیاوی حالات کا ذکر چھیڑیں گے کہ جب ہم دنیا میں تھے تو ہمیں ہر وقت اللہ کے خوف کا اس کے عذاب کا اور اس کے غصہ کا ڈر تھا مطلب یہ ہے کہ جام شراب پی کر سرور و کیف میں بھر کر گزرے ہوئے واقعات یاد کریں گے (حوالہ سابق)

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ

پس آپ نصیحت کرتے رہیے اللہ کے فضل سے آپ کاہن یا مجنون نہیں ہیں (۲۹) یا وہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے جسکے متعلق ہم گردش ایام کے منتظر ہیں (۳۰) آپ انہیں کہیے تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۳۱) کیا انکی عقلیں ہی انہیں ایسی باتیں کرنے کا حکم دیتی ہیں؟ یا پھر یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِهٰذَآ اَمۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ﴿۳۲﴾ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلۡ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۳﴾ فَلۡيَاۡتُوۡا بِحَدِيۡثٍ مِّثۡلِهٖۤ اِنۡ كَانُوۡا صٰدِقِيۡنَ ﴿۳۴﴾

ہیں ہی شریر لوگ (۳۲) یا پھر یہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے خود ہی بنا ڈالا ہے بلکہ ایمان لائیں گے ہی نہیں (۳۳) اگر وہ سچے ہیں تو پھر اس جیسا کوئی کلام بنا لائیں (۳۴)

ربط آیات: گزشتہ آیات میں اس بات کا بیان تھا کہ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ان کے ساتھ ہم ان کی اولاد کو بھی جنت میں جمع کر دیں گے۔ اب ان آیات میں نبی ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ تمہاری تکذیب کے لئے کفار جو بہانے بنا رہے ہیں ان کی پرواہ کئے بغیر اپنا فرض تذکیر ادا کئے جاؤ تا کہ جن کو راہِ راست پر آنا ہو وہ راہِ راست پر آ جائیں اور جو اپنی گمراہی پر اڑے رہنا چاہیں ان پر حجت تمام ہو جائے۔

متمردین کو تنبیہ کہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب ان کی ساری چالیں بے کار ہو جائیں گی اور آخرت کے عذاب سے پہلے وہ اس دنیا میں بھی عذاب سے دوچار ہو جائیں گے۔ پیغمبر ﷺ کو صبر و استقامت کی تلقین کہ اپنے رب کے فیصلہ کا انتظار کرو اور اطمینان رکھو کہ تم ہر وقت ہماری حفاظت میں ہو۔

آیت ۲۹: اس آیتِ کریمہ سے مقصود مشرکین مکہ کے اس قول کی تردید ہے کہ محمدؐ یا تو کاہن ہے جو غیب کی خبریں لانے کا دعویٰ کرتے ہیں یا اسے جنون لاحق ہو گیا ہے، جس کے سبب بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا کہ آپ لوگوں کو قرآن کریم پڑھ کر ان کے رب کی طرف بلاتے رہئے، آپ پر آپ کے رب کا بڑا انعام ہے کہ اس نے آپ کو نبوت، عقلِ راجح اور عظیم اخلاق کریمانہ سے نوازا ہے۔ آپ کاہن اور مجنون کیسے ہو سکتے ہیں؟ آپ تو جو کچھ باتیں کرتے ہیں وہ اللہ کی وحی ہوتی ہے اور بندوں کیلئے اس کا پیغام ہوتا ہے، جسے آپ بلا کم و کاست ان تک پہنچاتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۳۰: مشرکینِ مکہ کبھی کہتے کہ محمد ایک شاعر ہیں، جیسے بلادِ عربیہ میں بڑے بڑے شعراء گذر چکے ہیں، یہ بھی چند سالوں تک ہمیں اپنی شاعری سناتا رہے گا، پھر عمر طبعی کو پہنچ کر مر جائے گا اور قصہ تمام ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی زبان ان کی کور مغزی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ٹھیک ہے پھر تم میری موت کا انتظار کرو، اور میں بھی تمہارے بارے میں اللہ کے فیصلے کا انتظار کرتا ہوں۔ (حوالہ سابق)

آیت ۳۳: کیا ان نادانوں کا یہ خیال ہے کہ آپ نے قرآن خود بنا لیا ہے در اصل ان کے سینوں میں ایمان نہیں اور کفر کی وجہ سے اس قسم کی بکواس کر رہے ہیں۔

آیت ۳۴: میں اللہ نے فرمایا۔ اگر یہ سچے ہیں تو قرآن جیسی ایک بات بنا کر لائیں تو سہی اگر تمام روئے زمین کے جن اور انسان جمع ہو جائیں تو بھی قرآن جیسی ایک آیت بھی پیش نہ کر سکیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَيۡرِ شَىۡءٍ اَمۡ هُمُ الۡخٰلِقُوۡنَؕ ﴿۳۵﴾ اَمۡ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ‌ۚ بَلْ لَّا يُوۡقِنُوۡنَؕ ﴿۳۶﴾ اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآٮِٕنُ رَبِّكَ اَمۡ هُمُ الۡمُصَۜيۡطِرُوۡنَؕ ﴿۳۷﴾ اَمۡ لَهُمۡ سُلَّمٌ يَّسۡتَمِعُوۡنَ فِيۡهِ‌ۚ فَلۡيَاۡتِ مُسۡتَمِعُهُمۡ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍؕ ﴿۳۸﴾ اَمۡ لَهُ الۡبَنٰتُ وَلَـكُمُ الۡبَنُوۡنَؕ ﴿۳۹﴾

کیا وہ بغیر کسی چیز کے خود ہی پیدا ہو گئے ہیں؟ یا خود اپنے خالق ہیں (۳۵) یا ارض و سماوات کو انہوں نے پیدا کیا ہے؟ بلکہ اللہ پر یقین نہیں رکھتے (۳۶) کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں؟ یا یہ ان خزانوں کے داروغہ ہیں؟ (۳۷) کیا ان کے پاس سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر وہ عالم بالا کی باتیں سنتے ہیں تو ان میں سے کوئی سننے والا صریح سند کے ساتھ وہ بات پیش کرے (۳۸) کیا اس کیلئے بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے؟ (۳۹)

آیت ۳۵: توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کا ثبوت ہے یعنی کیا یہ موجد کے بغیر خود بخود موجود ہو گئے یا انہوں نے خود اپنے آپ کو ایجاد کر لیا نہ یہ خود بخود موجود ہوئے اور نہ اپنے موجد ہیں بلکہ ان کا خالق اللہ ہے ان کا نام ونشان تک نہ تھا، اللہ انہیں پردہ عدم سے منصب شہود تک لے آیا۔

جبیر بن مطعمؓ: میں نے نبی ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا جب آپ اس آیت پر آئے تو میرا دل اڑنے لگا اور میری حالت دگرگوں ہونے لگی۔ جبیر بن مطعمؓ بدر کے بعد قیدیوں کے فدیہ کے سلسلہ میں آپ کے پاس آئے تھے، یہ اس وقت مشرک تھے اس سورت کی اس آیت کو سن کر انہیں مسلمان ہونے کا شوق پیدا ہوا، ان کے اسلام لانے کی وجوہات میں سے ایک یہ بھی وجہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۳۶: اس آیتِ کریمہ میں استفہام، نفی کے معنی میں ہے، یعنی انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ اللہ کے شریک بن جائیں اور یہ بات بالکل واضح ہے، لیکن مشرکین ''یقین'' کی نعمت سے محروم ہیں، اسی لئے انہیں توحید باری تعالیٰ سے متعلق شرعی اور عقلی دلائل سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۳۷: مشرکینِ مکہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ نے مکہ و طائف کے بڑے بڑے رؤساء کو چھوڑ کر محمد کو کیسے نبوت دے دی، اسی کافرانہ بات کی تردید کی جا رہی ہے کہ کیا آپ کے رب کی رحمت کے خزانے ان کے اختیار میں ہیں کہ وہ جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں محروم کر دیں، اسی لئے وہ اللہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس نے اپنے بندے اور رسول ﷺ کو کیوں نبوت دے دی، حالانکہ وہ تو اللہ کی نگاہ میں نہایت ہی حقیر و ذلیل لوگ ہیں، ان کے اختیار میں تو ان کا اپنا نفع و نقصان بھی نہیں ہے، وہ اپنی اطاعت کے بل بوتے پر اللہ کی بادشاہی اور اس کے اختیارات پر قابض نہیں ہو گئے ہیں کہ ایسی بات کرتے ہیں، وہ نہایت ہی محتاج اور عاجز لوگ ہیں (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۳۸: کیا انکے پاس کوئی ایسی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر ملاء اعلیٰ تک پہنچ جاتے ہیں، اگر یہ بات ہے تو جو کوئی آسمانی کلام سن آتا ہے اس پر کوئی آسمانی دلیل پیش کرے لیکن نہ کوئی دلیل لاسکتا ہے اور نہ یہ حق کے پابند ہی ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ؕ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾

یا آپ ان سے کوئی صلہ مانگتے ہیں جس کے تاوان سے یہ دبے جا رہے ہیں (۴۰) یا انکے پاس غیب ہے جسے وہ لکھتے ہیں (۴۱) یا یہ کوئی چال چلنا چاہتے ہے؟ حالانکہ یہ کافر خود ہی چال میں پھنسنے والے ہیں (۴۲) کیا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور الٰہ ہے؟ اللہ پاک ہے یہ اس کا شریک بناتے ہیں (۴۳)

آیت ۴۰: کیا آپ تبلیغ پر ان سے اجرت کا مطالبہ کر رہے ہیں جس کے بوجھ میں یہ دبے چلے جا رہے ہیں، یعنی ایسا بھی نہیں آپ تبلیغ بلا معاوضہ کرتے ہیں اور ان سے کچھ بھی نہیں مانگتے پھر انہیں تبلیغ کا کیوں بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ اِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ اِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾

اگر یہ لوگ آسمان سے کوئی گرتا ہوا ٹکڑا بھی دیکھ لیں تو کہہ دیں گے کہ یہ تہ بہ تہ بادل ہیں (۴۴) لہٰذا انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے حتیٰ کہ اپنے اس دن کو جا ملیں جس میں یہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے (۴۵) جس دن ان کی کوئی چال ان کے کام نہ آئے گی نہ ہی انہیں کہیں سے مدد ملے گی (۴۶) بلاشبہ ظالموں کے اس اخروی عذاب کے علاوہ (دنیا میں بھی) عذاب ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (۴۷)

آیت ۴۴: مشرکوں کی سرکشی کا بیان ہے کہ ان کی سرکشی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اگر اللہ کا عذاب بھی آنکھوں سے دیکھ لیں پھر بھی ایمان نصیب نہ ہو یعنی اگر آسمان کا کوئی ٹکڑا اپنے اوپر گرتا ہوا دیکھ لیں جس سے انہیں عذاب میں مبتلا کیا جانے والا ہو تو اس پر بھی یقین نہ لائیں بلکہ صاف کہہ دیں کہ یہ تو گاڑھا ابر ہے جو پانی برسانے آرہا ہے (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۴۷: جو لوگ کفر و شرک کا ارتکاب کرتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ روزِ قیامت سے پہلے دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے اور اس سے مراد یا تو عذابِ قبر ہے، یا قحط سالی، یا دیگر حوادث و مصائب زمانہ جو ان کی جان اور مال کو لاحق ہوتے ہیں، ان سے اکثر لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آتی ہے ہی نہیں کہ ان جیسے اہل فسق و فجور کے بارے میں ہمیشہ سے اللہ کی یہی سنت رہی ہے، اسی لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ٹھوکریں لگنے کے باوجود اپنے کفر وشرک پر جمے رہتے ہیں (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾ ع ٢/٢١	اپنے رب کا حکم آنے تک صبر کیجئے بلاشبہ آپ ہماری نظر میں ہیں اور جب اٹھیں تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح کیجئے (۴۸) اور رات کو بھی اسکی تسبیح کیجئے اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی (۴۹)

آیت ۴۸: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان کافروں کی زیادہ پرواہ نہ کیجئے اور آپ کے رب کی طرف سے آپ پر جو ذمہ داری عائد کی گئی ہے، اسے پورے صبر واستقامت کے ساتھ ادا کرتے رہئے اور اپنے بارے میں اندیشہ نہ کیجئے، آپ کا اللہ آپ کی حفاظت کر رہا ہے اور جب رات میں بیدار ہوئے تو اپنے رب کی تسبیح بیان کیجئے۔

امام احمد، بخاری اور اصحاب سنن نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی رات کو بیدار ہو اور کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر اپنے لئے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر اسکے بعد وضو کر کے نماز پڑھے تو اسکی نماز قبول کی جاتی ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 1086) مفسرین لکھتے ہیں کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیام اللیل (تہجد کی نماز) کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے (حِيْنَ تَقُوْمُ) سے مراد "حِيْنَ تَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ" مراد لیا ہے یعنی پانچوں نمازیں پابندی سے ادا کیجئے اور ان میں اللہ کی خوب تسبیح بیان کیجئے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ النجم

سورۃُ النجم مکی ہے اس میں ۶۲ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں۔

تعارف: یہ سورہ اور سابق سورۃ الطور کا مرکزی مضمون ایک ہی ہے یعنی جزا و سزا کا اثبات۔ بس یہ فرق ہے کہ سابق سورہ میں عذاب کے پہلو کو نمایاں فرمایا ہے اور اس میں شفاعت باطل کی تردید ہے جس میں مشرکین عرب مبتلا تھے۔ اس کی وجہ جیسا کہ پچھلی سورتوں میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اس عقیدۂ باطل کے باقی رہتے ہوئے مشرکین کے لئے بڑے سے بڑے عذاب کی دھمکی بھی بالکل بے اثر تھی۔ قرآن نے اسی وجہ سے قیامت اور توحید دونوں کا ذکر ہمیشہ ساتھ ساتھ کیا ہے تاکہ مشرکین کے لئے کوئی راہ فرار باقی نہ رہے۔ اپنے جن معبودوں کی شفاعت پر یہ تکیہ کئے بیٹھے ہیں اول تو ان کی کوئی حقیقت نہیں، محض فرضی نام ہیں جو انھوں نے رکھ چھوڑے ہیں۔

آیاتها ۶۲ ۔ ۵۳ سُوْرَۃُ النَّجْمِ مَکِّیَّۃٌ ۲۳ ۔ رکوعاتها ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَالنَّجۡمِ اِذَا ہَوٰی ۙ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَ مَا
غَوٰی ۚ﴿۲﴾ وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ ہُوَ
اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَہٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی ۙ﴿۵﴾
ذُوۡمِرَّۃٍ ؕ فَاسۡتَوٰی ۙ﴿۶﴾ وَ ہُوَ بِالۡاُفُقِ
الۡاَعۡلٰی ؕ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۙ﴿۸﴾ فَکَانَ قَابَ
قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی ۚ﴿۹﴾ فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ
اَوۡحٰی ؕ﴿۱۰﴾ مَا کَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰی ﴿۱۱﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ستارے کی قسم جب وہ ڈوبنے لگے (۱) تمہارے صاحب نہ تو راہ بھولے اور نہ بھٹکے ہیں (۲) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے (۳) جو کہتے ہیں وحی ہوتی ہے ان پر نازل کردہ (۴) یہ انہیں زبردست قوتوں والے (جبرئیلؑ) نے سکھلائی ہے (۵) بڑا زورآور ہے وہ سامنے آ کھڑا ہوا (۶) جب بالائی افق پر تھا (۷) پھر وہ نزدیک ہوا پھر اور آگے بڑھا (۸) پھر دونوں کمانوں کا یا اس سے کم فاصلہ رہ گیا (۹) پھر اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کرنا تھی (۱۰) جو کچھ اس نے دیکھا تھا دل نے اسے جھٹلایا نہیں (۱۱) کیا تم جھگڑا کرتے ہو جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً
أُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا
جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا
يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾
لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾

انہوں نے دیکھا ہے (۱۲) اور ایک مرتبہ اور بھی انہوں نے اس کو دیکھا ہے (۱۳) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس (۱۴) جس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے (۱۵) جب کہ اس بیری پر وہ چھا رہا تھا جو (نور) چھار ہا تھا (۱۶) نہ اس کی نظر چندھیائی اور نہ آگے نکل گئی (۱۷) بلاشبہ اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں (۱۸)

ربط آیات: ان آیات میں اس بات کا بیان ہے کہ یہ قرآن جو تم کو سنایا جارہا ہے یہ تمہارے کاہنوں اور نجومیوں کے قسم کا کوئی کلام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب ترین اور معتمد ترین فرشتہ سے اپنے پیغمبرؐ پر وحی فرمایا ہے۔ اس میں ضلالت یا غوایت کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کی ہر بات مبنی برحقیقت اور اٹل ہے۔

آیت ۱۔۱۸: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی تصدیق و تائید فرمائی ہے اور اس کی ابتدا ان ستاروں کی قسم کھا کر کی ہے جو رات کے آخری پہر میں گرتے نظر آتے ہیں، بعض لوگوں نے یہاں ''النجم'' سے مراد ''ثریا'' ستارہ لیا ہے لیکن زیادہ تر مفسرین کی رائے ہے کہ اس سے عام ستارے مراد ہیں اور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی صداقت پر ستاروں کی قسم کھانے میں ایک عجیب مناسبت یہ ہے کہ جس طرح ستارے آسمان کی زینت ہیں، اسی طرح وحی الٰہی سے زمین کو زینت ملتی ہے، اس لئے کہ اگر انبیاء کے ذریعہ یہ علم الٰہی زمین والوں کو نہ ملتا تو زمین اندھیری رات سے بھی زیادہ تاریک ہوتی۔ اتنی بڑی قسم کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کفارِ قریش کو خطاب کر کے کہا کہ تمہارے ساتھی یعنی میرے نبی محمد ﷺ گم گشتہ راہ نہیں ہو گئے ہیں، اور اپنے رب کے صراطِ مستقیم سے بھٹک نہیں گئے ہیں اور اس میں اشارہ ہے کہ اے اہلِ قریش جادۂ مستقیم سے بھٹکے ہوئے تو تم ہو کہ میرے نبی کے تمام حالات سے بخوبی واقف ہو، وہ تمہارے درمیان پیدا ہوئے، پلے بڑھے، ان کی صداقت، امانت، راست بازی، پاکدامنی اور اخلاق عالیہ سے ان کا متصف ہونا تم سب کو معلوم ہے، تمہیں معلوم ہے کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، اور جب چالیس سال کی عمر کے بعد انہوں نے تمہیں بتایا کہ ان پر اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے تو تم نے ان کا مذاق اڑایا، ان کو جھٹلا دیا اور قرآنِ کریم کے وحی الٰہی ہونے کا انکار کر دیا۔

آیت ۳۔۴: آپ کی بات کسی غرض یا خواہش پر مبنی نہیں ہوتی بلکہ آپ بلا کم و کاست وحی کے مطابق بات کرتے ہیں جو فرض آپ کے سپرد ہے، اسی کی تبلیغ فرماتے ہیں، رحمتِ عالمؐ نے فرمایا کہ ایک شخص کی شفاعت سے جو نبی نہیں ہے دو قبیلوں (ربیعہ و مضر) کی یا ایک قبیلہ کے برابر آدمی جنت میں جائیں گے پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ کیا ربیعہ مضر سے نہیں ہے فرمایا میں صرف وہی کہتا ہوں جو کہہ رہا ہوں۔ عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں میں جن حدیثوں کو یاد کرنا چاہتا انہیں لکھ لیا کرتا تھا چنانچہ نبی ﷺ سے جو حدیث سنتا لکھ لیتا ایک قریشی نے مجھے منع کیا کہ تم نبی کریم ﷺ سے جو بات سنتے ہو لکھ لیتے ہو حالانکہ آپ ایک بشر ہیں میں نے لکھنا چھوڑ دیا پھر میں نے آپ سے پوچھا تو فرمایا لکھ لیا کرو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری زبان سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق بات ہی نکلتی ہے (احمد ۵: ۲۵۷، امام البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے) (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۸: جبرئیلؑ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئے تاکہ ان تک اللہ کی وحی پہنچائیں اور افق کی بلندیوں سے ان کی طرف جھکے، اور ان سے اتنا قریب ہوگئے ان کا درمیانی فاصلہ صرف دو گز کے برابر یا اس سے بھی کم رہ گیا، ام المومنین عائشہؓ، ابن مسعود، ابوذر، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نے یہی تفسیر بیان کی ہے، امام بخاری نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2993) **(دَنَا فَتَدَلّٰى)** کا فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے رب کے بہت ہی قریب پہنچ گئے تو سجدہ میں گر گئے، اس قول کے مطابق **(فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى)** کا مفہوم یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے صرف دو گز یا اس سے بھی کم فاصلے پر رہ گئے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۱۰: جبرئیلؑ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب آگئے تب انہوں نے آپؐ تک اللہ کی وحی پہنچائی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندے جبرئیلؑ کو وحی کی تیسرا قول یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی، یعنی بذریعہ جبرئیلؑ وحی کی۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ آیت میں ''وحی'' کو مبہم رکھا گیا ہے، یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ وہ کیا بات تھی جس کی وحی کی گئی، اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی طرف سے اس کی تفسیر نہ بیان کی جائے، البتہ اتنی بات سمجھ میں آئی ہے کہ وہ کوئی بڑی ذی شان بات تھی جو احاطۂ بیان سے باہر ہے۔

آیت ۱۱۔ ۱۲: جو کچھ آپ نے شب معراج میں دیکھا وہ سب حق ہے یعنی آپ کے قلب مبارک نے حق کو قبول کیا اور اسے ہی بیان کیا، اس سے یہ بات ثابت نہیں کہ آپ نے ظاہری آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھا بلکہ آپ نے اپنے قلب مبارک سے اپنے رب کو دیکھا جیسا کہ ابن عباسؓ سے مسلم میں روایت ہے کہ آپ نے اپنے دل سے دو دفعہ اللہ کو دیکھا۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 258) ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا وہ تو نور ہی ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ مسروق نے صدیقہؓ سے کہا کیا رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رب کا دیدار ہوا ہے؟ فرمایا تم نے ایسی بات کہی جس سے میرا رواں رواں کانپ اٹھا میں نے کہا ام المومنین سنئے تو قرآن میں ہے {لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى} آپ نے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں، بولیں کہاں جا رہے ہو، اس سے مراد جبرئیل کا دیکھنا ہے جو تمہیں یہ خبر دے کہ رحمت عالمؐ نے رب کو دیکھا یا کچھ علم چھپا لیا ان پانچ باتوں کو جانتے ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا جن کا بیان {اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ} (لقمان: ۳۴) میں ہے اسنے اللہ پر بڑا بہتان باندھا آپ نے جبرئیل کو دیکھا تھا جبرئیل کو صرف دو ہی بار اصلی صورت میں دیکھا ہے (صحیح بخاری حدیث نمبر 4477) ایک دفعہ سدرۃ المنتہٰی کے پاس اور ایک دفعہ اجیاد میں آپ کے چھ سو پر تھے اور افق کو گھیرے ہوئے تھے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبرئیل کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے جن سے آنکھیں خیرہ کرنے والے بے انتہا موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے (۱) رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جبرئیل کو سدرۃ المنتہٰی کے پاس دیکھا آپ کے چھ سو پر تھے۔ (ابن کثیر)

آیت ۱۶: احادیثِ معراج میں گزر چکا ہے کہ سدرہ پر کثرت سے فرشتے چھائے ہوئے تھے اس رب کا نور جگمگا رہا تھا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح طرح کے رنگ چھائے ہوئے تھے مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا تھے؟

ابن مسعودؓ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیر کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ہے زمین سے جو عمل چڑھتے ہیں یہاں آ کر روک لئے جاتے ہیں پھر یہاں سے اٹھا لئے جاتے ہیں اور جو احکام اللہ کے پاس سے اترتے ہیں وہ بھی یہیں تک پہنچتے ہیں اور یہیں سے پہنچا دیئے جاتے ہیں اس پر سونے کے پروانے چھائے ہوئے تھے آپ کو تین چیزیں دی گئیں، پنج وقتہ نماز، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اور موحد (جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو) کیلئے کبیرہ گناہوں کی بخشش (صحیح مسلم حدیث نمبر 252)

آیت ۱۷: آپ کی نگاہ ادھر ادھر نہیں ہٹی اور جن باتوں کا حکم ہوا آپ ان سے آگے نہیں بڑھے یعنی آنکھیں وہیں لگی رہیں جن کو دیکھنے کا حکم ملا تھا (ابن عباس) یہ صفت آپ کی کمال ثابت قدمی اور اطاعت کو بتا رہی ہے، کیوں کہ آپ نے وہی کیا جس کا آپ کو حکم ملا حکم ربانی بجالائے اور جو نعمتیں آپ کو دی گئیں انہیں کو لیکر خوش ہو گئے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

رای جنۃ الماویٰ وما فوقھا وھو   رای غیرہ ماقدراہ لتاھا

آپ نے جنت الماویٰ اور اس سے اوپر والی چیزیں دیکھیں جو آپ نے دیکھا اگر کوئی اور دیکھتا تو ششدر رہ جاتا (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۱۸: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات اپنے رب کی ایسی عظیم نشانیوں کا مشاہدہ کیا جو حد وصف سے باہر تھیں، بعض کے نزدیک عظیم ترین نشانی سے مراد ''سبز کپڑا'' ہے جس نے افق کو ڈھانک رکھا تھا بعض کے نزدیک اس سے مراد جبرئیل ہیں جنہوں نے سبز لباس میں آسمان وزمین کی درمیانی مسافت کو ڈھانک رکھا تھا اور ان کے چھ سو پر تھے۔ صحیح مسلم وغیرہ میں یہی تشریح آئی ہے اور دیگر مفسرین کی رائے ہے کہ "الکبریٰ آیات کی صفت ہے اور اس سے مراد اللہ کی وہ تمام عظیم ترین نشانیاں ہیں جنکا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات ''سدرۃ المنتہیٰ'' کی طرف جاتے ہوئے اور وہاں سے لوٹتے ہوئے مشاہدہ کیا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَ لَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ الْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ ع ۲۵/۵

کیا بھلا تم نے لات اور عزیٰ پر بھی غور کیا؟ (۱۹) اور ایک تیسری منات پر بھی؟ (۲۰) کیا تمہارے لئے تو لڑکے ہوں اور اس کیلئے لڑکیاں؟ (۲۱) یہ تو بڑی بھونڈی تقسیم ہے (۲۲) یہ تو بس ایسے نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آبا واجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کیلئے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ یہ لوگ محض ظن کی اتباع کر رہے ہیں یا پھر اس چیز کی جو ان کے دل چاہتے ہوں، حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت پہنچ چکی ہے (۲۳) انسان جیسی بھی تمنا کرے کیا اسے مل جاتی ہے (۲۴) آخرت اور دنیا کا پورا اختیار تو اللہ ہی کو ہے (۲۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۱۹۔۲۰: ان آیتوں میں ان نالائقوں کی تردید ہے جو اللہ کو چھوڑ کر مورتیوں کی پرستش کرتے ہیں بیت اللہ کے مقابلے میں ان کیلئے عمارتیں بناتے ہیں،۔خلیل اللہ نے تو خالص اللہ کی عبادت کیلئے بیت اللہ بنایا اور یہ شیطان کی پرستش کیلئے گھر بناتے ہیں تاکہ شرک و بت پرستی کا رواج ہو۔

لات کی تحقیق: لات ایک سفید منقش پتھر تھا جس پر گنبد بنالیا گیا تھا یہ طائف میں ثقیف کا معبود تھا اس پر غلاف چڑھائے جاتے تھے خدام بھی مقرر تھے جو جھاڑو دیا کرتے تھے۔

ابن عباسؓ: یہ لفظ لات (ستو گھول کر پلانے والا) ہے جاہلیت میں ایک شخص حاجیوں کو ستو گھول گھول کر پلایا کرتا تھا جب یہ مر گیا تو لوگ اس کی قبر پر مجاور بن کر عبادت کیلئے بیٹھنے لگے پھر رفتہ رفتہ اسی کی عبادت کی جانے لگی۔

عزیٰ کی تحقیق: ابن جریرؒ۔عزیز سے بنایا گیا مقام نخلہ میں جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے ایک درخت تھا جس پر گنبد بنادیا گیا تھا اور غلاف چڑھایا جاتا تھا قریش بھی اس کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے جنگ احد کے موقع پر ابوسفیان نے کہا تھا **لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ** ہمارا عزیٰ ہے تمہارا نہیں ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ اس کا جواب دو **اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ** ہمارا کارساز اللہ ہے۔

منات کی تحقیق: منات بھی ایک بت تھا جو قدید کے پاس مکہ اور مدینہ کے درمیان میں تھا جاہلیت میں اوس اور خزرج اسکو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور یہیں سے بیت اللہ کے حج کیلئے احرام باندھا کرتے تھے یہ ان کا میقات تھا۔

لیکن بیت اللہ عظمت کے لحاظ سے سب سے بڑا مانا جاتا تھا کیوں کہ عرب کو معلوم تھا کہ یہ عبادت خانہ خلیل اللہ کا بنایا ہوا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر)

آیت ۲۳: تمہارے یہ جھوٹے معبود جنہیں تم نے اور تم سے پہلے تمہارے آباء واجداد نے اللہ کے ناموں سے مشتق نام دے رکھے ہیں ان میں معبود بننے کی کوئی صفت موجود نہیں ہے، تم نے محض اپنی طرف سے انکے ایسے نام رکھ دیئے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جنکی اللہ نے کوئی دلیل نہیں نازل کی ہے، تم محض اپنے وہم و گمان اور اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہو، حالانکہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے واضح دلیل آچکی ہے کہ یہ بت اس لائق نہیں کہ انکی عبادت کی جائے، عبادت تو صرف اس اللہ کیلئے خاص ہے جو ہر چیز کا خالق اور آسمان اور زمین اور انکے درمیان کی ہر چیز کا مالک ہے (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۲۴: تمہاری آرزو یہ ہے کہ تمہارے معبود ایسے ہونے چاہئیں جو تم پر کسی قسم کی پابندی نہ لگائے تو کیا تمہاری یہ آرزو پوری کی جاسکتی ہے؟ یا کیا تمہیں یہ حق حاصل ہے کہ جسے چاہو اپنا معبود بنالو؟ یا اگر تم نے اپنے معبودوں سے سفارش کی توقع وابستہ کر رکھی ہے تو کیا تمہارے خیال میں یہ پوری کردی جائے گی؟ جبکہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ کلی اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہیں۔ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ
شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ
يَرْضٰى ﴿٢٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿٢٧﴾ وَ مَا
لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ
وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿٢٨﴾
فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ
اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَ
هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿٣٠﴾ نصف

آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی سفارش کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گی الا یہ کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے اذن دے اور وہ (سفارش) اسے پسند بھی ہو (۲۶) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو عورتوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں (۲۷) اس کا انہیں کچھ بھی علم نہیں، وہ محض ظن کی اتباع کرتے ہیں اور ظن حق کے مقابلہ میں کچھ بھی کام نہیں آتا (۲۸) لہٰذا جو شخص ہماری یاد سے منہ موڑتا ہے اور دنیا کی زندگی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا آپ اسکی پرواہ نہ کیجئے (۲۹) انکے علم کی پرواز یہی ہے' بلاشبہ آپکا رب خوب جانتا ہے کہ کون گمراہ ہوئے ہیں اور جانتا ہے کہ کون ہدایت پر ہے (۳۰)

آیت ۲۹: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت کی کہ آپ ان کافروں سے پہلو تہی کر لیجئے جو ہماری یاد سے غافل ہیں اور جن کا منتہائے مقصود دنیاوی لذتوں سے فائدہ اٹھانا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ
الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿٣١﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ
كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ
رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ
اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ
بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ
اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿٣٢﴾ ع ۲/۲

جو کچھ ارض و سماوات میں ہے سب اللہ ہی کا ہے (جسکا تقاضا یہ ہے) کہ وہ برائی کرنے والوں کو انکے اعمال کا بدلہ دے اور جن لوگوں نے اچھے عمل کئے انہیں اچھا بدلہ دے (۳۱) جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں سوائے چھوٹے گناہ کے' بلاشبہ آپکے رب کی مغفرت بہت وسیع ہے' وہ تمہاری اس حالت کو بھی خوب جانتا ہے جب تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اس حالت کو بھی جب تم اپنی ماؤں کے بطنوں میں (جنین) تھے، لہٰذا تم اپنے پاک ہونے کا دعویٰ نہ کرو، وہی بہتر جانتا ہے کہ کون متقی ہے (۳۲)

آیت ۳۱: اس آیت میں واضح طور پر آخرت، اس کی اہمیت اور اس کی حکمت بیان کی گئی ہے یعنی دنیا میں مشرک و موحد، نیک اور بد متقی اور ظالم کے اعمال کا نتیجہ کبھی اتنا واضح طور پر نہیں نکلا کرتا جس سے انسان بھلائی کی راہ قبول کرنے پر مجبور ہو جائے۔ یہ دنیا صرف دار العمل ہے، دار الجزاء اخروی زندگی ہے، وہاں برے اور بھلے مشرک اور موحد کا فرق اتنا واضح ہوگا جس کو ہر شخص دیکھ بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے گا اور عذاب وثواب اس پر واقع ہوگا۔

آیت ۳۲: ان اچھے لوگوں کی صفات یہ ہیں کہ وہ ان واجبات کو ادا کرتے ہیں جن کا چھوڑنا بڑا گناہ ہے اور بڑے حرام کاموں سے بھی بچتے ہیں، مثلاً زنا، شراب نوشی، سودخوری، قتل اور اسی طرح دیگر بڑے بڑے حرام کام البتہ ان سے کبھی کبھار بعض چھوٹے چھوٹے گناہ سرزد ہوجاتے ہیں۔ جمہور اہل علم کے نزدیک اس سے مراد چھوٹے گناہ ہیں، ابوہریرہؓ نے اس کی مثال بوسہ، اشارہ کرنا اور دیکھنا بتایا ہے، (الطبری ۲۲، ۷۔ ۵۳) ابن عباسؓ سے اس کا معنی یہ منقول ہے کہ آدمی گناہ کے قریب جائے پھر توبہ کرلے۔ اس قسم کے چھوٹے گناہ کے ارتکاب سے آدمی اچھوں کی صف سے نہیں نکل جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردیتا ہے، اس لئے کہ اس کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۝۳۳ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝۳۴ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ۝۳۵ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝۳۶ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى ۝۳۷ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝۳۸ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝۳۹ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝۴۰ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝۴۱ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝۴۲

بھلا آپ نے اسے دیکھا جس نے روگردانی کی (۳۳) اور تھوڑا سا دیا پھر رک گیا (۳۴) کیا اس کے پاس غیبی علم ہے کہ وہ دیکھ رہا ہو؟ (۳۵) کیا اسے خبر نہیں جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہیں (۳۶) اور ابراہیم کے صحیفوں میں بھی جس نے وفا کی (۳۷) کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (۳۸) اور یہ کہ انسان کیلئے وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش کی (۳۹) اور یہ کہ اسکی کوشش جلد دیکھی جائیگی (۴۰) پھر اسے اس کا پورا بدلہ دیا جائیگا (۴۱) اور یہ کہ سب کو آپکے رب ہی کے پاس پہنچنا ہے (۴۲)

آیت ۳۳۔ ۳۴: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو آیات ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئیں ابوجہل سے پہلے ولید بن مغیرہ ہی سرداران قریش کا رئیس تھا اور اس کے سمجھ دار ہونے میں کچھ شک نہیں تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے کافی حد تک متاثر ہوچکا تھا اور قریب تھا کہ ایمان لے آئے، اس کے ایک مشرک دوست کو جب اس صورتحال کا پتہ چلا تو اسے کہنے لگا جس آخرت سے تم ڈرتے ہو اس کا میں ذمہ لیتا ہوں کہ اگر تمہیں عذاب ہوا تو تمہاری سزا میں اپنے سر لے لوں گا بشرطیکہ تم مجھے اتنا مال دے دو، چنانچہ ولید بن مغیرہ اس کے چکمے میں آگیا، اس کی بات قبول کرتے ہوئے طے شدہ مال کی ایک قسط اسے ادا بھی کردی لیکن بعد میں اس نے کسی نامعلوم وجہ کی بنا پر مزید مال دینے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا (تیسیر القرآن)

آیت ۳۹: حافظ ابن کثیر نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ امام شافعی اور انکے شاگردوں نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ قرات قرآن کا ثواب مُردوں کو نہیں پہنچتا ہے، اس لئے کہ وہ ان کا اپنا عمل نہیں ہوتا ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نص یا اشارہ کسی طرح بھی اسکی ترغیب نہیں دلائی اور نہ صحابہ کرام نے ایسا کیا، اگر یہ کام اچھا ہوتا صحابہ کرام نے ضرور کیا ہوتا، ثواب کے کاموں میں نص پر اکتفا کیا جاتا ہے، ان میں قیاس اور رائے پر عمل نہیں ہوتا۔ البتہ دعا اور صدقہ کا ثواب مُردہ کو پہنچتا ہے کیوں کہ یہ نص سے ثابت ہے، امام مسلم نے اپنی کتاب ''الصحیح'' میں ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اسکا عمل منقطع ہو جاتا ہے، صرف تین ذریعوں سے اسکو ثواب ملتا رہتا ہے۔ نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے، صدقہ جاریہ اور علم جس سے لوگ نفع حاصل کریں۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 3084) اس لئے کہ درحقیقت یہ تینوں کام اسکی کوششوں کا ہی نتیجہ ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ اَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَ اَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾

اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے (۴۳) اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے (۴۴) اور یہ کہ اسی نے نر اور مادہ دونوں قسمیں پیدا کیں (۴۵) نطفہ سے جب کہ وہ (رحم میں) ٹپکایا جاتا ہے (۴۶) اور یہ کہ دوسری بار زندہ کرنا اس کی ذمہ داری ہے (۴۷) اور یہ کہ وہی دولت مند بناتا اور وسعت دیتا ہے (۴۸) اور یہ کہ وہی شعریٰ کا مالک ہے (۴۹)

آیت ۴۳: صحائف موسیٰ وابراہیم میں یہ بھی آیا ہے کہ رب العالمین کی ذات وہ ہے جس نے انسان میں ''ہنسنے اور رونے'' کی قوت ودیعت کی ہے۔ یا آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی اہلِ جنت کو جنت میں بھیج کر ہنسایا اور اہل جہنم کو جہنم میں ڈال کر رلایا۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ نے دنیا میں جسے چاہا خوشی دے کر ہنسایا اور جسے چاہا غم دے کر رونے پر مجبور کیا (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۴۵۔۴۶: اس نے نطفہ سے ہر حیوان کا جوڑا بنایا اور نر و مادہ پیدا کئے فرمایا ''اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ (القیامۃ ۳۶۔۳۹) کیا انسان کا یہ گمان ہے کہ وہ بے کار چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ ٹپکاتی ہوئی منی کا ایک نطفہ نہیں تھا پھر کیا وہ جما ہوا خون نہیں تھا پھر کیا اللہ نے اسے پیدا نہیں فرمایا اور اسے ٹھیک ٹھاک نہیں کیا اور اس سے جوڑا نر و مادہ نہیں بنایا کیا اتنی بڑی قدرت والا رب مُردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ (تفسیر ابن کثیر)

وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَ ثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾

اور یہ کہ اسی نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا (۵۰) اور ثمود کو بھی حتیٰ کہ کسی کو باقی نہ چھوڑا (۵۱) اور اس سے پہلے قوم نوح کو بھی (ہلاک کیا) وہ لوگ بہت ظالم اور سرکش تھے (۵۲) اور اسی نے الٹائی ہوئی بستی کو دے پٹکا (۵۳) پھر اس پر چھا گئی جس نے بستی کو ڈھانپ لیا (۵۴) پس تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں میں شک کرے گا (۵۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۵۰: عاد بن ارم بن سام بن نوحؑ کی اولاد، چونکہ یہ لوگ بڑے سرکش و مغرور تھے اس لئے تباہ کر دیئے گئے (اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ) (الفجر: ۶۔۸) کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ کے رب نے عادیوں کے ساتھ کیا کیا، یعنی ارم کے ساتھ جو بڑے بڑے قد آور تھے اور ان جیسے دنیا میں پیدا نہیں کئے گئے تھے، عادی بڑے شہ زور بڑے طاقتور اور بڑے سرکش تھے اللہ کی اور اس کے رسولوں کی بڑی نافرمانی کرتے تھے اللہ نے ان پر سخت و سرکش آندھی مسلط فرمادی جو سات رات اور آٹھ دن تک برابر چلتی رہی جس سے سب ہلاک ہو گئے۔ (ابن کثیر)

آیت ۵۵: مذکورہ بالا امور کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرک و کافر انسان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اللہ کی کن کن نعمتوں میں شبہ کرو گے، اور کن کن کی تکذیب کرو گے اور کہو گے کہ یہ نعمتیں اللہ کی عطا کردہ نہیں ہیں۔

بعض تو ظاہری طور پر بھی اللہ کی نعمتیں ہیں، اور بعض اگرچہ اللہ کا گذشتہ قوموں پر عذاب تھا لیکن چونکہ ان سے انسانوں کو عبرت و نصیحت ملتی ہے، اسی لئے انہیں بھی نعمت کہا گیا ہے اور انہیں اس لئے بھی نعمت سے تعبیر کیا گیا ہے کہ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں سے انتقام لیا تھا اور انبیاء و صالحین کی نصرت و تائید فرمائی تھی (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدۃ ۱۲ ع

یہ بھی پہلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والا ہے (۵۶) آنے والی (گھڑی) قریب آپہنچی (۵۷) اللہ کے سوا کوئی اسے کھولنے والا نہیں (۵۸) کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو؟ (۵۹) اور ہنستے ہو؟ مگر روتے نہیں (۶۰) اور تم انکھیلیاں کرتے ہو (۶۱) پس اللہ کے آگے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو (۶۲)

آیت ۵۹: تم تعجب تو ایسے کرتے ہو جیسے دوبارہ مر کر جی اٹھنے کی بات آج پہلی بار سنی ہے، حالانکہ تمام انبیاء یہی بات کہتے آئے ہیں، اب چاہئے تو تھا کہ تم اپنے انجام سے ڈر جاتے اور اللہ کے خوف سے رونے لگتے، مگر تم اس کے برعکس ان باتوں کا مذاق اڑاتے ہو اور انجام سے غافل رہ کر کھیل و کود میں وقت گذار رہے ہو۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۶۲: مشرکین مکہ کی زجر و توبیخ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کہا ہے کہ تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ، اور اپنے اللہ کو سجدہ کرو، اس لئے کہ سجدہ ہی مقصود عبادت ہے، اسی کے ذریعہ بندہ اپنے خالق و مالک کے سامنے حقیقی خشوع و خضوع کا اظہار کرتا ہے، عبادت کی یہی وہ کیفیت ہے جس میں بندہ اپنے جسم کا معزز عضو، یعنی اپنی جبین نیاز زمین پر رکھ کر اپنے رب کے سامنے اظہار عاجزی کرتا ہے۔ آیت کے آخر میں اللہ نے انہیں عمومِ عبادت کا حکم دیا، جو ہر اس قول و عمل کو شامل ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے، چنانچہ جب نبی کریم ﷺ نے کفار قریش کے مجمع عام کے سامنے اس سورت کی تلاوت کی اور آخر میں سجدہ کیا تو کفار بھی سجدہ میں گر گئے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ القمر

سورۃ القمر مکی ہے اس میں ۵۵ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں۔

تعارف: اس سورت میں آخرت کا بیان ہے کہ آخرت ضرور آنے والی ہے۔ سورہ نجم میں ستاروں کے گرنے کو دلیل کے طور پر پیش کیا گیا اور سورۂ قمر میں چاند کے پھٹنے کو۔

اس سورہ کا آغاز اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ (عذاب کی گھڑی قریب آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا) سے ہوا ہے۔ پہلی سورہ میں ستاروں کے گرنے کو دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ آخرت آنے والی ہے۔ ستارے ٹوٹ جائیں گے، چاند پھٹ جائے گا۔ اس سورہ میں ایک آیت بار بار آئی ہے وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ۔ جس سورہ میں کسی آیت کی (ترجیع) ہو اس آیت کی خاص اہمیت ہوتی ہے گویا متکلم تھوڑے تھوڑے وقفے سے دلائل بیان کرتے ہوئے ضدی مخاطب کو بار بار توجہ دلاتا ہے کہ اپنی ضد پر ہی کیوں اڑے ہوئے ہو اس واضح حقیقت پر کیوں غور نہیں کرتے جو تمہارے سامنے قرآن بیان کر رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ اس نے تمہیں عذاب کی نشانی دکھانے کی جگہ ایک ایسی کتاب تم پر اتاری ہے جو تمہاری تعلیم و تربیت اور تمہارے شکوک وشبہات دور کرنے کے لئے ہر پہلو سے جامع اور کامل ہے لیکن تمہارا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جگہ اس کے عذاب کو طلب کر رہے ہو۔

اٰیاتها ۵۵ ۵۴ سُوۡرَةُ الۡقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۳۷ رکوعاتها ۳

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انۡشَقَّ الۡقَمَرُ ① وَ اِنۡ يَّرَوۡا
اٰيَةً يُّعۡرِضُوۡا وَ يَقُوۡلُوۡا سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ ② وَ
كَذَّبُوۡا وَاتَّبَعُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ وَكُلُّ اَمۡرٍ مُّسۡتَقِرٌّ ③
وَ لَقَدۡ جَآءَهُمۡ مِّنَ الۡاَنۡۢبَآءِ مَا فِيۡهِ مُزۡدَجَرٌ ④

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا (۱) یہ کوئی معجزہ دیکھ لیں تو منہ موڑ تے اور کہتے ہیں کہ "یہ سحر ہمیشہ سے چلا آتا ہے" (۲) اور انہوں نے جھٹلا دیا اور اپنی خواہشات کی اتباع کی اور ہر کام کا وقت مقرر ہے (۳) ان کو خبریں مل چکی ہیں، جن میں

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝۶ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝۷ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸

کافی تنبیہ ہے (۴) یہ سراسر دانائی ہے لیکن یہ تنبیہات ان کے کسی کام نہ آئیں (۵) لہٰذا آپ ان کی پرواہ نہ کیجئے جس دن پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف پکارے گا (۶) تو یہ لوگ سہمی نگاہوں سے اپنی قبروں سے نکلیں گے جیسے بکھری ہوئی ٹڈیاں ہوں (۷) وہ پکارنے والے کی طرف دوڑیں گے کافر کہیں گے یہ دن بڑا کٹھن ہے (۸)

ربط آیات: ان آیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ ان ضدیوں کے مطالبۂ عذاب کی کوئی پرواہ نہ کرو۔ انکو بڑی سے بڑی نشانی بھی دکھادی جائے گی تب بھی یہ ماننے والے نہیں ہیں۔ یہ عقل کے پیرو نہیں بلکہ اپنی خواہشوں کے غلام ہیں۔ ان کے لئے قوموں کی تاریخ میں بڑا درس عبرت موجود ہے۔ لیکن ان میں عبرت پذیری کی صلاحیت نہیں ہے یہ تمہاری پکار سننے والے نہیں ہیں۔ قریش کو قوم نوح، قوم عاد، ثمود، قوم لوط اور قوم فرعون کے انجام سے سبق لینے کی ہدایت کی گئی ہے۔

آیت ا: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کی خبر دی ہے، ایک تو یہ کہ قیامت قریب ہو چکی ہے اور دوسری یہ کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تھا اور دونوں ہی باتوں کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث سے ہوتی ہے۔

قرب قیامت کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے دوسری کئی آیتوں میں بھی خبر دی ہے سورۃ النحل آیت (۱) میں آیا ہے ''اللہ کا حکم آچکا ہے، پس تم لوگ اس کی جلدی نہ مچاؤ'' اور سورۃ الانبیا آیت (۱) میں آیا ہے ''لوگوں کے حساب کا وقت آچکا ہے اور وہ غفلت میں پڑے دین حق سے منہ پھیر رہے ہیں'' ابن جریر لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں لوگوں کو قرب قیامت کی خبر دیکر تنبیہ کی گئی ہے کہ یہ دنیا عنقریب فنا ہو جائے گی، اس لئے قیامت کی ہولناکیوں سے نجات پانے کی تیاری کرنی چاہئے۔

امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا سے گذر چکے ہیں، ان کی عمروں کے مقابلے میں تمہاری عمریں اتنی ہی باقی رہ گئی ہیں جتنا ابھی دن کا حصہ باقی رہ گیا ہے (مجمع الزوائد ۱۰، ۳۱۱) اور امام احمد نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دنیا میں اس وقت مبعوث کیا گیا ہوں جب کہ قیامت اس قدر قریب ہے جتنی میری یہ دونوں انگلیاں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ دوسری بات یعنی ''انشقاقِ قمر'' کے بارے میں جمہور علمائے امت کی رائے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی دور میں ہجرت سے تقریباً پانچ سال قبل ایک عظیم معجزہ کے طور پر چاند دو ٹکڑے ہو کر جبل حراء کے دونوں طرف ہو گیا تھا اور بیچ میں پہاڑ آرہا تھا۔ قاضی عیاض نے مفسرین اور اہل سنت کا اس پر اجماع نقل کیا ہے اور ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اس مضمون کی حدیثیں متواتر ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۴: ہر عمل کا کوئی نہ کوئی انجام یا نتیجہ ضرور نکلتا ہے اور اس وقت تمہارے اور اللہ کے رسول کے درمیان جو کشمکش جاری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے اسکا بھی نتیجہ نکل کر رہے گا اور ایسا وقت لازماً آنے والا ہے جب تم پر واضح ہو جائے گا کہ یہ نبی حق پر تھا اور جس بات پر تم اڑے ہوئے تھے وہ غلط تھی۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۵: قرآن میں اقوامِ سابقہ کی سرگزشت کو اس لئے بار بار دہرایا گیا ہے کہ لوگ ان اقوام کے انجام اور عذاب سے عبرت حاصل کریں اور ان واقعات کا ذکر ان کیلئے تازیانہ کا کام دے (جسے شرعی اصطلاح میں تذکیر بایام اللہ کہا جاتا ہے) ان واقعات میں لوگوں کے عبرت اور سبق حاصل کرنے کیلئے مواد تو بہت موجود ہے لیکن اگر کوئی شخص ادھر توجہ نہ کرے تو یہ تنبیہات اس کے کس کام آسکتی ہیں؟ (تیسیر القرآن)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَ
قَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ۝٩ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ
مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝١٠ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ
بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝١١ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا
فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝١٢ وَحَمَلْنٰهُ
عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝١٣ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا
جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝١٤ وَ لَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً
فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝١٥ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ
وَنُذُرِ ۝١٦ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ
مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝١٧

ان سے پہلے قوم نوح جھٹلا چکی، انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہنے لگے یہ مجنون ہے اور اسے جھڑک دیا (۹) چنانچہ اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ "میں مغلوب ہو چکا اب تو بدلہ لے" (۱۰) تب ہم نے موسلا دھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیئے (۱۱) اور زمین کو پھاڑ کر کئی چشمے بہا دیئے اور پانی ایسے کام کیلئے مل گیا جو مقدر ہو چکا (۱۲) اور نوح کو ہم نے ایک تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کیا (۱۳) جو ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی۔ یہ بدلہ اسکی خاطر دیا گیا جسکا انکار کیا گیا (۱۴) اور اس کشتی کو ہم نے ایک نشانی بنا چھوڑا پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنیوالا (۱۵) پھر میرا عذاب کیسا اور میری تنبیہات کیسی تھیں؟ (۱۶) ہم نے قرآن کو نصیحت کیلئے آسان بنا دیا پھر کیا، ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟ (۱۷)

آیت ۹: اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ سے پہلے قوم نوحؑ نے بھی نوحؑ کو جھٹلایا اور ان پر دیوانگی کا الزام لگایا تھا اور دھمکی دی تھی کہ اگر تم اس مجنونانہ حرکت سے باز نہیں آئے تو ہم تمہیں رجم کر دیں گے (ابن کثیر)

آیت ۱۱: ہم نے ان کی دعا قبول فرمالی اور آسمان وزمین کے دہانے کھول کر آسمان کے دروازوں سے لگاتار زور کا مینہ برسایا اور زمین سے بے شمار چشمے جاری کر دیئے آسمان وزمین کا پانی ایک اندازے کے مطابق مل گیا اور زمین سے تنور تک سے بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چشمے پھوٹ پڑے۔

ابن عباس ؓ: پانی ہمیشہ ابر سے برسا کرتا ہے مگر اس دن آسمان کے دہانے کھول دیئے گئے تھے، ایسی خطرناک بارش ہوئی کہ ایسی بارش نہ آج تک کبھی ہوئی تھی اور نہ قیامت تک کبھی ہوگی بلا بادل آسمان سے مسلسل دھواں دار بارش ہوتی رہی اور زمین سے بے شمار چشمے ابل پڑے ایسا زبردست طوفان آیا کہ پہاڑوں کی بلند سے بلند ترین چوٹیوں سے بھی گزر گیا۔ (ابن کثیر)

آیت ۱۳: نوحؑ اس کشتی پر سوار ہو گئے جو انہوں نے اسی دن کیلئے اللہ کے حکم سے کشادہ تختوں اور بڑی بڑی کیلوں کی مدد سے بنایا تھا، وہ کشتی طوفان میں اللہ کے حفظ وامان میں چلتی رہی اور یہ جو کچھ ہوا ناشکروں کو ان کے کفر کا بدلہ دینے کیلئے ہوا، اس لئے کہ نوحؑ کی بعثت ان کیلئے ان کی ایک عظیم نعمت تھی، جس کی انہوں نے قدردانی کرنی چاہیئے تھی لیکن انہوں نے ناشکری کی تو اللہ نے نوحؑ اور ان پر ایمان لانیوالوں کو بچالیا اور باقی پوری قوم کو طوفان کے ذریعہ ہلاک کر دیا (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۱۵: اللہ نے قومِ نوح کی ہلاکت کے قصہ کو آنے والی نسلوں کیلئے ایک نشانِ عبرت بنا دیا، جس سے لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ جب قوم نوح نے اللہ سے سرکشی کی تو عذاب الٰہی نے کیسا انہیں گرفت میں لے لیا، یہی حال دیگر کافر و مشرک قوموں کا بھی ہو سکتا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۱۷: قومِ نوح کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس نے قرآنِ کریم کا حفظ کرنا اور اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا آسان بنا دیا ہے، قرآن کریم کا یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ وہ آسانی سے یاد ہو جاتا ہے اور اس میں بیان کردہ مثالوں اور قصص و واقعات سن کر آدمی سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جو کوئی بھی اللہ کے حق میں مجرم ہوگا، اس کا انجام ماضی میں گناہوں کے سبب ہلاک کی جانے والی قوموں کے جیسا ہو سکتا ہے اور جو انبیاء و صالحین کی راہ اختیار کرے اللہ اسے غالب کرے گا اور دنیا و آخرت میں اسے اپنی بیش بہا نعمتوں سے نوازے گا۔

شوکانی لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو قرآن کریم پڑھنے، کثرت سے اس کی تلاوت کرنے اور اسے سیکھنے میں جلدی کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿١٨﴾
إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ
نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ
نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٢١﴾
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٢٢﴾ ع ۲۲ ۸

قوم عاد نے جھٹلایا پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا تھا (۱۸) ہم نے ایک منحوس دن میں ان پر سناٹے کی آندھی چھوڑ دی جو مسلسل چلی (۱۹) وہ لوگوں کو یوں اکھاڑ کر پھینک رہی تھی جیسے جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجوروں کے تنے ہوں (۲۰) پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا تھا؟ (۲۱) ہم نے اس قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان بنایا، پھر کیا ہے کوئی نصیحت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا
وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۲۴﴾
ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ
كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ
الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً
لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَ نَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ
قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا
صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ
وَ نُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً
وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَ لَقَدْ
يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾

ماننے والا؟ (۲۲) قوم ثمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا (۲۳) وہ کہنے لگے کیا ہم اپنے سے ایک اکیلے آدمی کی اتباع کریں؟ تب تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں پڑ گئے (۲۴) کیا ہمارے درمیان یہی تھا جس پر ذکر نازل ہوا؟ نہیں بلکہ وہ کذاب اور شریر ترین ہے (۲۵) انہیں کل ہی معلوم ہو جائے گا کہ کذاب اور شریر ترین کون تھا؟ (۲۶) ہم اونٹنی کو ان کیلئے آزمائش بنا کر بھیج رہے ہیں، تم صبر کے ساتھ ان کے انجام کا انتظار کرو (۲۷) اور انہیں آگاہ کر دو کہ پانی اونٹنی اور ان کے درمیان تقسیم ہوگا، ہر ایک اپنی باری پر آئے گا (۲۸) انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا جو اسے مارنے کے درپے ہوا اور اسے کاٹ ڈالا (۲۹) پھر دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا تھا (۳۰) ہم نے ان پر ایک ہی دھما کہ بھیجا تو وہ یوں ہو گئے جیسے روندی اور ٹوٹی ہوئی باڑ (۳۱) اور ہم نے قرآن کو نصیحت کیلئے آسان بنایا پھر ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا (۳۲)

آیت ۲۳: ثمودیوں نے صالحؑ کو اللہ کا رسول نہیں مانا انکو جھٹلایا پھر ان پر جو عذاب آیا اسکا پہلے کئی بار بیان آچکا ہے (ابن کثیر)

آیت ۲۷۔۲۸: اللہ نے ایک چٹان سے صالحؑ کی دعا سے ایک اونٹنی پیدا کر دی جو دس ماہ کی گابھن بھی تھی انہوں نے صالحؑ سے یہی معجزہ مانگا تھا جس کا ظہور ایک سخت چٹان سے ہو گیا اور اونٹنی ان کی آنکھوں کے سامنے نکل آئی، اب ان کا فرض تھا کہ صالحؑ کو اللہ کا سچا نبی مان لیتے کیونکہ اللہ نے اپنی حجت پوری کر دی تھی، پھر اللہ نے اپنے رسول کو حکم فرمایا کہ آپ ان لوگوں کے انجام کا منتظر رہیں اور ان کی ایذاؤں پر صبر کرتے رہیں کیوں کہ آپ کا مستقبل شاندار ہے، جیت آپ کی ہوگی اور دنیا و آخرت میں آپ ہی کی مدد کی جائے گی آپ انہیں بتا دیں کہ اب پانی آدھا آدھا بٹ گیا ہے ایک دن ان کے تمام جانوروں کو پانی ملے گا اور ایک دن اس اونٹنی کو۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۲۹: انہوں نے اللہ کے حکم سے روگردانی کی اور قدار بن سالف نامی شخص کو اونٹنی کے قتل کر دینے پر ابھارا جو قوم ثمود کا بڑا ہی برا انسان تھا۔ چنانچہ اس نے پہلے تیر سے اس کی پنڈلی کو زخمی کر دیا، پھر اس پر تلوار سے حملہ کر کے اس کے دونوں پاؤں کو مزید زخمی کر دیا، پھر اسے ذبح کر دیا اور اس طرح پوری قوم اللہ کے عذاب کا حقدار بن گئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا ذکر آیت (۳۱) میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے ان کے درمیان سخت چیخ پیدا کی ان کے دل پہلوؤں سے الگ ہو گئے اور مر کر اپنے گھروں میں ایسے ڈھیر ہو گئے جیسے بکریاں پالنے والا، باڑے میں اپنی بکریوں کیلئے خشک گھاس لگایا کرتا ہے۔

آیت: ۳۲ میں سہ بار کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کردہ ان واقعات کے ذریعہ نصیحت حاصل کرنے کو آسان بنا دیا ہے تو کوئی ہے جو ان واقعات سے عبرت حاصل کرے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّيْنٰهُمْ
بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ
مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَ لَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا
فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَ لَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ
ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ
نُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ
مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَ لَقَدْ
يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ ع ۲ ۱۸ ۹

قوم لوطؑ نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا (۳۳) تو ہم نے ان پر پتھر برسائے مگر لوطؑ کے گھر والوں کو بوقت سحری بچا کر نکال دیا (۳۴) یہ ہماری طرف سے احسان تھا (اور) ہم شکر گذاروں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں (۳۵) اور لوطؑ نے انہیں ہماری گرفت سے یقیناً ڈرایا تھا مگر وہ اس تنبیہ کو مشکوک سمجھ کر جھٹلاتے رہے (۳۶) اور ان سے ان کے مہمانوں کا مطالبہ کیا ہم نے ان کی آنکھوں کو بے نور بنا دیا، اب میرے عذاب اور تنبیہ کا ذائقہ چکھو (۳۷) اور صبح سویرے انہیں نہ ٹلنے والے عذاب نے آ گھیرا (۳۸) تو اب میرے عذاب اور تنبیہ کا مزا چکھو (۳۹) اور ہم نے اس قرآن کو نصیحت کیلئے آسان بنا دیا ہے پھر ہے کوئی نصیحت ماننے والا (۴۰)

آیت ۳۳: قومِ لوط نے بھی رسولوں کی تکذیب کی اس لئے کہ لوطؑ کی تکذیب گویا سارے رسولوں کی تکذیب تھی۔ یا ان نشانیوں کی تکذیب کی جنہیں پیش کر کے لوط علیہ السلام نے انہیں دعوتِ توحید دی تھی۔

گذشتہ کئی سورتوں میں قومِ لوط کا ذکر آ چکا ہے۔ سدوم اور عمورہ بستیوں کے رہنے والوں میں مردوں کے ساتھ لواطت کا گناہ پھیل گیا تھا، اللہ نے اس فعل منکر سے تائب ہونے اور راہ راست پر چلنے کیلئے لوطؑ کو نبی بنا کر ان کے پاس بھیجا جو ابراہیمؑ کے بھائی ہاران کے بیٹے تھے، لیکن وہ اپنے گناہوں پر مصر رہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان بستیوں کو الٹ دیا اور پھر فرشتہ یا تیز وتند ہوا کے ذریعہ ان پر پتھروں کی ایسی بارش کر دی کہ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ صرف لوطؑ ان کی دو بیٹیاں اور چند لوگ بچ گئے جو مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ لوگ اللہ کے حکم سے رات کے آخری پہر میں ان بستیوں سے نکل گئے، ان مومنوں پر اللہ نے اپنا فضل وکرم کیا کہ عذاب نازل ہونے سے پہلے انہیں وہاں سے نکل جانے کو کہہ دیا، اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اپنے نیک اور شکر گذار بندوں کو ان کے نیک اعمال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کا اسی طرح اچھا بدلہ دیا کرتا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۳۶: سیدنا لوطؑ نے قوم کو ڈرایا تھا مگر یہ بد بخت قوم بھلا ان کی نصیحت کو بلکہ خود ان کو بھی کیا سمجھتی تھی، وہ الٹا لوطؑ کو دھمکیاں دینے لگی، اگر تم اتنے ہی پاکباز ہو تو ہماری اس گندی بستی سے نکل جاؤ، ورنہ ہم خود تمہیں یہاں سے نکال دیں گے، نیز انہوں نے سیدنا لوطؑ پر یہ پابندی بھی لگا رکھی تھی کہ باہر سے آنے والے مسافروں اور مہمانوں کو اپنے ہاں پناہ نہ دیا کرو، ورنہ اس کے نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گے اور جو بات لوطؑ انہیں سمجھانا چاہتے تھے اور انہیں ان کے انجام سے مطلع کر کے انہیں اللہ کے حضور جوابدہی سے ڈرانا چاہتے تھے اس کو بھلا یہ لاتوں کے بھوت کب ماننے والے تھے، بس الٹی سیدھی باتیں بنا کر جھگڑے کی راہ پیدا کر لیتے تھے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۳۷: عذاب والی رات میں جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل انتہائی خوبصورت لڑکوں کی شکل میں ان کو آزمانے کیلئے آپ کے مکان پر پہنچے آپ نے اپنے ان مہمانوں کو ٹھہرالیا، آپ کی کافرہ بیوی نے قوم کو خبر کر دی کہ آج ہمارے گھر پر بڑے ہی خوبصورت لڑکے آئے ہیں لوگوں کے منہ میں پانی بھر آیا اور چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے، لوطؑ نے گھر کا دروازہ بند کر لیا ان بدبختوں نے دروازہ توڑنے کا قصد کیا شام کا وقت تھا۔ لوطؑ ان کو سمجھاتے رہے کہ تم بڑی بیجا حرکت کرتے ہو، ذرا تو شرماؤ اور اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ۔ جب یہ اپنے بد ارادہ سے باز نہیں آئے اور اندر گھسنا چاہا تو جبرئیلؑ نے اپنے پروں کے کنارے ان کی آنکھوں پر مار دیئے جس سے ان کی آنکھیں پھوٹ گئیں، یہ لوگ دیواروں کے سہارے ٹٹول ٹٹول کر الٹے پاؤں یہ کہتے ہوئے واپس لوٹے کہ صبح کو ہم تجھ سے نمٹ لیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ لَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾	آل فرعون کے ہاں بھی ڈرانے والے آئے (۴۱) انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں زبردست قدرت والے کی طرح پکڑ لیا (۴۲)

آیت ۴۱۔ ۴۲: قوم فرعون کے پاس بھی ڈرانے والے آئے، موسیٰؑ اور ہارونؑ بشیر و نذیر بن کر آئے کہ اگر تم ایمان لے آؤ گے تو ہم تمہیں جنت کی خوشخبری سناتے ہیں اور اگر کفر و شرک ہی پر جمے رہو گے تو اللہ کے عذاب و قہر سے ڈراتے ہیں، اللہ نے انہیں بڑے بڑے معجزے دیکر بھیجا تھا مگر لوگوں نے تمام معجزے جھٹلا دیئے اللہ نے انہیں ایک زبردست پکڑ کی طرح اپنے عذاب میں مبتلا کر کے غرق کر دیا اور، ان میں سے ایک بھی نہ بچا جو ہلاک ہونے والوں کی خبر دیتا ایسے غارت ہوئے کہ نام و نشان تک نہ رہا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ	کیا تمہارے کافر ان سے بہتر ہیں؟ یا تمہارے لئے آسمانی کتابوں میں نجات لکھی ہوئی ہے (۴۳) کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم انتقام لے سکنے والی جماعت ہیں (۴۴) ان کی یہ جماعت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾

جلد ہی شکست کھائیگی اور یہ پیٹھ دکھا کر بھاگیں گے (۴۵) بلکہ (اصل) وعدہ تو قیامت ہے اور قیامت بڑی دہشت ناک اور تلخ تر ہے (۴۶) بلاشبہ مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں ہیں (۴۷) جس دن یہ جہنم میں اپنے منہ کے بل گھسیٹے جائیں گے تو کہا جائے گا اب چکھو جہنم کی لپیٹ کا مزہ (۴۸)

آیت ۴۴۔۴۶: اگر کفار قریش اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ ان کی جماعت اتنی کثیر اور طاقتور ہے کہ کوئی ان پر غالب نہیں آسکتا؟ تو سن لیں کہ ان کی شکست ہو کر رہے گی، چاہے وہ کفار قریش ہوں یا عام کفار عرب اور وہ میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر ایسا بھاگیں گے کہ مڑ کر بھی نہیں دیکھیں گے اور معاملہ یہاں پر ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ان کا اصل موعد تو یوم آخرت ہے جو بڑی کٹھن گھڑی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ میدان بدر میں بدترین شکست سے دوچار ہوئے اور کفر وشرک کے بڑے بڑے سرداران مسلمانوں کی تلواروں کے ذریعہ گاجر مولی کی طرح کاٹ دیئے گئے (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی صداقت کی دلیل ہے اس لئے کہ یہ مکہ میں نازل ہوئی تھی جس میں یہ غیبی خبر دی گئی تھی کہ کفار قریش کی شکست ہوگی اور وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگیں گے اور اسکی تصدیق سن ۲ ھ میں غزوۂ بدر کے ذریعہ ہوئی۔

امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میدانِ بدر میں پورے الحاح کے ساتھ اپنے رب سے مسلمانوں کی کامیابی کیلئے دعا کی پھر اپنے خیمے سے جست لگا کر اس سورت کی یہی دونوں آیتیں پڑھتے ہوئے نکلے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2699) (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۴۷: اللہ کے جو سرکش بندے، دنیا میں جرائم ومعاصی کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ دنیا میں راہِ حق سے برگشتہ ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا، جس کی آگ ان کے جسموں میں بھڑک اٹھے گی اور اس آگ میں انہیں ان کے چہروں کے بل گھسیٹا جائے گا، انہیں نہیں معلوم ہوگا کہ وہ کہاں لے جائے جا رہے ہیں اور ان کا ذہنی کرب والم بڑھانے کیلئے ان سے کہا جائے گا کہ اب جہنم کی سختیوں اور اس شدت عذاب کو جھیلتے رہو۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَ مَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ

بلاشبہ ہم نے ہر چیز کو مقدار سے پیدا کیا ہے (۴۹) اور ہمارا حکم بس ایک ہی دفعہ کہنے پر ظہور پذیر ہو جاتا ہے جیسے آنکھ کی جھپک (۵۰) اور تمہاری جیسی بہت سی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں، پھر ہے کوئی نصیحت ماننے والا؟ (۵۱) اور جو انہوں نے کیا ہے سب اعمال ناموں میں ہے (۵۲) اور ہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾
ع فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے (۵۳) بلاشبہ متقی لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے (۵۴) قادر مطلق بادشاہ کے پاس عزت کے مقام میں ہوں گے (۵۵)

آیت ۴۹: اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات پیدا کرنے سے پہلے ان کا پورا علم تھا اور ان کی تقدیر لکھ دی تھی۔ ہر چیز کا علم اس کے واقع ہونے سے پہلے ہی لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔ اسی تقدیر الٰہی میں یہ بھی ہے کہ وہ مجرمین کو سزا دینے کیلئے جہنم پیدا کرے گا اور صالحین کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ دینے کیلئے جنت پیدا کرے گا۔ چنانچہ اس نے جنت وجہنم پیدا کیا۔

امام احمد، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ وغیرھم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ مشرکین قریش نبی کریم ﷺ کے پاس آکر تقدیر کے بارے میں بحث ومناظرہ کرنے لگے تو اس سورت کی آیات (۴۷۔۴۸۔۴۹) نازل ہوئیں۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 4800)

آیت ۵۲: میں اللہ تعالیٰ نے ان کی مزید تنبیہ کیلئے فرمایا کہ لوگوں کے تمام چھوٹے بڑے اعمال فرشتوں کے ذریعہ نامۂ اعمال میں لکھے جارہے ہیں،

آیت ۵۳: میں بھی یہی بات بطور تاکید کہی گئی ہے کہ انسان کا حقیر سے حقیر عمل بھی نہ گم ہوتا ہے اور نہ فرشتے اسے بھولتے ہیں۔ امام احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے، اے عائشہ ان گناہوں سے بچو جنہیں معمولی اور حقیر جانا جاتا ہے، اللہ کی جانب سے انہیں ریکارڈ میں لانے والے موجود ہیں۔ (ابن ماجہ حدیث نمبر 4243 علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے) (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الرحمٰن

سورۃ الرحمن مدنی ہے اس میں ۷۸ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں

تعارف: یہ سورۂ رحمن ہے اس میں اللہ کی رحمتوں کا بیان ہے۔ اللہ نے انسان کو بہت سی نعمتیں دی ہیں اور اللہ کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے قرآن کو نازل کیا ہے۔ یہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتلائی ہے دلائل کی روشنی میں کہ قیامت آنے والی ہے مگر کفار و مشرکین یہ کہتے ہیں کہ عذاب لا کے بتلاؤ۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہا یہ کہہ رہے تھے کہ آخرت آنے والی ہے اور جو لوگ صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہی کامیاب ہوں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی یا کسی اور کی عبادت کریں گے وہ جہنم کے مستحق ہوں گے جو لوگ نیک عمل کریں گے ان کا انجام اچھا ہوگا اور جو لوگ برا عمل کریں گے ان کا انجام برا ہوگا۔ کفار و مشرکین یہ کہتے تھے کہ ہمارا عقیدہ غلط ہے۔ ہم مشرک و کافر ہیں اور ہر قسم کا برا عمل کر رہے ہیں۔ پھر ہم پر عذاب کیوں نہیں آیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر عذاب لا کر بتلاؤ تب ہم جانیں گے آپ کا عقیدہ صحیح ہے۔ ضد اور ہٹ دھرمی کی اس ذہنیت کے سبب سے سابق سورہ میں بھی آپ نے دیکھا ہے کہ "فَكَيۡفَ كَانَ عَذَابِىۡ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ۝" کی تذکیر بار بار دہرائی گئی ہے اور اس سورہ میں فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ کی تنبیہ بار بار آئی ہے۔ کسی ایک ہی بات کی طرف بار بار توجہ دلانے کا یہ اسلوب ظاہر ہے کہ اسی صورت میں اختیار کیا جاتا ہے جب مخاطب یا تو ضدی ہو کہ اپنی خواہش کے خلاف کوئی بات ماننے کیلئے تیار ہی نہ ہو یا اتنا غبی ہو کہ جب تک اس کو کان پکڑ پکڑ کر ایک چیز کی طرف توجہ نہ دلائی جائے اس سے کسی معقول بات کے سمجھنے کی توقع ہی نہ کی جا سکتی ہو۔

اٰیاتها ۷۸ ۵۵ سُوۡرَةُ الرَّحۡمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ۹۷ رکوعاتها ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اَلرَّحۡمٰنُ ۝۱ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ۝۲ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ۝۳ عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ ۝۴ اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ۝۵ وَّالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ يَسۡجُدٰنِ ۝۶

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

نہایت مہربان ہے (۱) جس نے قرآن سکھلایا (۲) انسان کو پیدا کیا (۳) اسے اظہار مطلب سکھلایا (۴) سورج اور چاند ایک مقررہ حساب سے ہیں (۵) اور تارے اور درخت سجدہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝

ریز ہیں (۶) اور آسمان کو بلند کیا اور میزان عدل قائم کیا (۷) تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو (۸) اور وزن کو انصاف سے تولو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو (۹)

آیت ۱: اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی ابتدا اپنے نام "الرحمٰن" سے کی ہے جو اس کی بے انتہا رحمتوں، بے شمار احسانات اور بے حساب نعمتوں پر دلالت کرتا ہے اور پھر اپنی بے پایاں دینی، دنیاوی اور اخروی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان نعمتوں میں عظیم ترین دینی نعمت قرآنِ کریم ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ ان تمام باتوں کو بیان فرما دیا ہے، جن سے وہ خوش ہوتا ہے، یا جن سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ (تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن)

آیت ۴: اللہ تعالیٰ کا انسان پر مزید احسان یہ ہے کہ اسے قوت گویائی عطا کی جس سے وہ اپنے مافی الضمیر کا پوری طرح اظہار کر سکتا ہے پھر اس قوت گویائی یا قوت بیان کا انحصار اور بہت سی قوتوں پر ہے، مثلاً بینائی، سماعت، عقل وفہم، قوت تمیز اور ارادہ واختیار، ان میں سے ہر ایک قوت ایک عظیم نعمت ہے اور اظہار بیان کیلئے یہ سب قوتیں یا ان میں سے اکثر ناگزیر ہیں۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۵: سورج چاند ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ ایک دوسرے کے پیچھے گردش کر رہے ہیں اور اپنے اپنے مقررہ حساب سے دوڑ رہے ہیں نہ ان میں اختلاف پیدا ہوتا ہے اور نہ اضطراب نہ سورج چاند سے آگے بڑھے اور نہ چاند سورج پر غالب آئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۹: وزن میں کمی بیشی نہ کرو فرمایا "وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ (الاسراء: ۳۵) سیدھی ترازو سے وزن کرو یعنی صحیح تولو (ابن کثیر)

وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ۝ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

اور زمین کو اس نے ساری مخلوق کیلئے بنایا (۱۰) جس میں پھل ہیں اور کھجور کے درخت بھی ہیں جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں (۱۱) اور اناج بھوسی والا اور خوشبودار پھول بھی (۱۲) پس (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۱۳) اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجنے والی مٹی سے پیدا کیا (۱۴) اور جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا (۱۵) پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۱۶) وہ دونوں مشرقوں کا بھی رب ہے اور دونوں مغربوں کا بھی (۱۷) پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ
وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾ وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي
الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾ ع

جھٹلاؤ گے؟ (۱۸) اس نے دو دریا رواں کئے کہ باہم مل جائیں (۱۹) ان کے درمیان پردہ ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے (۲۰) پھر تم اپنے رب کی کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے؟ (۲۱) ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں (۲۲) پس تم اپنے رب کی کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے (۲۳) اور سمندر میں جہاز پہاڑوں کی طرح اونچے اٹھے ہیں سب اسی کے ہیں (۲۴) پس تم اپنے رب کے کون کون سے احسانات کو جھٹلاؤ گے؟ (۲۵)

آیت ۱۰: خالق نے جیسے آسمان بلند کیا اسی طرح زمین بچھادی اور اس میں سربفلک پہاڑوں کی میخیں ٹھوک دیں تاکہ جاندار چل سکیں اور راحت سے زندگی بسر کر سکیں پھر انسان بھی مختلف شکل و رنگ کے مختلف زبانوں والے زمین کے تمام گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۱۱: پھلوں کے ساتھ کھجور کا الگ ذکر فرمایا ہے اس لئے کہ کھجور میں دوسرے پھلوں کی نسبت زیادہ غذائی اجزاء پائے جاتے ہیں اور کھجور اور پانی دو چیزیں مل کر مکمل غذا بن جاتی ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ بعض دفعہ ہمارے گھر میں دو دو ماہ تک چولہا نہیں جلتا تھا اور ہمارا گذارا صرف دو کالی چیزوں (کھجور اور مٹکے کا پانی) پر ہوتا تھا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2379) (تیسیر القرآن)

آیت ۱۳: مذکورہ بالا آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے جن وانس کیلئے اپنی گونا گوں نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد اس آیت کریمہ میں انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، یہ انگنت نعمتیں تم سے تقاضا کرتی ہیں کہ ان احسانات کا دل سے اعتراف کرو اور زبان و عمل سے اس کا شکر ادا کرتے رہو۔

امام شوکانی نے قرطبی کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنی نعمتوں کا ذکر کر کے جن وانس کو ان کی یاد دلائی ہے اور ہر دو نعمت کے ذکر کے درمیان آیت (فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) ''اے جن وانس! تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے'' کے ذریعہ بار بار اپنی نعمتوں کو یاد دلا کر ان کی تنبیہ کرنی چاہی ہے، ویسے ہی جیسے ایک آدمی کسی شخص پر مسلسل احسان کرتا رہتا ہے اور وہ شخص مسلسل احسان فراموشی کرتا رہتا ہے تو وہ آدمی اس سے کہتا ہے کہ کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ تم محتاج و فقیر تھے تو میں نے تمہیں پیسے دے دے کر مالدار بنا دیا تھا، کیا تم اس کا انکار کر سکتے ہو؟ کیا تمہیں یاد ہے کہ تمہارے پاس سواری نہیں تھی تو میں نے تمہیں سواری دی تھی، کیا تم اس کا انکار کر سکتے ہو؟ حسین بن فضیل کا قول ہے کہ اس آیت کے تکرار سے مقصود بندوں کو تنبیہ کرنی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی غفلت دور کرنی ہے تا کہ وہ اپنے رب کی طرف رجوع کریں اور ہر حال میں اس کا شکر گزار رہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۱۶ ۔ ۱۷: اللہ تعالیٰ ہر اس چیز کا رب ہے جس پر آفتاب و ماہتاب اور دیگر روشن ستارے طلوع اور غروب ہوتے ہیں اور ان کے طلوع و غروب ہونے میں جن و انسان کیلئے بے شمار فائدے ہیں جیسے موسموں کا بدلنا، اور ہر موسم میں پائی جانے والی نعمتیں، تو اے جن و انسان، تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے؟ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۱۹: اللہ تعالیٰ نے میٹھے اور کھارے پانی کے دو سمندروں کو ایک ساتھ جاری کیا ہے، دونوں ایک ساتھ بہتے رہتے ہیں اور کیا مجال کہ دونوں ایک دوسرے سے مل جائے اور ایک دوسرے کی خاصیت و خوبی کو زائل کر دیں۔ ایک کا پانی میٹھا ہوتا ہے جسے انسان پیتا ہے اور اپنے درختوں اور کھیتوں کو سیراب کرتا ہے اور دوسرے کا پانی کھارا ہوتا ہے جس سے ہوا خوشگوار ہوتی ہے اور مچھلیاں، موتی اور مرجان پیدا ہوتے ہیں، اور موتی مرجان اگرچہ کھارے سمندر سے نکلتے ہیں لیکن چونکہ دونوں سمندروں کے امتزاج اور آپس میں ملنے کا ان کے پائے جانے میں دخل ہے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ موتی اور مرجان دونوں سمندروں سے نکلتے ہیں، تو اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے؟ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۲۴: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنی عقل عطا فرمائی کہ اس نے بڑے اونچے اونچے جہاز تیار کر لئے جو مہیب سمندر کی تلاطم خیز موجوں کو چیرتے چلے جاتے ہیں لہٰذا انسان کے اس فعل کی نسبت اللہ تعالیٰ نے براہ راست اپنی طرف کی ہے کہ یہ جہاز دراصل انسان کی ملکیت نہیں ہماری ملکیت ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿٢٩﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٠﴾

زمین پر ہر چیز فانی ہے (۲۶) فقط آپ کے رب کی ذات ہی باقی رہ جائے گی جو عزت اور بزرگی والی ہے (۲۷) پس تم اپنے رب کی کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے؟ (۲۸) ارض و سماوات میں جو ہیں سب اسی سے مانگتے، وہ ہر روز ایک نئی شان میں ہے (۲۹) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۳۰)

آیت ۲۶: زمین پر حرکت کرنے والے جتنے حیوانات ہیں، سب فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے، مخلوقات میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا، صرف باری تعالیٰ کی ذات باقی رہ جائے گی جو بڑی عظمت و بلندی اور بڑی کبریائی والا ہے۔

مفسرین نے (كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ) کی تفسیر کے ضمن میں مندرجہ ذیل فوائد کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ جب زندگی کے ایام محدود ہیں تو اسے اللہ کی عبادت میں گذارنا چاہئے۔

۲۔ دنیا کی ہر نعمت زوال پذیر ہے، اس لئے اللہ سے ہی لو لگانے میں ہر بھلائی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۔ تکلیف ومصیبت میں صبر کرنا چاہئے، اس لئے کہ یہاں کی خوشی اور غم دونوں عارضی ہیں۔
۴۔ اللہ کو چھوڑ کر غیروں کو معبود نہ بنانا چاہئے، اس لئے کہ زائل وفانی معبود نہیں ہوسکتا۔(تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن)

آیت ۲۹: اس آیت میں رب نے اپنی شانِ استغناء ظاہر فرمائی کہ وہ کسی کا محتاج نہیں سب سے بے نیاز ہے اور تمام مخلوق ہر حاجت میں اس کی محتاج ہے اس کی بے شمار نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہی ہے، سب زبانِ حال وقال سے اللہ ہی سے مانگ رہے ہیں۔
(تفسیر ابن کثیر)

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾

اے دونوں جماعتیں ہم عنقریب تمہارے لئے فارغ ہونگے (۳۱) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۳۲) اے جن وانس کے گروہ! اگر تم ارض وسماوات کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو بھاگ کر دیکھو تم انتہائی زور کے بغیر نہیں نکل سکو گے (۳۳) پس تم اپنے رب کی کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے؟ (۳۴) تم پر آگ کے شعلے اور سخت گرم دھواں چھوڑا جائیگا پھر تم بچاؤ نہ کر سکو گے (۳۵) پس تم اپنے رب کی کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے؟ (۳۶)

آیت ۳۳۔۳۴: اللہ کے حکم وتقدیر سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے وہ تمہیں گھیرے ہوئے ہے اس سے بچ کر جانہیں سکتے اسکا فیصلہ تم پر جاری ہی ہوکر رہے جدھر بھاگ کر جاؤ گے پکڑ لئے جاؤ گے یہ میدان حشر کا بیان ہے موقف میں تمام مخلوق کو چاروں طرف سے فرشتے گھیرے ہوئے ہونگے، جنکی سات صفیں ہونگی کوئی شخص اپنی جگہ سے کھسک ہی نہ سکے گا (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۳۵: امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "طریق الہجرتین" میں ان آیات کی تفسیر میں یہ بات لکھی ہے کہ جب کفار جہنم کے چنگھاڑنے کی آواز سنیں گے، تو مارے دہشت کے بھاگیں گے، لیکن جدھر جائیں گے، فرشتوں کو صفیں باندھے پائیں گے، تو اپنی پہلی جگہ پر لوٹ آئیں گے (تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن)

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾

جس وقت آسمان پھٹ جائیگا تو تلچھٹ کی طرح سرخ ہو جائیگا (۳۷) پس تم اپنے رب کی کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے؟ (۳۸) اس دن کسی انسان یا جن سے اسکا گناہ نہ پوچھا جائیگا (۳۹) پس تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾

وقف لازم ۲ ع ۱۲

(۴۰) مجرم اپنے چہرے کے نشانوں سے پہچانے جائینگے، انہیں پیشانی کے بالوں اور قدموں سے پکڑا جائیگا (۴۱) پس تم اپنے رب کی کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے؟ (۴۲) یہ وہ جہنم ہے جسے مجرم جھٹلاتے تھے (۴۳) وہ اس جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر لگائینگے (۴۴) پس تم اپنے رب کی کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے؟ (۴۵)

آیت ۳۹: جب قیامت واقع ہوگی اور مردے اپنی قبروں سے نکل کر میدانِ حشر کی طرف دوڑیں گے، اس دن کسی جن و انس سے اس کے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا، کیوں کہ سب اپنی اپنی پیشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران آیت ۱۰۶ میں فرمایا کہ "جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ" اور یہاں (۴۱) میں فرمایا کہ اس دن مجرمین اپنی خاص نشانیوں کے ذریعہ پہچانے جائیں گے اور فرشتے ان کی ٹانگوں کو ان کی پیشانیوں سے ملا کر باندھ دیں گے اور گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیں گے۔ اور جہنم اور جہنمیوں کی یہ دلفگار منظر کشی یقیناً ایک نعمت ہے کہ آدمی جہنم کی ہولناکیوں کو یاد کر کے اپنی اصلاح کر سکتا ہے، اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ اے جن و انس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے؟ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۴۴: شدت حرارت کی وجہ سے اہل دوزخ کو بار بار پیاس لگے گی اور وہ گرم پانی کے چشموں کی طرف دوڑیں گے جو گرمی کی وجہ سے کھول رہے ہیں، انہیں کھولتا پانی پلا کر واپس لایا جائے گا، تو پھر جلد ہی انہیں پیاس پھر ستانے لگی پھر وہ انہیں چشموں کی طرف دوڑیں گے اور یہ عمل لگاتار جاری رہے گا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَ جَنَا الْجَنَّتَيْنِ

اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کیلئے دو باغ ہونگے (۴۶) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۴۷) وہ بڑی بڑی شاخوں والے (۴۸) پس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے (۴۹) دونوں میں دو چشمے جاری ہوں گے (۵۰) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۵۱) اور دونوں میں ہر پھل کی دو قسمیں ہوں گی (۵۲) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۵۳) جنتی ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے ہونگے جنکے استر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾
فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ
قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ
الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾

موٹے ریشم کے ہوں گے اور ان دونوں باغوں کے پکے ہوئے پھل لٹک رہے ہوں گے (۵۴) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۵۵) ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہونگی جنہیں اس سے پہلے کسی جن وانس نے چھوا تک نہ ہوگا (۵۶) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے (۵۷) وہ ایسے ہوں گے جیسے ہیرے اور مرجان (۵۸) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۵۹) کیا احسان کا بدلہ صرف احسان ہی ہے؟ (۶۰) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۶۱)

آیت ۴۶: اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان اور جنوں کو اپنی بہت ساری دینی و دنیوی نعمتوں کی یاددلائی ہے اور اب مندرجہ ذیل آیات کریمہ میں اپنی بعض ان نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو وہ اپنے جنتی بندوں کو آخرت میں دیگا۔ مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب مجرمین کا انجام بیان کیا جا چکا تو اب ان اہل تقویٰ کا ذکر کیا جا رہا ہے جو دنیا میں اپنی زندگی اللہ سے ڈرتے ہوئے گذارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص روز حساب اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے، اس لئے فرائض کی پابندی کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اسے اس کا رب دو جنتیں دے گا ایک ترکِ معاصی کے بدلے اور دوسری عملِ صالح کے بدلے، کہا جاتا ہے کہ ایک کا نام جنتِ عدن ہے اور دوسرے کا جنتِ نعیم۔

"وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ" کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص اس بات سے ڈرتا ہے کہ اس کا رب اس کے احوال کی خبر رکھتا ہے اور اس کے اقوال وافعال پر مطلع ہے اسے آخرت میں دو جنتیں ملیں گے، پس جن وانس اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا انکار کریں گے؟ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۵۴: اہلِ جنت کے بستروں کا وہ حصہ جو زمین سے لگا ہوگا جب وہ بیش بہا اور نازک ترین ریشم کا بنا ہوگا تو پھر اس کے ظاہری حصہ کا کیا عالم ہوگا۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا جب اہل جنت کے بستروں کا نچلا حصہ اعلیٰ ترین دیباج وحریر کا بنا ہوگا تو پھر ان کا ظاہری حصہ کیسا ہوگا؟ تو انہوں نے کہا کہ سورۃ السجدہ آیت ۱۷ (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ) "کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کیلئے پوشیدہ کر رکھی ہے" میں اللہ تعالیٰ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ان دونوں جنتوں کے پھل ہر جنتی کے بالکل قریب ہوں گے، کہا جاتا ہے کہ جنتی جب کوئی پھل توڑنا چاہے گا تو درخت اس کے قریب آجائے گا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۵۶ ـ ۵۷: فرشوں پر نیچی نگاہوں والی حوریں ہونگی جو اپنی شرمیلی اور رسیلی نگاہوں سے اپنے شوہروں ہی کو دیکھینگی کسی اور پر ہرگز نگاہ نہ ڈالینگی وہ جنت میں اپنے شوہروں سے زیادہ کسی کو خوبصورت، پیاری پیاری شکل کا اور دلربا نہ پائیں گی۔

وَ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ
وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي
الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾
لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ
خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ
وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾ ع ۳ ۱۴

اور انکے علاوہ دو باغ ہونگے (۶۲) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۶۳) دونوں گہرے سبز ہوں گے (۶۴) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۶۵) دونوں میں دو چشمے (فوارہ کی طرح) ابلتے ہوئے (۶۶) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۶۷) ان دونوں میں میوے اور کھجور اور انار ہوں گے۔ (۶۸) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۶۹) ان میں خوب سیرت اور خوبصورت عورتیں ہوں گی (۷۰) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۷۱) خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں (۷۲) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۷۳) انہیں پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا نہ ہوگا (۷۴) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۷۵) جنتی لوگ سبز اور نفیس نادر قالینوں پر تکیہ لگائے ہونگے (۷۶) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (۷۷) آپ کا رب جو بڑی بزرگی اور عزت والا ہے اس کا نام بھی بڑا بابرکت والا ہے (۷۸)

۶۲: آیت (۴۶) میں جن دونوں جنتوں کا ذکر آیا ہے اور جن کے نام بعض مفسرین نے جنت عدن اور جنت نعیم بتائے ہیں، ان کے علاوہ بھی دو جنتیں ہوں گی، جو پہلی دونوں سے درجے میں کم ہوں گی، پہلی دونوں عرش کے زیادہ قریب ہوں گی اور اللہ کے مقرب بندوں کو ملیں گی اور دوسری دونوں اصحاب الیمین کیلئے ہوں گی اور ان دونوں کے نام جنت الفردوس اور جنت الماویٰ بتائے گئے ہیں۔ ان دونوں جنتوں کے درخت بہت ہی گھنے ہوں گے اور ان پر ایسی ہریالی چھائی ہوگی کہ ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کا رنگ مائل بہ سیاہی ہوگا اور ان میں دو چشمے ہوں گے جن سے فوارے کی شکل میں پانی پھوٹ رہا ہوگا اور ان میں مختلف الانواع پھل ہوں گے اور ان پھلوں میں کھجور اور انار بھی ہوں گے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ ان دونوں کا ذکر خصوصی طور پر ان کی اہمیت وفضیلت کے پیش نظر کیا گیا ہے اور چونکہ جنت میں موجود مذکورہ بالا نعمتوں کی یاد دہانی سننے والوں کو عمل صالح کی ترغیب دلاتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۷۶۔۷۷: رفرف گدے، مسندیں اور جنت کے باغات عبقری غالیچہ، قالین، نئے غالیچے، منقش ریشم، جنت والوں کے گدے، تکئے جو سرخ زرد اور سبز ہوں گے، مطلب یہ ہے کہ جنتی سبز رنگین بڑھیا اور بیش بہا فرشوں، قالینوں اور مسندوں پر ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھے یا لیٹے ہونگے اونچے اونچے تخت ہوں گے اور ان پر صاف ستھرے یا پاکیزہ قیمتی منقش اور رنگین فرش ہونگے۔ یہ تخت جنت کے پُر بہار باغوں میں اور باغوں کی کیاریوں میں ہوں گے، فرش اعلیٰ قسم کے دھاری والے ریشم کے ہونگے جنتیوں کی پوشاکیں بھی ایسی ہی اعلیٰ قسم کی بیش بہا ہونگی دنیا کی کسی چیز سے جنتی چیزوں کی تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ (ابن کثیر)

آیت ۷۸: پروردگار کا ذاتی نام اللہ ہے اور رحمن ذاتی بھی ہے اور صفاتی بھی۔ باقی اللہ کے نام سب صفاتی ہے، ان میں سے ذوالجلال والاکرام بڑا بابرکت صفاتی نام ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود بھی بڑی بزرگی اور عزت والا ہے اور دوسروں کو عزت عطا کرنے والا اور ان پر لطف واحسان کرنے والا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ الواقعۃ

سورۃ الواقعہ مکی ہے اس میں ۹۶ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں۔

تعارف:اس سورہ کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ **سُوۡرَۃُ الۡغِنٰی** (تونگروں کی سورت) ہے اور جو شخص اس کو ہر رات پڑھے گا اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس سورت کی اس طرح کی فضیلت میں کوئی مستند روایت نہیں ہے۔ ہر رات پڑھنے والی اور بچوں کو سکھانے والی روایتیں بھی ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔ (الاحادیث الضعیفۃ للالبانی رحمہ اللہ) (احسن البیان)

اس سورہ میں قریش کے متکبرین کو آگاہ فرمایا گیا ہے کہ قیامت یقیناً آنے والی ہے جس میں ذرا برابر بھی شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔تمہیں لازماً ایک ایسے جہاں سے سابقہ پیش آنے والا ہے جس میں عزت وذلت کے اقدار اور پیمانے ان اقدار اور پیمانوں سے بالکل مختلف ہوں گے جو اس جہاں میں مصروف ہیں۔ وہاں عزت وسرفرازی ان کے لئے ہوگی جنھوں نے اس دنیا میں ایمان اور عمل صالح کی کمائی کی ہوگی۔ وہ مقربین اور اصحاب الیمین کے درجے پائیں گے۔ جنت کی تمام کامرانیاں انہی کا حصہ ہوں گی اور جو اسی دنیا کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں اور اسی کے عشق میں مگن ہیں وہ اصحاب الشمال میں ہوں گے اور ان کو دوزخ کے ابدی عذاب سے سابقہ پیش آئے گا۔

اٰیاتھا ۹۶ | ٥٦ سُوۡرَۃُ الۡوَاقِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ ٤٦ | رکوعاتھا ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ ۝۱ لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا
کَاذِبَۃٌ ۝۲ خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ ۝۳ اِذَا رُجَّتِ
الۡاَرۡضُ رَجًّا ۝۴ وَّبُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ۝۵
فَکَانَتۡ ہَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ۝۶ وَّ کُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا
ثَلٰثَۃً ۝۷

وقف لازم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

جب واقع ہونے والی قیامت واقع ہوگی (۱) تو اس کے وقوع کو کوئی جھٹلانے والا نہ ہوگا (۲) یہ تہہ و بالا کرنے والی ہوگی (۳) جب زمین یکبارگی ہلائی جائے گی (۴) اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے (۵) کہ وہ پراگندہ غبار ہو جائیں گے (٦) اس وقت تم تین گروہ بن جاؤ گے (۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۱: "اَلْوَاقِعَةُ" روزِ قیامت کا نام ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس دن کے آنے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور عربی قاعدہ کے اعتبار سے "اِذَا" کا ماضی کے صیغہ "وَقَعَتِ" کے پہلے آنا بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ قیامت کے دن کے آنے میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۵: یعنی زمین پر زلزلہ کسی مقامی سطح پر نہیں آئے گا، بلکہ ساری کی ساری زمین ہی لرزنے کپکپانے اور ہچکولے کھانے لگے گی۔ پہاڑوں کی گرفت زمین پر سے ڈھیلی پڑ جائے گی اور ایک پتھر دوسرے پر گر کر ریت کی طرح ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ پھر تیز ہوا پہاڑوں کے ذرات کو پراگندہ کر کے اڑاتی پھرے گی۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۷: اس وقت تمام لوگ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے، ایک اہل دوزخ، دوسرے اہل جنت اہل جنت کی پھر دو قسمیں ہوں گی۔ ایک مقربین کا گروہ، دوسرا عام صالحین کا اس طرح کل تین قسم کے گروہ بن جائیں گے (تیسیر القرآن)

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝۸ وَ
اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۝۹
وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝۱۰ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۱۱
فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۱۲ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳ وَ
قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۴ عَلٰى سُرُرٍ
مَّوْضُوْنَةٍ ۝۱۵ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝۱۶
يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝۱۷ بِاَكْوَابٍ
وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝۱۸ لَّا
يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ۝۱۹ وَ فَاكِهَةٍ
مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۝۲۰ وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا
يَشْتَهُوْنَ ۝۲۱ وَ حُوْرٌ عِيْنٌ ۝۲۲ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ
الْمَكْنُوْنِ ۝۲۳ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲۴
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝۲۵ اِلَّا
قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝۲۶

ایک تو دائیں ہاتھ والے ہونگے دائیں ہاتھ والوں کا کیا کہنا (۸) اور دوسرے بائیں ہاتھ والے ہونگے بائیں ہاتھ والوں کا کیا کہنا (۹) اور تیسرے سبقت کرنیوالے تو بہرحال سبقت کرنیوالے ہیں (۱۰) یہی لوگ مقرب ہیں (۱۱) جو نعمتوں والے باغوں میں ہونگے (۱۲) پہلوں میں سے بہت ہونگے (۱۳) اور پچھلوں میں سے کم (۱۴) مرصع تختوں پر (۱۵) آمنے سامنے تکیہ لگائے ہونگے (۱۶) ہمیشہ نوجوان رہنے والے (خدمتگار) لڑکے چکر لگائینگے (۱۷) جاری چشمہ سے ستھری شراب کے جام وساغر اور آبخورے لئے پھریں گے (۱۸) نہ اس سے سر درد ہوگا اور نہ عقل میں فتور آئے گا (۱۹) انہیں وہ پھل ملیں گے جو وہ پسند کریں گے (۲۰) نیز پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے (۲۱) اور بڑی آنکھوں والی حوریں (۲۲) جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی (۲۳) یہ ان اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ کرتے رہے (۲۴) وہاں کوئی لغو اور گناہ کی بات نہ سنیں گے (۲۵) وہ بس سلام سلام ہی کہا کریں گے (۲٦)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۱۰: اس آیت میں سبقت کرنے والوں کا بیان ہے یعنی وہ لوگ مراد ہیں جو انبیاء کی دعوت اور نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں، سبقت کرنے والے ہر امت میں ہیں، یہ سب سے پہلے مسجد میں اور اللہ کی راہ میں جانے والے ہیں، دراصل بھلائیوں میں سبقت کرنے والوں میں یہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۱۱۔ ۱۲: یہ اللہ سے بہت ہی قریب ہوں گے اور بہاروں والی جنت میں ہوں گے۔

آیت ۱۳ : ثُلَّةٌ : اس بڑے گروہ کو کہا جاتا ہے جس کا گننا ناممکن ہو۔ کہا جاتا ہے کہ اولین سے مراد آدمؑ سے لیکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کی اُمت کے لوگ ہیں اور آخرین سے اُمت محمدیہ کے افراد۔ مطلب یہ ہے کہ پچھلی اُمتوں میں سابقین کا ایک بڑا گروہ ہے۔ کیونکہ اس کا زمانہ بہت لمبا ہے۔ جس میں ہزاروں انبیاء کے سابقین شامل ہیں۔ ان کے مقابلے میں اُمت محمدیہ کا زمانہ (قیامت تک) تھوڑا ہے۔ اس لئے ان میں سابقین بھی بہ نسبت گزشتہ اُمتوں کے تھوڑے ہوں گے۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اُمید ہے کہ تم جنتیوں کا نصف ہو گے۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۰۰)

آیت ۱۷: ان کی خدمت کیلئے ہر دم ان کے اردگرد ایسے لڑکے موجود ہوں گے جو نہ بوڑھے ہوں گے اور نہ ان کی شکلیں بدلیں گی اور نہ وہ مریں گے، بعض کہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے چھوٹے بچے ہوں گے جو کوئی صالح عمل کرنے سے پہلے مر گئے تھے، بعض کا خیال ہے کہ وہ مشرکین کے بچے ہوں گے اور تیسرا قول جو بعید از امکان نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں اہل جنت کی خدمت کے لئے پیدا کرے گا۔ واللہ اعلم۔

وہ بچے اللہ کے ان مقرب بندوں کو انواع واقسام کے پیالوں میں مختلف قسم کی مشروبات اور شراب بھر بھر کے پیش کریں گے جن سے ان کے کام ودہن غایت درجہ لطف اندوز ہوں گے جن کے پینے سے انہیں نہ کوئی تکلیف ہوگی نہ نشہ آئے گا اور نہ ہی ان کی عقل متاثر ہوگی (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۲۳: حوریں چمک دمک اور صفائی و آبداری میں درمکنون کی طرح ہوں گی۔ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنَ (الصافات:۴۹) گویا وہ چھپے ہوئے انڈے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ؕ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۙ﴿۲۸﴾ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۙ﴿۲۹﴾ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ﴿۳۰﴾ وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ﴿۳۱﴾ وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۙ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ ۙ﴿۳۳﴾ وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ؕ﴿۳۴﴾ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۙ﴿۳۵﴾	اور دائیں ہاتھ والے کیا خوش نصیب ہیں دائیں ہاتھ والے (۲۷) جو بے خار بیریوں (۲۸) ایک دوسرے پر تہ بہ تہ چڑھے ہوئے کیلوں (۲۹) دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں (۳۰) اور پانی کے آبشاروں (۳۱) اور بافراط پھلوں میں (۳۲) جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ روکے جائینگے (۳۳) اور اونچی مجلسوں پر بیٹھے ہونگے (۳۴) ہم ان حوروں کو عجیب انداز

فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾
ع۸ ۱۴ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾
وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾

سے پیدا کرینگے (۳۵) انہیں باکرہ بنائینگے (۳۶) محبت کرنے والی ہم عمر ہوں گی (۳۷) یہ داہنے ہاتھ والوں کیلئے ہوگا (۳۸) جو پہلوں میں بہت سے ہوں گے (۳۹) اور پچھلوں میں سے بھی بہت سے (۴۰)

آیت ۳۴: ان کیلئے تختوں پر حریر و دیباج کے بنے نہایت قیمتی اور اعلیٰ قسم کے بستر لگے ہوں گے، بعض مفسرین کا خیال ہے کہ ''فرش'' سے مراد جنت میں پائی جانے والی عورتیں ہیں، جو حسن و جمال میں یکتا ہوں گی، اہل جنت کی لطف اندوزی کیلئے عالی شان بستروں پر جلوہ افروز ہوں گی۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۳۹: ایک جماعت ان مومنوں کی ہوگی جو آدمؑ سے لیکر نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے تک اللہ پر ایمان لائے اور عمل صالح کر کے اپنے رب کی رضا حاصل کی اور ایک جماعت امت محمدیہ کی ہوگی جیسا کہ صحیح مسلم کی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ اہل جنت کی آدھی تعداد امت محمدیہ سے ہوگی۔

ابوالعالیہ، مجاہد، عطا اور ضحاک وغیرہم کا خیال ہے کہ ''ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ'' سے مراد امت محمدیہ کے دور اول کے لوگ ہیں اور ''ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ'' سے مراد نیک لوگ ہیں جو دور اول کے بعد آئے اور وہ تمام صالحین امت محمدیہ ان میں شامل ہیں جو قیامت تک پیدا ہوں گے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ
سَمُوْمٍ وَّ حَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا
بَارِدٍ وَّ لَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ
مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ
الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا
تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا
الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾
لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ
اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ
شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾

اور بائیں ہاتھ والے جو ہونگے تو انکی بدبختی کا کیا کہنا (۴۱) وہ لو اور کھولتے پانی میں ہونگے (۴۲) اور سیاہ دھویں کے سائے میں ہونگے (۴۳) جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام دہ (۴۴) بلاشبہ وہ اس سے پہلے عیش کیا کرتے تھے (۴۵) اور گناہ عظیم پر اڑے ہوئے تھے (۴۶) اور کہتے تھے جب ہم مرجائینگے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائینگے تو کیا پھر اٹھائے جائینگے؟ (۴۷) اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی؟ (۴۸) آپ ان سے کہئے بلاشبہ پہلے بھی اور پچھلے بھی (۴۹) سب کے سب ایک معلوم دن کو اکٹھے کئے جائینگے (۵۰) پھر بلاشبہ تم اسے جھٹلانے والے گمراہ ہو (۵۱) تمہیں زقوم کا درخت کھانا ہوگا (۵۲) اسی سے تم اپنا پیٹ بھرو گے (۵۳) پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پینا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾

ہوگا (۵۴) جسے تم پیاس بیماری والے اونٹ کی طرح پیو گے (۵۵) جزاوسزا کے دن یہی ان کی مہمانی ہوگی (۵۶)

آیت ۴۵-۴۶: یہ لوگ ان ہولناک سزاؤں کے اس لئے مستحق ہوئے کہ دنیا میں نازونعمت میں پل بڑھ رہے تھے اللہ کی نعمتوں میں مست ومگن تھے کھاتے تھے غراتے تھے دنیوی لذتوں پر فریفتہ تھے، رسول کی باتیں سننے کے روادار نہ تھے بڑے بڑے گناہ کرتے تھے اور ذرا نہیں شرماتے تھے، گناہ کر کے فخر کرتے تھے اور توبہ نہیں کرتے تھے کفروشرک اور بت پرستی ان کے خاص شوق کی چیزیں تھیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۵۲: تھوہر کا درخت جس کے پتے چوڑے، موٹے، بڑے بڑے اور خاردار ہوتے ہیں، ذائقہ میں نہایت کڑوا اور اس کا لعاب زہریلا ہوتا ہے، بدن کے کسی حصے سے لگ جائے تو پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں (تیسیر القرآن)

آیت ۵۶: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن (اصحاب الشمال) کی جہنم کی کھائی میں یہی میزبانی ہوگی جس کا اوپر ذکر ہوا۔ عربی زبان میں ''نزل'' اس ہلکے پھلکے کھانے کو کہا جاتا ہے جو مہمان کی آمد کے بعد فوراً پیش کیا جاتا ہے، پھر اس کے بعد نہایت اہتمام کے ساتھ پر تکلف کھانا پیش کیا جاتا ہے، تو اس عذاب کی شدت کا کیا عالم ہوگا جو انہیں ہمیشہ کیلئے جہنم میں دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے جسموں پر جہنم کی آگ کو حرام کردے۔ (حوالہ سابق)

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَ نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾

ہم نے تمہیں پیدا کیا تو پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے؟ (۵۷) بھلا دیکھو جو منی تم ٹپکاتے ہو (۵۸) تو اس بچہ کو تم پیدا کرتے ہو یا اسے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟ (۵۹) ہم نے تمہارے درمیان موت کو مقرر کردیا ہے اور ہم اس بات سے عاجز نہیں ہے (۶۰) کہ تمہاری صورتیں بدل ڈالیں اور تمہیں ایسی صورت میں پیدا کردیں جو تم نہیں جانتے (۶۱) اپنی پہلی پیدائش کو تم خوب جانتے ہو، پھر تم کیوں سبق حاصل نہیں کرتے؟ (۶۲) بھلا دیکھو جو تم بیج بوتے ہو (۶۳) تو اس سے کھیتی تم اگاتے ہو یا اگانے والے ہم ہیں؟ (۶۴) اگر ہم چاہیں تو اسے بھس بنادیں (۶۵) پھر تم باتیں بناتے رہو (۶۶) کہ ہم پر تو الٹی چٹی پڑ گئی بلکہ ہمارے نصیب ہی پھوٹ گئے (۶۷) بھلا دیکھو جو پانی تم پیتے ہو (۶۸) کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ
الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْ
لَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِىْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾
ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ﴿۷۲﴾
نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾
فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ ع ۲ ۱۵

اسے بادل سے تم نے اتارا یا اتارنے والے ہم ہیں؟ (۶۹) اگر ہم چاہیں تو اسے کھارا بنا دیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے؟ (۷۰) بھلا دیکھو جو آگ تم جلاتے ہو (۷۱) تو اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا تھا یا اسے پیدا کرنے والے ہم ہیں (۷۲) ہم نے اس درخت کو یاد دہانی کا ذریعہ اور مسافروں کے فائدے کی چیز بنا دیا ہے (۷۳) لہٰذا اپنے رب کے نام کی تسبیح کرو جو بڑی عظمت والا ہے (۷۴)

آیت ۵۷: اہل قریش بعث بعد الموت کی تکذیب کرتے تھے اور کہتے تھے یہ ناممکن ہے کہ جب ہم گل سڑ کر مٹی ہو جائینگے اور صرف ہماری ہڈیاں رہ جائینگی تو دوبارہ زندہ کئے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس ملحدانہ شبہ کی تردید کیلئے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے تمہیں اس وقت پیدا کیا جب تم کچھ بھی نہیں تھے، تو جو ذات تمہیں پہلی بار پیدا کرنے پر قادر تھی کیا تمہیں دوبارہ پیدا نہیں کر سکے گی؟ دوبارہ پیدا کرنا تو زیادہ آسان ہے، تمہاری عقل میں یہ بات کیوں نہیں آتی ہے؟ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۶۰: ہم نے تم میں سے ہر ایک کیلئے موت کو حتمی قرار دیا ہے جو اس بات کی خبر دیتی ہے کہ تم ہمارے قبضہ سے باہر نہیں ہو اور یہ کہ تم بے کار پیدا نہیں کئے گئے تھے اور نہ یہ بات صحیح ہے کہ تم مر کر مٹی میں مل جاؤ گے اور دوبارہ اٹھائے نہیں جاؤ گے، بلکہ تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور تمہارے اعمال کا تم سے حساب لیا جائے گا۔

آیت ۶۲: اے اہلِ قریش تم اپنی پہلی تخلیق کو کیوں بھول جایا کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے منی کے ایک قطرہ کو رحم مادر میں پہنچایا پھر اسے منجمد خون بنایا، پھر اسے گوشت کا لوتھڑا بنایا اور پھر ایک مکمل انسان بنا کر رحم مادر سے باہر نکالا، تو تم اپنی تخلیق ثانی کو تخلیق اول پر قیاس کیوں نہیں کرتے، کیوں تمہاری عقلوں میں یہ بات نہیں آتی کہ جو قادر مطلق ذات تمہیں پہلی بار ایک حقیر قطرہ سے پیدا کرنے پر قادر تھی وہ تمہیں دوبارہ بآسانی پیدا کریگی اسمیں حیرت و استعجاب کی کوئی گنجائش نہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۶۸: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میٹھا پانی جسے تم پیتے ہو اور اپنی پیاس بجھاتے ہو اسے بادل سے بارش کی شکل میں زمین پر تم برساتے ہو یا ہم؟ جواب ظاہر ہے کہ اسے اللہ برساتا ہے، جب تمہیں اس کا اعتراف ہے تو پھر باری تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف کیوں نہیں کرتے ہو اور اس بات کو کیوں نہیں مانتے کہ وہ قادر مطلق قیامت کے دن تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۷۱: چقماق پتھر سے آگ تم پیدا کرتے ہو یا ہم؟ کیا آگ کے درختوں کو تم نے ایجاد کیا ہے یا ہم نے ہی آگ کے مقام پر آگ محفوظ فرمائی اور اسے امانت رکھا۔ (عرب ملک میں دو درخت پائے جاتے ہیں جن کو مرخ ۱؎ اور غفار ۲؎ کہا جاتا ہے ان درختوں کی سبز ٹہنیاں رگڑ کھاتی ہیں تو آگ کی چنگاری جھڑتی ہے۔

پھر فرمایا ہم نے آگ کو تذکرہ بنایا یعنی یاد دلانے والی تاکہ اسے دیکھ کر جہنم کی آگ یاد رکھو ایک حدیث میں آیا ہے لوگو یہ تمہاری آگ جس کو تم جلاتے ہو جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔

خواہ انسان مقیم ہو یا مسافر ہر حال میں آگ ہی سے کھانا تیار کرتا ہے، یعنی تمام لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، امیر، غریب، دیہاتی، شہری، مقیم، مسافر، عورت، مرد سب اس سے پکاتے بھونتے تاپتے اور روشنی کرتے ہیں، پھر اللہ کی مہربانی ملاحظہ ہو کہ اس نے آگ پتھروں میں اور خالص لوہے میں ودیعت فرمادی کہ مسافر آسانی سے سفر کے سامان میں پتھر یا لوہا رکھ سکیں جب کہیں پڑاؤ ڈالیں تو پتھر یا لوہے سے آگ کی چنگاریاں نکال کر اسے استعمال کر لیں (ابن کثیر)

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْ لَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَ اَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْ لَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ

میں ستاروں کے محل وقوع کی قسم کھاتا ہوں (۷۵) اور اگر تم سمجھو تو یقیناً یہ ایک بہت بڑی قسم ہے (۷۶) کہ یہ قرآن بلاشبہ بلند پایہ کتاب ہے (۷۷) جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے (۷۸) جسے پاکیزہ لوگوں کے سوا کوئی نہیں چھو سکتا (۷۹) یہ رب عالم کی طرف سے نازل ہوا (۸۰) پھر کیا تم اس کلام سے مداہنت کر رہے ہو؟ (۸۱) اور اس میں اپنا حصہ تم نے یہ رکھا ہے کہ اسے جھٹلاتے ہو (۸۲) پھر ایسا کیوں نہیں کہ جب جان ہنسلی کو پہنچ جاتی ہے (۸۳) اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو (۸۴) اور ہم اس وقت تم سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم دیکھ نہیں سکتے (۸۵) پھر اگر تم کسی کے محکوم نہیں (۸۶) اور اگر تم (اپنی ذات میں) سچے ہو تو اس جان کو لوٹا کیوں نہیں لیتے؟ (۸۷) ہاں اگر وہ مرنے والا مقربین سے ہے (۸۸) تو اس کیلئے راحت، عمدہ رزق اور نعمتوں والی جنت ہوگی (۸۹) اور اگر وہ دائیں ہاتھ والوں سے ہوگا (۹۰) تو اے دائیں ہاتھ والے تجھ پر سلامتی ہو (۹۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں سے ہوگا (۹۲) تو کھولتا پانی اس کی ضیافت ہوگی (۹۳) اور وہ جہنم میں دھکیل دیا جائیگا (۹۴) یہ سب کچھ یقیناً حق ہے (۹۵) لہٰذا آپ اپنے رب کے نام کی تسبیح کرتے رہیے جو بڑی عظمت والا ہے (۹۶)

آیت ۸۶۔۸۷: تم جزا اور زندگی بعد الموت کو نہیں مانتے اور کسی کے زیر فرمان نہیں ہو تو روح نکلنے کیوں دیتے ہو کیوں اسے لوٹا نہیں دیتے، دیکھو جیسے ہم نے جسم میں روح ڈالی تھی آج ہم ہی اسے نکال رہے ہیں، اور اسی طرح دوبارہ ڈال دیں گے جب تمہارا موت وحیات میں ذرا سا بھی دخل نہیں تو زندگی بعد الموت میں کیوں دخل دیتے ہو اور اسے مانتے کیوں نہیں؟ (ابن کثیر)

آیت ۹۰۔۹۱: اگر مرنے والا اصحاب یمین میں سے ہے تو فرشتے اسے مژدہ سناتے ہیں کہ آپ کیلئے سلامتی ہی سلامتی ہے اور چین ہی چین ہے، فکر کی کوئی بات نہیں آپ اصحاب الیمین میں سے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الحدید

سورۃ الحدید مدنی ہے اس میں ۲۹ آیتیں اور ۴ رکوع ہیں۔

تعارف: یہ سورہ سابق سورۃ الواقعہ کی مثنیٰ ہے۔ اگر چہ دونوں میں مکی اور مدنی ہونے کے اعتبار سے فی الجملہ زمانی اور مکانی بعد ہے لیکن معنوی اعتبار سے دونوں میں غایت درجہ ربط اور اتصال ہے۔ اس سورہ میں خاص طور پر مسلمانوں کو مخاطب کر کے ان کو سابقین اولین کی صف میں اپنی جگہ پیدا کرنے پر اُبھارا ہے اور اس کا طریقہ بتایا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے پہلے جو لوگ جہاد و انفاق کریں گے وہ سابقین کے زمرے میں شامل ہوں گے اور ان کا مرتبہ ان لوگوں سے اونچا ہو گا جو فتح مکہ کے بعد جہاد و انفاق کی سعادت حاصل کریں گے۔ اگر چہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ دونوں ہی سے اچھا ہے تاہم تقرب الٰہی کے اعتبار سے دونوں میں جو فرق ہے وہ واضح ہے۔ اس ضمن میں ان مسلمانوں کو جہاد اور انفاق پر اُبھارا گیا ہے۔

آیاتها ۲۹ ۵۷ سُوۡرَۃُ الۡحَدِیۡدِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۴ رکوعاتها ۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱﴾ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۚ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲﴾ ہُوَ الۡاَوَّلُ وَ الۡاٰخِرُ وَ الظَّاہِرُ وَ الۡبَاطِنُ ۚ وَ ہُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۳﴾ ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ؕ یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا یَخۡرُجُ مِنۡہَا وَ مَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ارض و سماوات میں جو مخلوق ہے اللہ کی تسبیح کر رہی ہے اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے (۱) ارض و سماوات میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۲) وہی اول ہے اور وہی آخر ہے وہ ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی، اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (۳) اسی نے ارض و سماوات کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو نکلتی ہے اسے بھی، جو چیز آسمان سے اتری ہے وہ اسے جانتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اسے بھی اور جہاں کہیں تم ہو وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْرُجُ فِيهَا ۗ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۗ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴﴾ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۵﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۗ وَ هُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۶﴾	تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے (۴) ارض وسماوات کی حکومت اسی کی ہے اور سب معاملات اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں (۵) وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دلوں کے راز تک جانتا ہے (۶)

آیت ۱۔۳: حیوانات ونباتات سب اللہ کی تسبیح بیان کر رہے ہیں، تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ (الاسراء: ۴۴) آیت نمبر ۲ میں فرمایا کہ دنیا میں اس کا اختیار ہے، وہی اس کا مالک ہے، موت وزندگی اسی کے قبضے میں ہے۔

بوزمیل (ابن عباس سے) میرے دل میں جو وسوسہ ہے اسے بیان نہیں کرسکتا، فرمایا کیا ہے بولے کیا عرض کروں (مسکرا کر) کہا کچھ شک ہے؟ بھائی شک سے کوئی نہیں بچا قرآن میں ہے فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ (یونس: ۹۴) اگر اس میں جو آپ پر اتارا گیا کچھ شک ہو تو آپ سے پہلے جو کتابیں پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لیں دیکھئے آپ کے پاس آپ کے رب کی جانب سے سچائی آگئی ہے فرمایا جب دل میں وسوسہ گزرے تو "هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ" پڑھ لیا کرو

(ابوداؤد 5110 علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے)

آیت ۳: اس آیت میں اللہ کے پانچ صفاتی نام ہیں۔ (۱) اول (۲) آخر (۳) ظاہر (۴) باطن (۵) علیم۔

امام احمد، مسلم، ترمذی، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خادمہ کی ضرورت کا ذکر کیا۔ تو آپ نے انھیں نصیحت کی کہ وہ مندرجہ ذیل دعا پڑھا کریں۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَ النَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ۔ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اَقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ (صحیح مسلم حدیث نمبر 7064) (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۴: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''شرح حدیث النزول'' میں لکھا ہے کہ سورۃ الحدید اور اور سورۃ المجادلہ میں وارد ''معیت'' کی علمائے سلف کے نزدیک تفسیر یہ ہے کہ ''اللہ اپنے بندوں کے ساتھ اپنے علم کے ذریعہ ہے، امام ابن عبدالبر اور دیگر ائمہ نے صحابہ کرام اور تابعین کا اس پر اجماع نقل کیا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما، ضحاک مقاتل بن حیان، سفیان ثوری اور احمد بن حنبل وغیرہم سے یہی تفسیر مروی ہے (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ
مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ وَ مَا لَكُمْ لَا
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا
بِرَبِّكُمْ وَ قَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ
بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ
اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۹ وَمَا لَكُمْ اَلَّا
تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ
وَ الْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ
قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً
مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا
وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۰ ع ۱۷

اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن میں اس نے تمہیں جانشین بنایا ہے، جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور خرچ کیا ان کیلئے بہت بڑا اجر ہے (۷) تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے؟ حالانکہ رسول تمہیں دعوت دیتا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور وہ (اللہ) تم سے قرار بھی لے چکا ہے اگر تم واقعی ایمان لانے والے ہو (۸) وہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح آیات نازل کرتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے، اور اللہ تو یقیناً تم پر بڑا مہربان، رحم کرنے والا ہے (۹) اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟ حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کیلئے ہے، جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ اور جہاد کیا وہ برابر نہیں ہو سکتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو درجہ میں زیادہ ہیں ان سے جنہوں نے بعد میں خرچ اور جہاد کیا تاہم اللہ نے ہر ایک سے اچھا وعدہ کیا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے (۱۰)

آیت ۷: اس آیتِ کریمہ میں بندوں کو اللہ اور اس کے رسول پر ایسا یقینی ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے جس کا اثر ان کے عمل میں ظاہر ہو اور اللہ کے عطا کئے گئے مال و دولت سے اس کی راہ میں خرچ کرنا نفس پر گراں نہ گذرے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۱ۚ يَوْمَ تَرَى
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ
اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲ۚ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ
الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ

کون ہے جو اللہ کو قرض دے؟ اچھا قرض، جسے وہ اس کیلئے دو گنا بڑھا دے اور اسے عمدہ اجر دے (۱۱) اس دن آپ دیکھیں گے کہ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کا نور ان کے سامنے اور دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا، آج تمہیں ایسے باغوں کی بشارت ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے (۱۲) اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمانداروں سے کہیں گے "ہماری طرف دیکھو تا کہ ہم تمہارے نور سے روشنی حاصل کر سکیں، تو انہیں کہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُوْرَآءَكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّ لَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾

جائے گا پیچھے چلے جاؤ اور نور تلاش کرو، پھر ان کے درمیان ایک دیوار کردی جائے گی جس میں دروازہ ہوگا اس کے اندر تو رحمت ہوگی اور باہر عذاب ہوگا (۱۳) منافق مومنوں کو پکاریں گے کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے، کہیں گے ٹھیک ہے لیکن تم نے خود کو فتنہ میں ڈالا اور انتظار کرتے رہے اور شک میں رہے اور جھوٹی تمنائیں تمہیں دھوکہ میں ڈالے رہیں، حتیٰ کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور بڑا دھوکے باز اللہ کے بارے میں تمہیں دھوکہ دیتا رہا (۱۴) لہٰذا آج نہ تم سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ ان سے جنہوں نے کفر کیا، تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے وہی تمہاری نگران ہے اور یہ بدترین ٹھکانہ ہے (۱۵)

آیت ۱۱: مفسر ابوالسعود لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا، پھر ان لوگوں کو زجر و توبیخ کی جو بخل کی وجہ سے اسکی راہ میں خرچ نہیں کرتے، پھر اس کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے درجات بتائے اور اب آیت میں ایک مخصوص انداز میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی رغبت دلائی کہ جو شخص اس کی راہ میں خرچ کرے گا گویا وہ اسے قرض دے گا جس کا معاوضہ اسے بہرحال ملنا ہے۔

آیت میں ''قرض حسن'' سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ خرچ کرنے والے کی نیت اچھی ہو، اللہ کی راہ میں سب سے عمدہ مال خرچ کرے اور کوشش کرے کہ سب سے اچھی جگہ خرچ کرے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آیت سے مقصود جہاد کیلئے خرچ کرنا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مقصود بال بچوں پر خرچ کرنا ہے صحیح بات یہ ہے کہ آیت کا مفہوم عام ہے یعنی ہر کار خیر میں خرچ کرنا مقصود ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۱۲: مسلمانوں کو نیک عملوں کے مطابق نور ملے گا، میدان حشر میں ان کا نور ان کے آگے آگے اور دائیں جانب دور دور تک پھیلا ہوا ہوگا لوگ اپنے اپنے عملوں کے مطابق پل صراط سے گزر جائیں گے کسی کا نور پہاڑ جیسا ہوگا کسی کا کھجور کے درخت جیسا اور کسی کا کھڑے ہوئے آدمی جیسا بعض ایسے مومن ہوں گے جن کا نور محض ان کے قدموں پر ہی ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۱۳: اس فقرے کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ یہ روشنی ہمیں ایمان اور اعمال صالحہ کی بدولت حاصل ہوئی ہے اور ایمان اور اعمال صالحہ کمانے کا اصل مقام دنیا ہے جو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو، اب اگر تم روشنی چاہتے ہو تو یہ تمہیں دنیا سے ہی مل سکتی ہے اگر تم دنیا میں واپس جاسکتے ہو تو جاؤ اور وہاں یہ روشنی تلاش کرو اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ ایمانداروں کو ایمان اور اعمال صالحہ کی روشنی عملاً اس وقت عطا کی جائے گی جب انہیں تاریکی میں آگے بڑھنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ واپس اس مقام پر چلے جاؤ جہاں یہ نور تقسیم ہوا تھا اور وہاں جا کر اپنی روشنی تلاش کرو (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱۵: یہ غالباً مومنوں کی منافقوں سے گفتگو کا آخری حصہ ہے کہ جس مال و متاع کی خاطر دنیا میں تم نے منافقت اختیار کی تھی آج اگر وہ مال و متاع تمہیں مل بھی جائے تو وہ تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا وہ مال و دولت سارے کا سارا دیکر بھی تم عذاب جہنم سے بچ نہیں سکتے نہ ہم تمہیں اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۱۶ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۱۷

جو لوگ ایمان لائے ہیں کیا ان کیلئے وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر سے اور جو حق نازل ہوا ہے اس سے ان کے دل پسیج جائیں؟ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر ایک طویل مدت گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے، اور (آج) ان میں سے اکثر فاسق ہیں (۱۶) اور جان لو کہ اللہ ہی زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندگی بخشتا ہے، ہم نے تمہارے لئے آیات کھول کر بیان کر دی ہیں شاید کہ تم سمجھ سکو (۱۷)

آیت ۱۶: کہتے ہیں کہ دور تابعین میں فضیل بن عیاض ایک ڈاکو تھے، ایک دفعہ وہ اپنے اسی شغل یعنی ڈاکہ زنی اور لوٹ مار میں مشغول تھے کہ کسی نے بلند آواز سے یہی آیت (اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْ... الآیہ) پڑھی۔ اس آیت اور اس کے شیریں آواز کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ لرز گئے اسی وقت توبہ کی اور اپنا ڈاکہ زنی کا پیشہ ترک کر کے اللہ کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ پھر تقویٰ اختیار کر کے وہ مقام حاصل کیا کہ اس دور کے صالحین میں ان کا نام سرفہرست آتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۸ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۹

ع ۲ / ۱۸

مردوں اور عورتوں سے جو لوگ صدقہ کرنیوالے ہیں اور جن لوگوں نے اللہ کو قرض حسنہ دیا وہ ان کیلئے دگنا دیا جائے گا اور ان کیلئے عمدہ اجر ہوگا (۱۸) اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہی اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں انہیں (اپنے اعمال کے مطابق) اجر بھی ملے گا اور روشنی بھی اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلا دیا تو ایسے ہی لوگ اہل جہنم ہیں (۱۹)

آیت ۱۹: اللہ پر اور رسولوں پر ایمان لانے والے صدیق ہیں اور شہدا کیلئے ان کے رب کے پاس اجر و ثواب ہے۔
ابن مسعودؓ: لوگوں کی تین قسمیں ہیں، مصدق، صدیق، شہید فرمایا "مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (النساء:۶۹) جو اللہ کی اور اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ⑳ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ㉑

خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا، زینت اور تمہارے آپس میں فخر جتلانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش کرنا ایسے ہے، جیسے بارش ہوئی تو اس کی نباتات نے کاشت کاروں کو خوش کر دیا پھر وہ جوبن پر آتی ہے پھر تو اسے زرد پڑی ہوئی دیکھتا ہے پھر وہ بھس بن جاتی ہے، اور آخرت میں شدید عذاب ہے اور اللہ کی بخشش اور اس کی رضا ہے، اور دنیا کی زندگی تو محض متاع فریب ہے (۲۰) تم اپنے رب کی مغفرت اور جنت کو حاصل کرنے کیلئے سبقت کرو جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے وہ ان کیلئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے (۲۱)

آیت ۲۰: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بے ثباتی بیان فرمائی ہے اور مومنوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ دنیا لہو لعب سے عبارت ہے جس میں لوگوں کے قلوب اور ابدان سبھی مشغول ہو جاتے ہیں۔ پوری زندگی گذار دیتے ہیں اور ان کے دل اللہ کی یاد اور روز قیامت کے وعدہ و وعید سے غافل ہوتے ہیں اور زیب و زینت، لباس، کھانے پینے، عالی شان مکانات، عمدہ سواریوں اور دنیاوی جاہ و حشمت سے بلند ہو کر آخرت کے بارے میں انہیں سوچنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی اور ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنا اپنا حسب و نسب بیان کر کے اور کثرت مال و اولاد کا ذکر کر کے فخر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا کی عارضی چیزوں کی مثال بارش کی ہے جسکی وجہ سے زمین کے پودے لہلہا اٹھتے ہیں اور ان پودوں کو دیکھ کر کاشتکار خوب خوش ہوتے ہیں، ویسے ہی جیسے کفار دنیا کے زیب و زینت سے خوش ہوتے ہیں پھر وہ پودے خشک ہو کر زرد ہو جاتے ہیں، پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بھس بن جاتے ہیں اور زمین ایسی ویران ہو جاتی ہے کہ جیسے وہاں کبھی ہرا پودا تھا ہی نہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ㉒ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي

کوئی بھی مصیبت جو زمین میں آتی ہے یا خود تمہارے نفوس کو پہنچتی ہے وہ ہمارے پیدا کرنے سے پہلے ہی کتاب میں ہے، اور یہ بات بلاشبہ اللہ کیلئے آسان ہے (۲۲) اس لئے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۙ۝۲۳ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ۝۲۴ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ۝۲۵ ع ۱۹

جو تمہیں نہ مل سکے اس پر غم نہ کرو اور جو اللہ تمہیں دے اس پر اترایا نہ کرو اور اللہ کسی بھی خود پسند اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا (۲۳) جو خود بھی بخل کرتے اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں، اور جو منہ موڑے تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں محمود ہے (۲۴) بلاشبہ ہم نے رسولوں کو واضح پیغامات دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں، اور لوہا بھی نازل کیا جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کیلئے فائدے ہیں، اور اس لئے کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ اسے دیکھے بغیر کون اس کی اور اس کے رسول کی مدد کرتا ہے۔ اور اللہ بڑا طاقتور ہے اور زبردست ہے (۲۵)

آیت ۲ تا ۵: فتنہ وفساد کی روک تھام، دین کے غلبہ اور نظام عدل کے قیام کیلئے تین چیزوں کی ضرورت (۱) قوانین الٰہیہ (۲) میزان (۳) قوت نافذہ۔

دنیا میں فتنہ وفساد کو روکنے کے لئے تین باتوں کی ضرورت ہوتی ہے جو اس آیت میں بیان کردی گئی ہیں۔ واضح نشانیوں سے مراد ایسے دلائل ہیں جن سے یہ ثابت ہوجائے کہ واقعی یہ رسولِ برحق اور اس پر نازل شدہ کتاب واقعی اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اور واضح نشانات بھی اسی کتاب میں مذکور ہیں یعنی قرآن میں پرامن زندگی، فتنہ وفساد کی روک تھام اور اللہ کے دین کے غلبہ کے لئے قوانین بیان کئے ہیں۔ میزان سے مراد ناپ تول کے پیمانے بھی ہیں تاکہ لوگوں کو ان کے حقوق پورے ادا کئے جائیں اور نظام عدل کو قائم کرکے تقاضے اور ہدایات بھی جو کتاب وسنت میں مذکور ہیں اور لوہا سے مراد ڈنڈا یا طاقت اور قوت نافذہ ہے۔ جو عدالتوں کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ جو لوگ لاتوں کے بھوت ہوں وہ باتوں سے کبھی نہیں مانتے اور جنگی سامان بھی لوہے سے تیار کیا جاتا ہے اور ربط مضمون کے لحاظ سے لوہا سے مراد جنگی قوت لینا زیادہ مناسب ہے۔ یہ تینوں چیزیں رسول کو عطا کی گئی جو نظام عدل کے قیام اور فتنہ وفساد کے قلع قمع کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ (تیسیر القرآن)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی بعثت کی غرض وغایت اور ان تین چیزوں کو بیان کیا ہے جو ان انبیاء کی تائید و تصدیق کیلئے انہیں دی گئی تھیں۔ پہلی چیز جو ان کی تائید کیلئے دی گئی، دلائل و معجزات تھے اور دوسری چیز کتاب الٰہی تھی جس میں مخلوق کے دین ودنیا کی بھلائی کی ہر بات بیان کردی گئی تھی، اور تیسری چیز کو اللہ تعالیٰ نے ''میزان'' سے تعبیر کیا ہے، جس کی تفسیر مجاہد اور قتادہ وغیرہ نے ''عدل'' کے ذریعہ کی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے لوہے کو اتارا جس میں سخت ہیبت وقوت ہے اور لوگوں کیلئے اور بھی بہت سے فائدے ہے۔ لوہے میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے بہت سے فوائد رکھے ہیں، تمام جنگی آلات واسلحہ اسی سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بنتے ہیں مختلف الانواع صنعتیں، برتنوں کی قسمیں اور کھیتی کے آلات اسی سے تیار ہوتے ہیں، بلکہ یوں کہنا صحیح ہوگا کہ انسانی زندگی میں استعمال ہونے والی شاید ہی کوئی ایسی چیز ہے جس میں لوہے کا کسی نہ کسی طرح استعمال نہ ہوتا ہو۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَ جَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ رَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ۙ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع ۲۰

ہم نے ابراہیم اور نوح کو رسول بنا کر بھیجا اور نبوت اور کتاب انہی کی اولاد میں رکھ دی پھر ان میں کچھ تو اتباع پر رہے۔ اور اکثر لوگ نافرمان ہی تھے (۲۶) پھر ان دونوں کے بعد ہم نے لگا تار کئی رسول بھیجے اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی ان کے دلوں میں ہم نے نرم دلی اور رحم ڈال دیا، اور ترک دنیا جو انہوں نے ایجاد کر لی تھی ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی مگر اللہ کی رضا کی خاطر انہوں نے ایسا کر تو لیا مگر اسے نباہ نہ سکے جیسا کہ نباہنے کا حق تھا، ان میں سے جو ایمان لائے تھے ہم نے ان کا اجر انہیں دیا مگر ان میں سے زیادہ نافرمان تھے (۲۷) اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تمہیں اپنی رحمت سے دوگنا اجر عطا کرے گا اور ایسا نور بخشے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے اور تمہیں معاف کر دے گا، اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (۲۸) تاکہ اہل کتاب یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ (مسلمان) اللہ کے فضل کا کچھ بھی حصہ حاصل نہیں کر سکتے، حالانکہ فضل تو اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۲۹)

آیت ۲۹: اس آیتِ کریمہ کا تعلق اوپر والی آیت سے ہے اور مفہوم یہ ہے کہ اے اہل ایمان! اگر تم اللہ سے ڈرو گے اور اپنے رسول پر ایمان لاؤ گے تو وہ تمہیں وہ فرقان دیگا جسکا ذکر اوپر کیا گیا، تاکہ وہ اہل کتاب جو مسلمان نہیں ہوئے ہیں، جان لیں کہ اللہ کا وہ فضل جو اسنے بطور خاص مسلمانوں کو دیا ہے ان کے اختیار کی چیز نہیں ہے کہ اس میں سے جو چاہے اپنے لئے خاص کر لیں اور کہیں کہ اللہ نے انہیں تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے بلکہ تمام فضل صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

(تیسیر الرحمن لبیان القران)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة المجادلة

سورۃ المجادلۃ مدنی ہے۔اس میں ۲۲ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں۔

نام:۔اس کا نام "اَلۡمُجَادِلَۃُ" پہلی آیت کے لفظ "تُجَادِلُكَ" سے ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول:۔قرطبی لکھتے ہیں کہ یہ سورت جملہ مفسرین کے نزدیک مدنی ہے۔

تعارف:۔اس سورت میں اس بات کا بیان ہے کہ اہل کتاب نے جہاد پر اعتراض کیا تھا اور منافقین اس اعتراض کو لے کر مسلمانوں میں جہاد کے خلاف اعتراض کرنے لگے تاکہ مسلمانوں کا جذبۂ جہاد کمزور پڑ جائے اور مسلمان جان و مال کی قربانی سے رک جائے تو اللہ نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ اس طرح کے لوگ ذلیل وخوار ہوکر رہیں گے۔اللہ کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ غلبہ وکامیابی صرف اللہ اور اس کے رسولوں کے لئے ہے۔

ابتدا میں ایک مؤمنہ کے ایک واقعہ کا حوالہ ہے جس کو دین کے معاملہ میں ایک نہایت سخت مشکل پیش آئی لیکن اس نے دین سے بدگمان ومایوس ہونے کے بجائے اپنی مشکل نہایت خلوص واعتماد کے ساتھ اللہ ورسولؐ کے سامنے پیش کی۔اللہ تعالیٰ نے اس کی مشکل حل کرنے کی راہ کھول دی اور لوگوں کے سامنے اس مؤمنانہ اور شائستہ طریقہ کو بطور مثال پیش کیا کہ دین کے سبب سے کوئی مشکل کسی کو پیش آئے تو اس کے حل کا صحیح طریقہ یہ ہے۔نہ کہ ان منافقین کی روش کو اپنانا چاہیۓ جو اللہ ورسول پر اعتماد کرنے کے بجائے دین کے خلاف محاذ آرائی میں سرگرم تھے۔برابر دین کے خلاف پروپگنڈہ اور سرگوشیاں کرتے پھرتے،رسول کی توہین کرتے اور اللہ کی ڈھیل کو اپنے رویہ کی صحت کی دلیل سمجھے بیٹھے تھے۔ان کو متنبہ فرمایا گیا کہ یہ دنیا میں بھی ذلیل ہوں گے جس کی شہادت تاریخ میں موجود ہے اور آخرت میں بھی ان کا حصہ جہنم ہے جو ساری کسر پوری کردے گی۔

امام احمد اور امام بخاری نے عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے۔اُنھوں نے کہا کہ ساری تعریفیں اُس اللہ کیلئے ہیں جو تمام آوازوں کو سنتا ہے۔جھگڑنے والی عورت (خولہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور بات کرنے لگیں اور میں گھر کے ایک گوشہ میں تھی۔لیکن اس کی بات نہیں سن پارہی تھی تو اللہ عزوجل نے "قَدۡ سَمِعَ اللّٰہُ" نازل فرمایا۔(ابن ماجہ 2063 علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أياتها ۲۲ ۵۸ سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۵ رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِيْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَ الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے

اللہ نے یقیناً اس عورت کی بات سن لی ہے جو اپنے خاوند کے بارے میں (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے جھگڑ رہی ہے اور اللہ کے حضور شکایت کر رہی ہے، اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے۔ بلاشبہ اللہ سب سننے اور دیکھنے والا ہے (۱) تم میں سے جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی (فی الواقع) مائیں نہیں بن جاتیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا تھا، اور جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ ایک ناپسندیدہ اور جھوٹی بات ہے۔ اور اللہ یقیناً معاف کرنے والا بخشنے والا ہے (۲) اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کرنا چاہیں تو میاں بیوی کے مل بیٹھنے سے قبل ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ تمہیں اسی بات کی وصیت کی جاتی ہے۔ اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے (۳) پھر اگر وہ (غلام) نہ پائیں تو ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے وہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھیں اور جو اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ اس لئے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، یہ اللہ کے ضابطے ہیں اور انکار کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب ہے (۴)

آیت ۲: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ کسی ناراضگی کی وجہ سے اپنی بیویوں سے کہہ دیتے ہیں کہ تم ہم پر ہماری ماں کی پیٹھ کی مانند ہوگئی یعنی ہماری ماں کی طرح ہم پر حرام ہوگئیں تو ایسا کہہ دینے سے ان کی بیویاں ان کی ماؤں کے مانند نہیں ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے آگے ان کی اس بات پر نکیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا کہہ دینا بہت ہی بُری بات ہے جس کو عقل مند لوگ گوارہ نہیں کرتے۔

آیت ۳: ظہار کا حکم: ہم بستری سے پہلے کفارہ ادا کریں (۱) ایک غلام آزاد کرنا (۲) اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پے در پے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلا ناغہ دو مہینے کے روزے رکھنا اگر درمیان میں بغیر عذر شرعی کے روزہ چھوڑ دیا تو نئے سرے سے پورے دو مہینہ کے روزے رکھنے پڑیں گے عذر شرعی سے مراد بیماری یا سفر ہے۔ ۴۔ اگر پے در پے دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ کھانا اس طرح کھلایا جائے کہ وہ شکم سیر ہو جائے یا اتنی ہی مقدار میں انکو کھانا دیا جائے۔ (احسن البیان)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۚ﴿۵﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۧ﴿۶﴾ ع ۱

بلا شبہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں ایسے ذلیل کئے جائیں گے جیسے ان سے پہلے ذلیل کئے گئے، اور ہم نے واضح احکام نازل کر دیئے ہیں اور کافروں کیلئے رسوا کن عذاب ہے (۵) جس دن اللہ ان سب کو زندہ کرے گا تو انھیں بتلا دے گا کہ وہ کیا کر کے آئے ہیں۔ اللہ نے اس کا پورا ریکارڈ رکھا۔ وہ خود اسے بھول گئے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے (۶)

آیت ۵: یہ آیت غزوۂ خندق سے پہلے نازل ہوئی تھی اور اس میں اللہ نے اپنے رسول کو بشارت دی ہے کہ قریش والے چاہے جتنی بھی فوجیں لیکر مدینہ پر چڑھائی کیلئے آ جائیں انھیں بہر حال منہ کی کھانی پڑے گی اور اللہ تعالیٰ انھیں ذلیل و رسوا کرے گا۔ ان گزشتہ کافر قوموں کی طرح جنھوں نے اللہ کے انبیاء سے دشمنی کی۔

صاحب محاسن التنزیل لکھتے ہیں کہ بعض مفسرین نے "یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کے بیان کردہ قوانین وحدود کے سوا دوسرے قوانین ایجاد کرتے ہیں یا انھیں پسند کرتے ہیں "انتہیٰ" اسکے بعد اسمیں ان ملوک اور امراء سوء کیلئے شدید وعید ہے جو اسلامی شریعت کے خلاف قوانین بناتے ہیں۔ بلا شبہ یہ کفر اور گمراہی ہے ایسے قوانین کی وہی لوگ تائید کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے منکر اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہوتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جو بھی ارض و سماوات میں ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ تین آدمیوں میں مشورہ ہو تو چوتھا وہ نہ ہو۔ یا پانچ آدمیوں میں مشورہ ہو تو ان کا چھٹا وہ نہ ہو۔ اس سے کم ہوں یا زیادہ وہ یقیناً ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ کہیں بھی ہو۔ پھر وہ قیامت کے دن انھیں بتلا دے گا جو وہ کرتے ہیں، بلا شبہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (۷) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا؟ جنھیں سرگوشی سے روکا گیا تھا پھر وہی کام کرتے ہیں جس سے روکا گیا اور سرکشی اور رسول کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نُهُوْا عَنْهُ وَ يَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ؗ وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸

نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں، اور جب آپ کے پاس آتے ہیں تو ایسے سلام کہتے ہیں جیسے اللہ نے آپ کو سلام نہیں کیا اور دلوں میں کہتے ہیں کہ جو تم کہتے ہو اس پر اللہ ہم کو سزا کیوں نہیں دیتا، اس کیلئے جہنم کافی ہے جس میں داخل ہوں گے، سو ان کا انجام بُرا ہے (۸)

آیت ۷۔۸: مفسرین نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ یہ یہود مدینہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ بعض دوسری روایتوں میں آتا ہے کہ جب مسلمان یہود و منافقین کے پاس سے گزرتے تو آپس میں سرگوشی کرنے لگتے تاکہ مسلمان یہ سمجھیں کہ یہ ان کے خلاف کوئی بات کر رہے ہیں۔ یا مسلمانوں کے کسی لشکر پر حملہ کرکے دشمنوں نے نقصان پہنچایا ہے جس کی خبر ان کے پاس ہے۔ مسلمان ان باتوں سے خوفزدہ ہو جاتے تھے اور ان کا مقصد بھی یہی ہوتا تھا کہ مسلمانوں کے درمیان رعب پھیلائیں۔ جب نبی کریم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے لوگوں کو سرگوشی کرنے سے منع فرمایا۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: بہت سے علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں اللہ کے بندوں کے ساتھ ہونے سے مراد اپنے علم کے ذریعہ ان کے ساتھ ہونا ہے۔ اس پر بس نہیں بلکہ وہ اپنی قوت سماعت اور اپنے قوت ید کے ذریعہ بھی اپنے بندوں پر محیط ہے یعنی ان سے وہ پوری طرح باخبر ہے اور کوئی بات اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

امام احمد بخاری و مسلم اور دیگر محدثین نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم تین ہو تو دو الگ ہو کر سرگوشی نہ کریں اسلئے کہ یہ چیز تیسرے آدمی کو غمگین بنا دیتی ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 5816) لیکن یہود و منافقین اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے تو اللہ نے اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کا پردہ فاش کیا کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں اور آپس میں مسلمانوں کے خلاف ظلم و عدوان اور نبی کریم ﷺ کی عدم اطاعت کے بارے میں سرگوشی کرتے ہیں اور ان کا خبث باطن اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ جب یہ نبی کریمؐ کے پاس آتے ہیں تو السلام علیکم کے بجائے ''السام علیکم'' کہتے ہیں۔ یعنی تم کو موت آجائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَيْسَ بِضَآرِّهِمْ

اے ایمان والو جب تم سرگوشی کرو تو گناہ، سرکشی اور رسول کی نافرمانی سے متعلق سرگوشی نہ کیا کرو، بلکہ سرگوشی کرو تو نیکی اور تقویٰ کے متعلق کرو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے یہاں تم اکٹھا کیے جاؤ گے (۹) بلاشبہ سرگوشی کرنا شیطان کا کام ہے، تاکہ ان کو غمزدہ بنا دے اور جو ایمان لائے ہیں۔ حالانکہ اللہ کی اذن کے بغیر وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتی، اور ایمان والوں کو تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے (۱۰) اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے اپنی مجلسوں میں (دوسروں) کو جگہ دو تو انھیں جگہ دیا کرو اللہ تمہارے لئے کشادگی پیدا کرے گا، اور جب کہا جائے اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ جاؤ، اللہ تم میں سے ایمان والوں اور اہل علم کے درجات بلند کرے گا، اور اللہ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے (۱۱)

اس آیت میں مجلس کے آداب بتلائے گئے ہیں۔ مجلس کا لفظ عام ہے جو ہر اس مجلس کو شامل ہے جس میں مسلمان خیر اور اجر کے حصول کے لئے جمع ہوں۔ وعظ ونصیحت کی مجلس ہو یا جمعہ کی مجلس ہو۔ (تفسیر القرطبی)

علم والے کے درجے کو بلند فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ علوم دین سے واقفیت مزید رفع درجات کا باعث ہے۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا: وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰہٰ:۱۱۴) اور آپ کہہ دیجئے کہ اے رب تو مجھے علم عطا فرما۔

اور حدیث میں ہے :عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَاحَسَدَ اِلَّافِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يُقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا (صحیح بخاری حدیث نمبر 71) فرمایا: نبی ﷺ نے رشک نہیں ہے مگر دو آدمی میں ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال و دولت دیا ہے۔ پس وہ راہِ حق میں اپنا مال خرچ کرتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے حکمت کا علم دیا وہ اس کی روشنی میں فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔

دوسری حدیث جو معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 69)

علم سے مراد قرآن و حدیث کا علم ہے۔ وحی الٰہی کا علم ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے فرمایا: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:۲۸) بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے اس سے ڈرتے وہی ہیں جو علم رکھنے والے ہیں اور علم صرف وہی مفید ہے جس سے اللہ کا خوف پیدا ہوا اور حقیقی عالم وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا بھی ہے۔ (تیسیر القرآن)

قتادہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کے مجالس تعلیم کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ کچھ لوگ جب کسی کو آتا دیکھتے تو اسے جگہ دینے سے کتراتے تو اللہ نے انھیں نصیحت کی کہ وہ ایک دوسرے کے لئے وسعت پیدا کریں اور اس کا اجر وثواب یہ بتایا کہ اللہ ان کی جگہ روزی اور سینوں میں کشادگی دے گا۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں ایسا اس لئے ہوگا کہ جزا ہمیشہ عمل کے مشابہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ جو اللہ کے لئے مسجد بنائے گا اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 431) جو کسی تنگ دست کے ساتھ سہولت برتے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانیاں پیدا کرے گا اور اللہ تعالیٰ مومنوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو غیر مومنوں پر اور اہلِ علم کو غیر اہل علم پر کئی گنا فوقیت دیتا ہے۔تو جو شخص ایمان اور علم دونوں سے بہرہ ور ہوگا اسے اللہ تعالیٰ ایمان کی وجہ سے کئی درجات دیں گے اور پھر علم کی وجہ سے کئی درجات عطا کریں گے۔آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ لوگ مجلسوں میں دیر سے آنے والوں کیلئے وسعت پیدا کریں اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھانا نہیں چاہئے۔امام احمد اور بخاری و مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی آدمی کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے بلکہ تم لوگ دوسروں کے لئے کشادگی پیدا کرو۔(صحیح بخاری حدیث نمبر 5799)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع ۲

اے ایمان والو جب تم رسول سے سرگوشی کرنا چاہو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دو۔یہ چیزیں تمہارے لئے بہتر اور تمہارے دلوں کو زیادہ پاک کرنے والی ہیں، اور اگر صدقہ کیلئے مال نہ ہو تو بے شک اللہ بڑا مغفرت فرمانے والا بے حد رحم کرنے والا ہے(۱۲) کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ سرگوشی سے پہلے تمہیں صدقہ دینا ہوگا۔؟ پس جب کہ تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے تو نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے(۱۳)

آیت ۱۲: حسن بصری کا قول ہے کہ یہ آیت بعض مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو نبی کریم ﷺ سے بار بار خلوت میں بات کرتے تھے تو دوسرے صحابہ پر اس کا بُرا اثر پڑتا تھا۔وہ سوچتے تھے کہ ہمارا درجہ رسول اکرم کے نزدیک کم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے رسول سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ کرنے کا حکم دیا تاکہ آپ ﷺ سے سرگوشی کرنے والے کم ہوجائیں۔بعض کہتے ہیں کہ منافقین یونہی بلاوجہ نبی کریم ﷺ سے مناجات میں مصروف رہتے تھے جس سے مسلمان تکلیف محسوس کرتے تھے اس لئے اللہ نے حکم نازل فرمایا تاکہ آپ سے گفتگو کرنے کا رجحان عام کی حوصلہ شکنی ہو۔لیکن ہوا یہ کہ جب آپ سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا تو یہود و منافقین مخلص نہ ہونے کی وجہ سے مال کی محبت میں سرگوشی کرنے سے رُک گئے۔لیکن غریب مسلمانوں پر یہ حکم شاق گزرا۔وہ نبی کریم ﷺ سے ضروری مسائل پوچھنا چاہتے اور صدقہ کیلئے مال نہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ سے بات نہ کر پاتے چنانچہ چند ہی دنوں کے بعد صدقہ دینے کا حکم منسوخ ہوگیا اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نبی کریم ﷺ سے بات کرتے وقت ان کا بہت زیادہ احترام کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لَا مِنْهُمْ ۙ وَ
يَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ
اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً
فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ
مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَآ
اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ
اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ
وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ
الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ
فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ
اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي
الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ
رُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا؟ جنھوں نے ایک ایسی قوم سے دوستی کر لی جس پر اللہ ناراض ہو چکا ہے، نہ وہ لوگ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے اور جانتے ہوئے جھوٹی بات پر قسم کھاتے ہیں (۱۴) اللہ نے ان کیلئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، وہ بے شک بہت بُرے کام کرتے ہیں (۱۵) اُنھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا۔ پس اُنھوں نے لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکا اسی لئے ان کیلئے رسوا کن عذاب ہے (۱۶) ان کا مال اور ان کی اولاد اللہ کے مقابلے میں انھیں کچھ بھی کام نہیں آئے گا، وہ جہنمی لوگ ہیں وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے (۱۷) جس دن اللہ ان سب کو دوبارہ اُٹھائیگا تو وہ اسکے آگے اس طرح قسم کھائینگے جس طرح تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور سمجھیں گے کہ وہ اپنے آپ کو کچھ فائدہ پہنچا سکیں گے، آگاہ رہئے کہ وہی لوگ پکے جھوٹے ہیں (۱۸) شیطان ان پر مسلط ہو گیا ہے اور ان کے دل سے اللہ کی یاد بھلا دی ہے، وہی لوگ شیطان کے گروہ کے افراد ہیں۔ آگاہ رہئے کہ شیطان کا گروہ ہی نقصان اُٹھانے والا ہے (۱۹) بے شک جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہی لوگ ذلیل ترین قوموں میں سے ہیں (۲۰) اللہ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ یقیناً میں اور میرے پیغمبر ہی غالب رہینگے۔ بے شک اللہ بڑی قوت والا زبردست ہے (۲۱)

آیت ۱۷: جن دنوں یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی ان دنوں منافقوں کا نفاق انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ رات دن وہ لوگ یہودیوں کے ساتھ مل کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے اور انھیں نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ اس آیتِ کریمہ میں انہی منافقین کا پردہ فاش کیا گیا ہے وہ لوگ مسلمان نہیں نہ وہ یہودیوں میں سے ہیں بلکہ وہ درمیان میں ڈگمگا رہے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا: "مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۲۰۔۲۱: ان آیات میں ان لوگوں کا انجام بتایا گیا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں ذلیل ورسوا کرے گا اور یہ لوگ دنیا اور آخرت دونوں جگہ ذلیل ترین لوگ ہیں۔ انہیں کبھی بھی عزت نہیں مل سکتی اور ہر حال میں غالب اللہ اور اس کے رسول ہی رہیں گے اور ذلیل ورسوا شیطان کے پیروکار ہوں گے۔ اس لئے کہ اللہ سب سے زیادہ قوی اور زبردست قوی ہے۔ اس پر کوئی غالب نہیں ہوسکتا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؑ﴿۲۲﴾ ع

جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں انہیں آپ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوئے نہیں پائیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے خاندان والے ہوں۔ ان ہی لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو راسخ کر دیا ہے اور ان کی تائید اپنی مدد خاص سے کی ہے اور اللہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے وہی اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں۔ آگاہ رہئے کہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں (۲۲)

آیت ۲۲: اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے ذکر کے بعد اب ایمان والوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ وہ لوگ کسی حال میں بھی اللہ کے دشمنوں سے دوستی نہیں کرتے اس لئے کہ ایمان باللہ اور اس کے دشمنوں کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتی اور جو لوگ حقیقی مومن ہیں ان کے دل میں تھوڑی بھی لچک نہیں پائی جانی چاہئے۔ اسی بات کو مبالغہ کی حد تک ذہن نشین کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چاہے وہ اللہ کے دشمن تمہارے باپ بیٹے بھائی یا دیگر قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ ایمان مومن سے تقاضہ کرتا ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے کسی طرح کا تعلق نہ رکھا جائے۔

حافظ ابن کثیر نے سعید بن عبدالعزیز کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ آیت ابوعبیدہ بن الجراح کے بارے میں نازل ہوئی جنھوں نے میدان بدر میں اپنے باپ کو قتل کر دیا تھا اور ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں جنھوں نے اس دن اپنے بیٹے عبدالرحمن کو قتل کر دینا چاہا تھا اور مصعب بن عمیر کے بارے میں جنھوں نے اس دن اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کر دیا تھا اور عمر بن الخطاب کے بارے میں جنھوں نے اس دن اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو قتل کر دیا تھا اور حمزہ، علی اور عبیدہ بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنھوں نے اس دن عتبہ، شیبہ اور ولید کو قتل کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الحشر

سورۃ الحشر مدنی ہے اس میں ۲۴ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: سابق سورۃ المجادلہ میں فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کررہے ہیں وہ بالآخر ذلیل وخوار ہوکے رہیں گے۔ غلبہ اللہ اور اس کے رسولوں کے لئے ہے۔ اس سورۃ میں اسی دعویٰ کو بعض واقعات سے واضح فرمایا ہے جو اس دوران پیش آئے اور منافقوں کو آگاہ کیا ہے کہ اگر وہ آنکھیں رکھتے ہیں تو ان واقعات سے سبق لیں کہ جن دشمنوں کو وہ ناقابل تسخیر خیال کئے بیٹھے تھے اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو اجاڑ کر جلاوطنی کی زندگی اختیار کرنے پر مجبور ہوئے اور ان کے حامیوں میں سے کوئی ان کا ساتھ دینے والا نہ بنا۔

پوری سورہ میں خطاب مؤمنین ہی سے ہے۔ آخر میں یہ بات بھی ان پر واضح فرمادی گئی ہے کہ ان کے شبہات وشکوک دور کرنے اور ان کے دلوں کے اندر گداز پیدا کرنے کے لئے اس قرآن میں اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ نازل کردیا جو ضروری ہے۔ اگر یہ قرآن کسی پہاڑ پر بھی اتارا جاتا تو وہ بھی اللہ کی خشیت سے پاش پاش ہوجاتا۔ اگر یہ تمہارے دلوں پر اثر انداز نہیں ہورہا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں اور تم سزاوار ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ وہی معاملہ کرے جو تمہارے جیسے سنگ دلوں کے ساتھ وہ کیا کرتا ہے۔

اٰیاتها ۲۴ ۵۹ سُوۡرَۃُ الۡحَشۡرِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۱ رکوعاتها ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ وَ ھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝۱ ھُوَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَھۡلِ الۡکِتٰبِ مِنۡ دِیَارِھِمۡ لِاَوَّلِ الۡحَشۡرِ ؕ مَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ

وقف النبی

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن ورحیم ہے

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہیں، اور وہ زبردست بڑی حکمتوں والا ہے (۱) اس نے اہل کتاب کافروں کو ان کے گھروں سے نکال کر ان کے پہلے حشر (یعنی پہلی جلاوطنی) کی جگہ پہنچا دیا۔ مسلمانو! تم تو سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ (مدینہ) سے نکل جائیں گے۔ وہ سمجھتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَّخۡرُجُوۡا وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ مَّانِعَتُهُمۡ حُصُوۡنُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنۡ حَيۡثُ لَمۡ يَحۡتَسِبُوۡا ۗ وَ قَذَفَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الرُّعۡبَ يُخۡرِبُوۡنَ بُيُوۡتَهُمۡ بِاَيۡدِيۡهِمۡ وَ اَيۡدِى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۗ فَاعۡتَبِرُوۡا يٰۤاُولِى الۡاَبۡصَارِ ۝۲

تھے کہ ان کے قلعہ انہیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے۔ پس اللہ کا عذاب ان پر ایسی جگہ سے آیا جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتے تھے، اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں خراب کرنے لگے۔ پس اے آنکھوں والے! تم لوگ عبرت حاصل کرو(۲)

تشریح آیت: یہ سورہ یہود کے ایک قبیلہ بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی اس لئے اسے سورۃ النضیر بھی کہتے ہیں۔ (صحیح بخاری۔تفسیر سورۃ الحشر)

آیت ۲: مدینہ کے اطراف میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے۔ بنونضیر، بنوقریظہ اور بنوقینقاع۔ ہجرت مدینہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معاہدہ بھی کیا لیکن یہ لوگ در پردہ سازشیں کرتے رہے اور کفار مکہ سے بھی مسلمانوں کے خلاف رابطہ رکھا حتیٰ کہ ایک موقع پر جبکہ آپ ان کے پاس گئے ہوئے تھے، بنونضیر نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اوپر سے ایک بھاری پتھر پھینک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالنے کی سازش تیار کی جس سے وحی کے ذریعہ سے آپ کو بروقت اطلاع کر دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپس تشریف لائے ان کی اس عہد شکنی کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لشکر کشی کی۔ یہ چند دن اپنے قلعوں میں محصور رہے۔ بالآخر انھوں نے جان بخشی کی صورت میں جلاوطنی پر آمادگی کا اظہار کیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔ (اسے اول الحشر) پہلی بار اجتماع سے اس لئے تعبیر کیا کہ یہ ان کی پہلی جلاوطنی تھی جو مدینہ سے ہوئی۔ یہاں سے یہ لوگ خیبر میں جا کر مقیم ہو گئے وہاں سے عمرؓ نے اپنے دور میں ان کو دوبارہ جلاوطن کیا اور شام کی طرف ڈھکیل دیا جہاں کہتے ہیں کہ تمام انسانوں کا آخری حشر ہوگا۔

وَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمُ الۡجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمۡ فِى الدُّنۡيَا ؕ وَ لَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝۳ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ۚ وَ مَنۡ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۝۴ مَا قَطَعۡتُمۡ مِّنۡ لِّيۡنَةٍ اَوۡ تَرَكۡتُمُوۡهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوۡلِهَا فَبِاِذۡنِ اللّٰهِ وَ لِيُخۡزِىَ الۡفٰسِقِيۡنَ ۝۵

اور اگر اللہ نے ان کی قسمت میں جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو انہیں دنیا ہی میں عذاب دیتا، اور آخرت میں ان کیلئے آگ کا عذاب ہے(۳) ان کا یہ انجام اس لئے ہوا کہ اُنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی مخالفت کرتا ہے، تو بیشک اللہ بڑا سخت عذاب دینے والا ہے(۴) تم نے کھجور کے جو بھی درخت کاٹے یا انھیں اپنی جڑوں پر قائم رہنے دیا، تو یہ اللہ ہی کے حکم سے تھا اور تا کہ اللہ فاسقوں کو رسوا کرے(۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۵: محمد بن اسحاق نے یزید بن رومان، قتادہ اور مقاتل بن حیان کا قول نقل کیا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کا محاصرہ کرلیا تو انھیں ذلیل ورسوا کرنے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالنے کے لئے بعض صحابہ کرام کو حکم دیا کہ ان کے کھجور کے بعض درخت کاٹ دیں چنانچہ اُنھوں نے بعض درخت کاٹ دیئے تو بنونضیر نے آپؐ کو کہلا بھیجا کہ تم زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے ہو اور پھر درختوں کو کاٹنے کا حکم کیسے دیتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ آپؐ نے صحابہ کرام کے اس فعل کو جائز قرار دیا بلکہ یہ کہا کہ جو کچھ ہوا اللہ کے حکم سے ہوا اور اس لئے ہوا تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے رسول کے دشمنوں کو ذلیل ورسوا کرے۔

وَ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ
عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ
رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۝۶ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ
الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَ لِذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ
بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ
فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ (وقف لازم)
الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸

اور ان سے جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو مفت دلا دیا جن کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ ہی اپنے رسول کو جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے، اور اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے (۶) اللہ ان دیہات والوں سے جو (مال) بھی اپنے رسول کو مفت دلا دے وہ مال اللہ، رسول، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تا کہ وہ (مال) تمہارے دولت مندوں کے درمیان گردش نہ کرتا رہے اور جو کچھ تمہیں رسول دے وہ لے لو، اور جس سے روکے اس سے رُک جاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ یقیناً سخت سزا دینے والا ہے (۷) (نیز وہ مال) ان محتاج مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور اپنی جائیدادوں سے نکالے گئے وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں (۸)

آیت ۷: بعض صحابہ نے چاہا کہ بنونضیر کے چھوڑے ہوئے اموال دیگر اموالِ غنیمت کی طرح ان کے درمیان تقسیم کر دیئے جائیں حالانکہ وہ اموالِ غنیمت نہیں تھے۔ اس لئے کہ اس کے لئے صحابہ کو جنگ نہیں کرنی پڑی تھی اور نہ دور دراز کا سفر کرنا پڑا تھا۔ بلکہ صرف دو میل کی مسافت پیدل چل کر بنونضیر کے محلات تک پہنچ گئے اور انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اس لئے بغیر کسی مزاحمت کے صرف چند دنوں کے بعد سب کچھ چھوڑ کر وہاں سے کوچ کر گئے۔ ایسے مال کو فقہ اسلامی کی اصطلاح میں مالِ فئی کہا جاتا ہے اور وہ مالِ غنیمت کی طرح تقسیم نہیں کیا جاتا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ وہ جیسے چاہیں اس میں تصرف کریں۔ آیت کے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ ان کو رسول اللہ کی جانب سے جو بھی مل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اس پر راضی رہنا چاہیے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کچھ نہ بھی دیں تو ان کے فیصلہ پر راضی رہنا چاہیے۔ اس میں اموال غنیمت اموال فئی اور دیگر تمام چیزیں داخل ہیں۔ علماء نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صحیح حدیث قرآن کے حکم میں داخل ہے۔

آیت ۸: اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ مالِ فئی میں جن لوگوں کا گزشتہ آیت میں حق بتایا گیا ان میں سب سے زیادہ اہتمام اور ہمدردی کے مستحق وہ مہاجرین فقراء ہیں جنھوں نے اللہ کی رضا اور اس کے دین کی مدد کے لئے اپنے گھر بار کو چھوڑ دیا اور مدینہ اس حال میں پہنچے کہ ان کے پاس نہ کھانے کے لئے روٹی تھی اور نہ تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا۔ چونکہ ان کے اخلاص عمل کے ذریعہ ان کے دعویٰ ایمان کی تصدیق ہوئی ہے ان کا انگ انگ بتا رہا تھا کہ اُنہوں نے سب کچھ صرف اللہ کے لئے لٹا یا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں سابقین کے لقب سے نوازا۔

وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ﴿۹﴾ وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۠﴿۱۰﴾ ع

اور (ان لوگوں کے لئے بھی) جو اِن (کے آنے) سے پہلے ایمان لا چکے اور یہاں (مدینہ) مقیم تھے۔ ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ انھیں دیا جائے وہ اپنے دلوں میں اس کی کوئی حاجت نہیں پاتے اور مہاجرین کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں خواہ خود فاقے سے ہوں اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں (۹) اور جو اِن کے بعد آئیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے تھے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کیلئے ہمارے دلوں میں بغض نہ رہنے دے، اے ہمارے رب تو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے (۱۰)

آیت ۹: لفظ شُحّ میں دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک مال و دولت جمع کرنے میں حریص ہونا۔ دوسرے مال و دولت خرچ کرنے میں انتہائی بخیل ہونا اور جس شخص میں یہ دونوں قباحتیں جمع ہو جائیں اسے شَحِيْحٌ یا شُحَّاحٌ کہتے ہیں۔ اب ایسے شخص میں تنگ نظری، تنگ ظرفی، سنگدلی، بے مروتی وغیرہ جیسی صفات پیدا ہو سکتی ہیں۔ اگرچہ مال سے محبت ہر انسان کی فطرت میں داخل ہے لیکن دولت کے پیچھے اندھے ہو جانا اور دولت کا پجاری بن جانا، انتہائی قبیح خصلت ہے۔ جس سے اللہ ہی بچا سکتا ہے۔ اسلام اس بدخصلت کے علاج کے لئے انفاق فی سبیل اللہ صدقات اور ایثار کی راہ دکھاتا ہے۔ جس سے وسعت نظر، ہمدردی، مروت اور اُخوت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جذبات فروغ پاتے ہیں۔ گویا شح سے نجات پا جانا ہی بہت بڑی کامیابی ہے اور جنت میں لے جانے کا سبب بنتی ہے۔ (تیسیر القرآن)

اللہ تعالیٰ نے انصار کو بھی کیا خوب بنایا تھا اور ایثار و قربانی کے جذبہ سے کس طرح نوازا تھا کہ اس نے اس آیت میں ان کے لئے ایمان صادق اپنے مہاجر بھائیوں سے سچی محبت، جذبہ ایثار و قربانی کی گواہی دی اور فرمایا کہ وہ تو اپنے مہاجر بھائیوں سے بڑی محبت کرتے ہیں اور چاہے مہاجرین کو رسول اکرم ﷺ کی طرف سے جو کچھ بھی دیا جائے وہ لوگ اپنے دل میں ذرا بھی تنگی محسوس نہیں کرتے ہیں اور اپنے گھر میں حاجت و فاقہ کشی ہونے کے باوجود ہمیشہ یہی چاہتے ہیں کہ ان کے مہاجر بھائی آرام سے رہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ انہیں دونوں جہاں کی سعادت و نیک بختی سے نوازے گا۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ "یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" ابوطلحہ انصاری کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنھوں نے آپ ﷺ کے کہنے پر ایک بھوکے مسافر کو اپنے گھر میں دعوت کی اپنے بچوں کو بھوکا سلا دیا۔ چراغ بجھا کر اپنا اور اپنے بال بچوں کا کھانا رسول اکرم ﷺ کے اس بھوکے مہمان کو کھلا دیا تھا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 3514)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَ لَا نُطِیْعُ فِیْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَىِٕنْ اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَىِٕنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَ لَىِٕنْ نَّصَرُوْهُمْ لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾

کیا آپ نے منافقین کو نہیں دیکھا؟ وہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے گھروں سے نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے بارے میں ہرگز کسی کی بات نہیں مانیں گے، اور اگر تم پر جنگ مسلط کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بلاشبہ جھوٹے ہیں (۱۱) اگر وہ نکال دیئے گئے تو منافقین ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے، اور انہیں جنگ کرنی پڑی تو وہ ان کی مدد نہیں کریں گے، اور اگر انھوں نے ان کی مدد کی تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑیں گے، پھر ان کی کسی جانب سے مدد نہیں کی جائے گی (۱۲)

آیت ۱۲: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی کذب بیانی، افترا پردازی اور نفاق اور بزدلی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اُنہوں نے کب اپنے وعدوں کی پابندی کی ہے کہ وہ بنی نضیر کا ساتھ دیتے۔ ان کے ساتھ قتال کرتے اور بالفرض انہیں مجبوراً قتال میں ان کا ساتھ دینا بھی پڑتا تو وہ کبھی بھی ثابت قدم نہیں رہتے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ

ان منافقوں کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا خوف ہے، ایسا اس لئے ہے کہ یہ ناسمجھ لوگ ہیں (۱۳) یہود منافقین اکٹھے ہو کر تم مسلمانوں سے جنگ نہیں کریں گے، مگر قلعہ بند بستیوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۚ﴿۱۴﴾

چھپ کر دیواروں کی آڑ سے، ان کا آپس کا اختلاف شدید ہے، آپ انھیں ایک سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کے دل ایک دوسرے سے الگ ہیں، ایسا اس لئے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں (۱۴)

آیت ۱۴: یعنی یہ منافقین اور یہودی مل کر بھی کھلے میدان میں تم سے لڑنے کا حوصلہ نہیں رکھتے، البتہ قلعوں میں محصور ہوکر دیواروں کے پیچھے چھپ کر تم پر وار کر سکتے ہیں، جس سے یہ واضح ہے کہ یہ نہایت بزدل اور تمہاری ہیبت سے لرزاں و ترساں ہیں۔ (احسن البیان)

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۧ﴿۱۷﴾ ع ۵

وہ بھی انہی (یہود قینقاع) کی طرح ہیں جو ان سے کچھ ہی مدت قبل اپنے برے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں اور آخرت میں ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا (۱۵) وہ لوگ شیطان کے مانند ہیں، جب اس نے انسان سے کہا کہ کفر کرو، اور جب اس نے کفر کیا، تو کہا کہ میں تم سے بری ہوں، میں بے شک اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں (۱۶) چنانچہ ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں ہی جہنم رسید ہوئے، وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ظالموں کی یہی سزا ہے (۱۷)

آیت ۱۶: یہ یہود اور منافقین کی ایک اور مثال بیان فرمائی کہ منافقین نے یہودیوں کو اس طرح بے یار و مددگار چھوڑ دیا، جس طرح شیطان انسان کے ساتھ معاملہ کرتا ہے، پہلے وہ انسان کو گمراہ کرتا ہے اور جب انسان شیطان کے پیچھے لگ کر کفر کا ارتکاب کر لیتا ہے تو شیطان اس سے براءت کا اظہار کرتا ہے۔ (احسن البیان)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۲۰﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر آدمی دیکھ لے کہ اس نے کل کے لئے کیا تیاری کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے (۱۸) اور تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو فراموش کر دیا، تو اللہ نے انہیں ان کی ذات کی طرف سے غافل کر دیا، وہی لوگ فاسق ہیں (۱۹) اہل جہنم اور اہل جنت برابر نہیں ہو سکتے، اہل جنت کامیاب لوگ ہیں (۲۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۱۸: لٰہذا ہر وقت اپنی آخرت کی سدھار کی کوشش میں لگے رہیں اور ہر دم یہ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور انہیں ریکارڈ میں لا رہا ہے اور کوئی چیز اس کے علم سے مخفی نہیں۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ ع

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتار دیتے تو اسے (اللہ کے حضور) جھکا ہوا، اور اس کے خوف سے پھٹا ہوا پاتے اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں (۲۱) وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، شہنشاہ ہے، ہر عیب سے پاک ہے، سلامتی دینے والا ہے، امن وسکون عطا کرنے والا ہے، سب کا نگہبان ہے، زبردست ہے، ہر چیز پر غالب ہے، شانِ کبریائی والا ہے، اللہ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے (۲۳) وہ اللہ پیدا کرنے والا ہے، ہر مخلوق کو اس کا وجود دینے والا ہے، اس کی صورت بنانے والا ہے، تمام پیارے نام اسی کے لئے ہیں، آسمان اور زمین میں پائی جانے والی ہر چیز اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہ زبردست بڑی حکمت والا ہے (۲۴)

آیت ۲۱: قرآنِ کریم کی عظمت شان بیان کی جارہی ہے اور کہا جارہا ہے کہ یہ وہ کتاب عظیم ہے جسے سن کر لوگوں کے دلوں میں اللہ کی خشیت پیدا ہونی چاہیے اور ان پر غایت درجہ کی رقت طاری ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ہم پہاڑ کو قرآن کی عظمت وجلال کا ادراک دے دیتے، اس میں موجود اوامر ونواہی کا پابند بنا دیتے تو وہ اللہ کی عظمت وکبریائی کے لئے ہر دم جھکے رہتے اور اس کی شدت خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے لیکن انسان اپنی حیثیت کو فراموش کر گیا۔ وہ منی کے ایک حقیر قطرہ سے پیدا کیا گیا ہے وہ اللہ کی قدرت کے سامنے کمزور وناتواں ہے۔ تکبر وغرور میں مبتلا ہو گیا اس لئے اس کا دل سخت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کرتے ہوئے پہاڑ کی مثال دی تاکہ اس میں غور کر کے اپنی حالت بدل لیں۔ تکبر وغرور سے باز آئیں اور اللہ کی کبریائی کا تصور کر کے اور اس سے ہر دم خائف وترساں رہیں۔

رحمٰن اور رحیم میں فرق:

آیت ۲۲۔ ۲۳: رحمٰن بروزن فعلان اور رحیم بروزن فعیل ہے۔ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں۔ جن میں کثرت اور دوام کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ رحمٰن میں رحیم کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے۔ اسی لئے رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ کہا جاتا ہے۔ دنیا میں اس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت عام ہے۔ جس سے بلا تخصیص کافر و مومن سب فیض یاب ہو رہے ہیں اور آخرت میں وہ صرف رحیم ہوگا۔ یعنی اس کی رحمت صرف مومنین کے لئے خاص ہوگی۔ (احسن البیان)

اور صاحبِ تیسیر القرآن لکھتے ہیں کہ رحمن صرف اللہ ہی کی ذات ہے اور اس میں بہت زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے اور اس کا تعلق ان رحمتوں اور انعامات سے ہے جو زندگی اور اس کی بقاء کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً انسان کی پیدائش سے پہلے سورج، چاند، ہوا، بارش اور زمین میں قوت روئیدگی کا انتظام کرنا یا حمل قرار پاتے ہی ماں کے پستانوں کی مشینری کا متحرک ہونا، خون کو دودھ میں تبدیل کرنے کا عمل اور بچہ کی پیدائش پر ماں کے پستانوں میں دودھ اُتر آنا اور بچے کو دودھ کی طرف لپکنے اور دودھ چوسنے کا طریقہ سکھانا جبکہ رحیم اللہ کے علاوہ دوسری مخلوق بھی ہوسکتی ہے۔ (تیسیر القرآن)

اَلْمُؤْمِنُ ۔ **اَمَنَ** بمعنی خوف وخطر سے محفوظ ہونا اور مؤمن کے معنی دوسروں کو امان دینے والا، امن عطا کرنے والا یعنی ایسا قانون دینے والا جس سے فساد فی الارض کے بجائے امن و امان قائم ہو۔ نیز مخلوق اللہ کی طرف سے کسی قسم کی حق تلفی، زیادتی یا ظلم کے خوف سے مکمل طور پر امن میں رہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس کے معنی مصدق کے ہیں۔ یعنی اپنی اور اپنے رسولوں کی قولاً اور فعلاً تصدیق کرنے والا یا مومنوں کے ایمان پر مہر تصدیق ثبت کرنے والا ہے۔

اَلْمُهَيْمِنُ : کہتے ہیں **هَيْمَنَ الطَّائِرُ عَلٰى فِرَاخِهٖ** یعنی پرندے نے اپنے پَر اپنے بچے پر بچھا دیئے۔ جیسے مرغی خطرہ کے وقت اپنے چوزوں کو اپنے پَر کے نیچے چھپا لیتی ہے۔ لہٰذا **مُهَيْمِنُ** وہ ذات ہے جو کسی کو خوف سے امن دے، ہر وقت نگہبانی رکھے۔ اور کسی کا کوئی حق ضائع نہ ہونے دے۔ (منتہی الارب)

اَلْعَزِيْزُ : بالادست (ضد ذلیل: یعنی زبردست) وہ بالادست ہستی جس کے مقابلہ میں کوئی سر نہ اُٹھا سکتا ہو۔ جس کے آگے سب بے بس، بے زور اور کمزور ہوں۔

اَلْجَبَّارُ : دو معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) زبردستی کرنا (۲) اصلاح۔ کسی چیز کی اصلاح کر دینا۔ **جَبَرَ الْعَظْمَ** ٹوٹی ہوئی ہڈی کو درست کرنا۔ کائنات کے نظام کو بزور درست کرنے والا ہے اور اپنے ارادوں کو پوری قوت سے نافذ کرنے والا۔ (تیسیر القرآن)

ان تینوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت و کبریائی کے اوصاف بیان کر کے انسانوں کو مزید متنبہ کیا ہے کہ ان کے دل باری تعالیٰ کی خشیت سے کیسے خالی ہوئے ہیں ان پر کپکپی کیوں طاری نہیں ہوئی وہ تو معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ غائب وحاضر سب کو جاننے والا، اللہ کی ذات تو وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں وہ تو شاہ بے نیاز ہے جس کا ہر کوئی محتاج ہے۔ اسی کا نظام اور اسی کا حکم ہے۔ وہ تو وہ ہے جس نے تمام چیزوں کو اپنی حکمت کے تقاضے کے مطابق پیدا کیا ہے۔ ان کو عدم سے وجود میں لایا۔ اور پوری کائنات کی جیسی چاہی تصویر گری کی ہے۔ تمام اچھے اور پیارے نام اسی کے لئے ہیں اور اسی کو زیب دیتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں پائی جانے والی تمام مخلوقات اس کی پاکی بیان کرتی ہیں۔ وہ بڑی زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الممتحنۃ

سورۃ الممتحنۃ مدنی ہے اس میں ۱۳ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف : نام۔ آیت (یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا جَآءَکُمُ الۡمُؤۡمِنٰتُ مُہٰجِرٰتٍ فَامۡتَحِنُوۡہُنَّ ؕ اَللّٰہُ اَعۡلَمُ بِاِیۡمَانِہِنَّ) سے ماخوذ ہے۔ الممتحنۃ (بفتح الحاء) (وہ عورت جس کا امتحان لیا گیا) اس عورت کے اعتبار سے ہے جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور جس کے ایمان کا امتحان لینے کا اس سورت میں حکم دیا گیا تھا۔ اس کا نام اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھا۔

امام احمد، بخاری و مسلم اور محمد بن اسحاق نے اپنی صحیح سندوں کے ساتھ اس بارے میں جو روایتیں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، عروہ بن الزبیر اور دیگر علمائے سیرت سے نقل کی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب اہل مکہ نے معاہدے کی پابندی نہیں کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ پر چڑھائی کرنے کا پختہ عزم کر لیا اور مسلمانوں کو ایک غزوہ میں شرکت کے لئے تیار ہونے کا حکم دے دیا اور یہ بات چند صحابہ کرامؓ کو بتائی کہ ان کا ارادہ فتح مکہ کا ہے۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ مکہ کے رہنے والے نہیں تھے۔ وہ کہیں دوسری جگہ سے آ کر وہاں عثمان بن عفانؓ کے حلیف کی حیثیت سے اقامت پذیر ہو گئے تھے۔ وہ خود تو ہجرت کر کے آ گئے تھے لیکن ان کی اولاد اور ان کے بھائی و چچا وغیرہ ابھی مکہ میں ہی تھے۔ اُنھوں نے سوچا کہ اگر مسلمانوں نے مکہ پر حملہ کیا تو دوسرے مہاجر صحابہ کے خاندان والے وہاں موجود ہیں جو مکہ میں موجود ان کے بال بچوں کو قتل ہونے سے بچا لینگے۔ انکے خاندان والے وہاں نہیں ہیں اسلئے اگر وہ بعض اعیان قریش کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادے سے مطلع کر دیں گے تو وہ ضرورت کے وقت ان کے بچوں اور رشتہ داروں کو قتل ہونے سے بچا لیں گے۔

اسی لئے اُنھوں نے بنی عبدالمطلب کی سارہ نامی ایک مشرکہ لونڈی کو خط لکھ کر مکہ روانہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع دے دی۔ آپ نے فوراً علی، ابومرثد اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم، تین مشہور گھوڑ سواروں کو اس سے خط چھین لینے کے لئے روانہ فرمایا کہ وہ عورت تمہیں روضۂ خاخ میں مل جائے گی۔ اگر وہ تمہیں خط دے دے تو اُسے چھوڑ دینا۔ اُنھوں نے اسے (روضۂ خاخ) میں جا لیا اور بڑے دھمکیوں کے بعد اس نے وہ خط اپنے بال کے جوڑے سے نکال کر دیا جس میں حاطب نے بعض مشرکین مکہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادے کی خبر دی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب سے پوچھا کہ ایسا تم نے کیوں کیا؟ تو اُنھوں نے کہا ''اے اللہ کے رسول آپ میرے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کیجئے۔ پھر اُنھوں نے خط لکھنے کا اصل سبب بیان کیا اور کہا کہ میں کافر نہیں ہوں اور اپنے دین سے پھر نہیں گیا ہوں۔

آپ نے صحابہ سے کہا کہ یہ سچ کہہ رہا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن مار دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حاطب غزوہ بدر میں شریک ہوا تھا اور تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ بدری صحابیوں کے دلوں سے خوب واقف تھا اس لئے فرمایا: ''اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ ، فَقَدۡ غَفَرۡتُ لَكُمۡ'' اے اصحاب بدر تم چاہے جیسا عمل کرو، میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔(صحیح بخاری حدیث نمبر 3684) اسی حادثہ کے بعد اس سورت کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! تم لوگ اُن کافروں اور مشرکوں کو اپنا دوست نہ بناؤ جو میرے اور تمہارے دشمن ہیں، تم انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی اسرار بتاتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دینِ حق کے منکر ہیں اور اُنھوں نے ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیا تھا۔ حالانکہ تمہارا اس کے سوا کوئی قصور نہیں تھا کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے تھے۔ یہ ظالم کفار اس لائق نہیں ہیں کہ تم انہیں اپنا دوست بناؤ۔ تم ان سے اظہار دوستی کے لئے خفیہ طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریں ان تک پہنچانا چاہتے ہو حالانکہ میں تو تمہارے تمام ظاہر و باطن کو جانتا ہوں اور تم نے دیکھ لیا کہ میں نے اپنے رسول کو اس خط کی اطلاع دے دی جو تم نے مشرکین کو بھیجا تھا۔ ساتھ ہی اس سورہ میں مشرکین مکہ سے قطع تعلق کا حکم دیا گیا ہے اور خطاب خاص طور پر اُن لوگوں سے ہے جو اسلام میں داخل بھی تھے اور دین کی خاطر اُنھوں نے ہجرت بھی کی تھی لیکن اہل مکہ سے رشتہ داری و برادری کے جو تعلقات تھے اس کی زنجیریں ابھی اُنھوں نے نہیں توڑی تھیں۔ اس وجہ سے امتحان کے مواقع پر ان سے ایسی کمزوریاں صادر ہو جاتیں جو ایمان و اخلاص کی منافی ہوتیں۔ ان کو ابراہیمؑ کے اُسوۂ حسنہ کی یاد دہانی فرمائی گئی ہے کہ اگر ہجرت کی برکات سے متمتع ہونا چاہتے ہو تو ابراہیمؑ کی طرح اپنے سابق ماحول سے ہر قسم کا تعلق منقطع کر کے کلیۃً اللہ اور رسول سے وابستہ ہو جاؤ۔

اٰیاتھا ۱۳ ۶۰ سُوۡرَةُ الۡمُمۡتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۹۱ رکوعاتھا ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّىۡ وَ عَدُوَّكُمۡ اَوۡلِيَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَيۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ وَ قَدۡ كَفَرُوۡا بِمَا جَآءَكُمۡ مِّنَ الۡحَقِّ ۚ يُخۡرِجُوۡنَ

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم ان کی طرف محبت کی نظر ڈالتے ہو۔ حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کر چکے ہیں، وہ رسول کو اور خود تمہیں بھی جلا وطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ
كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ
مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ
بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَ مَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ① اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ
يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ يَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ
وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ② لَنْ
تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ
يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③

اب اگر تم (برائے مکہ) میری راہ میں جہاد اور میری رضا جوئی کی خاطر نکلے ہو تو خفیہ طور پر انھیں دوستی کا نامہ و پیام بھیجتے ہو؟ حالانکہ جو کچھ چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو میں اسے خوب جانتا ہوں، اور تم سے جو بھی ایسا کام کرے وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا (۱) اگر وہ تمہیں پالیں تو تمہارے دشمن بن جائیں اور میرے ارادوں سے تم پر دست درازی اور زبان درازی کریں اور یہ چاہیں کہ تم پھر کافر بن جاؤ (۲) یوم قیامت نہ تمہارے رشتے ناتے کچھ فائدہ دینگے اور نہ تمہاری اولاد، وہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دیگا، اور اللہ تمہارے اعمال دیکھتا ہے (۳)

معانقۃ ١٢

آیت ۳: تم نے جن اولاد اور رشتہ داروں کی وجہ سے کافروں سے دوستی کرنی چاہی وہ قیامت کے دن عذاب جہنم سے تمہیں نہیں بچا سکیں گے۔ اس دن بس ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔ کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوگا تو پھر کیوں دوسروں کی وجہ سے اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کی نگاہ سے تمہارا کوئی عمل اوجھل نہیں ہے۔ اس سے ڈرتے رہو اور وہی کام کرو جس سے وہ راضی ہوتا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ
الَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا
مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا
بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ
وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا
قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَ مَآ
اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ
تَوَكَّلْنَا وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ④
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا
رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑤ لَقَدْ كَانَ

تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں اچھا نمونہ ہے، جبکہ اُنہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سے بھی جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ ہمیش کے لئے (دشمنی) اور بیر پیدا ہو چکا، حتیٰ کہ تم اللہ واحد پر ایمان لے آؤ مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا کہ میں تیرے لئے معافی مانگوں گا حالانکہ میں تیرے لئے اللہ کے سامنے کچھ اختیار نہیں رکھتا، ہمارے رب ہم نے تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہی رجوع کیا اور تیری طرف لوٹنا ہے (۴) اے ہمارے رب تو ہمیں کافروں (کے مظالم) کا تختۂ مشق نہ بنانا اور ہمارے رب ہمیں معاف فرما، بیشک تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ ع عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

زبردست حکمت والا ہے (۵) انہی لوگوں میں تمہارے لئے ایک اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر اُمید رکھتا ہو، اور جو سرتابی کرے تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں محمود ہے (۶) کچھ بعید نہیں کہ اللہ تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان محبت پیدا کردے جن سے تم عداوت رکھتے ہو۔ اور اللہ بڑی قدرتوں والا ہے اور وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (۷)

آیت ۴: مشرکوں سے اعلان برأت کی مزید تاکید فرماتے ہوئے اللہ نے کہا کہ ابراہیم اور ان کے مومن ساتھیوں کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے کہ اُنھوں نے اپنی قلت و ناتوانی اور دشمنوں کی کثرت وقوت کے باوجود اللہ کے دشمنوں سے اظہار برأت میں ذرا بھی تامل سے کام نہیں لیا۔ اور کسی رشتہ دار کا خیال نہیں کیا اور پوری قوم کے سامنے اعلان کردیا کہ ہم تم لوگوں سے اور تمہارے بتوں سے دور اور بے تعلق ہیں۔ ہم تمہارے دین اور معبودوں کا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان کھلی دشمنی پیدا ہوگئی اس لئے کہ ہم لوگ موحد اور تم لوگ مشرک ہو۔ ہاں البتہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے جو کہا تھا کہ میں آپ کے لئے دعائے مغفرت کروں گا اور میں اس سے زیادہ کا مالک نہیں ہوں۔ تو اے اہل ایمان ان کی یہ بات تمہارے لئے نمونہ نہیں ہے اس لئے کہ جب ابراہیم کو یقین ہوگیا کہ ان کا باپ ایمان نہیں لائے گا اور اس کی موت کفر پر ہوگی تو دعا کرنا چھوڑ دیا (فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ)

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ

اللہ تمہیں ان سے منع کرتا ہے جو نہ تم سے دین کے بارے میں لڑے اور نہ تمہیں گھروں سے نکالے اس بات سے کہ تم ان سے بھلائی کرو اور ان سے انصاف کرو، اللہ یقیناً انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (۸) اللہ تمہیں ان سے منع کرتا ہے جنھوں نے دین کے بارے میں تم سے لڑائی کی اور تمہیں گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اس بات سے کہ تم انہیں دوست بناؤ، اور جو انہیں دوست بنائے تو ایسے لوگ ظالم ہیں (۹) اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومنہ عورتیں ہجرت کرکے آئیں تو ان کی جانچ پڑتال کرلیا کرو۔ اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى
الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ
لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ
وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ
ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝١٠ وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ
اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ
ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝١١

اگر تمہیں یہ معلوم ہو کہ (فی الواقع) مومن ہیں تو انھیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو۔ ایسی عورتیں کافروں کیلئے حلال نہیں اور نہ ہی کافر ان کے لئے حلال ہیں، اور کافروں نے جو خرچ کیا ہو انھیں دے دو، اور ان سے نکاح کرنے میں تم پر کچھ گناہ نہیں جبکہ تم انھیں ان کے حق مہر ادا کر دو۔ اور تم کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھو اور جو تم نے خرچ کیا ہے، وہ مانگ لو اور جو کافروں نے اپنی بیویوں کو دیئے تھے وہ مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ جاننے والا، دانا ہے (۱۰) اور اگر تمہاری (کافرہ) بیویوں کے مہروں میں سے کفار سے کچھ نہ ملے تو تم نے کفار کا تعاقب (کر کے مال غنیمت حاصل) کیا ہو تو اس مال میں سے ان مسلمانوں کو ان کی بیویوں کے حق مہر دے دو اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو (۱۱)

آیت ۱۰: صلح حدیبیہ کی شرائط میں یہ بات تھی کہ اگر کوئی کافر مکہ سے بھاگ کر مسلمان ہو کر مدینہ آ جائے گا تو رسول اللہ اسے مکہ واپس بھیج دیں گے۔ اور اگر کوئی مشرک مدینہ سے مکہ چلا جائے گا تو کفار اسے واپس نہیں کریں گے۔ لیکن اللہ کی حکمت دیکھئے کہ اس میں ان مسلمان عورتوں کے بارے میں کوئی بات نہیں تھی جو ہجرت کر کے مدینہ آ جائیں گی۔ چنانچہ اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط، سبیعہ اسلمیہ اور امیمہ بنت بشر وغیرہ مسلمان عورتیں جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ آ گئیں تو آیات (۱۰) اور (۱۱) نازل ہوئیں۔ جن کے مطابق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ واپس نہیں بھیجا۔ اُم کلثوم کے دو بھائی عمار اور ولید اس غرض سے مدینہ آئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں واپس نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ایسی عورتوں کے ایمان کا امتحان لیں۔ حقیقت حال کا جاننے والا تو صرف اللہ ہی ہے لیکن قرائن وشواہد سے اگر ان کا ایمان ثابت ہو جائے تو انھیں کافر شوہروں کے پاس واپس نہ بھیجا جائے۔ اس لئے کہ مومنہ عورت مشرک کے لئے اب حلال نہیں رہی۔ ایمان نے اس کا رشتہ اس کے کافر شوہر سے ختم کر دیا۔

(وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ...) اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اب وہ اپنی کافرہ بیویوں سے ہر قسم کا تعلق ختم کر لیں۔ اور آئندہ مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کریں۔ امام زہری سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عمرؓ نے اپنی دو کافرہ بیویوں کو اور طلحہ بن عبید اللہ نے اپنی کافرہ بیوی کو طلاق دے دی جو مکہ میں رہ گئی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱۱: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کوئی عورت مرتد ہو کر کافروں کے پاس چلی جائے، اور کسی کافر سے شادی کر لے اور وہ کافر شوہر اس کا مہر اسکے پہلے مسلمان شوہر کو واپس نہ کرے اور بعد میں مسلمانوں کی ان کافروں سے جنگ ہو جائے، جس میں مسلمان کو مال غنیمت حاصل ہو تو اس مسلمان شوہر کو اس میں سے وہ مال دے دیا جائیگا جو اس نے بطور مہر ادا کیا تھا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ جن اصحاب رسول کی بیویاں مرتد ہو کر کافروں کے پاس چلی جاتی تھیں اور پھر مال غنیمت حاصل ہوتا تھا تو ان لوگوں کو مجموعی مال غنیمت سے مہر کی رقم ادا کر دی جاتی تھی پھر باقی مال غنیمت کی تقسیم عمل میں آتی تھی۔ آیت کے آخر میں اللہ نے فرمایا کہ اے اہل ایمان! تم لوگ اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر ایمان لائے ہو، یعنی ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے رہو۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫

اے نبی! جب تمہارے پاس مومنہ عورتیں بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی، نہ چوری کریں گی، نہ زنا کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، اپنے ہاتھ اور پاؤں میں کوئی (بیکار یا بدچلنی کا) بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی اور کسی ایک امر میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت کر لیجئے، اور ان کیلئے اللہ سے معافی مانگئے اللہ یقینا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (۱۲)

آیت ۱۲۔ اس آیت کریمہ کو "بیعة النساء" والی آیت کہتے ہیں، اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں سے بیعت لینے کی اجازت دی ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر بیٹھ کر ان عورتوں سے بیعت لی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جوق درجوق آکر اسلام میں داخل ہو رہی تھیں۔

بخاری، ترمذی اور دیگر محدثین نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ عورتیں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکے ایمان کا امتحان لیتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے ایمان کی طرف سے اطمینان ہو جاتا تھا تو ان سے کہتے کہ میں نے تم سے بات کے ذریعہ بیعت لے لی ہے۔ اللہ کی قسم آپ کا ہاتھ کسی بیعت کرنے والی عورت کے ہاتھ سے کبھی مس نہیں کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے صرف زبانی بیعت لیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نے تم سے بیعت لے لی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4512)

شوکانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اہل مکہ کی عورتیں آپ کے پاس بیعت کے لئے آتیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ وہ ان عورتوں سے مندرجہ ذیل اُمور پر بیعت لیں، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، چوری نہ کریں، زنا نہ کریں، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿١٣﴾ ع ۲ ۸

اے ایمان والو! ایسے لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ کا غضب ہوا، وہ تو آخرت سے ایسے ہی مایوس ہیں جیسے کافر اہل قبور (زندہ ہونے) سے مایوس ہیں (۱۳)

آیت ۱۳: اس سورت کی یہ آخری آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے مرکزی مضمون کی مزید تاکید فرمائی ہے اور مومنوں کو تنبیہ کی ہے کہ تمہارا ایمان تم سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ تم اہل کفر کو اپنا دوست نہ بناؤ جن سے اللہ ان کے کفر کے سبب غضبناک ہے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کو یہود کے ساتھ خاص کر دیا ہے اس لئے کہ یہاں کہا گیا ہے کہ اللہ کا ان پر غضب نازل ہو چکا ہے اور یہودی وہ لوگ ہیں جن کی قرآن کریم کی دوسری آیتوں میں یہ صفت بتائی گئی ہے، شوکانی لکھتے ہیں کہ پہلا قول راجح اور اولیٰ ہے، اس لئے کہ اللہ تمام اہل کفر سے حالت غضب میں ہوتا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ الصف

سورۃ الصف مدنی ہے اس میں ۱۴ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف:۔اس کا موضوع ہے مسلمانوں کو ایمان میں اخلاص اختیار کرنے اور اللہ کی راہ میں جان لڑانے پر اُبھارنا۔ اس میں ضعیف الایمان کو بھی مخاطب کیا گیا ہے اور ان لوگوں کو بھی جو ایمان کا جھوٹا دعویٰ کر کے اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور ان کو بھی جو مخلص تھے۔

اندازِ کلام سے خود معلوم ہو جاتا ہے کہ کہاں کون مخاطب ہے۔آغاز میں تمام ایمان لانے والوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نہایت مبغوض ہیں۔وہ لوگ جو کہیں کچھ اور کریں کچھ۔اور نہایت محبوب ہیں وہ لوگ جو راہِ حق میں لڑنے کیلئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ کر کھڑے ہوں۔پھر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھ بنی اسرائیل نے جو روش اختیار کی ان کا ذکر ہے۔ساتھ ہی اُمت محمدیہ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی طرح نہ ہو جائیں۔اس کے بعد اہل ایمان کو بتایا گیا ہے کہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کی راہ صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ اور اسکے رسول پر سچے دل سے ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرو۔آخر میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی ہے کہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے اللہ کی راہ میں ساتھ دیا تھا اسی طرح وہ بھی انصار اللہ بنیں۔

اٰیاتھا ۱۴ ۶۱ سُوۡرَۃُ الصَّفِّ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۹ رکوعاتھا ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ
وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا
لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۲﴾ کَبُرَ مَقۡتًا
عِنۡدَ اللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳﴾ اِنَّ
اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ صَفًّا
کَاَنَّہُمۡ بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ﴿۴﴾

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن ورحیم ہے

ارض وسماوات میں جو (مخلوقات) ہیں اللہ کی تسبیح کر رہی ہیں اور وہ غالب ہے، دانا ہے (۱) اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں (۲) اللہ کے ہاں یہ سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم ایسی بات کہو جو تم کرتے نہیں (۳) اللہ یقینا ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اسکی راہ میں صف بستہ ہو کر کھڑے ہیں جیسے کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں (۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۳: ابن المنذر اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ کچھ مسلمان جہاد فرض ہونے سے پہلے کہتے تھے کہ اگر ہمیں معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا عمل پسند ہے تو ہم اسے کرتے، تو اللہ نے بذریعہ وحی اپنے رسول ﷺ کو خبر دی کہ سب سے بہترین عمل ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ ہے اور جب جہاد فرض ہوا تو ان مسلمانوں پر جہاد کرنا گراں گزرا تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ نے انھیں خطاب کیا اس لئے کہ ایمان صادق کا تو تقاضہ ہے کہ مومن نہ جھوٹ بولے اور نہ وعدہ خلافی کرے جو کہے اس کے مطابق عمل کرے اور جو نیک کام نہ کیا ہو اسے اپنی طرف منسوب نہ کرے کیونکہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض بات یہ ہے کہ آدمی اپنی طرف ایسے بھلائی کے کام منسوب کرے جو اس نے نہ کیا ہو، یا کہے کہ میں فلاں خیر کا کام کروں گا اور پھر اسے نہ کرے۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے قوم تم مجھے کیوں دکھ پہنچاتے ہو حالانکہ تم جان چکے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ پھر جب اُنھوں نے کج روی اختیار کی تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے، اور اللہ فاسقوں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا (۵)

آیت ۵: یہ جانتے ہوئے بھی کہ موسیٰ اللہ کے سچے رسول ہیں، بنی اسرائیل انھیں اپنی زبان سے ایذا پہنچاتے تھے حتیٰ کہ بعض جسمانی عیوب ان کی طرف منسوب کرتے تھے حالانکہ وہ بیماری ان کے اندر نہیں تھی۔ (احسن البیان)

اللہ نے فرمایا جیسا انہوں نے کج روی اختیار کی۔۔یعنی علم کے باوجود حق سے اعراض کیا اور حق کے مقابلے میں باطل کو، خیر کے مقابلے میں شرک کو اور ایمان کے مقابلے میں کفر کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا کے طور پر ان کے دلوں کو مستقل طور پر ہدایت سے پھیر دیا۔ کیونکہ یہی سنت اللہ چلی آرہی ہے۔ کفر وضلالت پر دوام واستمرار ہی دلوں پر مہر لگنے کا باعث ہوتا ہے۔ پھر فسق، کفر اور ظلم اس کی طبیعت اور عادت بن جاتی ہے، جس کو کوئی بدلنے پر قادر نہیں ہے۔ اسلئے آگے فرمایا: اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو اپنی سنت کے مطابق گمراہ کیا ہوتا ہے۔ اب کون اسے ہدایت دے سکتا ہے جسے اس طریقے سے اللہ نے گمراہ کیا ہو۔ (احسن البیان)

وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا

اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں یقینا تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور پہلے سے نازل شدہ تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں، جو میرے بعد آئیگا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جَآءَهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۝٦
وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ
وَهُوَ يُدۡعٰۤى اِلَى الۡاِسۡلَامِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهۡدِى
الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ۝٧ يُرِيۡدُوۡنَ لِيُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ
اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوۡرِهٖ وَ لَوۡ كَرِهَ
الۡكٰفِرُوۡنَ ۝٨ هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ
بِالۡهُدٰى وَ دِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ
كُلِّهٖ وَ لَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ۝٩ ع ٩

رسول واضح دلائل لے کر آ گئے تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے (٦) اور اس (شخص) سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندھے جبکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہے اور اللہ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (٧) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہیگا' خواہ کافروں کو ناگوار ہو (٨) وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا تاکہ اسے دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو (٩)

آیت ۷: بھلا اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور اس کا شریک ٹھہرائے جبکہ اسے توحید و اخلاص کی طرف بلایا بھی جا رہا ہو یعنی اگر نہ خبر ہوتا تو معذور تھا مگر اسے تو توحید کی چیخ چیخ کر دعوت دی جا رہی ہے اور لگا تار اسے اخلاص کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ قارئین ہی بتلائیں کہ ایسے غیر انصاف پسندوں کی قسمت میں بھلا ہدایت کہاں ان پر بدبختی مسلط ہے اور دل کی آنکھیں جاتی رہی ہیں روشنی تو انھیں نظر آئے جو صاحب بصیرت ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۸: ان کی یہ بھی آرزو ہے کہ باطل کے تیز و تند جھونکوں سے حق کا نور بجھا دیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پھونکوں سے سورج کی روشنی بجھانا چاہے بھلا اس احمق کی پھونکوں سے سورج کی روشنی پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اسی طرح ان ظالموں کی ریشہ دوانیوں اور خفیہ سازشوں سے اسلام کی روشنی کیسے بجھ سکتی ہے؟ اللہ کا فیصلہ اٹل ہے کہ نور اسلام مکمل ہو کر رہے گا۔ کافروں کی آنکھیں چندھیائی ہیں تو چندھیایا کریں۔ (تفسیر ابن کثیر)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى تِجَارَةٍ
تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۝١٠ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ
رَسُوۡلِهٖ وَ تُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ
بِاَمۡوَالِكُمۡ وَ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ
كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝١١ۙ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ وَ
يُدۡخِلۡكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ وَ

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتلاؤں جو تمہیں المناک عذاب سے بچا لے؟ (١٠) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کرو، تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جان لو (١١) وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور دائمی باغوں میں پاکیزہ گھر عطا کرے گا یہی بڑی کامیابی ہے (١٢) اور ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۙ﴿۱۲﴾ وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

دوسری چیز بھی عطا کرے گا، جسے تم پسند کرتے ہو اور وہ ہے اللہ کی مدد اور جلد حاصل ہونے والی فتح کی مومنوں کو بشارت دے دیں (۱۳)

آیت ۱۰: اوپر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت گزر چکی ہے کہ کچھ مسلمانوں نے اللہ کی نظر میں سب سے اچھے عمل کو جاننا چاہا تا کہ اس پر عمل کریں تو اس سورت کی کئی آیتیں نازل ہوئیں جن میں سے یہ آیت بھی ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ کو اموال تجارت سے تشبیہ دیا ہے اس لئے کہ جس طرح تجارت سے نفع حاصل ہوتا ہے اسی طرح اعمال صالحہ دخول جنت اور عذاب نار سے نجات کا سبب ہوتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۱۳: جب تم اسکی راہ میں لڑو گے اور اسکے دین کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہیں فتح و نصرت سے نوازیگا۔ (الحج: ۲۲) میں اللہ نے فرمایا یقیناً اللہ اسکی مدد کرتا ہے جو اسکے دین کی مدد کرتے ہیں یاد رکھو اللہ بڑا طاقتور اور سب پر غالب ہے۔ یہ نعمت دنیوی نعمت ہے جو اُخروی نعمتوں سے ملی ہوئی ہے اور اس کیلئے ہے جو اللہ کی اور اسکے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ کے احکام کی اور اسکے دین کی قدر و منزلت بجالائے اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔ (بحوالہ ابن کثیر)

صاحب محاسن التنزیل لکھتے ہیں، آیت ۱۳ دلیل ہے کہ یہ سورت فتح مکہ سے کچھ دن قبل نازل ہوئی تھی اور مقصود مومنوں کو ان کے دشمنوں کے خلاف قتال پر اُبھارنا ان کی ہمت افزائی کرنا اور میدان جہاد میں ثابت قدم رہنے کی نصیحت کرنی تھی۔ اسی لئے آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ مومنوں کو خوشخبری دے دیجئے کہ اللہ نے ان سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ ع ۲/۵

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ (کے دین) کے انصار بن جاؤ۔ جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ اللہ کی طرف (بلانے میں) کون میرا مددگار ہے؟ تو حواریوں نے کہا: ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں۔ پھر بنی اسرائیل کا ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور دوسرے گروہ نے انکار کر دیا۔ پھر ہم نے ایمان لانے والوں کی انکے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی تو وہی غالب رہے (۱۴)

آیت ۱۴: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنی جانوں، اموال، اقوال اور افعال کے ذریعہ اس دین حق کی مدد کرتے رہیں جسے اللہ نے اپنی اطاعت و بندگی کے لئے نازل کیا ہے۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حواریوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا۔ دعوت الی اللہ کے کام میں ان کا ساتھ دیا اور ان سے اپنی جانوں کی قربانی دینے کا وعدہ کیا، اسی طرح وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کا ہر طرح ساتھ دینے کے لئے تیار رہیں۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جب حواریوں نے عیسیٰؑ سے کہا کہ آپ کی دعوت لوگوں تک پہنچانے کے لئے آپ کی مدد کریں گے تو اُنہوں نے اسرائیلیوں اور یونانیوں کے پاس توحید کی دعوت کے ساتھ بھیجا۔ ہمارے رسول ﷺ بھی حج کے دنوں میں اسی طرح کیا کرتے تھے کہ کون ہے جو مجھے پناہ دے تا کہ میں اپنے رب کا پیغام لوگوں تک پہنچاؤں۔ اس لئے کہ قریش نے مجھے اس کام سے روک دیا ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی مدد کے لئے مدینہ کے اوس وخزرج والوں کے دلوں کو مسخر کر دیا۔ ان لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کی مدد کی اور کہا کہ اگر آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ آ جائیں گے تو ہم ہر طرح آپ کا دفاع کریں گے۔ اور جب آپ ﷺ دیگر مہاجرین کے ساتھ ہجرت کر کے وہاں پہنچے تو اُنھوں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اسی لئے اللہ اور اس کے رسول نے انھیں ''انصار'' کا لقب دیا جو ان کا نام بن گیا۔ اللہ نے آگے فرمایا کہ ہم نے ایمان والی جماعت کی ان کے دشمنوں یعنی یہودیوں اور بت پرست گروہوں کے مقابلے میں مدد کی اور انھیں غلبہ حاصل ہوا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اس میں مومنوں کو ان کے رب کی جانب سے نصرت وتائید اور فتح وکامرانی کی خوشخبری دی گئی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دین حق کی سربلندی کے لئے متحد ہو کر کوشش کریں اور نزاع واختلاف سے یکسر دور رہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الجمعۃ

سورۃ الجمعہ مدنی ہے اس میں ١١ آیتیں اور ٢ رکوع ہیں۔

تعارف:۔ اس سورہ کے آغاز میں سیدنا ابراہیمؑ کی دعا کی طرف اشارہ ہے ساتھ ہی متنبہ کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ان کو جس عظیم نعمت سے نوازا ہے اس کی قدر کریں، یہودیوں کی حاسدانہ سازشوں کا شکار ہو کر اپنے کو اس فضل عظیم سے محروم نہ کر بیٹھیں۔ اسی ذیل میں مسلمانوں کی ایک گروہ کو ملامت فرمائی ہے کہ اس نے دنیوی کاروبار کے طمع (لالچ) میں جمعہ اور رسول کا احترام ملحوظ نہیں رکھا۔ ساتھ ہی اس ناقدری کے انجام سے بھی آگاہ فرمایا ہے کہ یہ روش اختیار کر کے یہود اللہ کی شریعت سے محروم ہو گئے۔ مسلمان فلاح چاہتے ہیں تو ان کی تقلید سے بچیں۔

ایاتها ١١ ٦٢ سُوۡرَۃُ الۡجُمُعَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ١١٠ رکوعاتها ٢

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ الۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۱﴾ ہُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۲﴾ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۴﴾

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔

ارض و سماوات میں موجود تمام مخلوق اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ ہے، مقدس ہے، زبردست ہے، دانا ہے (١) وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انھیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں پڑے تھے (٢) اور ان میں دوسرے لوگوں کیلئے بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے (٣) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱: بے زبان اور زبان والی آسمان و زمین کی ایک ایک چیز اللہ کی پاکی بیان کر رہی ہے۔ تمام کائنات جمادات، نباتات، حیوانات اللہ کی عظمت و بڑائی میں رطب اللسان ہے۔ جیسا کہ (الاسراء: ۴۴) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی کے گن نہ گا رہی ہو وہ آسمان و زمین کا مالک ہے۔ کائنات کا شہنشاہ ہے اس کا حکم تمام کائنات پر چل رہا ہے اور دنیا کی ہر شئے میں اسی کی تعریف و تسلط کارفرما ہے، وہ کمیوں، عیبوں اور نقائص سے پاک ہے اور کمال والی خوبیوں کا مالک ہے۔ سب بادشاہوں پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ (ابن کثیر)

آیت ۲: أُمِّيِّيْنَ سے مراد عرب ہیں جن کی اکثریت ان پڑھ تھی۔ ان کے خصوصی ذکر کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کی رسالت دوسروں کے لئے نہیں تھی، لیکن چونکہ اولین مخاطب وہ تھے اس لئے اللہ کا ان پر زیادہ احسان تھا۔ (احسن البیان)

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶ وَ لَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ ع ۸/۱۱

جن لوگوں کو تورات کا حامل بنایا گیا پھر انھوں نے یہ بار نہ اُٹھایا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو کتابیں اُٹھائے ہوئے ہو۔ بری مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۵) آپ کہیئے! اے لوگو! جو یہودی بنے ہوئے ہو اگر تم سمجھتے ہو کہ تمام لوگوں کو چھوڑ کر بس تم ہی اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم اس بات میں سچے ہو (۶) اور یہ کبھی بھی موت کی تمنا نہ کریں گے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے جو یہ کر چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے (۷) آپ (ان سے) کہیئے جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تو تمہیں آ کے ہی رہے گی پھر تم اس کے یہاں لوٹائے جاؤ گے جو غائب اور حاضر کا جاننے والا ہے وہ تمہیں بتلا دے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے (۸)

آیت ۵: یہود نے تورات کو پڑھا اور اسے یاد کیا۔ لیکن اس پر عمل نہیں کیا۔ بایں طور کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر دی گئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامتیں بیان کی گئی تھیں اور آپ پر ایمان لانے کی تاکید کی تھی اور انھیں یقین کامل تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں، لیکن محض بغض و عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لائے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انھیں گدھوں سے تشبیہ دی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جن کی پیٹھوں پر علوم وفنون کی بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں جن کا وہ گدھے بوجھ تو محسوس کرتے ہیں اور انکے نیچے دبے جاتے ہیں لیکن ان میں موجود حقائق ومعارف سے بے بہرہ اوران پر عمل کرنے سے محروم ہوتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن یہود نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی انکی بڑی ہی بری مثال ہے یعنی انکا حال ان گدھوں جیسا ہے جن پر کتابیں لدی ہیں۔

امام ابن القیمؒ نے اپنی کتاب "اعلام الموقعین" میں اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ مثال اگرچہ یہود کے لئے بیان کی گئی ہے لیکن یہ ہر اُس حاملِ قرآن پر چسپاں ہوتی ہے جو اس پر عامل نہیں ہوتا اور اس کا کما حقہ حق ادا نہیں کرتا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت۸: اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی خبر دی ہے کہ اے یہود! تم اپنی زبان سے جس موت کا نام لینے سے بھی ڈرتے ہو کہ وہ کہیں تم کو آنہ دبوچے اور کیفر کردار تک نہ پہنچادے اس سے تم بچ نہیں سکو گے اور قیامت کے دن غیب وحاضر کے جاننے والے اللہ کے سامنے کھڑے ہوگے جو تمہیں تمہارے کالے کرتوتوں کی خبر دیگا اور انکا پورا پورا بدلہ دیگا۔ (تیسیر الرحمن)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَۨا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ ع ۲ / ۱۲

اے ایمان والو! جمعہ کے دن صلوٰۃ کے لئے اذان دی جائے تو ذکر الٰہی کی طرف دوڑ کر آؤ اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ اگر تم جانو یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے (۹) پھر جب صلوٰۃ ادا ہوچکے تو زمین میں منتشر ہوجاؤ (اگر چاہو تو) اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو شاید کہ تم فلاح پاؤ (۱۰) اور جب اُنھوں نے کوئی تجارت یا کھیل تماشا ہوتے دیکھا تو ادھر بھاگ گئے اور آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ کہئے کہ جو اللہ کے پاس ہے اس تماشے اور تجارت سے بہتر ہے، اور اللہ ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (۱۱)

اس آیتِ کریمہ کے سبب نزول کے بارے میں بخاری ومسلم وغیرہ نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک تجارتی قافلہ کھانے کا سامان لے کر پہنچا۔ صحابہ کرام کو جب خبر ہوئی تو ایک ایک کرکے مسجد سے باہر جانے لگے یہاں تک کہ صرف بارہ آدمی رہ گئے جن میں میں اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 884)

آیت۹: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ جمعہ کی نماز کا خاص اہتمام کریں اور اذان ہونے کے بعد اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاروبار چھوڑ کر مسجد کی طرف چل پڑیں۔ تاکہ خطبہ اور نماز کے فضائل و برکات سے مستفید ہو سکیں اور مزید تاکید کے طور پر فرمایا کہ کاروبار دنیا چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لئے جانے ہی میں تمہارے لئے بہتری ہے۔ کاش تم اس بات کو سمجھ پاؤ۔

آیت ۱۰: جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر روزی ڈھونڈنا حلال ہے۔ چونکہ اذان کے بعد خرید و فروخت کو حرام فرما دیا تھا اسلئے نماز سے فارغ ہو کر کاروبار میں لگ جانے کی رخصت عطا فرمائی۔ عراک بن مالک جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھتے تھے: اے اللہ میں تیری پکار پر حاضر ہوا، تیرا فریضہ ادا کیا اور تیرے حکم کے مطابق روزی کی تلاش میں نکل آیا' اب تو مجھے اپنے فضل و کرم سے روزی عطا فرما' کیونکہ تو بہترین روزی رساں ہے (ابن ابی حاتم، القرطبی) پھر فرمایا کہ کاروبار میں مشغول ہو کر بھی اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو' ذکر اللہ سے زبان تر رکھو، دنیوی فائدہ کی دھن میں اُخروی فائدہ نہ بھلاؤ، دنیا تمہیں آخرت سے غافل نہ کرنے پائے۔ (ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ المنافقون

سورۃ المنافقون مدنی ہے۔اس میں ۱۱ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف:

اس سورہ میں منافقین کے کردار کا ذکر ہے' جو ایمان لانے کا دعویٰ کرتے تھے لیکن اپنے دنیوی منافع اور کاروبار میں اس طرح گرفتار تھے' کہ کوئی تجارتی قافلہ آجاتا تو اس کی خبر پاتے ہی پیغمبر ﷺ کو خطبہ دیتے چھوڑ کر اس کی طرف بھاگ کھڑے ہوتے۔جیسا کہ سورۃ الجمعۃ میں بتلایا گیا۔اب اس سورہ کے اندر انکے دل کی کیفیتوں کی خبر دی گئی ہے کہ وہ قسمیں کھا کھا کر پیغمبر کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ آپ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں' لیکن اللہ بھی قسم کھا کر کہتا ہے کہ یہ بالکل جھوٹے ہیں۔یہ اپنی قسموں کو بطور ڈھال استعمال کر رہے ہیں۔اُنھوں نے ایمان کی راہ میں جو قدم اُٹھایا وہ مال و جان کی محبت میں پھنس کر اس وجہ سے اللہ نے انکے دلوں پر مہر کردی ہے اور اب وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکے ہیں۔

اٰیاتها ۱۱ ۶۳ سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۴ رکوعاتها ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ۝۱ اِتَّخَذُوْۤا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ۝۳

وقف لازم

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے

جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقینا آپ رسول اللہ ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ آپ اسکے رسول ہیں، اور اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ منافق سراسر جھوٹے ہیں (۱) اُنھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اس طرح اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بہت بُرا کام ہے جو کر رہے ہیں (۲) یہ اسلئے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔اب یہ کچھ نہیں سمجھتے (۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح آیات ۱: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے نبی! جب عبداللہ بن ابی بن سلول اور دیگر منافقین آپ کی مجلس میں آتے ہیں تو اپنی زبان سے مسلمان ہونے کا اظہار کرتے ہیں اور آپ کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں: ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں'' اللہ تعالیٰ نے کہا: اللہ جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں چاہے منافقین اس کی گواہی دیں یا نہ دیں۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین اپنی گواہی میں جھوٹے ہیں ان کا باطن ان کے ظاہر کے مطابق نہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۲: یہ لاکھ اپنی سچائی ظاہر کرنے کیلئے قسمیں کھائیں مگر آپ یقین نہ کریں جھوٹی قسمیں کھانا انکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مسلمانوں کو بے ایمانوں سے ہوشیار رہنا چاہئے ایسا نہ ہو انہیں ایماندار سمجھ کر ان جیسی کوئی بات کر بیٹھیں اور ایمان کے دھوکے میں کفر کے مرتکب ہو جائیں۔ یہ در پردہ اسلام اور اہل اسلام میں گڑ بڑ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ انکی در پردہ سازشوں سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا سخت اندیشہ ہے اسلئے یہ خود بھی سیدھی راہ سے دور ہیں اور لوگوں کو بھی دور کرنا چاہتے ہیں اور انکے عمل بڑے گندے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ۝ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝۶

اگر آپ انکا جسم دیکھیں تو آپکو بھلا لگے، اور اگر انکی بات سنیں تو سنتے ہی رہ جائیں۔ گویا وہ دیواروں کے ساتھ لگی لکڑیاں ہیں۔ ہر زور کی آواز اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہی دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہئے انہیں اللہ غارت کرے' کہاں بہکتے ہیں (۴) اور جب انہیں کہا جائے کہ آؤ اللہ کے رسول تمہارے لئے مغفرت مانگیں تو سر جھٹک دیتے ہیں اور آپ انھیں دیکھیں گے از راہِ تکبر آنے سے رُک جاتے ہیں (۵) آپ ان کیلئے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں برابر ہے، (کیونکہ) اللہ انہیں کبھی معاف نہیں کریگا۔ اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۶)

آیت ۴: دیکھنے میں تو خوبصورت اور سلیقہ سے بات کرتے ہیں سننے والا ان کی باتیں سن کر ان کی چرب زبانی پر لٹو ہو جاتا ہے لیکن باطن میں انتہائی کمزور و بزدل بے صبرے ناشکرے اور پھس پھسے ہیں۔ کوئی معمولی سا واقعہ پیش آ جائے تو چیخ پڑتے ہیں کہ ہائے ہم مرے۔ فرمایا (الاحزاب: ۱۹) تمہارے مقابلے میں بخیل ہیں۔ خوف کے وقت تمہاری طرف اس طرح آنکھیں پھیر کر دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی چھا گئی ہو' پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو تمہیں زبان درازی سے چھید ڈالتے ہیں اور غنیمت کے سلسلے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ یہ لوگ صاحب ایمان نہیں اللہ نے ان کے عمل غارت کر دیئے اور یہ بات اللہ کے لئے انتہائی آسان ہے۔ (ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۵: جہجاہ غفاری اور سنان انصاری کے درمیان ''مریسیع'' کنواں کے پاس جھگڑے کے بعد عبداللہ بن ابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین صحابہ کے بارے میں جو کچھ کہا تھا اس کی اطلاع جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوگئی تو کچھ لوگوں نے عبداللہ بن ابی کو مشورہ دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے، معافی مانگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرے کہ آپ اس کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کریں' تو اس نے کبروغرور کے ساتھ اپنی گردن پھیر کر کہا کہ تم لوگوں نے مجھے ایمان لانے کو کہا میں ایمان لے آیا، زکوۃ دینے کو کہا میں نے زکوۃ دی اب تو محمد کو صرف سجدہ کرنا ہی باقی رہ گیا۔ تو ذیل کی چار آیتیں نازل ہوئیں جن میں منافقین کے اس سردار اور اس جیسے دیگر منافقوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۶: اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کفر واستکبار کا نتیجہ یہ بیان فرمایا کہ اے میرے نبی آپ چاہے ان کے لئے دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں، اللہ تعالیٰ انھیں ہرگز معاف نہیں کرے گا اسلئے کہ وہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَ لِلّٰهِ خَزَآىِٕنُ السَّمٰوٰتِ
وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ۝۷
يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ
مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۸ ع ۸ ۱۴

یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر خرچ نہ کرو حتیٰ کہ وہ تتر بتر ہو جائیں' حالانکہ ارض وسماوات کے خزانے تو اللہ کے پاس ہیں مگر منافق لوگ سمجھتے نہیں (۷) کہتے ہیں: اگر ہم مدینہ واپس آئے تو (وہاں کا) عزیز تر آدمی ذلیل تر آدمی کو نکال باہر کرے گا۔ عزت تو تمام تر اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کیلئے ہے لیکن یہ لوگ جانتے نہیں (۸)

آیت ۸: رئیس المنافقین نے کہا تھا: اللہ کی قسم مدینہ واپس پہنچ کر ہم میں جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو نکال دے گا، اور اس منافق کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ فی الحقیقت عزت وغلبہ اور سر بلندی تو اللہ اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافقین اپنی کور مغزی کے سبب اس حقیقت کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ
اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝۹ وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا
رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ
فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۝۱۰ وَلَنْ

اے ایمان والو! تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو لوگ ایسا کریں وہی خسارہ اُٹھانے والے ہیں (۹) اور جو کچھ ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے وہ وقت آنے سے پہلے پہلے خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کو موت آئے تو کہنے لگے: اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مہلت اور کیوں نہ دی؟ کہ میں صدقہ کر لیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا (۱۰) اور اللہ کسی کو ہرگز مہلت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع	نہیں دیتا جب اس کی موت آجائے اور اللہ باخبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو(۱۱)

آیت ۹: مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہیں کہیں مال واولاد کی محبت میں پھنس کر اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوجائیں کیونکہ جو چندروزہ دنیوی زندگی پر اوراس کی بہار پر لٹو ہوجائے اور رب کو بھول جائے وہ ان میں شامل ہے جن کو قیامت کے دن مال واولاد سے نقصان ہی پہنچے گا۔(ابن کثیر)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا شوق دلاتے ہوئے فرمایا کہ موت سے پہلے دے ڈالو جب موت کا وقت آجائیگا ایک سکنڈ کی بھی مہلت نہیں ملے گی۔ اس وقت کی بےبسی اور ندامت کچھ بھی کام نہ آئے گی۔ اس وقت ایک سکنڈ کی بھی مہلت مانگی جائے تاکہ دل کھول کر اللہ کی راہ میں مال لٹا دیا جائے تو اس وقت مہلت کہاں۔ آنے والی آگئی اور جو مصیبت ٹوٹنی تھی ٹوٹ پڑی۔ کمان سے تیر نکل چکا وقت بہت دور بھاگ گیا' اب کیسے ہاتھ آئے اس وقت مومن ہو یا کافر ہر ایک کو اپنے کئے پر افسوس ہوگا۔(تفسیر ابن کثیر)

آیت ۱۱: ان کی یہ تمنا ہرگز پوری نہیں ہوگی اس لئے کہ اللہ کا نظام ازلی ہے کہ کسی کی موت ایک لمحہ کیلئے بھی نہیں ٹالی جاتی۔ آیت کے آخر میں اللہ نے فرمایا کہ لوگو اللہ تمہارے کارناموں سے اچھی طرح واقف ہے۔ اس لئے قیامت کے دن وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔(تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة التغابن

سورۃ التغابن مدنی ہے اس میں ۱۸ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: اس سورہ کا موضوع ایمان وطاعت کی دعوت اور اخلاقِ حسنہ کی تعلیم ہے اور اللہ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ دنیا کی زندگی ہی کل زندگی نہیں ہے بلکہ اصل زندگی آخرت کی ہے جو آ کر رہے گی۔ اس لئے جو آخرت کی کامیابی چاہتا ہے وہ اللہ ورسول کی رضا جوئی کی راہ میں ہر قربانی کے لئے تیار رہے اور اس معاملہ میں کسی کی پرواہ نہ کرے۔ بسا اوقات آدمی کے بیوی بچے اس راہ میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور ان دونوں کی محبت میں پڑ کر انسان آخرت کو بھول جاتا ہے تو ایسی صورت میں اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس راہ میں رکاوٹ بننے والی بیوی، بچوں کو بھی اپنے لئے فتنہ سمجھے اور ان کے متعلق احتیاط برتیں کہ ان کی صحبت ہم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے اور ہم کو دین سے دور نہ کر دے۔

اٰیاتھا ۱۸ ۶۴ سُوۡرَۃُ التَّغَابُنِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۸ رکوعاتھا ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ
لَہُ الۡمُلۡکُ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ ۫ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ
قَدِیۡرٌ ۝۱ ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ فَمِنۡکُمۡ کَافِرٌ وَّ
مِنۡکُمۡ مُّؤۡمِنٌ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ۝۲
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَ صَوَّرَکُمۡ
فَاَحۡسَنَ صُوَرَکُمۡ ۚ وَ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ۝۳ یَعۡلَمُ مَا
فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ یَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَ
مَا تُعۡلِنُوۡنَ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝۴

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن ورحیم ہے

ارض وسماوات میں جو بھی مخلوق موجود ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کیلئے تمام تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۱) وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھتا ہے (۲) اس نے ارض وسماوات کو حقیقی مصلحت سے پیدا کیا اور تمہاری صورتیں تو بہت عمدہ بنائیں اور اسی طرف پلٹ کر جانا ہے (۳) وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو اور اللہ تو دلوں کے راز تک جاننے والا ہے (۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۲: مفسر ابوالسعود نے اس کی تفسیر یوں بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو سب سے اچھی شکل میں پیدا کیا۔ ان میں علمی اور عملی کمالات کو قبول کرنے کی صلاحیت ودیعت کی لیکن ان میں سے بعض نے اپنی خلقت کے تقاضے کے خلاف کلمۂ حق کا انکار کر کے کفر کو اختیار کر لیا اور بعض نے اپنی خلقت کے تقاضے کے مطابق ایمان باللہ کی راہ اختیار کی اور اس پر چل پڑے۔ اس کی تخلیق کا تقاضا یہ تھا کہ وہ سب کے سب صرف ایمان کو ہی اختیار کرتے اور اپنے خالق وموجد کی نعمت خلق اور اس کی دیگر نعمتوں کا شکر ادا کرتے لیکن اُنھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ مختلف گروہوں اور ٹولیوں میں بٹ گئے۔ مفسرین لکھتے ہیں مومن سے پہلے کافر کا ذکر اس لئے آیا ہے کہ مکی زندگی میں کفار ہی اکثریت میں تھے اور اس لئے بھی کہ مقام زجر وتوبیخ اس کا تقاضا کرتا ہے۔ آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگو! اللہ تمہارے اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے ایک ذرہ بھی اس سے مخفی نہیں ہے اور وہ ضرور تمہیں تمہارے ان اعمال کے مطابق بدلہ دے گا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۫ فَكَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۶ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۷ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۸ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹

کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی؟ جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا تھا پھر اُنہوں نے اپنے کام کا مزہ چکھ لیا اور ان کے لئے المناک عذاب ہے (۵) یہ اس لئے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے، تو وہ کہنے لگے: کیا آدمی ہماری رہنمائی کرے گا؟ چنانچہ اُنہوں نے انکار کر دیا اور منہ موڑ لیا اور اللہ بے پرواہ ہو گیا، اور اللہ تو بے نیاز اور اپنی ذات میں محمود ہے (۶) کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ اُٹھائے نہیں جائیں گے۔ کہئے! کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے، پھر تمہیں آگاہ کیا جائے گا جو کچھ تم کرتے رہے اور یہ اللہ کیلئے آسان ہے (۷) لہٰذا اللہ پر اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس نور (قرآن) پر بھی جو ہم نے نازل کیا ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے (۸) اور جب تمہیں جمع کرنے کے دن جمع کیا جائے گا یہ ہار جیت کا دن ہوگا اور جو اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ اس سے اس کی بُرائیاں دور کر دے گا اور اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے (۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾ ع ۱۵	اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو یہی لوگ اہل جہنم ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے (۱۰)

آیت ۷: جب قیامت کا آنا، تمام انسانوں کا دوبارہ زندہ کیا جانا اور جزا و سزا یقینی ہے تو لوگو! تمہارے لئے اس میں بھلائی ہے کہ اللہ اس کے رسول اور قرآن کریم پر ایمان لے آؤ جس کی روشنی کفر و جہالت کی تاریکیوں کو یکسر ختم کر دیتی ہے اور جس کی بدولت انسان اس راہِ راست پر بے دھڑک چلتا جاتا ہے جو اسے جنت الفردوس تک پہنچا دیتی ہے۔ اور دنیا میں اس یقین کے ساتھ زندہ رہو کہ اللہ تمہارے تمام اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔ اس لئے قیامت کے دن کے عذاب سے نجات کی یہی ایک صورت ہے کہ ایمان باللہ اور عمل صالح کی راہ اختیار کرو۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۹: قیامت کو (یوم الجمع) اس لئے کہا کہ اس دن اول و آخر سب ایک ہی میدان میں جمع ہوں گے۔ فرشتہ پکارے گا تو سب اس کی آواز سنیں گے۔ ہر ایک کی نگاہ آخر تک پہنچ جائے گی۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا (ھود: ۱۰۳) وہ دن جس میں سب لوگ جمع کئے جائیں گے اور وہ دن ہے جس میں سب حاضر کئے جائیں گے۔ (احسن البیان)

مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾	جو مصیبت بھی آتی ہے وہ اللہ کے اذن سے ہی آتی ہے، اور جو اللہ پر ایمان لائے تو اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (۱۱) اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر تم سرتابی کرو تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صاف طور پر پہنچا دینا ہی ہے (۱۲) اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور مومنوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہئے (۱۳)

آیت ۱۱: یہی مضمون مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ (الحدید: ۲۲) میں گزر چکا یعنی کائنات کا ذرہ بھی اللہ کے حکم و تقدیر کے بغیر نہیں ہلتا اگر کسی شخص کا یہی عقیدہ ہو کہ اللہ کی تقدیر سے یہ مصیبت پہنچی پھر اس پر صبر کر کے راضی برضا رہے اور اس کی قضا کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور اپنی بہتری کی اُمید رکھے تو اللہ اس کے دل میں کھوئی ہوئی دنیا کے بدلے ہدایت کی درخشانی اور یقین کی چمک پیدا کر دیتا ہے اور کبھی اس کے بدلے دنیا ہی میں اس کے برابر یا اس سے زیادہ نعمت مل جاتی ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ مصائب سے انسان کے ایمان و یقین میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اسے پختہ یقین ہو جاتا ہے کہ جو مصیبت آئی وہ ٹلنے والی نہ تھی اور جو نہیں آئی وہ آنے والی نہ تھی۔ (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱۳: اللہ یکتا ہے، ایک ہے، بے نیاز ہے اور اس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں یعنی اس کی توحید کے قائل ہو جاؤ۔ خلوص سے اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو جیسا کہ فرمایا: رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (المزمل: ۹) وہی مشرق ومغرب کا رب ہے۔ وہی معبود حقیقی ہے لہٰذا اسی کو اپنا کارساز مانو۔ (تفسیر ابن کثیر)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۴ اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۱۵ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۶ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝۱۷ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱۸ ع ٢ ٨ ١٦

اے ایمان والو! تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، لہٰذا ان سے ہوشیار رہو اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور انہیں بخش دو تو اللہ یقیناً بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (۱۴) بلاشبہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک آزمائش ہیں، اور اللہ ہی ہے جس کے ہاں بڑا اجر ہے (۱۵) لہٰذا جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور اطاعت کرو اور (اپنے مال) خرچ کرو۔ تمہارے ہی لئے بہتر ہے، اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں (۱۶) اگر تم اللہ کو قرض حسن دو تو وہ تمہیں کئی گنا بڑھا کر دیگا اور تمہیں معاف فرمادے گا۔ اور اللہ بڑا قدر دان اور بردبار ہے (۱۷) وہ غائب اور حاضر ہر چیز کا جاننے والا ہے وہ زبردست ہے اور دانا ہے (۱۸)

آیت ۱۵: اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی مزید ترغیب دلاتے ہوئے لوگوں سے کہا گیا کہ تم اس کی راہ میں جو حلال مال بھی خرچ کرو گے گویا اسے قرض دو گے جسے کئی گنا بڑھا کر تمہیں لوٹا دیا جائے گا اور مزید برآں تمہارے گناہ بھی معاف کر دیے جائیں گے۔ اس لئے کہ وہ "شکور" ہے اپنے بندے کے تھوڑے عمل کے عوض اجر کثیر دیتا ہے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الطلاق

سورۃ الطلاق مدنی ہے۔اس میں ۱۲ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف:۔اس سورہ کی پہلی آیت میں دو بار طلاق کا لفظ آیا ہے اور پوری سورت کا موضوع طلاق کے احکام ہیں، اسی لئے اس کا نام الطلاق رکھ دیا گیا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے ''چھوٹی سورۃ النساء'' بھی کہا ہے۔ابن ابی حاتم نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔وہ اپنے باپ ماں کے پاس چلی گئیں تب شروع کی آیت نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ وہ حفصہ کو واپس لے لیں۔اسلئے کہ وہ روزہ دار، تہجد گزار ہیں اور جنت میں آپ کی بیویوں میں سے ہوگی۔(علامہ البانی نے الصحیحہ میں اس کی تصحیح کی ہے)

مجمع الزوائد (۳۳۱/۴) میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو بزار اور ابویعلیٰ نے روایت کی ہے اور ابویعلیٰ کی سند کے رواۃ صحیح بخاری کے رواۃ ہیں۔(بحوالہ تیسیر الرحمن) اس سورہ میں اللہ نے اہل ایمان کو تنبیہ کی ہے کہ مسلمانو! جو احکام اس میں بیان کئے گئے ہیں وہ اللہ کے حدود ہیں ان سے تجاوز کرنا تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔اگر کوئی شخص ان حدود سے تجاوز کرتا ہے تو وہ اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے اور جلدی یا دیر سے اللہ کی سزا کا حقدار بنتا ہے۔

آیاتہا ۱۲ ۶۵ سُوۡرَۃُ الطَّلَاقِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۹ رکوعاتہا ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوۡہُنَّ لِعِدَّتِہِنَّ وَ اَحۡصُوا الۡعِدَّۃَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمۡ ۚ لَا تُخۡرِجُوۡہُنَّ مِنۡۢ بُیُوۡتِہِنَّ وَ لَا یَخۡرُجۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ؕ وَ تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَقَدۡ ظَلَمَ

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن ورحیم ہے

اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انھیں انکی عدت کیلئے طلاق دیا کرو اور عدت کے زمانے کا ٹھیک حساب رکھو، اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔(عدت میں) انھیں انکے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کسی صریح برائی کے مرتکب ہوں۔یہ اللہ کی حدیں ہیں، اور جو شخص حدود الٰہی سے تجاوز کرے تو اس نے اپنے اوپر ظلم کیا (اے مخاطب) تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

نہیں جانتا شاید اللہ اسکے بعد موافقت کی صورت پیدا کر دے (۱) پھر جب وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو پھر انھیں بھلے طریقے سے (نکاح میں) روکے رکھو یا بھلے طریقے سے انہیں چھوڑ دو اور اپنے میں سے دو عدل گواہ بنا لو اور اللہ کیلئے شہادت ٹھیک ادا کرو۔ یہی ہے جسکی اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اس کیلئے نکلنے کی راہ پیدا کر دیگا (۲) اور ایسی جگہ سے رزق دیگا جہاں سے گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے وہ اسے کافی ہے اللہ اپنا کام پورا کرتا ہے، بلاشبہ اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہے (۳)

آیت ۱: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پھر آپ کی اُمت کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ مسلمانو! جب تم کسی ضروری امر کی وجہ سے اپنی بیویوں کو طلاق دینی چاہو تو اس بارے میں اللہ کے اوامر کا لحاظ کئے بغیر فوراً ہی طلاق نہ دے دو، بلکہ مشروع طریقہ پر طلاق دو، یعنی ایسے طہر میں طلاق دو جس میں تم نے ان کے ساتھ جماع نہ کیا ہو، تاکہ ان کی عدت کی مدت واضح اور معلوم رہے۔ اس لئے کہ اگر تم انھیں حالت حیض میں طلاق دو گے تو وہ حیض عدت میں شمار نہیں ہوگا اور ان کی عدت کا زمانہ طویل ہو جائے گا اسی طرح اگر تم انھیں طہر میں طلاق دو گے جس میں ان کے ساتھ جماع کیا ہے تو ممکن ہے کہ حمل قرار پا جائے اور معلوم نہ ہو سکے گا کہ اس کی عدت کے لئے ماہواری کا اعتبار ہوگا یا وضع حمل کا۔ (تیسیر الرحمن)

آیت ۲۔ ۳: اس آیت میں تقویٰ کا فائدہ بتلایا گیا ہے۔ پہلا فائدہ یہ ہے کہ مشکلات سے نکلنے کی راہ پیدا کر دے گا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ایسی جگہ سے روزی دے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔ اس کے بعد تیسرا فائدہ آیت نمبر ۴ میں بتلایا گیا کہ اللہ اس کے لئے اس کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا۔

تقویٰ کی بڑی فضیلت ہے

تقویٰ سے نجات ملتی ہے اور اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور اچھا کام کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ النحل میں فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:۱۲۸) ہرم بن حیان سے انکی جان کنی کے وقت کہا گیا کہ آپ کوئی وصیت کیجئے۔ تو اُنھوں نے کہا کہ وصیت مال کی ہوتی ہے اور میرے پاس مال نہیں ہے۔ البتہ میں تم کو سورۃ النحل کی آخری آیت کو یاد رکھنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ الّٰٓئِیۡ یَئِسۡنَ مِنَ الۡمَحِیۡضِ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُہُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشۡہُرٍ ۙ وَّ الّٰٓئِیۡ لَمۡ یَحِضۡنَ ؕ وَ اُولَاتُ الۡاَحۡمَالِ اَجَلُہُنَّ اَنۡ یَّضَعۡنَ حَمۡلَہُنَّ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا ﴿۴﴾ ذٰلِکَ اَمۡرُ اللّٰہِ اَنۡزَلَہٗۤ اِلَیۡکُمۡ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرۡ عَنۡہُ سَیِّاٰتِہٖ وَ یُعۡظِمۡ لَہٗۤ اَجۡرًا ﴿۵﴾

اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر تمہیں کچھ شبہ ہو تو انکی عدت تین ماہ ہے اور انکی بھی جنہیں حیض شروع نہ ہوا ہو اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل تک ہے، اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کیلئے اسکے کام میں آسانی پیدا کرتا ہے (۴) یہ اللہ کا حکم ہے اس نے تمہاری طرف نازل کیا، اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کی بُرائیاں دور کرتا اور اس کا اجر بڑھاتا ہے (۵)

آیت ۴: اس آیت کریمہ میں بوڑھی، نابالغہ اور حاملہ عورتوں کی عدت بیان کی گئی ہے کہ جن عورتوں کی ماہواری بند ہوگئی، ان کی عدت تین ماہ ہے اور جو نابالغہ ہوں ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ صحیحین میں اُم سلمہؓ سے مروی ہے کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے انتقال کے صرف چالیس دن کے بعد بچہ جن دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شادی کردی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 3691)

آیت ۵: مذکورہ بالا آیتوں میں طلاق رجعت اور عدت کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں وہ سب احکام الٰہی ہیں جنھیں اللہ نے اس لئے نازل فرمایا ہے تاکہ بندے ان پر عمل کریں اور جو اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے گناہوں کو معاف کردے گا اور اسے اجر عظیم سے نوازے گا۔ یعنی اسے جنت میں داخل کردے گا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اَسۡکِنُوۡہُنَّ مِنۡ حَیۡثُ سَکَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِکُمۡ وَ لَا تُضَآرُّوۡہُنَّ لِتُضَیِّقُوۡا عَلَیۡہِنَّ ؕ وَ اِنۡ کُنَّ اُولَاتِ حَمۡلٍ فَاَنۡفِقُوۡا عَلَیۡہِنَّ حَتّٰی یَضَعۡنَ حَمۡلَہُنَّ ۚ فَاِنۡ اَرۡضَعۡنَ لَکُمۡ فَاٰتُوۡہُنَّ اُجُوۡرَہُنَّ ۚ وَ اۡتَمِرُوۡا بَیۡنَکُمۡ بِمَعۡرُوۡفٍ ۚ وَ اِنۡ تَعَاسَرۡتُمۡ فَسَتُرۡضِعُ لَہٗۤ اُخۡرٰی ؕ﴿۶﴾ لِیُنۡفِقۡ ذُوۡ سَعَۃٍ مِّنۡ سَعَتِہٖ ؕ وَ مَنۡ قُدِرَ عَلَیۡہِ رِزۡقُہٗ فَلۡیُنۡفِقۡ مِمَّاۤ اٰتٰىہُ اللّٰہُ ؕ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىہَا ؕ سَیَجۡعَلُ اللّٰہُ بَعۡدَ عُسۡرٍ یُّسۡرًا ﴿۷﴾ ع ۱۷

مطلقہ عورتوں کو (زمانہ عدت میں) وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو۔ جیسی جگہ تمہیں میسر ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لئے ایذا نہ دو۔ اگر وہ حمل والی ہوں، تو وضع حمل تک ان پر خرچ کرتے رہو پھر اگر وہ تمہارے لئے دودھ پلائیں تو انھیں ان کی اُجرت دو اور باہمی مشورہ سے بھلے طریقے سے (اُجرت) طے کرلو اور اگر تم نے ایک دوسرے کو تنگ کیا، تو کوئی دوسری دودھ پلائے گی (۶) خوشحال کو چاہئے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق نفقہ دے، اور تنگدست اپنی وسعت کے مطابق خرچ دے گا، اللہ اس کے مطابق تکلیف دیتا ہے جو اس نے دیا ہے۔ اللہ جلد ہی تنگی کے بعد آسانی کردے گا (۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ٦: حکم ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے تو عدت گزر جانے تک اپنے گھر میں اس کی رہائش کا انتظام کرے۔ یہ رہائشی مکان حیثیت کے مطابق ہو، اگر کچھ نہ کر سکے تو رہائش مکان کا ایک حصہ ہی دے دے۔ پھر فرمایا اسے تکلیف پہنچا کر تنگ نہ کرو کہ تمہارا گھر چھوڑ کر چلی جائے یا تم سے اپنی جان چھڑانے کے لئے اپنا حق مہر معاف کر دے یا اس طرح تنگ کرو کہ اسے طلاق دے دو، پھر جب عدت کے دو چار روز باقی رہ جائیں تو رجوع کر لو۔ اس طرح طلاق دیتے رہو کہ بیچاری نہ تو سہاگ والی رہے نہ مطلقہ۔ یہ کمزور پر بڑا بھاری ظلم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت ۷: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مطلقہ دودھ پلانے والی ماں کے بارے میں باپ کو حکم دیا ہے کہ اگر وہ مالدار ہے تو بچہ کی ماں پر خرچ کرنے میں بخل سے کام نہ لے بلکہ ماں اور بچہ دونوں پر فراخدلی کے ساتھ خرچ کرے اور اگر تنگ دست ہے تو اپنے حسب حال خرچ کرے۔ نفقہ ہو یا اور کوئی عمل اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے تنگ دستوں کو خوشخبری دی ہے کہ وہ ان کی پریشانی اور تنگ حالی کو عنقریب دور کر دے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا) بے شک تنگ دستی کے ساتھ آسانی ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ صحابہ کرام کے لئے سچ کر دکھایا کہ ان کی تنگ دستی دور کرنے کیلئے اللہ نے انہیں روم اور فارس کے خزانوں کا مالک بنا دیا۔ البتہ عام مسلمانوں کے لئے اللہ نے تقویٰ کی شرط لگا دی ہے۔ جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے کہ جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے راستے نکال دے گا اور ایسی جگہ سے اسے روزی دے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا
وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ
عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝٨ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَ
كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝٩ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۛ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝١٠ مع
رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَى النُّوْرِ ۭ وَ مَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا

کتنی ہی بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے رب اور اس کے رسول کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان کا شدید محاسبہ کیا اور انھیں بری طرح سزا دی (۸) چنانچہ اُنہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھ لیا اور انکے کام کا انجام خسارہ ہی تھا (۹) اللہ ان کیلئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرتے رہو اے عقل والو! جو ایمان لا چکے ہو۔ بلا شبہ اللہ نے تمہاری طرف ذکر نازل کیا ہے (۱۰) ایک ایسا رسول جو تمہیں اللہ کی واضح آیات پڑھ کر سناتا ہے تا کہ ایمان لانیوالوں اور نیک عمل کرنیوالوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لائے اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ اسے ایسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ⑪ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ۬ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۠ ⑫ ع ۲ ۱۸

جنتوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ نے ایسے شخص کیلئے بہت اچھا رزق رکھا ہے (۱۱) اللہ وہ ہے جسنے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے انھیں کی مانند۔ انکے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے تا کہ تم جان لو کہ اللہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ نے علم سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے (۱۲)

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنے اوامر واحکام کی مخالفت سے ڈراتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ زمانوں میں بہت سی قوموں نے اپنے رب کے احکام کی نافرمانی کی تو اللہ نے ان کے کرتوتوں کا ان سے بڑا شدید حساب لیا اور انھیں بدترین عذاب سے دوچار کیا اور خسارہ اور ہلاکت وبربادی کے سوا انہیں کچھ نہ ملا، اس لئے کہ جنت اور اس کی نعمتوں پر اُنھوں نے دنیا کی متاع حقیر کو ترجیح دی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ التحریم

سورۃ التحریم مدنی ہے۔اس میں ۱۲ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: سورۃ ''الطلاق'' کی طرح سورۃ ''التحریم'' میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ نفرت اور محبت دونوں طرح کے حالات کے اندر اللہ تعالیٰ کے حدود کی پابندی واجب ہے۔ پچھلے سورہ میں یہ بتایا گیا کہ نفرت کے اندر کس طرح حدود الٰہی کی حفاظت کی جائے۔اس سورہ میں یہ بتایا جارہا ہے کہ محبت کے اندر کس طرح اللہ کے حدود کی حفاظت کی جائے۔

(یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ... الآیۃ) اس میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو بخاری و مسلم کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں ہے: آپ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس دیر تک رہتے اور شہد پیتے تھے۔ اسلئے عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے آپس میں طے کیا کہ ہم دونوں میں سے جسکے پاس رسول اللہ ﷺ پہلے آئیں آپ ان سے کہئے کہ آپ کے منہ سے ''مغافیر'' کی بو آرہی ہے۔کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب آپ ان دونوں میں سے ایک کے پاس گئے تو اُنھوں نے ویسا ہی کہا تو آپ ﷺ نے کہا کہ نہیں میں نے زینبؓ بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے۔اب میں کبھی نہیں پیوں گا۔ میں نے قسم کھالی اور تم کسی کو یہ بات نہ بتانا۔تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4862) ساتھ ہی اس میں ازواج نبی ﷺ کی گرفت فرمائی گئی کہ ازواج نبی ﷺ تمام اُمت کی خواتین کے لئے نمونہ ہیں۔ دوسروں کی نسبت وہ اس بات کی زیادہ ذمہ دار ہیں کہ ان سے کوئی ایسی بات صادر ہو جو شریعت کے حدود سے ہٹی ہوئی ہو۔

آخر میں کفار کے لئے نوحؑ ولوطؑ کی بیویوں کی مثال اور مسلمانوں کے سامنے فرعون کی بیوی اور مریم علیہا السلام کی مثال پیش کر کے یہ حقیقت واضح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کام آنے والی چیز آدمی کا اپنا ایمان و عمل ہے۔

آیاتها ۱۲ — ٦٦ سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ ١٠٧ — رکوعاتها ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن ورحیم ہے

اے نبی! جسے اللہ نے آپ کیلئے حلال کیا ہے آپ اسے حرام کیوں کرتے ہیں؟ کیا آپ اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے (۱) اللہ نے تمہارے لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَّحِيْمٌ ۝۱ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۲

(ناجائز) قسموں کو کھول دینا واجب قرار دیا ہے اللہ تمہارا مولا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے (۲)

آیت ۱۔۲: اس آیت کریمہ کے شان نزول میں دو قسم کی حدیثیں آئی ہیں۔ایک حدیث انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حفصہ ؓ کی باری کے دن ان کے گھر میں اپنی لونڈی ماریہ قبطیہ سے مباشرت کر لی۔اس وقت حفصہ ؓ اپنے میکے چلی گئی تھیں۔واپس آنے کے بعد جب انھیں اس کا اندازہ ہوا تو اُنھوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے میری باری کے دن میرے گھر میں وہ کام کیا ہے جو کسی دوسری بیوی کے ساتھ آپ نے کبھی نہیں کیا تو آپ نے کہا کیا تم یہ پسند نہیں کرتی کہ میں اب کبھی اس کے قریب نہ جاؤں، حفصہ ؓ نے کہا ہاں، تو آپ نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور کہا کہ یہ بات کسی کو نہ بتانا، لیکن حفصہ ؓ نے عائشہ ؓ کو بتا دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کی خبر کر دی اور یہ آیت نازل فرمائی۔دوسرا واقعہ شہد پینے کا ہے۔

وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۳ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝۴ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝۵

جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے ایک راز کی بات کہی اس بیوی نے وہ بات (آگے) بتلا دی اور یہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے نبی پر ظاہر کر دیا اب نبی نے (اس بیوی کو) کچھ بات تو بتلا دی اور کچھ نہ بتلائی پھر جب نبی نے اسے بتلایا تو وہ پوچھنے لگی کہ آپ کو اس کی کس نے خبر دی؟ کہا! مجھے اس نے خبر دی جو علیم و خبیر ہے (۳) اگر تم دونوں اللہ کے حضور توبہ کرتی ہو (تو بہتر ورنہ) تمہارے دل کج رو ہو گئے اور اگر تم نبی کے خلاف محاذ آرائی کرو گی تو اللہ جبرئیل اور صالح مومن (سب نبی کے) مددگار ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے بھی اس کے مددگار ہیں (۴) کچھ بعید نہیں کہ اگر نبی تمہیں طلاق دے دے تو اس کا رب اسے تم سے بہتر بیویاں بدل دے جو مسلمان، مومن، اطاعت گزار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار اور روزہ دار ہوں، شادی شدہ یا کنواریاں ہوں (۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۴: بہت سے مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں بعض زوجات نبی سے مراد حفصہؓ ہیں اور حدیث سے مراد ماریہ قبطیہؓ یا شہد کو اپنے اوپر حرام کر لینا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حفصہؓ سے کہا تھا کہ تحریم ماریہ یا تحریم شہد کی جو بات میں نے تم سے بتائی ہے وہ کسی اور کو نہ بتانا، لیکن اُنھوں نے یہ بات عائشہؓ سے کہہ دی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خبر دی کہ آپ کا راز، راز نہ رہا۔ حفصہؓ نے عائشہؓ کو بتا دیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حفصہؓ کو کچھ بات بتائی اور کچھ ان کا خیال کر کے نہیں بتایا۔ حفصہؓ نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو کس نے خبر دی ہے کہ میں نے عائشہؓ کو بات بتا دی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کی خبر اس علیم وخبیر نے دی ہے جس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیت ۵: اس آیت کریمہ میں حفصہؓ، عائشہؓ اور دیگر اُمہات المومنین کو مزید دھمکی دی گئی ہے اور انھیں ڈرایا گیا ہے کہ اگر تم میرے نبی کو اذیت پہنچاؤ گی تو ممکن ہے وہ تم سب کو طلاق دے دیں، اور ان کا رب تمھارے بدلے انھیں تم سے اچھی بیویاں عطا کرے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم کیا اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد تمام اُمہات المومنین نے آپ ﷺ کو راضی کیا، آپ کا غایت درجہ احترام کیا اور بہترین مسلمان عورتیں بن گئیں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے انھیں طلاق نہیں دی بلکہ آپ ﷺ جب تک دنیا میں رہے وہ سب آپ کی بیویاں رہیں اور آخرت میں بھی آپ کی بیویاں ہوں گی۔ (تیسیر الرحمن)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ

ع ۱۹

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر تندخو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں۔ اللہ انھیں جو حکم دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جو انھیں حکم دیا جاتا ہے (٦) (اس دن اللہ کافروں سے فرمائے گا) اے کافرو! آج بہانے مت بناؤ، تمہیں ویسا بدلہ دیا جائے گا جیسے تم عمل کرتے رہے (٧) اے ایمان والو! اللہ کے حضور خاص توبہ کرو کچھ بعید نہیں کہ تمہارا رب تم سے تمہاری بُرائیاں دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، اس دن اللہ نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہیں کرے گا۔ ان کا نور ان کے آگے اور دائیں دوڑ رہا ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ
جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ
وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٩﴾ ضَرَبَ
اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَّ
امْرَأَتَ لُوطٍ ۖ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ
عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا
مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَّقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ
الدَّاخِلِينَ ﴿١٠﴾ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ
آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ ۘ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ وقف لازم
لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرْعَوْنَ
وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿١١﴾ وَ
مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا
فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ
رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ ﴿١٢﴾ ع ۲ / ۲۰

قادر ہے (۸) اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔ ان کی پناہ گاہ جہنم ہے جو بہت بُرا ٹھکانا ہے (۹) اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے نوح اور لوط کی بیویوں کو بطور مثال بیان کرتا ہے وہ دونوں ہمارے دو صالح بندوں کے نکاح میں تھیں، مگر اُنھوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی تو وہ اللہ کے مقابلہ میں ان دونوں کے کچھ کام نہ آ سکے اور دونوں سے کہہ دیا گیا کہ جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ (۱۰) پھر اللہ ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال پیش کرتا ہے جب اس نے دعا کی کہ اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور ان ظالموں سے بھی نجات دے (۱۱) اور مریم بنت عمران کی (بھی مثال ہے) جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی پھر ہم نے اس کے اندر اپنی ایک روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے کلمات کی اور کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزار تھی (۱۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة الملک

سورۂ ملک مکی ہے، اس میں ۳۰ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: سورۂ ملک کی فضیلت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید میں ۳۰ آیات والی ایک سورت ہے جو اس کے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی، یہاں تک کہ وہ شخص بخشا جائے گا اور وہ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔ (ابوداؤد حدیث نمبر 1400 علامہ البانی نے حسن قرار دیا ہے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن میں ایک ایسی سورت ہے جو اپنے پڑھنے والے اور چاہنے والے کے حق میں لڑے گی، یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کریگی اور وہ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ یعنی سورۃ الملک ہے۔ (صحیح الجامع 3644 حسن ہے) (تفسیر ابن کثیر)

جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ الم السجدہ اور سورہ ملک پڑھے بغیر رات میں سوتے نہ تھے۔ (ترمذی، حدیث نمبر 2892 علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: هِيَ الْمَانِعَةُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ یہ سورہ عذاب قبر سے روکنے والی ہے۔ (صحیح الجامع للالبانی 3643)

یہ سورہ مکی ہے اور مکہ کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی ہے اس سورہ کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو جو زندگی دی گئی ہے وہ ایمان لانے اور نیک عمل کرنے کیلئے ہے، ایمان اور نیک عمل کے ذریعہ ہی انسان دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوسکتا ہے اور اس سورت کا یہ بھی مقصد ہے کہ غافل لوگوں کو بیدار کیا جائے اور سوئے ہوئے لوگوں کو جگایا جائے۔ اس طرح کے زمین و آسمان میں پھیلے ہوئے دلائل پر غور وفکر کریں اور توحید کے پیغام کو سمجھیں۔ قرآن کا علم حاصل کرنے اور دلائل پر غور وفکر کرنے کی دعوت دیتا ہے اور جو بات دلائل کی روشنی میں ثابت ہوجائے اسے قبول کرلیں، انسان کی ساری ترقی علم حاصل کرنے اور کائنات کے حقائق پر غور وفکر کرنے میں ہے۔ ہمارے زوال کا ایک بہت بڑا سبب علم وتحقیق کے میدان میں دوسروں کے مقابلہ میں پیچھے رہ جانا ہے۔ کل قیامت کے دن جہنم میں جانے والے کہیں گے کاش ہم اپنی عقل سے کام لیتے، سوچتے، سمجھتے تو آج جہنم کے مستحق نہ ہوتے، آج آدمی دنیا کے معاملہ میں غور وفکر اور تحقیق سے کام لیتا ہے کہ یہ چیز صحیح ہے یا غلط، فائدہ مند ہے یا نقصان دہ مگر دینی معاملات میں ہم غور وفکر سے کام نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتے۔ دین کے نام سے جو کام ہم کر رہے ہیں، وہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں، اس سلسلہ میں بھی ہم کو غور وفکر سے کام لینا چاہئے۔ لہٰذا دین کے معاملہ میں بھی ہم ہوشیار رہیں، دین کا کام کریں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہو۔

اٰیاتھا ۳۰ | ٦٧ سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ ٧٧ | رکوعاتھا ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

الجزء ۲۹
تَبٰرَكَ الَّذِیۡ بِیَدِهِ الۡمُلۡكُ ۫ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ
شَیۡءٍ قَدِیۡرُ ۙ۝۱ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوةَ
لِیَبۡلُوَكُمۡ اَیُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ
الۡغَفُوۡرُ ۙ۝۲ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ
مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ
فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ۝۳ ثُمَّ
ارۡجِعِ الۡبَصَرَ كَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡكَ الۡبَصَرُ
خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیۡرٌ ۝۴

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بڑی برکت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے (۱) اسی نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کر لے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے، اور وہ بڑا زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے (۲) اس نے تہ بہ تہ سات آسمان بنائے! اے دیکھنے والے کیا تو خدائے رحمن کی پیدا کردہ چیزوں میں کچھ فرق دیکھتا ہے ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ بھلا تجھ کو آسمان میں کوئی شگاف نظر آتا ہے (۳) پھر بار بار اپنی نگاہ دوڑا تیری نگاہ تھک کر نامراد واپس آئے گی (اتنے بڑے آسمان میں کوئی عیب اور کوئی نقص نظر نہیں آئے گا) (۴)

کائنات کا مربوط اور منظم نظام

آیت ۳: ہر چیز اپنے مقصد میں دوسری چیزوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ تعاون کر رہی ہے، منظم ہے۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی تو اس کائنات کا نظام چل ہی نہ سکتا تھا۔ اسی ہم آہنگی اور عدم تفاوت سے لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کائنات کا خالق ایک ہی ہوسکتا ہے۔ پھر اس میں تصرف اسی اکیلے کا چل رہا ہے۔ اور ایسی ذات کا علیم وحکیم ہونا بھی ضروری ہے۔ (تیسیر القرآن)

وَ لَقَدۡ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَ
جَعَلۡنٰهَا رُجُوۡمًا لِّلشَّیٰطِیۡنِ وَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ
عَذَابَ السَّعِیۡرِ ۝۵ وَ لِلَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ

اور ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے اور ان کے لئے دہکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (۵) جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے، ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٦ اِذَآ اُلْقُوْا
فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّ هِيَ تَفُوْرُ ۝٧ تَكَادُ
تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ
سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝٨ قَالُوْا
بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا
نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ
كَبِيْرٍ ۝٩ وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا
كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝١٠ فَاعْتَرَفُوْا
بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝١١

لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے (٦) جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے، جہنم کے دھاڑنے کی ہولناک آواز سنیں گے جب وہ (گرمی کی شدت سے) جوش مار رہی ہوگی (٧) گویا غصہ کے مارے پھٹ پڑے گی، جب اس میں ان کی کوئی جماعت ڈالی جائے گی تو دوزخ کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ (٨) وہ کہیں گے کیوں نہیں ضرور ڈرانے والا آیا تھا لیکن ہم نے اس کو جھٹلا دیا اور کہا کہ خدا نے کوئی چیز نازل ہی نہیں کی تم بڑی گمراہی میں پڑے ہو (٩) جہنم میں جانے والے کہیں گے کاش ہم حق بات سنتے اور ذرا عقل سے کام لیتے تو آج دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں نہ داخل ہوتے (١٠) اس طرح وہ اپنی غلطی کا اقرار کریں گے، لعنت ہے ان دوزخیوں پر (١١)

تشریح آیت ٦۔٨: جہنم کا غصہ اور اس کی خطرناک آواز: اور ہم نے ایسے شخص کی سزا کیلئے جو قیامت کے آنے کو جھٹلاتا ہے اس کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے وہ ان کو دور ہی سے دیکھے گی تو دیکھتے ہی غضبناک ہو کر جوش مارے گی کہ وہ لوگ دور ہی سے اس کا غصہ اور چلانا سنیں گے۔ (الفرقان:١٢)

جہنم کی آواز گدھے کی آواز کی طرح سخت اور بری ہوگی، اور اتنا زیادہ غصہ میں آئے گی، کہ معلوم ہوگا کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، اس دنیا میں اب سخت سے سخت اور بڑے سے بڑا عذاب جو جیلوں میں دیا جا رہا ہے پھر بھی وہ ایک انسان کا عذاب ہے اور جہنم کا عذاب تو اللہ کا عذاب ہے اور ظاہر ہے اللہ کا عذاب انسان کے عذاب سے اللہ کی سزا انسان کی سزا سے لاکھوں کروڑوں گنا بڑھ کر ہوگی بڑی خطرناک ہوگی، اس لئے اللہ کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝١٢ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ
اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ۝١٣ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ
اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝١٤ ع ١

اور جو لوگ خدا کو دیکھے بغیر ڈرتے ہیں ان کیلئے بخشش اور بڑا اجر و ثواب ہے (١٢) اور تم لوگ اپنی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو، وہ دل کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے (١٣) کیا وہ نہیں جانے گا جس نے پیدا کیا، وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور ہر چیز سے آگاہ ہے (١٤)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱۴: لَطِیْفٌ : کے معنی باریک بین کے ہیں۔ اَلَّذِیْ لَطُفَ عِلْمُهٗ بِمَا فِی الْقُلُوْبِ (فتح القدیر) جس کا علم اتنا لطیف ہے کہ دلوں میں پرورش پانے والی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ ﴿۱۷﴾ وَ لَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۱۸﴾

وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کیا تاکہ تم اس کی راہوں میں چلو پھرو اور خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور تم کو اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے (۱۵) کیا تم اس ذات سے نہیں ڈرتے اگر وہ چاہے تو تم کو زمین میں دھنسا دے اور یکایک زمین ہلنے لگے (۱۶) کیا تم اس ذات سے نہیں ڈرتے جو آسمان میں ہے، اگر وہ چاہے تو تم پر پتھر برسانے والی ہوا بھیج دے؟ پھر تم کو معلوم ہو جائیگا کہ میرا ڈرانا کیسا ہوتا ہے (۱۷) اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی جھٹلایا تھا، پھر جان لو کہ میرا عذاب کیسا سخت تھا؟ (۱۸)

ذَلُوْلٌ : کے معنی مطیع کے ہیں جو تمہارے سامنے جھک جائے۔ سرتابی نہ کرے۔ یعنی زمین کو تمہارے لئے نرم اور آسان بنا دیا۔ سخت نہیں بنایا کہ تمہارا اس پر آباد ہونا اور چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا۔ **مناکب** : مَنْكِبٌ کی جمع ہے۔ جانب۔ یہاں اس سے مراد اس کے راستے اور جوانب ہیں۔ یعنی اس کے راستے پر چلو۔ (احسن البیان)

اللہ کی قدرت کے دلائل

آیت ۱۵: ان آیات میں انسان کو غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے کہ اس زمین کو دیکھو جس پر تم اطمینان سے چل پھر رہے ہو اور جس سے اپنا رزق حاصل کر رہے ہو، خدا ہی نے اسے تمہارے لئے فائدہ مند بنایا ہے' ورنہ کسی وقت بھی اس زمین پر ایسا زلزلہ آ سکتا ہے جو تم کو زمین میں دفن کر دے یا ہوا ایسا طوفان لا سکتی ہے جو تمہیں تہس نہس کر کے رکھ دے اور اپنے اوپر اڑنے والے پرندوں کو دیکھو، اللہ ہی تو ہے جس نے انہیں فضا میں تھامے ہوئے ہے، اپنے تمام وسائل و ذرائع پر نگاہ ڈال کر دیکھو کہ اگر تمہیں اللہ عذاب میں مبتلا کرنا چاہے تو اس سے تم کو کون بچا سکتا ہے۔ اور اگر اللہ تمہاری روزی، روٹی بند کر دے تو کون ہے جو تمہیں روزی روٹی دے؟ تم ذرا غور کرو تو بات سمجھ میں آ جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی رب نہیں ہے اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں، اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے، توحید ہی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے، لہٰذا تم توحید پر عمل کرو اور شرک کو چھوڑ دو۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ

کیا انہوں نے اپنے سروں پر اڑتے ہوئے پرندوں کو نہیں دیکھا، جو پروں کو پھیلائے ہوئے رہتے ہیں، اور سکڑ بھی لیتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ
بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ
جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ
الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ
يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ
عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ
اَهْدٰۤى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ
لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا
مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي
الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ
مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ
اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ
مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ
تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَ
مَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ
عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ
غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع

ہیں، اللہ کے سوا کوئی نہیں جو ان کو تھامے ہوئے ہو، بے شک وہ
ہر چیز کا نگہبان ہے (۱۹) بتاؤ آخر وہ کونسا لشکر تمہارے پاس ہے
جو اللہ کے مقابلہ میں تمہاری مدد کر سکے، حقیقت یہ ہے کہ کافر
دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں (۲۰) یا پھر بتاؤ کون ہے جو تمہیں
روزی دے۔ اگر اللہ روزی روک لے؟ لیکن یہ لوگ سرکشی اور
نفرت میں چور ہیں (۲۱) بھلا جو شخص اوندھا منہ چل رہا ہو وہ صحیح
راہ پانے والا ہے یا وہ جو سر اٹھائے سیدھا ایک ہموار راستے پر
چل رہا ہو؟ (۲۲) ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا
اور تم کو سننے اور دیکھنے کی طاقتیں دیں اور سوچنے اور سمجھنے والا دل
دیا، مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو (۲۳) ان سے کہو اللہ ہی ہے جس
نے تمہیں زمین پر بسایا اور پھر اسی کے سامنے قیامت کے دن
حاضر کئے جاؤ گے (۲۴) اور کافر کہتے ہیں قیامت کب آئے گی
اگر تم سچے ہو؟ (۲۵) کہدو اس کا علم خدا ہی کو ہے، میرا کام تو
صرف خبردار کرنا ہے (۲۶) پھر جب یہ لوگ قیامت کو قریب
سے دیکھ لیں گے تو ان سب لوگوں کے چہرے بگڑ جائیں گے،
جنہوں نے انکار کیا ہے اور اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہی
ہے وہ چیز، جس کو تم طلب کرتے تھے (۲۷) اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان
سے کہدو! اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک
کردے، یا ہم پر رحم کرے، تو کافروں کو دردناک عذاب سے
کون بچائے گا؟ (۲۸) اے محمد کہدو! جس خدا پر ہم ایمان
لاتے ہیں، وہ بڑا رحم کرنے والا ہے اور ہم اسی پر بھروسہ رکھتے
ہیں، تم کو بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ گمراہ کون ہے؟ (۲۹)
اے محمدؐ ان سے کہدو کہ اگر تمہارے کنوؤں کا پانی زمین کے اندر
چلا جائے تو خدا کے سوا کون ہے جو تمہارے لئے میٹھے پانی کا
چشمہ جاری کرے؟ (۳۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ القلم

سورۃ القلم مکی ہے، اس میں ۵۲ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: یہ سورہ قلم ہے اور یہ مکی سورت ہے، یہ اس وقت نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت زور پکڑ چکی تھی، کفار ومشرکین آپ کو دیوانہ کہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا جو شخص قرآن جیسی کتاب پیش کررہا ہے اور سمجھا رہا ہے کیا یہ کام کوئی پاگل آدمی کرسکتا ہے، ہرگز نہیں۔ ساری دنیا کے عقلمند اور ساری دنیا کے علم والے مل کر بھی قرآن کا جواب نہیں دے سکتے۔ ایسی کتاب کا پیش کرنے والا ہرگز پاگل نہیں ہوسکتا، قرآن اللہ کی کتاب ہے اور اس کا پیش کرنے والا اللہ کا رسول ہے۔ لہٰذا کفار ومشرکین کا محمد ﷺ کو پاگل کہنا بالکل غلط بات ہے۔

دوسری بات اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی کہ محمدؐ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں، ان کے اخلاق بہت اچھے ہیں، جب عائشہؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی بابت سوال کیا گیا تو فرمایا (**کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ**) آپ کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے یعنی جو کچھ ہم قرآن میں پڑھتے ہیں وہی چیز ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں دیکھتے ہیں۔ عائشہؓ کا یہ جواب خلق عظیم کے مذکورہ دونوں مفہوم پر حاوی ہے (صحیح مسلم، کتاب المسافرین)

جبکہ کفار ومشرکین کے بڑے بڑے سردار بے ایمان، بداخلاق اور دھوکہ باز ہیں، جیسے کہ ولید بن مغیرہ قریش کا بڑا سردار تھا، ولید کا باپ اصل میں مغیرہ نہیں بلکہ کوئی اور تھا ولید مغیرہ کی بیوی کی ناجائز اولاد تھی۔ 18 سال کے بعد بیوی کے بچے کو اپنا بیٹا بنالیا تھا وہ بچہ بڑا ہوا اور باپ کے انتقال کے بعد ساری جائیداد کا مالک بنا اور مکہ کا بڑا سردار بنا اور اس نے قرآن کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حقیقت بیان کی کہ یہ شخص بڑا بے ایمان، بداخلاق، اور زنا کی اولاد ہے تو یہ شخص اپنی ماں کے پاس آیا اور کہا کہ محمد (ﷺ) نے میری ۹ برائیاں بیان کی ہیں اور وہ سب مجھ میں ہیں مگر ایک کہ میں ولدالزنا ہوں، اے ماں مجھے اس سلسلہ میں سچ سچ بتا، ورنہ میں تجھے قتل کردوں گا، تو ماں نے صحیح بات بتادی اور کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا اور وہ بہت مالدار تھا میں ڈر گئی کہ اگر مجھے اولاد نہ ہوئی تو ساری جائیداد دوسروں کے حوالے ہوجائے گی اس لئے میں نے ایک چرواہے کے ساتھ برائی کی اور تو اس چرواہے کی اولاد ہے، یہ بات کسی کو معلوم نہ تھی قرآن نازل ہونے کے بعد سب کو معلوم ہوئی۔ (صفوۃ التفاسیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب لوگوں کے سامنے دو نمونے ہیں

(۱) ایک نمونہ رسول اللہ کے اعلیٰ اخلاق کا (۲) دوسرا نمونہ سرداران قریش کا ہے، جو بداخلاق اور بے ایمان ہیں اگر لوگ محمدؐ کے نقش قدم پر چلیں گے تو دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں گے اور جن لوگوں نے سرداران قریش کے نقش قدم پر چلنا چاہا تو دنیا و آخرت میں تباہ و برباد ہوں گے۔ آخر میں رسول اللہ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آنے تک جو سختیاں بھی تبلیغ دین کی راہ میں پیش آئیں ان کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے جائیں اور یونسؑ کی طرح بے صبری نہ دکھائیں، اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا۔

آیاتها ٥٢ — ٦٨ سُورَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ ٢ — رکوعاتها ٢

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نٓ وَالۡقَلَمِ وَ مَا یَسۡطُرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَۃِ
رَبِّکَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۚ﴿۲﴾ وَ اِنَّ لَکَ لَاَجۡرًا غَیۡرَ
مَمۡنُوۡنٍ ۚ﴿۳﴾ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ﴿۴﴾
فَسَتُبۡصِرُ وَ یُبۡصِرُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ بِاَیِّىکُمُ الۡمَفۡتُوۡنُ ﴿۶﴾
اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ۪
وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۷﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

نٓ۔قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو وہ لکھتے ہیں (۱) اے محمد ﷺ تم اپنے رب کے فضل وکرم سے دیوانے نہیں ہو (۲) اور یقیناً تمہارے لئے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر وثواب ہے (۳) اور تم اخلاق کے بلند مرتبہ پر فائز ہو (۴) عنقریب تم بھی دیکھ لوگے اور کافر بھی دیکھ لیں گے (۵) کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے (۶) تمہارا رب ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں، اور ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو سیدھے راستے پر ہیں (۷)

آیت ۱: یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم کھائی، جس سے قلم کی بہت بڑی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

ولید بن عبادہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور اس سے کہا ''لکھ'' چنانچہ قلم نے وہ سب کچھ لکھ دیا جو ابد تک ہونے والا تھا، (ترمذی۔ وقال الالبانی صحیح) بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ وَالۡقَلَمِ وَمَا یَسۡطُرُوۡنَ سے مراد قرآن ہے۔

جب قرآن نازل ہوتا تھا تو رسول اللہ صحابہ کو بلا کر لکھواتے تھے، لہٰذا قرآن مجید ایک محفوظ کتاب ہے۔ کفار ومشرکین نے محمدؐ پر چند اعتراضات کئے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو پیش کیا۔ کفار کہتے تھے کہ محمد ﷺ دیوانے ہیں، تو قرآن گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ دیوانے نہیں بلکہ علم والے اور عقل والے ہیں کیوں کہ وہ قرآن جیسی کتاب پیش کر رہے ہیں جو علم وحکمت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھری ہوئی ہے۔ کفار کہتے تھے کہ محمد ﷺ کی تحریک چند دن میں ختم ہوجائے گی اور وہ کامیاب نہیں ہوں گے، قرآن گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ کی تحریک ختم ہونے والی نہیں ہے، بلکہ قدم جمانے والی اور قائم رہنے والی ہے اور کروڑہا انسان اس کی تعلیمات پر عمل کریں گے تو اس کا اجر وثواب قیامت تک آپ کو ملتا رہے گا ساری دنیا میں مسلمان نماز پڑھ رہے ہیں یقیناً اس کا اجر وثواب رسول اللہ کو بھی ملتا رہے گا کیونکہ رسول اللہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کو نماز ملی ہے کفار کہتے تھے کہ آپؐ ایک معمولی آدمی ہیں، جیسے شاعر اور کاہن ہوتے ہیں، قرآن گواہی دیتا ہے کہ محمدؐ اخلاق کے بلند مرتبہ پر فائز ہیں جس طرح ہیرا ہمیشہ چمکتا رہتا ہے اسی طرح محمد ﷺ قیامت تک چمکتے رہیں گے۔ محمد ﷺ کا نام ساری دنیا میں اللہ کے نام کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے، جیسے اذان میں ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد اللہ کے رسول ہیں۔

آپ ﷺ کے اخلاق کی بلندی یہ تھی کہ طعن وتشنیع کرنے والوں، تمسخر اڑانے والوں، ایذا پہنچانے والوں حتیٰ کہ پتھر مارنے والوں کے حق میں دعائے خیر ہی کرتے رہے۔ آپ نے کبھی کسی سے اپنی ذات کا انتقام نہیں لیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو جانی دشمن آپ کے سامنے بیٹھے تھے۔ بدلہ لینے کی پوری طاقت تھی۔ آپ نے لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۔ اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ کہہ کر سب کو معاف کر دیا۔ آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔ آپ کا عام اخلاق یہ تھا کہ ایک بڑھیا آپ ﷺ کو راہ روک کر اپنی بات سنا لیتی تھی اور آپ برا نہ جانتے تھے۔ آپ نے فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (تیسیر القرآن) (الادب المفرد) میں بلند اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ دوسری حدیث ہے اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔ (احمد)

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹ وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝۱۰ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝۱۱ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝۱۳ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ۝۱۴ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۵ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝۱۶ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا

اے محمد تم جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانو (۸) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تم نرمی اختیار کرو تو یہ بھی نرم ہوجائیں (۹) اور کسی ایسے شخص کے کہنے میں نہ آنا جو بہت قسمیں کھانے والا اور بے وقعت آدمی ہے (۱۰) عیب نکالنے والا اور چغل خور ہے (۱۱) بڑا بخیل اور حد سے زیادہ ظلم وزیادتی کرنیوالا ہے (۱۲) جو بڑا سرکش اور بدذات بھی ہے (۱۳) اگرچہ کہ وہ بہت مالدار اور بہت بیٹوں والا ہے (۱۴) جب کبھی ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں کے قصے ہیں (۱۵) ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ دیں گے (۱۶) ہم نے ان لوگوں کی اس طرح آزمائش کی ہے جس طرح باغ والوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُصْبِحِيْنَ ﴿١٧﴾ وَ لَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا
طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَ هُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿١٩﴾
فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا
مُصْبِحِيْنَ ﴿٢١﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَانْطَلَقُوْا وَ هُمْ
يَتَخَافَتُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ
عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿٢٤﴾ وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ
قٰدِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا
لَضَآلُّوْنَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ
اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿٢٨﴾
قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾
فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿٣٠﴾
قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿٣١﴾ عَسٰى رَبُّنَاۤ
اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا
رٰغِبُوْنَ ﴿٣٢﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ
الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ ع

آزمائش کی تھی۔ جب انہوں نے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ صبح ہوتے ہوتے اسکے پھل توڑ لیں گے (۱۷) اور ان شاء اللہ نہ کہا (۱۸) رات کو وہ سوتے پڑے تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا باغ پر نازل ہوئی (۱۹) تو وہ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی (۲۰) جب صبح ہوئی تو وہ لوگ ایک دوسرے کو پکارنے لگے (۲۱) اگر تم کو پھل توڑنا ہے تو اپنی کھیتی پر سویرے ہی پہنچ جاؤ (۲۲) پھر وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے (۲۳) کہ آج کوئی فقیر تمہارے پاس باغ میں نہ آنے پائے (۲۴) اور کچھ نہ دینے کا فیصلہ کئے ہوئے صبح سویرے جلدی جلدی اس طرح وہاں گئے، جیسے کہ وہ پھل توڑنے پر قادر ہیں (۲۵) مگر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راستہ بھول گئے ہیں (۲۶) نہیں بلکہ محروم کر دیے گئے ہیں (۲۷) ایک آدمی جوان میں نیک تھا اس نے کہا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ (۲۸) تب وہ کہنے لگے کہ ہمارا رب پاک ہے۔ بیشک ہم ہی قصوروار تھے (۲۹) پھر اسمیں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے (۳۰) بالآخر انہوں نے کہا کہ افسوس ہمارے حال پر، بیشک ہم سرکش ہو گئے تھے (۳۱) امید ہے کہ ہمارا رب اسکے بدلے میں ہمیں اس سے بہتر باغ عنایت کرے، ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں (۳۲) دیکھو عذاب اس طرح ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ کاش یہ لوگ جانتے (۳۳)

باغ والوں کا قصہ

تشریح: باغ والوں کا قصہ یہ ہے کہ ان کا باپ باغ کی فصل کے تین حصے کرتا تھا ایک غریبوں میں خیرات کر دیتا تھا، دوسرا حصہ اپنے گھر والوں کیلئے رکھ لیتا تھا اور تیسرا حصہ پھر دوسری فصل اگانے کیلئے خرچ کرتا تھا۔ باپ کے انتقال کے بعد بچوں نے یہ سوچا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم غریبوں کو کیوں دیں ہم غریبوں کو نہیں دیں گے، ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ سارا مال ہم ہی کھا جائیں گے، ان میں سے ایک بھائی جو نیک تھا کہا کہ اس طرح کا فیصلہ صحیح نہیں ہے، اس نے کہا ہمارا حصہ ہم لیں اور غریبوں کا حصہ غریبوں کو دیں، ہم غریبوں کا حق ماردیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے اپنی روزی چھین لے گا۔ مگر اس کی بات پر کسی نے دھیان نہیں دیا اور مشورہ کر کے ادھر گھروں میں یہ لوگ سورہے تھے ادھر رات میں باغ پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور سارا باغ تباہ و برباد ہو گیا۔

یہ واقعہ ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اے مکہ والو اللہ تعالیٰ تم کو اچھا رکھا ہے تاجر بنایا ہے خوش حال بنایا ہے، ان احسانات کے بدلے تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور شرک نہ کرو۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہی بات کہہ رہے ہیں اسی میں تمہاری بھلائی ہے اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانو گے اور شرک و بدعات کے کام کرتے رہو گے تو تم دنیا و آخرت میں برباد ہو جاؤ گے۔ جس طرح باغ والے اپنے نیک بھائی کی بات نہ مان کر برباد ہوئے اسی طرح تم بھی محمدؐ کی بات نہ مان کر برباد ہو جاؤ گے۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّٰتِ ٱلنَّعِيمِ ﴿٣٤﴾ أَفَنَجْعَلُ ٱلْمُسْلِمِينَ كَٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ لَكُمْ كِتَٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَكُمْ أَيْمَٰنٌ عَلَيْنَا بَٰلِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَأْتُوا۟ بِشُرَكَآئِهِمْ إِن كَانُوا۟ صَٰدِقِينَ ﴿٤١﴾

مع ۵

یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈر کر زندگی گذارنے والوں کیلئے ان کے رب کے پاس نعمتوں سے بھری جنتیں ہیں (٣٤) کیا ہم فرمانبرداروں کا انجام نافرمانوں کی طرح کر دیں (٣٥) تم کو کیا ہو گیا ہے تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟ (٣٦) کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو؟ (٣٧) اسمیں تم کو ویسا ہی ملے گا جیسا کہ تم چاہو گے؟ (٣٨) یا پھر کیا تمہارے لئے روزِ قیامت ہم پر کچھ عہد و پیماں ثابت ہیں؟ کہ تم کو وہی کچھ ملے گا جس کا تم حکم لگاؤ گے (٣٩) ان سے پوچھو تم میں سے کون اس کا ضامن ہے؟ (٤٠) یا پھر ان کے ٹھہرائے کچھ شریک ہیں؟ جنہوں نے ان کا ذمہ لیا ہو اگر یہ بات ہے تو اپنے شریکوں کو لاؤ اگر تم سچے ہو (٤١)

یہ بات انصاف کے خلاف ہے

تشریح: ۳۵-۴۱: یہ بات عقل اور انصاف کے خلاف ہے کہ اچھے اور برے لوگوں کا انجام ایک جیسا ہو، جو جیسا عمل کرے گا ویسا ہی بدلہ پائے گا، جو لوگ ایمان اور نیک عمل والے ہوں وہ جنت کے مستحق ہوں گے اور جو لوگ بے ایمان اور بدعمل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے وہ جہنم کے مستحق ہوں گے۔ محمد ﷺ کا پیغام اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے اور اس کی عبادت کرنے کا ہے اور جو لوگ اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے حکم کے آگے جھکنے کیلئے تیار ہیں وہی مسلمان ہیں اور دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں گے اور جو لوگ محمدؐ کے اس پیغام کو قبول نہیں کریں گے وہ دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد ہوں گے، کیونکہ اللہ کی عبادت کرنے والے اور بتوں کی عبادت کرنے والے اللہ کا شکر کرنے والے، اور کفر کرنے والے، اللہ کی فرمانبرداری کرنے والے اور اس کی نافرمانی کرنے والوں کا انجام ایک جیسا نہیں ہوسکتا۔

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَ قَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِيْ وَ مَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ اُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾

جس وقت سخت روز آپڑے گا اور لوگوں کو سجدہ کرنے کیلئے بلایا جائے گا تو یہ لوگ سجدہ نہ کرسکیں گے (۴۲) انکی نگاہیں نیچی ہونگی ذلت ان پر چھارہی ہوگی، اور یہ جب دنیا میں صحیح سالم تھے اس وقت انکو سجدے کیلئے بلایا جاتا تھا مگر یہ انکار کرتے تھے (۴۳) پس اے نبی تم اس کلام کے جھٹلانے کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو، ہم ایسے طریقے سے انکو بتدریج تباہی کی طرف لے جائینگے کہ انکو خبر بھی نہ ہوگی (۴۴) اور میں انکو مہلت پر مہلت دیتا ہوں، میری چال بڑی زبردست ہے (۴۵)

آیت ۴۱۔۴۳: ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر مومن مرد اور عورت سجدہ میں گر پڑیں گے، صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو لوگوں کو دکھلانے اور شہرت کیلئے سجدہ کیا کرتے تھے، وہ سجدہ تو کرنا چاہیں گے مگر ان کی پشت اکڑ کر تختہ ہو جائے گی (بخاری کتاب التفسیر، مسلم کتاب الایمان)

قرآن اور حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دنیا میں اللہ کی خالص عبادت کرتے ہیں وہ فوراً اللہ کے سامنے سجدے میں گر جائیں گے اور دوسروں میں اس کی طاقت نہ ہوگی کیوں کہ ان کی عبادت خالص نہ تھی صرف دکھاوا تھا اس لئے وہ وہیں کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے، اس لئے ہم کو بھی چاہئے کہ ہم جو نماز پڑھتے ہیں اس میں دکھاوا نہ ہو ریا و نمود نہ ہو صرف اللہ کیلئے ہو، اگر ہم بھی لوگوں کو دکھانے کیلئے کریں گے تو ہمارا بھی حال وہی ہوگا جو قیامت میں دوسروں کا ہوگا۔

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ

کیا تم ان سے پیسہ طلب کررہے ہو' کہ ان پر تاوان کا بوجھ پڑرہا ہے (۴۶) یا انکے پاس غیب کا علم ہے' جسے یہ لکھ رہے ہوں (۴۷) اے محمدؐ اپنے رب کا فیصلہ آنے تک صبر کرو اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ
نَادٰى وَ هُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْ لَاۤ اَنْ تَدٰرَكَهٗ
نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَ هُوَ
مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَ اِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ
يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَ مَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ
لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

مچھلی والے یعنی یونسؑ کی طرح نہ ہو جاؤ، جب اس نے خدا کو پکارا تھا اس وقت وہ غم سے بھرا ہوا تھا (۴۸) اگر ان کے رب کا فضل ان کو جا نہ لیتا' تو وہ چٹیل میدان میں پھینک دیئے جاتے، اس حال میں کہ وہ قابل ملامت ہوتے (۴۹) آخر کار اسکے رب نے اسے اپنا پیارا بنالیا اور اسے نیک بندوں میں شامل کر دیا (۵۰) اور کافر جب اس نصیحت یعنی قرآن سنتے ہیں تو تمہیں ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں کہ تم کو اپنی نگاہوں سے پھسلا دینگے، اور کہتے ہیں یہ تو یقینا دیوانہ ہے (۵۱) حالانکہ یہ قرآن سارے جہاں کیلئے ایک نصیحت ہے (۵۲)

آیت ۴۸ـ۵۰: اگر اللہ تعالیٰ یونسؑ کو توبہ و مناجات کی توفیق نہ دیتا اور ان کی دعا قبول نہ فرماتا تو انہیں ساحل سمندر کی بجائے جہاں ان کے سائے اور خوراک کے لئے بیل دار درخت اگا دیا گیا، کسی بنجر زمین میں پھینک دیئے جاتے، اور عنداللہ ان کی حیثیت بھی مذموم رہتی، جب کہ قبولیت دعا کے بعد وہ محمود ہو گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں توانا، تندرست کرنے کے بعد دوبارہ رسالت سے نواز کر انہیں اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا۔ (دیکھئے سورۃ الصافات: ۱۴۸ـ۱۳۹)

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں یونس بن متیٰ سے بہتر ہوں۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ذکر یونس) وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ، (بنی اسرائیل: ۵۵)، ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت عطا کی، اس لئے اس حقیقت میں تو کوئی شک نہیں، البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لَا تُخَيِّرُوْنِيْ مِنْ بَيْنِ الْاَنْبِيَاءِ) (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورہ اعراف)۔ ''تم مجھے انبیاء کے درمیان فضیلت مت دو'' تو اس سے ایک کی دوسرے پر فضیلت کا انکار لازم نہیں آتا، بلکہ یہ امت کو انبیاء علیہم السلام کی بابت ادب و احترام سکھایا گیا ہے کہ تمہیں چونکہ تمام باتوں اور ان امتیازات، جن کی بنا پر انہیں ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہے، پورا علم نہیں ہے۔ اس لئے تم میری فضیلت بھی اس طرح بیان نہ کرنا کہ اس سے دوسرے انبیاء کی شان میں گستاخی ہو۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الحآقّۃ

سورۃ الحاقہ مکی ہے، اس میں ۵۲ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور مکہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔

اَلۡحَآقَّۃُ سے مراد، روزِ قیامت ہے، اس لئے کہ اس سے متعلق تمام غیبی خبریں اس دن ثابت و متحقق ہو جائیں گی اور خود قیامت کا وجود متحقق ہو جائے گا، اور بندوں کے اعمال کا بدلہ اس دن واجب و ثابت ہو جائے گا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ عرب جب مخاطب کے دل میں کسی اہم چیز کے جاننے کا شوق پیدا کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اس کا مجمل طور پر ذکر کرتے ہیں، پھر اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں تا کہ پہلے اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ جس چیز کا ذکر ہو رہا ہے وہ مہتم بالشان چیز ہے، پھر اس کا تفصیلی ذکر کیا جائے تا کہ اس کا تصور اس کے دل و دماغ میں اچھی طرح بیٹھ جائے یہاں بھی قیامت کا ذکر پہلے اجمالی طور پر پھر تفصیلی طور پر اسی مقصد کے لئے آیا ہے۔

"اَلۡقَارِعَۃُ" بھی قیامت کا نام ہے اس لئے کہ وہ اپنی ہولناکیوں کے ذریعہ لوگوں کو جھنجھوڑ دیگی اور ان کے دلوں پر کپکپی طاری کر دے گی، بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد قرآن کریم ہے، اس لئے نبی کریم ﷺ اس کی آیتیں پڑھ کر لوگوں کو ڈراتے تھے، اور انہیں خواب غفلت سے جھنجھوڑتے تھے۔ کفار قریش کی طرح قوم ثمود اور قوم عاد نے بھی روز قیامت کو جھٹلایا تو قوم ثمود کے لوگ ایک شدید ترین چیخ کے ذریعہ ہلاک کر دئے گئے یہ قوم شام و حجاز کے درمیان حجر نام کی جگہ پر آباد تھی، جسے آج کل مدائن صالح کے نام سے جانا جاتا ہے، اور جو سعودی عرب کے شہر "العلا" سے صرف چند میل کے فاصلہ پر ہے اور قوم عاد ایک شدید ترین ٹھنڈی اور تیز و تند آندھی کے ذریعہ ہلاک کر دی گئی، یہ لوگ "احقاف" میں آباد تھے، جو عمان اور حضر موت (یمن) کے درمیان ریگستانی علاقہ ہے۔ (تیسیر الرحمن)

آیاتہا ۵۲ | ٦٩ سُوۡرَۃُ الۡحَآقَّۃِ مَکِّیَّۃٌ ٧٨ | رکوعاتہا ٢

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلۡحَآقَّۃُ ۙ﴿۱﴾ مَا الۡحَآقَّۃُ ۚ﴿۲﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحَآقَّۃُ ؕ﴿۳﴾ کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ وَ عَادٌۢ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سچ مچ ہونے والی ہے (۱) وہ سچ مچ ہونے والی کیا ہے؟ (۲) اور تم کو کیا معلوم کہ وہ سچ مچ ہونے والی کیا ہے؟ (۳) ثمود اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْقَارِعَةِ ﴿٤﴾ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا
بِالطَّاغِيَةِ ﴿٥﴾ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ
صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ
ثَمٰنِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا
صَرْعٰى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿٧﴾ فَهَلْ
تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ﴿٨﴾ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَ
مَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿٩﴾ فَعَصَوْا
رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿١٠﴾ إِنَّا
لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ﴿١١﴾ لِنَجْعَلَهَا
لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾

عاد نے اس کھڑکھڑانے والی آفت کو جھٹلایا (۴) تو ثمود ایک زبردست بجلی کی کڑک سے ہلاک کر دیئے گئے (۵) رہے عاد توان کو ایک طوفانی آندھی سے ہلاک کر دیا گیا (۶) اللہ تعالیٰ نے اس عذاب کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر جاری رکھا، تم وہاں ہوتے تو دیکھتے کہ وہاں بچھڑے پڑے ہیں، جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں (۷) کیا اب تو ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہے؟ (۸) اور فرعون اور اس سے پہلے کے لوگوں، اور الٹی ہوئی بستیوں نے بڑے جرم کا ارتکاب کیا (۹) کہ انہوں نے اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی تو اللہ نے انکو بڑے سخت عذاب میں پکڑا (۱۰) اور جب پانی کا طوفان آیا تو ہم نے تم لوگوں کو کشتی میں سوار کر لیا (۱۱) تاکہ اس کو تمہارے لئے ایک یادگار بنائیں، اور یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں (۱۲)

تشریح: ان آیات کا مقصد قیامت کا ہول اور عذاب کا ڈر اور خوف پیدا کرنا ہے تاکہ لوگ ہوش میں آئیں اور جزا وسزا پر یقین کرنے لگیں، قیامت کے تعلق سے کہا گیا ہے کہ اے لوگو قیامت کا انکار نہ کرو، وہ ضرور بضرور آنے والی ہے، اور جن لوگوں نے قیامت کا اور رسول کا انکار کیا تھا وہ نہایت ہی دردناک اور عبرتناک عذاب میں ہلاک کر دیئے گئے، کہیں تمہارا انجام بھی اسی طرح نہ ہو جائے۔

عرب قوم انتہائی جاہل اور آخرت سے انتہائی غافل اور بے پرواہ تھی، قیامت کا بار بار اور مسلسل ذکر ضروری تھا کہ ان کے اندر ڈر اور خوف پیدا ہو کسی قوم کو زندہ کرنے اور باعمل بنانے کے لئے ڈر اور خوف ایک ضروری چیز ہے اس کے بغیر کسی قوم کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

آیت ۵۔۶: قوم ثمود پر کس قسم کا عذاب آیا تھا؟ اس کے لئے مختلف مقامات پر مختلف الفاظ آئے ہیں۔ سورۂ اعراف آیت ۸۷ میں اَلرَّجْفَةُ (زبردست زلزلہ) کہا گیا۔ سورۂ ہود ۷۶ نمبر آیت میں اَلصَّيْحَةُ (زبردست دھماکہ) یا ہیبت ناک چیخ کا لفظ آیا۔ اور سورۂ حم السجدہ کی آیت نمبر ۱۷ میں صَاعِقَةُ الْعَذَابِ (یعنی گرنے والی بجلی کا عذاب) کا لفظ آیا ہے اور یہاں اَلطَّاغِيَةُ کا لفظ آیا ہے۔ جس سے عذاب میں سخت سرکشی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ ایک ہی واقعہ کی مختلف کیفیتوں کا بیان ہے گویا کہ ارضی اور سماوی دونوں قسم کے عذاب قوم ثمود پر یک دم آتے تھے۔ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَاتِيَةٌ قوم عاد پر جو عذاب آیا وہ سخت آندھی کا عذاب تھا۔ ہوا نہایت سخت اور سرد اور سرکش تھی جس پر کسی مخلوق کا زور نہ چلتا تھا۔ حتی کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پر مامور ہیں ان کے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی۔ یہ لوگ بڑے مضبوط جسم والے تھے طویل القامت تھے۔ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً کہنے لگے ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے۔ جب عذاب آیا تند و تیز ہوا نے ان کو یوں چاروں شانے چت گرادیا کہ طویل القامت ہونے کی وجہ سے ان کے سر گرتے ہی تن سے جدا ہو جاتے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ کھجوروں کے بے جان کھوکھلے تنے پڑے ہوئے ہیں۔ (تیسیر القرآن)

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۭ وَ يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾

پھر جب ایک مرتبہ صور پھونکا جائے گا (۱۳) اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ایک چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا (۱۴) تو اس دن واقع ہو جانے والی (قیامت) واقع ہو جائے گی (۱۵) اور آسمان پھٹ جائے گا اور اسکی بندش ڈھیلی پڑ جائیگی (۱۶) اور فرشتے اس کے کناروں پر اتر آئیں گے اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائینگے (۱۷) اور اس روز تم سب لوگوں کے سامنے پیش کئے جاؤ گے، تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہیگی (۱۸)

آیت ۱۷۔۱۸: احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے صرف اللہ تعالیٰ ہی تھے اور کچھ نہ تھا پھر ایک وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پہ تھا اس کا عرش اتنا بڑا ہے کہ زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے ہے، قیامت کے دن جو فرشتے اللہ کا عرش اٹھائے ہوں گے وہ خود کہاں کھڑے ہوں گے؟ ان سب باتوں کیلئے ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، پریشان ہو بھی جائیں تو کچھ فائدہ نہیں، کیونکہ ہمارے دماغ کی یہ استعداد ہی نہیں ہے، ہم صرف اتنی بات پر ایمان لاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بتلادی ہے، ہمیں اس میں نہ کمی نہ اضافہ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ کسی قسم کی تاویل کرنے کی۔

ابورزینؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا، یارسول اللہ! ہمارا رب مخلوق پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "عما" میں کہ اس کے نیچے بھی کچھ نہ تھا اور اوپر بھی کچھ نہ تھا پھر اس نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا، راوی کہتے ہیں کہ عما کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ (احمد، ترمذی)

عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی، اس کا عرش پانی پہ تھا اس نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ لیا پھر اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا (صحیح بخاری حدیث نمبر 2953)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ
هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ
مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾
فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوْا
وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ
الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ
فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ وَلَمْ
اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ
الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾
هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ
الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا
سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿٣٣﴾ وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى
طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿٣٤﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا
حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾ وَّ لَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾ لَّا
يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿٣٧﴾ ع ۵

اس وقت جس کا اعمال نامہ اسکے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ کہے گا لو دیکھو پڑھو میرا اعمال نامہ (١٩) مجھے یقین تھا کہ مجھے ضرور اپنے حساب کتاب سے دوچار ہونا ہے (یعنی مجھے یقین تھا کہ قیامت کے دن ضرور حساب کتاب ہوگا) (٢٠) پس وہ پسندیدہ عیش و آرام میں ہوگا (٢١) عالی شان جنت میں (٢٢) جس کے پھلوں کے خوشے جھکے ہوئے ہوں گے (٢٣) جو عمل تم اپنی زندگی میں کئے تھے، اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو (٢٤) اور جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ کہے گا اے کاش مجھ کو میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا (٢٥) اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے (٢٦) کاش میری موت میرا فیصلہ کردیتی یعنی پھر دوبارہ زندہ نہ ہوتا (٢٧) آج میرا حال میرے کچھ کام نہ آیا (٢٨) ہائے میری سلطنت خاک میں مل گئی (٢٩) حکم ہوگا اسے پکڑو اور اسکی گردن میں طوق ڈال دو (٣٠) پھر اس کو دوزخ کی آگ میں جھونک دو (٣١) پھر اسکو ستر ٧٠ گز لمبی زنجیر سے جکڑ دو (٣٢) یہ شخص نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا تھا (٣٣) اور نہ مسکین (غریب) کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا (٣٤) اسلئے یہاں بھی اسکا کوئی ہمدرد نہیں ہے (٣٥) اور اس کیلئے پیپ کے سوا کوئی کھانا نہیں ہے (٣٦) جس کو گناہ گاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا (٣٧)

آیت ١٩: دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عدالت میں بری ہوگیا اور اللہ کی رحمت کا مستحق ہوگیا، وہ خوشی خوشی اپنا رزلٹ دکھلاتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ٣٤: دو بنیادی گناہ ہیں جن سے باقی گناہ پھوٹتے ہیں۔ پہلا گناہ یہ کہ نہ اللہ پر ایمان لائے اور نہ اوامر و نواہی کی پرواہ کرے۔ کفار مکہ اللہ کی ہستی کے قائل تھے آخرت کے منکر تھے۔ اللہ نے ان کو کافر قرار دیا اور عذاب جہنم کے مستحق ہوئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوسرا گناہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے۔ انسان ایک دوسرے سے ہمدردی کرے۔ مالی مدد کرے، کھانا کھلائے اور کھلانے کی ترغیب دے۔ اس کے برعکس مدد نہ کرے کھانا نہ کھلائے بلکہ خود غرضی کا رویہ اختیار کرے تو عذاب کا مستحق ہے۔ ایسے انسان کو کھانے کو جہنم میں تھوہر دیا جائے گا اور پینے کو کھولتا ہوا پانی۔ (تیسیر القرآن)

عرب لوگ کفر اور آخرت سے غفلت کی وجہ سے بہت سنگ دل اور بے رحم ہو گئے تھے، غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کیلئے ان کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی جگہ نہ تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو سخت وارننگ دی کہ وہ جب جہنم کی آگ میں چلائے جائیں گے، روئیں گے، ترسیں گے تو ان پر کوئی رحم نہیں کھائے گا، کیونکہ انہوں نے دنیا میں کسی مسکین کو کھانا نہیں کھلایا، کسی یتیم کے ساتھ ہمدردی نہیں کی، کسی بے سہارا کو انہوں نے سہارا نہ دیا یہ دولت کے پجاری اور عہدوں کے چاہنے والے تھے، انسانیت سے انہیں کوئی ہمدردی نہ تھی، یہ جہنم اور اس کا عذاب ایسے ہی سنگ دلوں کیلئے ہے، ان آیتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے اندر ہمدردی اور محبت پیدا کرنا چاہتا ہے تا کہ ایک انسان دوسرے انسان پر رحم کھائے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَ مَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٠﴾ وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿٤٤﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَ اِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٥٢﴾ ع ٢ ١٥

نہیں میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو (٣٨) اور ان چیزوں کی بھی جنکو تم نہیں دیکھتے (٣٩) کہ یہ قرآن ایک بزرگ رسول کا پیغام ہے (٤٠) یہ کسی شاعر کا قول نہیں، تم لوگ کم ہی ایمان لاتے ہو (٤١) اور یہ نہ کسی کاہن کا قول ہے، تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو (٤٢) یہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اور اگر یہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی جھوٹی بات گھڑ کے ہماری طرف منسوب کرتے (٤٤) تو ہم اسکا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے (٤٥) پھر اسکی رگِ گردن کاٹ دیتے (٤٦) پھر تم میں سے کوئی ہمکو اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا (٤٧) اور یہ قرآن ڈرنے والوں کیلئے ایک نصیحت ہے (٤٨) اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اسکو جھٹلانے والے ہیں (٤٩) ایسے کافروں کیلئے یقیناً یہ موجب حسرت ہے (٥٠) اور بے شک یہ حق ہے اور یقینی بات ہے (٥١) پھر تم اپنے رب عظیم کی پاکی بیان کرو (٥٢)

آیت ٣٨: یہ قرآن مجید کسی شاعر اور کاہن کا کلام نہیں ہے بلکہ رب العالمین کا کلام ہے اور اسے اللہ کا معزز رسول تمہارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سامنے اللہ کے کلام کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے اور اس کیلئے کائنات کی تمام چیزوں کی قسم کھائی جارہی ہے لہٰذا آدمی کو اس بات پر غور کرنا اور قرآن کی قدر کرنی چاہئے۔ مسند احمد میں عمرؓ کی روایت ہے کہ اسلام لانے سے پہلے ایک روز میں رسول اللہ کو ستانے کیلئے گھر سے نکلا، آپ مجھ سے پہلے مسجد حرام یعنی کعبۃ اللہ میں داخل ہو چکے تھے، میں پہنچا تو آپؐ نماز میں سورہ حاقہ پڑھ رہے تھے، میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور سننے لگا، قرآن جیسا شاندار کلام سن کر میں حیران ہو رہا تھا کہ میرے دل میں یکا یک خیال آیا کہ یہ شخص ضرور شاعر ہے جیسا قریش کہتے ہیں، فوراً ہی رسول اللہ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے کہ یہ ایک رسول کریم کا قول ہے کسی شاعر کا قول نہیں میں نے اپنے دل میں یہ کہا، اگر یہ شاعر نہیں تو کاہن ضرور ہے، پھر اسی وقت رسول اللہ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو، یہ تو رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے، یہ سن کر میرے دل پر اثر ہوا اور میں کچھ متاثر ہوا۔

عمرؓ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورہ انکے قبول اسلام سے بھی پہلے نازل ہو چکی تھی کیونکہ اس واقعہ کے بعد بھی ایک مدت تک وہ ایمان نہیں لائے تھے اور اسی طرح کے واقعات انکو اسلام سے متاثر کر رہے تھے، یہاں تک کہ انکی بہن کے گھر میں انکے دل پر وہ آخری دھکا لگا جس سے ان کے دل کے بند دروازے کھل گئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

آیت ۴۴: اصل مقصد یہ بتانا ہے نبی کریم ﷺ کو اپنی طرف سے وحی میں کوئی کمی بیشی کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور اگر وہ ایسا کرے تو ہم اس کو سخت سزا دیں گے، مگر اس بات کو ایسے انداز میں بیان کیا گیا ہے جس سے آنکھوں کے سامنے یہ تصویر کھنچ جاتی ہے کہ ایک بادشاہ کا مقرر کردہ افسر اس کے نام سے کوئی جعل سازی کرے تو بادشاہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی گردن تلوار سے اڑا دے گا، اس کا سر قلم کر دے گا، لہٰذا اللہ کا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی بات پیش نہیں کرتا جو کچھ اللہ کی وحی آتی ہے وہی سنا دیتا ہے۔ قرآن کی یہ بات کہ قیامت آنے والی ہے بالکل صحیح اور یقینی بات قیامت آنے والی ہے جو لوگ آخرت کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں، وہ قرآن کی بات کو مانیں گے اور جہنم کے عذاب سے بچنے کی کوشش کریں گے اور جو لوگ قرآن کی بات کو غلط اور جھوٹ سمجھ کر آخرت سے غافل ہو جائیں گے اور جب قیامت کا دن آ جائے گا اور جہنم کو اور اس کے عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو کافر افسوس کریں گے اور پچھتائیں گے کہ قرآن پر ایمان نہ لا کر اور آخرت کی تیاری نہ کر کے انہوں نے بہت بڑی غلطی کی ہے اور قیامت کے دن افسوس کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ المعارج

سورۃ المعارج مکی ہے، اس میں ۴۴ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور مکہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

اس سورہ میں ان کفار کو تنبیہ اور نصیحت کی گئی ہے جو قیامت، آخرت، جنت، جہنم کی خبروں کا مذاق اڑاتے تھے اور رسول اللہ کو چیلنج دیتے تھے کہ اگر تم سچے ہو، اور تمہیں جھٹلا کر ہم عذاب جہنم کے مستحق ہو چکے ہیں، تو لے آؤ وہ قیامت جس سے تم ڈراتے ہو، اس سورہ کا سارا بیان اسی چیلنج کا جواب ہے، جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ نسائی اور حاکم وغیرہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں "سائل" یعنی پوچھنے والے سے مراد نضر بن حارث ہے، جس نے وعدۂ عذاب کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر تیری جانب سے یہی بات حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر دے، یا کوئی دردناک عذاب ہم پر نازل کر دے نضر بن حارث کے اس قول کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال آیت ۳۲ میں بیان کیا ہے۔

(اَللّٰهُمَّ اِنۡ كَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَقَّ مِنۡ عِنۡدِكَ فَاَمۡطِرۡ عَلَيۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ)

تو اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی آیات (۱/۲) میں اس بات کا جواب دیا کہ ایک پوچھنے والے نے اس عذاب کے بارے میں پوچھا ہے، جسکا واقع ہونا یقینی ہے۔ اور وہ عذاب کافروں کیلئے ان کے کفر کی وجہ سے ہے اور اس کا فیصلہ اللہ کی جانب سے ہو چکا ہے، اب اسے کوئی ٹال نہیں سکتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحج آیت (۴۷) میں فرمایا ہے: (وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ وَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ وَعۡدَهٗ) اور مشرکین مکہ آپ سے عذاب لانے کی جلدی کرتے ہیں، اور اللہ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا، بلکہ اسکو پورا کر کے رہے گا، چنانچہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ نضر بن حارث میدان بدر میں بری طرح مارا گیا (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

آیاتها ۴۴	۷۰ سُوۡرَةُ الۡمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ ۷۹	رکوعاتها ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ	مانگنے والے نے عذاب مانگا جو ضرور واقع ہونے والا ہے (۱)
لَيۡسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الۡمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾	وہ عذاب کافروں پر واقع ہونے والا ہے، اور اسکو کوئی ٹال نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾

سکے گا(۲)اور وہ عذاب اس رب کی طرف سے نازل ہوگا جو بلند درجات والا ہے(۳)فرشتے اور جبرئیل اسکے پاس چڑھ کر جاتے ہیں، ایک دن میں جسکی مقدار پچاس (۵۰) ہزار سال ہے(۴) اے محمد ﷺ تم کافروں کی باتوں کو حوصلہ کے ساتھ برداشت کرو(۵)

تشریح: مانگنے والا اللہ تعالیٰ سے عذاب مانگتا ہے اور کہتا ہے، اے محمد ﷺ اگر اللہ میں دم ہے تو عذاب لاکر بتاؤ، وہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے، کچھ نہیں کرسکتا تو عذاب کہاں سے لاسکتا ہے اس کے بس میں کچھ بھی نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ کی ہستی کوئی معمولی ہستی نہیں ہے، وہ بہت عظیم اور بلند درجہ والا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت لاسکتا ہے اور کافروں کو سخت سے سخت عذاب دے سکتا ہے۔ ایک قیامت تو کیا اگر اللہ چاہے تو ایسی ہزار قیامتیں لاسکتا ہے۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ اس قول کے علاوہ ابن کثیر سے ایک دوسرا قول منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ قیامت کے دن کی مقدار ہے یعنی کافروں پر یہ یوم حساب پچاس ہزار سال کی طرح بھاری ہوگا لیکن مومن کیلئے دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے سے بھی مختصر ہوگا، (مسند احمد)

احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے ایک حدیث میں زکوۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت والے دن جو عذاب دیا جائے گا اس کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے رسول اللہ نے فرمایا (حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهٖ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ) (صحیح مسلم، باب اثم مانع الزکوۃ)

یہاں تک کہ اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا ایسے دن میں، جس کی مدت تمہاری گنتی کے مطابق پچاس ہزار سال ہوگی، اس تفسیر کی رو سے (فی یوم) کا تعلق عذاب سے ہوگا، یعنی وہ واقع ہونے والا عذاب قیامت والے دن ہوگا جو کافروں پر پچاس ہزار سال کی طرح بھاری ہوگا (احسن البیان)

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ﴿۶﴾ وَّ نَرٰىهُ قَرِيْبًا ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾ وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿۹﴾ وَ لَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ﴿۱۱﴾

یہ لوگ قیامت کو دور سمجھتے ہیں (۶) اور ہم اسے قریب سمجھتے ہیں (۷) جس دن آسمان ایسا ہوجائے گا جیسا کہ پگھلا ہوا تانبا (۸) اور پہاڑ ایسے ہوجائیں جیسے کہ دھنکی ہوئی اون یعنی روئی جیسے (۹) اور کوئی جگری دوست اپنے دوست کو نہ پوچھے گا (۱۰) حالانکہ ایک دوسرے کو قیامت کے دن اپنے سامنے دیکھ رہے ہوں گے، اس روز گناہ گار مجرم چاہے گا کہ اس دن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَصَاحِبَتِهٖ وَ اَخِيْهِ ﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ
تُـْٔوِيْهِ ﴿۱۳﴾ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ
يُنْجِيْهِ ﴿۱۴﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً
لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَ
جَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾
اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ
مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى
صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ الَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ
حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾
وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ وَ
الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾
اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ
هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ
لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ
بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى
صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ
مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع ۱

کے عذاب سے بچنے کیلئے اپنی اولاد کو (۱۱) اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو (۱۲) اور اپنے خاندان کو جس میں وہ رہتا تھا (۱۳) اور روئے زمین کے تمام لوگوں کو بدلے میں دے کر خود عذاب سے بچ جائے (۱۴) لیکن ایسا ہرگز نہ ہوگا، وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے (۱۵) کھال ادھیڑ ڈالنے والی (۱۶) ان لوگوں کو اپنی طرف بلائے گی جنہوں نے حق سے منہ موڑا اور پیٹھ پھیری تھی (۱۷) اور مال جمع کیا اور سنبھال کے رکھا (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا) (۱۸) بیشک انسان کم حوصلے والا ہے (۱۹) جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے (۲۰) اور جب خوش حالی نصیب ہوتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے (۲۱) مگر نماز پڑھنے والے ایسے نہیں ہوتے (۲۲) جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں (۲۳) اور جن کے مالوں میں ایک حصہ مقرر ہے (۲۴) مانگنے والے کا اور محروم کا یعنی جس کے پاس کمائی کا ذریعہ نہیں (۲۵) اور جو روز جزا کو سچ مانتے ہیں یعنی آخرت کو (۲۶) اور جو اپنے رب کے عذاب سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں (۲۷) کیونکہ ان کے رب کا عذاب ہی ایسا خطرناک ہے کہ اس سے بے خوف نہیں رہ سکتے۔ (یعنی عذاب اتنا خطرناک ہے کہ اس سے ڈرتے رہنے میں ہی بھلائی ہے) (۲۸) اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (۲۹) مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں کے پاس جانے سے ان پر کوئی ملامت نہیں (۳۰) البتہ جو ان کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں (۳۱) اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی پابندی کرتے ہیں (۳۲) اور جو اپنی گواہی پر قائم رہتے ہیں (۳۳) اور جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں (۳۴) یہی لوگ جنت کے باغوں میں عزت و اکرام کے ساتھ ہوں گے (۳۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ٦ ـ ۳۵: ان آیات میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ قیامت کھیل تماشے کی چیز نہیں ہے، خاص کر اللہ کے نافرمانوں اور گناہ گاروں کیلئے وہ تو ان کے لئے عذاب ہے، وہ جب آئے گی تو مجرموں کا دردناک حشر ہوگا، اس وقت وہ چاہیں گے کہ کسی بھی طرح جہنم کے دردناک عذاب سے بچ جائیں، ان کے بدلہ میں اپنی اولاد جہنم میں چلی جائے، بیوی اور بھائی جہنم میں چلا جائے، اپنا سارا خاندان جہنم میں چلا جائے بلکہ ساری دنیا جہنم میں چلی جائے، مگر وہ اس دردناک عذاب سے بچ جائے مگر اللہ کا نافرمان جہنم کے عذاب سے بچ نہیں سکے گا، وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے وہ کھال ادھیڑ دیگی، مجرم کے اس بیان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ آگ کتنی خطرناک ہے وہ جہنم کتنی زہریلی ہے کہ آدمی کسی بھی طرح جہنم کے عذاب سے بچنا چاہتا ہے اب اس کے پاس بچنے کا کوئی راستہ نہ ہوگا، جہنم کی یہ آگ اس کیلئے ہے جو حق بات کو قبول نہیں کرتا، یہ آگ اس کیلئے ہے جو مال جمع کر کے رکھتا ہے مگر غریبوں کی مدد نہیں کرتا اور اللہ کے دین کی تبلیغ کیلئے خرچ نہیں کرتا۔

سوال کرنا صرف تین طرح کے لوگوں کیلئے جائز ہے

سائل سے مراد پیشہ ور گداگر نہیں۔ ایسی گداگری کا اسلام میں کوئی جواز نہیں۔ مراد وہ سائل جو فی الواقع مانگنے پر مجبور ہو۔ قبیصہ ؓ بن مخارق کہتے ہیں کہ میں ایک شخص کا ضامن ہوا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سوال کیا آپ نے فرمایا ٹھہرو تا آنکہ ہمارے پاس صدقہ آئے۔ پھر ہم تیرے لئے کچھ حکم کریں گے۔ پھر فرمایا تین شخصوں کے سوا کسی کو سوال کرنا جائز نہیں۔ ایک وہ جو ضامن ہو اور ضمانت اس پر پڑ جائے۔ جس کا وہ اہل نہ ہو۔ ضمانت کی حد تک مانگ سکتا ہے۔ دوسرے وہ جس کا سارا مال تباہ ہو جائے۔ وہ اس حد تک مانگ سکتا ہے کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو جائے۔ تیسرا وہ جس کو فاقہ کی نوبت آ گئی ہو اور اس کے قبیلہ کے تین اشخاص گواہی دیں کہ فلاں کو فاقہ پہنچا ہے۔ اسے سوال کرنا جائز ہے تا آنکہ اس کی محتاجی دور ہو جائے۔ پھر فرمایا! اے قبیصہ ان تین قسم کے آدمیوں کے سوا اور کوئی سوال کرنا حرام ہے۔

اس کے سوا جو سوال کرتا ہے وہ حرام کھاتا ہے (مسلم، کتاب الزکوۃ، باب من تحل لہ المسئلۃ) ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص اپنا مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے۔ وہ دراصل آگ کے انگارے طلب کر رہا ہے۔ (بخاری کتاب الوصایا)

ان آیات میں ایمان والوں کی صفات بیان کی گئی ہیں اور یہ صفات ایسی ہیں کہ اگر آج بھی یہ صفات ہم میں پیدا ہو جائیں تو اس دنیا میں ہم کو کامیابی، عزت، دولت اور دنیا کی سرداری حاصل ہو جائے گی، کیونکہ یہ صفات زندہ قوم کی صفات ہیں، کامیاب قوم کی صفات ہیں، مثلاً اللہ کا ڈر اور خوف ان کے دل و دماغ پر ان کی ساری زندگی پر چھایا ہو، جو قوم یہ ساری برائیاں چھوڑ دے وہ یقینا کامیاب ہوگی پھر امانتداری، عہد و اقرار کی پابندی اور حق کی گواہی دینے والے اور جو قوم امانتدار ہو، قول و قرار کی پابند ہو وہ ضرور کامیاب ہوگی، آج ہم ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر ایمان کی صفات ہم میں نہیں، جیسے مومن میں عزم و حوصلہ ہونا چاہئے، مگر ہم میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں، مومن کی ساری زندگی میں اللہ کے خوف کو دخل ہے مگر ہماری زندگی میں رب کے خوف کا ذرہ بھی نہیں ہے، مومن امانتدار اور عہد و اقرار کے پابند ہوتے ہیں مگر یہ چیزیں ہمارے پاس نہیں، مومن نماز کی حفاظت کرتے ہیں، مگر ہم نماز کو چھوڑ دیتے ہیں، صبح کی نماز نہیں پڑھتے، ظہر نہیں، عصر نہیں، مغرب نہیں، عشا نہیں، ساری نمازیں اکثر مسلمان چھوڑ دیتے ہیں جس کی وجہ سے آج مسلمان ناکام و نامراد ہیں، انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بڑے بڑے گناہ یہ ہیں، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق قتل کرنا، والدین کی نافرمانی اور جھوٹی شہادت (بخاری)

فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۟ۙ۳۶ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ۟۳۷ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ۟ۙ۳۸ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ۟۳۹

پس اے نبیؐ کیا بات ہے کہ یہ کافر لوگ دوڑتے چلے آرہے ہیں (۳۶) دائیں اور بائیں سے گروہ در گروہ تمہاری طرف چلے آرہے ہیں (۳۷) کیا ان میں سے ہر شخص یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ نعمت بھری جنت میں داخل کر دیا جائے گا؟ (۳۸) ہرگز نہیں، ہم نے انہیں اس (چیز) (منی کے قطرے) سے ان کو پیدا کیا ہے، اسے یہ خود جانتے ہیں (۳۹)

تشریح: ان آیات میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو نبی کریمؐ کی دعوت و تبلیغ اور تلاوت قرآن کی آواز سنکر چاروں طرف سے ادھر، ادھر سے رسول اللہ کے اطراف جمع ہوتے ہیں، شور کرتے اور چلاتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں، قرآن نہ سنو، محمد شاعر ہیں، پاگل ہیں، اور مذاق اڑاتے تھے، اللہ تعالیٰ ان سے کہہ رہا ہے کہ ذرا اپنی پیدائش پر غور کرو کہ تم کس چیز سے پیدا ہوئے، منی کے حقیر قطرے سے پیدا ہو کر خدا اور رسول کی مخالفت، فخر و غرور کا اظہار یہ چیزیں تم کو زیب نہیں دیتیں، اور اللہ تعالیٰ قسم کھا کر کہہ رہا ہے کہ میں اس بات کی قدرت رکھتا ہوں کہ تم پر عذاب لا کر ہلاک کر دوں اور دوسرے لوگوں کو پیدا کروں جو اللہ اور رسول کی عزت کرتے ہوں اور قرآن کا ادب کرتے ہوں تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۟ۙ۴۰ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۟۴۱ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَ يَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۟ۙ۴۲ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

ہمیں مشرق و مغرب کے مالک کی قسم کہ ہم طاقت رکھتے ہیں (۴۰) اس بات کی طاقت رکھتے ہیں کہ ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں اور ہم عاجز نہیں ہیں (۴۱) لہٰذا اُنہیں بیہودہ باتوں اور کھیل میں رہنے دیں، حتیٰ کہ وہ دن دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (۴۲) جس دن وہ اپنی قبروں سے نکل کر ایسے دوڑے جا رہے ہوں گے جیسے وہ کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ ع ٢ ٨

نشانہ کیطرف دوڑ رہے ہوں (۴۳) ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی، ذلت ان پر چھا رہی ہوگی یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا (۴۴)

تشریح: جب ثابت ہوگیا کہ قیامت آئے گی، لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور مشرکین مکہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی دعوت کو ٹھکرا کر تکذیب قیامت پر مصر ہیں، تو اے میرے نبی! آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے، دنیا میں فاسد عقائد اور باطل چہ میگوئیاں میں مشغول رہیں، کھائیں پئیں اور مزے اڑائیں اور شرک و معاصی کا ارتکاب کرتے رہیں، یہاں تک کہ قیامت کا وہ دن آجائے، جس دن ان سے عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس دن ان کا حال یہ ہوگا کہ وہ اپنی قبروں سے نکل کر پکارنے والے کی آواز کی طرف اس طرح تیزی کے ساتھ دوڑیں گے جیسے کوئی گمشدہ راہ نشان راہ کو دیکھ کر اس کی طرف تیزی کے ساتھ دوڑتا ہے ان کی نگاہیں ذلت و رسوائی سے جھکی ہوں گی اور ان کا پورا وجود ذلت کے بوجھ تلے دبا ہوگا، آنکھیں جھکی ہوں گی، جسم و جان کی حرکت بند ہوگی اور زبان گنگ ہوگی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے دنیا میں وعدہ کیا گیا تھا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورة نوح

سورۂ نوح مکی ہے، اس میں ۲۸ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور اس وقت نازل ہوئی جب کفار مکہ رسول اللہ کی سخت مخالفت کررہے تھے، اس سورہ میں نوح ؑ نے قوم کو توحید کی دعوت دی تھی مگر قوم نے اس کی مخالفت کی تھی، جس کی وجہ سے ان پر عذاب آیا اور وہ پانی میں غرق ہوگئے تھے، اس سورہ میں کفار مکہ کو خبردار کیا گیا ہے کہ تم محمد (ﷺ) کے ساتھ وہی رویہ اختیار کررہے ہو جو نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم نے اختیار کیا تھا اور اگر تم اس رویہ سے باز نہیں آتے تو تم پر بھی عذاب آسکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیاتھا ۲۸ ۷۱ سُوْرَۃُ نُوْحٍ مَّکِّیَّۃٌ ۷۱ رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲﴾ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۳﴾ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَ یُؤَخِّرْکُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کے لوگوں کو خبردار کردیں، قبل اس کے کہ ان پر ایک دردناک عذاب آئے (۱) انہوں نے کہا اے میری قوم! میں تم کو واضح طور پر نصیحت کرتا ہوں (۲) کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۳) وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو موت تک مہلت دے گا، جب خدا کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو دیر نہیں ہوتی، کاش تم جانتے ہوتے (۴)

نوحؑ سب سے پہلے رسول تھے، اس وقت کے بگڑے ہوئے انسانوں کو انہوں نے جو پیغام دیا اس کو یہاں تین لفظوں میں بیان کیا گیا ہے، یعنی عبادت، تقویٰ اطاعت رسول، یعنی غیر اللہ کی پرستش چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی پرستش کرنا، دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر زندگی گذارنا اور ہر معاملہ میں اللہ کے رسول کو اپنے لئے اسوہ و نمونہ سمجھنا، یہی ہر زمانے میں تمام پیغمبروں کی اصل دعوت رہی ہے اور یہی خود قرآن کی اصل دعوت ہے کہ ایمان لانے کی صورت میں تمہاری موت کی جو مدت مقرر ہے اس کو موخر کرکے تمہیں مزید مہلت عمر عطا فرمائے گا اور وہ عذاب تم سے دور کردے گا جو عدم ایمان کی صورت میں تمہارے لئے مقدر تھا، چنانچہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اطاعت، نیکی اور صلہ رحمی سے عمر میں حقیقتاً اضافہ ہوتا ہے، حدیث میں بھی ہے صلۃ الرحم تزید فی العمر، (صحیح الجامع الصغیر رقم ۳۷۶۶) صلہ رحمی، اضافہ عمر کا باعث ہے، بعض کہتے ہیں کہ تاخیر کا مطلب برکت ہے، (الصحیحۃ للالبانی رقم ۱۹۰۸) ایمان سے عمر میں برکت ہوگی، ایمان نہیں لاؤ گے تو اس برکت سے محروم رہوگے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَہَارًا ۙ﴿۵﴾ فَلَمْ یَزِدْہُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾ وَ اِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُہُمْ لِتَغْفِرَ لَہُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَہُمْ فِیْٓ اٰذَانِہِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَہُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ اسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا ۚ﴿۷﴾ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُہُمْ جِہَارًا ۙ﴿۸﴾ ثُمَّ اِنِّیْٓ اَعْلَنْتُ لَہُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَہُمْ اِسْرَارًا ۙ﴿۹﴾

جب لوگوں نے نہ مانا تو نوحؑ نے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب! میں اپنی قوم کو دن رات بلاتا رہا (۵) مگر میرے بلانے سے وہ اور زیادہ دور بھاگتے رہے (۶) اور جب میں نے ان کو بلایا تاکہ تو انہیں معاف کردے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانک لئے اور اپنی روش پر اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا (۷) پھر میں ان کو کھلے طور پر بھی بلاتا رہا (۸) اور ظاہر و پوشیدہ ہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝١٠
يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝١١ وَّيُمْدِدْكُمْ
بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ
لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝١٢ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝١٣
وَ قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝١٤ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ
خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝١٥ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ
فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝١٦ وَ اللّٰهُ
اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝١٧ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ
فِيْهَا وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝١٨ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ
الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝١٩ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا
فِجَاجًا ۝٢٠ ع

طرح سے سمجھاتا رہا (۹) اور کہا کہ اپنے رب سے معافی مانگو، وہ بڑا معاف کرنے والا ہے (۱۰) وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا (۱۱) اور تمہیں مال واولاد سے نوازے گا اور تمہیں باغات دے گا اور ان میں نہریں جاری کردے گا (۱۲) تم کو کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے (۱۳) حالانکہ اس نے طرح طرح سے تمہیں پیدا کیا (۱۴) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے سات آسمان کیسے اوپر تلے بنائے ہیں (۱۵) اور چاند کو ان میں زمین کا نور بنایا ہے اور سورج کو چراغ بنایا ہے (۱۶) اور اللہ ہی نے تم کو زمین سے یعنی مٹی سے پیدا کیا (۱۷) پھر اسی میں تم کو لوٹا دے گا، اور اسی سے تم کو نکال کر کھڑا کرے گا (۱۸) اور اللہ ہی نے زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا (۱۹) تاکہ اس کے بڑے بڑے کشادہ راستوں میں چلو پھرو (۲۰)

تشریح آیت ۱۰: اس آیت سے استغفار کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ اگر بندہ دل سے اللہ کے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کرلے اور غلطیوں کی معافی مانگے اور آئندہ گناہ سے بچنے کا اقرار کرلے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے گناہوں کو معاف کرے گا اور اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا، استغفار کی برکت سے قحط دور ہوجاتا ہے، رزق میں کشادگی آتی ہے اور مال واولاد میں برکت ہوتی ہے، یہ ساری بشارتیں استغفار کرنے والوں کیلئے ہیں، رسولؐ نے فرمایا لوگو اپنے رب سے گناہوں کی بخشش مانگو میں بھی روزانہ ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ بعض علماء اسی آیت نمبر (۱۰) کی وجہ سے نماز استسقاء میں سورہ نوح کے پڑھنے کو مستحب سمجھتے ہیں۔ مروی ہے کہ عمرؓ بھی ایک مرتبہ نماز استسقاء کیلئے منبر پر چڑھے تو صرف آیت استغفار جن میں یہ آیت بھی تھی پڑھکر منبر سے اترے اور فرمایا کہ میں نے بارش کو بارش کے ان راستوں سے طلب کیا ہے جو آسمانوں میں ہیں، جن سے بارش زمین پر اترتی ہے (تفسیر ابن کثیر)

حسن بصریؒ کے متعلق مروی ہے کہ ان سے آکر کسی نے قحط سالی کی شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ استغفار پڑھو، کسی دوسرے نے فقروفاقہ کی شکایت کی تو اسے بھی کہا کہ استغفار پڑھو، تیسرے نے اپنے باغ سوکھ جانے کی شکایت کی اس سے بھی انہوں نے کہا کہ استغفار پڑھو، چوتھے شخص نے کہا کہ میرے گھر میں اولاد نہیں ہے، اسے بھی کہا کہ استغفار پڑھو، اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔

کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ ہر شخص کو استغفار پڑھنے کو کیوں کہتے تھے تو حسن بصریؒ نے سورہ نوح کی آیت نمبر ۱۰ سے ۱۵ تک پڑھکر سنایا اور فرمایا: میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ یہ نسخہ اللہ کا بتایا ہوا ہے (ایسر التفاسیر) (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ اِنَّهُمۡ عَصَوۡنِىۡ وَ اتَّبَعُوۡا مَنۡ
لَّمۡ يَزِدۡهُ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۝۲۱ وَ
مَكَرُوۡا مَكۡرًا كُبَّارًا ۝۲۲ وَ قَالُوۡا لَا تَذَرُنَّ
اٰلِهَتَكُمۡ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ وَّ لَا
يَغُوۡثَ وَيَعُوۡقَ وَ نَسۡرًا ۝۲۳ وَ قَدۡ اَضَلُّوۡا
كَثِيۡرًا ۚ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝۲۴ مِمَّا
خَطِيْٓـٰٔتِهِمۡ اُغۡرِقُوۡا فَاُدۡخِلُوۡا نَارًا ۙ فَلَمۡ يَجِدُوۡا
لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡصَارًا ۝۲۵

اس کے بعد نوحؑ نے عرض کیا اے میرے رب یہ لوگ میرے کہنے پر نہیں چلے اور ایسے لوگوں کے تابع ہوئے جن کو ان کے مال واولاد نے نقصان کے سوا کچھ نہ دیا (۲۱) اور وہ بڑی بڑی چالیں چلے (۲۲) اور کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا، اور ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق، اور نسر کو بھی ترک نہ کرنا (۲۳) اے اللہ انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے، تو ان کو اور گمراہ کر دے (۲۴) آخر وہ اپنے گناہوں کے سبب ہی غرق آب کر دیئے گئے، پھر آگ میں ڈال دیئے گئے پھر انہوں نے اللہ کے سوا کسی کو مددگار نہ پایا (۲۵)

تشریح: حضرت نوحؑ کی دعوت اور ان کے پیغام توحید کا لوگوں نے کیوں انکار کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں کو حضرت نوحؑ کے مقابلہ میں ان لوگوں کی باتیں زیادہ قابل لحاظ نظر آئیں جو دنیوی لحاظ سے بڑائی کا درجہ حاصل کئے ہوئے تھے، وقت کے بڑے بڑے سرداروں نے اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں دعوت حق کا انکار کیا اور جو چھوٹے تھے انہوں نے بھی انکار کیا کیونکہ ان کے بڑے انکار کر رہے تھے، حضرت نوحؑ کے مخالف نے، حضرت نوحؑ کے خلاف بڑی بڑی تدبیریں کئے، ان میں سے ایک خاص تدبیر یہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ نوحؑ ہمارے اولیاء، ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے خلاف بولتے ہیں، یہ پانچوں قدیم زمانے کے نیک لوگ تھے. بزرگ تھے، بعد میں وہ رفتہ رفتہ لوگوں کی نظروں میں مقدس بن گئے، حتیٰ کہ لوگوں نے انہیں پوجنا شروع کر دیا، ان کی عبادت کرنے لگے، ان اولیاء کے نام پر ان بزرگوں کے نام پر نوحؑ کے خلاف بھڑکانا آسان تھا، کہ حضرت نوحؑ اولیاء اللہ کے دشمن ہیں، چنانچہ سرداروں نے یہ باتیں کہہ کر لوگوں کی نگاہ میں حضرت نوحؑ کو اور ان کی دعوت توحید کو مشتبہ بنا دیا اور کہا کہ نوحؑ ہمارے دشمن ہیں اور دعوت توحید غلط دعوت ہے، کیونکہ یہ اولیاء کی عبادت سے جل رہے ہیں، اس طرح عام لوگ، حضرت نوحؑ کے مخالف ہو گئے اور آپ کے پیغام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ (تفسیر نوح، صحیح بخاری)

وَ قَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَى الۡاَرۡضِ مِنَ
الۡكٰفِرِيۡنَ دَيَّارًا ۝۲۶ اِنَّكَ اِنۡ تَذَرۡهُمۡ يُضِلُّوۡا
عِبَادَكَ وَ لَا يَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝۲۷
رَبِّ اغۡفِرۡ لِىۡ وَلِـوَالِدَىَّ وَ لِمَنۡ دَخَلَ بَيۡتِىَ

اور پھر نوح نے یہ دعا کی کہ میرے رب کسی کافر کو زمین پر زندہ نہ چھوڑ (۲۶) اگر تو ان کو زمین پر رہنے دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے جو اولاد ہو گی وہ بھی بدکار اور ناشکری کرنے والی ہو گی (۲۷) اے میرے رب مجھ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۟﴿۲۸﴾ ع

اور میرے ماں باپ کو اور جو ایمان لا کر میرے گھر میں آئے اس کو اور تمام ایمان والے مردوں اور عورتوں کو معاف کر دے اور ظالم لوگوں کی تباہی میں اور اضافہ کر دے (۲۸)

تشریح: حضرت نوح ۹۵۰ سال تک روزانہ صبح و شام رات اور دن مسلسل توحید کی دعوت دیتے رہے، اور شرک سے منع کرتے رہے، مگر قوم نے مسلسل انکار کیا۔ نوحؑ نے بددعا کر دی کہ اے اللہ ان کو ہلاک کر دے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین سے پانی ابلنے لگا اور آسمان سے پانی برسنے لگا یہ اللہ کا عذاب تھا لہٰذا سب کافر عذاب الٰہی میں ڈوب گئے اور چند لوگ جو ایمان لائے تھے وہ کشتی میں سوار ہوئے اور صرف وہی بچے، نوحؑ کی بیوی اور ان کا بیٹا بھی عذاب الٰہی کا شکار ہو گئے، کیونکہ وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الجن

سورۃ الجن مکی ہے، اس میں ۲۸ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے چند صحابہ کے ساتھ بازار عکاظ تشریف لے جا رہے تھے، راہ میں نخلہ کے مقام پر آپ نے صبح کی نماز پڑھائی، اس وقت جنوں کی ایک جماعت ادھر سے گذر رہی تھی، قرآن پڑھنے کی آواز سن کر وہ ٹھہر گئے اور غور سے قرآن سنتے رہے، پھر متاثر ہو کر ایمان لائے اور اپنے لوگوں میں واپس جا کر اسلام کی دعوت دینے لگے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 731)

سورۂ جن سے پہلے سورہ نوح ہے اور اس میں یہ بات بتائی گئی تھی کہ نوحؑ اپنی قوم کو توحید اور آخرت کی طرف بلاتے رہے اور رات دن سمجھاتے رہے اور 950 سال تک نصیحت کرتے رہے، مگر قوم کے لوگ مسلسل حق کا انکار کرتے رہے، نوحؑ جب خدا کا کلام سناتے تو وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے، نوحؑ جب زور زور سے بیان کرنے لگتے توحید اور آخرت کی طرف بلاتے رہے اور رات دن سمجھاتے تاکہ ان کے کانوں میں گھسے مگر یہ لوگ بھاگ جاتے تھے، نوحؑ ان کے پیچھے پیچھے بھاگتے اور نصیحت کرتے رہتے مگر قوم کے لوگ مسلسل حق کا انکار کرتے رہے، بالآخر اللہ کا عذاب آ گیا اور اللہ نے سب کو پانی میں غرق کر دیا، نوحؑ کی قوم کا حوالہ دیکر اللہ تعالیٰ اہل قریش سے یہ کہہ رہا ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ نوحؑ کا انکار کرنے کی وجہ سے قوم ہلاک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوگئی۔اسی طرح محمد ﷺ کا انکار کر کے تم ہلاک ہو جاؤ گے، اپنی روش کو بدلو، جنات کو دیکھو جب وہ قرآن سنتے ہیں تو فوراً ایمان لاتے ہیں، پھر اپنی قوم میں جا کر قرآن کی باتوں کو پھیلاتے ہیں، ایک تم ہو کہ قرآن سے رسول سے نفرت کرتے ہو، قرآن سننا نہیں چاہتے اور جب رسول اللہ قرآن پڑھتے ہیں تو تم شور مچارتے ہو، چیختے اور چلاتے ہو تا کہ قرآن کی آواز دب جائے، کیا تم انسان ہو کر جنات سے بھی بدتر ہو، یا قوم نوح کی طرح پیغمبر کا انکار کر کے ہلاک ہونا چاہتے ہو۔اے اہل قریش تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم قرآن پر ایمان لے آؤ۔

اٰیاتها ۲۸ — ۷۲ سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ ۴۰ — رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللهِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾ وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللهُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے محمد ﷺ لوگوں سے کہہ دو کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے اس کتاب کو سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے ایک بڑا ہی عجیب قرآن سنا ہے(۱) جو بھلائی کا راستہ بتاتا ہے، اس لئے ہم سب اس پر ایمان لے آئے اور اب ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے(۲) اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بڑی ہے وہ نہ بیوی رکھتا ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے(۳) اور یہ کہ ہم میں کا بیوقوف اللہ کے بارے میں خلافِ حق باتیں کہتا تھا(۴) اور ہمارا خیال تھا کہ انسان اور جن خدا کے بارے میں جھوٹ نہیں بولتے(۵) اور یہ کہ بعض انسان بعض جنات سے پناہ مانگتے تھے، جس کی وجہ سے جنات اور سرکشی کرنے لگے کہ لوگ ان کی عبادت کررہے ہیں(۶) اور انسانوں نے بھی تم جنات کی طرح گمان کرلیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا۔(۷)

تشریح: جناتوں کی جماعت نے جب قرآن کو سنا تو اس کی تعریف کرنے لگے کہ کتنا پیارا اور کتنا شاندار کلام ہے جو حق و صداقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو فوراً قرآن پر ایمان لائے اور ایمان لا کر خاموش نہیں بیٹھے بلکہ اپنے لوگوں میں جا کر قرآن کی تبلیغ کرنے لگے کہ اے ہماری قوم کے لوگو، ہم نے ایک کتاب کو سنا ہے جس کا نام قرآن ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے یہ قرآن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سیدھا راستہ دکھاتا ہے، اے جنات تم بھی ہماری طرح قرآن پر، محمدؐ پر ایمان لاؤ، جنات قرآن کی تبلیغ کررہے ہیں، جنات قرآن کو پھیلا رہے ہیں مگر افسوس کہ ہم انسان ہوکر قرآن کی تبلیغ واشاعت سے غافل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ تھا کہ جناتوں کی ایک جماعت قرآن سن رہی ہے اور ایمان لائی ہے، یہ باتیں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ معلوم کرائیں، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جنات انسان کی زبان جانتے ہیں وہ عرب کے جنات تھے، اس لئے عربی جانتے تھے، ہمارے علاقے کے جنات ہماری زبان جانتے ہوں گے، اور ہمارے بیانات سن کر متاثر بھی ہوتے ہونگے۔

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ﴿۸﴾ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿۹﴾ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾

اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اس کو مضبوط چوکیداروں اور انگاروں سے بھرا پایا (۸) اور یہ کہ پہلے ہم وہاں بہت سے مقامات میں خبر سننے کیلئے بیٹھا کرتے تھے۔ اب کوئی سننا چاہتے تو اپنے لئے انگارہ تیار پاتے (۹) اور یہ کہ ہمیں معلوم نہیں، اس لئے اہل زمین کے حق میں برائی مقصود ہے یا ان کے رب نے ان کی بھلائی کا ارادہ کیا ہے (۱۰) اور یہ کہ ہم میں بعض نیک ہیں اور بعض کم درجہ کے ہیں، اور ہم کئی طریقوں میں بٹے ہوئے ہیں (۱۱) اور یہ کہ ہم نے یقین کرلیا ہے کہ ہم زمین میں خواہ کہیں بھی ہوں نہ اللہ کو ہرا سکتے ہیں اور نہ بھاگ کر اسے تھکا سکتے ہیں (۱۲) اور جب ہم نے ہدایت کی کتاب یعنی قرآن سنا تو اس پر ایمان لے آئے، تو جو شخص اپنے پروردگار پر ایمان لاتا ہے تو اس کو نہ نقصان کا خوف ہے اور نہ ظلم کا (۱۳) اور یہ کہ ہم میں بعض فرمانبردار ہیں اور بعض نافرمان، گناہ گار ہیں تو جو فرمانبردار ہوئے وہ سیدھے راستے پر چلے (۱۴) اور جو گناہ گار ہوئے وہ جہنم کا ایندھن بنے یعنی جہنم میں جائیں گے (۱۵)

تشریح: کافروں کا رسول اللہ پر یہ اعتراض تھا کہ کوئی جن ہے جو رسول اللہ کے پاس آکر یہ کلام پیش کرتا ہے جسے محمد کلامِ خدا کہہ کر سناتے ہیں، اب جن خود اقرار کررہے ہیں کہ ہم پہلے آسمانوں میں جاکر بیٹھتے تھے، تاکہ کچھ آسمان کی خبریں حاصل کریں، مگر جب ہم نے دیکھا کہ آسمان میں ہر طرف کہیں بھی جاؤ لاکھوں کے حساب سے آگ کے تیر برسائے جارہے ہیں، آسمان کی یہ حالت دیکھ کر ہم سمجھ گئے ضرور دنیا میں کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے اور معلوم نہیں اللہ تعالیٰ انسان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہے، اچھا یا برا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنات جب آسمان سے مارکھا کر زمین میں پھیل گئے تو بطن نخلہ ایک مقام پر جو مکہ اور طائف کے درمیان میں ہے وہاں انہوں نے رسول اللہ کو صبح کی نماز پڑھتے دیکھا، جس میں آپؐ قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے تو جنات نے قرآن کو غور سے سنا اور اس پر ایمان لے آئے اور سمجھ گئے کہ قرآن کی حفاظت کی خاطر یہ سب انتظامات کئے گئے تا کہ کوئی جن، کوئی شیطان، قرآن میں خلل نہ ڈالے، کیونکہ قرآن آسمان سے نازل ہوتا تھا، جنات سمجھ گئے قرآن خدا کا کلام ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں اور جو قرآن پر اور رسول پر ایمان لائے گا وہ کامیاب ہوگا۔

وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ
مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ
عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ
الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّ
اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا
ع۱ ۱۹ ۱۱ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ
وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ
لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ
يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ
دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ
وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ
لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بات بھی ان سے کہہ دو کہ اگر یہ لوگ سیدھے راستے پر رہتے تو ہم ان کو پینے کے لئے بہت سا پانی دیتے (۱۶) تا کہ اس سے ان کی آزمائش کریں، اور جو شخص اپنے رب کی یاد سے منہ موڑے گا تو وہ اس کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا (۱۷) اور یہ کہ مسجدیں اللہ کیلئے ہیں، لہٰذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو (۱۸) اور جب اللہ کے بندے محمدؐ اس کی عبادت کرنے کیلئے کھڑے ہوئے تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہو گئے (۱۹) کہہ دو میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا (۲۰) یہ بھی کہہ دو کہ میں تمہارے حق میں نفع و نقصان کا کچھ اختیار نہیں رکھتا (۲۱) یہ بھی کہہ دو کہ اللہ کے عذاب سے مجھے کوئی بچا نہیں سکتا، اور میں اس کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں دیکھتا (۲۲) ہاں اللہ کی طرف سے اس کے احکام اور اس کے پیغاموں کا پہنچا دینا ہی میرے ذمہ ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا (۲۳)

تشریح: کفار و مشرکین سمجھتے تھے کہ ہم شرک کی وجہ سے اور بتوں کی مہربانی سے ہم اچھے ہیں، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ شرک کرنا گناہ اور اس میں نقصان ہی نقصان ہے اور بت تو بے جان پتھر ہے، وہ تم پر کیا مہربانی کریں گے، اے قریش کے لوگو، اگر تم خدا پرست ہوتے اور شرک نہ کرتے تو ہم تم کو بہت زیادہ پانی دیتے، اگر پھر بارش ہوئی تو فصل اچھی ہوگی اناج خوب اگے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا، اس سے دولت حاصل ہوگی پھر دولت سے زمین جاگیر دنیا کی سرداری، بیوی، بچے، گھر دار سب کچھ حاصل ہوگا لہٰذا ساری برکت ایک اللہ کی عبادت کرنے میں ہے، کعبۃ اللہ، اللہ کا گھر اور اس کے گھر میں اس کی ہی عبادت ہونی چاہئے، بجائے اس کے کہ تم لوگ کعبۃ اللہ میں بتوں کی عبادت کرتے ہو، بتوں کے نام پر نذر و نیاز کرتے ہو، بتوں کو سجدہ کرتے ہو، بتوں کا طواف کرتے ہو، یہ سب غلط کام ہیں، اور جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے گھر میں اللہ کی عبادت کرنے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو تم سب ان پر ہنستے اور ان کا مذاق اڑاتے اور ان کو ستانے کے لئے جمع ہو جاتے ہو یہ بہت غلط کام ہے، دیکھو جو کوئی قرآن سے منہ پھیریگا ہم اس کو ایک ایسے عذاب میں مبتلا کریں گے، جو برابر بڑھتا رہتا ہے نہ گھٹتا ہے اور نہ ختم ہوتا ہے بس اس کے لئے عذاب ہی عذاب ہے دنیا میں بھی، قبر میں بھی آخرت میں بھی۔

حَتّٰٓی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَاَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ ع ۲ / ۹ / ۱۲

یہاں تک کہ جب یہ لوگ وہ دن دیکھ لیں گے، جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کا لشکر تھوڑا ہے (۲۴) کہہ دو کہ جس دن کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا میرا رب اس کے لئے کوئی لمبی مدت مقرر کیا ہے (۲۵) وہی غیب کی بات جاننے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا (۲۶) ہاں جس پیغمبر کو پسند فرمائے تو اس کو غیب کی باتیں بتا دیتا ہے اور اسکے آگے اور پیچھے نگہبان فرشتے مقرر کر دیتا ہے (۲۷) تاکہ وہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے اور وہ انکے پورے ماحول کا احاطہ کئے ہوئے ہے، اور ایک ایک چیز کو اس نے گن رکھا ہے (۲۸)

تشریح: اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا، اپنے رسول کو بعض غیب کی باتیں بتاتا ہے جیسے جنت سے متعلق باتیں، جہنم کے حالات، میدان حشر میں کیا ہوگا، اس طرح کی کچھ اور باتیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر کے آگے پیچھے فرشتوں کا پہرہ رکھتا ہے، اس لئے کہ وہ دیکھتا رہتا ہے کہ پیغمبر نے اپنے رب کے کلام کو بے کم و کاست پہنچا دیا ہے یا نہیں، اور اللہ تعالیٰ رسول کو جو امانت دیتا ہے اس کو پوری طرح اپنی نگرانی میں رکھتا ہے، ایک ایک چیز گنی ہوئی ہوتی ہے، کہ قرآن میں آیات کتنے ہیں، حروف کتنے ہیں، زبر کتنے ہیں، زیر کتنے ہیں اور پیش کتنے ہیں، مجال نہیں کہ کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی چھوٹ جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورة المزمل

سورۃ المزمل مکی ہے اس میں ۲۰ آیتیں ہیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف:

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سورۃ ''المزمل'' مکہ میں نازل ہوئی تھی اور نحاس نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ سورہ مزمل مکہ میں نازل ہوئی تھی، سوائے آخری آیت اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى کے جو مدینہ میں نازل ہوئی تھی۔ جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور غار حرا سے گھر واپس آتے ہوئے جبرئیلؑ کو آسمان پر دیکھا تو آپ ﷺ پر کپکپی طاری ہوگئی اور گھر پہنچتے ہی خدیجۃ الکبریٰؓ سے کہا 'زَمِّلُوْنِيْ فَدَثِّرُوْنِيْ' کہ مجھے فوراً کمبل اوڑھاؤ، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں از راہ لطف و محبت آپ ﷺ کو'المزمل'' اور سورۃ المدثر میں ''المدثر'' کا خطاب دیا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4544)

بعض مفسرین نے اس کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ ابتدائے وحی میں جب جبرئیلؑ آپ کے پاس آتے تو وحی کے رعب سے آپ پر کپکپی طاری ہوجاتی اور آپ کمبل اوڑھ لیتے، اسی لئے آپ کو المزمل کا خطاب دیا گیا، کچھ دنوں کے بعد یہ کیفیت ختم ہوگئی اور اللہ نے آپ کے دل کو ثبات عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں نبی کریم ﷺ کو پہلے نماز کا پھر دعوت کی راہ میں اپنی قوم کی طرف سے آنے والی اذیتوں کو برداشت کرنے کا حکم دیا اور آخر میں یہ حکم دیا کہ آپ اپنی دعوت لوگوں کے سامنے اب علی الاعلان پیش کریں۔

آیاتها ۲۰ | ۷۳ سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ ۳ | رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝۱ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۲ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝۳ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۴ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝۵

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے کمبل اوڑھ کر سونے والے (۱) اٹھ کر رات میں نماز پڑھ تھوڑی دیر (۲) آدھی رات یا اس میں سے کچھ کم کردے (۳) یا اس پر کچھ زیادہ کردے اور قرآن کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کے کر (۴) ہم تم پر عنقریب ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں (۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں رسول اللہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ کمبل اوڑھ کر سونے والے اٹھو اور رات میں نماز پڑھو، اگر آپ لوگوں کی طرف سے پریشان ہوں تو اللہ کی طرف مائل ہو جاؤ، اس کا طریقہ یہ بتایا گیا کہ رات میں تہجد کی نماز پڑھیں اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قرات کو الگ الگ کرتے تھے، آپ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' پڑھتے پھر ٹھہر جاتے پھر ''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھتے پھر ٹھہر جاتے پھر ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' پڑھتے۔ (ترمذی 2927 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

نماز پڑھنے سے آدمی، اللہ کے قریب ہوگا اور قرآن پڑھنے سے آدمی کو اللہ کی قوت و طاقت، عظمت و جلال کو سمجھنے کا موقع ملے گا۔ اور قرآن پڑھنے کی وجہ سے آدمی میں عزم و حوصلہ پیدا ہوگا کہ میں تنہا نہیں ہوں، میرے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے جو سارے جہاں کا بادشاہ ہے، اس طرح رسول اللہ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ آپ راتوں کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کیا کریں تا کہ آپ کے اندر نبوت کے بار عظیم کو اٹھانے اور اس کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی قوت ہو۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝۶ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝۷ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝۸ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝۹ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝۱۰ وَ ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝۱۱ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝۱۲ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۳ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَ كَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝۱۴

بیشک رات میں اٹھنا دل جمعی اور قرآن سمجھنے کیلئے بہت خوب ہے (۶) اور دن میں بھی تمہارے لئے کافی تسبیح کرنے کا موقع ہے (۷) اور اپنے رب کے نام کا ذکر کر اور اس کی طرف گوشہ گیر ہو جا (۸) وہی مشرق و مغرب کا رب ہے، اسکے سوا کوئی معبود نہیں، تو اسی کو اپنا کارساز بنا (۹) اور یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور انکو خوبصورتی سے نظر انداز کر دو (۱۰) اور ان جھٹلانے والے مالداروں کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو اور انکو کچھ اور مہلت دو (۱۱) ہمارے پاس ان کیلئے بیڑیاں اور دوزخ کی آگ ہے (۱۲) اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور نہایت دردناک عذاب (۱۳) جس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے اور پہاڑ ریت کے ڈھیر ہو جائینگے (۱۴)

تشریح: یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جبکہ رسول اللہ انتہائی کمزور ہیں، پریشانی کے عالم میں آپ کمبل اوڑھ کر سو رہے ہیں، اس حالت میں مکہ کے بڑے بڑے سرداروں اور ساری قوم کو دردناک عذاب کی وارننگ دینے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن انسانی کلام نہیں بلکہ الٰہی کلام ہے، اور اللہ ہی اس طرح کی وارننگ دے سکتا ہے کیونکہ وہ ساری کائنات کا بادشاہ ہے اور بہت طاقتور ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا ۖ ﴿۱۷﴾ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ ۭ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۹﴾ ع ۱۴

ہم نے تم لوگوں کی طرف ایک رسول بھیجا ہے، تم پر گواہ بنا کر جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا (۱۵) تو فرعون نے رسول کی نافرمانی کی پھر ہم نے اس کو نہایت سخت عذاب میں پکڑا (۱۶) اے اہل مکہ اگر تم نے بھی کفر کیا تو اس دن کے عذاب سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دیگا (۱۷) آسمان اسکے بوجھ سے پھٹا پڑ رہا ہے اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا (۱۸) یہ ایک یاددہانی ہے پھر جو شخص چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے (۱۹)

تشریح: ان آیات میں تمام کفار و مشرکین کو جو رسول اللہ کی مخالفت کر رہے تھے، وارننگ دی گئی ہے کہ ہم نے اسی طرح تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جس طرح فرعون کی طرف بھیجا تھا اور فرعون نے رسول کی بات نہ مانی تو وہ عذاب الٰہی کا شکار ہو گیا۔ اسی طرح اگر تم بھی رسول اللہ کی مخالفت کرو گے تو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی عذاب کے مستحق ہو گے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ۭ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۭ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۭ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۡ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا

بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم رات میں دو تہائی رات کے قریب یا آدھی رات یا تہائی رات قیام کرتے ہو، ایک اور جماعت تمہارے ساتھیوں میں سے بھی، اور اللہ ہی رات اور دن کا اندازہ ٹھہراتا ہے' اس نے جانا کہ تم نباہ نہ سکو گے' اس لئے اس نے تم پر مہربانی کی' اب قرآن میں سے جتنا ہو سکے پڑھ لیا کرو، اس کے علم میں ہے کہ تم میں مریض بھی ہوں گے، اور ایسے لوگ بھی ہونگے جو روزی کی تلاش میں سفر کرینگے اور دوسرے ایسے لوگ بھی ہونگے جو اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے اٹھیں گے، اس لئے جتنا میسر ہو سکے اس میں سے پڑھ لیا کرو اور نماز کا اہتمام رکھو۔ زکوۃ دیتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو قرض دو یعنی قرض حسنہ، اور جو کچھ بھی تم اپنے لئے پہلے سے بھیج رکھو گے اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس اس سے بہتر اور اجر و ثواب میں بڑھکر پاؤ گے، اور اللہ تعالیٰ سے استغفار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۲۰﴾ ع ۲	کرتے رہو، بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے(۲۰)

آیت ۲۰: فَاقْرَءُوْا کا مطلب ہے فَصَلُّوْا اور قرآن سے مراد اَلصَّلٰوۃُ ہے۔ قیام اللیل میں قیام لمبا ہوتا ہے۔ اور قرآن زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ اس لئے نماز تہجد کو ہی قرآن سے تعبیر کر دیا گیا۔ جیسے نماز میں سورہ فاتحہ ضروری ہے اس کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے اللہ نے حدیث قدسی میں سورۂ فاتحہ کو نماز سے تعبیر کیا۔ فرمایا: قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ (صحیح مسلم حدیث نمبر 598)

تشریح: یہ دوسرا رکوع مدینہ میں نازل ہوا، اس میں نماز تہجد میں نرمی دی گئی ہے، اب یہ حکم ہے کہ آسانی سے جتنی دیر نماز پڑھ سکتے ہو پڑھ لو اب آدھی رات یا اس سے زیادہ کی بات نہیں، اب مسلمانوں کو سختی کے ساتھ جس چیز کی پابندی کرنی ہے وہ ہے پنج وقتہ نماز اور زکوٰۃ اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق بیت المال میں جمع کر دیں، زکوٰۃ اپنی مرضی سے تقسیم کرنا، اسلام کے خلاف ہے۔ زکوٰۃ کو بیت المال میں جمع کرنا ہے اور بیت المال سے غریبوں کی مدد ہونا ہے اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ کو قرآن میں ایک ساتھ ذکر کیا ہے۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (البقرۃ: ۴۳)۔ نماز جماعت کے ساتھ ہے تو زکوٰۃ بھی جماعت کے ساتھ ہے نماز مسجد میں ادا کی جاتی ہے تو زکوٰۃ بیت المال میں جمع کی جاتی ہے۔

آج ہم نماز تو جماعت کے ساتھ ادا کر رہے ہیں مگر زکوٰۃ الگ الگ ادا کر رہے ہیں، یہ طریقہ غلط ہے۔ رسول اللہ کے زمانے میں صحابہ کرامؓ زکوٰۃ اجتماعی جمع کرتے اور پھر فقراء و مساکین میں تقسیم کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ المدثر

سورۃ المدثر مکی ہے، اس میں ۵۶ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے، نزول کے اعتبار سے اس کا نمبر دوسرا ہے اسکی شروع کی سات آیات بالکل ابتدائی دور کی ہیں، ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس دنیا میں پیغمبر کا اصل کام لوگوں کو دنیا و آخرت کے عذاب سے ڈرانا ہے کہ اے لوگو اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ورنہ دنیا و آخرت میں اللہ کا عذاب تمہیں پکڑ لے گا اور رسول اللہ کے ذریعہ لوگوں کو نصیحت ہے کہ اپنے رب کی بڑائی بیان کرو، دل کو پاک رکھو، اچھے اخلاق اختیار کرو اور راہ حق میں جو تکالیف آئیں ان پر صبر کرو اور کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر احسان کرو تو صرف اللہ کے لئے کرو۔

آیت نمبر ۸ سے آخر تک کی آیات اس وقت نازل ہوئیں جب رسول اللہ ﷺ نے حکم کے تحت پر زور تبلیغ شروع کی تھی اور قرآن مسلسل نازل ہو رہا تھا اور آپ لگا تار لوگوں کو قرآن سنا رہے تھے، جس کی وجہ سے مکہ میں ایک کھلبلی مچ گئی اور مخالفتوں کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا، اب کفار و مشرکین پریشان تھے کہ حج کا موسم قریب آ رہا ہے مختلف مقامات سے لوگ حج کو آئیں گے اور رسول اللہ کی زبان سے قرآن سنیں گے تو متاثر ہو جائیں گے۔ کفار و مشرکین نے عام لوگوں کو اسلام سے دور رکھنے کے لئے اپنے سردار ولید بن مغیرہ سے مشورہ طلب کیا۔ ولید نے اپنی رائے دی کہ سب مل کر محمد ﷺ کے بارے میں صرف ایک بات کہیں، تب لوگوں پر اثر ہوگا اور اسلام سے دور رہیں گے۔ کسی نے کہا کہ ہم محمدؐ کو دیوانہ کہیں گے، ولید نے کہا کہ یہ بات غلط ہے، کیونکہ محمد ﷺ پاگلوں جیسی حرکتیں نہیں کرتے ہیں، کسی نے کہا کہ ہم محمد ﷺ کو کاہن کہہ کر بدنام کریں گے، ولید نے کہا کہ یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ محمد ﷺ کاہنوں جیسے نہیں ہیں، کسی نے کہا کہ ہم محمد ﷺ کو شاعر کہہ کر بدنام کریں گے، ولید نے کہا کہ یہ بات بھی غلط ہے، کیونکہ عرب لوگ شعر اور شاعری کو اچھی طرح جانتے ہیں، قرآن شاعری نہیں ہے اور نہ محمد ﷺ شاعر جیسے لگتے ہیں۔

پھر ابوجہل نے ولید سے کہا کہ آپ کچھ تو کہئے ورنہ قوم آپ کو نہیں چھوڑے گی، تب ولید نے کہا کہ ہم اسے جادوگر کہہ سکتے ہیں، کیونکہ جو آدمی ان کی باتیں سنتا ہے وہ متاثر ہو جاتا ہے، اسکی وجہ سے بیٹا، باپ سے جدا ہوا جاتا ہے اور شوہر بیوی سے، بھائی بھائی کا مخالف ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جب حج کا موسم آیا تو تمام کفار یک زبان ہو کر رسول اللہ کے خلاف بولنے لگے کہ اے لوگو ہمارے گاؤں میں ایک شخص ہے، جس کا نام محمد ﷺ ہے تم اس سے دور رہو اس کی باتیں نہ سنو وہ بڑا جادوگر ہے ورنہ تمہارا دین تمہارا طریقہ، تمہارا خاندان سب بکھر جائے گا اور تم میں زبردست پھوٹ پڑ جائے گی، تمام عرب سے لوگ آئے تھے لہٰذا تمام عرب میں آپ کا چرچا ہو گیا، بعض لوگ آپ سے دور ہوئے تو بعض لوگوں میں خواہش پیدا ہوئی کہ وہ آپ سے ملیں آپ سے قریب ہوں اور آپؐ سے قرآن سنیں، دیکھیں قرآن کیا چیز ہے۔ لہٰذا اس کا فائدہ بھی ہوا کچھ لوگ قریب ہوئے اور مسلمان بھی ہوئے جیسے طفیل بن عمرو دوسی اور حضرت ابوذر غفاریؓ وغیرہ۔

اٰیاتها ۵۶ — ۷۴ سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ ۴ — رکوعاتها ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

يٰۤاَيُّهَا الۡمُدَّثِّرُ ۙ‏ ① قُمۡ فَاَنۡذِرۡ ۙ‏ ② وَرَبَّكَ فَكَبِّرۡ ۙ‏ ③ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ ۙ‏ ④ وَالرُّجۡزَ فَاهۡجُرۡ ۙ‏ ⑤ وَلَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ ۙ‏ ⑥ وَلِرَبِّكَ فَاصۡبِرۡ ؕ‏ ⑦

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے چادر لپیٹے رکھنے والے (۱) اٹھو اور لوگوں کو ڈراؤ (۲) اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو (۳) اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو (۴) اور ناپاکی سے دور رہو (۵) اور زیادہ حاصل کرنے کیلئے احسان نہ کیجئے (۶) اور اپنے رب کیلئے صبر اختیار کرو (۷)

تشریح: سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی تھی وہ اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ہے۔ اسکے بعد وحی میں کچھ وقفہ ہو گیا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رسول اللہ سخت پریشان ہوئے ایک روز اچانک پھر وہی فرشتہ جو غار حرا میں پہلی مرتبہ وحی لیکر آیا تھا آپ نے دیکھا کہ آسمان وزمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہے جس سے آپ پر ایک خوف ساطاری ہوگیا اور گھر جا کر گھر والوں سے کہا، مجھ پر کوئی کپڑا اڑھادو، مجھ پر کوئی کپڑا اڑھادو۔ چنانچہ آپ پر چادر اڑھادی گئی، اسی حالت میں یہ وحی نازل ہوئی (بخاری ومسلم)

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۙ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّ بَنِيْنَ شُهُوْدًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۙ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۙ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ؕ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ؕ﴿۱۷﴾

جب صور پھونکا جائے گا (۸) وہ دن بڑا سخت دن ہوگا (۹) کافروں پر آسان نہ ہوگا (۱۰) اے محمد ﷺ چھوڑ دو مجھے اور اس شخص کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ہے (۱۱) میں نے اسکو بہت سامال دیا (۱۲) اور ہر وقت اس کے پاس حاضر رہنے والے بیٹے دیئے (۱۳) اور اس کیلئے ہر طرح کی خوشحالی فراہم کی (۱۴) پھر وہ چاہتا ہے کہ میں اسے اور دوں (۵) ایسا ہرگز نہیں ہوگا، وہ ہمارے قرآن کا دشمن ہے (۱۶) اسے ایک سخت چڑھائی چڑھاؤں گا (۱۷)

تشریح: آخرت کا ڈر اور خوف نہ ہونے کی وجہ سے لوگ آخرت کو معمولی چیز سمجھتے ہیں، اسے وہ اہمیت نہیں دیتے جو اسے دینا چاہئے۔ دنیا کے مقابلہ میں آخرت لاکھوں گنا اہم ہے، افضل ہے، مگر ہم پھر بھی دنیا کو ہی اہمیت دیتے ہیں، دنیا کے مقابلہ میں تھوڑی اہمیت بھی آخرت کو نہیں دیتے، یہ طریقہ غلط ہے۔

آیت ۱۱: یہ خطاب ہے نبی کریمؐ سے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اے نبیؐ کفار کی اس کانفرنس میں ولید بن مغیرہ نے تمہیں بدنام کرنے کے لئے یہ مشورہ دیا کہ تمام عرب سے آنے والے حاجیوں میں تمہیں جادوگر مشہور کیا جائے، اس شخص کا معاملہ تم مجھ پر چھوڑ دو اس سے نمٹنا اب میرا کام ہے تمہیں اسکی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

آیت ۱۳: ولید بن مغیرہ کے ۱۲ لڑکے تھے، ان بیٹوں کیلئے شہود کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، اسکا مطلب یہ ہے کہ ان کو روزی روٹی کیلئے دوڑ دھوپ وسفر کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ان کے پاس بہت دولت ہے، ہر وقت یہ بچے باپ کے پاس موجود اس کی مدد کیلئے حاضر رہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس کے سب بیٹے نامور اور با اثر ہیں، مجلسوں اور محفلوں میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں، تیسرے یہ کہ وہ اس درجہ کے لوگ ہیں کہ معاملات میں ان کی گواہی قبول کی جاتی ہے۔

اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ۙ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ۙ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَ

اس نے سوچا اور کچھ بات بنانے کی کوشش کی (۱۸) اللہ کی مار ہو اس پر، کہ اس نے کیسی غلط بات بنانے کی کوشش کی؟ (۱۹) پھر اس پر اللہ کی مار اس نے کیسا اندازہ کیا (۲۰) پھر لوگوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ
اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ
الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ
مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَ لَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ
لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَ مَا جَعَلْنَآ
اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّ مَا جَعَلْنَا
عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ يَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اِيْمَانًا وَّ لَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ لِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا
مَثَلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ
ع ۱۵ اِلَّا هُوَ وَ مَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾

طرف دیکھا (۲۱) پھر پیشانی سکڑی اور منہ بنایا (۲۲) پھر پلٹا اور فخر کرنے لگا (۲۳) اور آخرکار بولا کہ یہ کچھ نہیں ہے، مگر ایک جادو، جو پہلے سے چلا آرہا ہے (۲۴) پھر بولا یہ اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ انسان کا کلام ہے (۲۵) عنقریب میں اسے دوزخ میں جھونک دونگا (۲۶) اور تجھے کیا معلوم کہ سقر کیا چیز ہے؟ (۲۷) وہ خطرناک آگ ہے، نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی (۲۸) وہ بدن کو جھلس کر سیاہ کردے گی (۲۹) اس پر یعنی دوزخ پر انیس داروغہ مقرر ہیں (۳۰) اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتوں کو بنایا ہے اور انکی تعداد کو کافروں کیلئے فتنہ بنادیا ہے تاکہ اہل کتاب کو یقین آجائے اور ایمان لانیوالے اپنے ایمان کو بڑھائیں اور اہل کتاب اور مومن کسی شک میں نہ رہیں اور دل کے بیمار اور کفار یہ کہیں کہ بھلا اللہ کا اس عجیب بات سے کیا مطلب ہوسکتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تیرے رب کے لشکروں کو اسکے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس دوزخ کا بیان لوگوں کیلئے ایک نصیحت ہے (۳۱)

آیت ۲۶: اللہ نے ولید بن مغیرہ کو وارننگ دی کہ میں تجھے عنقریب سخت تکلیف اور مصیبت دونگا اور آخرت میں صعود ایک آگ کا پہاڑ ہے اس پر چڑھاؤنگا، آگ پر پیر رکھنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے، آگ کے پہاڑ پر چڑھنا، پھر اترنا، پھر چڑھنا یہ بہت بڑا عذاب ہے اور ناقابل برداشت عذاب ہے، یہ اس شخص کے لئے ہے جو حق جانتے ہوئے حق کا انکار کرتا ہے، لوگوں کو غلط مشورہ دیتا ہے اور قرآن کو انسانی کلام کہتا ہے۔

آیت ۳۱: جب لوگوں کے دل میں اللہ کا ڈر نہیں ہوتا تو اس وقت لوگ ہر بات کا مذاق میں اڑادیتے ہیں حتیٰ کہ جہنم کی بات کو بھی مذاق میں اڑادیتے ہیں، جہنم میں کیا ہے صرف ۱۹ فرشتے ہیں، ابوجہل نے کہا اے قریش کے لوگو دس آدمی ملکر ایک فرشتہ کو مارو، محفل میں کلدہ نامی ایک پہلوان تھا، اس نے کہا کہ ۱۷ فرشتوں کو میں اکیلا مارونگا۔ اب تو پوری قوم ملکر دو فرشتوں کو ماردو اس طرح جہنم کے عذاب سے بچ جاؤگے (تفسیر قرآن کریم) جب ہم بادشاہوں کے قید خانے اور مجرموں کی سزا کو دیکھتے ہیں یا سنتے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں، تو رب کے قید خانے جہنم کی کتنی خطرناک اور ہولناک سزا ہوگی، آپ اندازہ لگاسکتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا لشکر

فرشتے بھی اور فرشتوں کے علاوہ جتنی بھی اللہ کی مخلوق ہے۔ اللہ اپنی ہر مخلوق سے لشکروں کا کام لے سکتا ہے۔ وہ ابابیلوں سے اصحاب الفیل کو پٹوا سکتا ہے۔ اور مروا سکتا ہے۔ وہ ہواؤں کو حکم دے کر عاد جیسی قد آور، طاقتور اور سرکش قوم کا سر توڑ سکتا ہے، جس قدر بھی باطنی اسباب ہیں وہ سب اللہ کے کنٹرول میں ہیں اور وہ اللہ کے لشکر ہیں جن سے وہ جس قسم کا کام لینا چاہے لے سکتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ
إِذَآ أَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيرًا
لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَن شَآءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ
يَتَأَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ
رَهِينَةٌ ﴿۳۸﴾ إِلَّآ أَصْحٰبَ الْيَمِينِ ﴿۳۹﴾ فِي
مع جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُونَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۴۱﴾
مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ
الْمُصَلِّينَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿۴۴﴾
وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَآئِضِينَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا
نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰى أَتٰىنَا
الْيَقِينُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِينَ ﴿۴۸﴾

ہرگز نہیں قسم ہے چاند کی (۳۲) اور رات کی جب وہ پلٹتی ہے (۳۳) اور صبح کی جب کہ وہ روشن ہوتی ہے (۳۴) کہ یہ دوزخ بھی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے (یعنی بہت بڑا عذاب ہے، بہت بڑی آفت ہے) (۳۵) اور انسانوں کیلئے ڈرنے کی چیز (۳۶) تم میں سے ہر اس شخص کیلئے ڈراوا ہے جو آگے بڑھنا چاہتا ہے یا پیچھے رہ جانا چاہتا ہے (۳۷) ہر شخص اپنے عمل کی وجہ سے گروی ہے (۳۸) مگر سیدھے ہاتھ والے نیک لوگ (۳۹) کہ وہ جنت کے باغوں میں ہونگے (۴۰) اور مجرموں سے پوچھینگے (۴۱) کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے ہو (۴۲) وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز پڑھتے نہیں تھے (۴۳) اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے (۴۴) اور اہل باطل کے ساتھ مل کر حق کا انکار کرتے تھے (۴۵) اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے (۴۶) یہاں تک کہ موت آ گئی (۴۷) اس وقت سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے کسی کام نہیں آئے گی (۴۸)

تشریح: ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہنم کو معمولی چیز نہ سمجھو وہ بڑی خطرناک اور بڑی ہولناک جگہ ہے، جہاں آگ ہی آگ ہے، اگر جہنم کی ایک چنگاری زمین پر آ جائے تو پوری دنیا جلنے لگے، جہنم کی ایک چنگاری پوری دنیا کو جلا سکتی ہے تو ہمارا کیا حال ہوگا، جبکہ ہم جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے، دوسری بات اللہ تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ ہر آدمی اپنے عمل کے ساتھ بندھا ہوا ہے اگر آدمی کے پاس نیک عمل ہے تو وہ جنت میں جائے گا اور اگر کسی کے پاس برا عمل ہے تو وہ جہنم کے حوالے ہو جائے گا۔ علامہ اقبال کا یہ شعر: ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿٤٩﴾
كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِنْ
قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ
اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا
يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾
فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ
اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ
الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾ ع ٢٥/١٢

آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ لوگ اس نصیحت سے (قرآن سے) منہ موڑ رہے ہیں (۴۹) گویا یہ جنگلی گدھے ہیں (۵۰) جو شیر سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں (۵۱) اصل بات یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اسکے پاس کھلی ہوئی کتاب آئے (۵۲) ایسا ہرگز نہیں ہوگا، حقیقت یہ ہے کہ ان کو آخرت کا خوف ہی نہیں ہے (۵۳) کچھ شک نہیں کہ یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے (۵۴) اب جس کا جی چاہے اس سے سبق حاصل کرے (۵۵) اور یہ لوگ کوئی سبق حاصل نہ کریں گے، مگر یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے وہ اس کا حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہ اس کا اہل ہے کہ ڈرنے والوں کو بخش دے۔ (۵۶)

تشریح: ان آیات میں کفار کے مرض کی اصل جڑ بتا دی گئی ہے اور وہ جڑ ہے آخرت سے غفلت، چونکہ کفار آخرت سے بے خوف ہیں اور آخرت سے غافل ہیں، دنیا کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اس لئے وہ قرآن سے اس طرح بھاگتے ہیں، جیسے شیر سے ڈر کر جنگلی گدھے بھاگتے ہیں اور ایمان لانے کیلئے طرح طرح کے حیلے بہانے کر رہے ہیں۔ آخر میں صاف صاف کہہ دیا گیا ہے کہ اللہ کسی کے ایمان کا محتاج نہیں ہے، قرآن ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اسے قبول کرے اور فائدہ اٹھائے اور جس کا جی چاہے انکار کرے اور نقصان اٹھائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورة القيامة

سورۃ القیامہ مکی ہے، اس میں ۴۰ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: کافروں نے کہا کہ قیامت نہیں آئیگی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسی بات نہیں ہے، قیامت ضرور آئے گی اور اس نے اس کے ثبوت میں ایک دلیل بھی بیان کی اور وہ انسان کا ضمیر ہے، جب انسان برائی کرتا ہے تو اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے کہ تم نے یہ غلط کام کیوں کیا، تم نے یہ غلط حرکت کیوں کی، ہر انسان کے اندر ضمیر کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت کا آنا برحق ہے، انسان کیلئے ضمیر ہے جو اچھے اور برے کی تمیز کرتا ہے تو پوری کائنات کیلئے بھی ضمیر ہونا چاہئے، اسی کو قیامت کہتے ہیں، جہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے عالم کے انسانوں کا حساب کتاب ہوگا جولوگ قیامت کا انکار کررہے ہیں وہ کسی دلیل کی بنیاد پر نہیں، کسی ثبوت کی وجہ سے نہیں بلکہ آخرت کا عقیدہ ان کی خواہشات کے خلاف ہے، آخرت کا عقیدہ ان کی مرضی کے خلاف ہے، کیونکہ آخرت کو ماننے کی صورت میں خواہشات کو چھوڑنا پڑتا ہے، آخرت کو ماننے کی صورت میں اپنی عادتوں اور اپنے چال چلن کو بدلنا پڑتا ہے اس لئے انہوں نے آخرت کا انکار کردیا، حساب کتاب کا انکار کردیا۔

اٰیاتها ۴۰ ۷۵ سُوْرَةُ الْقِیٰمَةِ مَكِّیَّةٌ ۳۱ رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

لَاۤ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۙ۝۱ وَ لَاۤ اُقْسِمُ
بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ؕ۝۲ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ
نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ؕ۝۳ بَلٰى قٰدِرِیْنَ عَلٰۤى اَنْ
نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ۝۴ بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ
اَمَامَهٗ ۚ۝۵ یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ؕ۝۶ فَاِذَا
بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ۝۷ وَ خَسَفَ الْقَمَرُ ۙ۝۸ وَ جُمِعَ
الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ۙ۝۹ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَىِٕذٍ
اَیْنَ الْمَفَرُّ ۚ۝۱۰ كَلَّا لَا وَزَرَ ؕ۝۱۱ اِلٰى رَبِّكَ
یَوْمَىِٕذِ ﹰالْمُسْتَقَرُّ ؕ۝۱۲ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَىِٕذٍۭ
بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ؕ۝۱۳ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى
نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ۙ۝۱۴ وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِیْرَهٗ ؕ۝۱۵

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

نہیں میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی (۱) اور نہیں میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی (۲) کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اسکی ہڈیوں کو جمع نہ کرسکیں گے (۳) کیوں نہیں ہم تو اسکی انگلیوں کے پوروں تک کو ٹھیک بنادینے پر قدرت رکھتے ہیں (۴) بلکہ انسان اپنے ضمیر کے آگے شرارت کرنا چاہتا ہے (۵) پوچھتا ہے کہ قیامت کب آئیگی؟ (۶) جب آنکھیں پتھرا جائینگی (۷) اور چاند بے نور ہوجائیگا (۸) اور سورج اور چاند جمع کردیئے جائینگے (۹) اس دن انسان کہے گا کہ اب کہاں بھاگ جاؤں؟ (۱۰) بے شک کہیں جائے پناہ نہیں (۱۱) اس روز رب کے پاس ہی ٹھکانہ ہے (۱۲) اس دن انسان کو جو عمل اس نے آگے بھیجے اور پیچھے چھوڑے ہوں گے (۱۳) بلکہ انسان خود کو اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ نیک ہے یا برا ہے (۱۴) چاہے وہ کتنے ہی عذر پیش کرے (۱۵)

تشریح: اللہ تعالیٰ بہت بڑی قدرت والا اور کمال والا ہے، مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کرنا اس کیلئے کچھ مشکل نہیں، کافر پوچھتے ہیں کہ سڑی گلی ہڈیوں کو دوبارہ کس طرح زندہ کرے گا تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بڑی بڑی ہڈیوں کو جمع کرنا تو درکنار ہم انگلیوں کی لکیروں تک کو ٹھیک ٹھیک جمع کردیں گے، نازک اور باریک لکیریں میں جمع کرسکتا ہوں، ٹھیک کرسکتا ہوں تو بڑی بڑی ہڈیوں کو جمع کردینا کونسی مشکل بات ہے۔ (احسن البیان)

اللہ کی جانب سے انسان کے اندر ایک نگران مقرر ہے اور وہ ضمیر ہے جو انسان کو غلط کام پر برابر ٹوکتا ہے اور اچھے کام پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابھارتا رہتا ہے، اب انسان برائی کرتا ہے تو اللہ کے مقرر کئے ہوئے نگران کے سامنے، اللہ کے مقرر کئے ہوئے جج کے سامنے یعنی ضمیر کے سامنے برائی کر رہا ہے، جب چاند، سورج، بے نور ہو جائیں گے، جب زمین میں زبردست زلزلہ ہوگا تب قیامت قائم ہوگی، حساب کتاب ہوگا اور تم مجرم شمار کئے جاؤ گے اور تمہارے جرم کی شہادت قیامت کے دن تمہارا ضمیر دے گا اور تم جہنم میں داخل کئے جاؤ گے، تمہارے بھاگنے کیلئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾ اِنَّ
عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾

اے محمد ﷺ اس وحی کو جلدی جلدی کرنے کیلئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو (١٦) اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے (١٧) جب ہم اسے یعنی قرآن پڑھ رہے ہوں اس وقت تم اسکی قرأت کو غور سے سنتے رہو (١٨) پھر اس کے معنی مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے (١٩)

قرآن کا بیان کیا چیز ہے:

آیت ١٩: بیان میں قرآنی الفاظ کا مفہوم بتانا، اس کی شرح وتفسیر، اس کی حکمت عملی اور طریق بتانا یہ سب شامل ہے۔ قرآن کو سمجھنے کے لئے رسول کی زندگی یعنی حدیث ہے۔ اسلئے سنت سے بے نیاز ہو کر قرآن پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والوں کی جہالت اور بے وقوفی ہے اور سنت کا منکر قرآن کا منکر ہے۔ قرآن کی حفاظت میں بیان کی حفاظت بھی شامل ہے اور قرآن کے بیان میں کوئی فرق نہیں اور قرآن کا بیان وتفسیر رسول کی حدیث ہے جو قابل اعتماد ہے۔ (تیسیر القرآن)

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُوْنَ
الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى
رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾
تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ كَلَّآ اِذَا
بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَ قِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّ
ظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ
بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ ع ١٧
فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَ لٰكِنْ كَذَّبَ وَ

ہرگز نہیں اصل بات یہ ہے کہ تم دنیا سے محبت رکھتے ہو (٢٠) اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو (٢١) اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہونگے (٢٢) اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہونگے (٢٣) اور بہت سے چہرے اس دن اداس ہونگے (٢٤) اور خیال کریں گے کہ ان پر بہت بڑی مصیبت آنے والی ہے (٢٥) ہرگز نہیں، جب جان ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے (٢٦) اور لوگ کہنے لگیں گے اس وقت کون جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ (٢٧) اور مرنے والا سمجھے گا کہ اب دنیا سے جدائی کا وقت ہے (٢٨) اور جب پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے (٢٩) اس دن تجھ کو اپنے رب کی طرف چلنا ہے (٣٠) مگر اس نے نہ تو قرآن کی تصدیق کی اور نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَوَلّٰى ۝۳۲ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝۳۳ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝۳۴ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝۳۵

نماز پڑھی (۳۱) بلکہ قرآن کو جھٹلایا اور منہ پھیر لیا (۳۲) پھر اپنے گھر والوں کے پاس اکڑتا ہوا چل دیا (۳۳) افسوس تجھ پر پھر افسوس ہے تجھ پر (۳۴) پھر افسوس ہے تجھ پر (۳۵)

تشریح: جب مرنے کا وقت آتا ہے تو آخرت کو نہ ماننے والے بہت زیادہ پریشان ہو جائیں گے، ایک یہ کہ جس دنیا کو اور اسباب دنیا کو وہ بہت چاہتے تھے، بہت پیار کرتے تھے، وہ ان سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جدا ہو رہی ہے اور جس آخرت کو وہ نہیں چاہتے تھے اب وہیں ان کو جانا ہے جہاں جہنم دردناک عذاب کے ساتھ انکا انتظار کر رہی ہے، اس وقت ان کو قرآن یاد آئے گا کہ زندگی بھر اس سے غافل رہے اب رسول یاد آئیں گے کہ ہم نے ان کی اطاعت نہ کی اب نماز یاد آئے گی کہ ہم مختلف بہانے بنا کر اسے چھوڑ دیتے تھے۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝۳۶ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝۳۷ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝۳۸ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝۳۹ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۝۴۰ ع ۲ / ۱۸

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسے یوں ہی چھوڑ دیا جائیگا (۳۶) کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو رحم میں ڈالا گیا (۳۷) پھر لوتھڑا ہوا پھر اللہ نے اسے ٹھیک بنایا (۳۸) پھر اس کی دو قسمیں بنائیں، ایک مرد اور ایک عورت (۳۹) کیا وہ یعنی اللہ اس بات پر قادر نہیں کہ مرے ہوئے لوگوں کو دوبارہ زندہ نہ کر دے؟ (۴۰)

تشریح: انسان خدا کی بے شمار مخلوقات میں سب سے اعلیٰ اور سب سے قابل مخلوق ہے، کیا اتنی باکمال مخلوق بے کار پیدا کی گئی ہے، اس کا کوئی مقصد نہیں، اس کا کوئی کام نہیں، اس کی کوئی ذمہ داری نہیں، دنیا کی ہر چیز ایک مقصد کیلئے ہے۔ جیسے سورج روشنی کیلئے ہے، بارش اناج اگانے کیلئے، رات آرام کیلئے تو دن کام کرنے کیلئے ہے، اسی طرح انسان اللہ کی عبادت کیلئے ہے مگر وہ عبادت نہیں کرتا اس لئے وہ مجرم ہے، ناشکرا اور نمک حرام ہے، مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اسکو زندہ کرے گا اور اس کے بعد جہنم میں داخل کرے گا، لہٰذا ہم اس دنیا میں عیش کرنے جائیداد بنانے رات دن دنیا کمانے کیلئے نہیں پیدا کئے گئے، ہم اصل میں اللہ کی عبادت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں، اور اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گذارنا ہی عبادت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة الدھر

سورۃ الدھر مدنی ہے اس میں ۳۱ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: اس سورت کا نام پہلی آیت، الدھر کی وجہ سے رکھا گیا اور اس کو سورۃ الانسان بھی کہا جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ و سلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل السجدہ اور سورۂ دھر پڑھا کرتے تھے۔(صحیح بخاری حدیث نمبر 1006)

سورۂ دھر میں یہ بات بتائی جارہی ہے کہ قیامت کا آنا برحق ہے جزا و سزا برحق ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو آنکھ، کان، دل و دماغ دیا ہے۔ آنکھ دینے کا مطلب یہ ہے کہ راستے میں کچھ گڑھے بھی ہیں، دیکھ کر چلنا چاہئے۔ راستے مختلف بھی ہیں، دیکھ کر چلنا چاہئے ورنہ بھٹکنے کا امکان ہے، اسی طرح انسان کو عقل دینے کا مطلب ہے کہ اس دنیا میں صحیح اور غلط ہے مثلاً اسلام یہ کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے، یہودی مذہب کہتا ہے کہ خدا دو ہیں، عیسائی مذہب کہتا ہے کہ خدا تین ہیں اور ہندو مذہب کہتا ہے کہ لاکھوں خدا ہیں، اب کوئی یہ کہے کہ سب مذاہب صحیح ہیں تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے؟۔

اس جگہ آدمی عقل سے کام لے، غور وفکر کرے، دلائل کو دیکھے تو بات سمجھ میں آسکتی ہے۔ اللہ ایک ہے، جیسے کوئی کہے کہ آگ گرم ہے، دوسرا کہے کہ آگ ٹھنڈی ہے، تیسرا کہے آگ میٹھی ہے، چوتھا کہے آگ کھٹی ہے۔ اب کوئی یہ کہے کہ آگ کے متعلق جو باتیں کہی گئی ہیں وہ سب صحیح ہیں، وہ بیوقوف ہے، کیونکہ ساری باتیں صحیح نہیں ہوسکتیں بلکہ ان میں سے صرف ایک بات صحیح ہوگی، باقی سب باتیں غلط ہوں گی، ایسے موقع پر آدمی کو چاہئے کہ غور وفکر سے کام لے تحقیق سے کام لے تو اس کو معلوم ہوجائے گا کہ صحیح کیا ہے غلط کیا ہے۔ اب جو لوگ دنیا میں آنکھ، کان، دل و دماغ کو استعمال کرکے حق کو قبول کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو جنت میں داخل کرے گا، کیونکہ انہوں نے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر کی اور جن لوگوں نے آنکھ، کان اور دل و دماغ سے کام نہیں لیا گویا انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناقدری، ناشکری کی، اس کی سزا ان کو جہنم کی شکل میں قیامت کے دن ملے گی، لہٰذا قیامت کا آنا برحق ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو انعام دے جو اس کی دی ہوئی نعمت کی قدر کرتے ہیں اور ان کو سزا دے جو ناشکری کرتے ہیں۔

آیاتها ٣١ | ٧٦ سُوۡرَةُ الدَّهۡرِ مَدَنِيَّةٌ ٩٨ | رکوعاتها ٢

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

هَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ یَكُنۡ شَیۡـًٔا مَّذۡكُوۡرًا ① اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بے شک انسان پر ایک ایسا وقت بھی گذرا ہے جب کہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا (۱) ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖ نَّبۡتَلِيۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوۡرًا ﴿۳﴾

پیدا کیا تا کہ اسکا امتحان لیں، اور اس غرض کیلئے ہم نے اسے سننے والا اور دیکھنے والا بنایا (۲) ہم نے اس کو سیدھا راستہ دکھایا خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا (۳)

آیت ۱: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کے کمزور اور حقیر ہونے کو یاد دلایا کہ اس کا باپ (آدم) ایک مٹی کا ایک مجسمہ تھا، تب جا کر اللہ تعالیٰ نے اس میں روح ڈالی، اللہ کے سوا کسی کو کچھ معلوم نہ تھا کہ اس تودہ کا کیا ہوگا اور اس کا کیا نام ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونکی اور اسے انسان بنایا۔ اس کی پیدائش کا مقصد انسان کی آزمائش ہے تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اعمال میں اچھا ہے اسی لئے اسے سماعت اور بصارت کی قوت عطا کی تا کہ وہ سب کچھ دیکھ اور سن سکے اور اس کے بعد فرمانبرداری یا نافرمانی دونوں راستوں میں سے کسی ایک کو چن سکے۔ ان قوتوں اور صلاحیتوں کے علاوہ ہم نے خود بھی انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ اپنی کتابوں اور داعیان حق کے ذریعہ سے صحیح راستے کو بیان اور واضح کر دیا ہے، اب یہ اس کی مرضی ہے کہ فرمانبرداری کا راستہ اختیار کر کے شکر گزار بندہ بن جائے یا نافرمانی کا راستہ اختیار کر کے اس کا ناشکرا بن جائے۔ جیسے ایک حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا: **(كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُوْبِقُهَا اَوْ مُعْتِقُهَا)** (صحیح مسلم باب فضل الوضو)، ہر شخص اپنے نفس کی خرید و فروخت کرتا ہے، پس اسے ہلاک کر دیتا ہے یا اسے آزاد کرا لیتا ہے یعنی اپنے عمل و کسب کے ذریعہ ہلاک یا آزاد کرتا ہے، اگر شر کمائے گا تو اپنے نفس کو ہلاک اور خیر کمائے گا تو نفس کو آزاد کرا لے گا (تفسیر احسن البیان)

هَلْ بمعنی **قَدْ** ہے۔ انسان سے مراد بعض کے نزدیک ابوالبشر یعنی انسان اول آدمؑ ہیں۔ اور **حِيْنٌ** (ایک وقت) سے مراد روح پھونکے جانے سے پہلے کا زمانہ ہے جو چالیس سال ہے اور اکثر مفسرین کے نزدیک انسان کا لفظ بطور جنس کے استعمال ہوا ہے اور **حِيْنٌ** سے مراد حمل ہے۔ (یعنی رحم مادر کی مدت) جس میں وہ قابل ذکر چیز نہیں ہوتا۔ اس میں انسان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ جب بہترین صورت لیکر دنیا میں آتا ہے تو رب کے سامنے اکڑتا ہے لہٰذا انسان کو اپنی حقیقت یاد رکھنا ہے کہ میں عالم نیست میں تھا کون مجھے جانتا تھا۔ اس لئے شکر گزار بندہ بنکر زندگی گزارے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۲۔۳: انسان کی ہدایت کیلئے کون کون سے ذرائع اللہ نے بنائے ہیں؟

راہ دکھانے کی بے شمار صورتیں ہیں

(۱) اللہ نے ہر انسان کو فطرت سلیمہ پر پیدا کیا ہے جس کا تقاضہ ہے کہ اپنے مالک وخالق کو پہچانے۔

(۲) انسان جب مصائب میں گھر جاتا ہے تو غیر شعوری طور پر اس کی نگاہیں اپنے خالق کی طرف اُٹھ جاتی ہیں اور فریاد کے لئے پکارنے لگتا ہے۔

(۳) ہر انسان میں بُرے اور بھلے کی تمیز رکھ دی گئی ہے۔ جب انسان بُرا کام کرتا ہے تو اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۴) کائنات میں اللہ کی ہر سو بکھری ہوئی آیات پر غور کرنے سے بھی انسان کو ایک عظیم ہستی کا قائل ہونا پڑتا ہے۔

(۵) وہ کائنات میں ظالم کا ظلم دیکھتا ہے اور ظالم مرجاتا ہے اور انھیں کوئی سزا نہیں دیتا۔

اسی طرح بعض انسان ساری زندگی انسانیت کی خدمت کرتا ہے اور پریشانی اُٹھا کر دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے۔ انھیں کوئی صلہ نہیں ملتا۔ حالانکہ یہ نظام کائنات عدل پر قائم ہے۔ جس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ انسان کو یقینا ایک دوسری زندگی بھی مہیا کی جائے گی جس میں انصاف کے تقاضے پورے کئے جاسکیں۔ وہ زندگی قیامت ہے۔

(٦) سب سے بڑھ کر اللہ نے انبیاء اور کتابیں ہر دور میں بھیج کر انسانوں پر اتمام حجت کردی۔ ان تمام باتوں کے بعد انسان کو اس کے حال پر چھوڑ دیا کہ فرمانبرداری کرتا ہے یا ناشکری اور سرکشی کی راہ اختیار کرتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا
وَّسَعِيْرًا ۝۴ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ
كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝۵ عَيْنًا يَّشْرَبُ
بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝۶
يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ
مُسْتَطِيْرًا ۝۷ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ
مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝۸ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ
لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا
شُكُوْرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا
عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝۱۰ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ
الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝۱۱ وَ جَزٰىهُمْ
بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝۱۲ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا
عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّ لَا
زَمْهَرِيْرًا ۝۱۳ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ
قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝۱۴ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ

ہم نے کافروں کیلئے (ناشکری کرنے والوں کیلئے) زنجیریں، طوق اور دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے (۴) نیک لوگ جنت میں شراب کے پیالے پئیں گے، جس میں کافور کی آمیزش ہوگی (۵) یہ ایک چشمہ ہے، جس میں سے اللہ کے بندے پئیں گے اور اس میں چھوٹی چھوٹی نہریں نکالیں گے (٦) یہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں، اور اس دن سے ڈرتے ہیں، جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوگی (۷) اور ان کو خود کھانے کی ضرورت ہے پھر بھی غریبوں یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں (۸) اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تم کو صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ کے طلبگار ہیں (۹) ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے جو انتہائی سخت ہوگا (۱۰) تو اللہ ان کو اس دن کی سختی سے بچالے گا اور تازگی اور خوش دلی عنایت فرمائیگا (۱۱) اور صبر کے بدلہ میں ان کو جنت کے باغات اور ریشم کے کپڑے عطا کرے گا (۱۲) ان میں وہ تختوں پر تکئے لگائے بیٹھے ہونگے۔ وہاں نہ دھوپ ہوگی نہ گرمی دیکھیں گے اور نہ جاڑے کی سردی (۱۳) پھل دار شاخیں اور سائے انکے قریب ہوں گے اور میوؤں کے خوشے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے (۱۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِّنۡ فِضَّةٍ وَّ اَكۡوَابٍ كَانَتۡ قَوَارِيۡرَا۠ ۙ﴿۱۵﴾
قَوَارِيۡرَا۠ مِنۡ فِضَّةٍ قَدَّرُوۡهَا تَقۡدِيۡرًا ﴿۱۶﴾

نوکر چاندی کے پیالے لئے ہوئے ان کے اردگرد پھریں گے (۱۵) اور شیشے کے نہایت شفاف گلاس اور شیشے بھی چاندی کے جو ٹھیک اندازہ کے مطابق بنائے گئے ہوں گے (۱۶)

قرء حفص بغير الألف في الوصل فيهما و وقف على الأول بالألف و على الثاني بغير الألف ١٢

تشریح آیت: ۴ میں اللہ تعالیٰ نے اس عذاب کی خبر دی ہے جو اس نے کافروں کیلئے تیار کر رکھا ہے فرمایا کہ ہم نے کافروں کیلئے زنجیریں، بیڑیاں، اور بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے اور سورۃ المومن آیت نمبر ۷۱، ۷۲ میں فرمایا جب انکی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیر ہوں گی، گھسیٹے جائیں گے کھولتے ہوئے پانی میں پھر جہنم کی آگ میں جلائے جائینگے۔

وَ يُسۡقَوۡنَ فِيۡهَا كَاۡسًا كَانَ مِزَاجُهَا
زَنۡجَبِيۡلًا ۚ﴿۱۷﴾ عَيۡنًا فِيۡهَا تُسَمّٰى سَلۡسَبِيۡلًا ﴿۱۸﴾
وَيَطُوۡفُ عَلَيۡهِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ ۚ اِذَا
رَاَيۡتَهُمۡ حَسِبۡتَهُمۡ لُـؤۡلُـؤًا مَّنۡثُوۡرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا
رَاَيۡتَ ثَمَّ رَاَيۡتَ نَعِيۡمًا وَّ مُلۡكًا كَبِيۡرًا ﴿۲۰﴾
عٰلِيَهُمۡ ثِيَابُ سُنۡدُسٍ خُضۡرٌ وَّاِسۡتَبۡرَقٌ ۫
وَّحُلُّوۡۤا اَسَاوِرَ مِنۡ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰٮهُمۡ رَبُّهُمۡ
شَرَابًا طَهُوۡرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَـكُمۡ جَزَآءً
وَّكَانَ سَعۡيُكُمۡ مَّشۡكُوۡرًا ﴿۲۲﴾ ع ۲۲/۱۹

اور وہاں ان کو ایسی شراب بھی پلائی جائے گی جس میں سونٹ کی آمیزش ہوگی (۱۷) یہ جنت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے (۱۸) اور ان کے پاس خادم لڑکے آتے جاتے ہوں گے، جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے، تم انہیں دیکھو تو یہ سمجھو یہ بکھرے ہوئے موتی ہیں (۱۹) اور وہاں جدھر بھی نگاہ ڈالو گے نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک عظیم الشان سلطنت دیکھو گے (۲۰) انکے جسموں پر باریک ریشم کے ہرے لباس اطلس اور دیباج کے کپڑے ہوں گے، ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے، اور ان کا رب ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا (۲۱) یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے اور تمہاری کوشش اللہ کے پاس مقبول ہوئی (۲۲)

آیت ۵۔۲۲: میں ان نعمتوں کا ذکر ہے جو مومنین صالحین کیلئے اللہ نے جنت میں تیار کر رکھی ہے کہ وہ مومنین صالحین ان کا ہر کام صرف اللہ کیلئے ہوتا ہے اور وہ صرف ایک اللہ کی عبادت و فرمانبرداری کرتے ہیں، نذر بھی مانتے ہیں صرف اللہ کیلئے اور پھر اسے پورا کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ نذر کا پورا کرنا بھی ضروری ہے بشرطیکہ نافرمانی نہ ہو چنانچہ حدیث میں ہے جس شخص نے نذر مانی کہ وہ اللہ کی فرمانبرداری کرے گا تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جس نے معصیت الٰہی کی نذر مانی تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے یعنی اسے پورا نہ کرے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 6202)

تو معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے اس دن سے ڈرتے ہیں اور گناہ کا ارتکاب نہیں کرتے اور قیدیوں اور مسکینوں اور یتیموں کو کھانا کھلاتے تھے باوجود ان کے پاس کھانا کم ہوتا تھا صرف اس لئے کہ اللہ ان سے راضی ہو جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیلئے جنت میں عیش و آرام کی چیز کو رکھا ان کیلئے نوکر، خادم جو ہر وقت ان کے سامنے ہوں گے اور ان کیلئے قیمتی لباس، ریشم، دیباج کے کپڑے، یہ اس لئے کہ وہ صبر واستقلال کے ساتھ اللہ کی بندگی کرتے رہے، گناہوں سے پرہیز کرتے رہے، دعوت الی اللہ کا کام کرتے رہے اور اس راہ کی اذیتوں کو برداشت کرتے رہے، اس سے اللہ تعالیٰ انہیں جنت دے گا اور پہننے کے لئے ان کو ریشم کے کپڑے دے گا، ان کی نیکیوں کے سبب انہیں اس دن عذاب سے بچالے گا اور فرشتے آگے بڑھ کر ان سے کہیں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نہایت درجہ اکرام کرے گا، ان کے چہرے کو شادابی اور ان کے دلوں کو خوشی سے بھر دے گا، یعنی انہیں ظاہری اور باطنی تمام نعمتوں سے نوازے گا۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ﴿٢٣﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ﴿٢٤﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٢٥﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿٢٧﴾ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ۖ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ﴿٢٨﴾ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٢٩﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٣٠﴾ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣١﴾

ع ۲
۲۰

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تم پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن نازل کیا ہے (۲۳) تم اپنے رب کے حکم کے مطابق صبر کئے جاؤ اور ان میں سے کسی بدعمل اور ناشکرے کا کہنا نہ مانو (۲۴) اور صبح وشام اپنے رب کو یاد کرو (۲۵) اور رات کو بھی دیر تک اس کو سجدہ کرو، اور اس کی پاکی بیان کرتے رہو (۲۶) یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور قیامت کے بڑے اہم دن کو نظر انداز کر رہے ہیں (۲۷) ہم نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے ہیں، اور اگر ہم چاہیں تو ان کے بدلے انہیں کی طرح اور لوگ لے آئیں (۲۸) یہ ایک نصیحت ہے۔ جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرلے (۲۹) اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ نہ چاہے، یقیناً اللہ علم والا اور حکمت والا ہے (۳۰) داخل کرے گا وہ جس کو وہ چاہے گا اپنی رحمت میں اور ظالموں کیلئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (۳۱)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ایک ہی مرتبہ نازل کرنے کی بجائے حسب ضرورت و مصلحت مختلف اوقات میں نازل کیا اور دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہے یہ تیرا اپنا گھڑا ہوا نہیں ہے جیسا کہ مشرکین دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبیؐ سے کہا کہ آپ جلدی مت کرو، بلکہ فیصلے کا انتظار کرو اور صبر کرو آپ کی مدد میں جو تاخیر ہو رہی ہے اس میں حکمت ہے اس لئے صبر اور حوصلے کی ضرورت ہے، اگر یہ تجھے اللہ کے نازل کردہ احکام سے روکیں تو ان کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہا نہ مان بلکہ تبلیغ و دعوت کا کام جاری رکھ اور اللہ پر بھروسہ رکھ وہ لوگوں سے بڑی حفاظت فرمائے گا اس سے مراد، ولید بن مغیرہ ہے جس نے نبیؐ سے کہا تھا کہ اس کام سے باز آ جا، ہم تجھے تیرے کہنے کے مطابق دولت مہیا کرتے ہیں اور عرب کی جس عورت سے تو شادی کرنا چاہے ہم تیری شادی کرا دیتے ہیں۔ (فتح القدیر)

کفار مکہ اور دیگر کافروں کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ یہ لوگ دنیا کے عارضی فائدوں کو پسند کرتے ہیں اور انہی کے حصول کیلئے ان کی ساری تگ و دو ہے، اور قیامت کے دن کی ہولنا کیوں کو بھول بیٹھے ہیں دنیا کی طرف ایسی دوڑ لگا رہے ہیں کہ آخرت کی طرف پیچھے مڑ کر دیکھتے بھی نہیں گویا دنیا کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اور انہیں موت نہیں آئے گی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة المرسلات

سورۃ المرسلات مکی ہے اس میں ۵۰ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم منیٰ کے ایک غار میں تھے کہ آپ پر سورہ مرسلات کا نزول ہوا آپ اس کی تلاوت فرما رہے تھے اور میں اسے آپ سے حاصل کر رہا تھا کہ اچانک ایک سانپ آ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے ماردو، لیکن وہ تیزی سے غائب ہو گیا، آپ نے فرمایا "تم اس کے شر سے اور وہ تمہارے شر سے بچ گیا" (صحیح بخاری، حدیث نمبر 1699)

اس سورہ میں یہ بات واضح کی جارہی ہے کہ قیامت کا آنا حق ہے اور جزا و سزا حق ہے، اس کی دلیل میں ہواؤں کو پیش کیا گیا کہ ان ہواؤں کو دیکھو جو ہر جگہ اور ہر گاؤں میں پائی جاتی ہے، یہ ہوائیں معمول کے مطابق چلتی ہیں تو لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہیں اور جب طوفانی شکل اختیار کرتی ہیں تو گاؤں، شہروں اور ملکوں کو تباہ و تاراج کر دیتی ہیں، گویا ان ہواؤں کے ذریعہ سے لوگوں کو فائدہ پہنچنا ان کے اچھے اعمال کی وجہ سے ہے اور ان ہواؤں کے ذریعہ طوفان اور سیلاب کا آنا ان کے گناہوں کی وجہ سے ہے، جب ہم اس دنیا میں جزا و سزا کو دیکھ رہے ہیں تو پھر قیامت کا انکار اور جزا و سزا کا انکار کس طرح کر سکتے ہیں۔ قیامت ضرور آنے والی ہے جو لوگ اچھا عمل کریں گے ان کے لئے جنت ہے اور جو لوگ برا عمل کریں گے وہ جہنم میں جلائے جائیں گے، اس سورت میں ایک جملہ بار بار آیا ہے وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ یعنی آخرت کا انکار کرنے والے تباہ و برباد ہوں گے۔ بار بار یہ جملہ تکرار کے لئے نہیں بلکہ ایک ضرورت کیلئے ہے، وہ ضرورت یہ ہے کہ کفار و مشرکین آخرت کا سختی کے ساتھ انکار کر رہے تھے، کہ قیامت ہرگز نہیں آئے گی، ہرگز نہیں آئے گی تو ان ضدی اور ہٹ دھرم لوگوں کے جواب میں یہ بات کہی جارہی ہے کہ قیامت ضرور آئے گی، یقیناً جزا و سزا ہے، یقیناً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حساب کتاب ہے اور جو لوگ اس بات کو نہیں مانتے وہ ضرور بالضرور برباد ہوں گے۔ سابق سورہ دھر میں قیامت کو ماننے اور اس کیلئے نیک عمل کرنے والوں کو بشارت دی گئی ہے اور اس سورہ میں آخرت کو نہ ماننے اور اس کا انکار کرنے والوں کو ڈرایا گیا ہے، سابق سورہ میں آخرت کی دلیل یہ دی گئی تھی کہ انسان ایک باشعور مخلوق ہے، انسان کو شعور اور سمجھ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اچھائی اور برائی میں تمیز کر سکتا ہے۔ جب انسان اچھے اور برے میں تمیز کر سکتا ہے تو اسکی کامیابی اس میں ہے کہ وہ اچھائی کو اختیار کرے اور برائی کو چھوڑے وہ حق کو قبول کرے اور باطل کو رد کر دے اور اس سورہ میں آخرت کی دلیل میں ہواؤں کو پیش کیا گیا ہے۔

اٰیاتها ۵۰ ۷۷ سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ ۳۳ رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾
وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾
فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ﴿۶﴾
اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے ان ہواؤں کی' جو آہستہ آہستہ چلتی ہیں (۱) پھر طوفانی رفتار سے چلتی ہیں (۲) اور جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں (۳) پھر وہ معاملہ کرتی ہیں جدا جدا یعنی اچھوں کے ساتھ اچھا اور بروں کے ساتھ برا (۴) پھر دلوں میں اللہ کی یاد ڈالتی ہیں (۵) عذر یا ڈرانے کے طور پر (۶) کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے (۷)

آیت ۱۱: قیامت ضرور آئے گی اس کی دلیل میں ہواؤں کو پیش کیا گیا ہے، بعض ہوائیں وہ ہیں جب وہ چلتی ہیں تو بارش برستی ہے جس سے انسانوں کو غذا اور پانی ملتا ہے، انسانوں کو بہت فائدہ ہوتا ہے گویا یہ جزا ہے لوگوں کے اچھے اعمال کی اور بعض ہوائیں تیز وتند ہیں جب وہ چلتی ہیں تو طوفان اور سیلاب لاتی ہیں، جس سے انسانوں کو بہت نقصان ہوتا ہے جیسے انڈونیشیا اور مختلف مقامات میں سیلاب آیا تھا جہاں بڑی تباہی مچی تھی، گویا کہ قیامت برپا تھی اور یہ سیلاب وطوفان سزا ہے لوگوں کے گناہوں کی یہ ہوائیں خوشخبری بھی دیتی ہیں اور وارننگ بھی دیتی ہیں کہ سنبھل جاؤ ورنہ خیر نہیں۔

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ
فُرِجَتْ ۙ﴿۹﴾ وَ اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا
الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ؕ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ؕ﴿۱۲﴾
لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ
الْفَصْلِ ؕ﴿۱۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ

پھر جب ستارے بے نور ہو جائیں گے (۸) اور آسمان پھٹ جائے گا (۹) اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے (۱۰) اور جب رسولوں کیلئے وقت مقرر ہوگا (۱۱) بھلا ان امور میں تاخیر کس لئے کی گئی؟ (۱۲) فیصلہ کے دن کیلئے (۱۳) اور تمہیں کیا خبر کہ فیصلہ کا دن کیا ہے؟ (۱۴) اس دن جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے (۱۵) کیا ہم نے پہلے لوگوں کو ہلاک نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾
كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾

کیا؟ (۱۶) پھران کے بعد والوں کو بھی ہلاک کرتے رہے (۱۷) مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں (۱۸) ہلاکت اس جھٹلانے والوں کے لئے (۱۹)

تشریح: قیامت کے دن یہ حالات ہوں گے کہ ہر قوم کے رسولوں کو شہادت کیلئے پیش کیا جائے گا تا کہ وہ اس امر کی گواہی دیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ان لوگوں تک پہنچادیا تھا یہ گناہ گاروں اور مجرموں کے خلاف سب سے بڑی گواہی ہوگی ،جس سے یہ ثابت کیا جائے گا کہ وہ اپنی غلط روش کے خود ذمہ دار ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو خبردار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی ،ان کو اچھی طرح آخرت سے باخبر کردیا گیا تھا۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ
قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾
فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾
اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّ جَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ
شٰمِخٰتٍ وَّ اَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَيْلٌ
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾

کیا ہم نے تم کو ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ (۲۰) اور اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا (۲۱) ایک مقررہ مدت تک (۲۱) پھر ہم نے ایک منصوبہ بنایا اور ہم بہت اچھا منصوبہ بنانے والے ہیں (۲۳) تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کیلئے (۲۴) کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا؟ (۲۵) زندوں اور مردوں کو (۲۶) اور اس پر اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے۔ اور تم لوگوں کو میٹھا پانی پلایا (۲۷) اس دن خرابی ہے جھٹلانے والوں کیلئے (۲۸)

تشریح: مجرموں کو ضرور سزا ہوگی ، پہلے زمانے میں بھی مجرموں کو اللہ تعالیٰ سزا دے چکا ہے، جیسے قوم نوح کے مجرموں کو قوم عاد کے مجرموں کو اور آج بھی آئے دن دنیا میں زلزلے طوفان سیلاب ،قحط سالی آرہی ہے جیسے گجرات کا ہولناک زلزلہ، سونامی کی لہریں جس نے دنیا کے بیشتر ممالک کو اپنی زد میں لے لیا اور اس سے لاکھوں انسان موت کے گھاٹ اُتر گئے ۔سزاؤں کا نظام پہلے زمانے میں بھی تھا آج کے زمانے میں بھی جاری ہے اور آئندہ زمانے میں بھی جاری رہے گا تو اس میں تعجب اور انکار کی بات کیا ہے ۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ قیامت کے دن میں تمام انسانوں کو زندہ کروں گا اور حساب لوں گا اس میں تعجب کی بات کیا ہے، ہم دیکھ رہے کہ روزانہ اس دنیا میں لاکھوں انسان پیدا ہورہے ہیں ہر روز پیدا ہورہے ہیں ہر جگہ پیدا ہورہے ہیں، جو خدا اس دنیا میں انسانوں کو پیدا کرسکتا ہے کل قیامت کے دن بھی مرے ہوئے انسانوں کو پیدا کرسکتا ہے، جو خدا آج بھی پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس کے متعلق یہ کہنا کہ کل وہ انسانوں کو پیدا نہ کرسکے گا کتنی غلط بات ہے، اللہ تعالیٰ کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ جب وہ کسی بھی چیز کو کہہ دے کہ ہوجا تو ہوجاتی ہے، قیامت کا لانا اور مردہ انسانوں کا زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مشکل کام نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝٢٩
اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۝٣٠ لَّا
ظَلِيْلٍ وَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۝٣١ اِنَّهَا تَرْمِيْ
بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝٣٢ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝٣٣ وَيْلٌ
يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٣٤ هٰذَا يَوْمُ لَا
يَنْطِقُوْنَ ۝٣٥ وَ لَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ۝٣٦
وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٣٧ هٰذَا يَوْمُ
الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ۝٣٨ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ
كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ۝٣٩ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٤٠ ع ٢١
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝٤١ وَّ فَوَاكِهَ
مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝٤٢ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٤٣ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِيْنَ ۝٤٤ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٤٥
كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝٤٦ وَيْلٌ
يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٤٧ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا
لَا يَرْكَعُوْنَ ۝٤٨ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٤٩
فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝٥٠ ع ٢٢

چلواس چیز کی طرف جسے تم جھٹلاتے رہے(۲۹) چلواس سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے(۳۰) نہ ٹھنڈک پہنچانے والا اور نہ آگ کی لپیٹ سے بچانے والا(۳۱) اس سے آگ کی اتنی بڑی چنگاریاں نکلتی ہیں جیسے محل ہوں(۳۲) گویا وہ زرد اونٹ ہوں(۳۳) خرابی ہے، اس دن جھٹلانے والوں کیلئے(۳۴) یہ وہ دن ہے جس میں وہ کچھ نہ بول سکیں گے(۳۵) اور نہ انہیں کوئی موقع دیا جائے گا کہ وہ عذر پیش کریں(۳۶) خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کیلئے(۳۷) یہی فیصلہ کا دن ہے۔ہم نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو جمع کیا ہے(۳۸) اگر تم کوئی چال چل سکتے ہو تو میرے سامنے چل کر دکھاؤ(۳۹) خرابی ہے، اس دن جھٹلانے والوں کیلئے(۴۰) اللہ سے ڈر کر زندگی گذارنے والے جنت کے سایوں اور چشموں میں ہونگے(۴۱) اور اپنی پسند کے میووں میں(۴۲) کھاؤ اور پیو مزے سے' اپنے اعمال کے بدلہ میں(۴۳) ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں(۴۴) خرابی ہے' اس دن جھٹلانے والوں کیلئے(۴۵) اور جھٹلانے والو تم چند دن کھالو اور مزے کرلو۔بے شک تم مجرم ہو(۴۶) خرابی ہے، اس دن قیامت کو جھٹلانے والوں کیلئے(۴۷) اور جب ان سے کہا جاتا ہے' کہ خدا کے آگے جھکو تو جھکتے نہیں(۴۸) خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کیلئے(۴۹) اب اس قرآن کے بعد اور کونسا کلام ایسا ہوسکتا ہے جس پر یہ ایمان لائیں؟(۵۰)

تشریح: مکذبین کے مقابلہ میں متقین آیا ہے، متقین سے مراد یہاں وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کی جزا وسزا کو جھٹلانے سے پرہیز کیا آخرت کو مانتے ہوئے زندگی گذارا کہ ایک دن ہم کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اس لئے برے عمل کو چھوڑ کر اچھے عمل کرتے رہے، اللہ کے آگے جھکنے سے مراد صرف اس کی عبادت کرنا ہی نہیں ہے، بلکہ اللہ کے رسول اور اس کی نازل کردہ کتاب کو ماننا ہے اور اس کے احکام کی اطاعت کرنا بھی اس میں شامل ہیں۔

آیت ۵۰: جو بڑی سے بڑی چیز انسان کو حق وباطل سمجھانے والی اور ہدایت کا راستہ دکھانے والی ہوسکتی تھی، وہ قرآن کی صورت میں نازل کردی گئی ہے اسکو پڑھ کر یا سن کر بھی اگر کوئی شخص ایمان نہیں لاتا تو اس کے بعد پھر اور کیا چیز ہوسکتی ہے جو اسکو راہ راست پر لاسکے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ النبا

سورۃ النبا مکی ہے، اس میں ۴۰ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں

تعارف: نبا کا معنی بہت بڑی خبر یعنی قیامت کے حساب و کتاب کی خبر ہے۔ یہ خبر ایسی نہیں ہے کہ آدمی اسے سن کر نظر انداز کر دے یا اسے سن کر غافل ہو جائے، یہ خبر سننے کے بعد آدمی کو چاہیے کہ اپنے اعمال کا جائزہ لے نیک عمل کرے اور بُرے عمل کو چھوڑ دے۔ کفار و مشرکین وہ لوگ ہیں جنھوں نے آخرت کا شدت سے انکار کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تعلق سے قرآن میں فرمایا: قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۞ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۞ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ۞ (قٓ:۱-۳)

قرآن مجید گواہ ہے کہ محمد ﷺ، اللہ کے پیغمبر ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے تعجب کیا کہ ان ہی میں سے ایک ہدایت کرنے والا ان کے پاس آیا تو کافر کہنے لگے یہ بات تو بڑی عجیب ہے بھلا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ زندہ ہوں گے۔ یہ زندہ ہونا ناممکن ہے، عقل سے بعید ہے۔ لہٰذا کفار و مشرکین نے آخرت کا سختی کے ساتھ انکار کیا کہ حساب و کتاب کچھ نہیں ہے۔ اس عقیدہ کا اثر زندگی پر اس طرح ہوا کہ یہ لوگ ہر قسم کی بُرائی کرنے لگے، اس لئے کہ حساب و کتاب نہیں ہے، اس لئے کہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، اس کے برعکس مسلمانوں نے آخرت کو تسلیم کیا، حساب کتاب، جنت و جہنم کا یقین کیا۔ اس کا اثر زندگی پر اچھا ہوا مسلمان اچھا عمل کرنے لگے تاکہ اللہ تعالیٰ خوش ہو اور جنت میں داخل کرے اور بُرے اعمال سے بچنے لگے۔ کیونکہ آخرت میں حساب و کتاب ہے اور بُرا عمل جہنم میں لے جانے والا ہے۔ آخرت کا عقیدہ انسان کو ایماندار بناتا ہے۔ اور اللہ ایمان دیکھتا ہے کون ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور کون اپنے ایمان کا سودا کرتا ہے۔

اٰیاتها ۴۰ ۔ ۷۸ سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ ۸۰ ۔ رکوعاتها ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞

عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ ۞ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ۞ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۞ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ۞ ثُمَّ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ۞ اَلَمْ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(اہل کفر) کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں؟ (۱) اس عظیم خبر سے متعلق (۲) جس کے بارے میں وہ آپس میں اختلاف کرتے ہیں (۳) یقیناً یہ لوگ عنقریب جان لیں گے (۴) ہاں بہت جلد یہ لوگ جان لیں گے (۵) (کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًا ۝٦ وَّالۡجِبَالَ
اَوۡتَادًا ۝٧ وَّخَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا ۝٨ وَّ جَعَلۡنَا
نَوۡمَكُمۡ سُبَاتًا ۝٩ وَّ جَعَلۡنَا الَّيۡلَ لِبَاسًا ۝١٠ وَّ
جَعَلۡنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝١١ وَّ بَنَيۡنَا فَوۡقَكُمۡ
سَبۡعًا شِدَادًا ۝١٢ وَّجَعَلۡنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝١٣
وَّ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝١٤
لِّنُخۡرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۝١٥ وَّجَنّٰتٍ
اَلۡفَافًا ۝١٦ اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ كَانَ مِيۡقَاتًا ۝١٧

قیامت ایک حقیقت ہے) کیا ہم نے زمین کو ان کیلئے فرش نہیں بنایا؟ (٦) اور پہاڑوں کو (زمین کے قرار کیلئے) کھونٹے نہیں بنائے (٧) اور ہم نے تم کو جوڑوں کی شکل میں پیدا نہیں کیا (٨) اور تمہاری نیند کو ہم نے باعث راحت بنایا (٩) اور ہم نے رات کو لباس بنایا (١٠) اور دن کو روزی کمانے کا وقت بنایا (١١) اور تمہارے اوپر ہم نے سات مضبوط آسمان بنائے (١٢) اور ایک چمکتا ہوا روشن چراغ پیدا کیا (١٣) اور ہم نے بادلوں سے موسلا دھار بارش برسایا (١٤) تاکہ ہم اس کے ذریعہ دانے اور پودے اُگائیں (١٥) اور گھنے باغات پیدا کریں (١٦) بے شک فیصلے کا دن مقرر ہو چکا ہے۔ (١٧)

تشریح: اِن آیات میں آخرت کی زبردست دلیل بیان کی گئی ہے کہ جو اللہ ہمارے کھانے پینے رہنے سہنے اور ہماری تمام ضروریات کا انتظام کر رہا ہے اور بہت سارے انعامات سے ہم کو نوازا ہے، کیا وہ پوچھے گا نہیں کہ تم نے ہماری نعمتوں کا کیا کیا، اس کا حساب پیش کرو۔ ہماری نعمتوں سے فائدہ اُٹھا کر ہمارا شکر ادا کیا یا ناشکری کی۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا حساب لے گا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَا فَعَلَ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ (ترمذی حدیث نمبر 2341 علامہ البانیؒ نے صحیح کہا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی عدالت سے کوئی شخص ہٹ نہیں سکے گا۔ یہاں تک کہ اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے گا کہ (١) اس نے اپنی عمر کس کام میں کھپائی (٢) دین کے تعلق سے جو علم تھا اس پر کہاں تک عمل کیا (٣) مال کہاں سے کمایا (٤) اور اسے کہاں خرچ کیا (٥) اپنے جسم اور جوانی کو کس کام میں گھلایا۔ جو انسان اللہ کا شکر گذار اور فرمانبردار ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو انسان اللہ کا نافرمان اور ناشکرا ہوگا وہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

آیت ٦۔٧: اللہ کی نشانیاں زمین کا گہوارہ ہونا: زمین گہوارہ بنادی گئی ہے جس میں اللہ نے اس کی رہائش اس کے چلنے پھرنے اور اس کے کھانے پینے اور نشوونما کے جملہ انتظامات کر دیئے ہیں۔ اللہ کی نشانی پہاڑوں کی تنصیب ہے جس سے زمین میں لرزش اور جھول بند ہوگئی تاکہ انسان سکون سے زندگی بسر کر سکے۔

ایک نشانی مرد وزن کی تخلیق ہے: ایک دوسرے کے لئے فطری کشش بنایا تاکہ ایک دوسرے کے لئے راحت وسکون کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث بنے۔ ان دونوں میں کشش، سکون اور محبت پیدا کر کے اللہ نے انسان کی زندگی کو پر لطف بنا دیا۔

نیند کی حقیقت اور مقصد

نیند اللہ کے معجزہ نما عجائب میں سے ہے۔ نیند کیا چیز ہے؟ اس کی حقیقت آج تک ایک معمہ بنی ہوئی ہے۔ جب انسان تھک جاتا ہے تو آرام کی ضرورت ہوتی ہے لیکن تھکاوٹ دور نہیں ہوتی جب تک کہ نیند نہ آئے۔ نیند ایک اضطراری امر ہے جو تھکے ہوئے انسان کو لیٹنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ پھر اس پر چھا جاتی ہے۔ نیند کی حالت میں ان کی جگہ نئے خلئے پیدا ہوتے ہیں اور نیند اس وقت پوری نہیں ہوتی جب تک تلافی مافات نہ ہو جائے پھر جب انسان کے جسم کی تعمیر و مرمت پوری ہو جاتی ہے تو انسان کی نیند کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور وہ تازہ دم ہو کر از خود جاگ اُٹھتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

سورج کی دوری اور فوائد:

وَهَّاجًا : الوھج بمعنی سورج یا آگ کی بھڑک جس میں تپش بھی ہو اور چمک بھی ہو۔ سورج ایک آگ کا گولا ہے جو انسانوں اور اہل زمین کو حرارت بھی مہیا کرتا ہے اور روشنی بھی۔ یہ سورج زمین سے تقریبا 9 کروڑ تیس لاکھ میل کے فاصلہ پر رکھا گیا ہے۔ اگر یہ فاصلہ اس سے کم رکھا جاتا تو انسان سورج کی تپش سے جل کر مر جاتا اور اگر یہ فاصلہ زیادہ کر دیا جاتا تو انسان سردی سے ٹھٹھر کر مر جاتا۔ سورج کو زمین سے اتنے مناسب فاصلہ پر رکھنا اللہ ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ (تیسیر القرآن)

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّ سُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ ع

جس دن صور پھونکا جائے گا تم لوگ فوج درفوج قبروں سے نکل آؤ گے (۱۸) اور آسمان کھول دیا جائے گا تو اس میں بہت سے دروازے بن جائیں گے (۱۹) اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو ریت ہو کر رہ جائیں گے (۲۰) بے شک جہنم انتظار میں ہے (۲۱) وہ سرکشوں کا ٹھکانا ہے (۲۲) جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے (۲۳) اس میں وہ نہ کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کسی شربت کا (۲۴) سوائے کھولتے پانی اور بہتے پیپ کے (۲۵) یہ ان کی بداعمالیوں کا پورا پورا بدلہ ہوگا (۲۶) کیوں کہ وہ لوگ روز حساب پر یقین نہیں رکھتے تھے (۲۷) اور ہماری آیتوں کو بری طرح جھٹلاتے تھے (۲۸) اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر گن رکھا تھا (۲۹) پس اب تم مزہ چکھتے رہو، ہم تمہارا عذاب بڑھاتے ہی رہیں گے (۳۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: آخرت کے دلائل دینے کے بعد پورے زور کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ فیصلہ کا دن یقیناً آئے گا، قیامت ضرور آئے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی دی ہوئی نعمتوں کا ضرور حساب لے گا۔ جو اللہ کے فرمانبردار بندے ہوں گے وہی جنت میں جائیں گے اور جو نافرمان ہوں گے وہ جہنم میں پھینک دیئے جائیںگے۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ حَدَآئِقَ وَ
اَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَّ كَاْسًا
دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا
كِذّٰبًا ﴿٣٥﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً
حِسَابًا ﴿٣٦﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا
بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾
يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا
يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ
صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ
اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿٣٩﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ
عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا
قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ
كُنْتُ تُرٰبًا ﴿٤٠﴾ ع ٢

بے شک اللہ سے ڈر کر زندگی گذارنے والوں کیلئے کامیابی ہے (۳۱) مختلف باغات اور انگور کے باغ ہیں (۳۲) اور ہم عمر نوجوان حوریں (۳۳) اور شراب سے بھرے جام ہوں گے (۳۴) اہل جنت اسمیں نہ کوئی لغو بات سنیں گے اور نہ کوئی جھوٹ (۳۵) یہ سب کچھ آپ کے رب کی طرف سے ان کے نیک اعمال کا بدلہ ہوگا اور انعام بھی ملے گا (۳۶) جو آسمان اور زمین اور اس کے درمیان تمام چیزوں کا مالک ہے، جو بڑا مہربان ہے، کسی کو اس سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوگی (۳۷) جس روز جبرئیل اور دوسرے فرشتے (غلاموں کی طرح) صف باندھے کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جسے "رحمن" اجازت دے اور اس نے بھی سچی بات کہی ہو (۳۸) اس دن کا آنا برحق ہے، پس جو شخص چاہے اپنے رب تک پہنچنے کا راستہ اختیار کرے (۳۹) بے شک ہم نے تم سب کو اس عذاب سے ڈرایا ہے جو عنقریب آنے والا ہے اس دن ہر شخص اپنے اعمال کو دیکھے گا جو اس نے آگے بھیج دیا تھا اور کافر کہے گا، کاش میں مٹی ہو جاتا (دوبارہ زندہ نہ ہوتا) (۴۰)

تشریح: آخرت میں سب کیلئے کامیابی نہیں ہے صرف متقی لوگ کامیاب ہوں گے، اللہ سے ڈرنے والے، پانچ وقت نماز پڑھنے والے، بُرائیوں سے بچنے والے متقی لوگ ہیں۔ ہر آدمی کو سوچنا چاہئے کہ کیا وہ ایک متقی آدمی ہے، اگر اس کا دل اس بات کی گواہی دے کہ وہ ایک متقی ہے خوشی کی بات ہے ورنہ اسے ڈرنا چاہئے کہ وہ مرنے کے بعد ضرور جہنم میں پھینک دیا جائے گا، جہاں اسے دردناک اور عبرتناک عذاب دیا جائے گا۔

آیت ۴۰: یعنی جب وہ اپنے لئے ہولناک عذاب دیکھے گا تو یہ آرزو کریگا۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ حیوانات کے درمیان عدل و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف کے مطابق فیصلہ کرے گا حتیٰ کہ ایک سینگ والی بکری نے بے سینگ والی بکری پر کوئی زیادتی کی ہوگی تو اس کا بھی بدلہ دلائیگا۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 4679) اس سے فراغت کے بعد اللہ جانوروں کو حکم دے گا کہ مٹی ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ مٹی ہو جائیں گے۔ اس وقت کافر بھی آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی حیوان ہوتے۔ اور آج مٹی بن جاتے۔ (ابن کثیر و احسن البیان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃُ النازعات

سورۃُ النازعات مکی ہے اس میں ۴۶ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

تعارف: کفار و مشرکین دنیا کو ترجیح دیتے ہیں اور آخرت کا انکار کرتے ہیں یہاں تک کہ اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آخرت کی بہت بڑی اہمیت ہے اور اسکو ایک مثال سے سمجھایا کہ آخرت سمندر ہے تو دنیا اسکے مقابلہ میں ایک قطرہ ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ وَاللهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ وَ اَشَارَ يَحْيٰى بِالسَّبَّابَةِ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ (صحیح مسلم حدیث نمبر 5101) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حقیقت صرف اتنی ہے جیسے کوئی سمندر میں انگلی ڈال کر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے۔

اٰياتها ۴۶ | ۷۹ سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ ۸۱ | ركوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۘ﴿۹﴾

وقف لازم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ان فرشتوں کی قسم جو (کافروں کے جسم میں) ڈوب کر روح کو سختی سے نکالتے ہیں (۱) اور ان فرشتوں کی قسم جو (مومن کی روح) کو نرمی سے نکالتے ہیں (۲) اور ان فرشتوں کی قسم جو (آسمان و زمین میں) تیرتے رہتے ہیں (۳) پھر ان فرشتوں کی قسم (جو حکم الٰہی کی تعمیل میں) سبقت کرتے ہیں (۴) پھر ان فرشتوں کی قسم جو اپنے رب کے حکم سے تمام اُمور کی تدبیر کرتے ہیں (۵) اس دن سے ڈرو جس دن ساری کائنات کانپ اُٹھے گی (۶) اسکے پیچھے ایک دوسرا جھٹکا آئیگا (۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾
ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا
كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ
وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾

وقف لازم

کتنے دل اس دن دھڑکتے ہونگے (۸) انکی نگاہیں پست ہونگی
(۹) کفار کہتے ہیں کیا واقعی ہم (زندہ کر کے) پہلی حالت میں
لوٹا دیئے جائینگے؟ (۱۰) کیا جب ہم گلی سڑی ہڈیاں ہوجائینگے
(۱۱) کہنے لگے یہ واپسی تو بڑے گھاٹے کی ہوگی (۱۲) بیشک
وہ تو صرف ایک ڈانٹ ہوگی (۱۳) یکدم سب کے سب
میدان حشر میں جمع ہوں گے (۱۴)

تشریح: اللہ تعالیٰ کیلئے قیامت کا برپا کرنا کچھ مشکل کام نہیں ہے جس طرح اللہ کے ایک حکم سے ہوا اور بادل حرکت میں آکر سیلاب اور طوفان برپا کر سکتے ہیں، اسی طرح خدا کے ایک حکم سے اسرافیل صور پھونکیں گے تو فوراً قیامت برپا ہوگی۔

صور تین بار ہوں گے۔ پہلے صور سے سب بے ہوش ہوجائیں گے، دوسرے صور سے سب مرجائیں گے، تیسرے صور سے پھر سب زندہ ہوکر میدان حشر میں حساب وکتاب کیلئے جمع ہوں گے۔

وقف لازم

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ
رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى
فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى
اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ اَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ
فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾
فَكَذَّبَ وَ عَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾
فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾
فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ
ع ۲ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾

کیا تمہیں موسیٰ کے قصے کی خبر پہنچی ہے؟ (۱۵) جب اس کے
رب نے اسے کوہِ طور پر پکارا تھا (۱۶) کہ فرعون کے پاس
جاؤ، وہ سرکش ہوگیا ہے (۱۷) پھر اس سے کہو کہ کیا تو چاہتا ہے
کہ (کفر و شرک سے) پاک ہوجائے؟ (۱۸) اور میں تیرے
رب کی طرف تیری رہنمائی کروں تاکہ تو اس سے ڈرنے لگے
(۱۹) پھر موسیٰ نے اسے سب سے بڑا معجزہ دکھایا (۲۰) تو اس
نے جھٹلادیا اور نافرمانی کر بیٹھا (۲۱) پھر پیٹھ پھیر کر چل دیا
(فساد پھیلانے کی) کوشش کرنے لگا (۲۲) پھر اس نے
لوگوں کو جمع کیا پھر پکارا (۲۳) اور کہا کہ میں ہی تمہارا سب
سے بڑا خدا ہوں (۲۴) پس اللہ نے اسے آخرت اور دنیا کے
عذاب میں پکڑ لیا (۲۵) بے شک اس واقعہ میں اس شخص کیلئے
عبرت ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے (۲۶)

تشریح: موسیٰ اور فرعون کا مختصر قصہ بیان کر کے لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ رسول ﷺ کو جھٹلانے کی اور اسکی ہدایت کو رد کرنے اور چالبازیوں سے اسے شکست دینے کی کوشش کا انجام فرعون دیکھ چکا ہے۔ دوسروں کیلئے اس میں بڑی عبرت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱۵۔ ۲۶: قصہ موسیٰ وفرعون اور فرعون کے پاس جانے کا موسیٰؑ کو حکم اور اللہ کا پیغام سنانا اور فرعون کا معجزہ کا مطالبہ اور فرعون کی سرکشی کا ذکر اور فرعون کا رعایا میں پروپیگنڈہ وغیرہ کا ان آیات میں ذکر ہے۔ قیامت کے ذکر میں فرعون کا ذکر آپؐ کو تسلی دینے کی خاطر لایا گیا ہے۔ یعنی مکہ کے کافر فرعون کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ وہ انتہائی مغرور اور سرکش بادشاہ تھا۔ اس نے بھی جب ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلایا، ان کی دعوت کو تسلیم کرنے کے بجائے اکڑ بیٹھا تو ہم نے اسے اور اس کی آل کو سمندر میں غرق کر دیا اور اب یہ کفار بھی اگر فرعون جیسا ہی کردار ادا کریں گے تو یہ اللہ کی گرفت سے کیونکر بچ سکیں گے۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿٢٧﴾
رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿٢٨﴾ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا
وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿٢٩﴾ وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ
دَحٰىهَا ﴿٣٠﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَ
مَرْعٰىهَا ﴿٣١﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا
لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ
الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا
سَعٰى ﴿٣٥﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾
فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾
فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ
مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ
السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ
ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾ اِنَّمَآ
اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿٤٥﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ
يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿٤٦﴾ ع ۲

کیا تم لوگوں کو پیدا کرنا مشکل ہے، یا آسمان کو؟ اسے اللہ نے بنایا (۲۷) اسکی چھت کو اونچا اُٹھایا پھر اسے ہر طرح سے درست کیا (۲۸) اور اسکی رات کو تاریک بنایا، اور اسکے دن کو نکالا (۲۹) اور اس کے بعد زمین کو پھیلا دیا (۳۰) اس سے اسکا پانی اور اس کا چارہ نکالا (۳۱) اور پہاڑوں کو اسکے اوپر (کھونٹے کے طور پر) گاڑ دیا (۳۲) یہ سب چیزیں مفید ہیں تمہارے لئے اور تمہارے جانوروں کیلئے (۳۳) جب سب سے بڑی آفت (قیامت) آجائیگی (۳۴) اس دن آدمی (دنیا میں) اپنے کئے کو یاد کریگا (۳۵) اور جہنم دیکھنے والوں کے سامنے حاضر کر دی جائے گی (۳۶) تو جس نے سرکشی کی تھی (۳۷) اور دنیوی زندگی کو اہم سمجھا تھا (۳۸) اسکا ٹھکانہ دوزخ ہے (۳۹) اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے، اور اپنے دل کو خواہشات سے روکتا ہے (۴۰) تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے (۴۱) اے پیغمبر! لوگ تم سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئے گی؟ (۴۲) تمہارا کام نہیں ہے کہ اسکا وقت بتاؤ (۴۳) اسکی خبر تو صرف آپکے رب کو ہے (۴۴) آپ تو صرف خبردار کرنے والے ہو ہر اس شخص کو جو ڈرنے والا ہے قیامت کے دن سے (۴۵) جب وہ اسے دیکھ لیں گے تو ایسا خیال کریں گے کہ دنیا میں صرف ایک شام یا ایک صبح رہے تھے (یعنی تھوڑی دیر رہے تھے) (۴۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قیامت آئے گی تو انسان کی دائمی زندگی کا فیصلہ اس بنیاد پر ہوگا کہ کس نے دنیا میں خدا سے سرکشی کی اور دنیوی فائدوں اور لذتوں کو مقصود بنالیا اور کس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا اور خواہشات نفسانی کو چھوڑ دیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ العبس

سورہ عبس مکی ہے اس میں ۴۲ آیتیں اور ۱ رکوع ہے۔

تعارف: اس سورہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ قریش کے سرداروں کو دین کی دعوت دے رہے تھے، اتنے میں ایک نابینا صحابی عبداللہ بن اُم مکتومؓ وہاں آ گئے، اُنھوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ عَلِّمْنِي مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ۔ اے اللہ کے رسولؐ، اللہ نے آپ کو جو کچھ سکھایا ہے اس میں سے مجھے بھی سکھایئے، رسول اللہ ﷺ کو ایسے موقع پر ایک اندھے شخص کا آنا ناگوار گذرا اور آپؐ نے ان کی طرف توجہ نہ کی، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ترمذی حدیث نمبر 3331 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں ایک اصول بیان فرمایا ہے:

ہدایت اس انسان کو ملے گی جو حق بات سننا اور سمجھنا چاہے گا اور جو حق بات سننے اور سمجھنے کے لئے تیار نہیں، اسے ہدایت نہیں ملے گی کہ جیسے نابینا آدمی عبداللہؓ ابن ام مکتوم معمولی اور نابینا آدمی ہیں، لیکن ان کے دل میں اللہ کا ڈر ہے، حق کی طلب ہے، سچائی کو جاننا اور اس پر عمل کرنا چاہتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے رسولؐ سے فرمایا تم اس غریب اور نابینا شخص کی طرف توجہ کرو، آپ کی تبلیغ اور آپ کی نصیحت کا فائدہ اس شخص کو یقیناً ہوگا کیونکہ وہ حق کو قبول کرنا چاہتا ہے اور ان بڑے امیروں اور سرداروں کے پیچھے وقت لگانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، کیونکہ وہ حق کو قبول کرنا نہیں چاہتے۔

آیاتها ۴۲ — ۸۰ سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ ۲۴ — رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی ۙ﴿۱﴾ اَنۡ جَآءَہُ الۡاَعۡمٰی ؕ﴿۲﴾ وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰۤی ۙ﴿۳﴾ اَوۡ یَذَّکَّرُ فَتَنۡفَعَہُ الذِّکۡرٰی ؕ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۵﴾ فَاَنۡتَ لَہٗ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

محمد ﷺ ترش رو ہوئے اور منہ پھیر بیٹھے (۱) کہ انکے پاس ایک نابینا آیا (۲) اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ (نابینا) اپنی اصلاح کر لیتا (۳) یا نصیحت سنتا تو وہ نصیحت اس کو فائدہ پہنچاتی (۴) اور جو (سردار) بے پروائی برتتا ہے (۵) اس کے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَصَدّٰی ؕ﴿۶﴾ وَ مَا عَلَیۡکَ اَلَّا یَزَّکّٰی ؕ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنۡ جَآءَکَ یَسۡعٰی ۙ﴿۸﴾ وَ ہُوَ یَخۡشٰی ۙ﴿۹﴾ فَاَنۡتَ عَنۡہُ تَلَہّٰی ﴿ۚ۱۰﴾ کَلَّاۤ اِنَّہَا تَذۡکِرَۃٌ ﴿ۚ۱۱﴾ فَمَنۡ شَآءَ ذَکَرَہٗ ﴿ۘ۱۲﴾ فِیۡ صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ ﴿ۙ۱۳﴾ مَّرۡفُوۡعَۃٍ مُّطَہَّرَۃٍۭ ﴿ۙ۱۴﴾ بِاَیۡدِیۡ سَفَرَۃٍ ﴿ۙ۱۵﴾ کِرَامٍۭ بَرَرَۃٍ ﴿ؕ۱۶﴾

تم پیچھے پڑے ہو(۶) حالانکہ تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اگر وہ اپنی اصلاح نہ کرے(۷) اور جو تمہارے پاس شوق سے آتا ہے(۸) اور وہ ڈرتا بھی ہے(۹) تو تم اس سے بے پروائی برتتے ہو(۱۰) دیکھو یہ قرآن ایک نصیحت ہے(۱۱) جس کا جی چاہے اسے قبول کرے(۱۲) قرآن ایسے مقدس اور پاک صحیفوں میں رکھا ہوا ہے(۱۳) جو بلند مرتبہ ہیں(۱۴) ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں(۱۵) جو معزز اور نیکوکار ہیں(۱۶)

وقف لازم

آیت ۱۵: سَفَرَۃٍ: سَافِرٌ کی جمع ہے۔ السفر اس کتاب کو کہتے ہیں جو حقائق کو بے نقاب کرتی ہو اور اسفار بمعنی تورات کی شرح وتفاسیر اور سافر وہ شخص ہے جو ایسی تحریر کرتا یا لکھتا ہو اور اس لفظ کا اطلاق الہامی تحریر لکھنے والے فرشتوں اور انسانوں پر ہوتا ہے۔ نیز نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں پر بھی۔ مطلب یہ کہ قرآن لکھنے والے نہایت معزز اور بزرگ فرشتے ہیں۔ اور یہاں بھی اوراق میں لکھنے اور جمع کرنے والے دنیا کے بزرگ ترین، پاکباز، نیکوکار اور فرشتہ سیرت انسان ہیں جنھوں نے قرآن کو تحریف و تبدیل سے پاک رکھا ہے۔ (تیسیر القرآن)

قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَکۡفَرَہٗ ﴿ؕ۱۷﴾ مِنۡ اَیِّ شَیۡءٍ خَلَقَہٗ ﴿ؕ۱۸﴾ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ؕ خَلَقَہٗ فَقَدَّرَہٗ ﴿ۙ۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِیۡلَ یَسَّرَہٗ ﴿ۙ۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقۡبَرَہٗ ﴿ۙ۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنۡشَرَہٗ ﴿ؕ۲۲﴾ کَلَّا لَمَّا یَقۡضِ مَاۤ اَمَرَہٗ ﴿ؕ۲۳﴾ فَلۡیَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ اِلٰی طَعَامِہٖۤ ﴿ۙ۲۴﴾ اَنَّا صَبَبۡنَا الۡمَآءَ صَبًّا ﴿ۙ۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقۡنَا الۡاَرۡضَ شَقًّا ﴿ۙ۲۶﴾ فَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا حَبًّا ﴿ۙ۲۷﴾ وَّ عِنَبًا وَّ قَضۡبًا ﴿ۙ۲۸﴾ وَّ زَیۡتُوۡنًا وَّ نَخۡلًا ﴿ۙ۲۹﴾ وَّ حَدَآئِقَ غُلۡبًا ﴿ۙ۳۰﴾ وَّ فَاکِہَۃً وَّ اَبًّا ﴿ۙ۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّکُمۡ وَ لِاَنۡعَامِکُمۡ ﴿ؕ۳۲﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّۃُ ﴿۫۳۳﴾ یَوۡمَ یَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِیۡہِ ﴿ۙ۳۴﴾ وَ اُمِّہٖ وَ اَبِیۡہِ ﴿ۙ۳۵﴾

بُرا ہو آدمی کا کتنا ناشکرا ہے(۱۷) اسے اللہ نے کس چیز سے پیدا کیا؟(۱۸) پانی کی ایک بوند سے اس کو پیدا کیا، پھر اس کیلئے ایک درست انداز ٹھہرایا(۱۹) پھر اس کیلئے راستہ آسان کر دیا(۲۰) پھر اسے موت دی اور قبر میں پہنچایا(۲۱) پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ اُٹھا کھڑا کرے گا(۲۲) ہرگز نہیں! اللہ نے اسے جو حکم دیا تھا اس نے اس پر عمل نہیں کیا(۲۳) پھر ذرا انسان اپنی غذا پر دھیان کرے(۲۴) کہ ہم نے خوب پانی برسایا(۲۵) پھر ہم نے زمین کو اچھی طرح پھاڑا(۲۶) پھر اُگائے اس میں غلے(۲۷) انگور اور ترکاریاں(۲۸) زیتون، کھجور(۲۹) اور گھنے باغ(۳۰) میوے اور چارہ(۳۱) یہ سب کچھ تمہارے اور تمہاری مویشیوں کے فائدے کیلئے(۳۲) پس جب کانوں کو بہرا کر دینے والی آواز آئیگی (صور پھونکا جائیگا)(۳۳) اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَصَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾

دن آدمی اپنے بھائی سے (۳۴) اور اپنے ماں باپ سے (۳۵) اور اپنی بیوی اور بچوں سے بھاگے گا (۳۶) اس دن ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی (۳۷) کتنے چہرے اس دن روشن ہونگے (۳۸) ہنستے ہوئے، خوش وخرم (۳۹) اور کتنے چہروں پر اس دن خاک اُڑتی ہوگی (۴۰) اور سیاہی چھائی ہوگی (۴۱) ایسے ہی لوگ کافر وفاجر ہونگے (۴۲)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب قیامت آجائے گی تو صور کی آواز اتنی تیز اور کرخت ہوگی کہ لوگوں کے کان بہرے ہو رہے ہوں گے، رعب ودہشت کے مارے ہر آدمی اپنے حال میں ایسا پریشان ہوگا اور ہر ایک کو اپنی نجات کی ایسی فکر ہوگی کہ وہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو بھی میدان حشر میں دیکھ کر راہِ فرار اختیار کرے گا کہ وہ ہم سے مدد مانگیں گے یا اس لئے کہ وہ بھی ہماری مصیبت میں اضافہ نہ کردیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تم ننگے پاؤں اور ننگے بدن جمع کئے جاؤ گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تو کیا ہم میں سے ہر شخص ایک دوسرے کا ستر دیکھے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! کیوں کہ اس روز ہر آدمی ایسی فکر اور پریشانی میں مبتلا ہوگا کہ اسے دوسروں کی طرف دیکھنے کا موقع ہی نہ ہوگا۔ (نسائی حدیث نمبر 2084 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

اس دن لوگ دو حصوں میں تقسیم ہوجائیں گے جو نیک بخت ہوں گے اور جن کیلئے رب العالمین جنت کا فیصلہ کردیگا، انکے چہرے مارے خوشی کے دمک رہے ہوں گے اور جن اشقیا اور بدبختوں کے لئے رب العالمین جہنم کا فیصلہ کردیگا، ان کے چہروں پر حسرت ویاس کی وجہ سے ہوائیاں اُڑ رہی ہوں گی اور ان پر سیاہی چھائی ہوگی اور یہ بدترین انجام ان لوگوں کا ہوگا جنھوں نے کفر وسرکشی اور فسق وفجور کی زندگی گذاری ہوگی اور بغیر توبہ کئے اسی حال میں موت نے انھیں آدبوچا ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ التکویر

سورۃ التکویر مکی ہے۔ اس میں ۲۹ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص روز قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہو تو وہ سورۃ التکویر، سورۃ الانفطار اور سورۃ الانشقاق پڑھے۔ (تفسیر ابن کثیر، ترمذی حدیث نمبر 3333 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

اس سورہ میں قیامت کی تصویر بیان کی گئی ہے۔ قیامت کا نقشہ کھینچنے کے بعد یہ کہہ کر انسان کو سوچنے کیلئے چھوڑ دیا گیا ہے کہ اس وقت ہر شخص کو خود ہی معلوم ہوجائے گا کہ وہ کیا لیکر آیا ہے، اچھا عمل لیکر آیا تو اس کیلئے جنت ہے اور اگر بُرا عمل لیکر آیا ہے تو اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے جہنم ہے اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی، اس مختصر سی آیت میں دو بڑے مضمون بیان کئے گئے ہیں، ایک یہ کہ اہل عرب کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ جاہلیت نے ان کو اخلاقی پستی کی انتہا پر پہنچایا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو زندہ درگور کرتے ہیں، پھر بھی انھیں اصرار ہے کہ جاہلی تہذیب اور جاہلیت کا طریقہ اچھا ہے اور اسی پر قائم رہیں گے اور اس اصلاح کو قبول نہیں کریں گے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے سدھارنے کیلئے کر رہے ہیں۔

زندہ درگور کرنے کی وجوہ اور اس کا سدباب

لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی تین وجوہ تھیں۔(۱) وہ تنگدست اور مفلس ہو جانے کے خطرہ سے اولاد کو مار ڈالتے تھے (۲) وہ کسی کو اپنا داماد بنانا اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھتے تھے (۳) اہل عرب ہر وقت قبائلی جنگوں میں مشغول رہتے تھے اور ایسی جنگوں میں نرینہ اولاد تو ان کی جانشین و مددگار بنتی تھی۔ مگر لڑکیوں کا معاملہ لڑکوں سے بالکل الگ تھا۔ وہ جس قبیلہ میں بیاہی جاتیں انھیں اس کا ساتھ دینا پڑتا تھا اور لڑکی کے والدین کے قبیلہ کو اس کے آگے سرنگوں ہونا پڑتا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ لڑکیوں کو وراثت سے محروم کر دیا گیا تھا۔ اسلام نے اس نظریہ کو ختم کرنے کیلئے دو طرفہ اقدام کئے۔ ایک تو قتل اولاد اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کو عام قتل سے بھی زیادہ شدید جرم قرار دیا اور لوگوں کے اس خیال کی پرزور تردید کی کہ وہ اپنی اولاد کو مار ڈالنے کا حق رکھتے ہیں اور دوسرے لڑکیوں کی تربیت اور پرورش کو بہت بڑا نیک عمل قرار دے کر اسکی ترغیب دی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص ان لڑکیوں کی پیدائش سے آزمائش میں ڈالا گیا پھر وہ ان سے نیک سلوک کرے تو یہ لڑکیاں اس کیلئے جہنم کے عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ بنیں گی۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 4763)

قبر میں دفن ہونے والی لڑکی کی فریاد اس دنیا میں کوئی سننے والا نہ تھا، نہ باپ کو اس کام پر شرم آتی تھی نہ خاندان میں کوئی ملامت کرنے والا تھا اور نہ سماج میں کوئی پوچھنے والا تھا کہ تم نے معصوم بچی کی جان کیوں لی۔ ایسی حالت میں آخرت آخری اُمید ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ ضرور انصاف کرے گا، وہ ظالموں سے پوچھے گا کہ تم نے معصوم اور بے گناہ لڑکی کی جان کیوں لی؟ وہ ظالموں کو پکڑے گا اور سخت سے سخت سزا دے گا۔ اس دنیا میں کروڑوں انسانوں پر ظلم ہوا ہے اور اس دنیا میں ان کو انصاف بھی نہیں ملا کیونکہ ظالم ہی حاکم بھی تھا اور ظالم سے انصاف کی اُمید کہاں؟ لہٰذا انسانیت چاہتی ہے کہ ضرور آخرت آئے اور اچھوں کو اچھا بدلہ ملے اور ظالموں کو سخت سے سخت سزا ملے۔

آیاتها ۲۹ — ۸۱ سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ ۷ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝۳ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴ وَاِذَا الْوُحُوْشُ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب سورج لپیٹ دیا جائیگا (۱) اور جب ستارے بے نور ہو جائینگے (۲) اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے (۳) اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بے کار چھوڑ دی جائیں گی (۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حُشِرَتْ ۝۵ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۱ وَ اِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ۝۱۴

اور جب وحشی جانور جمع کیے جائینگے (۵) اور جب دریا اور سمندر آگ ہو جائینگے (۶) اور جب روحیں جسموں میں داخل کردی جائینگی (۷) اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائیگا (۸) کہ وہ کس گناہ میں ماری گئی؟ (۹) اور جب اعمال نامے کھولے جائینگے (۱۰) اور جب آسمان کا پردہ ہٹا دیا جائیگا (۱۱) اور جب دوزخ کی آگ بھڑکائی جائیگی (۱۲) اور جب جنت قریب لائی جائیگی (۱۳) تب ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کونسا عمل لیکر آیا ہے (اچھا عمل یا برا عمل) (۱۴)

تشریح: دور جاہلیت میں لوگ جس حال میں زندگی گذار رہے تھے وہ اس طرح تھی کہ وہ ایک معصوم اور بے گناہ لڑکی کو قبر میں زندہ گاڑ دیتے تھے تو آپ اندازہ لگایئے کہ اس دور میں مظلوموں، کمزوروں اور غریبوں پر کیا کچھ ظلم ہوتا ہوگا۔

دور جاہلیت انسانی زندگی کی رات تھی اور رات کے اندھیرے میں انسانیت بھٹک رہی تھی، سسک رہی تھی، کراہ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے کفر کی رات کو ہٹا کر اسلام کی صبح لایا اور قرآن کو نازل کیا، اب لوگوں کو چاہئے تھا کہ وہ قرآن کو گلے لگاتے اور اس کے احکامات پر عمل کرتے تو ان کی زندگی چین وسکون سے بھر جاتی مگر اس کے بجائے بہت سے لوگوں نے قرآن کا اور رسول کا انکار کیا، گویا اللہ تعالیٰ جاہلیت کی رات کو ہٹا کر اسلام کی صبح لے آیا، صبح کو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو آنکھ والے صبح کی روشنی میں ہر چیز کو دیکھنے لگتے ہیں، اور جو نابینا اور اندھے ہوتے ہیں وہ صبح کی روشنی میں بھی دیکھ نہیں سکتے، رات کا اندھیرا اور صبح کی روشنی دونوں ان کیلئے برابر ہیں اور جو لوگ اچھے ہوتے ہیں، محض اندھیرا ہونے کی وجہ سے بھٹک رہے تھے۔ اسلام کی روشنی پاتے ہی حق کو گلے لگائے اور مسلمان ہو گئے اور جو لوگ برے تھے نفس کے غلام تھے عادات واطوار اور رسم ورواج کے غلام تھے ضدی اور ہٹ دھرم تھے، اسلام کی روشنی سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکے اور اُنھوں نے قرآن کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝۱۵ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝۱۶ وَ الَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝۱۷ وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝۱۸ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۝۱۹ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۝۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ۝۲۱ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲۲ وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ۝۲۳

ہم کو ان ستاروں کی قسم جو پیچھے ہٹنے والے (۱۵) چلنے والے اور غائب ہونے والے ہیں (۱۶) اور رات کی قسم جبکہ وہ گذر جائے (۱۷) اور دن کی قسم جبکہ وہ روشن ہو (۱۸) بے شک یہ قرآن عالی مقام فرشتہ کا پیغام ہے (۱۹) اور وہ فرشتہ بڑا طاقتور اور عرش والے کے پاس بڑا محترم ہے (۲۰) اور وہ تمام فرشتوں کا سردار ہے اور امانت دار ہے (اور وہ جبرئیلؑ ہیں) (۲۱) (اے مکہ والو!) تمہارے رفیق (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ وَ مَا هُوَ
بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ
تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾
لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَ مَا
تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾ ع

دیوانے نہیں ہیں (۲۲) بیشک اُنھوں نے آسمان کے کھلے کنارے پر اس کو (یعنی فرشتے کو) دیکھا ہے (۲۳) اور وہ غیب کے اس علم کو لوگوں تک پہنچانے کے معاملے میں بخیل نہیں ہیں (۲۴) اور یہ شیطان مردود کا کلام نہیں ہے (۲۵) پھر تم کدھر جارہے ہو؟ (۲۶) یہ تو سارے جہان کیلئے ایک نصیحت ہے (۲۷) اس کیلئے جو تم میں سے سیدھی راہ چلنا چاہے (۲۸) اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، جب تک کہ رب العالمین نہ چاہے (۲۹)

تشریح: اے اہل قریش قرآن قیامت کے دن سے جو تمہیں ڈرارہا ہے تو اس کو ایک حقیقت سمجھو اور اس کیلئے تیاری کرو، یہ اللہ کا نازل کردہ کلام ہے جو اس نے جبرئیل کے ذریعہ جو مقرب ہیں طاقتور ہیں اور تمام فرشتوں کے سردار وامانت دار ہیں ان کے ذریعہ قرآن کو رسولؐ پر نازل کیا ہے۔ اگر تم نے اس کو کاہنوں اور شاعروں کی شاعری سمجھ کر رد کردیا تو یاد رکھو کہ نہ اللہ کا کچھ بگاڑو گے نہ رسول کا بلکہ اپنی ہی تباہی کا سامان کرو گے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ قرآن پر ایمان لانے کی توفیق اور ہدایت اللہ تعالیٰ ان ہی لوگوں کو دیتا ہے جو حق کے قدردان اور حق کے چاہنے والے ہوتے ہیں اور جو حق کو قبول کرنا نہیں چاہتا اور جو حق کے مخالف ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نہیں دیتا یہ اللہ تعالیٰ کی سنت اور اس کا طریقہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الانفطار

سورۃ الانفطار مکی ہے، اس میں ۱۹ آیتیں اور ا رکوع ہیں

تعارف: اس سے پہلے والی سورت میں آخرت کا بیان ہے، اسمیں قرآن کو دلیل کی شکل میں پیش کیا گیا ہے کہ اللہ کا کلام ہے۔ جو اللہ کی جانب سے ایک مقدس قابل اعتماد اور امانتدار فرشتے جبرئیل کے ذریعہ صادق وامین محمد ﷺ پر اتارا ہوا کلام ہے اور یہ کلام آپ کو آخرت کی تیاری کی طرف دعوت دیتا ہے کہ تم اپنا عقیدہ اور عمل درست رکھو کامیاب رہو گے۔

مگر کفار ومشرکین نے قرآن کو کاہن کا کلام اور شاعر کی شاعری کہہ کر رد کردیا، جو لوگ اللہ کے کلام اور کاہن کے کلام میں فرق نہ کرسکے وہ رات اور دن میں بھی فرق نہ کرسکیں گے، حالانکہ رات اور دن میں بہت بڑا فرق ہے، رات اندھیری ہے تو دن روشنی اور اُجالے سے مالا مال ہے۔ اسی طرح کفر اور اسلام میں بہت بڑا فرق ہے۔ سورۂ انفطار میں آخرت کی دلیل اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، بارش میں پیدا ہونے والے پتنگے کی طرح انسان نہیں ہے، جنگل میں چرنے والے جانوروں کی طرح انسان نہیں، آسمان میں اُڑنے والے پرندوں کی طرح انسان نہیں، اللہ تعالیٰ کی ۱۸ ہزار مخلوقات میں انسان سب سے اعلیٰ اور سب سے افضل ہے، انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے حد قوت و طاقت عطا کی ہے، علم، عقل، آنکھ، کان وغیرہ جو رب انسان کو اتنی صلاحیتیں اور اتنی طاقتیں دیا ہے، اتنے انعامات سے سرفراز کیا ہے کیا وہ حساب نہیں لے گا، دینے والا پوچھے گا نہیں کہ تم نے ہماری نعمتوں کا کیا کیا، حساب پیش کرو۔ حساب کتاب لینے کیلئے ہی کراماً کاتبین نامی فرشتوں کو اللہ تعالیٰ انسان کے ساتھ لگا رکھا ہے۔ ایک فرشتہ نیکی لکھے گا اور دوسرا بدی لکھے گا، حساب لینے کیلئے ہم پر نگران مقرر ہے، ہمارے عمل کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے، ہم کو آخرت سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

اٰیاتها ۱۹ — ۸۲ سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ ۸۲ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَ اِذَا الْكَوَاكِبُ
انْتَثَرَتْ ۝۲ وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳ وَ اِذَا
الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا
قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا
غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶ الَّذِيْ خَلَقَكَ
فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝۷ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ
رَكَّبَكَ ۝۸ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝۹ وَ
اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝۱۰ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝۱۱
يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۱۲ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ
نَعِيْمٍ ۝۱۳ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝۱۴
يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝۱۵ وَ مَا هُمْ عَنْهَا
بِغَآئِبِيْنَ ۝۱۶ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ
الدِّيْنِ ۝۱۷ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب آسمان پھٹ جائے گا (۱) اور جب تارے بکھر جائینگے (۲) جب سمندر اُبل پڑینگے (۳) اور جب قبریں کھول دی جائینگی (۴) تب ہر شخص معلوم کرلے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا تھا اور پیچھے کیا چھوڑا تھا (۵) اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے رب کریم کے بارے میں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے؟ (۶) جس نے تجھے پیدا کیا پھر اور تیرے اعضاء کو ٹھیک ٹھاک کیا، پھر (درست اور) برابر بنایا (۷) اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا (۸) مگر افسوس کہ تم لوگ جزا و سزا کو جھٹلاتے ہو (۹) حالانکہ تم پر نگران فرشتے مقرر ہیں (۱۰) جن کا نام کراماً کاتبین ہے (۱۱) وہ تمہارے ہر کام کو جانتے ہیں، نیکی کروگے تو نیکی لکھیں گے اور بُرائی کروگے تو بُرائی لکھیں گے (۱۲) یقیناً نیک لوگ نعمتوں سے بھری جنت میں ہوں گے (۱۳) اور بُرے لوگ جہنم میں ہوں گے (۱۴) قیامت کے دن اس میں داخل ہوں گے (۱۵) اور وہ اس سے الگ نہ ہوں گے ہمیشہ اس میں جلتے رہیں گے (۱۶) اور تمہیں کیا معلوم کہ بدلہ کا دن کیا ہے (۱۷) میں پھر کہتا ہوں کہ تمہیں کیا معلوم کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدِّيۡنِ ﴿١٨﴾ يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ
شَيۡـًٔا ؕ وَالۡاَمۡرُ يَوۡمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿١٩﴾ ع

جزا اور سزا کا دن کیا ہے (١٨) اس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا اور فیصلہ صرف اللہ کے ہاتھ میں ہوگا، اللہ تعالیٰ کسی کیلئے جہنم کا فیصلہ کرے تو کوئی اس فیصلہ کو بدل نہ سکے گا (١٩)

تشریح: آخرت میں اللہ تعالیٰ نیکوں اور بدوں کے ساتھ ایک جیسا معاملہ نہیں کرے گا، نیک عمل کرنے والے جنت میں داخل ہوں گے، جہاں وہ ہمیشہ آرام سے رہیں گے اور برا عمل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ دردناک عذاب میں تڑپتے رہیں گے، بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اولیاء کے وسیلہ سے یا کسی بزرگ کی سفارش سے ہم جہنم کے عذاب سے بچ جائیں گے تو یہ بات صحیح نہیں ہے، کیونکہ آخرت کا مالک صرف اللہ ہے، سفارش کا مالک بھی اللہ ہی ہے، اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کرسکتا۔ قیامت کے دن سارے انسان، تمام فرشتے اور جن، اللہ کے سامنے صف باندھے غلاموں کی طرح ادب سے کھڑے ہوں گے، سفارش کرنا تو دور کی بات وہ بات بھی نہ کرسکیں گے۔ سفارش کیلئے اللہ تعالیٰ نے چند شرطیں رکھی ہیں۔ (١) اللہ اجازت دے (٢) جس کی طرف اللہ اشارہ کرے سفارش اسی سے متعلق ہوگی (٣) سفارش کرنے والا صحیح بات کرے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ المطففین

سورۃ المطففین مکی ہے اس میں ٣٦ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: بعض اسے مکی اور بعض مدنی قرار دیتے ہیں، بعض کے نزدیک مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی۔ اس کی شان نزول میں یہ روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ ناپ تول کے معاملہ میں کمی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی جس کے بعد انھوں نے ناپ تول صحیح کرلی۔ (ابن ماجہ حدیث نمبر 2223 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

یعنی لینے اور دینے کے الگ الگ پیمانے رکھنا اور اس طرح ڈنڈی مار کر ناپ تول میں کمی کرنا بہت بڑی اخلاقی بیماری ہے جس کا نتیجہ دین و آخرت میں تباہی ہے۔ ایک حدیث میں ہے جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس پر قحط سالی اور ظالم حکمرانوں کو مسلط کردیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ حدیث نمبر 4019 علامہ البانی نے حسن قرار دیا ہے)

اس کا موضوع بھی آخرت ہے۔ پہلی ٦ آیات میں اس عام بددیانتی پر گرفت کی گئی ہے جو کاروباری لوگوں میں بکثرت پھیلی ہوئی تھی کہ دوسروں سے لینا ہوتا تو پورا ناپ کر اور تول کر لیتے تھے مگر جب دوسرے کو دینا ہوتا تو ناپ تول میں کمی کردیتے تھے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کی بے شمار خرابیوں میں سے ایک خرابی کو بطور مثال دے کر یہ بتایا گیا ہے کہ یہ آخرت سے غفلت کا لازمی نتیجہ ہے۔ جب تک لوگوں کو یہ احساس نہ ہو کہ ایک روز اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے اور ایک ایک پیسہ کا حساب دینا ہے، اس وقت تک یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنے معاملات میں کامل راست بازی اختیار کریں، ایمانداری کا طریقہ اختیار کریں۔

اس طرح اخلاق کے ساتھ عقیدۂ آخرت کا تعلق نہایت مؤثر اور دلنشین طریقے سے واضح کرنے کے بعد آیت نمبر (۱) سے (۱۷) تک یہ بات بتائی گئی ہے کہ بدکار لوگوں کے نامۂ اعمال پہلے ہی جرائم پیشہ لوگوں کے رجسٹر میں درج ہو رہے ہیں، یعنی جہنمی لوگوں کے رجسٹر میں درج ہو رہے ہیں اور آخرت میں انھیں سخت تباہی سے دوچار ہونا ہے۔

پھر (۱۸) سے (۲۸) تک نیک لوگوں کا بہترین انجام بیان کیا گیا ہے، سورۂ انفطار میں نیک اور بدلوگوں کی تقسیم ہے تو مطففین میں اس کی تفصیل ہے۔ آخرت کیلئے اس سورہ میں یہ دلیل ہے کہ انسان بالطبع عدل وانصاف کو پسند کرتا ہے اگر کوئی اس کے ساتھ بے انصافی کرے تو وہ سخت ناپسند کرتا ہے لہٰذا عدل وانصاف انسان کے دل کی آواز ہے اور انسان چاہتا ہے کہ انصاف ہو، اس دنیا میں بہت سارے لوگ انصاف کیلئے ترس رہے ہیں، مگر انصاف نہیں ملتا، اس لئے آخرت ضروری ہے تا کہ وہاں سب کو انصاف ملے۔ اللہ تعالیٰ انصاف کی کرسی پر بیٹھے گا اور کمزور اور مظلوموں اور بے سہارا لوگوں کے ساتھ انصاف کرے گا۔

آیاتها ۳۶ — ۸۳ سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ مَكِّيَّةٌ ۸۶ — رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى
النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ
وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمۡ
مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۵﴾ يَّوۡمَ يَقُوۡمُ
النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۶﴾ كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ
الۡفُجَّارِ لَفِىۡ سِجِّيۡنٍ ﴿۷﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا
سِجِّيۡنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ﴿۹﴾ وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ
لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيۡنَ يُكَذِّبُوۡنَ بِيَوۡمِ
الدِّيۡنِ ﴿۱۱﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعۡتَدٍ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے (۱) جو لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں (۲) اور جب دوسروں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو تھوڑا کم کر دیتے ہیں (۳) کیا انھیں مرنے کے بعد جی اُٹھنے کا خیال نہیں (۴) قیامت کے عظیم دن کا (۵) جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے (۶) یقینا بدکاروں کا نامۂ اعمال سجین میں ہیں (سجین ایسا دفتر جس میں دوزخ میں جانے والوں کے نام لکھے ہوتے ہیں) (۷) تجھے کیا معلوم سجین کیا ہے (۸) یہ تو لکھی ہوئی کتاب ہے (۹) اس دن جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے (۱۰) یعنی جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں (۱۱) اور اس دن کو وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے آگے بڑھنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَثِیۡمٍ ۙ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿ؕ۱۳﴾ کَلَّا بَلۡ ٜ رَانَ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ کَلَّاۤ اِنَّہُمۡ عَنۡ رَّبِّہِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ ﴿ؕ۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّہُمۡ لَصَالُوا الۡجَحِیۡمِ ﴿ؕ۱۶﴾ ثُمَّ یُقَالُ ہٰذَا الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ بِہٖ تُکَذِّبُوۡنَ ﴿ؕ۱۷﴾

والا اور بُرا عمل کرنے والا ہے (۱۲) جب اسکو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (۱۳) ہرگز نہیں! یعنی قرآن، قصے کہانیوں کی کتاب نہیں، اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے دلوں پر انکے بُرے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے (۱۴) ہرگز نہیں، بیشک یہ لوگ اس دن اپنے پروردگار کے دیدار سے محروم ہونگے (۱۵) پھر وہ جہنم میں داخل ہوں گے (۱۶) پھر ان سے کہا جائے گا یہ وہی چیز ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے (۱۷)

آیت ۷: فاجر اور ابرار کا مفہوم: فجر کے معنی چیز کو وسیع طور پر پھاڑنا اور فجر کو فجر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ سارے آسمان پر نمودار ہو جاتی ہے اور فاجر وہ شخص ہے جو وسیع پیمانے پر دین کی نافرمانی کرنے والا ہو اور ہر وقت گناہوں میں منہمک رہتا ہو اور گناہوں سے تائب نہ ہو اس کے مقابلہ میں ابرار ہے۔

بِرٌّ کے معنی نیکی۔ نیکی کے کام اور بَرٌّ کے معنی وسیع خشک قطعہ زمین ہے گویا ہر لفظ میں نیکی کے علاوہ وسعت کا تصور بھی پایا جاتا ہے اور بِرٌّ ہر دم نیکی پر مائل رہنے والی خصلت کو کہتے ہیں جب کسی نیکی کا موقع آئے اسے فوراً سرانجام دے دیا جائے اور بارٌّ وہ شخص ہے جو ایسی خصلت رکھتا ہو اور اس کی جمع ابرار ہے۔

سجین اور علیین میں فرق

سجین: بدکردار لوگوں کی ارواح کا قید خانہ اور ان کے اعمال ناموں کے جمع ہونے کا دفتر ہے۔ اسی طرح علیین ابرار کی ارواح کا مستقر ہے اور ان کے اعمال نامے اسی مقام پر محفوظ رہتے ہیں جو سات آسمانوں کے اوپر ہے۔ (تیسیر القرآن) "کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِیۡ سِجِّیۡنٍ ؕ"، بے شک بدکار لوگوں کا نامۂ اعمال سجین میں ہے۔ یعنی بدعمل لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے، ان کے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، کیونکہ بُرا عمل کرنے والوں کا نام دوزخ میں جانے والوں کے دفتر میں لکھا جاتا ہے، اگر دوزخ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو نیک عمل کرو، اللہ تعالیٰ کا حق اور اس کے بندوں کا حق ادا کرو۔

کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِیۡ عِلِّیِّیۡنَ ﴿ؕ۱۸﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا عِلِّیُّوۡنَ ﴿ؕ۱۹﴾ کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ﴿ۙ۲۰﴾ یَّشۡہَدُہُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿ؕ۲۱﴾ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ﴿ۙ۲۲﴾ عَلَی الۡاَرَآئِکِ

یقیناً نیک لوگوں کا نامہ اعمال علّیین میں ہے (جنتی لوگوں کا دفتر) (۱۸) اور تمہیں کیا معلوم علیین کیا ہے؟ (۱۹) ایک دفتر ہے لکھا ہوا (۲۰) جسکی نگرانی مقرب فرشتے کرتے ہیں (۲۱) بیشک نیک لوگ بڑے عیش و آرام میں ہونگے (۲۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَنْظُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ
النَّعِيْمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ
مَّخْتُوْمٍ ﴿٢٥﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكَ
فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَ مِزَاجُهٗ
مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا
الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا
كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَ
اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَ اِذَا
انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿٣١﴾
وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ
لَضَآلُّوْنَ ﴿٣٢﴾ وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ
حٰفِظِيْنَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ
الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ
يَنْظُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا
يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ ع ۸

عالی شان تختوں پر بیٹھے نظارہ کر رہے ہونگے (۲۳) تو ان
کے چہروں سے ہی نعمتوں کی تروتازگی پہچان لے گا (۲۴)
ان کو شراب خالص پلائی جائیگی (۲۵) جس کی مہک مشک
کی ہوگی، جو لوگ دوسروں پر بازی لے جانا چاہتے ہوں وہ
اس جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں (۲۶) اور اسکی
آمیزش تسنیم کی ہوگی، تسنیم بہترین شراب کا چشمہ ہے جو بلند
مقام پر ہے (۲۷) وہ ایک چشمہ ہے جس سے خدا کے
مقرب بندے پئیں گے (۲۸) بیشک مجرم لوگ دنیا میں
ایمان والوں کا مذاق اڑاتے تھے (۲۹) اور جب انکے پاس
سے گزرتے تو حقارت سے اشارے کرتے تھے (۳۰) اور
جب اپنے گھروں کو لوٹتے تو اتراتے ہوئے لوٹتے (۳۱)
اور جب ان مومنوں کو دیکھتے تو کہتے یہ تو گمراہ ہیں (۳۲)
حالانکہ وہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے تھے (۳۳) آج
ایمان والے کافروں پر ہنسیں گے (۳۴) اور شاندار تختوں
پر بیٹھے انکا حال دیکھ رہے ہونگے (کہ کفار جہنم میں جل رہے
ہونگے) (۳۵) آخر کار کفار کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ
مل گیا (۳۶)

تشریح: ان آیات میں اللہ تعالیٰ ایک نصیحت کر رہا ہے کہ لوگو! اگر کچھ پانا چاہتے ہو تو جنت کو پانے کی کوشش کرو، ایمان اور نیک عمل کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو، اللہ تعالیٰ کا حق مارنے، نماز کی چوری کرنے، لوگوں کے حقوق مارنے، ناپ تول میں کمی کرنے، لوگوں کے ساتھ ظلم، بے ایمانی اور حق تلفی کرنے کی کوشش مت کرو۔ یہ حرکت دنیا و آخرت میں تم کو برباد کر دیگی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الانشقاق

سورۃ الانشقاق مکی ہے اس میں ۲۵ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور مکہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔ جب رسول خدا اہل مکہ کو قیامت کے آنے کی خبر دے رہے تھے اور کفار اس کا سختی سے انکار کررہے تھے۔ اس سورہ کا موضوع آخرت ہے اور آخرت جزا و سزا کے لئے آرہی ہے، نیک اور بد میں فرق کرنے کے لئے آرہی ہے، اس دنیا میں نیک اور بد سب ملے ہوئے ہیں، مگر آخرت میں ایسا نہ ہوگا، اچھے اور بُرے لوگ الگ الگ ہوں گے۔ اچھے لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو بُرے لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ آیت نمبر ۶ سے ۱۹ تک یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو اس بات کا خیال ہو یا نہ ہو، بہرحال وہ اس منزل کی طرف چاروناچار چلا جارہا ہے، جہاں اسے اپنے رب کے آگے پیش ہونا ہے۔ پھر انسان دو حصوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک وہ جن کا اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کامیاب ہوں گے اور جنت میں داخل ہوں گے اور جن کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ ناکام ہوں گے اور جہنم میں داخل ہوں گے۔ وہ چاہیں گے کسی طرح موت آجائے مگر وہ نہیں آئے گی۔

اٰیاتھا ۲۵ | ۸۴ سُوۡرَۃُ الۡاِنۡشِقَاقِ مَکِّیَّۃٌ ۸۳ | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ۙ﴿۱﴾ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَ
حُقَّتۡ ۙ﴿۲﴾ وَاِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ۙ﴿۳﴾ وَ اَلۡقَتۡ
مَا فِيۡهَا وَ تَخَلَّتۡ ۙ﴿۴﴾ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَ
حُقَّتۡ ؕ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى
رَبِّكَ كَدۡحًا فَمُلٰقِيۡهِ ۚ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ
كِتٰبَهٗ بِيَمِيۡنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوۡفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا
يَّسِيۡرًا ۙ﴿۸﴾ وَّ يَنۡقَلِبُ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا ؕ﴿۹﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب آسمان پھٹ جائے گا (۱) اور اپنے رب کا حکم مانے گا اور اس کیلئے واجب بھی یہی ہے کہ اپنے رب کا حکم مانے (۲) اور جب زمین ہموار کردی جائے گی (۳) اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب باہر ڈال دے گی اور بالکل خالی ہوجائے گی (۴) اور اپنے رب کا حکم مانے گی اور اس کے لئے بھی سزاوار ہے کہ وہ اپنے رب کا حکم مانے (۵) اے انسان تو کشاں کشاں اپنے رب کی طرف چلا جارہا ہے اور اس سے ایک دن ملنے والا ہے (۶) پھر جس کا نامہ اعمال اسکے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا ہے (۷) تو اس سے حساب آسان لیا جائیگا (۸) اور وہ اپنے گھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾
فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا ؕ﴿۱۲﴾
اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ
لَّنْ يَّحُوْرَ ۚ﴿۱۴﴾ بَلٰۤى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ معانقة ۱
بَصِيْرًا ؕ﴿۱۵﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ﴿۱۶﴾ وَ الَّيْلِ وَمَا
وَسَقَ ۙ﴿۱۷﴾ وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ
طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ؕ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۲۰﴾
وَ اِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ؕ۩﴿۲۱﴾ السجدة ۱۳
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۖ﴿۲۲﴾ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا يُوْعُوْنَ ۖ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۲۴﴾
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ع﴿۲۵﴾ ع ۹ ۲۵

والوں میں خوش خوش آئیگا (۹) اور جسکا نامۂ اعمال اسکے پیٹھ پیچھے سے دیا جائے گا یعنی بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا (۱۰) تو وہ موت کو پکارے گا (۱۱) اور وہ دوزخ میں داخل ہوگا (۱۲) یہ اپنے اہل وعیال میں عیش وآرام میں تھا (۱۳) اور خیال کرتا تھا کہ اسے خدا کے پاس جانا نہیں ہے (۱۴) حالانکہ اسکا رب اسکو دیکھ رہا تھا (۱۵) نہیں، ہمیں شام کی سرخی کی قسم (۱۶) اور رات کی اور ان چیزوں کی قسم جن کو اکٹھا کر لیتی ہیں (۱۷) اور چاند کی قسم جب وہ کامل ہو جائے (۱۸) تم ضرور درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت پر پہنچو گے (۱۹) انھیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے ہیں (۲۰) اور جب انکے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ہیں (۲۱) بلکہ یہ کافر اُلٹا جھٹلا رہے ہیں (۲۲) اور یہ لوگ جو کچھ چھپا رہے ہیں اللہ خوب جانتا ہے (۲۳) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ انکو دردناک عذاب کی خبر سنا دو (۲۴) البتہ جو لوگ ایمان لائے اور جو نیک عمل کئے، ان کیلئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا (۲۵)

آسان حساب کیا ہے؟

آیت ۸: آسان حساب یہ ہے کہ جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری نکلا، اس سے اس کی برائیوں کے متعلق یہ سوال نہیں کیا جائے گا کہ تم نے فلاں برا کام کیوں کیا تھا؟ کیا تمہارے پاس اس کے لئے کوئی عذر ہے؟ بلکہ اس کی خطاؤں سے درگزر کیا جائے گا جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جس شخص سے حساب لیا گیا وہ تباہ ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ، اللہ فرماتا ہے کہ جس کو اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا اس سے جلد ہی آسان حساب لیا جائیگا: آپ نے فرمایا یہ محض پیشی ہوگی۔ انھیں ان کے اعمال بتا دیئے جائیں اور جسکے حساب کی تحقیق شروع ہوگئی۔ وہ تباہ ہوا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 100) اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا (مسند احمد مشکوٰۃ بتحقیق الالبانی 5562) اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لے۔

تشریح: ان آیات میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ انسان دھیرے دھیرے رب کی طرف سفر کر رہا ہے، بچپن، پھر جوانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر بڑھاپا، پھر موت۔ موت کا مطلب ہے رب کے پاس چلا جانا، پھر وہاں رب حساب وکتاب لے گا، سب انسان دو حصوں میں بٹ جائیں گے، نیک لوگوں کو نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ کامیاب ہوں گے، بُرے لوگوں کو نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ ناکام ہوں گے۔

کفار ومشرکین یہ کہتے تھے کہ آخرت آنے والی نہیں ہے، اور ہمارا حساب لینے والا کوئی نہیں ہے لہٰذا سزا اور جزا بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: اے کافرو تمہارا یہ خیال غلط ہے، آخرت ضرور آئے گی، حساب کتاب ضرور ہوگا، نیک لوگ انعام کے مستحق ہوں گے اور بُرے لوگ سزا کے مستحق ہوں گے۔ آخرت کے یہ دلائل ہیں جیسے سورج ڈوبنے کے بعد آسمان پر لال سیاہی چھا جاتی ہے، جیسے رات میں انسان اور حیوان سب اپنے اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں جیسے چاند کا باریک ہوکر دھیرے دھیرے بڑا ہو جانا، جیسے رات کے بعد دن کا آجانا، اسی طرح دنیاوی زندگی کے بعد آخرت کی زندگی یقینی ہے۔ قرآن آخرت کی خبر دے رہا ہے کہ وہ ضرور آئے گی۔ لوگوں کو چاہئے تھا کہ قرآن کی بات کو سچا مانیں اور اس کی قدر کریں ، اگر وہ قرآن کی بات پر دھیان نہیں دیں گے تو دنیا وآخرت میں برباد ہو جائیں گے۔

قرآن آخرت کی خبر دے رہا ہے جو لوگ اس بات کا انکار کریں گے وہ جہنم کے مستحق ہوں گے اور جو لوگ قرآن کو سچا مان کر ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ جنت میں جائیں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُورۃُ البروج

سورۃ البروج مکی ہے اس میں ۲۲ آیتیں اور ا رکوع ہے

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور اس وقت نازل ہوئی جب کفار مسلمانوں کو ستا رہے تھے، تکلیف دے رہے تھے اور ایمان سے پھیرنے کی بہت کوشش کر رہے تھے۔ اس سورہ کا موضوع کفار کو ظلم وستم کے بُرے انجام سے خبردار کرنا ہے، جو وہ مسلمانوں پر کر رہے تھے اور اہل ایمان کو تسلی دینا کہ اگر وہ ان مظالم کے مقابلہ میں ثابت قدم رہیں گے تو اس کا بہترین اجر وثواب ملے گا اور یقینا اللہ تعالیٰ ظالموں سے بدلہ لے گا۔

واقعہ اصحاب اخدود

گزشتہ زمانے میں ایک بادشاہ کے پاس جادوگر تھا، جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے ایک ذہین اور ہوشیار لڑکا دو تاکہ میں اسے جادو سکھا دوں، چنانچہ بادشاہ نے ایک عقلمند لڑکا اس کے حوالے کیا۔ لڑکا روز جادو سیکھنے جادوگر کے پاس جایا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا تھا۔ راستہ میں ایک عیسائی عالم (راہب) کا مکان پڑتا تھا، یہ لڑکا آتے جاتے اس کے پاس بھی بیٹھتا اور اس کی باتیں سنتا جو اسے اچھی لگتیں اسے لے لیتا، اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا ایک مرتبہ یہ لڑکا جا رہا تھا کہ راستے میں ایک بڑا جانور شیر نے اسکا راستہ روک لیا۔ لڑکے نے سوچا: آج میں معلوم کرونگا کہ جادوگر صحیح ہے یا راہب، اس نے ایک پتھر شیر پر پھینکا اور کہا، اے اللہ اگر راہب کا معاملہ تیرے پاس جادوگر کے معاملہ سے بہتر اور پسندیدہ ہے تو اس جانور کو مار دے تاکہ لوگوں کی آمد و رفت جاری ہو جائے اور راستہ چلنے میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو، وہ شیر مر گیا۔ لڑکے نے جا کر راہب کو یہ واقعہ بتایا تو راہب نے کہا کہ بیٹا تم اب فضل و کمال والے ہو گئے ہو اور تمہاری آزمائش ضرور ہونے والی ہے، لیکن دور ابتلاء میں میرا نام ظاہر نہ کرنا۔

اس لڑکے کو اللہ تعالیٰ نے کرامت والا بنا دیا تھا کہ یہ کسی اندھے پر ہاتھ پھیر دیتا تو آنکھوں میں روشنی آجاتی، کسی کوڑھی اور کسی سفید داغ والے پر ہاتھ پھیرتا تو بیماری چلی جاتی اور مکمل شفا حاصل ہوتی۔ یہ لڑکا علاج اس شرط پر کرتا تھا کہ وہ بیمار اللہ پر ایمان لائے، بادشاہ کے دربار میں ایک نابینا تھا، اس کا علاج بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے پر کیا اور وہ نابینا اچھا ہو گیا، جب نابینا درباری بادشاہ کے دربار میں گیا اور ہر چیز کو دیکھنے لگا تو بادشاہ نے پوچھا تم اندھے تھے تم دیکھنے والے کیسے بن گئے، درباری نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں میں روشنی دی، تو پھر بادشاہ نے پوچھا کیا میں تیرا خدا نہیں ہوں، تو درباری نے جواب دیا کہ اے بادشاہ تم میرے خدا نہیں ہو، میرا اور تمہارا پروردگار اللہ ہے، بادشاہ سخت ناراض ہوا اور کہا کہ اللہ کا انکار کرو اور مجھے خدا مانو درباری نہ مانا تو بادشاہ نے اس کے سر پر آرا چلا دیا، اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

اسی طرح بادشاہ نے راہب سے پوچھا تیرا خدا کون ہے؟ راہب نے کہا، اللہ، بادشاہ نے کہا اللہ کا انکار کرو اور میری خدائی کا اقرار کرو ورنہ جان سے مار دوں گا، راہب نہ مانا تو راہب کے سر پر آرا چلا دیا اور اسکے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

بادشاہ نے سپاہیوں سے کہا کہ لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ، اللہ کا انکار کرنے اور میری خدائی کا اقرار کرنے کو کہو، اگر مان لے تو واپس لے آؤ اور اگر نہ مانے تو پہاڑ پر سے نیچے گرا دو تاکہ مر جائے۔ جب سپاہی پہاڑ کی چوٹی پر لڑکے کو لے گئے اور لڑکا ان کی بات نہ مانا تو وہ بچے کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دینا چاہتے تھے لیکن بچے نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ تو میری مدد فرما، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا سن لی، پہاڑ زور سے ہلنے لگا، سارے سپاہی پہاڑ پر سے گر گئے اور لڑکا صحیح سالم بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ حیران ہو گیا اور سپاہیوں کے بارے میں پوچھا تو لڑکے نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور تیرے سپاہی پہاڑ پر سے گر کر ہلاک ہو گئے۔

بادشاہ نے پھر چند سپاہیوں کو حکم دیا کہ بیچ دریا میں لے جا کر پوچھو کہ تیرا خدا کون ہے، اللہ یا بادشاہ؟ اگر اللہ کہے تو اسے دریا میں ڈبو دو اور اگر بادشاہ کو خدا مان لے تو واپس لے آؤ، جب بچہ نے کہا کہ میرا خدا اللہ ہے تو سپاہی لڑکے کو دریا میں پھینک ہی دینے والے تھے کہ لڑکے نے اللہ سے دعا کی اے اللہ میری مدد فرما، ظالموں کے ظلم سے بچا۔ اللہ تعالیٰ نے کشتی کو اُلٹ دیا تمام سپاہی دریا میں ڈوب گئے اور اللہ کے فضل و کرم سے لڑکا صحیح سلامت پھر بادشاہ کے پاس آیا، بادشاہ حیران ہو گیا اور پوچھا تو پھر کیسے بچ گیا تو لڑکے نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا، پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ تو کسی تدبیر سے مجھے نہیں مار سکتا، میں جس طرح کہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کرے گا تو مجھے مار سکے گا۔ مجھے مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک کھلے میدان میں تمام لوگوں کو جمع کر اور بسم اللہ رب الغلام کہہ کر میرے اوپر تیر چلا، بادشاہ نے ایک کھلے میدان میں تمام لوگوں کو جمع کیا، ہزاروں کا مجمع تھا، لڑکے کو ایک درخت پر لٹکایا گیا اور پھر بادشاہ نے ایک مرتبہ کہہ کر یہ تیر چلایا بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ (اللہ کے نام سے جو لڑکے کا خدا ہے) تیر کنپٹی پر لگا اور لڑکا اپنا ہاتھ کنپٹی پر رکھا اور اس طرح اس کی جان چلی گئی۔ یہ منظر اور اللہ کے نام کی برکت دیکھ کر سب لوگوں نے اعلان کیا کہ ہم بھی اس لڑکے کے اللہ پر ایمان لائے، یعنی ہمارا خدا بھی اللہ ہے بادشاہ نہیں۔ میدان میں جتنے لوگ تھے سب کے سب مسلمان ہو گئے تو لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ یہ لوگ تیری خدائی کا انکار کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنا خدا مان رہے ہیں، تب بادشاہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ چوراہوں کے پاس بڑے بڑے گڑھے کھودے جائیں اور اس میں آگ دہکائی جائے اور حکم دیا کہ جو میری خدائی کا انکار کریں ان کو آگ میں زندہ جلایا جائے، اسی طرح ایماندار آتے رہے اور آگ میں جلتے رہے اور آگ کے حوالے ہوتے رہے، یہاں تک کہ ایک عورت آئی جس کے پاس دودھ پیتا بچہ تھا، وہ تھوڑا ڈر گئی تو بچہ بول پڑا، چھ ماہ کا بچہ بات کرنے لگا کہ اے میری ماں صبر کر تو حق پر ہے، اسی طرح ماں اور بچہ بھی اللہ کے لئے آگ میں کود گئے۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 5327)

ایاتها ۲۲ ۸۵ سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ ۲۷ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝١ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝٢ وَشَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ ۝٣ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝٤ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝٥ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝٦ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝٧ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝٨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝١٠ اِنَّ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے مضبوط قلعہ والے آسمان کی (۱) اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے (۲) اور حاضر ہونے والے کی اور اس چیز کی جو حاضر کی جائیگی (۳) ہلاک ہوئے خندق کھودنے والے (۴) جن میں آگ تھی بہت ایندھن والی (۵) جبکہ وہ ان کے کناروں پر بیٹھے ہوتے تھے (۶) اور جو سختیاں اہل ایمان پر ہو رہی تھیں اسے دیکھ رہے تھے (۷) ان کو مومنوں کی یہی بات بُری لگتی تھی کہ وہ اس خدا پر ایمان لائے تھے جو انتہائی زبردست اور قابل تعریف ہے (۸) اور جسکی آسمانوں اور زمینوں میں بادشاہت ہے اور ہر چیز سے واقف ہے (۹) جن لوگوں نے مومن مرد اور مومنہ عورت کو تکلیفیں دیں اور توبہ نہ کی تو یقینا ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے اور آگ میں جلانے کی سزا بھی ہے (۱۰) بے شک ایمان قبول کرنے والوں اور نیک کام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْكَبِيْرُؕ ۝۱۱ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌؕ ۝۱۲ اِنَّهٗ
هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُۚ ۝۱۳ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ
الْوَدُوْدُۙ ۝۱۴ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُۙ ۝۱۵ فَعَّالٌ لِّمَا
يُرِيْدُؕ ۝۱۶ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِۙ ۝۱۷
فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَؕ ۝۱۸ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ
تَكْذِيْبٍۙ ۝۱۹ وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ مُّحِيْطٌۚ ۝۲۰
بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌۙ ۝۲۱ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝۲۲ ع ۲۲ / ۱

کرنے والوں کیلئے وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں یہی بڑی کامیابی ہے (۱۱) بے شک تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے (۱۲) وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کریگا (۱۳) اور وہ بڑا بخشنے والا ہے اور بہت محبت کرنے والا ہے (۱۴) وہ عرش کا مالک ہے اور بڑی شان والا ہے (۱۵) جو چاہتا ہے کر دیتا ہے (۱۶) کیا تمہیں لشکروں کی خبر پہنچی (۱۷) فرعون اور ثمود کے لشکروں کی (۱۸) مگر کافر لوگ برابر جھٹلانے میں لگے ہیں (۱۹) اور اللہ تعالیٰ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے (۲۰) کافروں کے جھٹلانے سے قرآن کا کچھ نہیں بگڑتا کیونکہ یہ ایک عظیم کتاب ہے (۲۱) جو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے (۲۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورة الطارق

سورۃ الطارق مکی ہے اس میں ۱۷ آیتیں اور ارکوع ہے

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور اس وقت نازل ہوئی جبکہ اہل مکہ کو رسول اللہ ﷺ آخرت کے آنے کی خبر دے رہے تھے اور حساب و کتاب کا یقین دلا رہے تھے، مگر کفار و مشرکین اس پیغام کے ساتھ ہنسی مذاق کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ آخرت ہرگز نہیں آئے گی اور حساب و کتاب بھی نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ آخرت ضرور آئے گی اور حساب کتاب بھی ضرور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دلیل میں یہ کہا کہ کیا تم آسمان میں چمکنے والے ستاروں کی طرف نہیں دیکھتے، یہ ستارے کروڑوں اور اربوں کی تعداد میں ہیں، یہ اصل میں آنکھیں ہیں جو انسانوں کے اعمال کی طرف دیکھ رہی ہیں، یہ نگران اور جاسوس ہیں، جب رات کے اندھیرے میں انسان یہ سمجھ کر برائی کرتا ہے کہ اندھیرے میں ہم کو کوئی نہیں دیکھ رہا ہے جبکہ اس وقت اربوں ستارے اس کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں گواہی دیں گے کہ اے اللہ اس شخص کو رات میں برائی کرتے ہوئے ہم نے دیکھا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب لاکھوں کروڑوں اور اربوں گواہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اس بات کی گواہی دیں گے کہ اے اللہ اس شخص کو رات میں ہم نے برائی کرتے ہوئے دیکھا ہے جب کسی عدالت میں لاکھوں سچے گواہی دیں تو مجرم سزا سے کس طرح بچ سکتا ہے اور جب رات میں اتنے جاسوس اتنے نگران ہوں تو دن میں کتنے نگران ہوں گے آپ خود اندازہ لگایئے، پھر کراماً کاتبین کو اللہ تعالیٰ ہر انسان کے ساتھ رکھا ہے ایک فرشتہ نیکی لکھ رہا ہے اور ایک فرشتہ بُرائی لکھ رہا ہے، پھر ہمارے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، سب گواہی دیں گے ہم نے جو کچھ کیا ہے سب بیان کریں گے۔ پھر ہم بُرائی کر کے کس طرح سزا سے بچ سکیں گے۔ انسان کے اوپر اتنے نگران اتنے جاسوس رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن اس کے اچھے عمل پر انعام دیا جائے اور بُرے عمل پر سزا دی جائے۔

طَارِقٌ سے مراد روشن ستارہ ہے۔ طَارِق، طُرُوقٌ سے ہے۔ لغوی معنیٰ کھٹکھٹانے کے ہیں۔ رات کو آنے والے کیلئے طارق کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ستاروں کو بھی طارق کہتے ہیں اس لئے کہ دن کو چھپ جاتے اور رات کو نمودار ہوتے ہیں۔

ہر نفس پر اللہ کی طرف سے فرشتے مقرر ہیں۔ جو اس کے اچھے یا بُرے سارے اعمال لکھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ انسانوں کی حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ رعد آیت ۱۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی حفاظت کے لئے بھی انسان کے آگے پیچھے فرشتے ہوتے ہیں۔ (احسن البیان)

مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کو دوبارہ زندہ کرسکتا ہے، جو خدا انسان کو پانی کی ایک حقیر بوند سے چلنے پھرنے والا، سوچنے اور سمجھنے والا، کار، ریل اور ہوائی جہاز جیسی چیزیں بنانے والا انسان پیدا کرسکتا ہے تو اسی طرح ایک مرے ہوئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے کیا مشکل ہے، جب خدا انسان کو پہلی مرتبہ پیدا کر چکا ہے تو دوسری مرتبہ اسے پیدا کرنا کیا مشکل ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ انسان کو دوبارہ زندہ کرسکتا ہے وہ بہت قوت والا اور بڑے کمال والا ہے، قرآن کی بات فیصلہ کن بات ہے کہ انسان کو دوبارہ زندہ کرے گا اور حساب لے گا، اگر نیک ہے اس کے لئے جنت ہے اور بُرا ہے تو اس کے لئے جہنم ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح سمندر کا پانی بھاپ بن کر اوپر چلا جاتا ہے پھر بارش بن کر زمین پر واپس آجاتا ہے، اسی طرح انسان اللہ کے پاس سے آیا پھر ایک دن اللہ تعالیٰ کے پاس چلا جائے گا اور جس طرح زمین پھٹتی ہے تو اس سے پودا باہر نکلتا ہے اور زمین پھٹتی ہے تو پانی کا چشمہ ظاہر ہوتا ہے، اسی طرح ایک دن آئے گا کہ زمین پھٹے گی، زمین میں زلزلہ آئے گا تو سارے مردے زندہ ہو کر زمین کے باہر نکل آئیں گے اس لئے زمین کو پھٹنے والی، شگاف والی کہا ہے۔

قرآن اللہ کی کتاب ہے یہ لوح محفوظ سے اُتری ہوئی عظیم کتاب ہے۔ قرآن جس روز حساب سے جس قیامت کے آنے کی بات پیش کر رہا ہے وہ اٹل، قطعی اور فیصلہ کن بات ہے، اس کو مذاق نہ سمجھو، اسے معمولی بات نہ سمجھو، آخرت کی اہمیت کا خیال کرو، اس کی طرف توجہ کرو، اس کی تیاری کرو، آخرت پر ایمان لاؤ، نیک عمل کرو اور بُرے عمل سے بچو۔ اگر آپ نے زندگی اس طرح گذاری کہ بس دنیا کی فکر کرتے رہے اور آخرت کو بھلا دیا تو یقیناً برباد ہو جاؤ گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیاتها ۱۷ ۸۶ سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ ٣٦ رکوعها ١

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾ النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾ اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ؕ﴿۴﴾ فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَ التَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ ؕ﴿۸﴾ يَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآئِرُ ۙ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّ لَا نَاصِرٍ ؕ﴿۱۰﴾ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ ۙ﴿۱۱﴾ وَ الۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ ۙ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّ مَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ ؕ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّ اَكِيۡدُ كَيۡدًا ۚۖ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ﴿۱۷﴾ ع

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

گواہ ہے آسمان اور رات میں آنے والے (۱) اور تم کیا جانو رات میں آنے والے کون ہیں؟ (۲) وہ چمکتے ہوئے ستارے ہیں (۳) کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس پر کوئی نگران نہ ہو (یعنی ہر ایک پر ایک نگران ہے) ایک جاسوس لگا ہوا ہے (۴) انسان ذرا غور کرے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے (۵) اُچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے (۶) جو ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے (۷) یقیناً اللہ اسے دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے (۸) جس دن دلوں کے بھید جانچے جائینگے (۹) اس وقت اسکے پاس نہ کوئی قوت ہوگی اور نہ کوئی مدد کریگا (۱۰) گواہ ہے بارش برسانے والا آسمان (۱۱) اور گواہ ہے پھٹ جانے والی زمین (۱۲) یہ فیصلہ کن بات ہے (۱۳) ہنسی مذاق نہیں (۱۴) یعنی قیامت کا آنا طے ہے، یہ ایک حقیقت ہے۔ یہ لوگ کچھ چالیں چل رہے ہیں یعنی کافر (۱۵) اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں (۱۶) اے نبی تم کافروں کو چند دن کی مہلت دو (۱۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة الاعلیٰ

سورۃ الاعلیٰ مکی ہے اس میں ۱۹ آیتیں اور ۱ رکوع ہے۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور ابتدائی سورتوں میں سے ایک ہے، آپ ﷺ قرآن کو اخذ کرنے میں یہ اندیشہ محسوس کررہے تھے کہ کہیں کوئی آیت بھول نہ جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ آپ غور سے قرآن سنیں، آپ کو یاد دلا دینا اور اس کے معانی سمجھا دینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ آپؐ اس کی فکر نہ کریں، اس کا موضوع آخرت کی کامیابی ہے، آخرت کی کامیابی اُسے ملے گی جو اللہ کی ہدایات کو قبول کرتا ہے جو قرآن کی شکل میں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔

فضیلت: یہ سورہ مختصر ہونے کے باوجود توحید رسالت اور آخرت کے مضامین پر مشتمل ہے، اسلئے یہ سورہ جمعہ اور عیدین کے موقع پر پڑھنے کے لئے مناسب قرار دیا گیا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ میں سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَی اور هَلۡ اَتٰـكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِ (یعنی سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے) (صحیح مسلم حدیث نمبر 1452)

اٰیاتها ۱۹ | ۸۷ سُوۡرَةُ الۡاَعۡلٰی مَكِّيَّةٌ ۸ | رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَى ۝۱ الَّذِىۡ خَلَقَ
فَسَوّٰى ۝۲ وَالَّذِىۡ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝۳ وَ الَّذِىۡۤ
اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰى ۝۴ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحۡوٰى ۝۵
سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰٓى ۝۶ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ
اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ وَ مَا يَخۡفٰى ۝۷ وَ نُيَسِّرُكَ
لِلۡيُسۡرٰى ۝۸ فَذَكِّرۡ اِنۡ نَّفَعَتِ الذِّكۡرٰى ۝۹
سَيَذَّكَّرُ مَنۡ يَّخۡشٰى ۝۱۰ وَ يَتَجَنَّبُهَا
الۡاَشۡقَى ۝۱۱ الَّذِىۡ يَصۡلَى النَّارَ الۡكُبۡرٰى ۝۱۲

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے پیغمبر! اپنے رب اعلیٰ کی پاکی بیان کرو کہ وہ (ہر عیب سے پاک ہے) (۱) جس نے پیدا کیا اور متناسب بنایا (۲) جس نے منصوبہ بنایا اور رہنمائی کی (۳) جس نے نباتات اُگائے (۴) اور پھر انکو گھنا سرسبز وشاداب بنایا (۵) اے نبی ﷺ ہم تمہیں پڑھا دیں گے پھر تم نہیں بھولو گے (۶) مگر جو اللہ چاہے وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی بات کو بھی (۷) ہم تم کو آسان طریقے کی توفیق دینگے (۸) لہٰذا تم نصیحت کرو، اگر نصیحت کرنا مفید ہو (۹) جو شخص ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کریگا (۱۰) اور جو نہیں ڈرتا وہ بدبخت منہ موڑے گا (۱۱) پھر جہنم کی بڑی آگ میں داخل ہوگا (۱۲) پھر وہاں نہ مرے گا نہ جیئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾ قَدْ اَفْلَحَ
مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَاسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ
تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ
اَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾
صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى ﴿۱۹﴾ ع

گا (۱۳) یقیناً وہ آدمی کامیاب ہو گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی، یعنی شرک، بدعت سے بچا اور جاہلیت، کاہلی سے بچا (۱۴) اور اپنے رب کو یاد کرتا رہا اور نماز پڑھا (۱۵) مگر تم لوگ دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو (۱۶) حالانکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے (۱۷) یہ بات پہلے صحیفوں میں بھی ذکر کی گئی ہے (۱۸) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں (۱۹)

آیت ا: سبحان کا لغوی معنی: ابن الفارس کے نزدیک لفظ سَبَّحَ کے بنیادی معنی دو ہیں۔(۱) عبادت کی قسم (۲) دوڑنے کی قسم۔ امام راغب کے نزدیک سَبَّحَ کا معنی کسی چیز کا پانی، ہوا میں تیرنا یا تیزی سے گزرنا اور سبّاح یعنی تیراک ہے اور سُبْحَان سبح سے مصدر ہے۔ جیسے غفر سے غفران۔ فضاء میں لاکھوں کروڑوں سیارے نہایت تیزی سے گردش کر رہے ہیں۔ جن میں نہ کبھی لرزش پیدا ہوتی ہے نہ جھول۔ اور نہ تصادم یا ٹکراؤ۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان پر کنٹرول کرنے والی ہستی اپنی تقدیر و تدبیر میں نہایت محکم طریقے سے کائنات چلا رہی ہے اور بلا شرکت غیرے مختار کل ہے۔ لہٰذا سبحان سے مراد وہ ہستی ہے جو (۱) ہر عیب سے پاک ہو (۲) وہ بلا شرکت غیرے مختار کل ہو (۳) کائنات کی تمام اشیاء پر پورا پورا کنٹرول بھی ہو۔

تسبیح کرنے سے مراد ایسی ہستی کو ان صفات کے ساتھ یاد کرنا اور یاد رکھنا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نماز کا حصہ بنا دیا۔ عقبہؓ بن عامر جہنی کہتے ہیں کہ آپ نے اس آیت کے مطابق سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی اور سورہ واقعہ کی آخری آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ کے مطابق رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھنے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مسند احمد، تیسیر القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورة الغاشية

سورۃ الغاشیہ مکی ہے اس میں ۲۶ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: غاشیہ ایک ایسی ہولناک مصیبت ہے جو سب پر چھا جائے، قیامت کی ہمہ گیر مصیبت کیلئے غاشیہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ سورہ مکی ہے اور ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے، سورہ اعلیٰ میں جنت وجہنم کا ذکر مختصر تھا، مگر اس سورہ میں تفصیل ہے۔ اس کا موضوع جزا اور سزا ہے کہ نیک لوگ کامیاب ہو کر جنت میں داخل ہوں گے اور برے لوگ جہنم میں داخل ہوں گے۔ اس کے موضوع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو سمجھنے کے لئے یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ ابتدائی زمانے میں رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ زیادہ تر دو باتوں پر تھی۔ ایک توحید اور دوسرا آخرت۔ اور اہل مکہ ان دونوں باتوں کو ماننے سے انکار کر رہے تھے، اس پس منظر کو سمجھنے کے بعد اس سورت کے مضمون اور انداز بیان پر غور کیجئے۔ اس میں سب سے پہلے غفلت میں پڑے لوگوں کو چونکا دینے کے لئے اچانک ان کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ تمہیں اس وقت کی بھی کچھ خبر ہے، سارے عالم پر چھا جانے والی ایک آفت نازل ہوگی، اس کے فوراً بعد یہ بات بتائی گئی کہ اس وقت سارے انسان دو مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ نیک لوگ ایک طرف تو برے لوگ دوسری طرف۔ نیک جنت میں داخل ہو کر عیش و آرام کی زندگی گذاریں گے اور برے لوگ جہنم میں داخل ہو کر دردناک عذاب میں روتے دھوتے رہیں گے۔

اٰیاتھا ۲۶ — ۸۸ سُوْرَۃُ الْغَاشِیَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۸ — رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ؕ﴿۱﴾ وُجُوْهٌ
يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۙ﴿۲﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ﴿۳﴾ تَصْلٰى
نَارًا حَامِيَةً ۙ﴿۴﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ؕ﴿۵﴾
لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۙ﴿۶﴾ لَّا
يُسْمِنُ وَ لَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ؕ﴿۷﴾ وُجُوْهٌ
يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۙ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۙ﴿۹﴾ فِيْ
جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ﴿۱۰﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ؕ﴿۱۱﴾
فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۘ﴿۱۲﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ وقف لازم
وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۙ﴿۱۴﴾ وَّ نَمَارِقُ
مَصْفُوْفَةٌ ۙ﴿۱۵﴾ وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ؕ﴿۱۶﴾ اَفَلَا
يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۫﴿۱۷﴾ وَ اِلَى
السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۫﴿۱۸﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ
نُصِبَتْ ۫﴿۱۹﴾ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۫﴿۲۰﴾
فَذَكِّرْ ۟ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ؕ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کیا تمہیں اس چھا جانے والی آفت کی خبر پہنچی ہے؟ (۱) کچھ چہرے اس روز خوف زدہ ہوں گے (۲) اترے ہوئے تھکے ہارے ہوں گے (۳) دہکتی آگ میں داخل ہونگے (۴) کھولتے چشمے کا پانی انھیں پلایا جائے گا (۵) کھانے کے لئے درخت کے کانٹے ہونگے (۶) جو نہ موٹا کریں گے اور نہ بھوک مٹائینگے (۷) کچھ چہرے اس روز خوش و خرم ہونگے (۸) اپنے عمل کے بدلہ سے خوش ہونگے (۹) عالیشان جنت میں ہونگے (۱۰) جہاں کوئی بے کار بات نہ سنیں گے (۱۱) اس میں چشمے بہہ رہے ہونگے (۱۲) اس میں اونچے تخت ہونگے (۱۳) اور پیالے ہوں گے قرینے سے رکھے ہوئے (۱۴) اور گاؤ تکیے قطار کی شکل میں لگے ہوئے (۱۵) اور قالین بچھے ہوئے (۱۶) کیا یہ لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے عجیب پیدا کئے گئے ہیں (۱۷) اور آسمان کی طرف کہ وہ کیسا بلند کیا گیا ہے (۱۸) اور پہاڑوں کی طرف کہ کس طرح کھڑے کئے گئے ہیں (۱۹) اور زمین کی طرف کہ کس طرح بچھائی گئی ہے (۲۰) اے پیغمبر تمہارا کام نصیحت کرنا ہے (۲۱) ان پر جبر کرنا نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِمُصَيۡطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الۡعَذَابَ الۡاَكۡبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيۡنَاۤ اِيَابَهُمۡ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ ﴿۲۶﴾

ہے(۲۲)ہاں تو آپکی بات سے جو منہ موڑے گا اور آپکی بات نہ مانیگا (۲۳) تو اللہ تعالیٰ اسے بڑا دردناک عذاب دے گا (۲۴) بیشک ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے (۲۵) پھر ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے یعنی ہم ان کا حساب لیں گے (۲۶)

غذا کے تین فائدے

آیت ۷: یعنی کوئی چیز کھانے کے تین ہی سبب ہوتے ہیں۔ایک لذت حاصل کرنے کیلئے کھایا جائے، دوسرے بھوک دور کرنے کیلئے اور تیسرے غذائیت اور جسم کی تقویت کیلئے۔ضریع سے لذت کے بجائے اس سے نفرت ہوگی کیونکہ وہ خاردار، بدبودار، تلخ اور زہریلا ہوگا۔باقی دو اغراض کی قرآن نے صراحت سے نفی کردی۔گویا اسکے کھانے سے تکلیف ہی بڑھے گی اور فائدہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔

آیت ۱۷: اللہ تعالیٰ نے عرب کے بدو اور خانہ بدوشوں کو سب سے پہلے اونٹ کی طرف توجہ دلائی جو ان کے نزدیک ایک قیمتی متاع اور صحرائی سفر میں ان کا مستقل رفیق تھا جو دس دن پانی پیئے بغیر گزارہ ہی نہیں کرسکتا تھا بلکہ بے تکلف سفر بھی جاری رکھ سکتا ہے۔ خاردار جھاڑیاں اور خشک گھاس اور پتے کھا کر شکم پروری کرلیتا ہے۔ریت میں اس کے پاؤں نہیں دھنستے اور بے تکلف سفر کرتا چلا جاتا ہے۔ریت کی وجہ سے تھک نہیں جاتا اور سب سے بڑھ کر یہ سب باربردار جانوروں سے زیادہ بوجھ اُٹھاتا ہے۔گویا یہ جانور ان لوگوں کی روح رواں تھا۔عظیم الجثہ اور عجیب الخلقت مثل مشہور ہے۔اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔اور اہل عرب کی بالخصوص توجہ اس جانور کی طرف اسی لئے دلائی گئی ہے کہ انھیں صحرائی زندگی کیلئے اونٹ کے علاوہ کوئی دوسرا جانور کام ہی نہ دے سکتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حسب حال انھیں ایسا کارآمد جانور مہیا فرمادیا اور اسی کی پیدائش میں غور کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم آسمان کی طرف کیوں نہیں دیکھتے، اتنا وسیع جو کروڑوں میلوں پر پھیلا ہوا بغیر کسی ستون و دیوار کے اتنا بلند کہ اربوں میل کی حد پار کرچکا ہے، پھر آسمان میں چاند سورج اور ستارے بنائے، پھر آسمان سے بارش برساتا ہے جو خدا اتنے بڑے اور بلند آسمان بنا سکتا ہے، کیا وہ پانچ فٹ کے انسان کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا، اس کی قدرت اور اس کے کمال پر غور کر کے فیصلہ کرو، اگر تمہارا دل اس بات کی گواہی دے کہ اللہ دوبارہ زندہ کرسکتا ہے اور ہمارا حساب لے سکتا ہے تو پھر سنبھل کر زندگی گذارو اور بُرائی کو چھوڑ دو اور نیک عمل کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوجائے، اسی طرح ہمیں پہاڑوں کی طرف اور زمین کی طرف دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس طرح بنائی گئی ہے اور ہم کو کس طرح فائدہ پہنچا رہی ہے مگر افسوس کہ ہم لوگ ان سے نصیحت نہیں پکڑتے۔آخر میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے فرما رہا ہے کہ یہ کفار و مشرکین توحید اور آخرت کو نہ مانیں تو ان کی مرضی تم ان پر جبار بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو کہ زبردستی منوا کر ہی چھوڑو۔اے محمد تمہارا کام نصیحت کرنا ہے، تم نصیحت کئے جاؤ، آخرکار کافروں کو ہمارے ہی پاس آنا ہے، اس وقت ہم ان سے پورا پورا حساب لیں گے اور کافروں کو سخت سے سخت سزا دینگے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الفجر

سورۃ الفجر مکی ہے، ۳۰ آیتیں، اور ایک رکوع ہے۔

تعارف: یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب اللہ کے رسولؐ مکہ میں توحید اور آخرت کی دعوت دے رہے تھے اور لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ آخرت ضرور آنے والی ہے، اگر بُرے اعمال کرو گے تو آخرت میں سخت سزا پاؤ گے، کفار سختی کے ساتھ اس کا انکار کر رہے تھے کہ نہ آخرت ہے اور نہ ہی جزا و سزا۔

اٰیاتھا ۳۰ | ۸۹ سُوۡرَۃُ الۡفَجۡرِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰ | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

وَالۡفَجۡرِ ۝۱ وَلَیَالٍ عَشۡرٍ ۝۲ وَّالشَّفۡعِ
وَالۡوَتۡرِ ۝۳ وَالَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ ۝۴ هَلۡ فِیۡ ذٰلِکَ
قَسَمٌ لِّذِیۡ حِجۡرٍ ۝۵ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ
رَبُّکَ بِعَادٍ ۝۶ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ ۝۷ الَّتِیۡ
لَمۡ یُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِی الۡبِلَادِ ۝۸ وَ ثَمُوۡدَ
الَّذِیۡنَ جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ ۝۹ وَفِرۡعَوۡنَ
ذِی الۡاَوۡتَادِ ۝۱۰ الَّذِیۡنَ طَغَوۡا فِی الۡبِلَادِ ۝۱۱
فَاَکۡثَرُوۡا فِیۡهَا الۡفَسَادَ ۝۱۲ فَصَبَّ عَلَیۡهِمۡ
رَبُّکَ سَوۡطَ عَذَابٍ ۝۱۳ اِنَّ رَبَّکَ
لَبِالۡمِرۡصَادِ ۝۱۴ فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ
رَبُّهٗ فَاَکۡرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ فَیَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فجر کی قسم (۱) اور دس راتوں کی (۲) اور جفت اور طاق کی (۳) اور رات جب وہ جانے لگے (۴) کیا یہ دلائل ایک عقلمند کے لئے کافی نہیں ہیں، (یقیناً یہ دلائل آخرت کو سمجھنے کیلئے کافی ہے) (۵) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا، (۶) بلند عمارتوں والے ارم کے ساتھ (۷) جسکے مانند کوئی قوم دنیا میں پیدا نہیں کی گئی (۸) اور قوم ثمود کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا جو وادی میں چٹانیں تراشا کرتے تھے، یعنی چٹانیں تراش کر کے گھر بناتے تھے (۹) اور فرعون کے ساتھ اللہ نے کیا سلوک کیا جو خیمے اور میخیں رکھتا تھا (۱۰) یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے دنیا میں بڑی سرکشی کی تھی (۱۱) اور اس میں بڑا فساد پھیلایا تھا (۱۲) آخرکار تمہارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا (۱۳) واقعی تمہارا رب گھات لگائے رہتا ہے (یعنی اللہ اس دنیا کی نگرانی کر رہا ہے اگر کوئی حد سے زیادہ بُرائی کرتا ہے تو عذاب لا کر اسے ختم کر دیتا ہے)۔ (۱۴) مگر انسان عجیب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَ لَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾ وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِایْٓءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا يُوْثِقُ وَ ثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾ ع

مخلوق ہے کہ جب اس کا رب اس کو آزماتا ہے تو اسے عزت دیتا ہے، نعمتوں سے نوازتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دی (۱۵) اور جب اسکو دوسری طرح آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے ہائے میرے رب نے مجھے ذلیل وخوار کیا (۱۶) ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے (۱۷) اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو (۱۸) اور میراث کا سارا مال بھی کھا جاتے ہو (۱۹) اور مال و دولت کی محبت میں گرفتار ہو۔ (۲۰) ہرگز نہیں اس وقت کو یاد کرو جب زمین کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائیگی (۲۱) اور تمہارا رب جلوہ فرما ہوگا اور فرشتے صفیں باندھے کھڑے ہونگے (۲۲) اور جہنم اس دن حاضر کی جائیگی، تو اس دن انسان کو سمجھ آئے گی اور اس دن سمجھنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا (۲۳) وہ کہے گا کاش کہ میں آخرت کی زندگی کیلئے پہلے سے کچھ نیک اعمال کر لیتا (۲۴) پھر اس دن اللہ تعالیٰ جو عذاب دیگا، ویسا عذاب دینے والا کوئی بھی نہیں (۲۵) اور نہ کوئی ویسا جکڑے گا۔ (۲۶) اللہ تعالیٰ نیک لوگوں سے کہے گا اے اطمینان پانے والی قوم (۲۷) اپنے رب کی طرف لوٹ چل، تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے (۲۸) تو میرے نیک بندوں میں شامل ہو جا (۲۹) اور میری جنت میں داخل ہو جا (۳۰)

شفع اور وتر کا لغوی مفہوم

آیت ۳: **شفع**: لفظ کا اطلاق ان اشیاء پر ہوتا ہے جن میں نر اور مادہ کی تمیز نہیں۔ اور **شفع** کا معنی ایک چیز کو اسی جیسی دوسری چیز سے ملا دینا، دو دو ملی ہوئی چیزوں کو **شفع** کہتے ہیں اور جس کے ساتھ اس جیسی چیز نہ ہو اسے وتر کہتے ہیں۔ وتر کی بہترین مثال خود اللہ کی ذات ہے۔ اور نمازوں میں مغرب کی فرض نماز ہے اور عشاء کے آخر میں وتر کی نماز اور وتر کی نماز کو وتر اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ جتنے بھی پڑھے جائیں، مثلاً ایک تین، پانچ، سات، نو، گیارہ وتر ہی رہیں گے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۷۔۱۰: ان آیات میں ذکر قوم عاد اور قوم ثمود اور فرعون وقوم فرعون کا ذکر ہے۔ یہ سب اقوام آخرت کی منکر تھیں۔ اور جو فرد یا قوم آخرت پر ایمان نہ رکھتی ہو، وہ اپنی زندگی بے باکانہ اور شتر بے مہار کی طرح گزارتی اور فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتی ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ جب ایک مخصوص حد سے آگے بڑھ جاتی ہے تو اسکے گناہوں کا ڈول بھر جاتا ہے اور عذاب الٰہی کی گرفت میں آجاتی ہے۔ ان واقعات سے استدلال یہ پیش کیا گیا ہے کہ آخرت کا عقیدہ محض تصوراتی نہیں بلکہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیت ۲۷: اے اطمینان والی روح تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل، قیامت والے دن کہا جائے گا، بعض کہتے ہیں موت کے وقت بھی فرشتے خوشخبری دیتے ہیں۔ اس کے اجر وثواب اور ان نعمتوں کی طرف جو اس نے اپنے بندوں کے لئے جنت میں تیار کی ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک مختصر پیاری دعا ہے وہ یہ ہے کہ حافظ ابن کثیر نے ابن عساکر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ نَفْسًا بِكَ مُطْمَئِنَّةً، تُوْمِنُ بِلِقَآئِكَ، وَتَرْضٰی بِقَضَآئِكَ وَتَقْنَعُ بِعَطَآئِكَ (ابن کثیر۔ احسن البیان۔ الفجر: ۲۷)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ البلد

سورۃ البلد مکی ہے اس میں ۲۰ آیتیں اور ارکوع ہے

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور اس وقت نازل ہوئی جب کہ کفار آپ ﷺ کے دشمن ہو گئے تھے اور آپ ﷺ کے خلاف ہر قسم کا ظلم کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی کہ ظلم وستم کا انجام برا ہے، انسانوں کے ساتھ محبت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔

اس سورت میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ انسان محنت ومشقت کیلئے پیدا کیا گیا ہے، جب انسان ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تو تکلیف کے ساتھ پیدا ہوا، اسی لئے روتا ہوا پیدا ہوا، جب چلنے کے قابل ہوا تو گرتے پڑتے چلنے کے قابل ہوا جب اور بڑا ہوا تو ایک طرف استاد کی مار، دوسری طرف ماں باپ کی ڈانٹ اور جب شادی ہوئی تو بیوی بچوں کی ذمہ داری کا بوجھ، غرض یہ زندگی بڑی محنت و مشقت سے گزرتی ہے اور آخرت کی کامیابی کا راستہ بھی محنت ومشقت کا راستہ ہے، وہ صرف زبانی اقرار کا راستہ نہیں بلکہ عمل کا راستہ ہے۔ جنت ایک مشکل راستہ پار کرنے کے بعد ملے گی، ہمارے اور جنت کے بیچ میں ایک تنگ پہاڑی راستہ ہے، اگر ہم وہ تنگ پہاڑی راستہ پار کرلیں تو جنت میں پہنچ سکتے ہیں۔ اگر ہم وہ راستہ پار نہ کریں، تکلیف اور پریشانی کی وجہ سے چھوڑ دیں تو ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو سکتے، کیونکہ جنت میں داخل ہونے کے لئے مشکلات کا راستہ طے کرنا ضروری ہے۔ وہ مشکل راستہ، پہاڑی راستہ، اصل میں غریب انسانوں کی مدد کرنا ہے، یتیموں اور مسکینوں پر رحم کرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو مال دیا ہے تو ہم بھی کھائیں اور غریبوں اور یتیموں کی بھی مدد کریں، خاص کر کے جب قحط سالی کا زمانہ ہو، تنگ دستی کا زمانہ ہو، ایک روٹی ہمارے پاس ہو، اور وہ ہمارے لئے کافی نہ ہو، تب بھی اپنے کھانے میں کمی کر کے یتیموں، مسکینوں اور محتاجوں کی مدد کرنا چاہئے، یہ کام ایک مشکل کام ہے، ہمارا دل مدد کے لئے تیار نہیں ہے مگر ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ جنت میں جانے کیلئے بانٹ کر کھانا، غریبوں اور یتیموں کی مدد کرنا بہت ضروری ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیاتها ۲۰ ۹۰ سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ۳۵ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۱ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا
الْبَلَدِ ۝۲ وَ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝۴ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ
عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝۵ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝۶
اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ۝۷ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ
عَيْنَيْنِ ۝۸ وَلِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ ۝۹ وَ هَدَيْنٰهُ
النَّجْدَيْنِ ۝۱۰ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝۱۱ وَ مَآ
اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝۱۲ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝۱۳ اَوْ
اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝۱۴ يَّتِيْمًا
ذَا مَقْرَبَةٍ ۝۱۵ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝۱۶ ثُمَّ
كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ
تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝۱۷ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
الْمَيْمَنَةِ ۝۱۸ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ
اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝۱۹ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝۲۰

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

نہیں میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی (۱) اور تم اے محمد ﷺ اس شہر کے باشندے ہو (۲) اور باپ اور اسکی اولاد کی قسم (۳) کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا (یعنی انسان کی زندگی محنت اور مشقت سے بھری ہے) (۴) کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہیں چلے گا (۵) کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا (۶) کیا وہ سمجھتا ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا (۷) کیا ہم نے اسکو دو آنکھیں نہیں دیں (۸) اور زبان اور دو ہونٹ (۹) اور کیا ہم نے اسکو دو راستے نہیں دکھائے (نیکی اور بدی کا راستہ) (۱۰) مگر اس نے گھاٹی کو پار نہیں کیا (۱۱) اور تم نے کیا سمجھا کہ وہ گھاٹی کیا ہے (۱۲) غلام آزاد کرنا (۱۳) یا فاقہ کے دن کھانا کھلانا (۱۴) رشتہ دار یا یتیم کو (۱۵) بے سہارا یا مسکین کو (۱۶) پھر وہ شامل ہوتا ان لوگوں میں جو ایمان لائے اور جو ایک دوسرے کو صبر اور ہمدردی کر نیکی وصیت اور تاکید کرتے رہے (۱۷) یہی لوگ سیدھے ہاتھ والے ہیں (۱۸) اور جنھوں نے ہماری آیات کا انکار کیا وہ بدبخت لوگ ہیں (۱۹) ان پر دوزخ کی آگ چھائی ہوگی (۲۰)

تشریح: اس چھوٹی سی سورت کے چھوٹے چھوٹے فقروں میں ایک بہت بڑے مضمون کو نہایت موثر طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کا موضوع دنیا میں انسان کی اور انسان کے لئے دنیا کی صحیح حیثیت سمجھانا اور یہ بتانا ہے کہ اللہ نے انسان کی کامیابی اور ناکامی کے دونوں راستے بتا دیئے ہیں، ان کو دیکھنے اور ان پر چلنے کے وسائل بھی اسے فراہم کر دیئے ہیں اور اب یہ انسان کی اپنی کوشش اور محنت پر موقوف ہے کہ وہ نیکی کی راہ پر چل کر اچھے انجام کو پہنچتا ہے یا بدی کی راہ اختیار کر کے برے انجام کا مستحق ہوتا ہے۔

سب سے پہلے شہر مکہ اور اس میں محمد ﷺ پر گزرنے والے مصائب اور پوری اولاد آدم کی حالت کو اس حقیقت پر گواہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے کہ یہ دنیا انسان کے لئے آرام گاہ نہیں ہے جس میں وہ مزے اڑانے کے لئے پیدا کیا گیا ہو، بلکہ یہاں اس کی پیدائش ہی مشقت کی حالت میں ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۴ میں انسان کے مشقت میں پیدا کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں مزے کرنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ اس کے لئے یہ دنیا محنت ومشقت اُٹھانے اور سختیاں جھیلنے کی جگہ ہے اور کوئی بھی انسان اس حالت سے گزرے بغیر نہیں رہ سکتا، یہ شہر مکہ گواہ ہے کہ یہاں ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام نے کتنی محنت کی تھی اور محمدؐ نے شہر مکہ کو شرک اور بُرائی سے پاک کرنے کے لئے کتنی محنت کر رہے ہیں۔

ہم نے انسان کو علم کے ذرائع اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں دیکر اس کے سامنے بھلائی اور بُرائی دونوں کے راستہ کھول کر رکھ دیئے ہیں۔ ایک راستہ وہ ہے جو اخلاق کی پستیوں کی طرف جاتا ہے اور یہ راستہ آسان ہے۔ اس پر چلنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی، بلکہ نفس کو خوب لذت حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرا راستہ اخلاق کی بلندیوں کی طرف جاتا ہے جو ایک دشوار گذار گھاٹی کی طرح ہے کہ اس پر چلنے کے لئے آدمی کو اپنے نفس پر جبر کرنا پڑتا ہے، اپنی خواہشات کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

یہ انسان کی کمزوری ہے کہ وہ اس گھاٹی پر چڑھنے کی بہ نسبت گڑھے میں گرنے کو زیادہ پسند کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ وہ گھاٹی کیا ہے کہ جس سے گزر کر آدمی بلندیوں کی طرف جاسکتا ہے، وہ یہ ہے کہ آدمی، ریاونمود اور فخر وغرور کے لئے خرچ کرنے کے بجائے اپنا مال یتیموں، مسکینوں کی مدد پر خرچ کرے اور اہل ایمان کے ساتھ شامل ہو کر ایک دوسرے کو صبر کی تلقین اور حق پرستی کے تقاضوں کو پورا کریں اور اللہ کے بندوں پر رحم کھانے والا بنے، اس راستے پر چلنے والوں کا انجام یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مستحق ہو۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا اَهْلَ الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے بندوں پر رحم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے، تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کریگا۔ (ابوداؤد حدیث نمبر: 4941 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے) (تفسیر ابن کثیر)

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا

(ابوداؤد، حدیث نمبر: 4943 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

رسول ﷺ نے فرمایا: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں، یعنی وہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔ اور جو لوگ نیکی، ہمدردی اور انسانیت کی بھلائی کا راستہ چھوڑ کر برائی کا راستہ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے، جس سے نکلنے کے سارے راستے بند ہیں۔

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر — نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کرو مہربانی تم اہل زمین پر — خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص دوسروں پر رحم نہ کرے اس پر اللہ رحم نہیں کرتا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 6828) اور دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں۔ تم اس مخلوق پر رحم کرو جو زمین میں ہے۔ تم پر وہ ذات رحم کرے گی جو آسمانوں میں ہے۔ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ الشمس

سورۃ الشّمس مکی ہے اس میں ۱۵ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے، مگر اس کا نزول اس زمانہ میں ہوا جب مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت زور وشور سے ہورہی تھی۔ اس کا موضوع نیکی اور بدی کے فرق کو سمجھنا ہے اور ان لوگوں کو بُرے انجام سے ڈرانا ہے، جو اس فرق کو سمجھنے سے انکار کرتے ہیں اور بدی کی راہ پر چلنا چاہتے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے عالم کبیر یعنی کائنات کی مثال دی ہے کہ اس میں سورج اور چاند، رات اور دن، آسمان اور زمین ہیں، ہر ایک کی شکل وصورت الگ، الگ رنگ وروپ الگ ہر ایک کا اثر الگ الگ ہے۔ لاکھوں کروڑوں ستارے اپنے اپنے راستوں پر دوڑ رہے ہیں، کوئی کسی سے ٹکراتا نہیں، اسی طرح چانداور سورج اپنے اپنے راستوں پر چل رہے ہیں، نہ چاند سورج کا راستہ روکتا ہے اور نہ سورج چاند سے ٹکراتا ہے، اسی طرح رات اپنے وقت پر آتی ہے اور دن اپنے وقت پر آتا ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ دن رات کو آنے سے روک دے اور نہ رات ایسا کرتی ہے کہ دن کو آنے سے روک دے، لہٰذا کائنات میں کروڑوں اور اربوں مخلوقات اسی طرح رہتی ہیں کہ کائنات میں امن وسکون پایا جاتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ انسانوں سے کہہ رہا ہے کہ تم بھی اپنی اپنی حد میں رہو، ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، سرکشی نہ کرو، کیونکہ اگر تم سرکشی کرو گے تو اس کائنات کا مالک سرکشی کو برداشت نہیں کرتا، وہ سرکشوں پر عذاب نازل کرتا ہے۔

جیسے قوم ثمود پر اس نے عذاب نازل کیا، اسی طرح اے اہل مکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اہل ایمان پر ظلم کررہے ہو، کعبۃ اللہ اللہ کا گھر ہے اللہ کے گھر میں اللہ کی عبادت کرنے نہیں دیتے ہو، اس کے نام کو بلند کرنے سے روکتے ہو، اللہ کی تعریف کرنے سے منع کرتے ہو اور توحید کی تبلیغ واشاعت سے منع کرتے ہو۔ اے اہل مکہ سرکشی کرنا چھوڑ دو، کیونکہ سرکشی کرنا زمین پر فتنے وفساد پھیلانا ہے اور دنیا کے چین وسکون کو غارت کرنا ہے، اے اہل مکہ اگر تم اسی طرح سرکشی کرتے رہو گے تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔

اٰیاتھا ۱۵ ۔ ۹۱ سُوۡرَۃُ الشَّمۡسِ مَکِّیَّۃٌ ۲۶ ۔ رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَ الشَّمۡسِ وَ ضُحٰہَا ۪ۙ﴿۱﴾ وَ الۡقَمَرِ اِذَا
تَلٰىہَا ۪ۙ﴿۲﴾ وَ النَّہَارِ اِذَا جَلّٰىہَا ۪ۙ﴿۳﴾ وَ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے سورج اور اسکی روشنی کی (۱) اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے نکلے (۲) اور دن کی جب اسے چمکا دے (۳) اور رات کی جب اسے چھپالے (۴) اور آسمان کی اور اس ہستی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَآءِ وَ مَا
بَنٰهَا ﴿۵﴾ وَالْاَرْضِ وَ مَا طَحٰهَا ﴿۶﴾ وَ
نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰهَا ﴿۷﴾ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا
وَ تَقْوٰىهَا ﴿۸﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ وَ
قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ
بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾ فَقَالَ
لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَ سُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾
فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ
رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ وَ لَا يَخَافُ
عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾ ع ۱۵

جس نے اسے بنایا (۵) اور زمین اور اس ہستی کی جس نے اسے بچھایا (۶) اور نفس کی اور اس ہستی کی جس نے اسے درست بنایا (۷) پھر اس کو بدی سے بچنے اور نیکی کرنے کی سمجھ دی (۸) جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا (۹) اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ ناکام ہوا (۱۰) قوم ثمود نے سرکشی کی وجہ سے پیغمبر کو جھٹلایا (۱۱) جب ان میں سے ایک نہایت بدبخت اُٹھا (۱۲) تو اللہ کے پیغمبر صالحؑ نے کہا کہ خبردار اللہ کی اونٹنی کو اس کے پانی پینے کی باری سے نہ روکنا (۱۳) مگر اُنھوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تو اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب ان کی سرکشی کے سبب ان پر عذاب نازل کیا اور سب کو ہلاک کرکے ختم کر دیا (۱۴) اور اس کو ان کی طرف سے بدلہ لینے کا کچھ بھی ڈر نہیں، (اللہ کے مقابلہ میں ان کی طرف سے کوئی لڑنے والا نہیں)۔ (۱۵)

انسان فطرتاً نیک اور موحد پیدا کیا گیا ہے

آیت ۷: یعنی نفس کو پیدا کرنے کے بعد اس میں وہ تمام ظاہری اور باطنی قوتیں رکھ دیں جن سے کام لے کر وہ ایسے سب کام انجام دے سکے جن کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ سَوّٰهَا کے مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ انسان پیدائشی طور پر نہ گنہگار پیدا ہوا ہے۔ جیسا کہ عیسائی کا عقیدہ ہے اور نہ ہی شر پسند پیدا ہوا ہے۔ جیسا کہ بعض گمراہ فرقوں کا خیال ہے۔ بلکہ انسان کی فطرت میں راستی اور سچائی ودیعت کی گئی ہے۔ جھوٹ بولنا بعد میں سیکھتا ہے اور ایذا پہنچانا وہ بعد میں سیکھتا ہے۔ اس کی فطرت میں توحید ہے، شرک کرنا وہ بعد میں سیکھتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر)

الہام اور وحی کا فرق:

آیت ۸: فَاَلْهَمَهَا: اِلْهَامٌ کے معنی وہ بات ہے جو اللہ تعالیٰ یا ملاء اعلیٰ کی جانب سے بغیر کسی واسطے کے دل میں ڈال دی جائے اور بمعنی سمجھ اور بصیرت عطا فرمانا۔ توفیق دینا، الہام شیطان کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے جبکہ وہ نصوص شرعیہ کے خلاف ہو۔ وحی اور الہام میں بنیادی فرق یہ ہے کہ الہام کا اطلاق صرف ذوی العقول پر ہوتا ہے جبکہ وحی عام ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ الہام کا تعلق کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے سے ہوتا ہے۔ جبکہ وحی میں بہت زیادہ وسعت ہوتی ہے۔ الہام کی تین صورتیں ہیں۔ ایک صورت تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وہ ہے جسے فطری وحی کہتے ہیں۔ مثلاً اللہ نے ایک پرندے کے چوزے کو پیدا ہوتے ہی ہوا میں اُڑنا سکھا دیا یا انسان کے بچہ کو ماں کی چھاتیوں کی طرف لپکنا اور دودھ چوسنا سکھا دیا اور مچھلی کو پانی میں تیرنا اور شہد کی مکھی کو چھتہ جیسا حیرت انگیز گھر بنانا سکھا دیا۔ الہام کی دوسری صورت کسی ایسی بات کا یکدم سوجھ جانا ہے جو انسان کی ذہنی کاوش کا نتیجہ نہیں ہوسکتا۔

الہام کی تیسری صورت کا تعلق صرف اخلاقیات سے ہے اور یہی اس آیت میں مذکور ہے۔ یعنی ہر انسان کی فطرت میں خیر و شر کی تمیز رکھ دی گئی۔ پھر انسان کو ہر وقت متنبہ بھی کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات اسے بُرا کام کرنے پر سخت ندامت محسوس ہوتی ہے اور بھلائی کرکے انسان خوش ہوتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

قوم ثمود نے صالحؑ سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں، کوئی معجزہ پیش کریں تو ہم ایمان لائینگے، ان کے مطالبہ پر ان کے سامنے ایک چٹان کے اندر سے ایک حاملہ اونٹنی ظاہر ہوئی جو عام اونٹنی کے مقابلہ میں تین یا چار گنا بڑی تھی لیکن قوم کے لوگ ایمان نہیں لائے، صالحؑ نے قوم سے کہا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے ایک دن تالاب کا پانی یہ پئے گی اور ایک دن تم اور تمہارے جانور پانی پئیں گے، سمجھوتہ ہوگیا، اس میں بھلائی تھی، مگر قوم سرکش تھی ان کے دلوں میں ذرا بھی اللہ کا ڈر نہ تھا اور سرکش لوگ کسی قاعدے اور قانون کے پابند نہیں ہوتے، چنانچہ سب نے ملکر ایک بدبخت شخص کو اُبھارا کہ وہ اللہ کی اونٹنی کو قتل کردے اور اس بدبخت نے اونٹنی کو قتل کردیا۔ اب خوش ہونے لگے کہ ہم نے اللہ کی اونٹنی کو قتل کردیا اور اللہ ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکا، پیغمبر نے توبہ کرنے اور اللہ سے معافی مانگنے کو کہا مگر سرکش لوگ نصیحت قبول نہیں کئے۔ اللہ کا عذاب آیا اور سب کو ہلاک کرکے رکھ دیا، قوم ثمود کا واقعہ یہاں اسلئے پیش کیا گیا کیونکہ مکہ میں بھی اسی طرح کے حالات تھے اور اہل مکہ کو وارننگ تھی کہ اگر تم سرکشی اور ظلم و ستم سے باز نہیں آئے تو تمہارا انجام بھی وہی ہونے والا ہے جو قوم ثمود کا ہوا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ اللیل

سورۃ اللیل مکی ہے۔ اس میں ۲۱ آیتیں، اور ارکوع ہے

تعارف: سورۃ اللیل سورۃ الشمس کی طرح دونوں کا عنوان ایک ہے۔ سورۃ الشمس میں نفس انسانی کی پاکیزگی میں انسان کی فلاح بتائی گئی ہے اور نفس انسانی کو ناپاک کرنے میں ان کی ہلاکت و بربادی بتائی گئی تھی۔

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَا ۪ۙ﴿۹﴾ وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا ﴿ؕ۱۰﴾ (الشمس ۹-۱۰)

اب سورۃ اللیل میں اس بات کی وضاحت ہے کہ نفس انسانی کو کونسی چیزیں پاک کرتی ہیں اور کونسی چیزیں ناپاک، انسان کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کامیاب کرنے والی چیزیں فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ (۱) اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا (۲) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے زندگی گذارنا (۳) نیکی کا بدلہ یقیناً نیک ہوگا سمجھنا۔ اسی طرح انسانوں کو نا کام کرنے والی چیزیں وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ (۱) اچھے کاموں میں مال خرچ نہ کرنا یعنی بخیلی کرنا (۲) اللہ سے نہ ڈرنا یعنی اللہ کی نافرمانی کرتے رہنا۔ (۳) جزا اور انعام کا انکار کرنا، یعنی جب نیکی کا کوئی اچھا بدلہ نہیں، اچھا انعام نہیں تو پھر نیکی کرنے میں دلچسپی نہ ہوگی اس طرح آدمی رات دن برائی کرتا رہے گا۔

اس سورت میں اللہ نے چند متضاد اشیاء مثلاً رات اور دن کی، نر اور مادہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ دن اور رات، نر اور مادہ کی خصوصیات آپس میں مختلف ہیں۔ اسی طرح انسان کے اعمال متضاد ہیں۔

اٰیاتھا ۲۱ ۹۲ سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ ۹ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۝۱ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۝۲ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ ۝۳ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ ۝۴ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝۷ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۝۸ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۝۹ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ۝۱۰ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ ۝۱۱ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ۝۱۲ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ۝۱۳ فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ۝۱۴ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝۱۵ الَّذِي كَذَّبَ وَ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے رات کی جبکہ چھا جاتی ہے (۱) اور دن کی جب چمک اُٹھتا ہے (۲) اور قسم ہے اس ذات کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا (۳) یقیناً تمہاری کوششیں مختلف ہیں (۴) اور جس نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرا (۵) اور نیکی کے بدلے کا یقین کیا (۶) اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دینگے (۷) اور جس نے بخل کیا اور خدا سے بے پروائی برتی (۸) اور نیکی کے بدلہ کا انکار کیا (یعنی نیکی کا کوئی اچھا بدلہ نہیں ہے، آخرت بھی نہیں، جہنم بھی نہیں ہے) (۹) اس کو ہم سخت راستے کی سہولت دیں گے (یعنی جہنم کے راستہ پر چلنا اس کیلئے آسان ہوگا) (۱۰) اور جب دوزخ کے گڑھے میں گرے گا تو اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آئیگا (۱۱) ہمارا کام تو سیدھا راستہ دکھانا ہے (۱۲) اور دنیا اور آخرت دونوں کے مالک ہم ہی ہیں (۱۳) لہٰذا میں نے تم کو بھڑکتی ہوئی آگ سے خبردار کر دیا ہے (۱۴) جہنم میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بدبخت ہوگا (۱۵) جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا (۱۶) اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَوَلّٰى ﴿١٦﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿١٧﴾ الَّذِىْ
يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿١٨﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ
مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿١٩﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ
رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿٢١﴾ ع ۱/۲۱

جہنم سے اس شخص کو بچا لیا جائے گا جو متقی اور پرہیز گار ہے (۱۷) جو اپنا مال پاکیزگی حاصل کرنے کی خاطر دیتا ہے (۱۸) اور اس لئے نہیں دیتا کہ اس پر کسی کا احسان ہے، جس کا بدلہ وہ اتارتا ہے (۱۹) بلکہ اپنے رب کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دیتا ہے (۲۰) اور یقیناوہ (اللہ بھی) عنقریب رضامند ہو جائے گا۔ (۲۱)

تشریح: جس طرح رات اور دن الگ الگ ہیں اور دونوں میں بہت بڑا فرق ہے اسی طرح مرد اور عورت دونوں الگ الگ ہیں، اور دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

اسی طرح انسانوں کا عمل بھی مختلف ہے، کوئی اچھا عمل کر رہا ہے تو کوئی بُرا عمل کر رہا ہے لہٰذا دونوں کا انجام ایک نہیں ہوسکتا، جو آدمی نیک عمل کر رہا ہے وہ یقینا جنت میں داخل ہوگا اور جو آدمی بُرا عمل کر رہا ہے یقیناوہ جہنم میں داخل ہوگا جو لوگ اللہ کے خلاف اور رسول کے خلاف اور حق کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور حق کو مٹا دینا چاہتے ہیں وہ ضرور برباد ہوں گے اور جو حق کو قبول کرتے ہیں اور رسول اللہ کا ساتھ دیتے ہیں یقیناوہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں گے۔

آدمی اس طرح کا عقیدہ اور یقین رکھے کہ میں جو نیک عمل کر رہا ہوں اس کا اچھا بدلہ ضرور ملے گا، نیک عمل کا انجام یقینا اچھا ہے تو ایسا آدمی دنیا و آخرت میں ضرور کامیاب ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزانہ ہر صبح کو دو فرشتے اترتے ہیں، ایک یہ دعا دیتا ہے کہ اے اللہ تو سخی اور مال خرچ کرنے والے کو مال میں زیادتی اور برکت عطا فرما، اور دوسرا کہتا ہے کہ نہ دینے والے بخیل اور کنجوس کے مال میں کمی کر دے اور اس کو برباد کر دے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 1351)

آیت ۱۲۔ ۱۶: اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اہل مکہ کو باخبر کر دیا کہ میرا کام سیدھا راستہ دکھانا ہے، راستہ پر چلنا یا نہ چلنا تمہاری مرضی ہے۔ اگر سیدھے راستے پر چلو گے تو کامیاب رہو گے اور اگر سیدھا راستہ چھوڑ دو گے تو نامراد و ناکام ہو گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام اُمت جنت میں داخل ہوگی۔ سوائے اس کے جس نے میرا انکار کیا۔ صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول آپ کا انکار کون کرتا ہے، کیونکہ ایک آدمی آپ کا اُمتی ہے پھر وہ آپ کا کیسے انکار کر سکتا ہے؟ تو اللہ کے رسول نے جواب دیا کہ جس نے میری اطاعت کی میرا حکم مانا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے نافرمانی کی اور میرا حکم نہ مانا اس نے میرا انکار کیا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 6737)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الضحیٰ

سورۃ الضحیٰ مکی ہے اس میں ۱۱ آیتیں اور ارکوع ہے۔

تعارف: یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ کفار کے ظلم وستم سے سخت پریشان تھے اور کامیابی کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے سورہ ضحیٰ کو نازل فرمایا۔ اس میں رسول اللہ کو تسلی دی گئی ہے کہ اے اللہ کے رسول جس طرح رات کے بعد دن آتا ہے اسی طرح کامیابی مشکلات کے بعد آتی ہے، جس طرح رات تھوڑی دیر کے لئے ہے اور اس کے بعد ضرور دن آتا ہے اسی طرح زندگی کی تکلیفیں بھی چند دنوں کے لئے ہیں، اس کے بعد کامیابی کا دور ضرور آئے گا۔

آیاتها ۱۱ | ۹۳ سُوۡرَةُ الضُّحٰی مَکِّیَّةٌ ۱۱ | رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَالضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ مَا
وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾ وَ لَلۡاٰخِرَۃُ
خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ؕ﴿۴﴾ وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ
رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ؕ﴿۵﴾ اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا
فَاٰوٰی ۪﴿۶﴾ وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَہَدٰی ۪﴿۷﴾ وَ
وَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰی ؕ﴿۸﴾ فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ
فَلَا تَقۡہَرۡ ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا
تَنۡہَرۡ ؕ﴿۱۰﴾ وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾ ع ۱۸

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے روز روشن کی (۱) اور رات کی تاریکی کی جب وہ چھا جائے (۲) اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے رب نے نہ تم کو چھوڑا ہے اور نہ تم سے ناراض ہوا (۳) اور یقیناً تمہارے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہوگا۔ (۴) اور عنقریب تمہارا رب تم کو اتنا نوازے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے (۵) بھلا اس نے تم کو یتیم پا کر سہارا نہیں دیا؟ (بے شک سہارا دیا) (۶) اور تم کو تلاش حق میں پریشان پایا تو سیدھا راستہ دکھایا (وحی نازل کر کے) (۷) اور تنگ دست پایا تو مالدار کر دیا (۸) لہٰذا تم یتیم پر سختی نہ کرنا (۹) اور سائل کو نہ جھڑکنا (۱۰) اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتے رہنا (۱۱)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہو گئے۔ دو تین راتیں آپ نے قیام نہیں فرمایا۔ ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) معلوم ہوتا ہے کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔ دو تین راتوں سے میں دیکھ رہی ہوں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرے قریب نہیں آیا جس پر اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4569) یہ عورت ابولہب کی بیوی اُم جمیل تھی۔ (فتح الباری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے انعامات

آپ کو صحابہ کرام کی ایسی جماعت عطا کی جن میں سے ایک ایک فرد آپ پر اپنی جان تک فدا کرنے پر فخر محسوس کرتا تھا۔ آپ کو مسلمانوں کا مطاع اور معلم اور مزکیّ بنایا۔ اپنی کتاب کا مفسر بنایا۔ آپ ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں ایک وحشی، اجڈ اور ایک دوسرے کے خون کی پیاسی قوم کو دنیا بھر کی تہذیب وتمدن کی علمبردار قوم بنادیا۔ آپ کی یہ تحریک پوری دنیا پر چھا گئی۔ یتیم ہونے پر آپ کو بہتر سرپرست ملتے رہے۔ پیدائش سے پہلے والد کا انتقال ہوگیا۔ دادا عبدالمطلب کی سرپرستی ملی۔ آٹھ سال کے ہوئے تو چچا ابوطالب نے ذمہ داری سنبھالی۔ جس نے اولاد سے بڑھ کر پیار دیا۔ (تیسیر القرآن)

نبوت سے نوازا کتاب نازل کی۔ اپنے سوا تجھ کو ہر ایک سے بے نیاز کر دیا۔ پس تو فقر میں صابر اور غنا میں شاکر رہا۔ (احسن البیان) آخر میں اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی کہ جس طرح ہم تمہارے ساتھ اچھا سلوک کر رہے ہیں تم بھی ہمارے بندوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، خصوصی طور پر یتیم اور غریب کے ساتھ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة الم نشرح

سورۃ الم نشرح مکی ہے۔ اس میں ۸ آیتیں، اور ایک رکوع ہے۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور اس وقت نازل ہوئی جبکہ ترقی اور کامیابی دور دور تک نظر نہیں آرہی تھی اور رسول سخت پریشان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں کامیابی کی خوشخبری اور کامیابی کے آثار دکھائے۔

اٰیاتُها ۸ ۹۴ سُوۡرَةُ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ مَکِّیَّةٌ ۱۲ رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۙ﴿۱﴾ وَ وَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَکَ ۙ﴿۳﴾ وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا (بے شک کھول دیا) (۱) اور تم پر سے بوجھ بھی اتار دیا (۲) جس نے تمہاری پیٹھ توڑ رکھی تھی (۳) اور تمہارا ذکر بلند کیا (۴) ہاں ہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے(۵) اور بیشک مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے(۶) لہٰذا جب تم کام سے فارغ ہو جاؤ(۷) تو عبادت میں لگ جاؤ اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ(۸)

گزشتہ سورہ میں تین انعام کا ذکر تھا۔ اس سورت میں تین احسانات جتلائے جا رہے ہیں۔ (۱) سینہ کھول دینا یعنی سینہ کا منور اور فراخ ہو جانا تا کہ حق واضح ہو جائے۔ شرح صدر میں شق صدر بھی آتا ہے۔ جو دو مرتبہ ہوا۔ بچپن میں عمر کے چوتھے سال میں آپ کا دل جبرئیل علیہ السلام نے چیرا، شیطانی حصہ نکال دیا پھر دھو کر بند کر دیا۔ دوسری مرتبہ معراج کے موقعہ پر دل نکالا گیا۔ آبِ زم زم سے دھویا گیا ایمان و حکمت بھر کر اپنی جگہ میں رکھ دیا گیا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 336)

(۲) دوسرا انعام، نبوت کا بوجھ جسے اللہ نے ہلکا کر دیا اور تبلیغ میں آسانیاں فرما دیں۔

(۳) تیسرا آپ کا ذکر بلند کیا۔ اذاں، نماز اور دیگر مقامات پر، اور قرآن میں اعلان کیا کہ نبی کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

پھر مشکلات کو دور کر دیا، آسانی پیدا کیا اور عبادت کی تلقین کی کہ اتنی عبادت کر کہ تو تھک جائے اور اس سے اپنی حاجتیں طلب کر اور اسی پر بھروسہ کر۔ (احسن البیان)

آخر میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اے محمد ﷺ مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے طاقت چاہئے اور وہ طاقت عبادت سے ملتی ہے جب بھی آپ اپنے کام سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی عبادت میں لگ جاؤ اور ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اپنے رب سے دل لگا کر اپنے رب کی طرف مائل ہو جاؤ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ التین

سورۃ التین مکی ہے اس میں ۸ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: اس سورہ میں یہ بات بتائی جارہی ہے کہ جزا اور سزا کا معاملہ بالکل پکا ہے جو جیسا عمل کریگا ویسا ہی وہ بدلہ پائیگا، کوئی نیم کا بیج بو کر یہ سمجھے کہ اس سے آم کا درخت اُگے گا، اسکا یہ خیال انتہائی غلط ہے، اسی طرح بُرا عمل کر کے کوئی جنت میں جانیکی سوچے تو اسکا یہ سوچنا انتہائی غلط ہے۔ اس سورہ میں ۴ دلائل دیئے گئے ہیں کہ جزا اور سزا کا معاملہ بالکل صحیح ہے۔

پہلی دلیل انجیر (تین) کی ہے۔ یہ مقام جودی پہاڑ ہے جہاں کثرت سے انجیر کے درخت پائے جاتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں نوحؑ کی کشتی رکی، یہ مقام نوحؑ کے قوم کی جزا و سزا کو یاد دلاتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ عذاب سے بچے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو ایمان نہیں لائے اور جو بُرا عمل کرتے رہے وہ عذاب میں ہلاک ہوگئے۔ حتیٰ کہ پیغمبر کی بیوی اور بیٹے پر بھی عذاب آیا، اسی طرح جب آدم وحوا سے غلطی ہوئی دونوں کے ستر کھل گئے اور انجیر کے پتوں سے اپنی شرم گاہیں چھپالئے۔ انجیر کا درخت اور اس کے پتے دنیا میں موجود ہیں، وہ یاد دلاتے ہیں، ان واقعات کو کہ جزا اور سزا کا معاملہ بالکل پکا ہے لہٰذا اچھا عمل کرو تا کہ جنت کے مستحق بن سکو۔

دوسری دلیل جو جزا وسزا کو ثابت کرتی ہے وہ ہے زیتون، یہ وہ مقام ہے جہاں زیتون کے درخت زیادہ پائے جاتے ہیں، اس سے مراد بیت المقدس ہے۔ جہاں عیسیٰؑ پیدا ہوئے اور جہاں وہ عبادت کرتے اور نصیحت کرتے تھے۔ جب عیسیٰؑ کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو دین کی امامت سے ہٹا کر دوسری قوم کو دینا چاہتا ہے، اس زمانے میں یہودی افضل اُمت تھے اور عیسیٰؑ بھی یہودی گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ عیسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ یہودیوں کو دین کی امامت سے نہ ہٹا، اسی وقت یہودی عیسیٰؑ کو قتل کرنے کے لئے آرہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر اُٹھالیا۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کی دعا کو رد کردیا کیونکہ یہود بہت بے ایمان اور بدعمل ہوچکے تھے، اس حالت میں ان کو دین کی امامت نہیں دی جاسکتی تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو افضل اُمت بنایا، اب مسلمان دین کے امام اور نمائندے ہیں۔

تیسری دلیل جو جزا وسزا کو ثابت کرتی ہے وہ طور سینا ہے۔ یعنی کوہ طور جہاں موسیٰؑ کو نبوت ملی، دنیا میں یہ مقام موجود ہے جو ثابت کرتا ہے کہ یہاں سے موسیٰؑ کو نبوت ملی اور آپ نے فرعون اور اس کی قوم کو ایمان اور نیک عمل کی دعوت دی، فرعون اور اس کی قوم نے انکار کردیا اور سرکشی کی اور ظلم وستم کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا، فرعون اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل میں غرق کردیا۔

چوتھی دلیل جو جزا وسزا کو ثابت کرتی ہے، شہر مکہ ہے۔ شہر مکہ دنیا میں موجود ہے اور یہ شہر گواہی دیتا ہے کہ جزا اور سزا کا معاملہ بالکل صحیح ہے، ایک زمانہ میں ابرہہ بادشاہ، بُری نیت سے کعبۃ اللہ کو گرانے اور وہاں کے باشندوں پر ظلم وستم کرنے کیلئے ۶۰ ہزار کا لشکر لایا، اللہ تعالیٰ نے ابابیل کے ذریعہ کنکر پھینکے، جس سے سارا لشکر موت کے گھاٹ اتر گیا۔ سب عذاب الٰہی کا شکار ہوگئے۔ کسی ملک کا اچھا حاکم، اچھا بادشاہ وہ ہے جو اچھے لوگوں کو انعام دے اور مجرموں، غنڈوں، قاتلوں کو سزا دے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سب سے اچھا بادشاہ ہے، اس کے پاس عدل وانصاف ہے، اس نے اچھے لوگوں کے لئے جنت بنایا ہے اور بُرے لوگوں کے لئے جہنم بنایا ہے۔ ان تمام دلائل اور وضاحت کے بعد کون جزا وسزا کو جھٹلا سکتا ہے لہٰذا جزا وسزا کو جھٹلانے والے بے عقل اور پاگل لوگ ہی ہوسکتے ہیں۔

اٰیاتھا ۸   ۹۵ سُوْرَةُ التِّیْنِ مَکِّیَّةٌ ۲۸   رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالتِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ﴿۲﴾ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے انجیر اور زیتون کی (۱) اور طور سینا کی (۲) اور اس پُر امن شہر مکہ کی (۳) کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا (شکل وصورت کے اعتبار سے بھی اور عقل اور سمجھ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۶ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝۷ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸

اعتبار سے بھی)(۴) پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا (اس کی بدعملی اور سستی اور کاہلی کی وجہ سے ذلیل وخوار کر دیا)(۵) مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کیلئے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر وثواب ہے(۶) پس اے نبی اس کے بعد کون جزا وسزا کے معاملے میں آپ کو جھٹلا سکتا ہے (۷) کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بہتر حاکم نہیں ہے (یقیناً اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بہتر اور اچھا اور انصاف کرنے والا حاکم ہے)(۸)

آیت ا۔۴:(۱) تین بمعنی انجیر کا درخت بھی اور اس کا پھل بھی اور اس کا واحد تینۃ ہے۔ بمعنی انجیر کا ایک دانہ۔ یہ ایک خوش ذائقہ معروف پھل ہے جس میں غذائیت بہت ہوتی ہے اور بہت سی بیماریوں کا علاج بھی ہے۔ اور تِیَّانَۃٌ بمعنی انجیر فروش اور متانۃ انجیر کے باغ کو کہتے ہیں یا ایسی جگہ جہاں انجیر کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔

(۲) زیتون ایک درخت ہے جس سے زیتون کا تیل نکالا جاتا ہے اور اس کے پھل کو زَیْتُوْنَۃٍ کہتے ہیں اور تیل کو زَیْتٌ پھر زیت کا اطلاق ہر قسم کے تیل پر ہونے لگا، خواہ وہ کسی چیز سے نکالا جائے اور زیات بمعنی تیلی، تیل نکالنے والا یا بیچنے والا، لیکن اس آیت میں انجیر یا اس کے درخت اور زیتون کے درخت کی قسم کھائی گئی بلکہ اس سرزمین کی قسم کھائی گئی جس میں یہ درخت بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور وہ علاقہ شام وفلسطین کا علاقہ ہے۔ اہل عرب کا جس طرح یہ قاعدہ ہے کہ وہ کسی چیز کا جزوا شرف بول کر اس سے مراد حاصل چیز لے لیتے ہیں۔ اسی طرح ان میں یہ بھی دستور ہے کہ وہ کسی علاقہ کی مشہور پیداوار کا نام لے کر اس سے وہ علاقہ مراد لے لیتے ہیں اور اس بات کی تائید اس سورت کی اگلی دو آیات سے بھی ہو جاتی ہے۔ یعنی طور سینین اور شہر مکہ سے کہ یہ سب مقامات انبیاء کے مولد ومسکن رہے ہیں۔

(۳) طور سینین کو سورۃ المومنون کی آیت نمبر ۲۰ میں طور سینا کہا گیا ہے اور آج کل بھی سینا کا نام سینا ہی ہے۔ یہ ایک بلند پہاڑ ہے جو مصر سے مدین یا مدین سے مصر جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا ہے۔ اسی پہاڑ کی ایک چوٹی کا نام طور ہے اور اسی پہاڑ کے دامن میں وادی کا نام طویٰ ہے جسے قرآن میں وادیٔ مقدس اور اَلْبُقْعَۃِ الْمُبَارَکَۃِ بھی کہا گیا ہے۔ اسی مقام پر موسیٰؑ کو نبوت عطا کی گئی اور دو دفعہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ العلق

سورۃ العلق مکی ہے اس میں ۱۹ آیتیں اور ۱ رکوع ہے

اٰیاتھا ۱۹ | ۹۶ سُوۡرَۃُ الۡعَلَقِ مَکِّیَّۃٌ ۱ | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ
الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ
الۡاَکۡرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ
الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ﴿۵﴾ کَلَّاۤ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ
لَیَطۡغٰۤی ۙ﴿۶﴾ اَنۡ رَّاٰہُ اسۡتَغۡنٰی ؕ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ
الرُّجۡعٰی ؕ﴿۸﴾ اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یَنۡہٰی ۙ﴿۹﴾ عَبۡدًا
اِذَا صَلّٰی ؕ﴿۱۰﴾ اَرَءَیۡتَ اِنۡ کَانَ عَلَی
الۡہُدٰۤی ۙ﴿۱۱﴾ اَوۡ اَمَرَ بِالتَّقۡوٰی ؕ﴿۱۲﴾ اَرَءَیۡتَ اِنۡ
کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ؕ﴿۱۳﴾ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ
یَرٰی ؕ﴿۱۴﴾ کَلَّا لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہِ ۬ۙ لَنَسۡفَعًۢا
بِالنَّاصِیَۃِ ۙ﴿۱۵﴾ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ ۚ﴿۱۶﴾ فَلۡیَدۡعُ
نَادِیَہٗ ۙ﴿۱۷﴾ سَنَدۡعُ الزَّبَانِیَۃَ ۙ﴿۱۸﴾ کَلَّا ؕ لَا تُطِعۡہُ
وَ اسۡجُدۡ وَ اقۡتَرِبۡ ۩﴿۱۹﴾ ع ۱

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے محمدؐ اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا (۱) پیدا
کیا انسان کو، جمے ہوئے خون سے (۲) پڑھو اور تمہارا رب بڑا
کرم کرنے والا ہے (۳) جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا
(۴) انسان کو وہ باتیں سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا (۵) مگر انسان
سرکشی کرنے لگتا ہے (۶) جبکہ اپنے آپ کو مالدار دیکھتا ہے
(۷) یقیناً اس کو تمہارے رب کی طرف ہی پلٹ کر جانا ہے
(۸) بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو بندے کو روکتا ہے (۹)
ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھنے لگتا ہے (۱۰) بھلا دیکھو تو
اگر یہ راہ راست پر ہو (۱۱) یا پرہیزگاری کا حکم دے تو منع کرنا
کیسا ہے (۱۲) اور دیکھو تو اگر اس نے دین حق کو جھٹلایا اور اس
سے منہ موڑا تو کیا ہوا (۱۳) کیا اسکو معلوم نہیں کہ خدا دیکھ رہا
ہے (۱۴) دیکھو اگر وہ باز نہ آئیگا تو ہم اس کو پیشانی کے بل پکڑ
کر گھسیٹیں گے (۱۵) اس جھوٹے خطا کار کی پیشانی کے بال
(۱۶) وہ اپنے مددگاروں کی ٹولی بلالے (۱۷) ہم بھی عذاب
کے فرشتوں کو بلالینگے (۱۸) دیکھو اس کا کہنا نہ ماننا سجدہ کرنا
اور خدا کا قرب حاصل کرتے رہنا (۱۹)

آیت ۱۔۵: عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا سچے اور اچھے خوابوں کی شکل میں ہوئی۔ آپ جو بھی خواب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھتے دن میں ایسا ہی ہوتا پھر آپ تنہائی پسند ہو گئے اور کئی کئی روز غار حرا میں رہ کر عبادت کرنے لگے، آپ کھانے پینے کا سامان گھر سے لے جا کر وہاں چند روز گزارتے پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آتے اور وہ پھر چند روز کے لئے کھانے کا سامان دے دیتیں اور پھر آپ غار حرا چلے جاتے۔

ایک دن جب آپ غار حرا میں تھے یکا یک آپ پر وحی نازل ہوئی اور جبرئیل نے آ کر آپ سے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، تب جبرئیل نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے لگا کر زور سے دبایا اس طرح فرشتے نے تین بار اپنے سینے سے لگا کر زور سے دبایا، چوتھی مرتبہ کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝۵

عائشہؓ فرماتی ہیں، اس واقعہ کے بعد کانپتے، لرزتے ہوئے وہاں سے پلٹے اور خدیجہؓ کے پاس پہنچ کر کہا مجھے کمبل اڑھاؤ، مجھے کمبل اڑھاؤ۔ چنانچہ آپ پر کمبل اڑھا دیا گیا، تھوڑی دیر کے بعد جب خوف ختم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے کیا ہو گیا۔ میں نے یہ واقعہ دیکھا ہے اور مجھے جان کا ڈر ہے۔ خدیجہؓ نے سارا قصہ سن کر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ آپ کو ہرگز رسوا نہ کرے گا، کیونکہ آپ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، امانتیں ادا کرتے ہیں، بے سہارا لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اور حق کی تائید کرتے ہیں، حق کا ساتھ دیتے ہیں۔

پھر خدیجہؓ آپ کو لیکر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں، جو ان کے چچازاد بھائی تھے، عیسائی ہو گئے تھے، عربی اور عبرانی میں انجیل لکھتے تھے۔ بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ خدیجہؓ نے ان سے کہا بھائی جان ذرا اپنے بھتیجہ کا قصہ سنئے، ورقہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بھتیجے تم نے کیا دیکھا کہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا، ورقہ نے سن کر کہا یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰؑ کے پاس آیا تھا، آپ اللہ کے رسول ہیں، کاش میں آپ کے زمانۂ نبوت میں نوجوان اور قوی ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں، جب آپ کی قوم آپ کو وطن سے نکالے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ لوگ مجھے وطن سے نکال دیں گے، ورقہ نے کہا: ہاں، قوم نے ہر رسول کے ساتھ دشمنی کی ہے، اگر میں نے آپ کا وہ زمانہ پایا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا، مگر ورقہ بہت جلد انتقال کر گئے۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر 3)

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جبرئیلؑ نے سب سے پہلے جو بات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی، وہ ہے اقرا، اقرا کے معنی ہیں پڑھنے کے، سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ پڑھنے اور لکھنے سے متعلق ہے، مگر امت مسلمہ پڑھنے اور لکھنے میں سب سے پیچھے ہیں۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔ (ابن ماجہ 224 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

فرض کا مطلب ہے ضروری، جیسے نماز فرض ہے، یعنی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی نماز نہ پڑھے تو وہ گناہ گار ہے کیونکہ اس نے فرض کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا فرض ہے اور جو مسلمان علم حاصل نہ کرے وہ گناہ گار ہے، کیونکہ اس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض کو چھوڑ دیا۔ آج کروڑ ہا کروڑ مسلمان جاہل ہیں، ان کو نہ دین کا علم ہے اور نہ دنیا کا، علم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی، علم کے بغیر کوئی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی، علم ترقی اور کامیابی کے لئے ایسے ہی ضروری ہے جیسے زندگی کے لئے کھانا اور پانی، قوم کے بڑے لوگوں کو جماعت کے ذمہ داروں کو، مسجد کے متولیوں کو اور ہر پڑھے لکھے مسلمان کو اس پر غور کرنا ضروری ہے، علم حاصل کرنا فرض ہے اور قوم کو علم حاصل کرنے پر اُبھارنا اور اس سلسلہ میں کوشش کرنا ضروری ہے۔ اس طرح ہر محلہ میں جو مسجد ہے اس میں بیت المال قائم کر کے بیوہ، یتیم اور غریب کی مدد کے ساتھ ساتھ قوم کے غریب بچوں کی تعلیم کا بندوبست کریں، محلہ میں کوئی مسلمان بچہ اور بچی جاہل نہ رہنے پائے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر مسلمان پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔ امیر کے لئے بھی علم ضروری ہے اور غریب کے لئے بھی علم ضروری ہے۔ مسجد میں دینی تعلیم ہو اور اسکول میں دنیوی تعلیم، اس طرح دینی تعلیم اور دنیوی تعلیم بھی ضروری ہے۔ اگر ہر محلہ کے مسلمان اس طرح کریں تو ان شاء اللہ ۲۰ یا ۲۵ سال میں مسلمان قوم شاندار ترقی کرے گی اور کامیابی کے اعلیٰ منازل طے کرے گی۔

یہ دوسرا حصہ اس وقت نازل ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ میں نماز پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم پر نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل کا گذر اِدھر سے ہوا تو اس نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میں تم کو نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا تھا اور اس نے آپ کو دھمکیاں دینی شروع کیں، جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ اسے جھڑک دیا اس پر اس نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کس بل بوتے پر اور کس کے سہارے پر مجھے جھڑک رہے ہو، مکہ میں میرے حمایتی بہت ہیں، جب کہ مسلمان تھوڑے ہیں۔ (ترمذی 3349 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا کہ اے محمدؐ اس سے کہو ہم زبانیہ یعنی عذاب کے فرشتوں کو بلا لیں گے جو کروڑوں اور اربوں کی تعداد میں ہیں، زبانیہ، فرشتے، یہ وہ فرشتے ہیں جو حق کی مدد کے لئے آسمان سے اتر آتے ہیں، جیسے جنگ بدر میں آسمان سے حق کی مدد کرنے آئے تھے، اگر مسلمان حق پر ہوں تو کم تعداد کی فکر نہ کریں، ان کی مدد کے لئے زبانیہ فرشتے آئیں گے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جماعت کو سیدھے راستے پر چلا رہے تھے اور سیدھے راستے کی خوبی یہ ہے کہ اس میں دنیا کی کامیابی اور آخرت کی نجات پوشیدہ ہے۔

اس سورہ میں ابوجہل کو وارننگ ہے کہ وہ حق کی مخالفت سے رُک جائے ورنہ ہم دنیا میں اسے ذلیل وخوار کریں گے اور آخرت میں دردناک عذاب دیں گے، پھر ابوجہل کو دوبارہ وارننگ دی گئی کہ وہ اپنے مددگاروں کو بلا لے، رسول اللہ کی مدد کے لئے زبانیہ فرشتے آئیں گے پھر مقابلہ ہوگا تو اہل حق ہی کامیاب ہوں گے۔ جس یقین اور عزم سے ابوجہل کو وارننگ دی گئی یہ کام اللہ کا ہی ہو سکتا ہے، وہی یہ کام کر سکتا ہے اور وہی آئندہ کے حالات جانتا ہے لہٰذا یقینا قرآن اللہ کی کتاب ہے اور اسی کا بتایا ہوا راستہ کامیابی کا راستہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُورۃُ القدر

سورۃ القدر مکی ہے اس میں ۵ آیتیں اور ا رکوع ہے

تعارف: یہ سورہ مکی ہے، اس کو نازل کرنے کا مقصد لوگوں کو قرآن کی قدر و قیمت اور اہمیت سے آگاہ کرنا ہے، قرآن مجید کی ترتیب میں اسے سورہ علق کے بعد رکھنے سے خود یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس کتاب پاک کے نزول کا آغاز سورہ علق کی ابتدائی ۵ آیات سے ہوا تھا اسی کے متعلق اس سورہ میں لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ وہ کس قدر تقدیر ساز رات میں نازل ہوئی ہے، کیسی جلیل القدر کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے۔ یعنی یہ کسی انسان کی لکھی ہوئی کتاب نہیں بلکہ خدا کی جانب سے اتری ہوئی کتاب ہے، دوسری بات یہ ہے کہ یہ لیلۃ القدر یعنی شب قدر میں نازل ہوئی۔ شب قدر کا مطلب ہے تقدیریں بدلنے والی رات اور بابرکت رات جس رات میں قرآن نازل ہوا یہ کوئی معمولی رات نہیں، بلکہ یہ قسمتوں کے بنانے اور بگاڑنے والی رات ہے۔ اس رات میں قرآن کا نازل ہونا محض ایک کتاب کا نازل ہونا نہیں ہے، بلکہ یہ وہ کام ہے جو نہ صرف قریش، نہ صرف عرب بلکہ دنیا کی تقدیر بدل کر رکھ دے گا، یہی بات سورہ دخان میں کہی گئی ہے۔

قسم ہے اس وضاحت والی کتاب کی، یقینا ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے، بے شک ہم ڈرانے والے ہیں، اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے، تقدیر کا فیصلہ ہوتا ہے، نفع و نقصان، صحت و تندرستی، امیری و غریبی سب فیصلے اسی رات میں ہوتے ہیں۔ ہمارے حکم سے یہ فیصلے ہوتے ہیں اور ہم ہی رسول بنا کر فرشتے بھیجتے ہیں، قرآن تمہارے رب کی جانب سے ایک رحمت ہے، وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (الدخان: ۱۔۶)

اٰیاتھا ۵ | ۹۷ سُوْرَۃُ الْقَدْرِ مَکِّیَّۃٌ ۲۵ | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ ۱ وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ
مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ ۲ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ
اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ ۳ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡهَا
بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛ ۙ ۴ سَلٰمٌ ۟ۛ هِیَ
حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۵ ع

وقف النبی ﷺ معانقۃ ۱۸ ع ۲۰ - ۲۵ الثلاثۃ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے (۱) اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ (۲) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (۳) اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں، تقدیر کے فیصلے لیکر اپنے رب کی اجازت سے (۴) یہ رات طلوع صبح تک امن و سلامتی والی ہے (۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تشریح: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک طاق رات ہے۔اس کو پوشیدہ رکھنے میں یہی حکمت ہے کہ لوگ پانچوں طاق راتوں میں عبادت کریں اور لیلۃ القدر کو تلاش کریں۔

لیلۃ القدر کی فضیلت یہ ہے کہ لیلۃ القدر کی ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے، اگر کوئی ایک ہزار مہینے رات میں عبادت کرلے اور دن میں روزہ رکھے تو اس کو جو اجر و ثواب ملتا ہے، اس سے بھی بڑھ کر اجر و ثواب اس آدمی کو ملتا ہے جو صرف ایک رات یعنی لیلۃ القدر کی رات پالے، ہزار مہینے یعنی ۸۳ سال اور چار مہینے ہوتے ہیں، یہ اُمت محمد یہ پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ پانچ طاق راتوں میں عبادت کریں تو ۸۳ سال اور چار ماہ کی عبادت کا ثواب حاصل ہے۔

لیلۃ القدر میں جبرئیل فرشتوں کے ساتھ دنیا میں آتے ہیں ان کاموں کو انجام دینے کے لئے جن کا فیصلہ اس سال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔مومن اس رات، شیطان کے شر سے محفوظ رہتے ہیں یا فرشتے اہل ایمان کو سلام عرض کرتے ہیں یا فرشتے ہی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں، شب قدر کے لئے نبی اکرم ﷺ نے بطور خاص یہ دعا بتلائی ہے، اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (سنن ترمذی، 3513 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے) اس لئے شب قدر میں اسے کثرت سے پڑھنا چاہئے۔

قرآن، اللہ کی کتاب ہے۔قرآن اللہ کی رحمت ہے۔قرآن تقدیر بدلنے والی کتاب ہے جو قوم قرآن کے بتائے ہوئے اُصولوں پر چلے تو اس قوم کی قسمت بدل جائے گی، اگر وہ کمزور اور ذلیل ہے تو عزت دار بن جائے گی، اگر وہ جاہل ہے تو علم والی اور اگر وہ مفلس ہے تو دولت مند ہوجائے گی اور اگر وہ گمراہ ہے تو ہدایت یافتہ ہوجائے گی۔قرآن بہت عظیم کتاب ہے۔جس رات نازل ہوئی وہ رات لیلۃ القدر ہوگئی۔جس ماہ میں نازل ہوئی وہ مہینہ رمضان المبارک ہوگیا۔جس رسول پر نازل ہوئی وہ تمام رسولوں کے امام ہوگئے اور جس امت کے لئے نازل ہوئی وہ افضل الامم ہوگئی۔قرآن اللہ کی رحمتوں کا خزانہ ہے ایمان و ہدایت کا سمندر ہے اور جب بھی آدمی قرآن پڑھتا ہے تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہے جس سے شیطان دور ہوجاتا ہے، بھاگ جاتا ہے۔اب ہم ہیں اور قرآن ہیں، اس خزانے سے جو ہیرے، جواہرات، سونا چاندی، جو لینا ہے لو کوئی روکنے والا نہیں، کوئی مخالف نہیں، کوئی دشمن نہیں ہے آج لوگ ہدایت سے دور اسلئے ہیں کہ وہ قرآن سے دور ہیں۔قرآن سنتے نہیں، قرآن سمجھتے نہیں۔قرآن پڑھتے نہیں۔قرآن ہدایت کا سمندر ہے، یہاں آکر آپ کو ہدایت ملے گی، قرآن کے علاوہ دوسری کتابوں میں وہ بات نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ البینۃ

سورۃ البینہ مدنی ہے۔اس میں ۸ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: یہ سورہ مدنی ہے اوراس وقت نازل ہوئی جب اہل کتاب اور مشرکین پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رسول ہونا اچھی طرح واضح ہوگیا تھا، اس کے باوجود اُنھوں نے آپ کا انکار کیا۔اس سورہ میں یہ مقصد بیان کیا گیا کہ لوگوں کو حالت کفر سے نکالنے اور لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے کتاب کے ساتھ ایک رسول کی بھی ضرورت ہے جو لوگوں کے سامنے حق کو واضح کرے اپنے بیان اور اپنے عمل سے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا رسول بنا کر لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا ہے،لوگوں کی کامیابی اس میں ہے کہ لوگ رسول پر اور ان کی لائی ہوئی کتاب پر ایمان لائیں اور رسولؐ کی اطاعت کریں۔

فضیلت:۔حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورہ لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سناؤں، (البینۃ) ابی بن کعبؓ نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیکر یہ حکم دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جی ہاں، یہ سنکر ابی ابن کعبؓ خوشی سے رونے لگے۔(صحیح بخاری حدیث نمبر:4578)

آیاتها ۸ — ۹۸ سُوۡرَۃُ الۡبَیِّنَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۰ — رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ
الۡمُشۡرِکِیۡنَ مُنۡفَکِّیۡنَ حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ الۡبَیِّنَۃُ ۙ﴿۱﴾
رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً ۙ﴿۲﴾
فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ ؕ﴿۳﴾ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِیۡنَ
اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡہُمُ
الۡبَیِّنَۃُ ؕ﴿۴﴾ وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ
مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۙ حُنَفَآءَ وَ یُقِیۡمُوا
الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ذٰلِکَ دِیۡنُ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اہل کتاب اور مشرکین میں جو لوگ کافر تھے وہ اپنے کفر سے باز آنے والے نہ تھے، جب تک کہ انکے پاس کوئی کھلی دلیل نہ آجائے (۱) اللہ کی طرف سے رسول جو پاک اوراق پڑھ کر سنائے (۲) جن میں صحیح اور درست احکام لکھے ہوئے ہوں (۳) جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی وہ لوگ واضح ہدایت آجانے کے بعد تفرقہ اور اختلاف میں پڑ گئے (۴) اور ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص عمل کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں اور یکسو ہو کر نماز پڑھیں زکوٰۃ دیں، یہی سچا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ﴿٨﴾ ع ۸/۲۲

دین ہے(۵) اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ یقینا دوزخ کی آگ میں داخل ہوں گے، یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں (٦) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہ یقینا بہترین مخلوق ہیں (٧) ان کی جزا ان کے رب کے پاس جنت عدن ہے، جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ لوگ اللہ سے راضی ہوئے، یہ انعام اس کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے زندگی گذارتا ہے(۸)

تشریح: قرآن مجید کی ترتیب میں سورہ علق اور قدر کے بعد یہ سورہ آئی ہے، سورہ علق میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ وہ سب سے پہلی وحی تھی، سورہ قدر میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ وہ لیلۃ القدر میں نازل کی گئی اور سورہ بینہ میں یہ بات بتائی جارہی ہے کہ قرآن کے ساتھ ایک رسول بھیجنا کیوں ضروری تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے دلائل

آیت ۱۔۲: وہ روشن اور واضح دلیل اللہ کا جلیل القدر رسول ہے۔ جو اپنی رسالت پر خود دلیل ہے۔ اس کیلئے کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہیں۔ اس کی پوری زندگی اس کی صداقت اور دیانت ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اگر وہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو فی الواقع اللہ کا رسول ہے۔ نیز جو قرآن وہ ان اہل کتاب اور مشرکین کو پڑھ کر سناتا ہے تو ایسے قرآن کی آیات پڑھ کر سنانا ہی اس کی رسالت کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ ایک اُمّی ہونے کے باوجود وہ ایسا کلام پیش کر رہا ہے جس کی مثال پیش کرنے سے عرب کے فصحاء اور بلغاء سب عاجز آ گئے۔ سب سے پہلے رسول بھیجنے کی ضرورت بیان کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا کے لوگ خواہ اہل کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے جس کفر کی حالت میں مبتلا تھے اس سے ان کا نکلنا اس کے بغیر ممکن نہ تھا کہ ایک رسول بھیجا جائے جو صادق و امین ہو، جو اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو اور وہ لوگوں کے سامنے اللہ کی کتاب کو اس کی اصلی اور صحیح صورت میں پیش کرے جو باطل کی ان تمام ملاوٹوں سے پاک ہو جن سے پچھلی آسمانی کتابوں کو آلودہ کر دیا گیا ہے اور بالکل صحیح اور درست تعلیمات پر مشتمل ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ الزلزال

سورۃ الزلزال مدنی ہے، اس میں ۸ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: یہ سورہ مدنی ہے اور اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح کیا کہ قیامت ضرور آئے گی اور حساب ضرور ہوگا، جس آدمی نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی اسے بدلے میں انعام ملے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی گناہ کیا ہوگا تو اس کے بدلے میں اسے سزا ملے گی، سوچنے اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوگا جو بڑے بڑے گناہ کر رہے ہیں، جیسے نماز نہ پڑھنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا یہ بہت بڑے گناہ ہیں، معمولی گناہوں کی سزا ہے تو بڑے گناہوں کی سزا کیوں نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں زمین گواہی دے گی کہ اے اللہ اس شخص نے اس جگہ اور اس وقت یہ گناہ کیا، یہ جرم کیا، جب کسی عدالت میں یہ ثابت ہو جائے کہ یہ مجرم ہے، نمک حرام ہے، ظالم ہے تو پھر سزا سے کس طرح بچ سکتا ہے۔

اٰیاتھا ۸ | ۹۹ سُوۡرَۃُ الزَّلۡزَالِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۳ | رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۙ﴿۱﴾ وَ
اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ۙ﴿۲﴾ وَ قَالَ
الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ۚ﴿۳﴾ يَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ
اَخۡبَارَهَا ۙ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰى لَهَا ؕ﴿۵﴾
يَوۡمَئِذٍ يَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۙ لِّيُرَوۡا
اَعۡمَالَهُمۡ ؕ﴿۶﴾ فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ
خَيۡرًا يَّرَهٗ ؕ﴿۷﴾ وَ مَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ
ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۧ﴿۸﴾ ع

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب زمین پوری شدت کے ساتھ ہلادی جائے گی (یعنی زمین میں زبردست زلزلہ آئے گا) (۱) اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال باہر کرے گی (۲) اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ (۳) اس روز وہ اپنی خبریں سنائے گی (کہ انسان زمین پر کیا کیا عمل کر رہا تھا) (۴) کیونکہ اس کے رب نے اس کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہوگا (۵) اس دن لوگ (قبروں سے نکل کر) مختلف جماعتوں میں چل پڑیں گے (یعنی اہل توحید، اہل شرک، اہل بدعت وغیرہ) تاکہ انھیں ان کے اعمال دکھلائے جائیں (۶) پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا (۷) اور جس نے ذرہ برابر بھی گناہ کیا ہوگا اس کو بھی وہ دیکھ لے گا (۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: قیامت کے دن انسان کے اعمال کی گواہی زمین دے گی، حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور پوچھا "جانتے ہو زمین کی خبریں کیا ہیں؟" صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین کی خبریں یہ ہیں کہ جس بندے یا بندی نے زمین کی پشت پر جو کچھ کیا ہوگا اس کی گواہی دے گی، فلاں شخص نے فلاں دن فلاں عمل کیا تھا۔ (ترمذی، ابواب صفۃ القیامہ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۴)

زمین میں تین قسم کے بوجھ، جنھیں وہ باہر نکال پھینکے گی

آیت ۲: (۱) زمین کی معدنیات، زر و جواہر کے مدفون خزانے جن کیلئے انسان لڑتا تھا۔ ناجائز اور حرام ذرائع استعمال کرتا تھا۔ (۲) دفن شدہ مردوں کے بوجھ یعنی آدم علیہ السلام سے لیکر تا قیامت جتنے انسان زمین کے اندر مدفون ہونگے اور ان میں سے اکثر مٹی بن چکے ہوں گے زمین ان تمام اجزاء کو باہر پھینکے گی یہی اجزاء اللہ کے حکم سے مل جائیں گے اور ہر انسان کو جسم عطا کیا جائے گا۔ (۳) زمین کے وہ اجزاء جن پر کسی انسان نے کوئی اچھا یا برا کارنامہ سرانجام دیا ہوگا۔ زمین کے یہی حصے اللہ کی عدالت میں مجرموں کے خلاف گواہی کے لئے پیش کئے جائیں گے اور وہ شہادت دیں گے۔ (تیسیر القرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ العٰدیٰت

سورۃ العٰدیٰت مکی ہے اس میں ۱۱ آیتیں اور ۱ رکوع ہے

تعارف: سورۂ عادیات مکی ہے۔ اس سورہ میں گھوڑوں کی مثال دیکر اللہ کہتا ہے کہ جو وفاداری اور اطاعت گھوڑے اپنے مالک کے لئے کرتے ہیں، انسان اللہ کے لئے اتنی بھی وفاداری اور شکر گذاری نہیں کرتا، گویا انسان حیوان سے بدتر ہوگیا ہے اور انسان یہ بھی جانتا ہے کہ جو گھوڑا اس کی اطاعت نہیں کرتا اس کی وفاداری نہیں کرتا اس کی کوئی قدر و قیمت اس کے پاس نہیں ہوتی، اسی طرح انسان یہ کیوں نہیں سمجھتا کہ اگر وہ اللہ کا شکرادا نہیں کرے گا، اس کی عبادت نہیں کرے گا تو اللہ کے پاس اس کی قدر و قیمت نہ ہوگی، جس طرح گھوڑے اپنے مالک کے لئے وفادار ہوتے ہیں، انسان بھی اپنے خدا کا وفادار ہوجائے تو اسی میں اس کی کامیابی ہے۔

اٰیاتها ۱۱ — ۱۰۰ سُوۡرَةُ الۡعٰدِیٰتِ مَکِّیَّةٌ ۱۴ — رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ الۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡمُوۡرِیٰتِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے دوڑنے والے گھوڑوں کی جو ہانپ اُٹھتے ہیں (۱) پھر اپنی ٹاپوں سے چنگاریاں نکالتے ہیں (۲) پھر صبح کے وقت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَدۡحًا ۝۲ فَالۡمُغِيۡرٰتِ صُبۡحًا ۝۳ فَاَثَرۡنَ بِهٖ
نَقۡعًا ۝۴ فَوَسَطۡنَ بِهٖ جَمۡعًا ۝۵ اِنَّ
الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوۡدٌ ۝۶ وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ
لَشَهِيۡدٌ ۝۷ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الۡخَيۡرِ لَشَدِيۡدٌ ۝۸
اَفَلَا يَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِى الۡقُبُوۡرِ ۝۹ وَ
حُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوۡرِ ۝۱۰ اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ
يَوۡمَئِذٍ لَّخَبِيۡرٌ ۝۱۱ ع ۱۱ ۲۵

چھاپہ مارتے ہیں (۳) پھراس موقع پر گرد وغبار اُڑاتے ہیں (۴) پھراس وقت دشمن کی فوج میں جا گھستے ہیں (۵) حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے (۶) اور وہ اس بات سے آگاہ بھی ہے (۷) وہ تو مال سے سخت محبت کرنے والا ہے (۸) تو کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا کہ قبروں میں جو کچھ ہے وہ باہر نکال لیا جائیگا (۹) جو بھید دلوں میں ہے وہ ظاہر کر دیئے جائیں گے (۱۰) بے شک ان کا رب اس روز ان سے اچھی طرح واقف ہوگا (۱۱)

آیت ۱۔ ۶: یہ سورت دنیا کے انسانوں کیلئے عبرت اور نصیحت ہے۔ اس میں اللہ نے فرمایا ہے کہ انسان ناشکرا ہے اور دلیل میں گھوڑے کی تعریف کر کے پانچ آیات نازل فرمائیں کہ گھوڑا اپنے مالک کا وفادار ہے۔ انسان گھوڑا کو دو وقت چارہ دیتا ہے تو اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر سردی، گرمی، برسات میں سفر کرتا ہے۔ لڑائی کے میدان میں دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے نکل جاتا ہے۔ تیر کھاتا ہے خنجر کے حملوں کو برداشت کر کے اپنے مالک کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر میدان جنگ میں گھس جاتا ہے اور اپنے مالک کی بات مانتا ہے۔ دو وقت کا چارہ کھا کر وفاداری دکھلاتا ہے۔ انسان کے لئے اللہ نے پوری کائنات بنایا ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں انسان کے فائدے کیلئے ہے۔ پھر بھی انسان اپنے مالک کی بات نہیں مانتا۔ نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہیں۔ اللہ کے بندوں کا حق ادا نہیں کرتا۔ انسان بہتر یا گھوڑا بہتر؟

عَادِيَاتٌ : عَادِيَةٌ کی جمع ہے جو عادی کا مؤنث ہے۔ اور عادی بمعنی وہ جماعت جو قتال کیلئے تیار ہو۔ مراد جنگ پر جانے والے گھوڑے۔ ضَبۡحاً وہ آواز جو دوڑنے کی وجہ سے گھوڑوں کے منہ سے نکلتی ہے یعنی گھوڑوں کا ہانپنا۔ (تیسیر القرآن)

مُوۡرِيَاتٌ : اِيۡرَآءٌ سے ہے۔ آگ نکالنے والے قَدۡحٌ کا معنی صَكٌّ چلنے میں گھٹنوں یا ایڑیوں کا ٹکرانا، یا ٹاپ مارنا۔ مُغِيۡرَاتٌ : اَغَارَ يُغِيۡرُ : سے ہے۔ شب خون مارنے یا دھاوا بولنے والے۔ اَثَارَ ۔ اڑانا۔ نَقۡعٌ ۔ گرد وغبار۔ (احسن البیان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ القارعۃ

سورۃ القارعۃ مکی ہے اس میں ۱۱ آیتیں اور ۱ رکوع ہے۔

تعارف:القارعۃ : قرع بمعنی ایک چیز کو دوسری چیز پر اس طرح مارنا کہ آواز پیدا ہو۔ قَرَعَ الْبَابَ بمعنی اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ قَارِعَۃٌ کھڑکھڑانے والی، مراد قیامت۔

قارعہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اَلطَّآمَّۃُ. اَلصَّآخَّۃُ. اَلْغَاشِیَۃُ. اَلسَّاعَۃُ. اَلْوَاقِعَۃُ (احسن البیان)

یہ سورہ مکی ہے۔ کفار و مشرکین قیامت کا انکار کر رہے تھے، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قیامت کا آنا ایک حقیقت ہے۔ وہ ضرور آئے گی، اچانک آئے گی جیسے دروازہ بند کر کے گھر والے رات میں آرام سے سو رہے ہوں اور رات دو بجے اچانک کوئی دروازہ زور زور سے کھٹکھٹائے گا تو سب لوگ پریشان ہوں گے اور دروازے کی طرف بھاگیں گے کہ یہ کیا ہو رہا ہے، یہ کون دروازہ توڑ رہا ہے، اسی طرح یہ دنیا حسب معمول چل رہی ہوگی کہ اچانک صور پھونکا جائے گا، زمین میں سخت زلزلہ ہوگا، چاند سورج بےنور ہو جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور تمام انسان قبروں سے باہر آجائیں گے اور سخت پریشان ہوں گے کہ اس کائنات کے اندر یہ کیا ہو رہا ہے، اس دن صرف نیک عمل ہی کام آئے گا، اللہ تعالیٰ نیکی اور بدی تولے گا جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا جہاں وہ عیش و آرام کرے گا اور جس کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ میں داخل ہوگا جہاں اسے دردناک عذاب دیا جائے گا۔

آیاتھا ۱۱ | ۱۰۱ سُوْرَۃُ الْقَارِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۳۰ | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلْقَارِعَۃُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَۃُ ۚ﴿۲﴾ وَ مَآ اَدْرٰىکَ مَا الْقَارِعَۃُ ؕ﴿۳﴾ یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِھْنِ الْمَنْفُوْشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کھٹکھٹانے والی (۱) کیا ہے کھٹکھٹانے والی (۲) اور تم کیا جانو کہ وہ کھٹکھٹانے والی کیا ہے؟ (۳) وہ قیامت ہے جس دن لوگ ایسے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پتنگے (۴) اور پہاڑ ایسے ہو جائینگے جیسے دھنکی ہوئی رنگ برنگ کی اون (۵) اور جنکے نیکی کے پلڑے بھاری ہونگے (۶) وہ دل پسند عیش میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَ
اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

ہونگے (۷) اور جنکے نیکی کے پلڑے ہلکے ہونگے (۸) تو ان کا ٹھکانا گہرا گڑھا ہوگا (۹) اور تم کیا سمجھے کہ وہ گہرا گڑھا کیا ہے؟ (۱۰) وہ دہکتی ہوئی آگ ہے (۱۱)

جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ ہے، جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے: انسان جو آگ جلاتا ہے یہ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ۶۹ گنا زیادہ ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 3025) ایک اور حدیث میں ہے کہ آگ نے اپنے رب سے شکایت کی کہ ہر ایک حصہ دوسرے حصے کو کھائے جا رہا ہے۔ اللہ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک سانس گرمی میں اور ایک سانس سردی میں جو سخت سرد ہوتی ہے یہ اس کی ٹھنڈی سانس ہے اور جو سخت گرمی پڑتی ہے وہ جہنم کی گرم سانس ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 3020)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ التکاثر

سورۃ التکاثر مکی ہے اس میں ۸ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے۔ اس سورہ میں لوگوں کے اس خیال کو غلط ٹھہرایا گیا ہے کہ مال ہی سب کچھ ہے اور ساری زندگی بس اسے حاصل کرنے کے لئے وقف کرنا ہے، یہ مال کی حرص آدمی کو اللہ سے اور اس کی عبادت سے غافل کر دیتی ہے اور لوگوں میں غیر ضروری طور پر فخر و غرور کا جذبہ پیدا کر دیتی ہے۔

اٰياتها ٨ ۝ ١٠٢ سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ ١٦ ۝ ركوعها ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ
الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا
سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ
الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مال و دولت کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی فکر نے تمہیں غفلت میں ڈال دیا ہے (۱) یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے (۲) دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا (۳) پھر دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا (۴) دیکھو اگر تم جانتے ہو اس کے انجام کو تو غفلت نہ کرو (۵) تم ضرور دوزخ کو دیکھو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝	گے(۶) پھر تم اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے(۷) پھر اس روز تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائیگا (کہ ان نعمتوں کو پا کر شکر کیا یا نمک حرامی کی)(۸)

آج ہر آدمی دوسرے آدمی سے مال و دولت میں آگے بڑھنا چاہتا ہے اور یہی اس کا مقصد زندگی ہو گیا ہے، تو سمجھنا چاہئے کہ ایسا آدمی دنیا پرست ہے اور گمراہ ہے اگر اسے آخرت پر ایمان ہوتا اگر اسے آخرت کا علم ہوتا اگر اسے آخرت کی اہمیت معلوم ہوتی تو ہر گز دنیا پرست نہ ہوتا، کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے، دنیا ایک قطرہ ہے تو آخرت سمندر کی طرح ہے۔

لَهْوٌ کا لغوی معنیٰ:

اَلْهٰكُمُ: لَهْوٌ کھیل تماشہ کو کہتے ہیں لیکن اصل میں لھو ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کو اصل مقصد سے یا کسی اہم تر چیز سے ہٹائے رکھے۔ اَلْهٰى کے معنی ہیں کسی گھٹیا کام میں مشغول رہ کر اس سے اہم تر کام سے خیال ہٹا دینا گویا اَلْهٰى میں توجہ ہٹا دینے کا سبب غفلت یا بھول نہیں ہوتی بلکہ فضول کام ہوتے ہیں۔ (تیسیر القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ العصر

سورۃ العصر مکی ہے اس میں ۳ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور اس میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ انسان کی کامیابی، مال سے اولاد سے، عہدے سے یا جائیداد سے نہیں بلکہ ایمان سے نیک عمل سے اور ایک دوسرے کو حق کی تبلیغ کرنے اور صبر کی وصیت کرنے میں ہے۔ انسان اگر اپنی کامیابی چاہتا ہے تو سب کام دھندے چھوڑ کر سب سے پہلے ایمان کی طرف توجہ دے، نیک عمل کرے اور ایک دوسرے کو حق کی اور صبر کی تائید میں حصہ لے، ورنہ وہ دنیا اور آخرت میں برباد ہو جائے گا، کسی کام کا نہ رہے گا۔ اب ہماری حالت یہ ہے کہ ہم سب سے پہلے مال کی طرف توجہ کرتے ہیں، ہم سب سے پہلے دنیا کی طرف توجہ کرتے ہیں، یہ گمراہی ہے یہ ہم کو نقصان پہنچانے والی بات ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اٰیاتها ۳ ۱۰۳ سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ ۱۳ ركوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَ الْعَصْرِۙ ⓵ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ ⓶
اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ
تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ؑ ⓷ ع ۲۸

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے تمام زمانوں کی (۱) یقیناً انسان نقصان میں ہے۔ (۲) سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں ایک دوسرے کو حق پر قائم رہنے اور صبر اختیار کرنے کی تاکید کرتے رہے۔ (وہ نقصان میں نہیں رہیں گے) (۳)

تشریح: امام رازی نے کسی بزرگ کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے سورہ عصر کا مطلب ایک برف بیچنے والے سے سمجھا جو بازار میں آواز لگارہا تھا کہ رحم کرو اس شخص پر کہ جس کا سرمایہ گھلا جارہا ہے، رحم کرو مجھ پر کہ میرا برف تیزی سے پگھل رہا ہے، اگر تم لوگ جلدی نہ خریدو گے تو میں برباد ہو جاؤں گا، اس کی یہ بات سن کر میں سورہ عصر کا مطلب سمجھ گیا۔

انسان کو زندگی کی جو مدت دی گئی ہے وہ تیزی سے گزر رہی ہے، وہ برف کے گھلنے کی طرح تیزی سے گزر رہی ہے، اس کو اگر ضائع کیا جائے یا غلط کاموں میں خرچ کیا جائے تو یہی انسان کا نقصان ہے، آج انسان کے پاس نماز پڑھنے کے لئے ۱۵ منٹ کا وقت نہیں ہے مگر دوسرے کاموں کے لئے اس کے پاس وقت ہے، افسوس ہے ایسی زندگی پر لہٰذا وقت کی قدر کرو اور اسے اچھے کاموں میں خرچ کرو۔

عصر کے معنی

عصر کا لفظ دو معنی میں آتا ہے۔ (۱) عصر کا وقت جو انتہائی مصروفیات کا وقت ہوتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى آیت میں صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔

(۲) عصر کا دوسرا معنی ''زمانہ'' اور اس سے وہی زمانہ یا عرصہ مراد لیا جاسکتا ہے جو انسان کی پیدائش سے لیکر قیامت تک کا وقت ہے۔ انسان کی پیدائش سے پہلے کا نہیں۔ اس لئے کہ اللہ عصر کو بنی نوع انسان پر بطور شاہد بیان فرماتے ہیں اور جب انسان کا وجود ہی نہ تھا تو شہادت کیسی؟ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الھمزہ

سورۃ الہمزہ مکی ہے اس میں ۹ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: سورہ عصر میں یہ بات بتائی گئی تھی کہ کامیاب ہونے والے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، ایک دوسرے کی خیر خواہی کرتے ہیں، اور ایک دوسرے کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اور سورہ ھمزہ میں یہ بات بتائی جارہی ہے کہ جہنم میں جانے والے لوگ وہ ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ نفرت کرتے ہیں، ایک دوسرے کی بُرائی چاہتے ہیں اور اگر دیکھتے ہیں کہ کوئی انسان دوسرے انسان کے ساتھ بھلائی کررہا ہے تو فوراً اس کے خلاف ہوجاتے ہیں اور اسے بھلائی کرنے سے منع کرتے ہیں۔

ایاتھا ۹ ۱۰۴ سُوۡرَۃُ الۡھُمَزَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۳۲ رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ جَمَعَ
مَالًا وَّ عَدَّدَہٗ ۙ﴿۲﴾ یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ
اَخۡلَدَہٗ ۚ﴿۳﴾ کَلَّا لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَۃِ ۫﴿۴﴾
وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحُطَمَۃُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰہِ
الۡمُوۡقَدَۃُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ؕ﴿۷﴾
اِنَّہَا عَلَیۡہِمۡ مُّؤۡصَدَۃٌ ۙ﴿۸﴾ فِیۡ عَمَدٍ
مُّمَدَّدَۃٍ ﴿۹﴾ ع ۲۹

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

خرابی ہے ہر ایسے شخص کیلئے جو عیب ٹٹولنے والا اور غیبت کرنے والا ہے (۱) جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا (۲) وہ سمجھتا ہے کہ اسکا مال اسکے پاس ہمیشہ رہے گا (۳) ہرگز نہیں وہ شخص تو چکنا چور کردینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا (۴) اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ چکنا چور کردینے والی آگ (۵) وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے (۶) جو دلوں پر چڑھ جائے گی (۷) اور وہ اس میں بند کردیئے جائیں گے (۸) یعنی لمبے لمبے ستونوں میں (۹)

تشریح: اس سورہ میں چند برائیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو جاہلیت کے معاشرے کے مالداروں میں پائی جاتی تھیں اور ان بُرائیوں کو عرب بھی بُرا سمجھتے تھے۔ دوسرے کے عیب ڈھونڈنا، دوسروں کی چغلی کرنا کوئی اپنے مال سے کسی غریب کی مدد کررہا ہوتو اسے طعنے دینا اور کسی طرح اسے روکنے کی کوشش کرنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت ۷: افئدۃ: فواد کی جمع ہے۔ جو فَأَدَ سے مشتق ہے۔ فَأَدَ اللحم بمعنی گوشت کو بھونا اور لَحمٌ فَئِیدٌ یعنی بھونا ہوا گوشت۔ ابن الفارس کے نزدیک یہ لفظ گرمی اور شدید حرارت پر دلالت کرتا ہے۔ فؤاد سے مراد دل کا وہ حصہ ہے جو انسان کے جذبات، جذبات کی شدت اور تاثیر سے تعلق رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ دل کے اس حصے پر پہنچے گی جو جذبات کا مرکز ہے۔ جس میں زر پرستی کا جذبہ ہے اور جو دوسرے لوگوں کو حقیر اور ذلیل سمجھنے اور اپنے آپ کو بہت بڑی چیز سمجھنے کے جذبات سے معمور ہے۔ (تیسیر القرآن)

اس سورت میں اللہ تعالیٰ ان کی سزا بیان کر رہا ہے کہ یہ لوگ ایک ایسی آگ میں داخل کئے جائیں گے جو کچلے گی، نوچے گی اور جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرے گی، غرض یہ کہ نہایت سخت اور دردناک عذاب ہوگا، اس عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو ان بری حرکتوں کو چھوڑ دو۔ آج ہمارے معاشرے اور ہمارے سماج میں بھی یہ بات ہے کہ ہم ایک دوسرے کی برائی بیان کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی برائی چاہتے ہیں۔ ان عادتوں کے ساتھ ہم دنیا میں اور آخرت کی دنیا میں ہرگز کامیاب نہ ہوں گے۔ ترقی اور کامیابی کے لئے ایک دوسرے کی خیر خواہی اور ہمدردی ضروری ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الفیل

سورۃ الفیل مکی ہے اس میں ۵ آیتیں اور ا رکوع ہے

تعارف: سورہ فیل مکی ہے، اور اس سورہ میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اے عرب کے لوگو! تمہارا حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ ہے، بتوں کی عبادت چھوڑو، بت کسی کام کے نہیں ہیں۔ اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے اوپر ایک مصیبت آئی تھی، ابرہہ بادشاہ ۶۰ ہزار کا لشکر لے کر تمہارے اوپر حملہ کرنے تمہیں قتل کرنے، تمہارے بچوں اور عورتوں کو لونڈی اور غلام بنانے، تمہارے گھروں کو جلانے اور تمہارے کعبہ کو گرانے آیا تھا اور تم اس وقت سخت پریشان تھے، کیوں کہ تم بہت کمزور تھے، اور اس وقت کعبۃ اللہ میں ۳۶۰ بت تھے، ہر بت کی تم نے عبادت کی، ہر ایک کے سامنے تم نے ہاتھ جوڑے، ہر ایک کو تم نے سجدے کئے، ان سے مدد مانگی مگر ۳۶۰ میں سے کسی بت نے تمہاری دعا نہ سنی اور تمہارے کچھ کام نہ آئے۔ بالآخر تمہارے سردار عبدالمطلب نے کعبہ کا غلاف پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور کہا اے اللہ یہ بت بے جان پتھر ہیں، یہ خدا نہیں، اے اللہ تو ہی ہمارا رب ہے تو ہی معبود ہے تو ہی مدد کرنے والا ہے، اے اللہ ہماری مدد کر، ہم پر رحم فرما، تو فوراً اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کو بھیجا، جن کی چونچ اور پیروں میں کنکر تھے، جو سپاہیوں پر کنکر گرا رہے تھے تو تمام سپاہی

www.KitaboSunnat.com

چبائے ہوئے چارہ کی طرح ہو گئے، سب مر گئے۔ اس طرح مکہ کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔ اس واقعہ کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ اہل مکہ سے سوال کر رہا ہے کہ جب تم پر آفت آئی تھی تو تمہاری مدد کس نے کی، بت نے یا اللہ تعالیٰ نے۔ جب بُت نے تمہاری مدد نہیں کی تو یہ بات واضح ہوگئی کہ بُت خدا نہیں ہیں، حاجت روا نہیں ہیں، مدد کرنے والے نہیں ہیں تو پھر ان کی عبادت مت کرو، ان کو سجدہ نہ کرو، ان کا طواف نہ کرو، بلکہ اللہ کی عبادت کرو، کیونکہ وہی اللہ ہے وہی سب کی مدد کرنے والا ہے، وہی مصیبت میں کام آنے والا ہے، جس سال رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے اسی سال یہ واقعہ ہوا تھا اور بہت سارے لوگ رسول اللہ کے زمانے میں موجود تھے جو اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔

آیاتها ۵ — ۱۰۵ سُورَةُ الْفِيلِ مَكِّيَّةٌ ۱۹ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵ ع

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا (۱) کیا ان کی تدبیروں کو بےکار نہیں کر دیا (۲) اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ نہیں بھیجے (۳) جو ان پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے (۴) پھر انھیں ایسا کر دیا جیسے چبایا ہوا بھونسہ۔ (۵)

ابابیلوں کی کنکر باری:

آیت ۳: ابابیل پرندے کا نام نہیں بلکہ اس کے معنی غول در غول اور جھنڈ کے ہیں۔ ان پرندوں میں سے ہر ایک کی چونچ میں ایک ایک کنکر تھا اور دو کنکر دونوں پنجوں میں تھے۔ ان پرندوں نے وہی کنکر اس لشکر پر پھینک کر کنکروں کی بارش کر دی۔ یہ کنکر ایسی تیزی سے لگتے تھے جیسے بندوق کی گولی لگتی ہو۔ جہاں کنکر لگتا تھا زخم ڈال دیتا تھا اور کبھی آر پار گزر جاتا تھا۔ چنانچہ اس لشکر کے افراد تو وہیں مر گئے۔ باقی جو بچے واپس مڑے۔ لیکن وہ راستے میں مر گئے۔ ابرہہ خود بھی راستے میں ہی مرا تھا۔ اور اصحاب الفیل کی تباہی کا یہ واقعہ آپؐ کی ولادت باسعادت سے ۵۰ دن پہلے محرم میں پیش آیا تھا۔ (تیسیر القرآن)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ قریش

سورہ قریش مکی ہے اس میں ۴ آیتیں اور ۱ رکوع ہے۔

تعارف: کعبہ اللہ کا گھر ہے اسی لئے اس کو بیت اللہ کہتے ہیں۔ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے اللہ کی عبادت کرنے کیلئے اس کو بنایا تھا اور ابرہہ بادشاہ جب ۶۰ ہزار کا لشکر لیکر کعبۃ اللہ کو گرانے آ رہا تھا تو ابرہہ کے سپاہی عبدالمطلب کے اونٹ پکڑ کر لے گئے۔ عبدالمطلب نے ابرہہ سے اپنے اونٹ مانگے تو ابرہہ بادشاہ نے پوچھا تم کعبۃ اللہ کے متولی ہو، میں کعبۃ اللہ گرانے آیا ہوں، آپ کعبۃ اللہ کے بارے میں بات کرنے کے بجائے اپنے اونٹوں کے بارے میں بات کر رہے ہو؟ تو عبدالمطلب نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا تھے، جواب دیا کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں انکو لینے آیا ہوں، کعبہ کا مالک اللہ ہے اسکی فکر وہ کریگا، یہ کہہ کر اپنے اونٹ لیکر واپس آ گئے اللہ نے ابابیل پرندوں کو بھیج کر کعبۃ اللہ کی حفاظت کی۔

آیاتھا ۴ ۱۰۶ سُوۡرَةُ قُرَيۡشٍ مَّكِّيَّةٌ ۲۹ رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍ ۙ﴿۱﴾ اِلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ ۚ﴿۲﴾ فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِىۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ﴿۴﴾ ع

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کس قدر چاہت ہے قریش کو (۱) موسم سرما و گرما کے سفر سے ان دنوں میں تجارت کرنے سے (۲) لہٰذا ان کو چاہئے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں (۳) جس نے ان کو بھوک سے بچا کر کھانا کھلایا اور خوف سے بچا کر امن بخشا (۴)

تشریح: قریش کے لوگ تاجر تھے، موسم سرما اور گرما میں تجارت کیلئے ملک یمن، ملک شام اور ملک مصر وغیرہ جاتے تھے اور خوب نفع کماتے تھے اور خوشحال زندگی گزارتے تھے۔ کعبۃ اللہ کی سارے عرب میں بہت اہمیت تھی اور ابرہہ کے لشکر کی تباہی کے بعد تو اسکی اہمیت اور بڑھ گئی اور عرب کے تمام لوگ اچھے اور برے چور، ڈاکو سب کعبۃ اللہ کا احترام کرتے تھے۔

اس سورہ میں اللہ تعالیٰ قبیلہ قریش سے کہہ رہا ہے کہ تم تجارت کی غرض سے ملک شام، یمن اور مصر جاتے ہو اور خوب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفع کماتے ہو۔اے قریش کے لوگو! دوسروں کے مقابلے میں تم کو امن ملا ہے، دوسروں کے مقابلہ میں تم کو مزے سے روٹی روزی تجارت کے ذریعہ مل رہی ہے تو یہ کعبہ کی وجہ سے ہے کہ تم کعبۃ اللہ کے خادم ہو، اس لئے تمہارے تجارتی قافلہ کو کوئی لوٹتا نہیں، جبکہ دوسرے لوگوں کو یہ چیز حاصل نہ تھی لہٰذا اے قریش کے لوگو! اللہ کے گھر میں اللہ کی عبادت کرو، بتوں کی عبادت چھوڑ دو یہی انصاف کا تقاضا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُورۃُ الماعون

سورۃ الماعون مکی ہے اس میں ۷ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: کعبۃ اللہ کی تعمیر اس لئے ہوئی تھی تا کہ اللہ کی عبادت کی جائے، مگر قریش کے لوگ بتوں کی عبادت کر رہے تھے اور کعبۃ اللہ کی تعمیر کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ یتیموں، غریبوں اور مسافروں کی مدد کی جائے مگر اس کے ذمہ دار ایسے لوگ تھے جو یتیم کو کچھ دینے کے بجائے، دھکے مار مار کر کعبۃ اللہ کے باہر کر دیتے تھے لہٰذا قریش اب اس قابل نہ رہے کہ کعبۃ اللہ کے ذمہ دار بنیں، کعبۃ اللہ کے متولی بنے رہیں۔ ابولہب سردار قریش کعبۃ اللہ کا متولی تھا، بت پرست تھا، یتیم کو دھکے دیتا تھا، اس لئے اللہ نے چاہا کہ بُت پرستوں سے یہ عہدہ چھین کر مسلمانوں کے حوالے کیا جائے، اگر مسلمان کعبۃ اللہ کے متولی بنیں گے تو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور اس گھر سے یتیموں اور غریبوں کی مدد کریں گے۔

آیاتھا ۷ ۱۰۷ سُورَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ ۱۷ رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ؕ﴿۱﴾ فَذٰلِکَ
الَّذِیۡ یَدُعُّ الۡیَتِیۡمَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ
الۡمِسۡکِیۡنِ ؕ﴿۳﴾ فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ
عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ
یُرَآءُوۡنَ ۙ﴿۶﴾ وَ یَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ٪﴿۷﴾ ع ۳۲

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو آخرت کی سزا کو نہیں مانتا (۱) یہ وہی شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (۲) اور غریب کو کھانا کھلانے کے لئے لوگوں کو ترغیب نہیں دیتا (۳) پھر خرابی ہے ان نماز پڑھنے والوں کیلئے (۴) جو اپنی نماز کی اہمیت سے غافل ہیں (۵) جو ریا کاری کرتے ہیں (۶) اور معمولی ضرورت کی چیزیں بھی لوگوں کو نہیں دیتے (۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تشریح: نماز وہ صحیح ہے جو نمازیوں کو انسانی خدمت پر اُبھارے، انسان کا ہمدرد بنائے، نمازی کا مطلب ہے انسانوں کا ہمدرد، انسانوں کا خیر خواہ ہو، جو انسان نماز پڑھتا ہے مگر انسانوں کے ساتھ ہمدردی نہیں کرتا، انسانوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا، اس نے نماز کا معنی ہی نہیں سمجھا۔ مشرکین کی نماز، منافقین کی نماز ایسی تھی کہ جب ان سے کوئی معمولی ضرورت کی چیز مانگی جاتی تو وہ کہہ دیتے کہ ہمارے پاس نہیں ہے، یعنی ان کے دلوں میں تھوڑی سی ہمدردی بھی نہ تھی، لہٰذا ان کی نماز بے کار ہے۔

آج نماز پڑھنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ کیا ان کے دلوں میں اپنے ماں باپ کے لئے اپنے بھائی بہنوں کے لئے اپنے رشتہ داروں کے لئے ہمدردی ہے؟ دوسرے انسانوں کے لئے ان کے دلوں میں ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ ہے یا نہیں۔ اگر ہمارے دلوں میں انسانوں کے لئے ہمدردی کا جذبہ نہیں ہے تو سمجھنا چاہئے کہ ہماری نماز صحیح نہیں ہے اور ایسی نماز دوزخ کی آگ سے نہیں بچا ئیگی۔ سورۃ الماعون: اِسے سورۃ الدین، سورہ أرأیت اور سورۃ الیتیم بھی کہتے ہیں۔ (فتح القدیر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃُ الکوثر

سورۃ الکوثر مکی ہے اس میں ۳ آیتیں اور ۱ رکوع ہے۔

آیاتها ۳ ۔ ۱۰۸ سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ ۱۵ ۔ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳ ع ۲۲

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے نبیؐ ہم نے تم کو کوثر عطا کر دیا (۱) تم اپنے رب کی عبادت کرو اور قربانی دیا کرو (۲) یقیناً تمہارا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے (۳)

تشریح: قریش کہا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے کٹ کر ایسے ہو گئے ہیں جیسے کوئی درخت اپنی جڑ سے کٹ گیا ہو اور کچھ دیر بعد سوکھ کر مٹی میں مل جائے گا، ایسے پریشان کن حالات میں اللہ تعالیٰ نے رسول کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ضرور کامیاب ہوں گے، کیونکہ ہم نے آپ کو کوثر عطا کر دیا ہے، ایک دن کعبۃ اللہ کے ذمہ دار آپ ہوں گے، آپ کو فتح ونصرت نصیب ہوگی۔ کوثر کا مطلب ہے خیر و بھلائی، عزت و کامیابی، جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیمؓ کا بچپن میں انتقال ہو گیا تو کفار خوش ہو کر کہنے لگے کہ اب ان کا کوئی نام لیوا بھی نہ رہا، ان کے وفات کے بعد ان کے دین کا نام ونشان بھی نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے۔ابو جہل اور ابولہب کا نام لیوا تو اب دنیا میں کوئی نہیں ،مگر محمد ﷺ کو ماننے والے اور چاہنے والے کروڑوں ہیں اور ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

کوثر کے مختلف پہلو اور مختلف مفہوم: کوثر، کَثُرَ سے مشتق ہے۔جس میں بہت مبالغہ پایا جاتا ہے اور اہل لغت نے اس کا معنی خیر کثیر لکھا ہے اور احادیث میں کوثر جنت کے ایک نہر کا نام ہے، جس کے سوتے میدانِ حشر میں ہونگے۔حوضِ کوثر سے آپ ﷺ اپنی امت کے ان افراد کو پانی پلائیں گے جن سے اللہ راضی ہوگا۔انسؓ کہتے ہیں ایک دفعہ آپ کو اونگھ آ گئی، اُٹھے تو تبسم فرمایا اور تبسم کی وجہ بتائی کہ مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی۔پھر یہی سورۂ کوثر پڑھی اور فرمایا جانتے ہو کوثر کیا چیز ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا وہ ایک نہر ہے جو اللہ نے مجھے جنت میں دی ہے۔(صحیح مسلم حدیث نمبر:607)(تیسیر القرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ الکافرون

سورۃ الکافرون مکی ہے اس میں ۶ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اور اس سورہ میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے کفار قریش سے اعلان برأت ہے۔اے کافرو! تمہارا اور میرا اب کوئی تعلق نہیں ہے تم مشرک ہو اور میں موحد ہوں، تم بتوں کی عبادت کرتے ہو اور میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔رسول ﷺ کئی سالوں سے توحید، رسالت اور آخرت کے بنیادی عقائد قوم کو سمجھاتے رہے، مگر قوم نے مسلسل انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ کفار سے تعلق ختم کرلو اب تک جن کو مسلمان ہونا تھا وہ ہو گئے اب آپ ہجرت کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کافروں کو ہلاک کر دیگا یا تو آسمان سے عذاب نازل کر کے یا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کروا کے، کفار کے حق میں یہ ہوا کہ جنگ بدر میں کافروں کے بڑے بڑے سردار مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کر دیئے گئے۔

آیاتها ۶ | ۱۰۹ سُوۡرَۃُ الۡکٰفِرُوۡنَ مَکِّیَّۃٌ ۱۸ | رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے محمد (ﷺ) کہہ دو، اے کافرو!(۱) جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا(۲) اور جس اللہ کی میں عبادت کرتا ہوں تم اس کی عبادت نہیں کرتے (۳) اور میں پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعۡبُدُ ۝۳ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۝۴ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۝۵ لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ۝۶ ع	کہتا ہوں جن کی تم پرستش کرتے ہو میں ان کی پرستش کرنے والا نہیں ہوں (۴) اور نہ تم اس کی بندگی کرنے والے معلوم ہوتے ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں (۵) تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے (۶)

تشریح: کفار نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ تجویز رکھی تھی کہ آپ ایک سال ہمارے بتوں کی عبادت کریں پھر ہم بھی ایک سال اللہ کی عبادت کریں گے، آپ ہمارے بتوں کو خدا مان لو، ہم بھی اللہ کو معبود کی حیثیت سے مان لیں گے۔ تو اللہ نے اس سورہ کو نازل فرمایا کہ تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین ہے۔ یعنی ہم شرک نہیں کر سکتے۔ اس سورہ کی فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کی دو رکعتوں اور فجر اور مغرب کی سنتوں میں (قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ) اور سورہ اخلاص کی تلاوت فرمائی ہے، اس طرح آپ ﷺ نے بعض صحابہ سے فرمایا کہ رات کو سوتے وقت یہ سورت پڑھ لیا کرو شرک سے بری قرار پاؤ گے۔ (مسند احمد۔ سنن ترمذی۔ ابوداؤد)

شرک سے متعلق کسی قسم کی لچک اور رواداری کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ ہے وہ دوٹوک فیصلہ جو صرف مکہ کے کافروں کو نہیں دنیا بھر کے کافروں کو بھی نہیں بلکہ مسلمانوں کو بھی واضح الفاظ میں بتایا گیا کہ مشرکوں کو ان کے معبود مبارک رہیں۔ مگر مسلمان اسے کسی قیمت پر گوارا نہیں کر سکتے۔ شرک کے معاملہ میں اسلام نے کسی قسم کی لچک اور رواداری برداشت نہیں کی۔ خواہ یہ مشرک کافر ہوں۔ یا اپنے آپ کو مسلمان ہی کہلاتے ہوں۔ کیونکہ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود لوگوں کی اکثریت مشرک ہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ سورہ یوسف کی آیت نمبر ۱۰۹ میں فرمایا: وَمَا يُؤۡمِنُ اَكۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمۡ مُّشۡرِكُوۡنَ (تیسیر القرآن)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃُ النصر

سورۃُ النصر مدنی ہے اس میں ۳ آیتیں اور ۱ رکوع ہے۔

تعارف: یہ سورہ مدنی ہے۔ نزول کے اعتبار سے یہ آخری سورت ہے۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 5349) جس وقت یہ سورت نازل ہوئی تو بعض صحابہ سمجھ گئے کہ اب نبی کریم ﷺ کا آخری وقت آ گیا ہے، اسی لئے آپ کو تسبیح و تحمید اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔ ابن عباسؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کا واقعہ صحیح بخاری میں ہے۔ (تفسیر سورۃ النصر) اور اس سورہ سے پہلے سورہ کافرون میں قوم سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برأت پھر ہجرت پھر اعلان جنگ کا بیان تھا، اب اس سورہ میں رسول اللہ کو کامیابی کی بشارت دی گئی کہ اب وہ وقت قریب ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کامیاب ہوں گے، مکہ فتح ہوگا اور اسلام کا غلبہ ہوگا۔

آیاتها ۳ — ۱۱۰ سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۴ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَ رَاَيْتَ
النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ
كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ ع

جب خدا کی مدد آ پہنچی اور فتح حاصل ہوگئی (۱) اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج درفوج اللہ کے دین میں داخل ہورہے ہیں (۲) تم اپنے رب کی تعریف اور تسبیح بیان کرو اور اس سے مغفرت مانگو، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے (۳)

وقف النبی ۔ ع ۲۵

اس میں آپ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔

یہ سورت سب سے آخری نازل ہونے والی مکمل سورت ہے۔ (صحیح مسلم 5349) اور یہ ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں نازل ہوئی۔ اسکے بعد چند متفرق آیات نازل ہوئیں اور یہ آیت بھی اس موقع پر نازل ہوئی تھی۔ اس سورت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھ لیا کہ آپکی بعثت کا مقصد پورا ہو چکا ہے اور آپ عنقریب اس دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں۔ چنانچہ اسی سال حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں یہ کہہ کر کہ شائد آئندہ سال میں تم میں موجود نہ ہونگا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر فاروق ؓ مجھے اپنی مجلس میں بدری بزرگ صحابہ کے ساتھ بلا لیا کرتے۔ بعض صحابہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ ایک دن بزرگ صحابہ کے ساتھ بلایا اور سب سے سوال کیا۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ سے کیا سمجھتے ہو۔ بعض نے کہا کہ اگر فتح حاصل ہو تو پاکی بیان کریں، بعض خاموش رہے اور پھر مجھ سے پوچھا گیا میں نے کہا اس سورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ جس سے اللہ نے اپنے رسول کو آگاہ کر دیا۔ اللہ نے فرمایا جب اللہ کی مدد آ پہنچی اور مکہ فتح ہو گیا اور یہی وفات کی علامت ہے۔ اب آپ اللہ کی تعریف کیجئے، بخشش مانگئے، عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں بھی اس سے وہی کچھ سمجھتا ہوں جو تم کہہ رہے ہو۔ (صحیح بخاری حدیث 3956)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃُ اللھب

سورۃ اللھب مکی ہے۔اس میں ۵ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: یہ سورہ مکی ہے اس سورہ کو سورۃ المسد بھی کہتے ہیں، اس کی شان نزول میں آتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اپنے رشتہ داروں کو انذار و تبلیغ کریں تو آپ نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر یا صباحاہ کی آواز لگائی۔ اس طرح کی آواز خطرے کی علامت سمجھی جاتی تھی، چنانچہ اس آواز پر لوگ اکٹھے ہو گئے، آپ نے فرمایا ذرا بتلاؤ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کی پشت پر ایک گھڑسوار لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے تو میری تصدیق کرو گے، اُنھوں نے کہا کیوں نہیں، ہم نے کبھی آپ کو جھوٹا نہیں پایا، آپ نے فرمایا کہ پھر میں تمہیں ایک بڑے عذاب سے ڈرانے آیا ہوں (اگر تم کفر و شرک میں مبتلا رہے) یہ سن کر ابولہب نے کہا تَبًّا لَکَ تیرے لئے ہلاکت ہو، کیا تو نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا؟ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما دی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4397)

ایاتها ۵ — ۱۱۱ سُوۡرَۃُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ ٦ — رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

تَبَّتۡ يَدَاۤ اَبِىۡ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰى
عَنۡهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَيَصۡلٰى نَارًا
ذَاتَ لَهَبٍ ۚۖ﴿۳﴾ وَّامۡرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ
الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِىۡ جِيۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾ ع

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو (۱) نہ اس کا مال اسکے کام آیا اور نہ اس کی کمائی (۲) وہ بہت جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا (۳) اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی ایندھن سر پر اُٹھاتے پھرتی ہے (۴) اس کی گردن میں بٹی ہوئی رسی ہوگی (۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الاخلاص

سورۃ الاخلاص مکی ہے' اس میں ۴ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

سورہ اخلاص کی فضیلت:

اس کی بڑی فضیلت ہے، بعض صحابہ برکت کی نیت سے دوسری سورتوں کے ساتھ اسے بھی پڑھتے تھے جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں فرمایا! تمہاری اس سورہ کے ساتھ محبت تم کو جنت میں داخل کر یگی (بخاری۔معلقات باب الجمع بین السورتین) ابو سعید غدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کے بارے میں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک یہ سورہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔(صحیح بخاری حدیث نمبر 4628)

یہ سورت اُس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کا نسب بیان کرو، یعنی اس کے کتنے بچے ہیں، اس کا باپ کون ہے۔(مسند احمد)

آیاتہا ۴ ۔ ۱۱۲ سُوۡرَۃُ الۡاِخۡلَاصِ مَکِّیَّۃٌ ۲۲ ۔ رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَ لَمۡ يُوۡلَدۡ ۝۳ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴	اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ اللہ اکیلا ہے (۱) اللہ بے نیاز ہے (۲) وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا (۳) اور اس کے برابر کوئی نہیں ہے (۴)

ع ۲۷

تشریح: ''اخلاص'' اس سورت کا محض نام ہی نہیں بلکہ اس کے مضمون کا عنوان بھی ہے، کیونکہ اس میں خالص توحید بیان کی گئی ہے، قرآن مجید کی دوسری سورتوں میں بالعموم کسی لفظ کو ان کا نام قرار دیا گیا ہے جو ان میں وارد ہو لیکن اس سورت میں لفظ اخلاص وارد نہیں ہوا ہے۔اس کو یہ نام اس کے معنی کے لحاظ سے دیا گیا ہے۔قریش مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اپنے رب کی نسبت بھی بتائیے۔اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔اس وقت دنیا کے مذہبی تصورات کیا تھے، بُت پرست مشرکین ان خداؤں کو پوج رہے تھے جو لکڑی، پتھر، سونے، چاندی وغیرہ مختلف چیزوں کے بنے ہوئے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف قوموں کے خداؤں کی تعداد

اَحَدٌ بمعنی لاثانی، بے نظیر، یکتا۔صرف ذات باری کیلئے خاص۔غیر اللہ کیلئے واحد کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔واضح رہے کہ گنتی ایک دو تین کیلئے واحد، اثنین، ثلثہ آتا ہے۔واحد کے بجائے احد نہیں بولا جاتا ہے۔البتہ دو موقعوں پر اَحَدٌ کا لفظ مترادف ہوکر آتا ہے۔(۱) اسمائے اعداد کی ترکیب میں ہے جیسے اَحَدَ عَشَرَ (گیارہ) اِحْدٰهُمَا (دونوں میں سے کوئی ایک) اَحَدٌ مِّنْكُمْ (تم میں سے کوئی ایک) يَوْمُ الْاَحَدِ (اتوار) (۲) نفی کی صورت میں صرف ذوی العقول کیلئے آتا ہے۔جیسے لَيْسَ فِي الدَّارِ اَحَدٌ (گھر میں کوئی بھی نہیں ہے) جبکہ واحد کا لفظ عام ہے جو ماسوا اللہ کیلئے تو عام ہے۔اور اللہ کیلئے صرف اس صورت میں کہ اللہ کی کوئی صفت بھی مذکور ہو جیسے هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (اللہ وہ ہے جو اکیلا ہے سب کو دبا کر رکھنے والا ہے۔) یعنی اللہ ایک ہے دو نہیں۔جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے کہ نیکی کا خدا یزدان ہے اور بدی کا خدا اہرمن ہے تین بھی نہیں جیسا کہ عیسائی کا عقیدہ ہے کہ باپ بیٹا اور روح القدس تینوں خدا ہیں۔بلکہ وہ ایک اور صرف ایک ہے۔(تیسیر القرآن)

یہ سورت اسلام کے اولین بنیادی عقیدے (توحید) کو چار ایسے فقروں میں بیان کر دیتی ہے جو فوراً انسان کے ذہن نشین ہوجاتے ہیں اور آسانی سے زبانوں پر چڑھ جاتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورَةُ الفلق

سورۃ الفلق مکی ہے اس میں ۵ آیتیں اور ا رکوع ہے۔

تعارف: فضیلت: رسول اللہ ﷺ نے سورہ فلق اور سورہ ناس کے تعلق سے فرمایا کہ آج کی رات مجھ پر کچھ ایسی آیات نازل ہوئی ہیں جن کی مانند میں نے کبھی نہیں دیکھا پھر آپ نے سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھا۔(صحیح مسلم حدیث نمبر 1348)

رسول اللہ ﷺ نے ابوحابس ؓ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے بہتر تعوذ نہ بتاؤں، جس کے ذریعہ سے پناہ طلب کرنے والے پناہ طلب کرتے ہیں، اُنھوں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول ضرور بتائیے:

آپ ﷺ نے فرمایا یہ معوذتین ہیں یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس (نسائی 5432 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

نبی کریم ﷺ انسانوں اور جنوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے، جب یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں تو آپ نے انکے پڑھنے کو معمول بنالیا اور باقی چیزیں آپ ﷺ نے چھوڑ دیں۔(ترمذی: 2058 علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف زیادہ ہوتی تو یہ سورتیں پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک لیتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ کے ہاتھوں کو برکت کی اُمید سے آپ کے جسم پر پھیرتی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4630)

جب رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تو جبرئیلؑ یہ دو سورتیں لیکر حاضر ہوئے اور فرمایا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کی چیزیں فلاں کنویں میں رکھی گئی ہیں، آپ ﷺ نے علیؓ کو بھیج کر ان چیزوں کو منگوایا جن پر جادو کیا گیا تھا، کنگھی کے چند دندانے اور بالوں کے ساتھ ایک تانت کے گیارہ گانٹھیاں پڑی تھیں اور موم کا پتلا تھا جس میں سوئیاں چبھوئی ہوئی تھیں۔ جبرئیلؑ کے حکم کے مطابق آپ ان دونوں سورتوں میں سے ایک ایک آیت پڑھتے جاتے اور گرہ کھولتے جاتے، تمام آیتوں کی تلاوت پر تمام گرہیں کھول دی گئیں اور آپ اس طرح ہو گئے کہ آپ کسی چیز سے بندھے ہوئے تھے، ہر بندھن سے آزاد ہو گئے۔ (فتح الباری)

رسول اللہ کا یہ معمول تھا کہ رات کو سوتے وقت سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں پر پھونکتے اور پھر انھیں سارے جسم پر ملتے، پہلے چہرہ اور جسم کے اگلے حصہ پر ہاتھ پھیرتے، اس کے بعد جہاں تک آپ کے ہاتھ پہنچتے تین مرتبہ آپ اسی طرح کرتے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4630)

آیاتها ۵ ۱۱۳ سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۲۰ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا
خَلَقَ ۝۲ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳
وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ
شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵ ع ۴۸

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کہو کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں (۱) ہر چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی (۲) اور شب کی تاریکی کی برائی سے جب اسکا اندھیرا چھا جائے (۳) اور گنڈوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کی بُرائی سے (۴) اور حسد کرنے والے کی بُرائی سے جب حسد کرنے لگے (۵)

فلق کا لغوی مفہوم

فَلَق کے معنی پھٹنا اور الگ ہونا بھی ہے اور پھاڑنا بھی (فَالِقُ الْاِصْبَاحِ) (الانعام:۹۶) بمعنی صبح کے پھاڑنے اور ظلمت سے الگ کرنے والا اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو رات کی تاریکی سے صبح کی روشنی کو ظاہر کرتا ہے اور حقیقت میں دیکھا جائے تو جو چیز بھی ظہور میں آتی ہے وہ تاریکی اور پردۂ غیب سے ہی ظہور میں آتی ہے۔ جیسے اس سے پہلی آیت میں فرمایا (فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى) (الانعام:۹۵) یعنی وہ ذات جو زمین کو پھاڑ کر اس سے دانہ اور گٹھلی کی کونپل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکالنے والا، اسی طرح انڈے کا چھلکا توڑ کر چوزے کو باہر نکالنے والا۔ یا رحم مادر سے بچہ کو باہر لانے والا۔ زمین یا پتھر کو پھاڑ کر اس سے چشمے جاری کرنے والا۔ حتیٰ کہ اللہ نے ایک ملے جلے مادے کو ہی پھاڑ کر اس سے آسمان وزمین کو الگ الگ کیا اور انھیں وجود میں لایا تھا۔ اس لحاظ سے فالق اور خالق تقریباً ہم معنی ہیں۔ (تیسیر القرآن)

تشریح: اگرچہ قرآن مجید کی آخری دو سورتیں الفلق اور الناس بجائے خود الگ الگ ہیں، اور مصحف میں الگ الگ ناموں ہی سے لکھی ہوئی ہیں لیکن ان کے درمیان باہم اتنا گہرا تعلق ہے اور ان کے مضامین ایک دوسرے سے اتنی قریبی مناسبت رکھتے ہیں کہ ان کا ایک مشترک نام معوذتین (پناہ مانگنے والی دو سورتیں) رکھا گیا ہے۔ یہ نازل بھی ایک ساتھ ہی ہوئی ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الناس

سورۃ الناس مکی ہے، اس میں ۶ آیتیں اور ۱ رکوع ہے۔

تعارف: اس سورت کی ابتدائی تین آیات میں اللہ تعالیٰ کی تین صفات بیان کر کے اس سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ ایک یہ کہ وہ تمام لوگوں کا پرورش کرنے والا ہے۔ اسے یہ خوب معلوم ہے کہ فلاں شخص کے فلاں شر سے فلاں انسان کو کیا تکلیف پہنچ سکتی ہے؟۔ دوسرے یہ کہ تمام انسانوں کا بادشاہ بھی ہے۔ یعنی وہ انسانوں پر پورا اقتدار اور اختیار بھی رکھتا ہے اور ظاہری اسباب پر بھی اس کا پورا کنٹرول ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ الٰہ بھی ہے اور الٰہ کے مفہوم میں یہ بات از خود شامل ہے کہ وہ ہر ایک کی فریاد سنتا اور اس کی دادرسی بھی کر سکتا ہے اور تمام باطنی اسباب پر بھی اس کا کنٹرول ہے اور حقیقت میں ایسی ہی ہستی اس بات کی سزاوار ہو سکتی ہے کہ لوگ اس سے دوسروں کے شر سے پناہ طلب کریں اور وہ پناہ دے بھی سکتا ہے اور دوسروں کے شر سے محفوظ بھی رکھ سکتا ہے۔ (تیسیر القرآن)

اٰیاتھا ۶ — ۱۱۴ سُوۡرَۃُ النَّاسِ مَکِّیَّۃٌ ۲۱ — رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾
اِلٰہِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ
الۡخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کہو کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں (۱) یعنی لوگوں کے حقیقی بادشاہ کی (۲) لوگوں کے معبود برحق کی (۳) شیطان اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جاتا ہے (۴) جو لوگوں کے دلوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع ۱/۲۹ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۝

وسوسے ڈالتا ہے(۵) خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے(٦)

اللہ کے علاوہ دوسرے سے پناہ مانگنا شرک ہے

پناہ اُس وقت مانگی جاتی ہے جب انسان کو کوئی ایسا خطرہ درپیش ہو جس کی مدافعت کرنے کی وہ اپنے آپ میں ہمت نہ پاتا ہو اور اس ہستی سے پناہ مانگی جاتی ہے جو نہ صرف یہ کہ پناہ مانگنے والے سے زیادہ طاقتور ہو جس سے حملہ یا تکلیف کا خطرہ درپیش ہو اس سے بھی طاقتور ہو اور سب سے زیادہ طاقتور اور ظاہری اسباب کے علاوہ باطنی اسباب پر حکمراں اللہ کی ذات ہے۔ لہٰذا پناہ صرف اسی سے مانگنی چاہئے۔ بالخصوص اس صورت میں جب کہ ظاہری اسباب مفقود ہوں۔ ایسی صورت میں اللہ کے علاوہ کسی دوسرے سے پناہ مانگنا شرک ہے۔ جیسا کہ دور جاہلیت میں لوگ جب کسی جنگل میں مقیم ہوتے تو اپنے مزعومہ عقائد کے مطابق وہاں کے جنوں کے بادشاہ سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ ہاں اگر ظاہری اسباب کی بنا پر کسی سے پناہ مانگی جائے تو یہ جائز ہے۔ تاہم بھروسہ صرف اللہ کی ذات پر ہی کرنا چاہئے۔ واضح رہے کہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس دونوں میں مختلف اشیاء سے اللہ کی پناہ مانگنے کا ذکر ہے اور دونوں کا مضمون باہم ملتا جلتا ہے۔ لہٰذا ان دونوں سورتوں کو معوذتین کہا جاتا ہے یعنی وہ سورتیں جنھیں پڑھ کر اپنے پروردگار سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ (تیسیر القرآن)

ترتیب کے لحاظ سے قرآن مجید کا آغاز سورۂ فاتحہ سے ہوتا ہے اور اختتام معوذتین یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس پر، اب ذرا آغاز و اختتام کی مناسبت پر نظر ڈالئے، آغاز میں بسم اللہ، رب العالمین، رحمان اور رحیم اور مالک یوم الدین کی حمد و ثنا کر کے بندہ عرض کرتا ہے کہ میں آپ ہی کی بندگی کرتا ہوں، اور آپ ہی سے مدد چاہتا ہوں اور سب سے بڑی مدد جو مجھے درکار ہے وہ یہ ہے کہ مجھے سیدھا راستہ بتا۔ جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدھا راستہ دکھانے کیلئے اسے پورا قرآن مجید دیا جاتا ہے اور قرآن مجید کو ختم اس بات پر کیا جاتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے جو رب الفلق، رب الناس، ملک الناس اور الٰہ الناس ہے، عرض کرتا ہے کہ میں ہر مخلوق کے ہر فتنہ اور ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے آپ ہی کی پناہ لیتا ہوں، اور خصوصیت کے ساتھ شیاطین جن و انس سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، کیوں کہ سیدھی راہ کی پیروی میں وہ سب سے زیادہ رکاوٹ ڈالتے ہیں، اس آغاز کے ساتھ یہ اختتام جو مناسبت رکھتا ہے وہ کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔

تمت بالخیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رموز اوقاف

قرآن مجید کی صحیح قراءت کے لیے خاص خاص علامتیں مقرر ہیں جنہیں رموز اوقاف کہتے ہیں۔ ان رموز کی مفصل کیفیت درج ذیل ہے:

مـ = وقف لازم کی علامت ہے۔ اسے ترک کر دینے سے معنوں میں خلل پڑ جاتا ہے۔ یہاں ٹھہر جانا نہایت ضروری ہے، ورنہ عبارت کا مطلب منشائے الٰہی کے خلاف ہو جائے گا۔

ط = وقف مطلق کی علامت ہے۔ چونکہ اس مقام پر بعد کی عبارت کو سابق عبارت کے ساتھ ملا کر پڑھنے کی وجہ نہایت ضعیف، بلکہ ناپید ہوتی ہے۔ اس لیے احسن یہی ہے کہ یہاں ٹھیر کر آگے کی عبارت پڑھی جائے۔

ج = وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھیر جانا بہتر ہے مگر نہ ٹھیرنا بھی جائز ہے۔

ز = وقف مجوّز کی علامت ہے۔ یہاں نہ ٹھیرنا بہتر ہے اگرچہ ٹھیر جانا بھی جائز ہے۔

ص = وقف مرخّص کی علامت ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہاں چاہیے تو ملا کر پڑھنا لیکن اگر پڑھنے والا تھک کر ٹھیر جائے تو کوئی حرج نہیں۔

ق = یہ قد قیل (کہا گیا ہے) یا قیل علیہ الوقف (کہا گیا ہے کہ اس مقام پر وقف ہے) کا مخفف ہے، یعنی بعض علماء کے نزدیک یہاں ٹھیر جانا جائز ہے، لیکن یہاں نہ ٹھیرنا بہتر ہے۔

لا = یہ لا وقف علیہ (اس مقام پر کوئی وقف نہیں) کا مخفف ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں ہرگز وقف نہ کیا جائے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر آدمی یہاں ٹھیر گیا ہو تو اسے عبارت پھر سے پڑھنی چاہیے۔

قف = یہ یوقف علیہ (اس مقام پر ٹھیرا جاتا ہے۔) مطلب یہ ہے کہ یہاں ٹھیر کر آگے پڑھا جانا ہے۔

سکتہ = پڑھنے والا سانس لیے بغیر یہاں ذرا ٹھیر جائے، مگر سانس نہ ٹوٹے۔

وقفہ = لمبے سکتے کی علامت ہے۔ یعنی جتنی دیر میں سانس لیتے ہیں، پڑھنے والا اس سے کم ٹھیرے۔ علم قراءت کی اصطلاح میں سکتہ اور وقفہ قریب المعنی ہیں، لیکن سکتہ وصل سے قریب تر ہوتا ہے اور وقفہ وقف سے۔

صل = یہ قد یوصل (کبھی کبھی ملا کر پڑھا جاتا ہے) کا مخفف ہے، یعنی پڑھنے والا کبھی اس جگہ ٹھیر جاتا ہے، کبھی نہیں ٹھیرتا مگر یہاں وقف کرنا احسن ہے۔

صلے = یہ الوصل اولیٰ کا مخفف ہے یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

جہاں ایک سے زیادہ علامتیں ہوں، وہاں اوپر کی علامت کا اعتبار ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک سے زیادہ علامتیں ایک سیدھ میں ہوں، تو آخری علامت کا اعتبار ہوگا۔

○ مطلق آیت کی علامت ہے۔ جہاں فقط یہی علامت ہو۔ وہاں وقف کیا جائے۔ اگر آیت پر لا ہو تو نہ ٹھیرنا بہتر ہے، مگر ضرورۃً ٹھیرا جائے تو مضائقہ بھی نہیں۔ قاریوں میں یہی مشہور ہے کہ نہ ٹھیرا جائے۔ اگر آیت پر لا کے سوا کوئی اور رمز وقف ہو، تو وقف و وصل کے لیے اسی علامت کا اعتبار ہوگا۔

∴ ∴ = اگر کوئی عبارت تین تین نقطوں کے درمیان گھری ہوئی ہو تو پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ پہلے تین نقطوں پر وقف کر کے دوسرے تین نقطوں پر وصل کرے۔ یا پہلے تین نقطوں پر وصل کر کے دوسرے تین نقطوں پر وقف کرے۔ اس قسم کی عبارت کو معانقہ یا مراقبہ کہتے ہیں۔

لاۤ = جہاں الف پر علامت ہ ہو وہاں الف کا تلفظ نہیں کیا جاتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ